

بِصَنَائِعِ كَمِيلِينَ وَفِي خَلْقِهِ دُرُودُ أَنْ
بِعُونَ شَيْءَ كَمِيلِينَ وَفِي خَلْقِهِ دُرُودُ أَنْ

الحمد لله الذي جعل في خلقه ما لا يحصى من نعمه العظمى والجليلة
والتي لا يمكن أن يحيط بها العقل واللب

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
وَالْحَمْدُ لِلَّهِ
وَالْحَمْدُ لِلَّهِ
وَالْحَمْدُ لِلَّهِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَشْكُرَهُ لَوْلَا رَحْمَتُ اللَّهِ عَلَيْنَا لَفُتْنَا فِي الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ

بِطَبْعِ مَنَشِي كُشُوفِ لَكِنَّهُ طَبْعُ كَرِيمٍ
بِطَبْعِ مَنَشِي كُشُوفِ لَكِنَّهُ طَبْعُ كَرِيمٍ

اطلاع۔ اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ مسلسل وار فروخت کے لیے موجود ہے جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چاہیہ کہ
لی سکتی ہے جسکے معاینہ و ملاحظہ سے شاکتوں اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکے ہیں قیمت بھی ارزاں ہے اس کتاب کے میل بچ کے
تین صفحہ جو سادہ ہیں انہیں بعض کتب فقہ اردو فارسی و عربی و اصول فقہ عربی کی درج کر سکتے ہیں تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے
اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدر دانوں کو گاہی کا ذریعہ مائل ہو۔

کتب فقہ اردو	نور الہدایہ۔ اردو ترجمہ شرح وقایہ جلدین	شرح وقایہ فارسی مع مائتہ مفتی الابرار
راہ نجات۔ از مولوی محمد علی سائل خامزہ دروزہ و طریقہ نکاح خوانی مع خطبہ نکاح۔	اولین عبادات میں از مولوی وحید الزمان۔ ایضاً۔ اردو ترجمہ جلدین اخیرین شرح وقایہ معاملات میں۔	مولوی عبدالحق سجاولی و حاشیہ از مولوی ابرار حسین۔ شرح مختصر وقایہ کور میری۔ فارسی
مفتاح الجنۃ۔ از مولوی کرامت علی خیری حقیقۃ الصلوٰۃ مع رسالہ بے نمازان از مولوی عبداللہ۔	کثر الذائق اردو مسی بہ تحفہ العجم۔ از مولوی محمد سبحان۔ رسالہ چار باب۔ اردو ترجمہ از مولوی کفایت اللہ۔	از لال الدین سمرقندی۔ مسئلہ المتقین منظوم۔ علمائے ولایت سے اسمیں مسائل فقہ حنفیہ کے کار آمد ضروری مندرج کیے ہیں مصنفہ مولوی الدیار خان۔ فتاویٰ اسے برہنہ۔ اسمیں مسائل فقہین مصنفہ مفتی محمد نصیر الدین۔
کشف الحاجات۔ ترجمہ اردو و لادینہ از مولوی نور الدین۔ نیر مسئلہ۔ شامل مفت رسالہ۔	چیل مسائل فقہ۔ از مولوی محمد ابراہیم نگلوری۔ اشرف المسائل منسوبہ جابر اشرف از مولوی اشرف علی خان۔	بنیاد الاسلام فی احکام الصیام۔ نمبر ۱ امامی کی کتاب ہے۔ ہدایہ۔ مع ترجمہ و شرح حامل المتن بقول از مطبوعہ گلگتہ جو چند علمائے نامدار نے باتفاق رائے بدون کیا یہ کتاب مختاران و وکلا کے لیے مفید ہے چار جلد میں۔
(۱) ہنزہ مسئلہ ۲۰ مسائل ثنائیہ (۲۰ صدوی مسئلہ (۲۰) شایعات بدگاہ یاری تعالیٰ (۲۰) طلیق (۲۰) نور نامہ (۲۰) چیل مسائل۔ مولفہ مولوی عبد اللہ بن عبد السلام۔	رسالہ تجنیہ و تکفین مسیت۔ از محمد عمران۔ احسن المسائل ترجمہ کثر الذائق۔ جو مسائل ضروریہ فقہ میں بہت مستند ہے کتاب الطہارت سے کتاب الفرائض تک کے لایہی اور ضروری مسئلے صاف صاف عبارت اردو میں مرقوم ہیں مترجمہ مولوی محمد حسن صدیقی۔	۱۔ جلد اول۔ کتاب الطہارت سے کتاب الحج تک۔ ۲۔ جلد دوم۔ کتاب النکاح سے کتاب الوقف تک۔ جلد اول دوم کجائی۔ ۳۔ جلد سوم۔ کتاب البیوع سے کتاب الفسق تک ۴۔ جلد چہارم۔ کتاب الشفہ سے مسائل شتی تک۔ جلد سوم و چہارم کجائی۔
شرح محمدی منظوم۔ مسائل فقہیہ از محمد خان قندھاری۔ تنبیہ الغافلین۔ مسائل دینیہ از مولوی سید محمد و مولوی محمد طیب۔	فقہ فارسی بدائع منظوم۔ از مولوی ناظم علی۔ نام حق۔ از شرف الدین بخاری۔ مانہ مسائل۔ از مولوی احمد اللہ۔	۱۔ جلد اول۔ کتاب الطہارت سے کتاب الحج تک۔ ۲۔ جلد دوم۔ کتاب النکاح سے کتاب الوقف تک۔ جلد اول دوم کجائی۔ ۳۔ جلد سوم۔ کتاب البیوع سے کتاب الفسق تک ۴۔ جلد چہارم۔ کتاب الشفہ سے مسائل شتی تک۔ جلد سوم و چہارم کجائی۔
حیرۃ الفقہ۔ مسائل مشککہ فقہ از مولوی محمد ابراہیم حسین بگلوری۔ جواب السائلین۔ تحقیقات مسائل بطور ہفتا مولفہ مولوی لال محمد۔	۱۔ جلد اول۔ کتاب الطہارت سے کتاب الحج تک۔ ۲۔ جلد دوم۔ کتاب النکاح سے کتاب الوقف تک۔ جلد اول دوم کجائی۔ ۳۔ جلد سوم۔ کتاب البیوع سے کتاب الفسق تک ۴۔ جلد چہارم۔ کتاب الشفہ سے مسائل شتی تک۔ جلد سوم و چہارم کجائی۔	۱۔ جلد اول۔ کتاب الطہارت سے کتاب الحج تک۔ ۲۔ جلد دوم۔ کتاب النکاح سے کتاب الوقف تک۔ جلد اول دوم کجائی۔ ۳۔ جلد سوم۔ کتاب البیوع سے کتاب الفسق تک ۴۔ جلد چہارم۔ کتاب الشفہ سے مسائل شتی تک۔ جلد سوم و چہارم کجائی۔
تحفۃ المؤمنین۔ از مولوی قربان علی	۱۔ جلد اول۔ کتاب الطہارت سے کتاب الحج تک۔ ۲۔ جلد دوم۔ کتاب النکاح سے کتاب الوقف تک۔ جلد اول دوم کجائی۔ ۳۔ جلد سوم۔ کتاب البیوع سے کتاب الفسق تک ۴۔ جلد چہارم۔ کتاب الشفہ سے مسائل شتی تک۔ جلد سوم و چہارم کجائی۔	۱۔ جلد اول۔ کتاب الطہارت سے کتاب الحج تک۔ ۲۔ جلد دوم۔ کتاب النکاح سے کتاب الوقف تک۔ جلد اول دوم کجائی۔ ۳۔ جلد سوم۔ کتاب البیوع سے کتاب الفسق تک ۴۔ جلد چہارم۔ کتاب الشفہ سے مسائل شتی تک۔ جلد سوم و چہارم کجائی۔

فہرست جلد سوم غایہ الاوطار ترجمہ المختار

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۳۳	بیان شروط صحت حکم	۱۳۳	کتاب البیوع
۱۵۱	باب التفرقات یعنی اُن مسائل کے ذکر میں جو اپنے الہام سے متفق ہیں۔	۱	یعنی انواع بیع کے احکام
۱۵۷	باب المصروف یعنی نقد کی بیع غرض نقد کے	۸	بیان اہل تعاطی
۱۶۱	تذنیب کتاب البیوع کا دہنا اور نہ	۱۰	حقیقت خلو
۱۶۲	ذکر بیع التعلیہ	۲۳	فصل اس میں اگر کسی چیز میں بیع میں بطریق جمعیت داخل ہوتی ہیں
۱۶۲	ذکر بیع الموقا	۳۳	باب اختیار الشرط یعنی جا کر دینے کے احکام میں
۱۶۲	ذکر بیع الموقا	۳۴	جا کر مال میں دن سے زیادہ مدت پر لینا جائز نہیں
۱۶۲	ذکر بیع الموقا	۳۶	باب حیا الرقوتہ یعنی وہ اختیار کہ شری کو بیع کے دیکھنے کے بعد حاصل ہوتا ہو
۱۶۲	ذکر بیع الموقا	۵۳	باب غیار الحیب باب ہر بیع کہ احکام میں بیع میں غیار کا اختیار
۱۶۲	ذکر بیع الموقا	۶۰	باب بیع الفاسد یعنی بیع فاسد کے احکام
۱۶۲	ذکر بیع الموقا	۶۱	تفصیل بیوع باطلہ
۱۶۲	ذکر بیع الموقا	۶۵	ذکر بیوع فاسدہ
۱۶۲	ذکر بیع الموقا	۸۶	ذکر بیع بالشرط
۱۶۲	ذکر بیع الموقا	۸۷	احکام بیع فاسد
۱۶۲	ذکر بیع الموقا	۹۳	ذکر بیوع کر و ہبہ
۱۶۲	ذکر بیع الموقا	۹۶	فصل فی بیع الغضو یعنی غیر کی ملک کو بیچ دینے کے احکام
۱۶۲	ذکر بیع الموقا	۱۰۶	باب الاقالہ یعنی بیع کو توڑنے کے احکام
۱۶۲	ذکر بیع الموقا	۱۰۸	باب المراجعت والتولیۃ یعنی نفع پر اور دام کے دام بیچنے کے احکام
۱۶۲	ذکر بیع الموقا	۱۱۳	فصل بیع اور تحسین میں نفع کرنے کے احکام
۱۶۲	ذکر بیع الموقا	۱۲۰	فصل فی القرض یعنی قرض کے بیان میں
۱۶۲	ذکر بیع الموقا	۱۲۲	ذکر ہبہ و دی
۱۶۲	ذکر بیع الموقا	۱۲۳	باب المبرو یعنی سود اور بیاج کے احکام میں
۱۶۲	ذکر بیع الموقا	۱۲۳	باب الحقوق یعنی حقوق میں
۱۶۲	ذکر بیع الموقا	۱۳۵	باب الاستحقاق یعنی بیع میں دوسرے کا حق نقل آیکہ بیان
۱۶۲	ذکر بیع الموقا	۱۴۲	باب التام یعنی بیع کے احکام میں

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۴۲	یعنی اگر مکر میں نہ مارے	۲۹۴	باب دعویٰ النیب یعنی نسب کے دعویٰ کا بیان
۲۴۳	شرط قضا معلوم نامی	۲۹۵	کے کتاب الاقرار
۲۴۶	باب التحکیم یعنی فیج مقرر کرنے کا بیان		یعنی اقرار کرنے کے احکام
۲۴۹	باب کتاب القضا فی القضا یعنی وغیر نامی کے ضابطہ کا دوسرے نامی وغیرہ	۲۸۰	اشارہ فائق کا نوچیز دن میں صبح ہو
۲۵۲	مسائل شنی یعنی چند مسائل متفرقہ کتاب القضا کے	۲۸۳	باب الاستسنا یعنی اقرار میں سے استسنا کرنے کا ذکر
۲۵۰	کتاب الشہادۃ	۲۸۰	باب اقرار المرء یعنی اقرار میں سے احکام
	یعنی گواہی دینے کے احکام	۲۸۸	فصل فی مسائل شنی یعنی آئین چند مسائل متفرقہ کتاب الاقرار کے ہیں
۲۵۳	لطیفہ	۲۸۳	کے کتاب الصلح
۲۵۴	معنی عادل		یعنی امری اور مدعا علیہ کے صلح کرنے کے احکام
۲۵۶	باب القیول وعدہ یعنی قبول شہادت اور عدم قبول میں	۲۸۴	بجواز رشوت و فسخ ظالم کے سببے
۲۵۵	حومت مسدود	۲۵۲	کے کتاب المضاربات
۲۵۷	عادات دنیاوی		یعنی ایک شخص دوسرے کے مال سے نفع کی شرکت ٹھکر اگر جو تجارت کو اسے اسکا بیان
۲۵۸	اہل ضامات دینہ کی گواہی مقبول ہو	۲۵۹	باب المضاربات علی المضارب یعنی مضارب اگر اس مال میں سے کو
	توفیق بک		مضارب پر دیکھو
۲۵۲	فرقی سلف و خلف	۲۹۳	فصل فی المتفرقات یعنی مضارب کے مسائل متفرقہ کے بیان میں
۲۵۹	باب الاختلاف فی الشہادۃ یعنی شہادت کے اختلاف کا حکم	۲۹۹	کے کتاب الاصل
۲۱۵	باب الشہادۃ علی الشہادۃ یعنی گواہی پر گواہی دینے کا بیان		یعنی اپنا مال دوسرے کے پاس حفاظت کے لیے رکھ دینے کے احکام
۲۱۹	باب الرجوع علی الشہادۃ یعنی شہادت سے رجوع کرنے کے بیان میں	۲۷۸	فصل فی مضارب و مضاربہ و مضاربہ و مضاربہ
۲۲۵	کتاب الحکاکۃ		کے کتاب العار
	یعنی دوہرے کو وکیل کرنے کے احکام		یعنی چیز کو مانگے دینے کے احکام
۲۸۳	باب الحکاکۃ بالبیع الشراء یعنی خرید و فروخت کے لیے وکیل کرنے کے احکام	۲۸۳	عارب چار قسم ہیں
۲۳۸	فصل	۲۹۰	کے کتاب الہبۃ
۲۴۷	باب الہبۃ بالقبضۃ و القبض یعنی قبضہ و قبض کرنے کی وکالت کے احکام		یعنی چیز کو مفت بخیر دینے کے احکام
۲۵۲	باب عیال وکیل یعنی وکیل کے موصول کرنے کے احکام	۲۹۳	تو عقود بدون قبضہ صحیح نہیں
۲۵۸	کتاب الدعوی	۲۹۷	تفصیل ان بلاد در عطا جائزہ ہر حق الکراہتہ
	یعنی دعویٰ کرنے کے احکام	۲۹۹	باب الرجوع فی الہبۃ یعنی ہبہ کو پھر لینے کے احکام
۲۶۵	در صورت فراموشی لے کر گواہی سے باز رہنا یا نہ ہر	۵۰۳	ہبہ کا چھڑا بدون رضا طرفین با حکم عالم صحیح نہیں
۲۷۵	باب التکالیف یعنی وہ شخصوں کے باہم قسم کھانے میں	۵۰۷	فصل فی مسائل المتفرقات یعنی ہبہ کے مسائل متفرقہ کا بیان
۲۸۱	فصل فی دفع الدعاوی یعنی دعویٰ کے دفع کرنے کا بیان	۵۱۰	فرق در تہذیب و تہذیب
۲۸۳	باب دعویٰ الرجلیین یعنی دوسروں کے دعویٰ کرنے کا ذکر		

طبع می‌نمیشی و کاش و لکین و طبع می‌کرمطوب



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
يُوع

ویناغل گیا ہم کتاب طحاوی نے کہا ظاہر قول شایع اس پر دلالت کرتا ہے کہ تشریح میں الجائزین مبادی میں داخل ہوا درجہ مخصوص کی قید سے نکل گیا
 حالانکہ ایسا نہیں بلکہ تشریح ہر تبتالی ہی کے جانب سے تو اگر شایع تشریح کو مبادی پر تفرغ کرنا تو کچھ اشکال نہ تھا اور یہ بشرط عوض ہر شخص سے
 نکل گیا اگرچہ مبادی میں داخل تھا والہیۃ بشرط العوض ورنہ نکل گیا درجہ مخصوص سے یہ بشرط عوض کے ہم کتاب ہی کہ یہ بالعوض اگرچہ باعقبا را ابتدا
 مع نہیں لیکن نظر انتہا کے بیچ ہر دو چیز بعینہ مالا یفید فلا یصح بیع درہم بیدرہم استویا وذا وصفہ اور یہ قید کی قید سے غیر فید
 نکل گئی تشریح نہیں بیع درم کی درم سے جو کہ وزن اور صفت میں برابر ہیں ہم کتاب ہی اور اگر ایک درم کا وزن دوسرے سے کم یا زیادہ ہو تو فاسد ہے سبب
 بیع کے نہ سبب عدم فائز کے اور اگر باوجود برابری وزن کے صفت مختلف ہو چنانچہ ایک سفید ہو اور دوسرا سیاہ تو خلا ہر بیع جائز ہے سبب
 فائز کے کذا فی الطحاوی ولا مقابضۃ لحد الثوب لکن حصۃ دایم حصۃ للاحی صلیۃ اور صحیح نہیں بلکہ اور اگر ایک شتر کی کا گھر کے
 حصے کو دوسرے شتر کی کے حصے سے کذا فی الصیرفۃ یعنی ایک گھر کے دوسرے ایک میں اور دونوں کے حصے برابر ہیں سو ان کا مبادلہ صحیح نہیں اس واسطے کہ میں
 کچھ فائدہ نہیں دلا جاوے اس کے بالاسکے ان کے در نہ اجارہ ایک گھر کے سکے کا دوسرے گھر کے سکے سے صحیح ہو کذا فی الاشیاء اس واسطے کہ منفعت میں
 ہر تو بیع خیس ہم خیس سے بطریق سیر کے ہوئی اور وہ جائز نہیں کذا فی الطحاوی عن ابی السعد ویکون بقول وفعل اما القول فلا یجوز القبول
 دھما دکنہ اور بیع ہوتی ہو قول اور فعل سے قول تو ایجاب اور قبول ہو اور یہ دونوں بیع کے رکن ہیں ہم کتاب ہی فتح القدیر میں ہے کہ رکن بیع ایجاب
 اور قبول ہیں جو تبادل پر دلالت کرتے ہوں یا جو چیز کہ قائم مقام ہو ایجاب اور قبول کے یعنی تساطی تو رکن بیع وہ فعل جو تبادل ملکین کی ضمانت
 پر دل ہر قول ہر فعل ہر طرہ اہلیۃ المتعاقبین اور شرط بیع کی اہلیت ہی مانع اور مشتری کی ہم کتاب ہی شرط بیع کی عاقدین تیسرے اور وہ ولایت ہو جو
 ثابت ہو ملک یا کالت یا وصیت یا قربت یا غیر ملک سے تو بیع مجنون اور مری غیر عاقل کی منع نہیں اور جو بیع اور اسکے اشکو سمجھتا ہو تو اس کی بیع
 منع ہو اور شرط بیع کی متعدد متعاقبین ہو تو اگر ایک شخص مانع اور مشتری دونوں کا وکیل ہو اس کی بیع منع نہ ہوگی گراپ اور قاضی اور وصی کی اور شرط
 متعاقبین میں کہ ایک دوسرے کا کلام سے اور اگر ایک عاقد عدم سماع کا دعوی کرے باوجودیکہ وہ برابر نہیں اور تمام اہل مجلس اسکو سنا تو اس کی
 تصدیق نہ ہوگی کذا فی النہ طحاوی نے کہا کہ شرط بیع کے بجز الزام میں چھ شتر شمار کئے ہیں جس کا بی بی اسکو دیکھے وعلیہ المال اور محسن بیع کا
 مال جو ہم کتاب ہی بیع میں شرط یہ ہے کہ مال مقوم شتر قائم قدر تسلیم ہوتی الحال مالی الحال قوال کی قید سے قرینی آزاد نکل گیا اور تقوم سے خمر اور
 خمر یہ خارج ہو گیا مسلم کے حق میں اور مقدر تسلیم کی قید سے غلام گرختہ اور معدوم کی بیع نکل گئی کذا فی النہ طحاوی نے کہا بیع میں یہ
 شرط ہے کہ ملک ہو بیع کے وقت اور ملک ثابت ہوتی ہو تسلیم علی المباح سے اور بیع وغیرہ سے اور میراث اور وصیت سے وحکمہ ثبوت الملك
 اور حکم اشکائی بیع کا اثر شتر ثبوت ملک ہی مانع ثمن کا ملک ہو جاتا ہے اور مشتری بیع کا اگر بیع نافذ ہوا اور اگر بیع موقوف ہوگی تو بعد اجازت کے ملک
 ثابت ہوگی ہم کتاب ہی ثبوت ملک بیع کا حکم اصلی ہے اور اسکا حکم تابع تسلیم بیع اور ثمن ہے اور جاریہ کا وجوب شتر مشتری پر اور ملک ہونا اس کی شتر
 کا اور ثابت ہونا شفعہ کا اگر بیع میں ہوا اور ثابت ہونا علق کا اگر بیع محم ہو مشتری کا وحکمہ نظام بقاء المعاش والعالم اور جو
 بیع کی حکمت نظام بقاء معاش انسان اور عالم کا ہم کتاب ہی انسان حاجت ہے طعام اور لباس اور مکان کا تو اگر تحصیل طعام کے واسطے حکمت کا
 جتنا ہر آئین بیع ہونا چھ اسکا سچنا اور حفاظت کرنا چھ حکمت کا کاٹنا اور انانج کا صاف کرنا چھ پینا اور خمیر کرنا اور روٹی پکانا ان امور کو بذات خود
 بالاستقلال کرنا تو آدمی سے ہرگز نہ ہو سکتا علی ہذا القیاس تحصیل لباس اور مکان میں ان کو بذات خود قدرت نہیں تو ضرور ہوا اس کی حاجت سے واسطے
 اس طرح ہر کچھ خرید کرے اور کچھ آپ کرے تو اگر بیع شتر غائب ملک بدین ہو تو آدمی بالفرض بی بی مطلوب یا برتتی دوسرے سے چھین لیتا یا سوال

بالعکس کہ یعنی اگر مشتری نے ابتدا کلام کی اور بائع نے بیع قبول کی ان کا تو صحیح ہوا سوائے کہ وہ جناب ہو فی القنیۃ نعم بعد الاستفہام
 لکن یجب ان یشترک فی کلامہما لان العقد دلیل التحقیق ولو قال بعیتہ فیلحقہ بالذات فیلحق غیرہا فلا یحفظ اور قنیۃ میں ہر کہ ان کا بیان استہمام
 کے اندر اس قول کے کہ کیا تو نے مجھ سے بیچا بعض اشیاء درم کے بیچ ہوا اگر نہ نقد سے اس واسطے کہ نقد تحقیق کی دلیل ہے اور اگر بایع نے کہا کہ میں نے اسکو بیچا تو
 فلاں اسکو نہ کہ دے سو غیر جناب نے اسکو نہ کہ دی تو جائز ہو تو اسکو یاد رکھنا چاہیے کہ یتوقف العقد فیہ ای البیوع علی قبول بائع فلو
 قال بعیت فلا ینفذ فیلحقہ قبل لکن یعتقد اتفاقا الا اذا کان بکتابۃ اور سالیۃ فیحدید مجلس بلوغہما اور موقوفہ البیوع نہیں بیع کے
 اندر ایجاب شخص غائب کے قبول کرنے پر یعنی ایجاب باطل ہو تو اگر بائع نے کہا کہ میں نے فلاں غائب کے ہاتھ بیچ کی پھر اس شخص کو ایجاب مذکور کی قسم
 پوچھی یا کہ بت رسالت اور اس نے بیع قبول کی تو منع نہ ہوگی بالاتفاق مگر جب کہ ایجاب مذکور اسکو بائع کے گھنے یا کہلا بھیجنے سے پہلے تو قبول
 معتبر ہوگا بوجہ کتابت رسالت کی جس میں ہر بندہ نے الہدایۃ مصدر الشرطیۃ کمالا یتوقف فی النکاح علی الاظہار خلافہ لکن فی
 فلاں الرجوع لا ینعقد معاوضۃ بخلاف الخاتم والعتیق علی ما لہ حیث یتوقف اتفاقا فلا رجوع لانه یعین غایہ چنانچہ باطل ہے ایجاب نکاح
 میں در صورت قبول غائب بنا بر قبول اظہار کے بخلاف البیوع کے تو ایجاب کرنے والے کو ایجاب سے رجوع کرنا جائز ہے اس واسطے کہ بیع یا نکاح عقد مہمما ووضہ
 ہے بخلاف خلع اور عتیق اویض ال کے کہ ان میں ایجاب شخص غائب کے قبول پر موقوف ہے اتفاق تو ایجاب کرنے والے کو خلع اور عتیق میں رجوع کرنا جائز
 نہیں اس واسطے کہ عین پر عینی تعلیق بالشرط ہو کر نہ لے لہذا یہ شرط مخطاوی نے کہا یہ مطلب نہیں کہ ایجاب کرنے والے کو قبول قبول غائب کے رجوع جائز
 ہے اس واسطے کہ جب ایجاب باطل ٹھہرا تو رجوع بے معنی ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ موجب قبول قبول حاضر کے رجوع کرنا درست ہے واما الفعل فی التعاطی
 وهو التناول قاضوس فی حیض و نفیس خلوقا للکرمی اور وہ فعل جس سے بیع ثابت ہوتی ہو وہ تعاطی ہے اور تعاطی عبارت ہے تناول سے کذا فی
 القاسوس یعنی باہم دین کہ بائع مشتری کو بیع دے اور مشتری بائع کو قیمت دے بلکہ ایجاب و قبول تعاطی ذلیل چیز میں ہونا وہ عمدہ میں بخلاف کرنی
 کے یعنی ان کے نزدیک بیع منع نہیں ہوتی مگر ذلیل چیز کی تعاطی میں نہ عمدہ کی ہر نفیس عبارت ہے بیش قیمت سے اور عیس کم قیمت سے اور بعضوں نے
 کہا کہ حکمی قیمت دس درم یا زیادہ ہو نہ نفیس ہو اور اس سے کم قیمت نہیں ہے جو الذائق میں کہا کہ یہاں اطلاق ہی متہم ہو کر نہ لے لہذا وہی ہر ایہ میں ہے
 کہ بیع کا منعقد نہ تعاطی سے صحیح ہے نہ غیر نقد میں کہ اوہ صحت یہ کہ عیس کی رضا مندی پر دلالت کرنا یہ سب کو شامل ہے یعنی بیع قبولی اور فعلی کو جہاں سنا طقی
 میں ہے کہ مشتری نے بائع سے کہا کہ اسے گدوں گھنے کو بیچتا ہوں اسے کہا ایک درم کو مشتری نے لے لیا اسے جدا کر دے سوائے جدا کر دینے تو یہ بیع ہوگئی اور اسی طرح
 اگر قصاب سے کہا اور اسے گوشت تول دیا اور حالانکہ وہ ساکت ہو تو وہ بیع ہوگئی یہاں کہ اگر مشتری نے شہنہ اور گوشت لینے سے یا قصاب گوشت
 دینے سے انکار کر لیا تو قاضی و دولوں سے زبردستی دلا دیا گاتھی ہائے الفتح مخصصا ولو التعاطی من احدی الجاہلین علی الاصح فتح وہ یفتی فیہ فی
 تعاطی سے بیع منعقد ہوتی ہے اگر تعاطی ایک ہی جانب سے ہو بنا بر قبول الصح کے کذا فی الفتح اور اسی کا فتویٰ ہے کہ ذائق فیض ہم نسخ القیدیہ ہے کہ عین اجتناب
 ہے کہ بیع تعاطی میں قبض بلین شرط ہے یا ایک ہی بل کا قبض کرنا کافی ہے صحیح قول ثانی ہے اس واسطے کہ امام محمد نے تصریح کی ہے کہ بیع تعاطی قبض حاصل بلین
 سے ثابت ہوتی ہے اور عیش اور بیع کو شامل ہے مخطاوی نے کہا صورت اسکی یہ ہے کہ بائع اور مشتری میں پرستش ہوں پھر مشتری بائع کی رضا مندی سے
 بیع لے کر بلا دفع شہنہ چلا جائے یا مشتری شہنہ سے کر بلا تسلیم بیع چلا جائے بشرطیکہ بیع موجود اور معلوم ہو تو بیع لازم ہوگی بقول صحیح اذ ان یصرح عقد مع
 التعاطی تقدم الیضاء و لو دفع الیہم و اخذ البیاطینہ و الباطن یقول لا اعطیتہ بلو کالم ینعقد تعاطی سے بیع منعقد ہوتی ہے جبکہ تعاطی کے ساتھ
 عدم رضائی تصریح نہ ہوگی ہو تو اگر مشتری نے درہم دیے اور خیر بوزے لیے اور حالانکہ بائع کہتا ہو کہ میں اس قیمت پر نہ دوں گا تو بیع منعقد نہ ہوگی حالانکہ بیع

بائع

عقید فاسد خلاصہ و بزارہ و نحوہ فی البیان الايجاب والقبول بعد عقید فاسد لا یعتقد بیدما البین قبل متارک الفاسد فی سیم التعاطی
 بالاولی وعلیہ فیعمل عانی الخلاصہ وغیرہا علی ذلک چنانچہ بیع التعاطی منعقد نہیں ہونی اگرچہ عقد فاسد کے ہو کہ ذنی الخلاصہ والبرزانیہ اور بھارتی
 میں تصریح کی ہے کہ ایجاب اور قبول سے عقد فاسد کے بعد بیع منعقد نہیں ہونی قبل متارک فاسد کے تو بیع التعاطی میں بطریق او سے بدون چھوڑنے
 فاسد کے بیع منعقد نہ ہوگی اور تبنا بر تصریح بجز الراقی کے جو خلاصہ غیر یامین ہو وہ اسی پر معمول ہی معنی خلاصہ کا اطلاق عدم الخفا و عدم متارک پر معمول
 ہی ملاحظہ کی گئی کہ ماموی نے اپنی شرح میں خلاصہ سے یوں نقل کیا ہے کہ بیع التعاطی میں یہ بھی ضرور ہے کہ عقد فاسد باطل کے بعد نہ ہو اور اگر بعد فاسد یا
 باطل کے ہوگی تو قبل متارک منعقد نہ ہوگی اس واسطے کہ بیع سابق پر اسکی بنا پر انہی بیع یعنی تصریح قید متارک خود خلاصہ میں موجود ہے تو بجز الراقی سے قید کا ثابت
 کرنا کیا ضرور ہے اور ماموی کی طرح نہر الفائق میں بھی خلاصہ کی روایت منقول ہے وہاں منہ فی الاشتباہ من الفوائد اذ ابطال المتضمنین بطل المتضمن
 والمبثی علی الفاسد فاسد اور عدم انعقاد بیع التعاطی قبل متارک کا شبہ کے فوائد میں اس قاعدے کے تحت میں مذکور ہے کہ جب متضمن
 بالکسر باطل ہو تو متضمن تصحیح بھی باطل ہوگا اور اس قاعدے کے تحت میں کہ جب بنا فاسد ہو تو وہ فاسد ہی یعنی جب بیع اول باطل یا فاسد ہو تو
 تو بیع ثانی کا قبض بھی باطل یا فاسد ہوگا وقیل لا بد فی النعاطی من الاعطاء من الجانبین وعلیہ الا کثر قالہ الطرسوسی و اختارہ البزار
 و افقی بہ الخوالی و اکتفی الذمہانی بتسلیم المبیع مع بیان الثمن فتحرر ثلثہ اقوال وقد علمت الحق فی ہذا و قول ضعیف ہے کہ بیع النعاطی
 میں اعطاء جانبین یعنی بائع اور مشتری دونوں کا دنیا ضرور ہو سکتی ہے کہ اسی قول پر اکثر علماء ہیں اور اسی قول کو بزار نے پسند کیا ہے اور اسکا حوالہ
 نے فتویٰ دیا ہے اور کہانی نے اتفاق کیا ہے بیع کی تسلیم پر بیان ثمن کے ساتھ تو اس میں منع ہوئے ہیں قول و تو معلوم کہ کچھ قول منہی ہے کہ وہ قول اول ہے کہ ایک
 کا دنیا کافی ہے خواہ بائع بیع کو دے خواہ مشتری ثمن کو تولی ثانی ہے کہ تعاطی میں دونوں کا دنیا ضرور ہے اور تیسرا قول مفصل کہانی کا ہے کہ فقط
 بیع کا دنیا بیان ثمن کے ساتھ کافی ہے اور نہ تیسرا اس اختلاف کا امام محمد کا کلام ہے کہ بعضی جگہ نفس تعاطی میں اعطاء جانبین ذکر کیا تو اس سے بعضی سمجھے
 کہ اعطاء جانبین شرط ہے اور بعضی مقام میں اعطاء واحد الجانبین مذکور کیا تو بعضی یہ سمجھے کہ ایک کا دنیا کافی ہے اور بعضی مکان میں تسلیم بیع کا بیان کیا
 تو بعضی یہ سمجھے کہ تسلیم ثمن کافی نہیں بلکہ اعطاء واحد الجانبین کافی ہے اور یہی قول منہی ہے کہ ذنی الموطاوی و نحوہ ثانی شروح الملتحق حقیقہ الا قالہ و لا جارحہ
 والصرف بالتعاطی فلیحفظ اور ہم نے تحریر کی ہے شرح متقی میں صحت اقوالہ اور اجارہ اور صرف کی تعاطی سے تو اسکو یاد رکھنا چاہیے کہ تعاطی کی تائید
 فقط بیع میں خاص نہیں مگر شرح متقی میں صحت اقوالہ واحد الجانبین کی تعاطی سے بروایت بزارہ اور اجارہ کے صحت عمادیہ سے اور صرف کی نہر الفائق
 سے منقول ہے **فردوس مسائل** بیعہ شاریہ کے مما یتجوزہ الانسان من البیاع اذا حاسبہ علی اثمہ یا بعد استہلاکها یا جازا یا استحقاقا
 جو چیزیں ان کی بنا پر بائع سے یعنی بدون انعقاد بیع کے جبکہ بائع اس سے ان چیزوں کے ثمن کا محاسبہ کرے یا کہ اسے اتملاک اور خرچ کر ڈالنے
 کے تو بطور استحسان کے یہ جائز ہے ہم بجز الراقی میں یہ کہ معقولہ علیہ کی شرائط سے یہ ہو کہ موجود ہو تو بیع معدوم کی منعقد نہ ہوگی لیکن اس قاعدے
 سے وہ مسئلہ مستثنی ہے جو قفینہ میں ہے کہ جن چیزوں کی بقال سے بدون بیع کے لینے کی عادت ہو علی وجہ بیع یعنی بطور آچاپت کے چنانچہ مسودہ
 اور نمک اور تیل اگر انکو خسہ دیکرے بعد منعقد ہونے کے تو صحیح ہو انتہی تو بیان معدوم کی بیع جائز ٹھہری کہ ان کے الموطاوی و بیع البیہ اللقی بکیتھا
 الدیوان علی العسالی لا یصح بخلاف بیع حظوظ الکملہ کن مال الوقف قائمۃ وغہ و لا کن لک ہذا الشیاء وقنیۃ ومفادہ اللہ یجوز للمستحق
 بیع خبزہ قبل قبضہ من المشوف بخلاف الخبز فی مجرد تعقبہ فی النہد بیعنا خواہ ان شیئہ ان کا جنکو مستدیان دفتر عاملان پر کاو تھے ہیں ہم
 بخلاف اتمہ ساجد کے حقوق کے کہ انکی بیع صحیح ہے اس واسطے کہ وقف کا مال بان قائم اور موجود ہے اور لیا نہیں ہے بیان یعنی عمال سلطانی کے پاس مال کا موجود

الذی قال
 بجز الراقی
 کہ بیع
 جائز ہے

نیزینہ خیر
است و علامہ
خالف فتویٰ
و عدم فتویٰ
مقتضیٰ

ہونا ہر وقت ضرور نہیں بلکہ اسکی آمدنی پر موقوف ہو کذا فی الاشباہ والفتاویٰ القیامیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مستحق فقیر کو اپنی روٹی جیسا قبل اسکے تقسیم کرنے سے شرف
بے قبضہ کرے جائز ہے بخلاف لشکری سپاہی کی تنخواہ کے کذا فی العجاویر الفائقین اس پر اعتراض کیا ہو ہم نہ الفائقین کہ ان کا ظاہر فقیر کی رویت ضعیف و اس واسطے
کہ فقیر کا سپر الفائق ہو کیسے معلوم کی صحیح نہیں اور اسی طرح غیر ملوک کی اولاد کا حصہ قبل قبضہ کے ملوک نہیں تو اسکی بیچ کمان صحیح ہوگی اور اسکو بار رکھنا جو ان
و بیگانہ کتاب الشربین کہا ہے کہ فقیر کی رویت مخالف قواعد کے ہوا فقیر کے الق نہیں جب تک کہ دوسرے کی نقل سے پہلی تائید نہ ہو اتنی مخصوصا افتی المصنف
سیدلان بیع الجملہ مکملہ لغاتی الاشباہ بیع الدین ایضا جو درجہ اولیٰ و درجہ ثانی دیا ہے مصنف نے کہ سپاہی کو تنخواہ جیسا اہل ہر واسطے کہ اشباہ میں ہو کہ جیسا پادریں کا
جائز نہیں مگر بیرون سے جائز ہو ہم جاگیر سپاہی کی ہوا اسی تنخواہ کو کہتے ہیں جو سلطان یا امیر نے اسکے واسطے بعض جنگ اور چوکیداری کے مقول کی ہو تو اگر سپاہی چاہے
کہ دو چار فیصد کی چڑھی تنخواہ کو دوسرے کے ہاتھ بیچ کرے تو جائز نہیں اس واسطے کہ تنخواہ تو امیر سے پہنچتا ہے کہ ہو اور دین کا جیسا غیر بیرون سے جائز نہیں اور بیرون سے بیچنے
کی صورت یہ ہو کہ کچھ ایسا بعض غلام کے سوا کسی غلام پر تو قبضہ کیا اور کچھ دوسرے پر دین بانی رہا سو کچھ انہی شخص کے ہاتھ جیسا چند درجہ معینہ کے عوض تو بیع صحیح ہو اور اگر غیر
بیرون سے جیسا تو صحیح نہیں ہو اس واسطے کہ یہ بیع ہر منقول کی اسکے متعلق ہونے سے پہلے اور یہ جائز نہیں کہ انے حاشیہ المدنی و فیہ لغاتی الاشباہ کہ جیسا کہ غنی
عن الحقوق المجردة و علی هذا لا يجوز الا اعتبار عن الوظائف بلا وقاعدہ و فتاویٰ مصنف اور اشباہ میں ہو کہ جائز نہیں عن قولنا
حقوق مجردہ سے یعنی جو حقوق کہ ملک سے خالی ہیں جیسا حق شغل و درجہ ہر حق کے جائز نہیں عن قولنا وظائف کے وظائف کا ہم وظائف سے مراد امامت
اور خطابت اور وزلی اور فرائی اور ربانی ہر اشباہ میں ہو کہ حقوق مجردہ سے عوض کرنا جائز نہیں حق مجرد کی قید اس واسطے لگائی کہ حق تصادم نہ ہو بلکہ صحیح اور حق بقا
عوض جائز ہو و فیہ لغاتی الخرجت لغات حنی العرف مع اللغۃ المثل ھب علم اعتبار العرف الخاص لکن انہی کثیرا باعتبار دلیلیہ ففیہ مجوز النزول عن
الوظائف لای اشباہ کے تعارض عرف اور الفت کے آنحضرت میں ہو کہ ظاہر ہر ہر حق کا اعتبار نہیں لیکن بہت حد تک خاص کے اعتبار کر کے کیا فتویٰ دیا ہو
تو بموجب اسکے فتویٰ دیا جاتا ہو وظائف و قاعدہ سے کنارہ کرنے کے جو اہل بعض اہل کے ہم یہ قول مخالف نہیں لسان سے کہ اعتبار حق مجردہ سے جائز نہیں
اس واسطے کہ قول سابق اس میں ہر عرف خاص معتبر نہیں ظاہر الروایہ میں اور یہ قول شفع جو قول لغتی ہے ہر عرف خاص معتبر ہر بنیاد احکام عرف عام پر ہوتی ہے
نیز عرف خاص ہر عرف عام سے مراد اہل عام ہو جو سب لوگوں میں رائج اور مشہور ہو اور عرف خاص سے مراد وہ ہو جو چند لوگوں میں رائج ہو جیسا کہ فقہاء خلاصہ یہی
کہ بحث نزول عن الوظائف بعض اہل قواعد مذہب کے مخالف ہو لیکن اکثر مشائخ مثل شیخ قاسم اور علامہ عینی نے صحت نزول کا فتویٰ دیا ہے عینی نے اپنے فتاویٰ
میں کہا کہ جواز نزول کے واسطے کوئی اصل مقدم نہیں لیکن حکام و علماء سب ضرورت کے سپر چنے ہیں اور بعض علماء نے جواز نزول پر اس سے استدلال کیا ہو کہ امام حسن
معاویہ سے نزول عن الخلافہ پر صلح کی استعدا مال پر جو سب سال انکو کافی ہوا اور حالانکہ خلافت عظمیٰ لوظائف ہر کذا فی الخطاویٰ المصنف و بلوہم خلوا لھو انیت فلیس
آیت الخانوت اخراجہ دلا جاز نہ لایخیرہ و کو فتاویٰ انہی اور بنابر اعتبار عرف خاص کے فتویٰ ہو کہ خلاصہ کا کہیں کہ لزوم ہر نو دو قانون کے مالک صاحب خلوا کا خارج
کہ دنیا جائز نہیں اور نہ دوکان کا اجارہ دنیا اسکے سوا اگر چہ دوکانین فقیر ہوں انتہی فی الاشباہ ہم حقیقت خلویہ ہو کہ رافع و راہم من منفعت کا مالک ہو جسکے بقا
میں اپنے شے و راہم سے نہ خواہ منفعت عمارت ہو یا غیر عمارت صورت عمارت کی یہ ہر دفعہ میں مکانات تو سب ندم ہوں تو واقف یا ناظر و فقیر اس شخص کو کہ راہ سے جو
مکانات کی تعمیر کرے تو وہ جو کہ صرف کرے یا سوا اس شخص کا خلویہ ہو اور وہ شخص ان کا شریک ہو گا بقدر زیادت عمارت مثلاً اگر قبل عمارت مکانات کا گریہ ہر روز مالک
دراگ ہوا و بدو کرے تین دراگ لاریہ ہو جائے تو صاحب خلو و رہائی میں ان ف کا شریک ہو گا لاریہ اسکے سوا اگر ان کا راستہ میں چھ لاریہ کی حاجت ہو تو صورت مذکورہ
میں چھ لاریہ مالک رہائی صرف لازم ہو گا اور صاحب خلو و رہائی کا اس معلوم کرنا چاہیے کہ جواز خلوین مختلف ہو مقدسی خفی اور مجبوری مالکی اسکو اہل کتب میں ہر
عمر اشباہ و غیرہ کے جواز اور ان کے قابل ہونے اس واسطے کہ واقف نامی میں ہو کہ دکانین یا نذر کی آرائی جیسا ان لوگوں کے پاس جارہا ہو جو کچھ دوکانوں کو بنایا ہو

توقف جائز ہوا سو اسطے کہ ہم نے ان دو کانون کو ان کے قعر میں دیکھا اگر کوئی چاہے تو اسے میں اور انکو میراث لیتے ہیں سلطان ان سے منعت نہیں کرتا ان لوگوں پر تو
 فقط غلہ و محصول ہر چہ دیکھتے ہیں ہی عادت جاری ہو متاخرین کی متاخر سے وراثت سے اتنی و لہذا اس پر ہم نے کہا کہ صاحب دوکان کو اس کا خراج کما اور غیر غلہ
 اس کا اجارہ دینا جائز نہیں اگرچہ وہ کانون اصل میں وقف ہوا نہ تھی اور محمد بن بلال حنفی نے جو ارضوں میں ایک سے غلہ سال کا کھاجہ وصحت غلو کی شرط یہ ہو کہ وہ ہم سب کو
 وقف میں صرف ہوں سو بغفل جو وقف کے نام پر رہا ہے میں اور اپنی ذات پر صرف کرنے میں اور واقعہ میں ہم کے واسطے خلوت کر دینے میں تو بغفل صحیح نہیں
 اور غاندہ خلوت کا یہ ہو کہ وہ بہتر ملک کے ہو تو اس پر ملک کے احکام جاری ہوں گے چنانچہ بیع اور اجارہ اور بیعہ و زمین اور کچن اور رشتہ اور وقف اور غلہ و خراج
 اور وراثت ہوں تو ان میں حق شفعہ بھی جاری ہوگا علامہ ہنوی نے وصحت غلو کی ترجیح دی ہو اس واسطے کہ سپر کثرت عمل جاری ہو گیا ہو تمام ملک میں خصوصاً
 دیا برہم میں تو اس کی وصحت پر اعتماد کرنا چاہیے بار کتاب جب الفرض میں اس واسطے کہ حکم سلطان سے تفتیح ہوا غلہ اور کثرت اختتام میں الامام لازم آتا ہو غلہ مخصوص
 جبکہ وہ وقف بہ خیرات اور جنات پر تو اس کے البطلان سے البطلان خیرات لازم آتا ہو واللہ اعلم لہذا فی حاشیہ المدنی مختصر فی معین المفتی المصنف مغرباً لوالہ الخیر
 عمادہ فی ارض بیعت فانی بلاء او اشہار ارجازہ اور مصنف کی کتاب معین المفتی میں ہو و لوالہ الخیر کی طرف نسبت کرنے کی عمارت بھی گئی سو اگر عمارت
 سناے مکان ہو یا درخت ہیں تو بیع جائز ہو ہم لغوی فقط عمارت پر بیع واقع ہوتی بلانکہ ارض چنانچہ کسی کی عمارت وقف کی زمین میں ہو یا عمارت کی بیع زمین کے ساتھ
 اس طرح ہر کہ عمارت کا زمین سے جدا نکلا ہو یا نہ ہو وقف صحیح ہو کیونکہ یہ مکان اور درخت مال ہیں اور زمین شری پر لازم ہو کہ فانی حاشیہ المدنی نے ان کو کرایا اور کچا اٹھایا
 و فحواہ ما لم یکن ذلک یقال ولا یعنی مال یا بیعت نہ تھی اور اگر عمارت کھودی جوتی زمین ہو یا نہ ہوں کا کھودنا اور صاف کرنا ہو مٹی وغیرہ سے کہ باقی خوب جاری ہو اور
 مانند اسکے آفس سے کہ جو چیز خیرات ہو یا بیعت مال تو بیع اس کی جائز نہیں نہ تھی مافی الوالہ اجماع جتنے اور صاف کرنے کی مانند زمین کا ہو یا نہ ہو یا بیعت سے اور لا
 بمعنی مال سے مراد ارض موقوفہ کا سکنی ہو یا بیعت غلو کے کذا فی المطاوی قلت و مفادہ ان بیع المسکونہ لا یجوز و لکن ارجازہ و لکن جعلوا الکانون فواحشا
 کالوطائف فلیجوز انتہی سند کما فی بیع الوفاء مصنف نے معین المفتی میں کہا اور و لوالہ الخیر کی عبارت کا مفاد یہ ہو کہ بیع مسکونہ جائز نہیں اور اس طرح اس کا رہن
 جائز نہیں اور اس واسطے اب علمائے ایکو فرائع قرار دیا ہو یعنی مسکونہ کو بیعت بغیر کیا ہو مثل و متعلقات وقف کے تو اس کی تحریر اور تفتیح کرنا چاہیے نہ تھی مافی معین المفتی
 اور قریب ہو کہ ہم اس کو بیع الوفاء میں ذکر کریں گے ہم درخت کے مثیوں کا کلام اس مقام میں مختلف ہو لفظاً و معنی مطاوی نے بیع اس کو ضبط کیا ہو بیعت ہم اور شرح
 اس کی ہون کی ہو کہ بیع مسکونہ کو بیعت غیر نافذہ کے حق مرد کی بیع جائز نہیں اگرچہ البطلان اور بیعت ہابہ مدنی نے مسکونہ فاقبت یہ ضبط کیا ہو اور اکثر نسخہ درختہ
 کے اسی کے موافق ہیں چھ مسکونہ کی مراد میں اختلاف ہو بیعت البطلان نے کہا کہ ظاہر اس کے بالفہم سے کنوین کا کھودنا سخت مکان میں مراد ہو کہ فانی القاموس
 نو بیع اس مکان کی نہ کھودنے کی بیعت کے مانند ہو نہ تھی اگرچہ ہابہ مدنی نے کہا کہ مسئلہ سکندر سے حضرت کے لیے فرائع کا لفظ مناسب نہیں اس واسطے کہ فرائع اس کو
 کہتے ہیں کہ کوئی چیز کسی انسان کے واسطے سلطان کی طرف سے یا وقف سے باعتبار اختلاف کے مقرر ہو چھ و لکن ان دو چیزیں مرد کے واسطے ٹھہرے ہو کہ
 عوض کے کہ کوئی کوئی کھودنے کی بیعت کو فرائع گنا محکوم یعنی معلوم ہو یا ہو تو بہتر یہ کہ مسکونہ سے یہ صورت مراد ہو کہ ایک شخص پہ کھودنا و اور دوسرے شخص
 کو دے عوض کے کہ کوئی کوئی بیعت مسکونہ اور فرائع کنا ممکن ہو کہ کوئی قاموس میں چنانچہ معنی مسکونہ بھی نہ کوئی کہ اس کے بانی مسکونہ کے معنی الوحد کی موجودات سے معلوم
 ہوتا ہو کہ مسکونہ متعلق بوقف ہو متعلق حکم بانی و انتہی و اللہ اعلم و یعتقد ایضاً بلفظ واحد کما فی بیع القاضی الوصی الایہ من طیفہ و شراہ فیہ فانتہ
 و نور شفقہ جعلت عمارت کما آتین و تمامہ ان دو بیعت مستند ہوتی ہو ایک لفظ سے بھی چنانچہ قاضی اور وحی کی بیعت میں اور باقی بیعت میں بیعت غلہ سے ہو اس واسطے
 کہ سبب و توفیق باقی اس کی عبارت دو عبارتوں کے ہے لہذا لکھی گئی اور پوایا ان اس کا درمیان جو معنی اگر قاضی اگر بیعت کما ان دو بیعت میں بیعت غلہ سے ہو کہ یہ باخبر کہ یہ توفیق
 ایک لفظ سے بیعت صحیح ہو اس طرح کہ کہ میں نے اس کی چیز میں سے بھی یا مولیٰ اور اگر قاضی یہ تم کی چیز خرید کرے یا بیعت کرے اپنی ذات کے واسطے تو جائز نہیں کی

اس واسطے کہ جب تک دوسرے سے قبل نہیں کیا تو ایک ہی بیع ثابت ہو نہ بتایا یعنی اس کا جواب یہ کہ اول موافق سے ہی یہاں حقیقت بعض لفظ کے معنی سے صادق
آتی ہے جیسے خبر کی حقیقت معنی صادق نہیں مگر وقت تک خبر حال تمام الفاظ خبر و متعہ حاصل نہیں بلکہ علی التماثل تو دیکھو یہاں بعض حروف کے بولنے سے خبر کتنا
اس کو صادق آیا اگر کوئی کہے کہ حدیث میں تفرق کی اسناد متباہین کی طرف یہ سچا تفرق اقوال کیونکر مراد ہو سکتا اس کا جواب یہ ہے کہ شرع اور عرف میں تفرق
رجال کی سہادت تفرق اقوال اکثر مراد ہوتا ہے قال اللہ تعالیٰ وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِينَ آمَنُوا أَلَيْسَ بِاللَّيْتَةِ إِذْ جَاءَهُمْ النَّبِيُّ فَقَالُوا لَئِنْ لَمْ يَأْتِ بِآيَاتٍ مِنْ رَبِّهِ لَنَكْفُرَنَّ بِهِ لَئِنْ لَمْ يَأْتِ بِآيَاتٍ مِنْ رَبِّهِ لَنَكْفُرَنَّ بِهِ لَئِنْ لَمْ يَأْتِ بِآيَاتٍ مِنْ رَبِّهِ لَنَكْفُرَنَّ بِهِ
ابن کتاب مگر کیا نے دلیل کے اور حدیث میں اردو کی نبی اسرائیل بن مرقون پر متفق ہونے اور یہی امت کا تشریف قرون پر افتراق ہوگا اس آیت اور حدیث
میں افتراق جال سے میرے افتراق اقوال مراد ہوتا ہے افتراق ابدان اب امام عظیم کے نزدیک دلائل کو دریافت کرنا چاہیے کہ آیات قرآن میں اور قیاس میں لے لے لے لے
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا بِالْعُقُوبَةِ إِنَّكُمْ لَأُولُوا لَهَا عَظِيمًا لَقَدْ تَفَرَّقَ الَّذِينَ آمَنُوا لَمَّا أَخْبَرَهُمُ ابْنُ مَرْثَدَةَ مِمَّا كَانُوا يَكْفُرُونَ لَقَدْ تَفَرَّقَ الَّذِينَ آمَنُوا لَمَّا أَخْبَرَهُمُ ابْنُ مَرْثَدَةَ مِمَّا كَانُوا يَكْفُرُونَ
الایمان لکن جملہ معنی تراویق قین کسے یعنی نہ کھا واسطے سوال کیونکہ میں خود بہ طریق باطل کے مگر یہ تجارت ہو تمہاری ضمانندی سے اور بعد
ایجاب اور قبول کے تجارت برضا مندی صادق آتی ہے بلا توقف علی التخییر اس آیت میں حق تعالیٰ نے خرید کی چیز کے کھانے کو مباح فرمایا قبل تخییر کے و
قال اللہ تعالیٰ قَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ وَالْكَافِرِينَ أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ أَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ آيَاتُ أَنْ لَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا آيَاتَهُمْ فَجَاءَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ غَيْرِ بَلَاءٍ أَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ آيَاتُ أَنْ لَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا آيَاتَهُمْ فَجَاءَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ غَيْرِ بَلَاءٍ
آتی ہو قبل خیار بعد الايجاب قبول کے تو اگر اختیار ثابت ہو اور بیع لازم نہ ہو قبل خیار کے تو نفی مذکورہ کا ابطال لازم آوے لہذا حدیث مذکور کو خیار قبول
پر عمل کیا تاخر ان اور حدیث کے مطلب میں اختلاف باقی نہ رہے اور قیاس کی دلیل یہ ہے کہ بیع کو نكاح اور غلہ اور حق بیع میں مال اور کتابت پر قیاس کیا کہ ہر
امین سے تھوڑا سا حدیث کے بلا خیار مجلس بیع و اس لفظ کے جو ضمانندی پر دلالت کرے تمام ہو جائے علی ہذا القیاس بیع بھی واللہ اعلم لکن فی فتح القاری میں
وشرط لصحته معرفة كل ذي مصلحة وتعيين اربع مع صحیح ہونے کے واسطے شرط ہے مقدار بیع اور ثمن کی معرفت مہم مصنف نے لفظ معرفت سے اشارہ کیا کہ
دانست مقدار بیع اور ثمن شرط ہے اور انکار کرنا شرط نہیں سو اگر بیع نہایت مجہول ہو اور کسی نادانگی کے ساتھ خرید و فروخت کا رواج نہ ہو تو بیع صحیح نہیں
تو اگر بائع نے کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ اپنا سب مال بچا جو اس گھر میں ہے پھر عید اور رد و اب اور شیا کے اور شری نہیں جانتا کہ تمہیں کیا ہو تو بیع فاسد ہو
اور اگر یوں کہے کہ میں نے اپنا مال جو اس گھر میں ہے اس حدیث یا اس خبری میں ہے تیرے ہاتھ بچا تو جائز ہو اگرچہ مشتری اسکو نہ جانتا ہو اس واسطے کہ جہاں
مالی البیت کمتر ہو جہاں مالی الدار سے تو نہایت جہالت نہ ہوئی جو بائع ہی صحت کی اور رواج جہالت کی قید اس واسطے لگائی کہ اگر سقے سے اتنی مشکین فرستے
بائی کی مشاخرہ کرے گی البیوع فیہا اگر شک نہیں ہو تو جائز ہے بیع رواج کے اور یہی حکم ہے کچھ مال اور گھڑے کا اور یہ استعجاب ہو اور قیاس میں جائز نہیں
اگر اشکی مقدار نہ معلوم ہو اور یہ قول امام کا ہو اور ظاہر ظہیر جو ان پر دلالت کرتا ہو تو مقدار معرفت بیع میں صورت میں شرط ہے جو بیع کی حاجت ہو والا شرط نہیں
چنانچہ زیہ نے اقرار کیا کہ خالک کا اسباب میرے پاس ہو غضب اور بخت کے ہو پھر زیہ نے اسکو خالک سے مول لیا تو جائز ہو اگرچہ بائع اور مشتری اسکی مقدار
کو نہ جانتے ہوں اور اسی طرح صحیح نہیں اگر مقدار ثمن مجہول ہو چنانچہ ایک چیز کی بیع کیا اسکی قیمت پر یا قیمت مشتری قرار دے یا طاعتی شخص یا بقدر اپنے
راس المال کے یا بیع بمثل بیع طالی حالانکہ بائع اور مشتری نے اس ثمن کو نہ جانا یہاں تک کہ جدا ہو گئے اور اگر کسی مجلس میں علم حاصل ہوگا تو بیع صحیح ہی
مع البیاع اور اگر کوئی چیز خرید کی سونے سے وزن اس تجھ کے تو جائز نہیں اس واسطے کہ تجھ کا وزن معلوم نہیں اور اگر اسکا وزن معلوم ہوگا تو بیع
مع البیاع صحیح ہوگی اور مصنف نے معرفت مقدار ثمن کو مطلق رکھا تو معرفت بیع اور معرفت عرفی دونوں کو شامل رہی اسی واسطے ہزارہ میں کہا کہ اگر ایک
شخص نے کہا کہ میں نے اس گھر کو یا اس کپڑے کو یا اس خربوزے کو بیع و ش کے خرید کیا اور اس شہر میں درہم اور ذانیہ اور فلو سے خرید کر کے
نہ رواج ہو اور مشتری نے اشیائے ثمن سے کوئی چیز نہ کی تو گھر کی بیع ذانیہ پر اور کپڑے کی درہم پر اور خربوزے کی پیسوں پر منتفہ ہوگی اور

اگر کسی سو کوئی اور چیز سے خرید فروخت کا رواج ہوگا تو اس پر بیع منقطع ہوگی غلط فہمی یہ ہے کہ جب حد کی تصریح ہوگی تو محدود متعین ہو جائیگا بیع کے مناسبت سے
تو نیز خواہ درہم خواہ فلس سے اور اگر مناسبت میں شک ہوگا تو بیع تمام ہوگی کذا نے الخطاوی عن الجبر والفسخ لغضا ووصف ثمن کھنڈ اور مشتقی
اور صحت بیع کے واسطے وصف ثمن کی دانست مشروط ہے خیابانی درم کا مصری ہونا یا مشتقی ہم صنف اور صاحب کفر اور اکثر فقہانے صفت و وصف ثمن
کو شرط کیا ہے اس واسطے کہ اگر ثمن مجہول الوصف ہوگا تو منع واقع ہوگا مشتری ارادہ کرے گا کہ نقص دے اور بائع چاہے گا کہ عہدے تو بیع مشروع ہونے
کا فائدہ حاصل نہ ہوگا مصنف نے وصف ثمن قید اس واسطے لگائی کہ وصاف بیع کی صفت شرط نہیں اور بدائع الحین مذکور ہے کہ ہمارے اصحاب کے نزدیک
صفت و وصف بیع اور ثمن صحت بیع کی شرط نہیں بلکہ لزوم بیع کی شرط ہے تو صحیح ہو سکتا ہے بلکہ کذا فی النہر والخطاوی وصف سے مراد وہ امر ہے
کہ جب وہ حاصل ہو تو میں تر موبع اس شو کے حسن یا قبح کا کذا فی صدر الشریعہ خیابانی و تہذیب الشریعہ کا کفر ہونا یا کفر نہ ہونا غیو مشاۃ اللیۃ لا یشترط ذلك
فی مشاۃ اللیۃ لفقہ الجہالہ بلا شکر صفت مقدار اور وصف غیر مشار الیہ میں شرط ہوا و ثمن بشرط نہیں جس کی طرف اشارہ ہوا بسبب دور ہونے و انشکال
کے اشارے سے ہم صفت مقدار اور وصف غیر مشار الیہ میں واسطے شرط ہوئی کہ تسلیم اور تسلیم یعنی دنیا لینا بیع میں واجب ہوا و مقدار اور وصف کی واقعی نزاع باقی
کا باعث ہو تو تسلیم اور تسلیم ہو سکتا ہے اور جس کی طرف اشارہ کیا خواہ وہ بیع ہو یا ثمن تو ثمن صفت مقدار اور وصف بسبب عدم انزع کے شرط نہیں سوا کہ
بائع کے کہ میں نے اس کیوں کے ڈھیر کیا و درم کیوں سے جو تہذیب و ثمن میں بیجا اور حاکم درہم مذکورہ نظر آتے ہیں پھر مخالف نے قبول کیا تو بیع جائز ہے
اس واسطے کہ جہالت و وصف یعنی مقدار کی نادرستی باقی ہو لیکن وہ تسلیم و تسلیم کی رائے نہیں کذا نے النہر مالہ لیکن ردیہ بقول جہنہ او سلم
انفاقا اور اس مال سلیہ وہ کیا و او موزن فاختلاف الیہ مالہ لیکن مال رہا نہ ہو سکتا تھا بلکہ اس پر بیع جس سے یا سوز ہو یا اتفاق
امام اور صاحبین کے یا سلم کار اس المال نہ ہو اگر وہ کیل اور موزن ہو بخلاف صاحبین کے خیابانی باب السلم میں او گاہم جو مذکور ہوا کہ مشار الیہ میں معرفت
مقدار شرط نہیں اس صورت میں ہو جبکہ بیان وال چیز اپنے بیع کے مقابل نہ ہو خیابانی بیع کے ڈھیر کر دو موزن کیوں کے ڈھیر سے اشارہ کر کے بقول
اور موزن صحیح نہیں بسبب احتمال بیع کے کہ شاید ایک ڈھیر کم یا زیادہ ہو دو موزن سے اور احوال بیع مثل حقیقت بیع کے مانع ہو صحت بیع کا اور سلم
میں اگر اس المال کیل یا وزنی چیز ہوگا تو امام غظم کے نزدیک اشارہ کافی نہیں و ریافت کیل یا وزن شرط ہے اور صاحبین کے نزدیک اشارہ آمین
کافی ہو چنانچہ ضرر و زرع اور حیران میں کافی ہو خطاوی نے لکھا شائع کے اس قول اس واسطے اتفاق کی کچھ حاجت نہ تھی کہ اسکے بعد کا قول یعنی ہو اس واسطے کہ کلام
ہو اس المال میں نہ مسلم نہیں اس واسطے کہ مسلم فیہ کی طرف اشارہ نہیں ہو سکتا کہ وہ اس وقت موجود نہیں کیونکہ وہ جہل ہے مسئلہ شائع کا
لو کان الثمن فی صورۃ ولیدیرف ما فیہا من خارج جہل و یستی خیابانی الکلمۃ لا خیابانی الرقۃ لعدم ثبوتہ فی النقود اگر ثمن قبلی میں ہوا
جہ درہم آئین ہیں یا ہر سے معاہدہ ہونے ہوں تو بائع کو آئین اختیار ہوا و اگر اختیار الیہ کہنے میں نہ خیابانی الرقۃ اس واسطے کہ خیابانی الرقۃ میں ثابت
نہیں کذا نے الفسخ و خطاوی نے لکھا کہ نفع القصد یا رجاء الرقۃ میں عدم تخیر مذکور ہے فی الحقیقہ مترجم نے فسخ القصد کو دیکھا تو عدم تخیر کو با اختیار
نفع القصد کی عبارت کا ترجمہ یہ ہے کہ اگر کنا کہ میں اس کو خرید کر یا ہوں بعوض اس درہم کی قبلی کے پھر بائع نے آئین وہ درہم پاسے جو اس شرط میں
راج نہیں تو بائع کو درہم شہر کا سلالہ جائز ہے اس واسطے کہ سطلق درہم بیع میں نقد بلکہ کی طرف متصرف ہونے ہیں اور اگر آئین نقد بلکہ کو با اختیار
اور بائع کو اختیار نہیں بخلاف اس کے اگر اسے کنا کہ میں نے خرید کر یا ہوں بعوض اس کے جو اس نعم میں ہو پھر ان درم کو دیکھا جو آئین ہیں تو اس کو اختیار
ہو اگرچہ نقد بلکہ ہو اس واسطے کہ قبلی میں ہو اس کی مقدار خارج سے معلوم ہو جائی ہو اور نعم میں خارج سے معلوم نہیں ہوتی اور اس صورت میں اس کو اختیار ہوگا
اور اس خیابانی الرقۃ کہنے میں خیابانی الرقۃ ثابت نہیں و حق بضمیمہ حال و ہوا حاصل اور بیع صحیح ہے ثمن بالحدیث اور

یہی اصل جو ہم حل بشدہ لام شتی ہو حلال سے دین حال خلاف ہو حل کذا فی النہ عن النہب بطحاوی کے کما شئ حال اصل ہو مطلب اسکا یہ ہو حلال متفقاً
 عقد ہو اور اجل یعنی مدت ضمن ثابت نہیں ہوئی اگر شرط تاہیل سے دہرجل الی معلوم لکن فی بعض النواع اور بیع صحیح ہو ثمن ہو حل سے جسکی مدت معلوم
 اور مقرر ہو نہ نزع کی نوبت نہ ہو نہ بیع یعنی اس ثمن ہو حل سے بیع صحیح نہیں جسکی مدت معلوم ہو کہ باعث نزع ہو وہ نزع یہ ہو کہ باعث مدت ہو نہ نزع ہو کہ باعث
 مشتری اسکا انکار کر گیا لہذا ہو حل الوقت کی بیع فاسد ہو ولو باع مؤجلاً صوف لشعوبہ یعنی اگر بیع ہو حل کی تو ایک مینے کی طرف پھیری جاوے گی
 اسی کا فتویٰ ہو کہ کذا فی النہ عن شمس الجمع ولو اختلفا فی الاجل فالقول لنا ضیہ لانی السلیہ اور اگر باعث اور مشتری نے مدت میں اختلاف کیا تو اسکا قول
 معتبر ہو جو مدت کی نفی کرے ہو اگر مسلمین میں ثابت مدت کا قول معتبر ہو گام خلاف مدت کی یہ صورت کہ باعث کتا ہو کہ مین نے بلا مدت بجا اور مشتری کتا ہو کہ نہیں مدت
 پر بیع واقع ہوئی ہو تو باعث ہی کا قول معتبر ہو گا اس واسطے کہ بیع میں عدم تاہیل اصل ہو اور مسلمین میں ثابت کا قول اس واسطے معتبر ہو گا کہ نانی مدت مدعی ہو فاسد حکم کا
 اس واسطے کہ مسلم بلا مدت کے صحیح نہ ہو فی قدیہ فلم مدعی بالماقل اور اگر دونوں نے اختلاف کیا مدت کی مقدار میں ایک کم مدت بیان کرنا ہو اور دوسرا
 زیادہ مدت تو کہ مدت کے مدعی کا قول معتبر ہو گا اس واسطے کہ وہ زیادتی کا انکار ہو والبیئۃ فیہما للمشتری اور دونوں صورتوں میں بیع اختلاف مدت اور مقدار
 مدت میں مشتری کے گواہ قبول ہوں گے اس واسطے کہ کلام ہی خلاف ظاہر ہے اثبات کے واسطے ہو ولو فی مضیہ فالقول والبیئۃ للمشتی اور اگر دونوں
 مختلف ہوں مدت کے گزر جانے میں باعث کتا ہو کہ مدت ہو چکی اور مشتری کتا ہو کہ هنوز مدت باقی ہو تو قول اور گواہی مشتری ہی کی منسوب ہوگی و بطل
 الاجل بیوت المدیون اور مدت باطل ہوئی ہو دیون کی موت سے مدت کا فائدہ یہ ہو کہ دیون تجارت کر کے ثمن ادا کرے منفعت سے بھر جب
 مدت مقرر کرنے والا مر گیا تو اسکا شرط وکاد اسے دین کے واسطے ستین ہو گیا تو اب تاہیل کا کیا فائدہ ہو فروع مسائل مختلفہ شریع کے باع بحال ثم اجلہ
 اجلہ موقوفاً او جھنولاً کیونکہ در حصار و حصار موقوفاً منبہ باعث نے بیع کی ضمن بلا مدت پر پھر کسی مدت مقرر کر دی خواہ مدت معلوم ہو یا ہو حل چنانچہ
 نور ذرا کھیت کی کٹائی تو بیع ہو حل ہو جاوے گی کذا فی البیئۃ اور ایک شخص مینہ کی جگہ قینہ یوزر زعفران و غیرہ مدت معلوم کی مثال بیعت بیع مذکور صاحبین کا
 قول ہو اور امام نے نزدیک پر بیع فاسد ہو کذا فی الطحاوی عن الجرحۃ الف من ثمن مبیع فقال اعط کل شہیر مائۃ فلیس بتاہیل تواریہ باعث کے ہزار روپے
 میں مشتری پر بیع ثمن بیع سوائے کے کتا کہ ہر بیع میں سود مہ دیا کہ تو یہ مدت معین کرنا نہیں ہو کذا فی البیئۃ یہ فی الحال طلب کر سکتا ہو کذا فی الجرحۃ علیہ الف
 ثمن جعلہ رجبہ نحو مائۃ اخل بیعہم حل الباقی غلاضہ کم اشراطا ملقط دھی کثیرۃ الوقوع مشتری پر ہزار روپے ثمن کے ہیں جنکی صاحب بیع
 قسط بندی مقرر کی ہو لیون لکرا اگر کسی قسط میں غلطی اے تو باقی دین بلا مدت واجب ہو اور دونوں کی شرط کے موافق ہو گا کذا فی الملتقط اور یہ کثیر الوقوع ہو
 ہم حل ہی کتا ان اخل حال چو حل کے فاعل کا بقدر قبول کے قلت وما یکتو وقوعہ مالو شری یقطع وانجۃ فکسدت بضوب جن ید فی بیع منقطع
 یوم البیع من الذہب لا یغیر اذا لا یکن للحکام المحکم بمثلہا لمنع السلطان منها ولا ینفع قیمتہا من القضاۃ الجدیدۃ لانہا مال یغنی
 غنیہا فحید ہا ورجہا سواء اجماعاً اما ما غلب غشہ ففیہ الخلاف کما سبج فی فصل القرض فقیہ وہ اجاب سعد افندہ
 میں کہتا ہوں اور بیع اسلک کثیر الوقوع یہ سنا ہو کہ اگر چلن کے روپیوں سے خرید کیا پھر انکا رواج موقوف ہو گیا دوسرا نیا سکے پڑنے سے تو ان روپیوں کی قیمت
 ہوگی سو لے سے بیع کے دن وہ واجب ہوگی نہ سوائے اسکے اس واسطے کہ سکے قدیم کے رواج دیکھ کا حکم کرنا حاکم کو ممکن نہیں بسبب منع کر دینے سلطان
 حال کے اسکے رواج سے اور انکی قیمت فیہ جدیدہ سے بھی مشتری نہ دے اس واسطے کہ جب تک چاندی کی ٹوٹی غالب ہوگی چاندی پر نو عمرہ او ناقص چاندی
 اور لون بلبریں باجمیع اہم اور صاحبین اور جس چاندی میں ٹوٹی غالب ہوگی اسیں اہم اور صاحبین کا اختلاف ہو چنانچہ کسی تفصیل قرض کی فصل میں کہی ہو گا کہ ہونا
 اور یہی جواب دیا ہو اس مسئلے کا سعدی فندی نے طحاوی نے کما غلبش باب العرفین مذکور یہ نہ فرض میں اور فرض میں رواج اور کساد کو یہ لایہ غلبش

فصل فی بیع
 بیع صحیح
 بیع صحیح
 بیع صحیح

تقدیر لگائی کہ اگر نقد و البت اور رواج میں برابر ہیں تو بیع پر مشتری کو اختیار ہو چاہے اور اسے اس طرح اگر نقد و البت اور رواج دونوں میں مختلف
 ہوں یا البت میں برابر ہوں اور رواج میں مختلف ہوں تو دونوں صورتوں میں بیع صحیح ہو یا اعتبار اس نقد کے جو غالب الراجح ہو کہ البتہ و صحت بیع
 الطعام ہو فی عرف المتقدمین اسم الحنطہ و دقیقاً کیا کہ جزاً فامثلت البیہ مع کذا فی الجواز تو صحیح بیع طعام کے بیانیے سے آپ کہ
 اور بطریقین اور انھیں کے طعام مقدس کے ہوتے ہیں اور اس کے آئے کا نام ہو اور بجز ان بھوکات نہ کہ جسم کے فارسی کا معرب ہو بمعنی مجازت ہم کہتا ہیں
 علامہ ارجح ہے کہ اگر بزرگ بیع ہو جس اور نہیں ہے بلکہ اکیل ہو بلا وزن اور ان قطع سے کہ اگر بزرگ بیع میں عبارت ہو مسالہ سے اصل نصف رواج
 میں طعام سے بیع جو بزرگ بیع نہ نقد کیوں اور بیع اگر بزرگ بیع کیل اور جزا کے جو بیکی بیع اصل سے جائز ہو بلکہ اکیل اور وزن بسبب اور جو
 بہالت کے اشارہ کرتے ہیں سے حاشیہ کی میں عنی سے منقول ہو کہ اصل کی بیع میں شرط یہ ہو کہ میز اور مشار الیہ ہو کہ فی الطعام ہی اذا کان مختلف
 معلومین اسات صالی سلمہ لشیو طیہ معرفۃ کما سبغی او کان مجفہ و ہود و نصف صاع اذ کاربانیہ کما سبغی بیع جو بزرگ بیع نہیں
 صحیح ہو جبکہ بیچ انکی مخالف جنس سے ہو چنانچہ گیہوں کی بیع جو سے اور جبکہ سلم کار اس المال نہ ہو اس واسطے کہ اس المال کی قیمت نقد اور شرط چنانچہ البتہ
 میں آج گایا بیع اناج کی انہی جنس سے ہو حالانکہ اناج نصف صاع سے کمتر ہو واسطے کہ نصف صاع سے کمتر میں بیاج نہیں چنانچہ باب الراجح
 او یکاد من المحار فی البیہ باناء و سحر لا یرف قد قد فیہما و للمشتوی الخیار فیہما لشہدا اور بجز تخمین ہو چنانچہ اور برتن اور تھیر سے جنکی
 مقدار معلوم نہیں اور مشتری کو دونوں میں اختیار ہو کہ فی الزلفاق میں کہا اس واسطے یہ بیع حساب نہ ہو کہ بہالت باعث منازعت نہیں اور
 کیل اور مجازت پر اسکو واسطے عطف کیا کہ یہ بصورت کیل کے ہو اور حقیقت میں کیل نہیں ہو شرط صحت یہ ہو کہ برتن گشتا بڑھنا نہ ہو چنانچہ لکڑی یا کو
 کا برتن ہو اور اگر لکڑی زنبیل باخربی کے برتن ہو تو جائز نہیں مگر بانی کی مشکوں میں بسبب رواج کے جائز ہو اور نصف نے ثبوت خیانت سے سکوت کیا لیکن
 جمیع النوازل میں ثبوت خیانت پر تصریح ہو اس صورت میں کہ خرید کرے اس تھیر کے برابر سونے سے انتہی اور لائق ہوں ہو غیر معلوم مقدار برتن میں
 بھی اختیار ثابت ہو انتہی و هذا اذا لم یحتمل الافاء النقصان و الخیار النقصان فان احتمل ما لم یحتمل کیسے قد رہا یا هذا البیت و قد
 ما یصل هذا الطست بجانہ سواجہ اور یعنی برتن کی پڑی اور تھیر کے وزن سے بیع اس وقت جائز ہو جب برتن نقصان کا اور تھیر ٹوٹے چھوٹے کا مگر
 نہ ہو اور اگر نقصان اور چھوٹے کا احتمال ہوگا تو بیع جائز نہ ہوگی چنانچہ اس مقدار کی بیع جائز نہیں مگر یہ کو ٹھری بھر جائے اور اگر اس مقدار
 کی بیع کی جو اس طاس کو بھر دے تو جائز ہو کہ فی السراج و صم فی ماسی صاع فی بیع صبریہ کل صاع بلکہ امر الخیار للمشتوی لتفرق المصفقة
 علیہ و لیس فی الخیار التکشف لریح ہر سی کی چنانچہ ایک صاع کی بیع صحیح ہو اناج کے ڈھیر کی بیع میں اس طرح کہ ہر صاع عوض اتنے کے باوجود مینا مشتری کے
 بسبب متفرق ہونے سے کہ مشتری پر اور اسکو خیار التکشف تھے ہیں کہ کتا ہو ایک ڈھیر جو گیہوں یا جو کا انکے مالک نے کہا کہ بیچ اسکو بچا ہر صاع
 عوض دوم کے یا ہر سیر عوض آٹے کے او وقت اسکی نہ ذکر کی کہ اتنے صاع یا اتنے سیر تو امام غزالی کے نزدیک ایک صاع یا ایک سیر کی بیع صحیح ہوگی اس واسطے
 کہ مقدار بیع اور وزن معلوم المقدار ہو اور بیع نے نفہ متعاقب چیز نہیں اور اس سے زیادہ مقدار اور وزن دونوں بھول ہیں معلوم نہیں کہ سب ڈھیر کے
 صاع یا ایک کا جو اور دھیر یا آٹے کے ہیں مطلقاً ہی نے کہ خیار التکشف اس واسطے کہتے ہیں کہ حال تکشف ہو گیا ایک صاع کی قیمت بیچ سے بجز اللق میں
 بیع سے متفرق ہو کہ ایک صاع میں بیع دوم پر یا خیار مشتری کا اور بی قول ظاہر و الداعی و صم فی النکل البیہ فی المجلس و الدال المفسد قبل ان
 او سبی و صم فی الخیار او عن العقد و ہر لودجہ فی المجلس و بعد عند علماء بدیع فی بیع ہر سیر سب ڈھیر میں اگر سکا پانہ ہو گیا
 عقد کی مجلس میں جب دھیر جو جائے عقد کے قبل اسکا جسے کہ انہی جمہالت قبل انقصاے مجلس زائل ہو گئی یا بیاج نے ان ڈھیر کے فقیہ بیان کر دے

یہ جو کیا بیع نے زمین بچی سو روپے کو اس شرط پر کہ وہ سو گز ہو مثلاً پھر وہ سو گز نہ ہو تو مشتری کو بیع سے اختیار ہے چاہے ساتھ یا نہ
 گز پوری قیمت کو سو روپے دے کر لے جائے اور اگر مشتری اکیس سو گز کو مشتری سو روپے سے لے لے گا اختیار بائع کے مخالف کیلی اور زنی چیز کے کہ زمین کس
 قیمت کس مشتری کو لے لے گا اور اگر مشتری بائع ملک ہو گا اس واسطے کہ ندروع میں ذراع و صف ہوا وکیل دروزون میں کیل اور وزن و صف نہیں نہ اتفاق میں ہوا
 فقہ میں مصنف شمس سے عبارت ہے حق بائع ہوتا ہے کہ اوپر فصل نہ ہو اس سے جب زمین حاصل ہو تو اس کی خلی کو زیادہ کرے چنانچہ ذراع و صف ہر طرف میں ہوا
 اگر دس گز کرے کسی دس دم مثلاً قیمت ہو گا ایک گز زمین سے کہ ہو گا تو نو گز و درم کا نہ رہے گا یعنی اس واسطے کہ نو گز دیر غیرہ کو کافی نہیں دس گز کافی ہو لہذا بعض
 مصنف کیوں تعریف کی ہے کہ مصنف وہ جو بیع میں سے میوب ہو جائے اور زیادہ اور کم ہونا و صف ہوا و بوالیا نہ ہو وہ اصل ہوتی تو معلوم ہوا کہ ذراع و ثوب میں اوصاف آمد
 کے اندر جو کسی مقابل کو زمین میں پڑتا یعنی زمین میں جمع کے جدا پتھر نہیں ہونا چاہئے کیوں وغیرہ میں منقسم ہونا چاہئے اگر اذاکان مفسوداً بالتناول کھا
 اذاکہ فبولہ وان قال فی بیع المذروع کل ذراع بدھم اخذ لکل محصنہ لصیور ورنہ اصلہ بافواۃ بذکر الثمن و ترک لتفرق الصفۃ
 لہر جبکہ مصنف مقصود بالتناول ہوتا تو زمین اس کے مقابل ہو گا چنانچہ مصنف نے اپنے اس قول سے اسکو بیان کیا اور اگر بائع نے ندروع کی بیع میں کہا کہ ہر گز زمین
 درم کے ہو مشتری کس کو اس کے حصے کے موافق لے اس واسطے کہ ذراع اگرچہ مصنف ہر گز بیان اصل ہو گیا بسبب اس کے علیحدہ کر دینے کے ثمن کے ذکر کر دینے سے
 یا ترک بیع کو بسبب تفرق ہونے عقد کے ہم کتاب ہونی اکیس گز زمین یا کچھ کے سو درم سے بچا اس طرح کہ ہر گز کی عوض ایک درم ثمن ہر گز کیا اور ساتھ کچھ کو مشتری
 چاہے ساتھ گز کو ساتھ درم دے کر لے جائے نہ لے اس واسطے کہ اگرچہ مصنف و لیکن جب اسکا ثمن جدا کر دیا تو وہ اصل بیع ہو گیا و لکن اخذ لکل ذراع
 بدھم و فسخہ لدفع ضرر التوام الزائد اور اسی طرح سو گز سے زیادہ کو مشتری لے ہر گز عوض درم کے یا چاہے فسخ بیع کرے تا التوام زائد کا ضرر دفع ہو
 کہتا ہے جو بیع ہونی چاہی سو گز کی لہذا زائد کے نزدیک بیع مشتری کو اختیار ہوتا التوام بالذکر لازم نہ آئے و فسخ بیع عشرہ اذرع میں مائتہ ذراع
 من دار و حجام و صحاح و ان لا یستتم جملہ علی الصحیح لان الزائد ہوتا اور فاسد بیع دس گز کی گھر یا حمام کے سو گز زمین سے اور صاحبین
 نے اسکو صحیح کہا ہے اگرچہ بائع نے سب گزوں کا نام نہ لیا ہو قبول صحیح اس واسطے کہ ان الزا جہالت کا عاقلین کے ہاتھ میں ہوا کہتا ہے فساد بیع کی وجہ امام
 کے نزدیک یہ ہے کہ ذراع حقیقت میں اس آگے کا نام ہے جس سے ناپیمہ بن خواہ لکڑی کا ہو یا لوسہ کا سو وہ حقیقی معنی یہاں متعدد ہیں تو مجازاً یہاں ذراع سے
 زمین مراد ہے جو ذراع سے ناپی جاتی ہے اور زمین پر اطلاق ذراع نہیں ہو سکتا اگرچہ زمین اس واسطے کہ اپنا فعل محسوس ہو کہ محل محسوس کا مقتضی ہے تو اس
 صورت میں دس گز غیر معلوم ٹھہرے کہ گھر یا حمام کے کس جانب سے مراد ہیں تو یہ جہالت باعث نزاع ہے بائع کہیگا کہ میں دس گز فلاں طرف سے دو گنا مشتری
 کہیگا کہ میں دس گز فلاں طرف سے نو گنا خلاف ہم کہ وہ ہر عقلی ہو محل محسوس کا مقتضی نہیں تو اسکا شائع ہونا جائز ہے کیونکہ اسکی جہالت باعث نزاع نہیں اس واسطے
 کہ دس حصے کا مالک نوے حصے والا شریک ہو تمام گھر میں بالاعین موضع اور صاحبین کے نزدیک وجہت کی بقول صحیح یہ ہے کہ دس گز کی جہالت کا دور کرنا بائع اور
 مشتری کے اختیار میں ہے ہر چند امام کے نزدیک ہر طرح بیع فاسد ہے خواہ بائع تمام ذراع کو نہ کرے یا نہ کرے لیکن مصنف نے اس واسطے سو ذراع ذکر کر کے تا قول آئندہ صحیح ہو
 اس واسطے کہ خریدہ امام کا چنا بدون ذکر کل سهام کے اتفاق امام اور صاحبین صحیح نہیں کہ ان فی الخطاوی لا یفسد بیع عشوۃ استوفی مائتہ من اتفاق الشیوخ لکن ان
 فاسد نہیں بیع دس گز کی خریدہ امام کے اتفاق امام اور صاحبین کے بسبب شائع او عام ہو سہم کے ندراع کے کیونکہ ہر عقلی ہو محل محسوس کا مقتضی نہیں ذراع محسوس کا
 مقتضی ہر چنانچہ فصل مذکور ہو کہ حقیقی تو فیضی علی تعین الاذرع فی مکان کم ابراہ و سبخی انقلابہ صحیحاً کو فی المجلس لو بعد فسخ بالتواطی منوطاً
 یہ بات کہ اگر بائع اور مشتری رضی ہو جائیں گزوں کی تعین پر ایک مکان میں بیع ہو سکے تب فقہ میں صحیح نہیں دیکھا اور لائق یہ ہے کہ بیع منقلب بوجہت ہو جائے
 اگر تعین مجلس عقد میں ہوا اور اگر تعین مجلس کے بعد ہو تو بیع بالتعاطی ہوگی کہ ان فی النہ استوفی عدل ما من قیٹی بنا او غنا جو ہر علی انہ کذا ففصل زیادہ فسخ

بیع صحیح
 بیع صحیح
 بیع صحیح
 بیع صحیح

خوب کے چند قیمت والی چیز سے خواہ کچھ ہوں یا بیکری کذا فی الجوفہ اس شرط پر خرید و نہ گناہ تنہا میں پھر کچھ نکلے یا زیادہ ہوئے تو بیع فاسد ہو سبب ہوتا
 کے ہم کہتا ہوں مثلاً دس بھان کی گٹھری خرید کی میں پے کو پچھو گٹھری کھولی تو نو بھان یا گیارہ بھان نکلے تو دونوں صورتوں میں بیع فاسد ہو اس واسطے کہ بیع
 کی صورت میں ثمن مجہول ہو کہ نہ ثمن کے اجزائی قیمت والی بیع کے اجزاء پر عمل نہیں ہوتے بھان بیع مثلی کے تو ایک کم بھان کی قیمت معلوم نہیں جبکہ بیس
 روپوں سے کم کر دیجے پھر جب کم بھان کی قیمت مجہول ہوئی تو تمام ثمن مجہول ہو گیا اور در صورت زیادتی کے بیع مجہول ہو گا اس واسطے کہ ایک بھان کے پچھو نے
 کی حاجت ہو گی تو اس میں نزاع واقع ہو گا مشتری کے بھان کے پچھو نے کا ارادہ کر لیا اور بائع عمدہ بھان لینے کا قاعدہ ہو گا دلو اشتوی رضاعی ان میں ان کے
 فاسد و فساد کا نام فساد بجا اور اگر ایک زمین خریدی اس شرط پر کہ زمین کے درخت پھیلنے والے ہیں تو زمین ایک غیر شجر مثلاً توت یا کاس
 ہو کذا فی الجوفہ فاسد ثمن کی جہالت سے چنانچہ مسئلہ سابقہ میں در صورت کمی و وجہ اسکی مذکور ہو چکی گھاٹو باع عدل من التیاب ادعما و استثنی و احدا یعنی
 عدلہ فساد و لو بعینہ جاز البیع خانیہ چنانچہ کچھ روپوں کی گٹھری یا چند بکریاں بچیں اور زمین سے ایک کپڑا یا ایک کیری بلا تعین نہ چھی تو بیع فاسد ہو گا
 اگر ایک زمین بھان یا ایک مٹھی بکری مشتری کی تو بیع جائز ہو کذا فی الخانیہ یعنی در صورت اشتنا و غیر تعین بیع فاسد جہالت کے سبب مشتری اولی کے دینے
 کا ارادہ کر لیا اور بائع اسے لینے کا قصد کر لیا اور در صورت تعین جہالت نہیں ہو کہ بکن ثمن کل من القبی بان قال کل ثوب منہ بکذا و نقص
 ثوبہ صح البیع بقدرہ لعدم الجہالۃ و حیث لفرق الصفیۃ و اگر قیمت والی ہر ایک چیز کا ثمن بیان کر دیا یعنی اس طرح کہا کہ اس گٹھری میں سے ہر پتہ
 کی قیمت ہو اور ایک بھان کا بیع صحیح ہو گی بقدر موجود کے بواسطے عدم جہالت کے اور مشتری خرید اور عدم خرید میں مختار ہو گا بسبب تفرق ہونے
 عقد کے ہم کہتا ہوں مسئلہ سابقہ میں مجموع بیع کا مجموع ثمن مذکور تھا لہذا کی میں جہالت طاری ہوئی اور بہان ہر بھان کا جدا جدا ثمن مقرر ہو انوی میں جہالت
 نہ ہوئی مثلاً دس بھان بیچے ہیں روپے کو اس طرح کہ ہر بھان کے دو دو روپے ثمن ٹھہرے پھر اگر نو بھان نکلیں گے تو اسکا ثمن اٹھارہ روپے ہو گا ایک بھان کے دو روپے
 کم ہو جائینگے و ان نراد ثوب فساد بجا لہذا لفرق الجہالت زیادہ نکلا مثلاً اس بھان کی شرط میں گیارہ بھان نکلے تو بیع سبب جہالت مزید
 کے ہم کہتا ہوں در صورت زیادتی جہالت ثمن نہیں بلکہ جہالت بیع یعنی دس بھان بیع کی تعین میں نزاع واقع ہو گا بھان گیارہ بھان کذا فی الجوفہ عمدہ بھان کو عشرہ
 بیعہ میں مشتری داخل کر لیا اور بائع عکس اس کے دلوہ الوائما و عدو کہ کل بجل لہ البانی خلاف و اگر مشتری نے زیادہ کو پچھو دیا اسکو جدا کر دیا تو کیا باقی
 اسکو حلال ہیں ان میں اختلاف ہے ہم کہتا ہوں بیع کی خرید کی اس شرط پر کہ زمین تین کپڑے ہیں پچھو کر زیادہ پیا اور بائع غالب ہو تو زیادہ کو جدا کر دے
 اور باقی کو استعمال میں لاوے اس واسطے کہ وہ کمال ہو گیا انتہی اور گویا یہ بھان ہر الا بیع فاسد جہالت مزید کے سبب سے اور خانیہ در قینہ میں
 صحیح ہو کہ ہم کہتے ہیں بھان ہر ایک کپڑا جدا کر کے باقی استعمال میں لاوے اور زمین قبل اس کے یہ ہر ایک شجر خریدی اسکو زیادہ پیا اور زیادہ بائع کو پچھو کر باقی حلال
 ہو مشیات میں اور قیمت الی چیزیں حلال نہیں تو قیہ باقی کو بائع سے خرید نہ کرے اگر جبکہ زیادتی ایسی چیز کو جو زمین بخل جاری نہ ہو تو قیمت میں اسکو جدا کر کے اتنی فی الجوفہ
 اور نہ افاق میں ہر کہ جو بزاری نے کہا کہ وہ مالک ہو گیا یعنی قبض سے مالک ہوا اگر بیع فاسد ہو اور خانیہ میں ہر گٹھری خریدی زمین میں بھان ہر بھان عویض
 اتنے کے پچھو کر زیادہ پیا تو زیادتی مشتری کو مسلم نہیں ہے اگر بائع غائب ہو تو علمائے کہا ہر مشتری ان میں سے ایک بھان کو جدا کرے اور باقی کو استعمال کرے اور پستان
 ہی بھان کا بیع مشتری کے انتہی فی الجوفہ و ظاہر ہے بیع ہر کل علمائے نزدیک جدا کر دینے کے قوت بائع کے غائب ہونے میں اور جبکہ مشتری نے زیادہ پیا تو پچھو کر باقی حلال ہو گیا
 فی الجوفہ اشتوی تو بایضا و لو تم تفاوت لکرا بس لم یحل لہ الزیادۃ ان لم یضرب الفظم جائز درایم ثمن کو بیکرا کہ جسے جو ب تفاوت میں تو اگر حلال
 اس کے تفاوت میں ہوں پچھو کر بھان کپڑے کا تو قدر شرط سے زیادہ لینا حلال نہیں اگر اسکو بچھا لیں ضرر نہ کرنا ہوا بیع ایک گناہ کی نہیں ہے جائز ہے کذا فی الزم کہتا ہوں تو
 عدلی نے جامع صغیر کی شرح میں کہا کہ اگر کسی شخص نے فراہم کر لیا یعنی حالت زیادتی میں ہر جو قطع بار سے معیوب ہو جاتا ہو چنانچہ قیمتیں او یا جامہ اور عمامہ

اور انہیں اس کے اور اگر کسی معنی میں تھان ہو جو کو قطع منہ نہیں اور مشتری نے خرید کیا بشرطیکہ اگر با تو یا دلی اسکے لیے مسلم نہیں بلکہ اگر کو
 بائع کو چھوڑے چنانچہ کیلکات اور سوزات میں بچہ دنیا لازم ہو مشتری نے کہا ہو اگر ایک گنا اس کیس سے نیچے تو جائز ہو ورنہ بیع فاسخ و غیرت
 اس واسطے کہ قطع اور تیسیر بائی کو مشتری نہیں کہانی المحمداوی علی اللہ عفوہ اذ سراج کل خراج بد و ہم اخذہ بعشیرۃ فی عشرۃ دریا کہ نصف بدلہ دیا
 لاندہ انقم واحد لا بتسعة فی تسعة و نصف بخیار التفرد الصفقة وقال محمد یاخذ فی الاول بعشیرۃ و نصف باخیار و فی الثانی بتسعة
 و نصف بہ و هو اعدل الا قال محمد و اقوہ المصنف و غیرہ قلت لکن صحیح القہستانی و غیرہ قول الامام و علیہ المتون فعلمہ الغنوں
 یعنی مختلف الجانب کما فی بعض غیرہ کے مانند خرید کیا اس شرط پر کہ وہ ڈس گز ہو اگر عوفیہ م کے تو مشتری اسکے دس سارے دس گز کے ہونے میں بلا خیال
 اس واسطے کہ نصف گز کا زیادہ ہونا اسکو واقع ہو اور اسکو نو دم سے لے سارے نو گز کے ہونے میں درج ہے نہ اسبب تعریف ہونے عقد کے اور محمد نے کہا کہ پہلی صورت میں
 اسکو سارے دس دم سے لے اگر چاہے اور دوسری صورت میں سارے نو دم کو لے اگر چاہے اور یہ قول حنابل ترین نوالج کہانی البیوع و اسی قول کو مصنف غیرہ
 ثابت رکھا ہے میں کتابہوں لیکن ثانی وغیرہ نے امام کے قول کی تصحیح کی ہا و اسی قول پر چون فقیر شمل ہیں امام ہی کے قول پر فتویٰ ہو ہم ام کی دلیل ہو کہ ذراع
 و نصف ہر اصل میں اور حکم اصل کا اسوقت لینا جب شرط پائی جائے سو شرط بیان ذراع میں پائی گئی نصف ذراع میں تو کمتر از ذراع اپنی اصالت پر
 بنا رہا اور وہ جس کے مقابل کچھ نہیں واقع ہوتا اور محمد نے جز کا اعتبار کل کے ساتھ کیا اس واسطے کہ جب ہر ذرع مقابل دم کے ہوا تو نصف ذراع نصف دم کے
 مقابل ہو گا بالفرض و التثانی نے کہا کہ محمد کے قول کو لیتے ہیں اور فتح بقدر میں ہو کہ بعضے شارحین نے محمد کے قول کو اختیار کیا ہوا و زخیرہ میں کہا کہ امام شافعی
 کا قول صحیح ہو محمداوی نے کہا کہ شراح کی تصریح میں گفتگو ہو اس واسطے کہ گاہے فتویٰ قول صحیح پر پابندی نہ ہو صحیح یا گاہے غیر متون کی روایت پر فتویٰ ہو تو آسانی
 کے واسطے بالباب جریاں افعال کے تفسیر شراح کی یعنی قول امام کا معنی یہ ہوتا تمام نہیں اور نو معلوم کر چکا ہو الثانی کا قول المداعلم بالصواب فصل فیما یدخل
 فی البیوع متبادلا بیدخل فیصل ہر آئین جو بیع یعنی بیع میں بطریق تبعیت داخل ہوتا ہو اور جو بالبیع داخل نہیں ہوتا الاصل ان مسائل ہذا
 الفصل مبدیۃ علی قاعدتین احدہما ما اذا ذہ بقولہ کل ما کان فی الدار من البناء یعنی کل ما ہو متبادلا اسم المبیع عرفا بیدخل
 بلا ذکر اصل یہ کہ اس فصل کے مسائل کی بنیاد قواعد ہر ایک نامہ کے کو مصنف نے اپنے اس قول سے بیان کیا کہ جو چیز اگر گھر میں ہو از قبیل عمارت کے
 یعنی جو چیز کہ مبیع کے نام کو شامل ہو عرف میں وہ بیع میں داخل ہو بدون ذکر کرنے کے مگر شراح نے اشارہ کر دیا کہ مصنف کے کلام میں گھر اور عمارت بطریق
 مثال کے ہونے بطریق قید کے اور اسی طرح قاعدہ ثانی میں شراح تعلیم کی طرف اشارہ کر گیا یعنی جو چیز دراج میں اسم مبیع کو شامل ہو جیسے گھر عمارت شامل ہو
 وہ بدون ذکر کے بیع میں داخل ہو تو گھر کی بیع میں عمارت بلا ذکر داخل ہو اس واسطے کہ عمارت ہر زمین اور عمارت سے و ذکر الثانیہ بقولہ او متصلا
 بنحوا لہا دخل فی بیعہا یعنی ان کل ما کان متصلا بالمبیع اتصال قرار و هو ما وضع کا کان فیصلہ البیوع دخل متبادلا
 اور قاعدہ ثانیہ کو مصنف نے اپنے اس قول سے بیان کیا کہ جو چیز اس سے متصل ہو وہ گھر کی بیع میں داخل ہو گھر کے تابع ہو کہ یعنی جو متصل ہو مبیع سے اتصال
 قرار یعنی جو اس واسطے بنی ہو کہ آدمی اسکا کھڑا کرے چنانچہ نہی ٹی کی ٹیڑھی وہ بیع میں داخل ہو البتہ اور جو ایسی متصل نہیں وہ داخل بیع نہیں چنانچہ لکڑی کی سیڑھی
 جسکا ایک سر زمین پر لگا ہوا ہو اما لیکت من القیمین فان من حقوقہ و موافقہ دخل بنکھا لکھا و لا وجود دون تمون من اعمی نہ اسم مبیع کو شامل ہو مبیع
 سے متصل ہو اتصال قرار و مگر وہ چیز مبیع کے حقوق اور رافق سے ہو تو بشرط کہ حقوق و رافق کے داخل ہوگی اور نہیں تو داخل نہ ہوگی مگر شراح نے
 قواعد فصل کے بطور صاحب نہ کر کے و قواعد بیان کئے اور تہریر تھا کہ صاحب درجہ کے مانند ترقی ہر سند کو کرنا اس طرح ہے کہ قاعدہ ہر ایک اسم مبیع کو شامل
 ہو و قاعدہ بیع میں بلا ذکر صریح داخل ہو تو صراحتاً قاعدہ یہ کہ متصل ہو مبیع سے اتصال قرار و مبیع کا واسطی بیع میں داخل ہو تہریر قاعدہ ہر ایک وجود دون تمون میں ہونو

اور حقوق اور مرافق بیع میں ہوتو نہ کہ حقوق اور مرافق داخل ہوگا والا نہیں کہ فی الحقیقہ فیہ دخل البناء والمفاتیح المتصلة أغلقتها لضيق وكيلون
 ولومن نصية لا القفل لعدم اتصاله بالسلم المتصل بالسور والدراج المتصلة والرحى لواسفلها مبنيا والبكرة لا الدلو والحبل
 ما لم يقبل بها مفتحا في بيعها أي الذئبة كغيرها من بيع بين عمارت داخل ہوا وہ منافع جو اپنے اغلاق سے متصل ہیں گاہے جہاں ہوتو نہ جہاں نہیں ہوتا کیونکہ اگرچہ
 چاندی کی ہونے سے نقل یعنی نقل اور اسکی کچی داخل بیع نہیں ہوا سہلے کہ وہ گھر سے متصل نہیں اور گھر کی بیع میں داخل ہونے پر بان متصل اور تخت اور زیرہ جو زمین میں
 اگر اور جہاں اور جہاں اگر اسکی بیچ کا پائت زمین میں گرا ہوا اور کوئین کی گھر کی داخل دار ہوا اور دول اور رسی داخل نہیں جب تک بائع مرافق دار کا لفظ نہ کہے مگر غلام
 جمع ہر غلق کی اور غلق یعنی تین کو فارسی میں کلیدانہ اور بند درخت میں یعنی اگرچہ وجود ولون کو ولون میں کیلون سے جڑ ہوتا ہوا دروازہ کھولنے اور بند کرنے
 کے واسطے بعض اہل ہند اسکو کھسکا کہتے ہیں اور بعض بیلین اور عرب اسکو نہ کہتے بلکہ ولون کہتے ہیں فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ اگر زمینہ لکھی کا ایک طرف زمین میں
 گرا ہوا جہاں ہونے کی بیع میں داخل ہوا اگر متصل اور متعلق ہوا ہوتا تو بائع کا ہوا تو نارغائین میں ہر کہہ سلاسل اور قنادیل جو بیعت میں کیلون سے جڑی ہونے
 وہ گھر کی بیع میں داخل ہیں اور فتح القدر میں ہے کہ چکی کا نیچے کا پتھر زمین میں گرا ہوا ہی بطور قیاس کے اور اوپر کا پتھر بطور استحسان کے بیع میں داخل ہے لیکن
 دیا ہوا زمین نیچے کا پتھر زمین میں نہیں جاتے بلکہ ولون پتھر متصل اور متعلق رہتے ہیں تو ایسی چکی داخل بیع نہیں ہوتی اور کنول گھوڑا اور اسکی گھرنی داخل بیع ہونے والی
 اور رسی جو بیعت مرافق ہوتی اور فتاویٰ عالمگیری میں محیط سے منقول ہے کہ جب ایک گھوڑا دوکان دول کی اور اسکی دیوار گریڑی ہو تو زمین انکا اور لکھیاں نہیں تو
 اگر وہ غلام عمارت میں استحکام کے واسطے چنانچہ لکھیاں کے جو سے تو انکا مالک مشتری ہوا اور اگر بطور وصیت کے ہونے تو بائع چکا مالک ہوا اور جو چیز کر دی ہیں ہر کہہ اگر
 دوکان کے آگے چھتیا ہو چھتیا یا بازار میں ہوتا ہوا تو داخل بیع نہ ہوگا اگر نہ مرافق نہ ہی وکن استافنا اور ہی طرح گھر کی بیع میں خانہ باغ داخل ہی فتم نقد
 میں ہر کہہ خانہ باغ ملو جو گھر کے اندر نہ ہو چھتیا ہو یا بیڑا اور اگر گھر سے خارج ہو تو بوسیلا مکان نزدیک داخل بیع نہیں اگرچہ سکادروانہ گھر میں ہوا و فتم
 ابو جعفر نے کہا کہ اگر دروازہ خانہ باغ کا گھر کے دروازے سے چھوٹا ہوا اور کھولنے کی رنجی گھر کی جانب ہو تو داخل ہوا اگر اسکا دروازہ گھر کے دروازے سے بیڑا یا پڑا ہو
 تو داخل نہیں ہوتی وانما البیوت الکائنۃ فی الدار فتدخل فتح کما سیجی فی باب الاستحقاق اور وہ کنول جو گھر میں ہر سو گھر کی بیع میں داخل ہو کہ ان فی الفتم
 چھتیا یا بیاب الاستحقاق میں آویگا ویدخل فی بیع المحام القدر وکذا القصاص ورحام کی بیع میں دیکھیں داخل ہیں نہ کہ اسے دھو بیون اور زائیدون کی دیکھیں ر
 غالیج کے کنارے اور زیدون کی ٹھوڑ اور شیکے اور دھو بیون کا پڑا چھوڑا پڑے کو کوٹ کو صاف کرتے ہیں وہ بزمین کی بیع میں داخل نہیں اگرچہ بیع حقوق ارض ہوتی
 ہوتو نہ کہتا ہوں کہ لائق یوں ہر کہہ اگر بیع مرافق ارض ہوتی ہوتو نہ شیکے مذکورہ داخل ہوں کہ ان فی فتح القدر فی الحصار کا فہ ان شواہ من الحواصین
 و اہل القرى لا یومنون المحبوبین اور گھر کے بیع میں اسکا بالان داخل ہر کہہ گھر کو مزاد عین اور دیہات کے رہنے والوں سے خرید کیا ہوا اور گھر کے والوں
 یعنی جو گھر سے بیچنے کی تجارت کرتے ہوں اسے مول لیکتا تو بالان داخل بیع نہ ہوگا چھتیا وکنے کا شاید اسکی وجہ یہ ہو کہ سودا گروں کی عادت یہ ہے کہ شے بیچتے ہیں وندخل
 قلاذہ وخرافا اور گھر کے گئے کا گندا داخل بیع ہوا باعتبار رواج کے مگر جو رسی گھر کے گئے میں بندھی ہو وہ ہمار کی بیع میں داخل ہوتی ہیں لیکن جہاں اسکا رواج
 نہیں ہوتا داخل نہیں اور جہاں رسی کیل کے سنگوں پر بندھی ہو اور جھیل بدن شرط کے داخل بیع نہیں کہ ان فی العالمگیری یہ او گھوڑے کی بیع میں لگام
 اور اونٹ کی بیع میں فقط کیل داخل ہوا کسی کتاب میں اسکا حکم مذکور نہیں کہ گھوڑا بکے اور اس پر زمین ہوتو نہ بیعت کہ ان کہ زمین داخل نہیں بلکہ بیعت حکم میں کہ ان فی فتح القدر
 ویدخل لد البقرة الرصیم وکی لا تان لا رصیفا ولا بدیفا ودر گئے کا ہوا و بیچا گئے کی بیع میں داخل ہوا اور گھر کے بیع میں اسکا بیچ داخل نہیں ہوا اور وہ و
 بیچا ہوتا ہے بیچا ہوا کی کانتوی ہر وہ شے کی یہ کہ گئے کا ہوا و بیچا ہوا حال نہیں ہو سکتا بدون اسکے بچنے کے اور گھر کا ہوا و بیچا ہوا حال نہیں ہو سکتا بیچنے کی ضرورت پڑے عطا کی
 کے کہ اس مسئلے میں بڑا اختلاف ہوا اور ان امور کا مرافق ہر وہید داخل ثیاب عین جائیداد کی کو مثلاً ہما بیعنا ہذا وغیرہا ودر گئے اور لکھی کے پڑے انکی بیع

باعتساق قرار نہیں بلکہ اسکا اقصا انھیں کے واسطے یعنی آدمی نے اسکو بہت قطع کیا پھر زراعت متعلق خانہ کے ماتہ ہوئی قنوی عالمگیری میں ہر کہ مالک نے زمین میں بیج کا لا پھر زمین کو بیچا آگئے سے پہلے بیج میں داخل نہیں اسواسطے کہ جناب بیج نہیں جاتا تو اس پر تابع ہونا ثابت نہیں اور اگر بیج جمع ہو اور بیج قیمت ہو تو وہ بیج ہر کہ داخل ہو چنانچہ ظہیر میں ہر کہ بیج اور دریافت قیمت کا یہ طریقہ ہر کہ زمین کی قیمت کی وجہ سے بدون زراعت کے اور قیمت کی وجہ سے زراعت سمیت ہر کہ دوسری قیمت زائد ہو پہلی قیمت سے تو قدر زائد زراعت کی قیمت ہر کہ لافنی فتح الغفر بہت بیج یعنی اگر زمین کی قیمت بلا زراعت سودرم ہوں مثلاً اور زراعت سمیت ایک سودرم ہوں تو اس درم زراعت کی قیمت ہوگی اور اگر زمین کی قیمت زراعت اور بلا زراعت بہ صورت سودرم ہوں تو زراعت قیمت ہر کہ ولا الثمر فی بیع الشجر بدون الشرط عبثاً بالشرط وثلثه بالتسمیۃ لیفید ان لا فرق وان هذا الشرط غیر مفسد وخصه بالثمر لئلا نقولہ صلی اللہ علیہ وسلم الثمرۃ للباثم الا ان الشرطۃ المستأج اور نہ پھل داخل ہر کہ دخت کی بیج میں بدون شرط لینی مشتری کے نصف نے یہاں اپنی دخول ثمر شجر کو تعبیر کی اور وہاں اپنی دخول زراعت میں تسمیہ کو تعبیر کی ماسموم ہر کہ شرط اور تسمیہ میں کچھ فرق نہیں اور ماسموم ہر کہ یہ شرط مفسد بیج نہیں اور باوجود تساوی الغطین کے لفظ شرط و ثمر کے ساتھ خاص کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کی پیروی کرنے سے کچھل بائع کا ہر کہ مشتری اسکو شرط کرے م نصف نے شجر کو مطلق رکھا تو شجر شجر کو شامل رہا خواہ شجر کی تابیر ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہوتا ہے یعنی تعلق اس سے عبارت ہر کہ مادہ کھجور کے غلاف شکر فر کو پیر کے نہ پیر کا شکر فر نہیں ڈالا جاوے گا اس طریق سے جو کچھ لایا دلیل مطلق وہ حدیث مرفوعہ ہے جو امام محمد نے اس میں روایت کی کہ من مشتری رضاً فیما نخل فاشترک لباثع الا ان الشرط المتباثع یعنی جالیسی زمین خرید کرے جس میں کھجور کے دخت ہیں تو کچھل بائع کا ہر کہ مشتری شرط کرے یہ حدیث مطلق ہے اس میں تابیر اور غیر تابیر کی تفصیل نہیں اور اگر شجر کے نزدیک کچھل میں تابیر شرط ہوئی یا نہ ہوئی تو کچھل کا بائع مالک ہے اور زمین تو مشتری مالک ہے اسواسطے کہ صحاح ستہ میں عبد اللہ بن عمر سے حدیث مروی ہے کہ من باثع غلاماً مبرۃ فاشترک لباثع الا ان الشرط المتباثع کہ جس نے کھجور کا دخت بیچا جسکی تابیر ہو چکی ہو تو کچھل بائع کا ہر کہ مشتری شرط کرے حقیقہ کہتے ہیں اس حدیث سے میر سجاد ثابت نہیں ہوا کہ در صورت عدم تابیر بائع کچھل کا مالک نہیں اور مضمون صفت کا اور اصل مطلق کا مقید پر اصل مذہب کے نزدیک مسلم نہیں کافی الاصول تو حدیث اول پہنچا مطلق پر پاتی ہے اور استدلال امام محمد کا حدیث مذکور سے اس حدیث کی تصحیح پر دلیل ہے واللہ تعالیٰ اعلم ویؤمؤ البائم بقطعہما الذریع والثمر وتسليم المبیع الارض والغیر عند وجوب تسلیمہما قالو لم یقید الثمن کم یؤمؤ بہ خانیہ اور بائع کو حکم کیا جاوے گا دونوں کے قطع کر لینے کا یعنی زراعت اور کچھل کا اور تسلیم بیج یعنی زمین اور دخت کی تسلیم کا امر ہوگا جبکہ الارض اور شجر کی تسلیم واجب ہو تو اگر مشتری ثمن نقد دے گا تو بائع کو تسلیم کا امر نہ ہوگا لکن فی الخانیہ واسطے کہ در صورت بیع فی قبض ثمن تسلیم بیع واجب نہیں ہم معلوم کرنا چاہیے کہ دخت کا خرید کرنا بائن صورت سے خالی نہیں ایک صورت یہ ہر کہ بدون زمین کے دخت کو خرید کرے کھجور کے اور کھانسیہ کے واسطے تو مشتری کو اس کے کھجور دینے کا حکم ہوگا اور اسکو اختیار ہے کہ بدون سمیت کھجور کے کیونکہ بیج میں داخل ہو لیکن کھجور بموجب عرف اور عادت کے چاہیے اور یہ جائز نہیں کہ جڑ کے باریک باریک نشون تک کھجور کا چلا جائے اور اگر بائع نے زمین کے اوپر سے کاٹ لیا یا شجر کا بائع میں بائع کی مصرت ہو اس طرح کہ دخت دیوار کے قریب ہو یا ای طرح کوئی اور ضرر کی صورت ہو تو مشتری کو حکم ہوگا کہ زمین کے اوپر سے کاٹ لے اور اگر قطع یا قطع کے بعد جڑ سے باوق سے دخت پیدا ہوا تو وہ بائع کا ملک ہو اور اگر دخت کو اوپر سے قطع کیا تو جواب شاخیں بچیں گی اسکا مشتری مالک ہوگا دوسری صورت یہ ہر کہ دخت خرید کرے اور کچھل نہ کرے تو ابویہ کے نزدیک زمین بیج میں داخل نہیں اور کھجور کے نزدیک زمین بیج میں داخل ہے مگر زمین داخل ہے چنانچہ محیطین ہر کہ الاراق میں کہا ہے کہ یہی قول مختار ہے اور یہ لافناقی ہر کہ اگر بائع کے واسطے دخت لیا تو اس کے بیج کی زمین داخل ہے یہ نہ ہوگی چنانچہ نہ لافناقی میں ہے اور اگر دخت قرار دیا گیا کہ واسطے لیا تو اب لافناقی بیج میں زمین داخل ہوگی چنانچہ ہر الاراق میں تو

اور جہاں زمین تحت الشجر داخل ہو تو اسی داخل ہو جتنا وہ درخت موٹا ہو بیج کے وقت یہاں تک لگا کر درخت بیج کے بعد اس قدر سے زیادہ ہوتا ہو گیا تو ملک زمین کو
 اختیار ہو کر اتنا چھیل گواے اور جہاں تک شجر کی عروق اور شاخیں پہنچیں ہر وہ داخل بیج نہیں ہو رہی جو بیج میں کڑائی کا لکیر تیراں نہ ہو بلکہ صلاحتہ
 ملک المشتوی مشغول بملک البائتم فیجوز علی تسلیمہ فاسرعاً بائع پر کاٹ لینا زراعت اور پھل کا واجب ہو اگرچہ اسکی صلاحیت لائق انتفاع ظاہر نہ ہو
 ہو اس واسطے کہ ملک مشتری کی بائع کی ملک سے مشغول اور مشغول ہو تو بائع پر چکر کیا جائیگا تسلیم بیج پر چکر کے کماؤ ادا صلی بیخ لرجل وعلیکہ تسو حیث
 یجوز الورثة علی تطعم البسر ہو انتفاع من الدرابة دلو الحیة وما فی الفصولین بائع امرضابون الذرع فهو للبائتم باجو مثلها محمول
 علی ما اذا مرضی المشتوی فهو جناح اگر بیعت نے کھجور کے درختوں کی ایک مرد کو واسطے بیعت کی اور درخت پر کڑ پھل میں ہر دو درختوں پر برستی کی جائیگی اگر پھل
 کے قطع کرنے میں یہی رویت مختار ہو کڑائی الود الحیة اور جو فصلوں میں یہ رویت ہو کہ زمین کو بیجا بدون زراعت کے تو زراعت بائع کی زمین کی اجرت مثل دیگر اس پر محمول
 ہو جبکہ مشتری اجارہ زمین پر نہ ہو جو بائع کے کڑائی النہر یعنی اگر نہ ہو تو قطع زراعت واجب ہو وقت بائع شہادت بائع لہ اما قبل الظہور فلا یصح انتفاع
 ظہور صلاحتھا اذ لا صح فی الاصح وجہ نہ ہو دراصل کو بیجا خواہ اسکی صلاحیت ظاہر ہو یا نہ ہو تو صحیح ہو صحیح قول میں اذ قبل نمودار ہونے پہلے
 تو بالاتفاق بیج صحیح نہیں ہر بیج تیار میں چند صورتیں ہیں ایک نین خلاف اور باقی میں اتفاق ہو اگر بیج واقع ہوئی قبل ظہور صلاحتہ بشرط قطع کرنے اس پہلے جو اتفاق
 انتفاع ہو تو یہ بالاتفاق صحیح ہو اور اگر بیج ہوئی بعد نمودار ہونے پہلے ظہور صلاحتہ کے بشرط ترک یعنی بائع پھلوں کو درخت پر رہنے دے قطع نہ کرے تو یہ بالاتفاق صحیح نہیں اور
 اگر بعد ظہور صلاحتہ خارج ہوئی تو بھی بالاتفاق صحیح ہو اور اگر بیج ہوئی تیار ہی شمار کے بعد در صورت اطلاق تو بھی بالاتفاق صحیح ہو اور اگر بعد تیار ہی بشرط ترک بیج ہوئی تو زمین
 شیعین اور محدثین اختلاف ہے چنانچہ مذکور ہوگا تو محل خلاف امام اور ائمہ شیعہ میں وہ بیج جو واقع ہو بعد نمودار ہونے پہلے ظہور صلاحتہ کے سوا بیج شیعہ کے نزدیک جائز نہیں
 اور ہمارے نزدیک جائز ہے اور اسکا ظہور صلاحتہ ہمارے نزدیک یہ ہے کہ آفت اور فساد سے محفوظ ہو جو اسے اور شائع کے نزدیک یہ ہے کہ آفت نہیں پہنچے اور شیرینی ظاہر
 ہو کہ آفتی الحیرت صفت آئینہ شمشاد کی وہ حدیث دلیل ہے صحیحین میں اس سے روایت ہوا ابی بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیج انتفاعی میں وہ صلاحتہ میں بیج انتفاعی میں نہ ہو بل
 مانہ ہا قال تبارک لوصفہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا پھلوں کی بیج سے یہاں تک کہ اسکی صلاحیت ظاہر نہ ہو اور منع کیا خواہ اسکی بیج سے یہاں تک
 کہ نکتہ پڑے راوی نے کہا یعنی سرخ یا زرد ہو جاوے اور بخاری میں عبد اللہ بن عمر سے حدیث منوع ہے کہ منع فرمایا پھل کی بیج سے تا ظہور صلاحتہ اور صلاحتہ کو اب عمر نے
 بیان کیا کہ اسکی آفت رسیدگی دفع ہو اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ میں اس سے حدیث منوع ہے کہ غنہ کی بیج سے منع فرمایا یہاں تک کہ اسکی بیج پڑے اور ہمارے
 نزدیک اسکی دلیل حدیث تائید ہے جو جو تقریب بروایت صحیح مذکور ہوئی اپنی جسے ظہور کا درخت بنو تائید کے چنانچہ پھل بائع کا ہے کہ مشتری اسکی شرہ کرے تو حدیث میں
 پھل کو مشتری کا کہہ کر یا بشرط سے تو بیج شمار کا جو مطلقاً ثابت ہوا اس واسطے کہ اس حدیث میں شرط مشتری میں ظہور صلاحتہ کی قید نہیں ارشاد فرمائی اور نبی
 کی حدیث مذکور آیت شیعہ کے نزدیک بھی متروک نظر ہوا اس واسطے کہ مذکور نزدیک بھی بیج شمار کی قبل ظہور صلاحتہ بشرط قطع جائز ہے اور غنہ میں قبل ظہور صلاحتہ کا
 محل نہیں ہے کہ قبل ظہور صلاحتہ بیج ہو بشرط ترک یعنی کچھ بیج مشتری مولے اس شرط سے کہ بعد چٹکی قطع ہونے چنانچہ ہر وہی پر وہ حدیث والانت کئی ہے جو
 انسانی وغیرہ میں ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر لالہ پھل کو نہ ہونے دے کہ سطح اپنے بھائی کا مال نکال چلاں ہوگا یعنی اگر کچھ پھل کی بشرط چٹکی بیج ہوئی اور
 قبل چٹکی آفت رسیدہ ہو گیا تو بائع کو مشتری کا مال کیونکہ حلال ہوگا اور کچھ پھل کی بیج ہوئی بشرط قطع چنانچہ ہمارے نزدیک ہر قول میں اقبال مذکور کی گنجائش نہیں ہے
 حدیث نبی اسکو شامل نہ ہوئی اور جبکہ محل تہی بیج یا بشرط ترک ٹھہرا تو ہم اس میں سے ہر وہی الذمہ ہو گیا ہو اس واسطے کہ ہمارے نزدیک بیج نہ بشرط ترک فاسد ہے اور اس سے
 ثابت ہو گیا کہ حدیث تائید کی معاوضہ سے سالم ہو گیا ایک حدیث دوسری کو شامل نہیں کیونکہ دونوں کے محل مختلف ہیں کڑائی فتح القدر یا مختصاً بغير منہ کو سب کو
 بعثتھا دون تبصیر لا یصح فی ظاہر الملک ھب صحیحہ المسوخسی وافقی الحلو فی بالحد والو الخارج اکثر یلے اور اگر کچھ پھل نمودار نہیں اور

کچھ نہیں تو ظاہر نہیں ہوتا کہ بیع میں اور مشتری نے اسکو کچھ کہا ہو اور حلوئی نے جو ان کا فتویٰ دیا ہو اگر کچھ بھل خود دیکھ گئے ہوں کہ ان کی شرح الزمعی قریب
اکثریت میں شرح تسمائی کا تابع ہو گیا اور جہاں ان میں حلوئی کا فتویٰ کل شمار میں مقول ہو اور یہی قول ہو اما فضلی کا واسطے کہ موجود وقت عقد حاصل بیع
اور جو اسکے بعد پیدا ہو گا وہ تابع خود اور موجود قلیل ہو یا اکثر خمس الا یہ کہ کہا یہی آخراں ہو بسبب تسامع و عرف کے کہ ان کی طحاوی و یقطعیہ
المشتوی فی الحال خبر علیہ اور بھلون کو مشتری بعد بیع کے فی الحال قطع کرے مشتری پر چرب کیا جائیگا قطع شمار میں ہر قطع بعد بیع ہوا اسطے لازم ہے تاکہ تابع
ملک مشتری سے فسخ ہو جائے وان شرط ترکہا علی الاشجار فسد البیع لشرط القطع علی البائع اور اگر مشتری نے بھلون کا قیام رکھا تو وہ
پر شرط کر لیا تو بیع فاسد ہو گیا چنانچہ تابع پر قطع شرط لیتے سے بیع فاسد ہوئی کہ ان کی الحادی القوی وقیل قائلہ محمد لا یفسد اذا اتناہت الشجر
للتعارف حکان شرطاً یقتضیہ العرف وبہ یفتی بحر عن الاسرار لکن فی الفہمستان عن المعصومین ان علی قولہما القوتی فسدہ اور
بعضوں نے کہا قائل اس قول کے محمد بن کہ بیع شمار کی بشرط ترکہا علی الاشجار فسد نہیں جبکہ بھل بڑھ چکا ہو بسبب تعارف اور تو اصل کے تو یہ شرط ایسی ہو جو عقد بیع متضمن
ہو اور یہی قول کا فتویٰ ہو کہ ان کی الحادی القوی لا یفسد البیع لکن فی الفہمستان عن المعصومین ان علی قولہما القوتی فسدہ اور
کہا کہ یہاں دونوں قول منتفی ہیں تو منتفی یہاں فتویٰ دینے میں مخیر خوشی مدنی نے کہا شرح سے یہاں بے تاملی واقع ہوئی اس واسطے کہ تسمائی میں
شخصین کے قول کا فتویٰ نہایت سے منقول ہو اور محمد کے قول کا فتویٰ مضمرات سے قیداً باشتراط التروک لانه لو شواہا مطلقاً ترکہا بالان البائع
طالب الزیادۃ وان بعد از ذہ تصدق بے ازاد و ذہ تصدق نے فاسد بیع میں شرط ترکہا کی قید لگائی ہو اسطے کہ اگر بھلون کو مشتری نے مول لیا مطلقاً
یعنی بلا شرط قطع و بلا شکر ترک اور بھلون کو درختوں پر قائم رکھا تابع کے اذن سے تو بیع بیع کے بعد بھلون میں زیادتی ہوگی وہ مشتری کو حلال ہو اور اگر غیر
اذن تابع کے بھلون کو درختوں پر رہنے دیا تو بعد بھلون کی ذات میں زیادتی ہوئی ہو تو تصدق کرے فقیروں پر ہم زیادتی معلوم ہونے کا طریقہ یہ کہ بیع
شمار کی قیمت کرے پھر جب پختہ ہوں پھل تب قیمت کرے تو بعد تفاوت ہوگا مابین میں ہی زیادتی ہو کہ ان کی یعنی مثلاً تیس روپے قیمت ہے بیع کے دن اور پچیس
قیمت ہے بعد بیع کے تو پچیس روپے زیادہ بٹھمے اتنی خیرت کرے تصدق اس واسطے لازم ہوا کہ غیر کی مالک بدو ان اسکے اذن کے مشتری کی مالک سے غلط ہو گئی ہوں
بعد ما تباہت کہ تصدق فی بیعی اور اگر بھلون کے بڑھ جانے کے بعد بلا اذن تابع کے بھلون کو درختوں پر رکھا تو کچھ خسارت نہ کرے یعنی اس واسطے کہ شمار
کی ذات میں کچھ نہیں ہوا کہ بیع کی آفتاب سے اور زنگت مانتاب سے اور مزہ کو کلب سے بقدر خیر خالق حاصل ہو کہ ان کی شرح المعینی وان استأجر الشجر الی
وقت الادراک بطلت الاجارۃ وطابت الزیادۃ لبقاء الاذن ولو استأجر الارض لتوک الزرع فسدت مجالۃ العدة ولم یطیب
الزیادۃ ملتی الاجارۃ لفساد الاذن بفساد الاجارۃ بخلاف الباطل کما حورناہ فی شواہد اگر شمار کی بیع میں درخت کو اجارہ لے پھل کینے کے وقت کہ
تو اجارہ باطل ہو اور زیادتی پھل کی حلال ہو بسبب انی رہنے اذن مالک کے اور اگر زمین کو اجارہ لیا ترک زراعت کے واسطے تو اجارہ فاسد ہو بسبب جہاں
ہونے مدت کے اور زیادتی قیمت کی حلال نہ ہوگی کہ ان کی متقی الا بفساد فاسد ہونے اذن اجارہ کے فاسد سے بخلاف اجارہ باطل کے چنانچہ ہنرے اس کی تشریح کی ہوئی
کی شرح میں جو فرق اجارہ باطل اور فاسد میں یہ ہے کہ اگر اجارہ باطل میں اذن تصدق نہ ہو گیا اس واسطے کہ باطل کا وجود شرعاً ثابت نہیں اور عدم صلاحیت فہم میں
نہیں کہ کتنا بخلاف اجارہ فاسد کے اس واسطے کہ فاسد وہ جو حکا و صفت ہونے مل تو عدم نہ ٹھہر ان فہم کی لیاقت رکھتا ہو جو بیع فہم بلکہ فاسد ہوگا کہ فہم
بائع ہی فاسد ہوگا ولحیث ان یأخذ الشجرۃ معاملۃ علی ان لہ جو عن الف جو اور بھلون کے خرید کرنے اور درختوں پر رکھنے کا یہ جیہ ہے کہ مشتری
درخت کو بطور رعایا لے اس شرط پر کہ تابع کے واسطے ایک حصہ ہر ہزار حصوں میں سے معاملہ اور ساقا یہ ہے کہ شمار کو بیچنے کے واسطے لے کچھ پھل مقرر کرے
شرح طحاوی میں کہ مشتری بائع کو قیمت شمار دیکر کہے کہ میں نے تجھ سے یہ درخت بطریق معاملہ لے اس شرط پر کہ بھلون میں تیرا ایک حصہ ہو اور ایک کم ہزار ایک

افتتاح ہونے پر لینے کا اس واسطے کہ مشتری نے ہنوز بیع کو نہیں دیکھا کہ انہی الفتح والتمام بطل بیع مافی التمر و فطین و صنوع میں توی و حب و لبن کا نہ
 معتقد و مخرقا اور خرے کے اندر کی گھٹی اور روٹی کے اندر واسے بنوسے کی اور جن کے اندر کے دودھ کی بیع اس واسطے باطل ہو کر کہ وہ ہنوز بیع اور رواج کے
 ہم یہ جواب پر سوال قدر کا کہ بیوں وغیرہ کی بیع غلاف کے اندر صحیح ہو اور گھٹی کی بیع خرے کے اندر صحیح نہیں باطل ہو حالانکہ دونوں غلاف میں ہیں تو دونوں میں کیا
 فرق پر شراح نے جواب دیا کہ گھٹی وغیرہ میں کالہ دم میں اس واسطے کہ لوگ بولتے ہیں کہ بیو اور بیروٹی ہوا اور نہیں بولتے کہ گھٹی ہو خرے کے اندر اور
 یہ بولہ بیروٹی کے اندر اور بیوں بولتے ہیں کہ یہ بیوں میں بالی کے اندر اور یہ بادام اور پستہ ہو چھلکے کے اندر اور بیوں نہیں کہنے کہ ان چھلکوں میں بادام ہو چھلکے
 طرف خیال بھی نہیں جاتا کہ انہی الفتح و خرے کی بیع علی بائع کا نہ من تمام التسلیلہ اور پیا نہ کرنے اور شمار کرنے اور تولنے اور گونا پنے
 کی مزدوری بائع پر ہو اس واسطے کہ تولنا وغیرہ تسلیم کی تہا می سے ہونی تسلیم بیع بائع پر واجب ہو اور تسلیم بدون ان افعال کے حاصل نہیں ہوتی تو انکی مزدوری بھی
 بائع پر لازم ہوگی و اجرة و لپ تہین نقد و فطم نمیر و اخراج طعام من سفینة علی مشترک اور من تولنے اور اس کے پرکھنے اور چھلکے کا ٹھننے کی اجرت
 اور ناو کے اندر سے اناج نکالنے کی مزدوری مشتری پر ہو یہی قول صحیح ہے کہ انہی الفتح اور یہی ظاہر الروایہ ہے کہ انہی الفتح یا خلاصین ہو کہ قطع شرکی اجسوت
 مشتری پر اس وقت ہو جبکہ بائع نے شمار و مشتری میں تخلیک کر دیا ہو یا اذ اقبض البائع الثمن ثم جاء بوزنہ بعیب البی بافہ مگر جبکہ بائع ثمن پر قبضہ
 کر چکا ہو پھر پھیرنے آیا ہو کھوٹے ہونے کے عیب سے تو اب پرکھنے کی اجرت بائع پر ہو اس واسطے کہ اب پرکھنا اس واسطے کہ بائع کا حق پورا ہے کہ انہی الفتح و خرے
 سے دفعہ شراح کا ظہور بعد فقد التصرف ان الدرام زبوف سدا لاجرة وان دجن البعض فبقدرہ نہر عن اجارة البرازية صرات
 کے پرکھنے کے بعد ظاہر ہو کہ درام کھوٹے ہیں تو صرف پرکھنے کی مزدور سے پھرے اور اگر بیض درہم کھوٹے ٹھیلے تو اسکی بقدر اجرت پھرے کہ انہی الفتح عن اجارة
 البرازية و اما الدال فان باع العین بنفسہ باذن ربها فاجرة علی البائع وان سعى ببنده او باع المالك بنفسہ بعد العرف و
 تمامہ فی شرح او ہا باندہ اور دلال کی مزدوری کا حکم ہو کہ اگر دلال نے کسی جنس کو بذات خود بیچا مالک کے اذن سے تو اجرت اسکی بائع پر ہو اور اگر بائع اور مشتری
 کے درمیان دلال نے کوشش کی اور مالک نے بذات خود بیع کی تو رواج معتبر ہو یعنی اگر ایسی صورت میں بائع پر اجرت دلال کی ہوتی ہو تو بائع پر ہو اور اگر مشتری
 پر ہوتی ہو تو مشتری پر ہو اور پورا بیان اسکا شرح و بیان نہیں ہو و تسلیم الثمن اذ لا فی بیع سعة بدنا یودعہا ہم ان احصل البائع السلعة او راول
 دیا جائے ثمن متاع کی بیع میں ذاتیہ اور عدم سے اگر بائع نے متاع کو حاضر کر دیا ہو یعنی اگر زمین یا اناج یا کپڑے کی بیع ہو تو روپیوں یا اشرفیوں یا بیچوں
 اور بائع نے شیا بیعہ کو حاضر کر دیا ہو تو اول تسلیم ثمن لازم ہو بائع کا حق ثمن میں مبین ہو جائے اس واسطے کہ مشتری کا حق بیع میں بچہ عقد کے متعین ہو گیا
 کیونکہ بیع اس کے ملک میں داخل ہوگی اگرچہ بدون قبض کے مشتری پر ضمان نہیں یہاں تک کہ اگر بیع ہوا ہو تو قبض مشتری کے تو بیع بیع ہو جائیگی اور بائع کا حق ثمن
 میں بدون قبض کے متعین نہیں ہوتا اس واسطے کہ ثمن میں قبض شرط نہیں یہاں تک کہ اگر ایک عین مشتری سے کوئی چیز خرید کرے تو مشتری کو اختیار ہے چاہے دوسری مشتری
 دے کہ نہ مشتری کو اول تسلیم ثمن کا حکم ہو اور اگر بیع غائب ہو تو مشتری پر تسلیم ثمن بلا حضور بیع لازم نہیں اور اگر مشتری کو ثمن نے سے اور قبض بیع کے لینے کا ارادہ کرے
 تو جائز نہیں اور اگر اس شرط سے خرید کرے کہ بائع اول بیع کو تسلیم کرے تو بیع فاسد ہوگی اس واسطے کہ اس شرط کو عقد مقتضی نہیں اور اگر بیع پر قبضہ کیا بدون
 اذن بائع اور قبض تسلیم ثمن کے تو بائع کو ہر دادر جائز ہو و نقص نصرت مشتری صحیح ہو اور اب تصرف ہو جو نسخ کا قفل نہیں چنانچہ عتاق او تہریر و اسر و اد جائز
 نہیں ذکرہ العلماء شاہین بن الہیہ اور اگر مشتری نے کسی چیز خریدی جو جلد بکرجائی ہو اور اس پر قبضہ نہیں ہوا اور نہ ثمن دیا یہاں تک کہ مشتری غالب ہو گیا
 تو بائع کو اسکا غیر سے بیع لینا جائز ہو اور مشتری ثانی کو باوجود دریافت کے خرید کرنا جائز ہو اس واسطے کہ مشتری اول اس فتح سے بدالالت حال راضی ہو گیا
 اور بلانہ دون میں اکثر ہوا کرتا ہے اور بائع کو جنس بیع استیفاء کے کل ثمن جائز ہو اگرچہ ایک درہم باقی ہو تو بھی روک سکتا ہے لیکن اگر ثمن بیع کی مدت مقرر ہو گئی ہو

از بیک نہیں سکتا اور اگر بعض شے حال ہو اور بعض بوجہ تو اسے غائے شے حال میں کا اختیار ہو اور اگر مشتری نے کوئی چیز کو رکھ دی یا ضمانت داخل کی تو اس سے حق میں ساقط نہیں اور اگر بائع نے مشتری پر شے کا حوالہ کیا تو حق میں بالاتفاق ساقط ہو اور اگر بائع نے بیع مشتری کو تسلیم کی قبضہ از قبضہ شے تو بیک حق ساقط ہو گیا اب بائع بیع کو مسترد نہیں کر سکتا تیل خرید کیا اور بول ہی وزن کرنے کے واسطے سوا بائع نے وزن تیل کا کر دیا مشتری کے سامنے یا کسی غیبت میں تو قبضہ ہو گیا اور اسی طرح ہر کیل اور وزون کو جب یہ نہ کہے بائیل کے مشتری کے برتن میں رکھو کا قبضہ مشتری کا ثابت ہو گا اور اگر کپڑا خرید کیا اور بائع نے اسے قبضہ کرنے کا حکم دیا تو مشتری نے اسے قبضہ نہ کیا یہاں تک کہ اس کے دوسرے آدمی نے لے لیا تو اگر امر بالفرض کے وقت مشتری اسے لے سکتا تھا بدون قیام کے تو تسلیم صحیح ہو والا نہیں اور زمین میں قبضہ تجلیہ سے ہوتا ہے اور مال منقول میں ایسے دوسرے مکان میں لیجانے سے قبضہ ہوتا ہے اور جو مکان بائع سے اختصاص نہیں رکھتا اور اگر بائع نے گھوڑا بیچا اور مشتری کو اسے قبضہ کرنے کا امر کیا اور بائع اس کی نگاہ بڑے ہوئے ہو اور گھوڑا دونوں کے ہاتھ سے بھاگ گیا تو مشتری کا مال گمانہ بائع کا اس واسطے کہ تسلیم فرس ہی طرح پر ہوتی ہے کذا فی الطحاوی انحصار فی بیع سیلۃ یضامہا و ثمنہ بمثلہ مٹاماً لہ لیکن احدھما دینا کسلاً و ثمنہ مٹجیل اور متاع کی بیع میں اس کی مانند دوسری متاع سے اور ثمن کی بیع میں اس کی مثل دوسری شے سے بائع اور مشتری دونوں ساتھی تسلیم کریں جب تک کہ اصل البین دین نہ ہو چنانچہ سلم فیہ و ثمن بوجہ معنی اگر ایک متاع کو دوسری متاع سے بیجا چنانچہ کتاب کو بوجہ تخت یا کپڑے کے بیجا یا روپیوں کا معاوضہ شرفیون یا روپیوں سے کیا تو بائع اور مشتری بدین کو ساتھی بنا تو تسلیم کریں اس واسطے کہ دونوں متاع متعین ہیں کیساں اور دونوں شے غیر متعین ہیں برابری کے ایک کی دوسرے پر ترجیح یا اس طرح ہر ان گریج سلم میں سلم فیہ کی تسلیم ساتھی نہیں اس واسطے کہ ثمنیں تاجیل شرط ہو اور کثرت سلم کی ایک مینہ ہو اور اگر مشتری نے تسلیم ثمن کی کچھ مدت مقرر کر لی ہو تو اسے تسلیم ثمن کا مطالبہ نہیں قبضہ مدت کے اور بائع بیع کو جس نہیں کر سکتا اس واسطے کہ تاجیل سے اس کا حق درباب جنس ساقط ہو گیا بخلاف الرق میں ہر کرد صورت چار مشتری بھی بائع مطالبہ ثمن کا قبل خود اختیار نہیں کر سکتا تو شایع کو مناسب تھا کہ اس کو بھی ذکر کرتا نہ التسلیم لیکون بالنخلۃ علی وجہ ینم کون من القبض بلا ما ینم و لا حامل بعد اسکے دریافت کرنا چاہیے کہ تسلیم بیع یا ثمن تجلیہ سے ہوتی ہے اس طرح پر کہ بائع مشتری قبضہ کرنے پر قادر ہو یا بائع اور بلا حال کے تم تجلیہ بائع سے یہ مراد ہو کہ وہ چیز مشغول حق غیر ہو اور تجلیہ بلا حال سے مراد یہ ہو کہ اسکے سامنے ہو کذا فی البیہ و شوط فی الاجناس شوطاً ثالثاً ان یقول خلیت بنبک و لیکن البیہ فلو لم یقلہ اذ کان بعیداً لم یقو قایعنا و الناس عند غافلون فانہم یشترکون قویۃ و بقرۃ و بالتسلیم و القبض و ہذا بصرہ بالفرض علی الصحیح و کذا الہبتۃ و الصدقۃ خانہ و ثمامہ فیما علقناہ علی الملتفی اور عباس میں عدم مانع اور عدم حاصل کے سوا تیسری شرط بھی شرط کی ہو وہ یہ کہ بائع مشتری سے کہے کہ یہ بیع تجلیہ کر یا نہیں یا بیع کے مابین میں تو اگر یوں نہ کہے گا بیع بعید ہو مشتری سے تو مشتری قابض نہ ٹھہرے گا و لوگ اس سے غافل ہیں اس واسطے کہ مثلاً گاؤں کو خرید کرتے ہیں اور تسلیم اور قبضہ کا اقرار کرتے ہیں یعنی بائع تسلیم بیع کا اقرار کرتا ہے اور مشتری قبضہ کا اقرار کرتا ہے اور حالانکہ تسلیم اور قبضہ کے اقرار سے قبضہ صحیح نہیں ہوتا نہ بیع کا اقرار ہی طرح ہذا و خیرات میں قبضہ صحیح نہیں ہوتا تجلیہ بعید سے بخلاف تجلیہ قریب کے کذا فی النہایہ او پو ریا بیان اس کا ہم نے شرح ملحق میں کیا ہے ہم بیع بعید کے تجلیہ سے اگر قبضہ ثابت نہیں ہوتا لیکن عقد بیع فی نفس صحیح ہر ان گز مشتری پر ثمن کا دینا بدون صحت قبضہ واجب نہیں اور اگر بیع پاک ہو گئے قبل قبضہ کے بائع یا بیع کے فعل سے یا آفت صاعوی سے تو مشتری ثمن کو پھیلے گا اگر ثمن دے چکا ہو کذا فی شرح الملحق بخلاف الرق میں ہر گز گریوں کو بالیون میں بیجا اور بائع نے اس کو تسلیم کیا البیہ بت تسلیم صحیح نہیں کہ مشغول حق غیر ہو تو تسلیم ثمن اشجار فقط تجلیہ سے صحیح ہو اگرچہ بائع کی ملک سے منقول ہو اور اگر کو بیٹھری کے گیون خسہ یہ کہے اور بائع نے کو بیٹھری کی بیج مشتری کو دی مع تجلیہ تو قبضہ ہو اور اگر بیج دی اور تجلیہ کا کلام نہ کیا تو قبضہ نہیں اور بیجی و بیجی بیج میں تسلیم ہو اگر مشتری

بلا تعلق اس کو کھول سکے اور اگر لکھ کر بچا اور بال کھین لے لکھ کر بچا لکھ کر بچا اور شری کے کہا کہ میں نے اسے قبضہ کیا تو یہ در حقیقت قبضہ نہیں اور اگر کوئی قریب
 ہو تو قبضہ ثابت ہوگا اگر اس حال پر کسی مشتری اس کے نقل بند کرے یا بکریں تو اس کو قبضہ کہیں گے اور اگر اسے نہیں تو وہ بھی قبضہ کہانی اس کا مطلب ہے
 و جک ای البائٹ الثمن زیوفا لیس له استوداد السیعة و حبساً به لستوط حقیقہ بالتسلیم و قال زفر له خلك كما لو دجد هنا
 رصاصاً او مستحقاً او مستحقاً او کالموتین مبنیۃ بالغ ثمن کو البکونشا یا بکالینا دینا سو اگر دن میں راج ہو کر سرکار بادشاہی میں مقبول نہیں
 تو بالغ کو متاع بھی لینے اور اس کے جس کر رکھنے کا اس سبب سے اختیار نہیں سبب ماقط ہونے سے بالغ کے تسلیم کرنے سے اور زفر نے کہا اس کو اختیار بھی چاہیے
 اگر دراجم اگر گ کے ہوں یا اپنے چاندی کا پیر ہو یا فیر کی ملک ہوں تو اس قدر متاع کا بالاتفاق اختیار ہو اور چنانچہ مشتری کو اختیار ہو کہ فی المیزان یعنی اگر اس
 نے دراجم دین کے ادا کئے ہر وہ دھرم کھوٹے کھچے تو مشتری کو اختیار ہو کہ اگر کوئی دے اور ضرورت پیشل سابق کے قبضہ کرے کہانی حاشیۃ المدنی فی حق بدل
 دراجم البیضاء اللی کا نیت له علی دین زیوفا علی طن انما جیاد دہ علم بانہا دیو فیر دہا دیستود الجیاد ان کا نیت قائمۃ او کالہ
 یو کو لا یستود خالہ نہ اپنے کو دے روپیوں کے بدلے جو زید پر قبضہ تھے کھوٹے روپیوں پر قبضہ کیا اس گمان پر کہ وہ کو دے ہیں پھر معلوم ہوا کہ وہ کھوٹے ہیں تو کو
 پھر دے اور کو دے پھر لے اگر موجود ہوں اور اگر کھوٹے رو پیچ ہو گئے ہوں تو نہ پھر دے اور نہ پھر لے کما لو علم بذلک عند القبض چنانچہ
 اس صورت میں پھر لے کا اختیار نہیں جیسا کہ قبضہ کر کے وقت آنکھ کو نہ ہونا معلوم ہو گیا ہو و قال ابو یوسف یرد مثل الزیوف و یزجم بالخیض
 کما لو كانت رصاصاً او مستحقاً او ابو یوسف نے کہا اگر کھوٹے رو پیچ ہوتے ہوں تو ویسے اور کھوٹے پھر دے اور کو دے پھر لے چنانچہ اگر اگر گ کے
 ہوں یا اپنے چاندی کا پیر ہو تو یہ بالاتفاق ثابت و مشتری سبباً و قبضہ و مائت مفلساً قبل نقد الثمن فالباٹم اسو للفر ماء و قال الشافعی
 هو احق به کما لو لم یقتضه المشتري فان البائٹ احق به اتفاقاً و لنا قوله علیہ الصلوۃ والسلام اذا مات المشتري مفلساً
 فوجد البائٹ متاعه بعینه فموا سؤۃ للفر ماء شوح محجم للعینۃ خرید کی کوئی چیز اور سبب قبضہ کیا اور مشتری مفلس ہو کر گیا قبل ادا کرنے ثمن کے بالغ تو برابر ہی
 باقی خرچہ ہوں کے یعنی دوسرا ہی اور ضرور ہوں کے ماتہ بالغ کو بھی ملے گا اور امام شافعی نے کہا کہ بالغ زیادہ تر فقیر ہے اس چیز میں کچھ اگر بیع مشتری
 نے قبضہ نہ کیا ہو اور مفلس ہو گیا ہو تو بیع کا بالغ حق ہو بالاتفاق اور ہماری دلیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ہے کہ جب مشتری مفلس ہو کر مرے پھر بالغ اپنی
 متاع کو لینے پادے تو وہ برابر ہی اور ضرور ہوں کے کہانی شرح ابی نعیم ام امام شافعی کی دلیل صحیحین کی حدیث ہے کہ من ذلک مالہ بعینه عند رجل قد
 نفس فمحل حق به من غیر یعنی جو اپنا مال بعینہ مر مفلس کے پاس پادے تو وہ اس مال کا زیادہ تر فقیر ہے اس کے غیر سے اس قبضہ کی دلیل یہ حدیث ہے جو شرح
 نے ذکر کی اور سند اس کی سنن ابوداؤد وین سند کردہ ہو اور استدلال شافعی کا یہ جواب ہے کہ ہماری حدیث مفسر اور شافعی کی حدیث ہم اور مفسر ہم پر قاضی ہوتی
 جو ائمہ غرض کی کچھ حاجت نہیں و تمام منی حاشیۃ المدنی وقوع مسائل لم یقتضی خارج کے باع نصف التدریج بلکہ ارضی ان باعہ الا کا راک الارض
 جائد و بعلیہ کا لا اراکان البذر من الاکان منین فی ان یجوز خانیۃ نصف کھیت بدون زمین کے بچا اگر اس کو شکار نے زمین کے مالک کے ماتہ بچا
 تو جائز ہے اور بالعکس اس کے یعنی اگر زمین کے مالک نے آدھ کھیت کشتا کہے پھر بچا تو جائز نہیں کہ وہ بچے کشتا کا بھلوا لائق یہ کہ بیع جائز ہو کہ انے
 النخایہ بیع شجر او کما مشورہ لا یدخل الثمر و جلی فی میحار الشجر الی لا دراک فلوالی المشتري عارۃ غیر البائٹ ان شاء ان یصل
 البیعر او قطع الثمر حیام الفصولین قال لی الثمر ولا فرق بظہور بین المشتري البائٹ مچل لے دھوت یا لکھو کی بیل کو بچا قبل
 داخل بیع نہ ہوگا اور وقت میں دھوت عاریت لیا جائے مشتری سے بچل کہنے پر اگر مشتری عاریت دینے سے انکار کرے تو بالغ مختار ہو چاہے بیع کی طلب
 کرے یا بچل کو دھوت پر سے تو اسے کہانی جامع الفصولین نہ اتفاق میں کہا کہ فرق ظاہر نہیں ہوتا مشتری او بالغ میں ہم یعنی غریب مذکور ہو چکا کہ اگر

بچا

مشتري فقط بھل خرید کر کے بدولت درخت کتہ انہی فی الحال بھل تو نہاد واجب بود صورت عدم عارہ بائع اگرچہ بھل خام ہوں اور بیان بائع البطلان مسبق اور قطع ثمر میں مختار ہو اور مشتري مختار نہیں حالانکہ مشتري اور بائع میں کوئی وجہ فرق ظاہر نہیں ہوتی والہ اعلم بالصواب

باب خيار الشوط

یہ باب بخیار الشوط کے احکام میں مختار یعنی وہ اختیار جو بائع اور مشتري کو سبب شرط کو لینے کے حاصل ہوتا ہو یا میں بیع کو قائم رکھیں یا میں توڑیں وجہ نقد یمہ مع نیان تقسیمہ مبتنی فی الذل اختیار الشوط کی تقسیم کی وجہ اسکی اقسام کی بیان کے ساتھ درین صرح ہوا صاحب درر نے کہا کہ بیع گاہی لازم ہوتی ہے اور گاہی غیر لازم بیع لازم وہ جو میں ابود مجاہد سے شرط علی بیع کے اختیار نہ ہو اور غیر لازم وہ جو میں اختیار ہوا اور چونکہ لازم اقوی ہے لہذا اسکو پہلے ذکر کیا اسکے بعد بخیار الشوط کو بیان کیا اور خیار الشوط کو باقی خیارات پر اس واسطے مقدم کیا کہ خیار الشوط ابتدا حکم کا مانع ہے پھر خیار الرویہ کو ذکر کیا کہ وہ تمام حکم کا مانع ہے آخر خیار معیب کا ذکر کیا کہ وہ لازم حکم کا مانع ہے اور خیار الشوط چند قسم ہے پہلی اسکی تمام بالاتفاق فاسد ہے چنانچہ مشتري کا یوں کہنا کہ مجھکو اختیار ہے یا مجھکو چند روز اختیار ہے یا مجھکو ہمیشہ اختیار ہے اور اسکی تمام جائز ہے بالاتفاق یعنی یوں کہنا کہ مجھکو نین یا اس سے کہ میں اختیار ہے اور ایک قسم میں اختلاف ہے وہ یہ کہ یوں کہے کہ مجھکو اختیار ہے ایک مہینہ یا دو مہینہ کہ ایام علم لازم اور فساد شافعی کے نزدیک فاسد ہے اور ابو یوسف اور محمد کے نزدیک جائز ہے انتہی غصہ کذا فی المحیطادی معلوم کرنا چاہیے کہ خیار الشوط خلاف قباس ہے ہوا اسلئے کہ حدیث میں بیع اور شتر سے نفی وارد ہے لیکن خیار الشوط نص سے ثابت ہے جو حکم نے مندرجہ بن عبد اللہ بن عمر سے روایت کی کہ جب ان بن منقذ ایک سرخ و سفید تھا اور اسکی سر میں زخم لگا تھا اور اسکی واسطے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن تک اختیار توڑ دیا تھا اس چیز میں جو کہ وہ خرید کرے اور اسکی زبان بغیل ہو گئی تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو خرید کیا کر اور کہہ دیا کہ لا خلاصۃ لی منی مجھکو توڑ دینا اور وہ کوئی چیز خرید کر لانا اپنے گھر والوں کی طرف سے سو وہ لوگ کہنے لگے کہ یہ تو گران قیمت ہے تو وہ جواب دینا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو بیع میں اختیار دیا اور اس حدیث کو امام شافعی نے اور بیہقی نے اپنی سنن میں و ابن ماجہ نے اپنی تاریخ وسطیں و ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے کہ زانی فتح القدر ثبوت الخیار ارات بلغت مبیعۃ غشویہ و رایت انہا چاہیے کہ خیالات کا شمار شرف و کس ہو چکا ہے والثالثۃ المبوب کو انہیں سے تین خیار وہ ہیں جنکے بیان کے واسطے باب مقرر ہوئے ہیں یعنی باب خیار الشوط اور باب خیار الرویہ اور باب خیار معیب و خیار تعیین و عین و نقد و کتبہ و استحقاق و تغیر یعنی کشف حال و خیالۃ و مایۃ و تولیۃ و قوۃ و وصف و خوب و غیہ و تفریق و صفۃ و بدلہ و بعض مبیع و جائزۃ عقد و فضول و ظهور المبیع مستأجرا و موقوف و انشاء من حکم الفسوخ اور اختیار تعیین کا وہ یہ کہ درمابین غلام بیچے اس شرط پر کہ شتری ایک کو اختیار کرے اگر ہر ایک کی قیمت جدا جدا نہ ہو ہو تو بیچے ہو اور اختیار غبن کا یعنی اگر بائع یا مشتری یا دلال نے غبن فاش کیا ہو تو بیع بیچ میں اختیار ہے اور اختیار نقد یہ ہے کہ اس شرط پر بیچ ہوئی ہو کہ اگر شتری تین دن تک شمن نہ دے تو بیچ میں اس اور اختیار کیست یہ کہ خرید کی بعضی دن درام کے جو اس برتن میں ہیں چنانچہ نے درام نہ کوہ کو دیکھا تو اسکو اختیار ہے اور یہ خیار الرویہ نہیں ہے اسلئے کہ نقد میں خیار الرویہ نہیں ہوتا اور خیار اتفاق یہ کہ بعض بیع غیر کامل کہ ٹھکرے اور خیارات میں فعل یعنی ایسا کام کرنا جس سے شتری دھوکھا کھا دے چنانچہ باری یا گاسے کے ٹھکرے چند روزہ باندھ کرنا از اسبت دودھار نظر ٹپسے جو جب ایک روایت کے شتری کو پھر دینے کا اختیار ہے کہ زانی اجمار و کشف حال کا اختیار ہے کہ خرید کی بعضی مونسے کے جو کہ شتر کے ہونے کا ہو اور خیار کشف میں خیار کشف بھی داخل ہے وہ یہ کہ بائع کا ٹھکرے چار صاع عین سم کے تو بیچ صحیح ہے ایک صاع میں لیکن سبب تفریق صفقہ شتری کو اختیار ہے نہ بائع کو اور خیانت مزید کا اختیار ہے کہ بیع الدار میں بائع کے اور سے لگا ہوں سے یا بائع کے قسم نہ کھائے سے خیانت بائع کی ثابت ہو تو شتری کو اختیار ہے چاہے کل شمن سے لے چاہے نہ لے اور خیانت دوا کا اختیار ہے کہ بیع التولید میں بائع کو نہ کہ خیانت ثابت ہو تو شتری مختار ہے اور

باب خيار الشوط

مبیع جو بطریق استحسان کے برخلاف زبردستی اور جبر میں نہ دیکھا تو بیع فاسد ہوگی آزاد کرنا مشتری کا بعد تین دن کے نافذ ہوگا اگر غلام مشتری کے پاس ہو تو اسکو یا درگاہ چاہیے م اور اسی طرح اگر مشتری تین دن سے اس شرط پر کہ اگر بائع تین پچیس تین دن تک بیع نہیں بھیجے گا لیکن پہلی صورت میں مشتری کو اختیار ہوا اور دوسری صورت میں بائع کو اختیار ہے کہ یہ کہ بیع مذکور فاسد نہ ہو مگر بیع نہیں کرے اگر بیع غلام ہو اور مشتری اسکو آزاد کرے تین دن کے بعد تو بیع نافذ نہ ہو لکن اگر مشتری بقیہ غلام لازم آوے گی اور اگر غلام بائع کے ہاتھ میں ہوگا تو بیع مشتری نافذ نہ ہوگا لکن فی الطحاوی وغیرہ الحائزہ وان شرط ان لا یباع الی اربعۃ ایام لا یصح خلافہ لہمید اور اگر مشتری نے خرید کیا اسی طرح چار دن تک تو بیع صحیح نہیں بخلاف محمد کے ہم یعنی مشتری نے اس طرح خرید کیا کہ اگر چار دن تک اس میں نہ سے تو بیع نہیں لہم اور ابو یوسف کے نزدیک یہ بیع صحیح نہیں اس واسطے کہ اختیار نقد حق بخیار الشرط ہو اور بخیار الشرط تین دن سے زیادہ صحیح نہیں فان نقد فی الثلثۃ جائز اتفاقاً لان خیار النقد ملحق بخیار الشرط فلو ترک التفریم لکان خیار مشتری نے چار دن کی مدت مقرر کر کے تین دن کے اندر اس کو اختیار تو بیع یا اتفاق نہیں اور محمد کے جائز نہ ہو جائیگا اس واسطے کہ اختیار نقد حق بخیار الشرط سے تو اگر مصنف تو بیع کو ترک کرنا تو بہتر ہوتا ہے یعنی مصنف اپنے اس قول یعنی فان مشتری میں کا بیع نہ لانا تو خوب تھا اس واسطے کہ یہ اختیار الشرط میں داخل نہیں بلکہ حق بخیار الشرط ہو اور لہذا حق مقتضی مختار کا ہوا اور تو بیع مقتضی اسکی ہوا لکن کسی کی انواع سے چنانچہ صاحب کراہ اور درر غرض نے اسکو بالافریقہ مذکور کیا ہو دلائیچ مبیع عن مملک البائع مع خیار فقط اتفاقاً اظہار علی مشتری بقیہ ایہ بل لہم لیس علی ایضا فی فیضہ باذن البائع یوم قبضہ کا مقبوض علی سوم الشرع فانہ بعد بیان الثبوت مضمون بالقبضۃ بالغۃ ما یلحق فیہ ولو شرط مشتری عدم ضمانہ بمرأیہ اور مال مبیع بائع کی ملک سے کل نہیں جائز فقط بائع کے اختیار سے بالاتفاق تو بیع ملک ہوگی مشتری پہلی قیمت یوم قبض سے یعنی بدل بیع سے تا مثلی کو بھی شامل ہے جس صورت میں کہ مشتری نے بائع کے اذن سے اس پر قبضہ کیا ہو چنانچہ دو چیز قبضہ خریداری مقبوض ہوتی ہو تو وہ ضمن کے بیان کرنے کے بعد مضمون بقیہ یعنی اسکی قیمت پہونچے لکن فی الزہد یعنی اگر چہ ضمن مبیع سے قیمت زیادہ ہو ضمان اسکا لازم آوے گا اگر مشتری نے اسکا عدم ضمان شرط کیا ہو لکن فی الزہد یہ در صورت خیال بائع خواہ مشتری نے بیع کو ہلاک کیا ہو یا بیع خود ہلاک ہوگی یہ صورت اس پر ضمان ہو اور مقبوض علی سوم الشرع میں بیان میں کی قید اس واسطے مذکور کی کہ فقیہ ابو الیث نے عیون میں ذکر کیا ہے کہ اگر مالک نے کہا کہ لیجا اس کپڑے کو اگر پسند نہ کرنا تو خرید کرنا پھر وہ لے گیا اور وہ تلف ہو گیا تو اس پر ضمان نہیں اور اگر یوں کہا کہ اگر راضی ہونا تو پسند کرنا تو خرید کرنا پھر وہ لے گیا اور تلف ہوا تو اسکی قیمت کا اس پر ضمان لازم آوے گا اور اسی پر فتویٰ ہو اتنی اور یہ جو شراح نے فقط خیار بائع کی قید لگائی سو بلا وجہ اس واسطے کہ اگر بائع اور مشتری دونوں کا خیار ہو گا یا متعاقبین نے اجنبی کو اختیار دیا ہوگا تو بھی یہ حکم ہر کذا فی الطحاوی وغیرہ اتفاق میں ہے کہ مشتری پر قیمت اس واسطے لازم آئی کہ ہلاک ہونے سے بیع فسخ ہوگی اور بیع نافذ نہیں ہو سکتی بدو ن محل سے تو یہ مقبوض علی سوم الشرع کے مانند ہو گیا اور جو چیز مقبوض ہو خریداری کی بات چیت سے اس میں ہلاک ہونے سے قیمت ہوتی بین او مثلی ہو مثلی میں یہ اس صورت میں ہے کہ حسب رشتہ خیاریں ہلاک ہو اور اگر ہلاک ہوئی نہ ت نہ کر رہے کہ بعد تو ضمن کا ضمان ہونہ قیمت کا اتنی د کو فی ید الوکیل ضمیمہ من مالہ ہلاک رجوع الی بائعہ بالفسخ م اور اگر مقبوض علی سوم الشرع وکیل کے ہاتھ میں ہلاک ہوا تو وکیل اسکا ضمان دیکھ اپنے مال سے با رجوع کے موکل پر جبر حیکہ موکل نے وکیل کو اسکا ضمان نہ دیا تو بیع صحیح ہے وکیل نے اسکی قیمت پر اور موکل کو دکھا یا اس نے پسند نہ کیا اور پھر وکیل کے پاس وہ ضمانت ہو گیا تو اسکا ضمانت نہیں وکیل پر یہ ہو موکل سے نہیں ہے سکا مگر اس صورت میں لے سکتا ہے جبکہ موکل نے وکیل کو خریداری کی بات چیت پر قبضہ کرنے کا امر کیا ہو و اتفاقاً علی مودعہ الخط فخیو مضمون مطلقاً اور جس پر قبضہ ہوا نظر اور تامل کی بات چیت پر اسکا ادا ان مطلقاً لازم نہیں خواہ اسکا ضمن نہ کر دیا ہو یا نہ ہو اور ہم سوم الشرع یہ کہ ایک شخص بائع سے کہے کہ یہ کپڑا مجھ کو دے تا میں اس میں نظر اور تامل کروں یا غیر کو دکھاؤں پھر کپڑا ضائع ہو گیا تو بائع کے

نزدیک است کہ تاوان نہیں یعنی اس واسطے کہ وہ امانت تھا اور اگر لوان کیلئے اگر کچھ دے اگر میں راضی ہوں تو اسکو لوٹاؤ گا پھر اگر قبضہ ہو گا تو ضمان لازم آوے گا اس واسطے
 کہ قبضہ کا سہم انشاء ہو اس میں نظر باقی نہ رہا وجہ فرق یہ کہ پہلی صورت میں اسنے مال اور غیر کے دکھانے کے واسطے دیا تھا اور دوسری صورت میں
 اس واسطے دیا کہ وہ راضی ہوا و خیر بدید کرے اور یہ صحیح ہو کہ اسنے الذہن علی السووم الذہن بالاقاب عن قیامتہ ومن الذہن اور جو چیز متفق ہو ان
 کی نفی بات چیت پر توجہ کثیر ہوگا قیمت اور دین میں اسکا ضمان لازم آوے گا ہم صورت اسکی یہ کہ ایک شخص پر دین تھا سو اسنے گم کر رکھنے کے وقت
 ایک چیز نکالی صاحب دین نے اسے قبضہ کیا رہن کی بات چیت پر پھر وہ چیز مٹرن کے پاس ہلاک ہو گئی تو مٹرن پر اقل کا ضمان لازم آوے گا یعنی اگر اس چیز کی
 قیمت دین سے اقل ہو تو اسکا ضمان لازم ہو اور اگر دین کثیر قیمت سے تو اسکا ضمان لازم ہو تو بہن کی گفتگو یا حقیقت بہن کی ہوتی لکن فی الطحا
 و علی سووم القرض بقرض ساقوۃ بہ اور جو چیز قرض لینے کی بات چیت پر قبضہ ہوئی تو اسکا ضمان قرض مذکور کے برابر ہے ہم صورت اسکی یہ کہ
 اگر دینے خالی سے دین رو قرض مانگے خالی نے اسکو شایا ایک توار دی کہ اسکو دس پر بہن کو لے پھر توار دیکے پاس ضائع ہو گئی تو زیور پر دس پر
 کا تاوان دینا لازم ہوگا اور یہ بین اور بہن کے سہیلے میں ہو وجہ سے فرق یہ کہ ایک یہ کہ دین ثابیت ہو رہا بہن کے دے پر اوست قرض کے دے پر ثابیت
 نہیں نہ دے سے یہ کہ بہن متفق ہو بالاقاب ہو دینان ضمان بقدر قرض ساقوۃ علیہ کہ لانی الطحاوی و علی سووم النکاح لامیہ بقیمتہ یا بعد از اگر
 قبضہ ہو اور دوسری کے نکاح کی بات چیت پر تو ضمان بقدر اسکی قیمت کے ہو لانی لانی ہم بعضی اگر قبضہ کیا غیر کی لانی پر اسکی ملک کے اذن سے نکاح
 کرے اور وہ ہلاک ہو گئی اسکی پاس تو اسکی قیمت کا ضمان اس پر لازم ہو و بخیر عن ملکہ ای الاممہ خیار المشتري فقط فی ملک فی ملک
 اور بیع خارج ہو جاتی ہے بائع کی ملک سے نقد شرمی کے اختیار کے ساتھ ہلاک ہو گئی بیع مشتری کے ہاتھ میں ہو قرض ثمن کے ہم اس واسطے کہ ہلاک ہو
 عیب سے خالی نہیں اور جو عیب بالغ رہی تو ہلاک ضرورت لازم عقد ہوئی اور لزوم عقد ثمن کا موجب قیامت کا اور ثمن قیمت میں نہ ہو کہ ثمن نہ ہو
 جو بہر متفقین رہی ہو جائیں خواہ قیمت سے زیادہ ہو یا کم اور قیمت وہ جس سے ثمن کی تقویم ہو یعنی مقدار البیت بمنزلہ معیار کے بغیر یا دینی اور نقصان
 لانی الطحاوی کہ عیب یا عیب یا یقین کہ عظم یا اندک سبب ہو جانے بیع کے مدت یا بین البیت عیب سے جو در نہیں ہو سکتا چنانچہ ہاتھ کا یا
 ہم پیشہ ہر عیب ہونے کی ہلاک کے ساتھ دونوں صورتوں میں یعنی بصورت خیابائع یا بصورت خیابائع مشتری اس واسطے کہ عیب مذکور تا دینی ہی صورت میں
 موجب قیمت کا ہو اور دوسری صورت میں موجب ثمن کا لانی المنع فی الاممہ قیامتہ فی المسئلۃ الاولی و للباائع فسخ البیع و اخذ نقضان القبی
 کا القبی لشیء الریاح واحدی تو مشتری کو عیب وار ہو جانے سے قیمت لازم آوے گی پہلی صورت میں یعنی بصورت خیابائع اور بائع کو چاہے کہ
 بیع کا فسخ کرے اور نقصان نہیں کا لینا نہ ثمن کا سوا کہ کثرت کے سبب لانی لانی لانی یعنی اگر بائع نے مثلی چیز کو بچا اور مشتری کو اختیار یا مشتری کے
 پاس کچھ عیب نہیں لانی لانی لانی رہنے اسکی ذات کے تو باع نقصان مثلی کا مشتری سے نہ ہے بسبب خیال ہو کے و قصہ فی الثانیۃ اور
 و صورت ثانی یعنی بصورت خیابائع مشتری عیب وار ہو جانے سے مشتری پر ثمن لازم ہو کہ اگر وہ بونفق لانی لانی لانی فی المدۃ فہو علی خیابائع و لا لزوم العقد
 اگرچہ ابن کمال اور اگر بیع کا الب عیب ہو جو رطل ہو سکتا ہے خیابائع یا بیعی تو اگر عیب مذکور شدہ یا میں رطل ہو گیا تو مشتری کو اختیار ثابت ہو چاہے کہ
 لے جائے پھر نہ اور اگر مدت خیابائع میں ماکل نہیں تو اسکو حق لازم ہو گیا بسبب منع ہونہ پھر عیب کے لانی لانی لانی کمال دلا کہ لانی المشتري
 خلاف الہامۃ انک یصلو مسأئہ فلنا السأئہ علی اللقی کا صلاک فیہ لا یصلو ولا یعلق ملک والثانی موجود و ناو یلزم اجتماع البینین
 و الموقوف علی موضوعہ بالیقین شیء منہا و بصورت خیابائع مشتری بیع کا مشتری نہیں ہوا لانی لانی لانی کے نزدیک خیالات صاحبین کے کہ اسنے نزدیکی مشتری
 اسکا مالک ہو جاتا ہے تا بیع سابق یعنی غیر ملک نہ ٹھہرے اسلئے کہ عیب بائع کی ملک سے خیابائع مشتری کے سبب خروج ثابت ہوا تو اگر مشتری بھی

۳۷
 بیع مشتری کا عیب

اس کے مالک نہ ہو تو پھر بیع پر سائبہ ہوتا صادق آوے ہم جواب دیتے ہیں امام کی طرف سے کہ سائبہ وہ ہے جس میں کسی کی ملک نہ ہو ورنہ غلاف ملک کا اور تقبیح
 ملک کا بہانہ ہو جو دیو اور اگر ملک مشتری ثابت ہو تو اجماع بدین لازم آوے اور خود کرنا اپنے موضع پر لازم ہو بلکہ اس میں مقتضی ہو کہ فائدہ خیار کے قریب
 کی خریداری سے ہم در صورت خیار مشتری اگر بیع میں متعاقبین کی ملک ثابت نہیں لیکن علاقہ ملک متعاقبین موجود ہو اس واسطے کہ در صورت عدم
 خرید کے بالغ کی ملک حقیقہ خود کی ہو اور اگر مشتری نے اپنا اختیار ساقط کر کے لے لیا تو مشتری کی ملک ثابت ہوگی اور اگر مشتری کو مالک بیع قرار دیتے
 جیسا صاحبین کا مذہب ہو تو اس میں دو غلط لازم آتے ہیں ایک اجماع بدین مشتری کی ملک میں یعنی بیع اور ثمن اس واسطے کہ ثمن ہنوز مشتری کی ملک
 سے خارج نہیں ہوا اور مشتری میں اس کی کہیں اصل نہیں کہ بدین ایک شخص کی ملک میں بیع ہوں اس واسطے کہ معاوضہ برابری کا مقتضی ہو اور دوسرا غلط
 یہ ہے کہ اختیار اس واسطے مشروع ہوا ہے تا عاقد غوا و تامل کر کے اپنی مصلحت کے موافق عمل کرے تو اگر ملک مشتری بیع میں ثابت ہو جائے اور بیع قریق قریب آ
 ہو مشتری کا فوراً آزاد ہو جائے بلا اختیار مشتری کے تو نظر او زائل جبکہ واسطے خیار شروع ہی بالکل فوت ہوا و یہی مطلب ہر شایع کے اس قول کا ہے ہو
 موضوعہ بالنقص کذا فی المحیط و یمن البحر و لا یخرج شیء منہما ای من جمیع من مملک بائع و مشتری عن مالک اتفاقاً اذا کان الخیار لبعی
 و ایضا فی صنف فی الحدیث انفسہ البیع و ایضا اجازہ بطل خیار فقط و کوئی درونوں میں بیع یعنی بیع کی ملک سے اور ثمن مشتری کی ملک میں بیع جائز ہے اور مشتری کو
 کے واسطے اختیار شرط ہوا و انہیں سے جو بیع کرے یا بیع کی مدت میں تو بیع فسخ ہو جائیگی اور جو درونوں میں سے بیع کو جائز رکھے گا تو فقط اسی کا اختیار
 باطل ہو گا نہ دوسرے کا ہم در بائع کا تصرف کرنا بیع میں اور مشتری کا ثمن میں بجائے فسخ قوی ہو اور اگر درونوں سے نہ فسخ ثابت ہو اجازت اور مدت خیار گذری
 تو بیع لازم ہو جائیگی اور اگر ایک سے فسخ ثابت ہو اور دوسرے سے اجازت تو بیع باطل ہے بہر صورت اور اجازت کسی حال میں بہتر نہیں کذا فی المنع و هذا المختار
 بطریق تصریح فی غیر متساو جمعہا العینی فی قوله استثنی عنک فخذہ اور امام و صاحبین کے خلاف کا فائدہ ظاہر ہوتا ہے میں ملوں میں جن کو علم
 عینی ہے اپنے اس قول میں غل غم میں بیع کیا ہے بطور روزہ کے خیار فسخ تشریح ان سون کی حرف بحرف کرتا ہے لہذا الف من ہامہ لہذا ہا خیار دہی رجعت
 بقی النکاح الف اشارہ ہے کہ بیع یعنی اگر لونڈی کو خرید کر بشرط خیار جلا کر وہ منکوحہ ہر مشتری کی تو بیع باقی یعنی اس واسطے کہ مدت خیار میں بیع زوج کی
 ملک میں داخل نہیں امام کے نزدیک اور جب خیار ساقط ہو گا تو بیع باطل ہو گا اور صاحبین کے نزدیک بیع ہو گیا کیونکہ زوجہ کی ملک میں داخل ہوئی ہے اگر
 مشتری بیع کو فسخ کرے گا تو لونڈی اپنے مولیٰ کے پاس بلا بیع جائیگی صاحبین کے نزدیک امام کے نزدیک منکوحہ جائیگی والستین من الاستیلاء خیار منھا
 فی الحدیث کا اعتبار استیلاء و بیع اشارہ ہے استیلاء سے تو لونڈی کا بیع خیار میں استیلاء معتبر نہ ہو گا یعنی لونڈی کو بشرط خیار خرید کیا اور اس کو بیع خیار کی
 مدت میں تو بیع استیلاء میں نہ شمار ہو گا امام کے نزدیک اس واسطے کہ استیلاء نہیں ہوتا اگر ملک کے بھان میں صاحبین کے کذا فی شرح الوفاہ اور اگر بیع فسخ لونڈی
 بالغ کو بحیرہ بیاد سے تو امام کے نزدیک استیلاء جب نہیں اور صاحبین کے نزدیک وہ بیع ہے جو بیع فسخ کرے مشتری کے کذا فی البحر حق الحق و لا یقتضی
 ح اشارہ ہے محمد سے تو مشتری کا محمد آزاد ہو گا یعنی اگر مشتری نے قرابت دار محمد کو بشرط خیار خرید کیا تو امام خیار میں آزاد نہ ہو گا امام کے نزدیک سبب
 عدم ملک کے بخلاف صاحبین کے ق من یفعل لہ منکوحہ المستفادہ قلہ جہا لا اذا انقصا مہدق اشارہ ہے قرآن بالکسر صنی الکرہی منکوحہ
 لونڈی بشرط خیار خرید کی اور مدت خیار میں اس سے قربت کی تو مشتری کو بیع کا پھیر دیتا جائے اگر جبکہ استیلاء نقصان لک گیا ہو قرابت سے محمد ہونا اس واسطے
 جائز ہو کہ جماع سبب نکاح کے ہوا سبب ملک میں امام کے نزدیک تو بیع اجازت بیع کا موجب نہ ہو گا اگر در صورت عدم نقصان خواہ لونڈی ہا کہ ہو یا شیبہ
 شایع نے انہ صاحب و قاریہ کے نقصان کو لڑائی پر محض نہیں نہ رکھا اس واسطے کہ بھلائی اور زوال الفانی میں شیبہ کے نقصان کو بھی امتناع نہ ہو کہ موجب قرار
 دیا ہو و صاحبین کے نزدیک بی بی نکاح میں مولیٰ نکاح فسخ ہو گیا اب مشتری اس کو پھیر نہیں سکتا اگرچہ لونڈی شیبہ ہو گو نقصان بھی لاحق نہ ہوا ہو

۴۴
 استیلاء
 بیع منکوحہ
 بیع نکاح
 بیع نکاح

بیع نکاح

حرم تکسکی راجت ثابت ہو اس واسطے کہ جب اسکو کوئی چیز نہ بجاوے تو اسکو قبول نہ کرے گا اختیار ہو کہ فی شریع اوقایہ قلت و زید علی ذلک مستأمر
 منہات التعلیق کان ملکہ فہو حق فہو حق بخیار لہم یعتقدین کہنا ہوں اور مسائل عشرہ مذکورہ پر چند مسائل اور زیادہ کہئے گئے ہیں انرا بحال تعلیق کر
 جسکا اشارہ ہے وہاں ایک شخص نے کہا اگر میں غلام کا مالک ہوں تو وہ آزاد ہو پھر اسنے غلام کو بشرط اختیار کے خرید کیا تو امام کے نزدیک وہ آزاد نہ ہوگا
 بسبب عدم ملک کے بخلاف صاحبین کے تداستادۃ الشکنی باجائزہ او اعارة لیس با اختیار اشارہ ہے استامت سے یعنی دوام سکنی بسبب
 اجارہ یا عارہ کے اختیار نہیں ہم صورت اسکی یہ ہو کہ ایک گھر خرید کیا بشرط اختیار اور مالک مشتری اسکا ساکن ہو یا اسطہ اجارہ یا عاریت ملنے کے پھر سکونت
 مستدام ہوئی خواہ ہزار دسے لے گا کہ امام کے نزدیک استامت سکنی ملک عین کا اختیار نہیں اور صاحبین کے نزدیک اختیار ہی جامع الفصولین میں ہے
 کہ در صورت ابتدا سکنی جہا باطل ہو گا وہ صید شکار بخیار فاختہم لطل البیہض اشارہ ہے صید سے یعنی شکار خرید کیا بشرط اختیار چرج کا احرام باندھنا
 یعنی در صورت قبض صید تو بیع باطل ہو گئی یعنی بیع بائع کو مجبور بجاوے امام کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک بیع لازم ہوا اور اگر بائع کا اختیار ہی تو باطل
 مع منقوض ہوگی کہ فی الطحاوی عن الجردۃ النواذیۃ الخادۃ فی المدة بعد الفسخ للبائع اشارہ ہے ہر زمانہ کا یعنی جو چیز میں زمانہ پیدا ہوں مدت
 اختیار کے اندر بعد فسخ بیع کے بائع کی ہیں امام کے نزدیک یعنی اس واسطے کہ اگر کھدوٹ مشتری کی ملک میں نہیں ہوا اور صاحبین کے نزدیک اگر کھدوٹ مشتری
 ہو جاتی ہے کہما وادام ہم ہوں زمانہ منقطع و منفصل سے تو اس مسئلے کے بلکہ ذکر کرنے کی کچھ حاجت نہ تھی اسو سے کہ یہ آٹھویں مسئلے میں داخل یعنی
 سبب میں جبکہ ریز کاف ہوتا و العیوی فی بیع مسلکین لو تخدتر فی المدة فسد خلد فالہما صلیب یعنی ان یومر لہا لفظ تقصد و لیس
 الرضائی الرضو لہا کلا حد حفظ اشارہ ہے جو چیز سے یعنی اگر دو مسلمانوں نے شہرہ الگور کا بشرط اختیار بیجا اور وہ شرب ہو گیا مدت بیع کے اندر تو بیع
 فاسد ہوگی بخلاف صاحبین کے تو مناسب یہ ہو کہ ان مسائل غمہ کو لغت مقصد رموز کیجئے اور یہ کہ اس رمز کو مراد اول سے لائیے اور میں نے یہ
 نہیں دیکھا کہ کسی نے ان مسائل کو باہین لفظ مر کیا ہو اسکو یاد رکھا جائے ہم رمز اول اور ثانی ملکر یہ ترکیب ہوئی استحق خولہ فسخہ شمس
 یعنی اپنی عورت کو رگز وال حق تعالیٰ کی تعظیم کہ امثال ادا امر اور قناب نوہی سے اوہوگون کی تعظیم کہ ریز کے مراب کے حق تعالیٰ اور ہونے نزدیک
 توہر ریشین ہوا جائز من لہ انھیارہ لو اجبدا اصم ولو مع جفل صاحبہ اجماعا ایلا ان یكون الخیار لہما وفسخہ حدھا فلیہ لہا
 اجازۃ ان الفسوخ لا تحقہ الا جازۃ جسکے واسطے اختیار دیا گیا تھا کہ یہ صاحب اختیار اپنے بیع کو فسخ کرے یا تو بیع ہو باوجود ادا یعنی اپنے ساتھی
 کے بالاتفاق کرے کہ بائع اور مشتری دونوں کو اختیار ہو اور ایک مسئلے سے بیع فسخ کر دی ہو تو دوسرے کو اجازت کا اختیار نہیں اسواسطے کہ فسخ والی چیز میں کو
 اجازت لاحق نہیں ہوتی ہم صاحب اختیار کی اجازت باوجود عدم اطلاع شخص ثانی اسواسطے صحیح ہے کہ اجازت عبارت ہے اپنے حق کے استیفاء سے تو دوسرے
 کا غمض و رینین یا نہر طلاق اور غنائ کے فان فسخہ بالقول لا یصح الا اذا علم الاخر فی المدة فلو لم یعلم لزم العقد پھر اگر صاحب اختیار نے
 بیع فسخ کیا تو بیع صحیح نہیں جبکہ دوسرا عقد مدت کے اندر وقف نہ ہو سوا گدہ فسخ سے ناواقف رہے گا تو بیع لازم ہوگی ہم اگر مدت میں بیع فسخ کی
 اور اسکے ساتھی کو علم نہ ہو تو بیع مؤقت ہو طرفین کے نزدیک تو اگر بائع نے بیع جائز دیکھی بد فسخ کرنے مشتری کے قبل علم مشتری کے تو بیع جائز ہو اور فسخ
 باطل ہے و الخیلة ان یستوفی بکلیل مخافۃ الغنیۃ او یوفد الاھل لہما کو لیسب من یؤد علیہ عینی اور تیسری فسخ کی یہ ہو کہ مقبول کرے
 صاحب اختیار اپنے ساتھی سے حاضر فسخ لیکر اسکے غائب ہو جانے کے خوف سے یا حاکم سے ناش کرے تا حکم اس شخص کو قائم کرے میرزا بیج
 لکھا ہے کہنا ذکرہ یعنی ہم جب معلوم ہوا کہ مدت واقف ہونے عاقد ثانی کے بیع فسخ نہیں ہوتی اور صاحب اختیار جو کہ مبادیہ غائب ہو جائے
 تو میرزا فسخ کا اختیار نہ رہے گا تو اسکی یہ تیسری ہو کہ اس سے حاضر فسخ میں یا حکم سے ناش کرے تا کہ کسی شخص کو اسکی طرف سے فسخ قرار دے

پھر صاحب اختیار بیع یا شئ اسکے بچہ سے بوجہ ایک قول کے اور دوسرے قول یہ کہ عالم کو تمام کا نام لگا جائے نہیں کہ انی انہر متبذنا بالقول الصحتہ بالقول
بلو علمہ اتفاقا کما افاد بقولہ شائع کتابہ ہم نے عدم صحت بیع فسخ قول کی لگائی واسطے صحیح ہوئے فسخ کے فعل سے بلا علم شخص ثانی کے بالاتفاق چنانچہ
اسکو صنف نے اپنے آئندہ قول میں بھی کیا ہم فسخ بالفعل کی مثال یہ کہ بائع نے اپنے واسطے اختیار شرط کیا پھر بیع میں تصرف کا کلام نہ شروع
کیئے شائع اگر غلام ہو اسکو آزاد کر دیا یا اسکو بیچ ڈالا یا لونڈی سے وطن کی بابوسہ لیا تو بیع فسخ فعلی ہوا اور اگر اختیار شرط کی واسطے مشروط ہوا اور یہ فعال
کر گیا تو بیع تمام ہوگی اور اگر شرط میں ہونی ہی نہ ہو تو نہ ہوا اور بشرطی آئین نصف الحاکم نہ کرے تو عقد فسخ ہوگا و صورت اختیار بشرطی کہ انی الطوطا سے
عن المنع وغیرہ وقت العقد بعونہ اور بیع تمام ہو جاتی ہے اسکی موت سے ہم معنی جسکے واسطے اختیار مشروط تھا وہ مگر کیا تو بیع پوری ہوگی خواہ بائع
ہو یا مشتری سو اگر بائع صاحب اختیار مگر کیا تو من اسکے وارثوں کی ملک میں داخل ہوا اور اگر مشتری تھا تو بیع اسکے وارثوں کی ملک میں داخل ہوئی اور بائع نے اگر
من نہ پایا ہوگا تو اسکے متروکہ سے لگا اور اگر وہ عاقد مگر جسکے واسطے اختیار مشروط نہ تھا تو دوسرے عاقد کو بالاجماع اختیار ثابت ہے کہ انی الطوطا
اور جنوں اور بہر شئی موت کے اندر کہ انی انہر متبذنا بالقول اختلافہ الوارث کچھ بار ہڈیہ و تغیر بد و نقد کان لا وصائی لا نورث اور اختیار شرط میں ارث خلیفہ نہیں
ہوتا و ارث کا جیسے خیار رویت اور اختیار تعزیر و خیار نقد میں خلیفہ نہیں ہوتا اسواسطے کہ صفات مورثین وراثت جاری تھیں ہوتی ہیں معنی بیع فسخ نہیں ہوتی
وارث کے فسخ کرنے سے جیسے مورث کے فسخ کرنے سے فسخ ہو سکتی ہے اسکی حیثیت اسواسطے کہ اختیار عبارت ہوا ارادے اور وراثت سے سوارادہ مورث کا
اسکی موت سے منقطع ہو گیا جیسے اور تصرفات اسکے منقطع ہو گئے مانع علم اور قدرت کے خلاصہ یہ ہے کہ ارث آئین جاری ہے جو انتقال پذیر ہے و انہر اجماع کے
نہ آئین میں انتقال تصور نہیں مانع اوصاف کے منع الغفاریں ہیں کہ خیار تعزیر یہ ہے کہ بیع بغین جانش واقع ہوگی ہو خواہ قریب یا دور ہو یا
مشتری نے انتہی غلطادی نے کہا کہ عدم ارث خیار تعزیر کی نظائر بحث ہو مصنف کی اور خیار نقد بحث ہے صاحب نہ الفائق کی تو شائع کو مناسب
تھا کہ اگر بطریق نص میں مذکور نہ کیا داما خیار العیب والتقصیر وفوات اوصاف المرغوب فیہ فیخلفہ الوارث فیما لا الہ یورث
خیارہ در فی حفظ اختیار العیب اور خیار التقصیر اور وصف مرغوب فیہ کے موت ہونے کے اختیار میں وراثت اپنے مورث کا خلیفہ ہوا ہے امور مذکورہ میں بتین
کہ مورث کی خیار کا وارث ہوتا ہے کہ انی الدرر اسکو یاد رکھنا چاہئے ہم یہ جواب ہے سوال مقدم کا یعنی اگر اوصاف میں وراثت نہیں ہے تو خیار العیب وغیرہ
وارث کو کیوں ثابت ہوتا ہے خلاصہ جواب یہ ہے کہ وارث کو یہ مورث پر خلاف ثابت میں نہ بطریق وراثت یعنی مثلا خیار العیب وارث کو ابتداً ثابت ہے اور
کہ مورث اس بیع کا مستحق ہے جو عیب سے سالم ہو ہی طے اسکا وارث بھی اسواسطے کہ وہ اسکا قائم مقام ہو تو عند تحقیق مورث عیب سے بیعت ہو بصفت مسکت
محبوب اور اسی طرح خیار التقصیر وغیرہ غلاتمورث نے کہا یہی تفسیر ظاہر ہے صاحب ہا یہ اور صاحب کافی وغیرہ کے کلام سے لیکن صاحب وقایہ
اور صاحب نقایہ نے تصریح کی ہے کہ خیار العیب اور خیار التقصیر میں وراثت جاری ہے تو ظاہر ہمارے شائع کے آئین دو قول ہیں و مفعی المدی
وان لم یعلمہ لمریض او اغیارہ ولا اعتناق دلو لبعضہ و توابہ و کذا کل نص یہ کا بقدا ولا یحل کلا فی المثلک کا جاریہ دلو بلا تسلیف ولا یحل
و نظیرانی فریج داخل بضمھو والقول انہر الشہوۃ فہم اور بیع پوری ہو جاتی ہے وراثت خیار کے گزر جانے سے اگرچہ صاحب خیار کو معلوم نہ ہو
ببب بیماری یا بیہوشی کے اور بیع تمام ہوتی ہے آزاد کرنے سے اگرچہ بعض ملک کا عتاق ہو اور تولیع عتاق سے بیع تمام ہوتی ہے چنانچہ تفسیر اور ملکیت
سے اور اسی طرح ہر ایک اس تصرف سے جو نافذ نہیں ہوتا یا حلال نہیں ہوتا بدول ملک ہونے کے چنانچہ بیع کو جاریہ دینا اگرچہ اجارہ بدول
تسلیم کے ہو تو مل امین اور چنانچہ شہر گاہ درونی کو شہوت سے دیکھنا اور در صورت اختلاف متعاقبین منکر شہوت کا قول تفسیر ہے کہ انی الفسخ
ہم جاریہ اور نظم میں لفظ فسخ عربی یعنی اجارہ الی تصرف ہے جو بدول ملک نافذ نہیں ہوتا اور داخلی شہر گاہ کا دیکھنا وہ تصرف ہے جو بدول

فاس کے حلال نہیں مشتری کا کر یہ مانگنا اس کے وار سے اور غلام کی حجامت کروانا اس کو ورنہ پناہ محبت کا سچا امتیج کو بیع کے واسطے پیش کرنا اسکان کی مرمت کرنا
 شکست بخیت کرنا یہ سب تصرفات بطل ہیں اور تمام بیع کے سبب ہیں کذا فی المطحطاوی ومقادہ انہ لو شرأھا بالخیار علی انھا لکم فوطیھا لیعلمکم
 اھی بکرام لا کان ارجاثرہ ولو دجداھا تبتا وکمر لیت فلہ المرء بہذ العیب شیء وسیع فی بابہ اور قاعدہ مذکورہ کا مقتضا یہ ہے
 اگر کوئی بیع کو بشرط اختیار کرے یہ کیا اس شرط پر کہ وہ بارہ ہجری سے قریب کی تمام معلوم ہو کہ بارہ ہجری نہیں تو یہ جائز ہے بیع کی اور اگر اس کو بارہ نہ پایا اور نور
 قریب سے باز نہ پایا تو غنہ اس کو پھر دینے کا اختیار ہے اس عیب کے سبب سے اگرچہ اختیار شرط قریب سے ساقط ہو گیا کذا فی المنہ وغیر قریب یہ مسئلہ اختیار عیب
 کے باب میں آویگا اور اگر بعد علم عدم بکارت قریب سے باز نہ پایا تو غنہ اس کو پھر دینے کا اختیار ہے بیع کی اور اگر اس کو بارہ نہ پایا اور نور
 سے جو نافذ اجل نہیں بدرون ملک آئے بیع لازم ہو جاتی ہے اور اختیار باطل ہوتا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ قریب کذا امتحان بکارت کے واسطے اجازت بیع کا ہو
 جو اس وقت اس فعل کی اگرچہ امتحان کے واسطے حاجت ہو لیکن یہ حلال نہیں بدرون ملک ہونے کے دکن البائع ذلک کان فشیء اور اگر بایں اس
 فعل کرے جو نافذ اجل نہیں بدرون ملک آئے تو اب تصرف بیع ہو گا وطلب الشفعۃ وان کمیاخذھا معراج بیعا ای بدلیفھا خیارا لشرط
 بخلاف خیار رد وبقہ وحق حرج اور بیع تمام ہو جاتی ہے شفعہ طلب کرنے سے بواسطے اس کو کہ جس میں خیار الشرط ہو اگرچہ شفعہ کو بدلہ ہو کذا فی المعراج
 بخلاف خیار الرد وبقہ وحق حرج اور بیع تمام ہو جاتی ہے شفعہ طلب کرنے سے بواسطے اس کو کہ جس میں خیار الشرط ہو اگرچہ شفعہ کو بدلہ ہو کذا فی المعراج
 سوید نے سبب فائدہ اول کے خاتمہ ثانی کا شفعہ طلب کیا تو خاتمہ اول کی بیع تمام ہو گئی بخلاف خیار الرد وبقہ اور خیار العیب کے یعنی اگر ایک گھر بدرون رویت کے
 خرید کیا اور اسکے ہمسایہ میں دو گھر ہو واسطے شفعہ کے لیا تو اس کو اختیار ہو کہ رویت کے بعد خاتمہ اول کو بیع خیار الرد وبقہ کے پھر دے کذا فی الدرر
 المشتري اذا کان الخیار لہ لاندہ دلیل الاجارۃ یعنی بیع تمام ہوتی ہے مشتری کے شفعہ طلب کرنے سے جبکہ اختیار اسکے واسطے شرط ہو اس واسطے
 کہ شفعہ طلب کرنا اجازت بیع کی دلیل ہے یعنی طلب شفعہ کی دلیل ہو کر اس سے بیع کی ملکیت اختیار کی اس واسطے کہ بدرون ملک طلب حق شفعہ نہیں ہو سکتی پھر
 جب ملک اختیار کیا تو شرط خیار ساقط ہوتی ہے تمام ہو گئی دلو شرط المشتري واللبائع کما یفیدہ کلام الدرر وبقہ جزم البیعتی الخیار لاندہ
 عاقل اکان او غیرہ البیعتی صحیح استیصالا وثلث الخیار لہما اور اگر مشتری یا بائع شرط کرے اختیار اپنے غیر کو بیع کے واسطے خواہ غیر شخص عاقل ہو یا غیر
 اگر صریح البیعتی تو صحیح ہے بنا بر امتحان کے اور اس صورت میں دونوں کے واسطے اختیار ثابت ہو گا شارع نے کہا اس حکم میں بایں بھی مشتری کے اندر
 ہو خیار رد در کے کلام سے معلوم ہوتا ہے اور اسی کا نتیجہ کیا ہو نہیں نہ ہم قیاس یہ ہو کہ غیر عاقل کے واسطے خیار صحیح نہ ہو اس واسطے کہ خیار بمثل احکام عق
 ہو تو غیر کے واسطے کیونکہ جائز ہو وبقہ امتحان یہ جو لاجنبی کے واسطے اختیار ثابت نہیں ہوتا اگر بطریق بنایت کے عاقل سے تو اختیار عاقل کے واسطے لازم
 ہوا پھر اجنبی اس کا نائب ٹھہرا کیا نا عاقل کا تصرف حتی الامکان صحیح ہو تو نہ ہو جو اس کے پھر جبکہ اجنبی نائب ہو تو نائب البیعتی ان کے واسطے اختیار ثابت
 ہو گا کذا فی المنہ والنہر موصی نے مفتاح سے نقل کیا کہ تفسیر مشتری کی اتفاق ہو اس واسطے کہ موقوف وغیرہ میں مصرح ہو کہ احد المتعاقدين کو غیر کے واسطے اختیار
 کا شرط کرنا صحیح ہے چنانچہ نے کہا بہتر یہ تھا کہ شارع غیر کو نقطہ اجنبی کے تفسیر کرتا اس واسطے کہ احد المتعاقدين کا اختیار اول باب میں مذکور ہو چکا وکذا فی المطحطاوی
 نے کہا اس کی صورت یوں ممکن ہو چکی ہے بایں مشتری مستند و بیعتی و جلا لشرک اور ایک مشتری دوسرے مشتری کے واسطے یا ایک بایع دوسرے
 بایع کے واسطے اختیار شرط کرے فان اجاز احدھما ین الذائب والمستنیب والنقض صحت واقفہ الاخر پھر جبکہ نائب البیعتی میں سے ایک نے
 بیع کو لازم کر دیا یا بیع کیا تو صحیح ہے اگر دوسرے نے اسکے ساتھ موقوف کی فان اجاز احدھما وعلکس لاخر فالسابق اولی لعدم التزم پھر اگر ایک نے اجاز
 دی اور دوسرے نے بالکسل شفعہ بیع کی تو اول مقدم ہو سبب بیع مخرج یعنی شخص اول کی اجازت یا بیع نافذ ہو اس واسطے کہ اس وقت تھا کہ نہ تھا اور شخص

تیسرے اور چوتھے اس شرط پر کہ نہیں سے تو ایک کو پسند کر لے اور بائع کے واسطے خیارات نہیں کی یہ صورت ہے کہ مشتری کے ہاتھ سے کہیں کے ان غلاموں سے ایک غلام کو پسند کر لیا اس شرط پر کہ غلام کو چاہے بیکھر دے تو بائع کی جائز ہو خیارات مشتری کے ساتھ تو بائع کی جائز ہے ساتھ ہی جائز ہو گئی ہے البیوع میں اسکو کو کیا ہو اس طرح پر کہ جواز خیارات نہیں اس واسطے ہے کہ مشتری سے نہیں منع ہو خوب چاہے کے یا غیر سے دریافت کر کے جو اپنے موافق اور مناسب جائے اسکو خرید کرے اور بائع کو اسکی کو حاجت نہیں اسلئے کہ بائع کے پاس بیع مدت سے موجود ہو اسکو اسکا مال خوب تر معلوم ہو اسکا جواب نتائج کے آئندہ قول میں دیا کہ لا یتوب فیما یتبعہ ولا یغیرہ فیذبحہ بهذا الشرط فمستحب الحاجۃ الذیہ اور اس واسطے کہ بائع کا بے نیت دالی چیز کو بطور وراثت کے پاتا ہو اور بائع کا کوئی چیز نہیں پاتا تو اسکو بشرط خیارات نہیں چاہیہ تو اس صورت میں بائع کو حاجت پڑی ہے خیارات نہیں کی تا اسکو اپنی نفع اور مصلحت میں اختیار ہے کذا فی النہم سید حموی نے کہا کہ یہ صورت ناورد الوجود ہے اور نہ اسکا حکام نوادر پر نہیں کذا فی المحاکم فیمادون الامریۃ کا نفع الحاجۃ بالثالثۃ لوجود جید و مدتی و وسط خیارات نہیں منع ہو چار چیزوں سے کس میں سبب حاجت والی کے تین چیزیں سے بواسطے حاصل ہونے عمدہ اور ناقص اور توسط کے ہم لفظی خیارات نہیں منع حاجت کے واسطے مشروع ہے اور دفع حاجت تین چیزیں میں بخوبی مشہور ہے کیونکہ عمدہ اور ناقص اور توسط کا ہونا تین میں حاصل ہو تو چار چیزیں زیادہ ہیں خیارات نہیں کہ حاجت سے زیادہ ہے تو غیر مشروع ہو و مدتہ کھنڈا شرط طارہ و خیارات نہیں کی مدت خیارات شرط کے اندر ہی تین دن تک امام کے نزدیک ہم اگر تین دن میں نہیں کرے تو بہتر ہو اور اگر تین دن گذر گئے بلا تعبیر تو معتبر کرنے کے واسطے اس پر چر کیا جاوے گا اور اگر تعبیر کے ساتھ خیارات شرط بھی مشروع ہو تو اسکو اختیار بیع اور اجازت میں اور بعد اجازت کے اسکو خیارات نہیں ہوگا تین دن تک اجازت کے وقت سے کذا فی البیوع النہم دلائل شرط متعہ خیارات شرط فی الاصح فخر اور خیارات نہیں کے ساتھ خیارات شرط کا ہونا مشروع نہیں قول ابن کثیری فی النہم منع الغفاریں ہو کہ جب مشتری نے دو بیع کو بشرط خیارات نہیں کر لیا اور قبضہ کیا پھر ایک بن عیب لگ گیا تو مبيع میں بیع لازم ہو گیا تین میں کے ساتھ اور دوسرا بیع امانت ہو اور اگر دونوں ساتھ ہوں ہوں گے تو دونوں بیع کا نصف نصف من لازم ہوگا خواہ من منفق ہو یا نہ کو اشتراط یا علی انھما بالخیار فرضی احدھما بالبیع صریحا و دلالتہ لا بدہ الاخر بل بطل خیارات لا خلاف فاستحسنا اور اگر دو شخصوں کے ایک چیز خریدی اس شرط پر کہ دونوں کو اختیار ہو پھر ایک شخص بیع سے رضی ہو گیا خواہ صریحا یا دلالتہ اس طرح پر کہ وہ تصرف کیا جو ناف باطل نہیں بدو دن تک کے تو دوسرے شخص اسکو و نہیں کر سکتا بلکہ اسکا اختیار باطل ہو گیا امام کے نزدیک بخلاف صاحبین و کذا لا خلاف فی خیارات النہم و العیب فلیس لاحدھما الرد بعد ردیۃ الاخر و رضاہ بالعیب خلافا لھما للضرورة الباطنہ بعبہ الشرکاء اور ہی طرح خلاف ہے امام اور صاحبین کا خیارات الردیۃ اور خیارات العیب میں تو ایک شخص کو پھر دوسرے شخص کے دیکھنے کے بعد جائز نہیں سبب ضرر ہونے بائع کی شرکت کے عیب سے ہم شرکت خیارات ثلثہ کے عدم رکھتی ہے اگر دو شخصوں نے ایک چیز بالاشتراك خریدی بشرط خیارات پھر ایک شخص رضی ہو تو دوسرے پھر نہیں سکتا یا ایک شخص نے بعد رتبہ کے پسند کی اور دوسرے نے ناپسند کی یا ایک شخص خیارات العیب میں رضی ہو گیا تو دوسرے پھر نہیں سکتا اس واسطے کہ اگر ایک مشتری کا لینا اور دوسرے کا پھر دینا جائز ہو تو لینے والا بائع کا شریک ہو بیع فی نصف النصف میں صریحا بائع کا ضرر ہو کر اول بائع بالشرکت اسکا مال کا تھا اب اسکا شریک پیدا ہوا اور شرکت بلا عیب ہی اس واسطے کہ شریک بالاشتراك نصف میں کر سکتا کما یلزم البیوع لواء اشتراکی وجہ عبد الرحمن بن حنین صنفہ و احیۃ علی ان انھیار لھما البیوعین فواحدھما دون الاخر فلیس لاحدھما الا انفراد اجازۃ او مردا خلافا لھما مجموعہ خیانت بیع لازم ہو جاتی ہے اگر ایک مرد نے غلام خرید کیا دوسروں سے کیا سگی اس شرط پر کہ دونوں بائع مختار ہیں بیع اور عیب میں بیع پھر ایک بائع رضی ہو تو دوسرا تو ایک بائع کو اجازت بار بیع میں نہائی جائز نہیں سبب عیب شرکت کے بخلاف صاحبین کے کذا فی الجمع

اور اگر مشتری نے نصف غلام ایک بالغ سے لیا اور نصف باقی دوسرے سے خرید کیا بعد ازاں کسی شخص کی اجازت یا رد کا اختیار رکھتا ہے اس واسطے کہ مشتری جب شرکت سے خود رہی ہو گیا مشتری عبد بشرط خبرہ او کتبہ ای حرفہ کن لک فظہر بخلافہ بان لم یوجد معہ ادنی ما یطلق علیہ اسم الکتابۃ واختار اخذہ بکل الثمن ان شاء او ترکہ یقوات الوصف الموعوب فیہ غلام خرید کیا اسکی نان پزی یا تحریر کی شرط سے یعنی روٹی پکانا اور لکھنا اسکا پیشہ پھر برخلاف اسکے ظاہر ہوا اس طرح ہر کہ تمین اتنا ہنر پایا گیا جیسے رسم کتابت اور نان پزی کا ادنیٰ رہے صادق اسے تو مشتری اسکو اگر چاہے تو پورے ثمن سے لے یا اسکو نہ لے اسباب فوت ہونے وصف مغرب فیہ کہ ہم در صورت خرید پور ثمن اس واسطے لازم ہو گا کہ اوصاف کے مقابل میں کچھ ثمن نہیں پڑے کیونکہ اوصاف عقد میں تعلق ہوتے ہیں نہ اصل لیکن کتابت اور نان پزی ایک لائق غبت کے وصف ہیں لہذا مشتری کو اسکو نہ ہونے سے روٹی پکانا اختیار ہوا شایع سے نان پزی اور تحریر میں پیشہ وری کی قیہ اس واسطے لگائی کہ ہر شخص بقدر دفعہ ہاکنفس و فی پکانا یا اگر لکھ کر بخرط لکھ بیٹے ہیں ہر قدر فعل سے اسکو نان پزی کا کتاب نہیں کہنے کا کافی ابو ولو ادعی مشتری انہ لیس کن لک لم یخیر علی القبض حتی یعلم ذلك کذا اساتذہم واختیار اور اگر مشتری نے دعویٰ کیا کہ وہ ایسا نہیں یعنی غلام میں نصف شرط موجود نہیں تو مشتری بیع کے واسطے زبردستی نہ کچھائیگی یہاں تک کہ اس وصف کا موجود نہ ہو غلام میں شرط معلوم ہو جائے اور یہی حکم ہر باقی پیشہ کا کافی الاختیار ولو امتنع الرد بسبب ما قوم کتابا وغیرہ کاتب و راجع بالافتاد فی الاصل اور اگر غلام مذکور کا پھر دنیا متعین ہو گیا ہو کسی سبب سے تو غلام کا تہ او غیر کاتب کی قیمت میں کیا ہے اور جب قدر تفاوت ہو ورنہ تو میں اتنا مشتری بالغ سے پھر کے قول اجماع میں ہر مثلاً کاتب کی قیمت سود میں ہو اور غیر کاتب کی ساتھ دیر تو اگر مشتری نے سود میں ہاکنف کو دے کے ہوں تو چالیس درم پھر کے بخلاف شواہد شاکہ علی انھا حائل او تحلیب کن اطلاق و خبر کذا صاعا او یکتب کذا قد زادت لک شاکہ فاسد کذا وصف حتی لو شرط انھا حلیب او یکتب جائز لک وصف بخلاف خرید کرنے مشتری کے کہ یہی کو ہر شرط پر کہ رہے گا میں ہو یا اتنا دود و دوتی ہو یا غلام اتنے سیروں کی روٹی پکانا ہو یا اتنے ورق لکھنا ہو تو بیع فاسد ہوگی اس واسطے کہ یہ شرط فاسد ہے نصف نہیں یہ بیان تو اگر یہ شرط لکھ جائے مثلاً بڑی دود و دوتی یا شیر دار ہی تو بیع جائز ہوگی اس واسطے کہ یہ نصف ہونہ شرط فاسد ہم ظاہر ہوا اس واسطے شرط فاسد ہو کہ میٹ کا حال فی الحقیقت معلوم نہیں ہو سکتا کیونکہ خیال ہو کہ محل ہو یا بیع یا بیاری ہی طرح باقی شرائط کی حقیقت بالیقین معلوم نہیں ہو سکتی بسبب خیال کی بیشی کے اور ظاہر کا ایشیال اسپر والست کرنا جو کہ جمیع اوصاف کا ذکر کرنا عقد میں نہ نہیں حالانکہ ایسا نہیں اس واسطے کہ شرائط میں معین ہر جمیع اوصاف کا عقد میں شرط کرنا صحیح نہیں بلکہ ایسا کا وعدہ یہ ہو کہ جس وصف میں غرض ہو یعنی اسکے وجود میں مرد نہ ہوں اور اسکا شرط کرنا جائز ہو اور جبکہ وجود میں خیال ہو اسکا شرط صحیح نہیں مگر معنی برابرت وجود اس طرح پر کہ وہ وصف مغرب فیہ نہ ہوا نہ ہی کافی الخطاوی علی الموعوب والقول للمسکر لو اختلفا فی شوط الخیار علی الظاہ اور قول مسکر کا معتبر ہو اگر بیع اور مشتری متعین ہوں شرط خیار میں برابر ظاہر الروایہ کے اس واسطے کہ اختیار ثابت نہیں ہوتا اگر شرط کرنے سے نوع و نفس سے ہوا نہ نفی کرنے والے کا قول در صورت عدم شہادت معتبر ہو گا کافی دعویٰ الاجل والمضی والجارح والظاہر خیار غیر مدت اور اسکے گذر جانے اور اجازت اور برائی مدت کے عوض میں مسکر کا قول معتبر ہو مگر یہی ایک قاعدت بیع کا مدعی ہو اور دوسرے مسکر ایک کتھا ہو کہ مدت گذر گئی اور دوسرے مسکر یہ ایک کتھا ہو کہ صاحب اختیار نے بیع کی اجازت ہی اور دوسرے مسکر یہ ایک شخص زیادہ مدت کا مدعی ہو اور دوسرے مسکر یہ ایک سبب ہونے میں مسکر کا قول معتبر ہو جائزہ یا اختیار فرد علیہا بان لک انھا المشتراة فقال البائع لیست ہی ولا بیعہ لک قال قول المشتري بیعہ و جائز البائع وطیحا و طیحا و انھما بیعاً بالتأطی فتم خرید کی روٹی پزی وغیرہ خیار پھر مشتری نے عرض کی کہ دوسری نوع میں پھر دی یوں کہ اگر یہ وہی خریدی نوع پزی ہو یا بالغ سے لکھا دہ یعنی یہی ہو اور یا قس کے گواہ نہیں تو مشتری کا قول صحیح کے ساتھ معتبر ہو گا اور بالغ کو اس نوع میں سے قریب کرنا جائز ہو

کہانی اللہ اور اس نوٹری کی بیع منقہ ہوگی تعالیٰ سے کہانی فتح ہم یہ مبادیہ برقی تعالیٰ کے بیع شجرہ تو معلوم ہوگا کہ بائع چاہے ستم واجب ہو اور ہر بیع کا
یہ حکم ہو نوٹری کی مثال اس واسطے دی کہ جب نوٹری میں یہ حکم ہو تو اس کے غیر میں بطریق اولیٰ ہی حکم ہو اس واسطے کہ فروج میں بادیہ تراخیا لازم ہو کہانی
الطحاوی وکن الذی فی الودیعة فلیحفظا ویبی حکم ہو امانت کے پھر فریضہ میں تو یاد رکھنا چاہیے یعنی اگر ایک شخص نے دوسرے کے پاس امانت رکھی نوٹری ہو یا کچھ
اور پھر امانت دار نے کوئی چیز اور بدل دینے اور کیا کرے ہی تیری امانت ہو اور امانت رکھنا میوالا اسکا منکر ہو اور اس کے گواہ نہیں تو وہ چیز اسکو حلال ہے طحاوی کہتا
ظاہر عایت اور اچانکی کی چیز کا بھی یہ حکم ہو واللہ عزوجل قال البائع عند ردہ کان یحسن ذلك لکنہ نسى عندك قال قول للمشتري لان اصل عدم
الاحتیاج والکتابہ حکان الظاهر شاهدان الہا و اگر غلام کو بشرط نان پزی اور کتا بٹ کے بول لیا پھر یہ وصف اٹھیں نہ پایا گیا اور مشتری نے اسکو پھر دینا چاہا تو بائع
نے پھر نے کے وقت کہ اس کام کو تو یہ خوب کرتا تھا لیکن وہ بھول گیا تیرے پاس تو مشتری کا تو ان ستر ہوگا اس واسطے کہ وہ زمان پزی اور کتابت اصل ہے تو طحاوی
مشتری ہی کا شاید یہ وہ صفات عارضین عدم اصل ہو اور صفات اصلین وجود اصل ہو چونکہ نان پزی اور کتابت صفات کسبہ عارضہ سے ہیں لہذا ان میں شریعت
قول و صورت عدم شہادت معتبر ہو کیونکہ وہ اصل کا دعویٰ ہو ولو اشتراک من غیر اشتراط کتبہ و خبرہ و کان یحسن ذلك فتنسیہ فی حد البائع
سہو کا حکم ہے لئلا یبطل فی قبضہ ذلیعی قال ولو اختار اخذہ بکل الشئ لیس ان لا وصف لا یقبل لیس من الشئ اور اگر غلام
انوسید کیا یا بشرط کتابت اور نان پزی کے اور وہ یہ کام خوب کرتا تھا سو بائع کے پاس اسکو بھول گیا تو مشتری بائع کو غلام پھر دینے کے سبب متغیر ہو جائے
بیع کے قبل قبضہ مشتری کہانی الذلیعی ذلیعی نے کہا اور اگر مشتری بائع سے اسکا لینا پسند کرے تو پھر سے شین سے لے اس واسطے کہ مذکور ہو چکا کہ اوصاف کے مقابل
کچھ شین نہیں پڑتا مہم باوجود عدم اشتراط وصف پھر دینا اس واسطے جائز ہے کہ اگر مشتری اسکو اسکی وصف کے سبب خرید کیا تو بابت دارالت حال کے شرٹ
کے امتداد ہو کہانی البیوع فروع مسائل لمتشرع کے بیاع دائرہ بیاع فیما یموت الجند و دیکھو ابواب والحشب والتخل فاذکس فی حاشی میں ذلک لا یشی
للمشتري کچھ بچان چیزوں کے ساتھ جو ان میں داخل ہیں بنیاد عینوں اور دروازوں اور کلا یون او کچھ کے ذیتوان کے پھر اٹھیں یہ چیزیں کچھ غلین تو مشتری
کو پھر دینے کا اختیار نہیں یعنی اس واسطے کہ در عبارت ہو عرصے سے اور شیشے مذکورہ بالغ ہیں اور بالغ کے مقابل میں کچھ نہیں پڑتا اور مرد عدم اختیار سے
یہ کہ مشتری کو وصف مرغوب فیہ کے نوبت ہونے سے اختیار رد عمل نہیں آتا اگر کو وقت سے مشتری نے نہ دیکھا ہوگا تو خیال المروریۃ البتہ اسکو ثابت ہوگا
کہانی الطحاوی شری دائرہ اعلیٰ ان شاء ہا احو فاذا احو کتب ادارضا علی ان شین ہا کتبہ ما مشورۃ فاذا احو لیس فی حاشیہ ان شاء اعلیٰ ان شاء مقصود
بعض فاذ احو نفعان فستدکر خرید کیا اس شرط پر کہ عبارت اسکی نپتہ نیست کی ہر سودہ کچی نیست کی کچی باز میں اس شرط پر خرید کی کہ اس کے سبب دخت
پہلے ہیں سو ان میں سے ایک دخت غیر شریک یا کچھ خرید کیا اس شرط پر کہ کچھ کم کارنگ ہو اور اٹھیں زعفران کا رنگ نکلا تو بیع فاسد ہوگی مہم اس واسطے کہ وقت
مذکورہ ہیں اغراض طالبین نہایت کثرت متفاوت ہوتے ہیں اور اختلاف غرض بجاے اختلاف جنس ہو کہانی الطحاوی عن الشعبي ولو علی انشاء فاذ احو
فاذا احو یخل جائز دیشی و یعکسہ یجاءر بلا خیال لکنہ علی صفہ خلو من المشتري طحاوی فلیحفظ الضابطہ اور اگر خرید اس شرط پر ہو کہ بیع
نقدی ہو لیکن وہ غیر کھانا تو جائز ہو اور اسکو اختیار ہو لینے لینے میں اور اس کے بالکل یعنی نہ کی شرط میں اور کھلی تو بیع جائز ہے بلا خیال یعنی پھر دینے کا مشتری
کو اختیار نہیں اس واسطے کہ بیع ایسی شرط پر شامل ہے جو شرط سے بہتر ہو کہانی البیوع فروع مسائل لمتشرع کے بیاع دائرہ بیاع فیما یموت الجند و دیکھو ابواب والحشب والتخل فاذکس فی حاشی میں ذلک لا یشی
کو اختیار ہو اگر وصف شرط ہو طحاوی بہرہ و عذرہ صحت ہو تو مشتری کو اختیار نہیں بنانا اگر لڑی اس شرط پر خرید کرے وہ شہید ہو سودہ ہا کر ہو یا غلام عیب دار خرید ہو اور
اور وہ عیب نکالے تو مشتری اسکو پھر نہیں سکتا انیم لا یبطل بالشرط فی انشین و ثلثین ہذا ضامن کوئی کہ فی الاشیاء بیع بطل نہیں ہوتی شرط سے شیشہ
میں جو شہادین نا کو رہیں مہم موانع مذکورہ کے سوا شرط کرنے سے بیع باطل ہوتی ہو بیان اسکا یون ہو کہ تو شرط بیع میں شرط ہوئی یا ایسی شرط جو حکم عہدہ شیشہ ہو

نفس مذکور کے تا وقتیکہ بطل اختیار نہ پایا جاوے اور غیر صحیح یہ قول ہے کہ خيار الروتية موقت بوقت امکان فتح ہر رویت کے بعد وہ بطل اختیار الشرط مطلقاً
 وہ مفید الرضی بعد الرویہ کا قیضاً در اختیار الروتية کا بطل وہ ہے جو خيار الشرط کا بطل ہے مطلقاً یعنی صراحتاً یا دلالتاً اور جو مفید ہر رضامندی کا بعد رویت کے
 نہ قبل رویت کے کذا فی الدرر مفید رضا چنانچہ بیع کا قبضہ کرنا اور اسکو بیع کے واسطے پیش کرنا اور حق شفعہ لینا فلانہذا احتیاجاً بالشفعہ ثم رد اکاذب الروتية
 درمیں خيار الشرط فی حفظ جب مفید رضا قبل رویت بطل اختیار ہوا تو مشتری کو جائز ہو لینا سبب شفعہ کے پھر بیع اول کو پھر دنیا سبب رویت کے کذا فی الدرر
 من باب خيار الشرط تو اسکو یاد رکھنا چاہیے مشتری نے گھر لیا بن دیکھے پھر دوسرا گھر اسکے پاس کچھ لگا تو اسکو سبب شفعہ کے خرید کیا پھر بعد اسکے پہلا گھر دیکھا تو
 اسکو پھر سکتا ہے دیشترط بالشفعہ علیہ البائع بالشفعہ خوف الخرد او بیع فسخ ہونے کے واسطے دریافت کرنا بالغ کا فسخ کو مشروط ہے تا دھوکا نہ پڑے
 یعنی خریدے بالغ کو اطمینان ہوتا ہے تو دوسرے مشتری کو وہ طلب نہیں کرتا لہذا علم بالغ شرط فسخ ہوتا وہ دھوکا نہ کھاوے وہاں حاکم البائع مالک ہر حق کا ہے اور
 اختیار میں اس بالغ کا جسے بیع کو بن دیکھے بجا قول صحیح میں ایک شخص کو ایک چیز وراثت میں ملی اور اسنے بدون رویت کے بیج ڈالی تو بعد رویت اسکو فسخ
 بیع میں اختیار نہیں ہا یہ وغیرہ میں تصریح ہے کہ اول امام اعظم کے نزدیک خيار بالغ ثابت تھا پھر آخر کو عدم خيار کی طرف رجوع کیا طحاوی نے کہا مجتہد کا قول
 مرجوع عنہ منسوخ کے مانند ہے مگر معتبر نہیں ہوتا تو شراح کو اسکا اصح کہنا مناسب تھا اسواسطے کہ اصح کا مقابل صحیح ہوتا ہے و کفایت دہیہ صاحبی و ذن بالمقصود
 کی حد صحت و درستی اور اسقدر کا دیکھنا کفایت کرتا ہے جسے مقصود معلوم ہو جاوے چنانچہ دھیر کے اوپر کا سطح دیکھنا اور مملوک کا ٹھہر دیکھنا ہم
 یعنی تمام بیع کا دیکھنا ضرور نہیں سبب تعدد کے لہذا او تباد دیکھنا کافی ہوا جسے بیع کا حال معلوم ہو جاوے دھیر سے کیلات اور روزنات کا دھیر مراد ہے یعنی جب
 انہج کا مثلاً دھیر دیکھ کر لیا تو اب اسکو سبب خيار الروتية کے پھر نہیں سکتا اسواسطے کہ بعض کا دیکھنا بجائے کل کے ہر بان اگر دھیر کے قدر ناقص ناسج ہو گا تو اسکا پھر
 خيار الیک کے سبب جائز ہو گا نہ خيار الروتية سے اور اگر انار یا امر و تو گری میں ہوں تو میان بعض کا دیکھنا کافی نہیں اسواسطے کہ اسکی افراد میں تفاوت کثیر ہو جائے تو
 سب کو نہ دیکھنا اختیار ساقط ہو گا بجز الراتق میں ہر لوٹدی غلام کی پھلیان اور زبان اور دانت اور بال کا دیکھنا ہمارے نزدیک شرط نہیں شرط البیہ میں ہے کہ نبی
 آدم میں اگر جمیع اعضاء دیکھے سوائے چہرہ تو خيار الروتية باقی ہے کذا فی الطحاوی وہ جہرہ دانتی کی کفایت لایضا کافی الا صحہ اور سواری کے جانور کا جہرہ اور
 اسکا پٹھا دیکھنا بھی ضروری قول صحیح میں یعنی جہرہ اور پٹھا دونوں کا دیکھنا ضروری ہے سواری کی قید سے بکری کے گلے کی کہ اسکا حکم آؤ کیا در ذیہ ظاہر
 ثوبی صریحاً قال ذفر لا بد من نثرہ کلہ ہذا المختار کما فی اکثر المعتبرات قالہ للصف اور لپٹے کپڑے کی ظاہر کی تہ دیکھنا کافی ہے اور فرسے کا اسمی
 کپڑے کو سب کھولنا ضروری ہے اور یہی مختار ہے چنانچہ اکثر کتب معتبرہ میں ہے السیاح کہما ہر مصنف نے اپنی شرح میں ہم قول زفر سواسطے مختار ہوا کہ اسنے نے میں ثباب
 کے ظاہر اور باطن میں بہت اختلاف ہوتا ہے کذا فی الفتح عن المسبوطہ داخل دار وقال ذفر کا بد من ذیہ داخل البیوت دھو الاصح علیہ
 الفتوی جہرہ و ذفر اختلاف نہ مان کا برہان مسئلہ الکرم والبسات اور داخل دار یعنی گھر کا صحن دیکھنا کافی ہے اور ذفر سے کہا کہ داخل بیوت میں
 دالان اور کوٹھڑیوں کے اندر بھی دیکھنا ضروری ہے اور یہی قول صحیح ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور یہ بنیاد اختلاف زبان ہر جہاں اختلاف حجت اور زبان اور طبع
 حکم ہے باغ کا لہجیان و رخت ہوں یا متفرق ہم امام اور صاحبین کے نزدیک گھر کا صحن دیکھنا یا بیچ سے دیکھنا کافی ہے اور اسے یہ کہ یہ بنیاد لہجائی عادت ہے
 اسواسطے کہ کوٹھار اور بیچ کے گھر مختلف ہوتے تھے مگر خردی اور بزرگی میں یا قدیم یا جدید ہونے میں بخلاف ہمارے دیار کے کہ زمین نہایت تفاوت ہوتا ہے اسواسطے
 مکانات سمر اور گرا اور مکانات علویہ اور غلیہ و مرقی اور مطابخ اور سطوح مختلف ہوتے ہیں تو اب ان سب کا دیکھنا ضروری ہے اور یہی معتبر ہے دیار سمر و شام اور عراق
 معلوم ہو گیا کہ یہ اختلاف یا اعتبار اختلاف عصر کے ہے یا اعتبار اختلاف ملک کے اور اسی طرح باغات میں بھی خارج سے دیکھنا کافی نہیں کذا فی النہ و کھیتی شاد ہے اور
 گوشت کی گوشت کا ٹٹو لٹا کافی ہے یعنی اگر گوشت کے واسطے دھیر یا بیچ مول لینا ہو تو اگر مانتھ سے اسکو ٹٹول لیا تو خيار الروتية ساقط ہے اسواسطے کہ اسنے کئی درہ پاشی

هم در صورت عیبا بواسطه پھر دنیا درست نہوا کہ بالغ کے پاس زمین جب نہ تھا تو اب پھر نہ میں اسکا نقصان ہوگا اور ہاں بعض بیع کی یہ صورت ہو مثلاً دو کپڑے مشتری نے خرید لیے پھر ایک کپڑا بچا یا بیسیر مع السلام کیا تو اگر دوسرا کپڑا پھر دے تو تفریق صفقہ لازم آوے ولو ان ذلک ادا نہ کرے عیبا قبل الرأیہ فخر عیبا قبل الرأیہ دیامہ کہ تکلم عینی اور اگر مشتری نے خریدی زمین میں مزارع کو زراعت کرنے کا اذن دیا قبل رویت زمین کے پھر اسے زمین زراعت کی تو خیار الروتیه باطل ہو گیا اسواسطے کہ فعل مزارع کا مشتری کے حکم سے مشتری کے فعل کے مانند ہو کذا فی الخیاتی ولو مشتری نافختہ مسند کا خرج المسکن منعا لیسر دینجھا در دینجھا کا لان کا اخراج میں دخل علیہ عیبا ظنا حصر اھن اور اگر مشک کا نافرید کیا پھر اس میں سے مشک نکال لیا تو اسکو نہ پھر سے بسبب خیار الروتیه کے اور نہ خیار العیب کے اسواسطے کہ اخراج نے زمین عیبا ظاہر داخل کر دیا کذا فی النہر طحاوی نے کہا نہ الفائق بین خیار العیبا مذکور زمین اس سلسلے میں لیکن حکم ہی ہو جو شایع نے نہ کر کیا اسواسطے کہ خیار العیبا سو وقت تک ہر ترک مشتری کے پاس دوسرا عیبت پیدا ہوا ہو اور بیان اخراج سے نافعیوب ہو گیا دمن لای احد لقیہیں فاشترھا ثم رای کاحتر فله ردھا ان شاء لا مردھا اخر حدیث تصویف الصنف اور جسے دو کپڑوں میں ایک کپڑا دیکھا پھر دونوں کے پڑے خرید کیے بعد اسکو دوسرا کپڑا دیکھا تو اسکو دونوں کا پھر دینا جائز ہو اگر وہ چاہے نہ پھر دینا فقط دوسرے کے کا بسبب تفریق صفقہ کے یعنی چند چیزیں یک مشت یعنی پھر کا لینا اور بعض کا پھر دینا ممنوع ہو ولو اشتق لی صار ای حال کو نہ قاصدا لشرائہ عند رد فی ستر فلو سراه لا تقصد شیئاً و تم شراء قبل الخیار فلیس ینصحہ ظاہر نہ کہ یتا مل الباقی المتعبد بھر قال المصنف ولقوة مدرکہ تحولنا علیہ لئلا یکن حثیۃ الشایع وقت الشراخ فلو یعول غیر العلم الرضی فی الخیار لھا اذا تفرق فی غیرہ اور اگر خرید کیا اس بیع کو جسکو جالت نقد خرید دیکھا تھا خریداری کے وقت یہ جانکر کہ یہ بیع وہی اگلی دیکھی چیز ہو تو اسکو پھر دینا اختیار نہیں مگر جبکہ وہ متفرق ہو گئی ہو حالت سبالیہ سے تو اب اسکو اختیار ہوگا اگر بیع کو بلا نقد خریداری دیکھا پھر اسکو خرید کیا تو بعضوں نے کہا کہ اسکو اختیار ہوگا فی الطبیۃ اور اسکی ظاہر اسواسطے کہ جو نقد خریداری نہیں دیکھتا وہ جو نقد تامل مفید نہیں کہ تا کذا فی البیہ تو اسکی رویت کا عدم ہر صفقہ اپنی شہرت میں کہا اور بسبب قوت لیل اس قول کے چنے اس پر اکتفا دیکھا علم وقت شرا کی قید اسواسطے لگائی کہ اگر مشتری یہ نہ جائے کہ اسکو میں دیکھ چکا ہوں تو اسکو اختیار ہوگا بسبب عدم رضامندی کذا فی الدررهم وقایہ اور کثر میں یہ مسئلہ بلا قید مذکور ہی اسطرح کہ دیکھی چیز کے خریدنے میں بلا تفریق اختیار نہیں لیکن صاحب ہدایہ نے یہ قید لگائی کہ وقت خریداری مشتری نے چاہا کہ یہ میری دیکھی چیز ہو اور صفقہ نے اپنے اس متن میں رویت نقد خریداری کی قید زیادہ کی اور شرح میں اسکی وجہ بیان کی کہ قوت دلیل ہو چاہے عتقاد نقد ہو کی ہوئی یعنی اگرچہ ظہیر میں یہ قید البیوعہ قمرین مذکور ہو اور صورت عدم علم کی یہ کہ یہ نے ایک لوٹدی دیکھی پھر نقاب دار لوٹدی خرید کی اور یہ اسکو معلوم نہ ہوا کہ وہی لوٹدی ہی جسکو میں دیکھ چکا ہوں پھر معلوم ہوا کہ یہ وہی ہی تو مشتری کو اختیار ہوگا یا ایک کپڑا دیکھا پھر وہی کپڑا دوسرے کے میں لپٹا نا دہشتہ خرید کیا تو صفقہ بیع میں اختیار ہوگا ماری ثباتا فرفع البیاع بعضنا ثم اشتری البیاع کا یعرفہ قلم الحیار و کذا لو کان مصلو فین فتنھا مقادرات کا نہ دے یا کیوں نا ادا ہوا بالاکثر نشتا دیکھی چند کپڑے پھر بالغ نے کوئی کپڑا اٹھا لیا پھر باقی کو خرید کیا اور مشتری باقی کپڑے کو نہیں بچھا نٹا تو اسکو خیار الروتیه ثابت ہوا اور اگر اگر دو کپڑے کسی چیز میں پیچیدہ ہوں اور دونوں کا مشن مختلف ہو تو اختیار ہی اسواسطے کہ شاید ناھن کپڑا زیادہ مشن کو پڑے ولو سقی لکل واحد من الشیاب حشرۃ لا اختیار لہ لان الفتن لھا مخرجات استویا فی الاوصاف بھر اور اگر مخرجات شایب ہر کپڑے کی قیمت دس درم مثلاً میں ہو گئی تو مشتری کو اختیار نہیں اسواسطے کہ جب مشن مختلف نہوا تو دونوں اوصاف میں برابر ہو گئے کذا فی البیہ والقول للباۃ بھینہ اذا اختلفا فی التفرق ھذا الواسطۃ قریبہ والبعیدۃ فالقول للمشتری عمداً بالظاہر و فی الطبیۃ والبعیدۃ فی الفخر الشہر فی مثل الذائب والسمالہ و قلیس اور قول بالغ کا معتبر ہر قسم کے ساتھ جبکہ بالغ اور مشتری مختلف ہوں بیع کے متفرق ہوں میں یہ سو وقت ہو کہ اگر مدت قریب ہو اور اگر مدت بعد ہوگی تو مشتری کا قول معتبر ہوگا مابہر عمل کرنے سے اور ظہیر میں یہ کہ ایک مہینہ اور اس سے زیادہ بعد ہو اور نتیجہ القدر میں یہ کہ جانور اور غلام کے مانند میں ایک مہینہ قلیل ہر عمل بالظاہر دونوں میں کا

قال فی الطبیۃ
والدررهم
فوق جہنا الصباح
والنہر طحاوی
والعقود
بیسیر فرب ہو وسط
یہ صاحب لکھا صفقہ
الطحاوی اور انہ

تقاسر القلیل یزید من ظاہر حال عدم تغییر بر دلالت کرتا ہے لہذا قول بالغ منبر سوا اور مدت بعد میں ظاہر حال تغییر کا شاہد ہے لہذا مشتری کا قول معتبر ہو اور مشتری بالی
لے کہ مدت مختلف ہوتی ہے باعتبار اختلاف اشیاء کے اور تغییر اشیا سال کے اندر ہوتا ہے اور جاذبہ وزن کا تغییر اس کے مدت میں ہوتا ہے چارہ وغیرہ کی حالت لہذا راجح ہے
مدت بعد کی حد کو نہیں کی اور اسی طرح صاحب یہ لے کہ ان فی الطحاوی حکم ان القول للمشتري بيمينه لو اختلفا في اصل الرؤية كانه تكرر الرؤية
حبیب مشتری کا قول قسم کے ساتھ معتبر اگر دونوں اصل رویت میں مختلف ہوں سو اسطے کہ مشتری منکر ہو رویت کا اور اعتبار منکر کے قول کا ہے و لکن انما المالك كون
المودود و جميعا في بيع بات لوقه خيار شرط او رؤية فالقول للمشتري و اسی طرح اگر بالغ لے انکار کیا کہ مشتری نے جو چیز بھری دی وہ بیع نہیں
بیع قطعی بلا حین یا اس بیع میں حین خيار الشرط یا خيار الرؤية ہو تو مشتری کا قول معتبر ہے ہم لے بیع ثلثہ مذکورہ میں جب تعین بیع میں اختلاف ہو گا
تو مشتری کا قول معتبر ہو اور بیع بلا حین میں بھیر دینا بیع کا طریق اقلہ یا بطور خیانت تو لینی یا مراجمہ میں یا وصف مرغوب فیہ کی قوت ہونے سے ہو گا و لو فسد
خيار عليه فالقول للمالك و الفرق ان المشتري يتعذر بالعيب في كل واحد الاخير او الرجوع من خيار العيب هو تو بالغ کا قول معتبر ہو اور فرق یہ ہے کہ مشتری
فتح بیع میں مفرد ہو اول قسم میں لے حین مشتری کا قول معتبر ہے لے مسئلہ خيار الشرط او خيار الرؤية میں نہ قسم ثانی میں لے خيار العيب میں اس واسطے کہ خيار العيب میں
عقد منفسح نہیں ہوتا مشتری فتح کرنے سے بلا حکم قاضی تو مشتری مدعی فتح ہوا اور بالغ منکر لہذا منکر کا قول معتبر ہو لکن ان فی الطحاوی مشتری علی کون منفسح
و لم يرد و بالغ و ليس يفسخ منه لو باع بعد القبض او هدیه سکر رجحان یا غیرہ کے اختیار دینے اور شرط حاصل ان رجحان بعض یوجب تفریق الصفقة و هو بعد
التام جائز کہ حیلہ خيار الشرط او الرؤية بمبغوات تمام ہو و خيار العيب منفسح قبل القبض کا بعدہ خرید کی متاع کی گٹھری حالانکہ دیکھی نہیں اور ایک طیار
اس میں بیع کا بعد قبض کے یا نہیں لیا کہ ان فی الفہر یا مہد کیا او قبضہ کر دیا تو اسکو بھیر سکتا ہے خيار العيب نہ خيار الرؤية یا خيار الشرط سے فائدہ اسکا ہے کہ بعض بیع کا بھیر دینا
موجب تفریق صفقہ کا ہے اور تفریق بعد تمام ہو جائے بیع کے جائز ہے نہ قبل تمام کے تو خيار الشرط او خيار الرؤية صفقہ کا تمام ہونے کے مانع ہیں اور خيار العيب تمام ہونے کا مانع ہے
قبل قبض کے و بعد قبض کے و علی خيار الرؤية بعد سقوطه عن الشئ لا خيار شرط و صحیح فاقضی خان و غیرہ اور کیا عود کرنا یا خيار الرؤية بعد اس کے ساقط
ہونے کے ابو یوسف منقول ہے کہ عود نہیں کرنا چاہیے خيار الشرط بعد سقوط کے عود نہیں کرنا اور اس قول کو قاضی خان و غیرہ صحیح کہا ہے لے اگر کوئی چیز من و دیکھی خریدی بھیر
مشتری نے دوسرے کے ہاتھ بی یا مہد کی و اس بھیر ہو کہ کہ قبضہ کر دیا بھیر اسکی طرف اُس خبر نے عود کیا بسبب منفسح بیع یا دیکھنے تو اب اسکو بالغ اول کی طرف بھیر
نہیں سکتا اس واسطے کہ بیع یا مہد کیا تصرف ہے کہ رضا پر دلالت کرتا ہے او خيار الرؤية کا منسلک ہے او جب چیز ساقط ہو گئی تو اسکا عود بلا سبب قوی نہیں ہوتا لہذا فی
الطحاوی و فروغ مسائل لمحقہ شائع کے شری مثیلا کہ یہ ہے لیس لیساکم مطالبہ باللفظ قبل الرؤية ان یک چیز من و دیکھی خریدی تو بالغ من کو قبض رویت کے
طلب نہیں کر سکتا اس واسطے کہ منفسح پوری نہیں ہوئی و لو تباعا عینا بعد قبضه الخيار محجوبہ اور اگر عاقدین باہم خرید و فروخت کی عین کی بوض میں کے
مثلا کتا ب کا مبادلہ کیرے یا گھوڑے سے کیا تو دونوں کے واسطے خيار الرؤية ثابت ہو کہ ان فی الجینی اس واسطے کہ ہر واحد مشتری ہے اس عوض کا جو اسکو حاصل ہو گا لکن ان فی الطحاوی
عن العجز شر محجوبہ بقصدلف اتفاقا شتم رجا بالغ الحاکمۃ العید بخیار الرؤية لم یبطل البیع فی الحاکمۃ بخصۃ الالف ظیوۃ ملاہ انہ لا اختیار فی الدین
خرید کیا لو نڈی کو عوض غلام اور ہزار درہم بھیر دونوں باہم قبضہ کیا بھیر لو نڈی بالغ نے غلام کو بھیر دیا بسبب الرؤية کے تو بیع باطل نہ ہوگی لو نڈی میں بقدر حصہ ہر
درہم کہ ان فی الظہیرہ اس واسطے کہ مذکور ہو چکا اختیار ثابت نہیں دین میں لے زلفہ میں اس راہ بیع ضیعۃ و کا کیوں مشتری خيار فالحیلہ ان یقر بزوج
لا شکان ثم بیع الثوب مع الضیعۃ ثم المقر لم یستحق الثوب المقر یہ فی بطل خيار مشتری للزوج و مقر بزوج الصفقة و هو لا یجوز الا فی
الشفقة و لو الحیلہ راہ کیا زمین کی بیع کا اور چاہا کہ مشتری کو اختیار ہے منفسح کا تو تدبیر اسکی یہ ہے کہ کسی کپڑی کا اقرار کرے یا لکھ لکھ جائے اس واسطے کہ بھیر اسکی کپڑی
زمین کے ساتھ بیع کرے بھیر مقر لے اس کپڑی کا منفی ہو گا جبکہ اقرار کر چکا تو مشتری کا اختیار زمین میں باطل ہو جاوے گا بسبب لازم آنے تفریق صفقہ کے

اور وہ جائز نہیں مگر شفعہ میں کذا فی الاولیٰ اجماعیہ ہم طحاوی نے کہا بیان تفریق عقد سے کچھ ضرر نہیں اس واسطے کہ اگر مشتری دو وزن بیع کر دے تو بیع صحیح ہے کچھ نقصان کا ہونا اس سے اسکا اقرار ثابت کر کے تو وہ ہر حال میں مانتا ہے علاوہ اسکے یہ ضرر خود مال کی طرف سے پیدا ہوا اسکا اقرار کرنے سے شرع میں عیب نہیں ہے فقہ حنفی میں قنصلیہ اور مالکیہ میں عیب کا خیال نہیں ہے اور ایک چیز میں عیب ہو اگر دو وزن پر قبضہ کر دے تو قبضہ معیوب کو پھر نکال دے اور نہیں تو عین جہاں پر قبضہ کر لیا ہے ہم کہتے ہیں یہ ہو چکا کہ بعض بیع کا پھر دنیا خیال العیب میں بعد قبضہ کرنے کے جائز ہے سبب یہ ہے جو جانے منفقہ کے قبل قبضہ کے اس واسطے کہ بدون قبضہ غنہ یا تمام کذا فی الطحاوی و اولیٰ

باب خیال العیب

یہ باب ہر خیال العیب کے احکام میں ہوا لغت صحابہ عندہ اصل المقصود السلیمة عن عیب عربین وہ چیز جس سے فطرت سلیمہ خالی ہو یعنی جو اصل خلقت میں داخل نہ ہو و شرعاً ما افادہ بقولہ اور اصطلاح شرع میں حقیقت عیب ہے جسکو منصف اپنے ائیدہ قول میں مذکور کیا من و جب بشرط ما یقتضی القبول لیس بوجہ ہر حال عند التجار المراد بجمع ارباب المعرفۃ بکل تجارۃ وصنعة قالہ المصنف اخذہ بکل النعمان اور وہ جسے اپنی خریدی چیز میں ایسی چیز پائی جس سے من گھٹ جانا ہو سودا گروں کے نزدیک اگرچہ توڑا ہی نقصان ہو کذا فی الجوہر تو بیع کو تمام میں دیکھ لیا اسکو پھر وہ سودا گروں کے وہ لوگ مراد ہیں جسکو شناخت ہے ہر تجارت اور صنعت کی ایسا کچھ منصف نے کہا ہے اپنی شہر میں ہم تو معلوم ہوا کہ فقہین عیب کا نام ہے جس سے قیمت کم ہو جاوے و انفقہ وہ کے نزدیک خواہ عیب سے بیع میں نقصان ہو یا نہ ہو بلکہ فقط نمودار ہونے سے عیب واقف آتا ہے اگرچہ منصف میں کچھ نقصان نہ ہو چنانچہ سیادنا من تندرست زور اور غلام کا عیب میں داخل ہے ہر تجارت کو عام اس واسطے لیا کہ گاہے بیع منوع عیب سے ہوتی ہو تو وہ ان کا ریکروں کا عرف مقبر ہو گا نہ تجارت کا حلی سے کہا ہر تجارت میں ان کے لوگ خبر ہیں اور صنعت میں ان کے اہل کار اعتبار کرتے ہیں یہ مراد نہیں کہ عیب ہے جسکو سب سودا گرا و جمعہ ریا ب نالہ ناقتین کہیں اگرچہ انکی تجارت اور صنعت میں سے نہ ہو مشتری کو وہ عیب میں اس واسطے اختیار ہوا کہ مطلق عنہ بے عیبی کا نقص ہے اور میں اس واسطے نہ کہ ہوا کہ اوصاف کے مقابل میں کچھ نہیں ٹہرا بان اگر بیع کے بعد بالغ کے فساد سے عیب پیدا ہو گا تو بعد اسکے من کہ ہو کہ اگر مشتری اسکے لینے کا ارادہ کر لیا اور خیال العیب میں چند فیوڈ کا ملحوظ رکھنا ضروری ہے اول یہ کہ عیب بالغ کے پاس حادث ہو نہ مشتری کے پاس مشتری کو بیع کے وقت معلوم نہ ہو عند القبض بھی معلوم نہ ہو انالہ عیب پر بلا مشقت قادر ہوا اور اگر مشتری قادر ہوا انالہ پر چنانچہ تحلیل احرام جاریہ یا کپڑے سے خون کا دھوؤ النما و صورت عدم نقصان تو عیب ثابت ہو گا ۵۵ عدم اشتراط برات ایک عیب یا جمع عیوب ۱۲ وہ عیب ال پذیر بنو قبل فسخ کے سوا اگر زائل ہو گیا ہو چنانچہ انکھ کی سفیدی جبکہ دور ہو جاوے یا تپا نل ہو جاوے تو مشتری کو پھر دیکھ کا اختیار نہ ہو گا کذا فی الطحاوی و ما لم یعیل المساکلہ کما فی النہی فاحرما و احد ہما در صورت عیب اسوقت تک اختیار ہے جب تک مساکلہ بیع متعین نہ ہو گیا ہو چنانچہ و حلال مردون عین ایک عیب دوسرے سے نکال کر مول لیا پھر دو وزن نے احرام باندھ لیا ایک نے تو اب رد بیع متعین ہے بقدر نقصان پھر لینا چاہیے کذا فی الحللی فی المحیط وھی اودکیل او عبد ماذون شری شیشا بافت و قیمتہ ثلثۃ کلاف نام برد بعب بخلاف خیال الشرط والرثیۃ اشباہ للاضرار یستتم و من کل موصوفی فی النہر ینی الرجوع بالنقصان کو ادت شری من التزکۃ نقصان و جنبہ عیباً و تبرخ بالکفۃ لجنبہ کا رجوع اور محیط میں ہر موصی یا وکیل یا عبد ماذون نے کوئی چیز ہزار کو خریدی اور قیمت اسکی تین ہزار میں تو بیع مکرر سے اسبب عیب بیع کے بخلاف خیال الشرط اور خیال الرکوبہ کے کہ اس میں رجوع کر سکتا ہو کذا فی الاشباہ و فیہ کو رجوع جائز ہوا اسبب ضرر نہ ہو تیمم اور مکرر اور مولے کے اور غیر الفائق میں کہا ہے لائق ہوں کہ وہی وغیرہ کو رجوع بقدر نقصان عیب جائز نہ ہو مآخذ اس ارث کے جسے ترک سے کفن خرید کیا اور اس میں عیب پایا اور کفن دینے میں شخص اجنبی احسان کرے میت کے ساتھ تو رجوع بالنقصان نہیں و ہذا احد ست مسائل کا رجوع فیما بالنقصان مذکور ہے فی النہر و فیہ اور یہ یعنی عدم رجوع بالنقصان ایک مسئلہ ہے ان چھ مسئلوں میں جن میں رجوع بالنقصان نہیں جو مذکور ہیں ہر ازیمین و ذکر نافی شرعاً الصلۃ مغرباً بالعتیۃ فیہ رجوع بالنقصان کی وجہ بالفتن اور چھنے اپنی ملتقی کی شہر میں قینہ سے نقل کر کے مذکور کیا ہے کہ گاہے عیب کے رجوع ہوتا ہو اور میں نہیں پھر لیا جاتا ہے چنانچہ

بہ

وقت میں دونوں کے پاس آپ آئی ہو اور اگر اس کے غیروقت میں تپائی ہو تو پھر ناجائز نہیں ہی محفوظ رہتا ہے اسباب کذا فی الطحاوی و یقول یسئل
 حتی یرجع بالنقصان ثم یبلغ حل البائع ان یستردہ النقصان لئلا ینال ذلک العیب البلیغ یعنی نعم منسحبہ باقی رہا یہ مسئلہ کہ اگر مشتری نے منعی غلام کو
 استریدہ پیشاب کرتا یا پھر تمکین دوسرا عیب پیدا ہوا یہاں تک کہ مشتری بقدر نقصان بالغ سے شے پھر لیا پھر غلام بالغ ہوا تو کیا بالغ کو جائز ہے کہ نقصان پھر
 مشتری سے بسبب اہل ہو جائے اس کے جو ان شے سے جو ان شے سبب بقوا عدوت ہے کہ ان استردا نقصان جائز ہے کذا فی الفتح عن المنیر یہ داجنون ہو اخلال الفتح علی
 بھادرک الکلیات متلویم او چنانچہ جنون یعنی دیوانہ ہو جانا جنون عبارت ہے اس قوت کے اختلال سے جس کے سبب ادراک کلیات ہوتا ہے کذا فی التلویح
 ہم یہ تعریف جنون کی صما مخرج کی ہے اور تلویح میں یوں ہے کہ جنون عبارت ہے اس قوت کے اختلال سے جو میری اشیائے حسنہ اور قبیحہ میں اور انجام کار کی قدر
 ہے کذا فی الطحاوی وہ علم تعریف العقل انه الفکر المدکورہ ومعدنہ القلب وسعاعہ فی الدماغ درہا و جنون کی تعریف عقل کی تعریف
 معلوم ہو گئی کہ عقل عبارت ہے قوت مذکورہ سے یعنی جو قوت کہ مدد ہے کلیات کی اسکا نام عقل ہے اور اس کے کان دل ہے اور اس کی روشنی دماغ میں ہوتی ہے کذا فی الدرر
 و ہوا مختلف بھلا اتحاد سببہ بخلاف مامور و قیل یختلف عینی اور جنون مختلف نہیں ہوتا طفل اور جوانی سے اس کے ایک ہی سبب سے بخلاف اس کے
 جو عیوب کہ مذکور ہو چکے یعنی ابا و اور بوال و سرقرہ اور قول منخیف یہ ہے کہ جنون بھی طفلی اور جوانی سے مختلف ہوتا ہے کذا فی شرح العینی ہم یہ بخلاف سبب ہوا
 تو اگر غلام مجنون ہو اطفال میں بالغ کے پاس پھر مجنون رہا مشتری کے پاس طفلی میں یا بعد جوانی کے تو عیب یعنی اول عیب ہے تو مشتری کو پھر دینے کا اختیار ہے
 و مقدار حقیدم و یکلت و اور مقدار جنون کی ایک رات اور دن سے زیادہ ہے یعنی اعتدال سے کم جنون ہوتا عیب نہیں اور دوسرا قول یہ ہے کہ اس کا عیب بھی
 جنون عیب ہے اور تیسرا قول یہ ہے کہ جنون مطبق عیب ہے نہ غیر مطبق کذا فی البحر و کذب من معاودہ عند مشتری فی الکاح و کاح فلا مرد الا فی ثلاث زنا الجلد
 و التقلید من الزنا و الولادۃ قسم اور جنون کا عود کرنا مشتری کے نزدیک فردہ قول میں جنون قبل ما و دت عیب پھر دنیا جائز نہیں مگر تین عیب میں
 سبب بلا معاودت جائز ہے لڑائی میں اور زنا سے متولد ہو میں اور ولادت میں کذا فی الفتح ہم ولادت اسو عیب ہوتی کہ اس کے ایسا ضعف حاصل ہو یا
 کہ گاہے زائل نہیں ہوتا فتح القدر میں کہ اس کی قول پر فتویٰ ہے قتل لکوت فی البرزخ و الزیادۃ و لیس یبطلان وجوب نقصان و علیہ الفتویٰ و الفکر میں ہوا
 لیکن بزایہ میں ہے کہ ولادت عیب نہیں مگر یہ کہ نقصان کی موجب ہو اور اسی پر فتویٰ ہے اور اسی قول پر ہر الفائق میں اعتماد کیا ہے ہم پہلا قول بھی مفتی ہے تو یہاں
 قاضی اور مفتی مخیر ہیں و خیر الجمل عیب کی ہذا ادم کا فی التمسک و ہر الفائق میں ہے کہ حاملہ ہوا عورتوں میں عیب ہے نہ جائزوں میں و الحجام
 و البوص و العی و العور و الحول و الصمم و الخرس و الفروہ و کاح و عیوب اور سن بیری اور سفید داغ اور اندھا اور کانا اور بھنگا اور بر اور گونا
 ہونا اور نرم اور بیماریاں عیوب ہیں کذا اکابر دھوا استفادہ کا تنقید و العین و الخوص عیب اور اسی طرح قق یعنی دونوں فوطی بھولنا اور نام و اور خسی
 ہونا عیب ہے ہم بہتر یہ تھا کہ شرک یوں کہنا اثنیہ و الخصاصیہ اور ظاہر الیک فوطی بھی بھولنا عیب ہے کذا فی الطحاوی و اذا اشتری علی انہ خصوص فرجہ
 فحالا فلا خیال لہ جو ہر اور جبکہ مشتری نے غلام کو خرید کیا اس شرط پر کہ وہ خسی ہے پھر اسکو تندرست نہ پایا تو اسکو پھر دینے کا اختیار نہیں کذا
 فی الجوہرہ اسو اس کے لیے عیب نکلا تو مشتری سے عہدہ پایا و البخی نعت الفکر و اللدش نعت الا بطل و کذا نعت الا نعت برازیہ و الزنا و التولد منہ کلھا
 عیب ہے خیر لہ و احرار و کاح و حولا و اور پھر یعنی گندہ دہنی اور دھری یعنی گندہ بغلی اور اسی طرح گندہ دہنی کذا فی البرزخ و الزیادۃ اور زنا سے پیدا ہونا عیب
 میں لڑائی میں غلام میں اگرچہ غلام ام و سادہ رہے ہو قول صحیح میں کذا فی الخلاء ہم امور مذکورہ لڑائی میں اسو عیب ہے کہ مقصود کمال میں یعنی لڑائی
 کی خرید سے ہم مشتری اور طالب مقصود ہے اور گندہ دہنی وغیرہ قریب کے بالغ ہیں اور غلام سے مقصود خیر لہا ہے اور شہا کے نخل اور بالغ نہیں خواہ غلام
 ام و دہی یا غیر ام و الا انہ لیس کذا لان ذیہ یجبت عنہم القرب موت المولے مگر یہ کہ گندہ دہنی اور گندہ بغلی غلام میں شہد ہوں اسی طرح کہ میان

اس میں داخل نہ
 اہل ان لطیف و
 جنون کہ رات جنون
 سبب جنون
 اور جنون
 وہ شخص جسکو
 عارضہ فقی ہوا
 اسکا اسم اور
 قسم آتا ہے

بیسارہ فقط الا ان یحصل بالبیع لیس فی الخطا صحتہ اور جو شخص کہ خطا اپنے بایں باتھ سے کام کرے مگر جو شخص دانے باتھ سے بھی کام کرے چنانچہ
 فاروق اعظم عین الخطاب رضی اللہ عنہ کام کرتے تھے تو عیب نہیں بلکہ عہدہ و صفہ و الشیبتہ شرب خمر کچھ اور قمار ان حد عیب کی اور بیری اور شراب پینا عادت
 اور قمار بازی اگر عیب شمار ہو چنانچہ نرد اور شطرنج کا قمار اور مانند ان کے کذا فی الخطا وی عن العجبہ و عن ختاہا کو کیوں عیب و عادت اور لوٹوئی غلام کا ختنہ
 ہونا اگر بالغ وار الاسلام کے پیدا ہونے ہوں ہم بالغ کی قید اس واسطے لگائی کہ منہ کا ختنہ ہونا عیب نہیں اور اسی طرح جو غلام دار الحریج کا قمار ہو اسے
 صغیر ہو یا کبیر اسکا عدم ختان عیب نہیں اور قاضی خان کے قتل سے میں کہ کوٹھی کا ختنہ ہونا زمان سابق میں عیب تھا اب ہمارے زمانہ میں عیب نہیں کہ
 فی الخطا وی و عنہم بحق حمار و قتلہ اکل دواہب و کذب و فیعتہ و ترکہ صلوٰۃ لکن فی التقیۃ ترکہا فی العبد کی وجہ سے اور بلوانا
 اگر عہد کا اور کم کھانا جانوروں کا اور لوٹوئی غلام کا کھانے ہونا اور جھوٹ بولنا اور جھڑی اور ترکہ عیب ہی لیکن قید میں ہی کہ ترکہ غلام میں موجب روج نہیں ہے چنانچہ
 لو ظن ان الدار مشتملہ منہ لکن من الناس لیریدون فیمن فیمن اور قید میں ہی کہ اگر غلام ہو کہ گھر مغسول ہو تو قاتی یہ ہی کہ مشتری رو
 جی پر قمار ہو اس واسطے کہ لوگ ایسے گھر کے قید میں تو ابش نہیں کرتے و فی المنظورۃ الجذیبۃ و الحال عیب اد علی الذقین و الشفۃ کا الخس
 العید و کثیرہ یرا الذلہ صنف او منظورہ مجبیہ میں ہی کہ خال عیب ہی اگر ٹھڑی یا ہونٹ پر ہونہ گال پر اور اسکا سوا عیب بہت ہیں حق قولہ ہوا اللہ بجا
 اکین حدث عیب اخر عند المشتري یغیر فعل البائع فلو بہ بعد التبعی اجب بھتہ من التفت و وجبہ کا مرش و اما قبلہ فہ
 اخذہ او جملہ کل الثمن مطلقا پیرا ہوا دوسرا عیب مشتری کے پاس بدون فعل بایع کے سوا اگر بایع کے فعل سے دوسرا عیب پیدا ہوا بعد قبض مشتری کے تو مشتری بقدر
 حصہ عیب قلم ثمن بکھیرے اور عیب جدید کا جرمانہ بایع پر واجب ہوگا اور قبل قبض کے تو مشتری کو اختیار ہو جائے اسکو لے حصہ نقصان کو کم کرے یا اسکو پھیر دے کل ثمن
 لیکر ہر طرح لے لے خواہ عیب قدیم ہو یا نہ کو کذا فی الجلی ہم طبعی سے کہا قولہ کل الثمن متعلق ہی بقولہ اور وہ سے فقط اور اسکی کچھ حاجت نہ تھی کیونکہ معلوم ہی بلا شہادہ
 بلکہ یہ قول خلاف مراد کام ہم لے لے قولہ غلہ اخذہ کے متعلق ہونے کا کمالا یعنی معلوم کرنا چاہیے کہ حدوث نقصان دو حال سے خالی نہیں یا نقصان بایع کے پاس
 پیدا ہوا یا مشتری کے پاس اگر بایع کے پاس پیدا ہوا اسکی پانچ صورتیں ہیں بایع کے فعل سے یا مشتری کے فعل سے یا اجنبی یا بیع کے فعل سے یا اوت کما فی
 سے سوا اگر بایع کے فعل سے ہوا تو مشتری مختار ہی خواہ قدیم عیب ہو یا نہ ہو چاہے اسکو چھوڑ دے اور چاہے لے حصہ نقصان کو لکھا کر اور اگر عیب مشتری سے ہوا
 تو اس پر تمام ثمن لازم آیا ثمن کو بقدر نقصان کم نہیں کر سکتا اور اگر نقصان بفعل اجنبی ہوا تو مشتری مختار ہی چاہے بیع کو سبب ثمن دیکر اولہ جہنی سے
 جرمانہ لے اور چاہے بیع کو ترک کرے اور اس پر سے ثمن ساقط ہو اور اگر نقصان اوت آسانی سے ہوا یا بیع کے فعل سے تو چاہے مشتری اسکو ترک کرے چاہے لے
 بقدر نقصان ثمن لکھا کر اور اگر نقصان مشتری کے پاس پیدا ہوا ہو تو اگر مشتری یا بیع کے فعل سے ہو ہو یا اوت آسانی سے تو اسکو عیب قدیم کے سبب پھیر
 نہیں سکتا لیکن بقدر نقصان قدیم ثمن کم کر سکتا ہی اور اگر بایع ناقص لے پر راضی ہو تو پھیر دینا بھی جائز ہی اور اگر نقصان بایع یا اجنبی کے فعل سے ہو تو مجرم پر
 جرمانہ واجب ہی اور پھیر دینا منع ہی اور بقدر حصہ عیب قدیم ثمن پھیر لینا جائز ہی کذا فی البحر جبکہ یہ معلوم ہوا نو در یافت کرنا چاہیے کہ صنف حدوث عیب ثانی کو بعد
 القبض فرض کیا ہو چنانچہ قولہ عند المشتري اس پر دلالت کرتا ہو اور مذکور ہو چکا کہ قبض کے بعد مشتری کو بقدر نقصان عیب کم ثمن پھیر لینا یا پورا ثمن جانے کر شراج
 فقط فعل بایع کا مستثنیٰ کر لیا اس واسطے کہ بایع کی رضامندی سے اس میں پھیر دینا ممکن نہیں لیکن شراج پر یہ اعراض ہوتا ہی کہ فعل اجنبی کا بھی ہی حکم ہو بایع کے فعل کا
 حکم ہی تو شراج پر لازم تھا کہ یون کہنا بایع فعل البائع او الاجنبی کذا فی الجلی لمفسدہ دلوی عن البائع علی حد و نہ و المشتري علی قدم فاقول البائع و البیتہ لکن مشتری
 اور اگر کو اد لایا بایع عیب جدید ہونے پر اور مشتری کو اد لایا اس کے قدیم ہونے پر بایع کا قول جبر ہی اور گو مشتری بقول میں ہم نہر العاقب میں قاضی خان کی شرح شراج
 کہ در صورت عاقبت میں کو ابھی مشتری کی گواہی مقبول ہی کیونکہ وہ مثبت اختیار ہو اور قول بایع کا مقبرہ کیونکہ وہ اختیار کا منکر ہی انتہی تو بایع کا قول اس وقت

بنائی پھر مشتری اس کپڑے کے عیب قیم پر مطلع ہوا تو بقدر نقصان شن سے پھر بے واسطے امتناع بھر دینے کے بسبب زیادہ ہو جائے بیع کے پورے امتناع رد بواسطے حق
شرع کے ہی بسبب حاصل ہونے بلو کے یہاں تک کہ اگر بالغ اور مشتری دونوں رد بیع پر راضی ہو جائیں تو عام اس پر حکم کر کے کذا فی الدرر و ابن کمال ہم زیادتی بیع
میں امتناع رد واسطے ہو اگر اصل بیع میں بلا زیادتی منع نہیں ہو سکتا کیونکہ زیادتی حیدانہ نہیں ہو سکتی اور مع زیادتی منع کی کوئی وجہ نہیں تو ہر صورت
منع منع ہوا امتناع کو نہایت سبب کہ یوں کہتا کہ حصول شتہ الریاء اس واسطے کہ حرمت زیوا قدر او جنس ہوتی ہے سو یہاں دونوں مفقود ہیں کذا فی الطحاوی و
کما یجب لو باعدای المتعنع رجاء فی هذه الصکوة بعد منة العیب قبل المبیع بہ جس کا اودلا لیسہ چنانچہ مشتری رجوع بقدر نقصان کرتا ہو اگر
بیع متعنع رد کو بیچ اس صورت مذکور میں عیب کے پھیلنے کے بعد قبضہ کیا گیا ہو یا نہ ہو اس کے بعد صحت یا دلالت کے ہم لینے اگر اول رضا مندی ثابت ہوگی تو بیع
رجوع نقصان نہ ہوگا و اما بطریق دلالت اس طرح کہ بیع کو لباس یا روک میں استعمال کر کے امتناع رد کی قید سے خارج لے لیا ہو کیا کہ امتناع سابق ہی بیع پر تو بیع کو
امتناع میں کچھ تاثیر نہیں تو مشتری بیع سے حالیس بیع کا نہ پھر امتناع رجوع نقصان میں اسکو اختیار ہوگا کذا فی الطحاوی و اومات العبد المرد ہلاک المبیع
عند مشتری و اعتمقہ او دبرہ او استولد او وقف قبل علمہ بعیب یا اعلام مرگیا موت عید سے ہلاک بیع مراد ہی مشتری کے پاس خواہ بیع
آوی ہو یا غیر اسکا یا اعلام کو مشتری آٹا کر دیا یا مرگیا یا لوثی کو مرگیا یا بیع کو وقف کیا اس کے عیب دریافت ہونے سے پہلے او کان المبیع طعاما فاکلہ
او بعضہ او اطحہ عیدہ او مدہ او ام دلاہ اولیس المذنب حتی یخلف فانیہ رجوع بالنقصان استحقاقا عندہا و علیہ الفتوی بھی
و عنہما یؤدب ما یقیر و یرجع بنقصان ما اکل علیہ الفتوی اختیار و فہمستانی یا بیع طعام تھا سو مشتری نے اسکو سب یا تھوڑا کھا یا یا اپنے غلام یا دہر یا ام
کو کھلایا یا کپڑا پہنایا یا تاک کہ پھٹ گیا تو بقدر نقصان شن پھر بے گامہ جین کے نزدیک بیدلیل استحقاق اور اسی قول پر فتویٰ ہے کذا فی البحر و صاحبین دوسری
روایت یہ ہے کہ باقی کو پھر کرا و جعفر کھانا کھا یا یا اس کے نقصان کو پھر بے اور اسی قول پر فتویٰ ہے کذا فی الاختیار و الفہمستانی ہم جیسے اعتقاد اور تیسرا
استیلا و اور وقف میں شرط ہے کہ یہ اعتقاد قبل علم بالعیب ہون و لیس ہی اکل طعام اور لبس ثوب میں بھی شرط ہے کہ قبل علم بالعیب ہوں چنانچہ ہر ایک سے معلوم ہوتا ہے
تو شرع کو نہایت قید مذکور لبس ٹوپ کے بعد مذکور کرتا مسائل عشرہ و شامل ہوتا و صاحبین قول پر فتویٰ ہے فقط اکل طعام میں ہی اور شرع کے بیان مظلوم
ہو تا ہی کہ جمیع مسائل یا مسئلہ اخیر میں فتویٰ ہے اور صاحبین قول کو بحر الرائق میں استحقاق کہا ہے اور ہر ایک اور غنایہ اور فتح القدیر اور شرح زلیعی میں یوں
مصرح ہے کہ استحقاق عدم رجوع ہی اور یہی قول ہے امام اعظم کذا فی الجملی و لو کان فی ذلک الباقی حصہ من الثمن لکان ابن کمال ابن صاحبین مصرح
قلت فیل ما فی الاختیار و الفہمستانی میں ترجمہ القیاس فتنبہ اور اگر طعام و یرتقین میں ہو تو مشتری کو باقی طعام کا پھر دنیا
اس کے حصے کے موافق کم شن کر کے بالفاق المم اور صاحبین درست ہے کذا صرح ابن کمال فی الفصل الاصلح و ابن ملک اور یہ مسئلہ اسی باب میں آویگا
میں کہتا ہوں ہر عیب اختیار و فہمستانی کی عبارت قیاس راجح ہو گیا سو خریدار ہو جائے قیاس لے رجوع نقصان ہی قول صاحبین ہی بیان شرع
کا بیان ہر ایک اور غنایہ اور فتح القدیر اور شرح زلیعی کے موافق ہو گیا کہ قول صاحبین قیاس ہی و ما استحقاق کذا فی الجملی و لو اعتمقہ علی مال او کاتبہ
او قتلہ او ابی او اطحہ طفلہ او امرأۃ او مکاتبہ او سفیر مجتوب بعد اطلاع علی عیب کذا ذکرہ المصنف تبعاً للحنی فی الزمر و
ذکر فی المجموع فی الجیم قبل الرؤیۃ و افترہ شرارہ حق العین فی فہم البعدیۃ یا کلاویۃ فتنبہ کو رجوع بخشی کہ امتناع الرد بفعل
اور اگر مشتری نے غلام کو بیع مال کے انا و کیا یا اسکو مکاتب کیا یا مار ڈالا یا دہ بھاگ گیا یا کھانا اپنے طفل یا زوجہ یا کاتب یا اپنے مہمان کو کھلایا یا کذا فی
بعد مطلع ہو مشتری کے عیب پر ایسا ذکر کیا ہے مصنف نے اپنی شرح میں تابع ہو کر عینی کا رفر الخالق شرح کثیر الدقائق میں لیکن مجمع میں جمیع مسائل میں قبل
رویت کو ذکر کیا ہے اور اس کے شارحین اس قید کو مسلم رکھا ہے بیان تک کہ عینی نے بھی شرح مجمع میں تو کلام عینی میں بعدیت اولے ہونے کی

سبب بیع
ہو سکتا ہے
۱۲

مفید ہوئی غیر وار رہتا تو مسائل مذکورہ میں مشتری کو کچھ بھی رجوع نہیں کر سکتا بسبب متفق ہونے کے اسکا فعل سے ہم عینی کے کام میں متاقت ہر شے کے لئے بیعت اور بیعت
مذکورہ اور شے کے مجموعہ میں قبل رویت جلی نے کہا روایت صحیح ہی ہو والا ان مسائل میں لینے اعتناق بالمال سے آخر تک اور مسائل سابقہ میں لینے بیع اور بیعت اور
اعتناق اور تیسرے میں کچھ فرق نہیں رہتا واکہ اصل ان کل موضوع البیان کم اخذہ وہ جبکہ بیع رجوع یا خراج عن ملکہ واکہ رجوع اختیار اور قاعدہ کلیہ
ان مسائل میں یہ ہے کہ جہاں کہیں بائع کو بیع کا باعیت لینا درست ہو تو وہاں مشتری میں کو بقدر نقصان پھر لینا نہیں سکتا بسبب خراج بیع کے اپنی ملک سے
والا پھر سکتا ہو کذا فی الاختیار ہم بحر الرائق میں ہے کہ اس قسم کے مسائل میں اصل یہ ہے کہ جب بیع متفق ہو مشتری کے فعل منہون چنانچہ قبل ورتکلیک غیر رجوع
بالنقصان متفق ہو یا بیعت متفق ہو یا بیعت مشتری یا مشتری کی بیعت ہو مگر فعل غیر منہون چنانچہ ہلاک ہونا آفت آسانی سے یا بیع کا کم ہو جانا یا زیادہ ہونا
اس طرح کہ بائع رو یا اعتناق اور تیسرا اور استیلا و رجوع بالنقصان متفق نہیں کذا فی الطحاوی و فیہ الفتوی علی قولہما فی ان کل حق النقصان
اور اختیار میں ہے کہ فتویٰ صاحبین کے قول پر ہر اکل طامع میں اور ثابت رکھا ہو اسکو قسمستانی نے ہم ذکر فتویٰ غفریب ذکر ہو چکا تو مکر ہو گیا شے میں
بیعت کو جو وقت و شکسہ حق حاکم فاسد لا ینتفع بہ ولو علفا الذی انزلہ فیہ شہیداً بعد علمہ بعیبہ نقصان
خرید کی اثر سے اور فروز سے کے مانند کوئی چیز چنانچہ اخروث یا کٹری کھیرا پھر اسکو لوڑا تو ایسا بگڑا یا پا جو لائق انتفاع ہے اگرچہ جانوروں کا چارہ ہو سکے تو
اسکو بقدر نقصان میں پھر لینا جائز ہے اگر اس میں سے بعید دریافت ہونے کے کچھ نکھایا ہو لینے بعد چک لینے کے کچھ پھر لینا درست نہیں کذا فی النہر الا اذا
رجع البائع بہ مگر جبکہ بائع اسکا پھر لینے پر راضی ہو تو رجوع نقصان جائز نہیں ولو علمہ بعیبہ قبل کسر فلو رجعہ اور اگر مشتری اسکا عیب جان
گیا قبل اسکے ٹوٹنے کے تو اسکو پھر لینا جائز ہے وان لم ینتفع بہ اصل فلو کل النقص بطلان البیع اور اگر لائق انتفاع نہ ہو اس طرح کہ اگر اٹکا گندا
ہو یا کٹری کر دی ہو یا اخروث خالی ہے مگر ہو تو کل میں مشتری کا ہر سبب باطل ہونے سے بیع کے اسواسطے کہ ٹوٹنے کے بعد معلوم ہوا کہ وہ مال نہیں کذا فی النہر
ولو وجد اکثرہ فاسد کما جان بھستہ عندہا فہو اور اگر اکثر اٹکوں اور خرپوزوں کو فاسد پایا اور اکثر صحیح تو بقدر صحیح بیع جائز ہے صاحبین
کے نزدیک کذا فی النہر ہم نہایت میں ہے کہ صاحبین کا قول اصح ہے قلیل وہ ہے جس سے اخروث خالی نہوتے ہوں عادت میں چنانچہ سو میں ایک اور دو تو ایک
دس میں کثیر چنانچہ قبیہ میں مصر اور سفری نے کہا کہ تین عقوبتیں لینے سو میں کذا فی النہر الفائق فی الحبثہ لو کان سمناً ذاباً فاکلہ ثم افر بائعہ
بوجود فاقہ فیہ رجوع بنقصان العیب عند حصا وہ یفتی اور مجتہدین میں ہے کہ اگر گھی بگھلا ہوا اور اسکو مشتری نے کھایا پھر گھی
بائع نے اس میں جوڑے گرنے کا اقرار کیا تو مشتری نقصان عیب کو پھر لینا نہیں سکتا اور اسکا فتویٰ ہم لینے ظاہر گھی کی قیمت کیجائے پھر بخش گھی کی جو
اس بنجاست سے بخش ہو گیا ہو پھر قد تفاوت کو بائع سے پھر لینے کذا فی الطحاوی و یاسم ما اشتراء فرد مشتری الشانی علیہ بعیبہ وہ علی بائعہ
لورۃ علیہ بقضاء کاتہ فنیع مالہ محدث یہ عیب اخر عندہ فالرجوع بالنقصان مثلاً زید نے بیچا اسکو مکیو خرید کیا تھا خالد سے مشتری
ثانی نے زید کو وہ پھر پھر دی بسبب عیب کے تو زید اسکے بائع کو لینے خالد کو پھر دے اگر رجوع حکم قاضی ہوا ہو اسواسطے کہ رد حکم قاضی فنیع ہے اصل بیع کا
تا وقتیکہ مشتری ثانی کے پاس دوسرا عیب سے عیب قدیم کے نہ پیدا ہو گیا ہو تو اب مشتری ثانی نقصان پھر لینے کا ہم مشتری ثانی کے رجوع کی اسواسطے قید
لگا دی کہ اگر بیع کی پھر مشتری عیب قدیم پر مطلع ہوا اور دوسرا عیب اسکے پاس پیدا ہوا اور اس نے عیب قدیم کا نقصان پھر لینا تو امام کے نزدیک
بائع اسکے بائع سے لینے مشتری اول بائع سے عیب قدیم کا نقصان میں پھر سکتا ہے اور صاحبین کے نزدیک پھر سکتا ہے کذا فی الطحاوی عن العبر
وہذا لو بعد قبضہ فلو قبضہ ہذا مطلقاً فی غیر الحقائق کالترجیح کاسر ردہ و شرط در اور یہ لینے رجوع کے واسطے حکم قاضی کا شرط ہونا
اسوقت ہے جبکہ مشتری ثانی کے قبضہ کے بعد ہو اسو اگر مشتری ثانی نے بیع کو قبل قبض کرنے کے پھر دیا تو مطلقاً خواہ قبضہ ہو یا یرضی

بھی سکتا ہے غیر اراضی میں مانند رخیار الرخیة اور خيار الشتر کے کذا فی الدرر لم یجع اگر مشتری ثانی نے خيار الرخیة یا خيار الشتر میں رخیع کی تو مشتری اول کو بھی بھیر دینا
اسکے بالغ پر مطلقاً جائز ہو خواہ بقضا ہو یا برضا تو یہ تشبیہی و مطلق میں اور اراضی کو اس واسطے استثنا کیا کہ اس میں مشتری اول بالغ پر رخیع نہیں کر سکتا بدون علم
قاضی کذا فی الطحاوی و لہذا اذا باع بعد اطلاع علی العیب فلو بعد فلا رد مطلقاً بحسب اوریہ یعنی جو بار و اس وقت ہو جبکہ مشتری اول نے اسے
بیچا ہو عیب پر مطلع ہو چکے ہو پس اس کو اگر بعد اطلاع بیع کی تو مطلقاً رد جائز نہیں کذا فی البحر یعنی اگر یہ حکم قاضی ہو اس واسطے کہ بیع کرنا بعد اطلاع عیب دلیل پر رضا مندی کی
و کذا فی غیر النقضین لعدم تعینهما فلا رد مطلقاً شرح مجمع اوریہ یعنی تفصیل مذکور رخیع میں باعتبار رضا اور رضا کے نقد کی غیر میں رد سبب
نہ متعین ہو نقد کی بیع میں تو نقد میں مطلقاً رخیع جائز نہ کذا فی شرح الجمع ہم بحر الرالی میں یہ کہ بیع میں عیب ہو تو کی قید لگائی مامرک اقتضای وجوہ اس واسطے
اس میں رخیع فتح ہو ملامت و رضا اس واسطے کہ دینار شعیب نہیں فقودین توجیہ دینار ردیم مولیٰ بھیر دینار ردیم کے ہاتھ بیچے مشتری ثانی نے دینار میں عیب یا با
اور اس کو بھیر دیا تو مشتری اول بالغ کو بھیر کذا فی الطحاوی و لورڈہ برضاہ بلاقتضای کوان لم یحدث مثله فی الاصل کلام اقالہ اگر مشتری ثانی
نے بیع کو مشتری اول کی رضا مندی سے بھیر دیا بلا حکم قاضی تو مشتری اول اس کو بالغ پر نہیں بھیر سکتا اگر یہ وہ السیاعیب ہو جس کا مثل نہ پیدا ہوتا ہو قول
اصح میں اس واسطے کہ وہ اقالہ ہو اور رخیع جدید ثالث یعنی بالغ کے حق میں کذا فی الدرر ہم اور قول غیر اصح یہ کہ جو عیب دلت نہ ہو سکتا ہو چنانچہ زائد انکلی
تو اس کو مشتری اول بالغ پر بھیر سکتا ہو اس واسطے کہ بالیقین ثابت ہو کہ عیب بالغ اول کے پاس موجود تھا کذا فی المنع ادعی عیباً کو حیاً المفوض و محیط
میں بعد قبضہ الجیمع لیسیر المشتد عطاء فم الثمن للبائع بل یرہون المشتد لا ثبات العیب و یختلف بانہ علی نفسیہ و
الشرایع لم یکن شمس و مشتری نے دعویٰ کیا اس عیب کا جو موجب فسخ بیع یا کم کرنے میں کامی ہو بعد قبضہ کرنے سے بیع کے تو مشتری پر رخیع نہ ہوگا بل کو فسخ سے پر
بلکہ گواہ لا و مشتری اثبات عیب یا بالغ اس کا قسم کھاو نفی عیب پر اور مشتری ثمن کے اگر گواہ منون وان ادعی غیبتہ شمس و وہ فم الثمن ارجل
بانہ اور اگر مشتری نے اپنے گواہوں کی عدم ضروری کا دیکھ کر تو ثمن دینا چاہیے اگر بالغ نے نفی عیب کی قسم کھائی ہو مگر مشتری اس کے بعد گواہ لا و کیا تو ثمن
بھیر لیا جائیگا ولو قال احضرهم الی ثلثہ ایام اجلہ اور اگر مشتری نے کہا کہ میں گواہ ہوں کو حاضر کرنا ہوں تین دن تک تو قاضی اس کو ملامت و دلو قال
لا بدیۃ فی خلفہ ثم اتی بها قبلت خلافاً لہما فسخہ اور اگر مشتری نے کہا کہ میرے پاس گواہ نہیں اور قاضی بالغ سے قسم پر بھیر مشتری گواہ لا لایا تو
ثمن دت مقبول ہوگی بخلاف صاحب کے کذا فی الفتح و لزم العیب بنکولہ ای البائع علی الخلفہ اور عیب لازم ہوگا بالغ کے قسم نہ کھانے سے اس واسطے کہ
الکار قسم محبت ہو اس واسطے کہ کذا فی المنع ادعی المشتد باق و محوہ و ما لیشترط لردہ وجود العیب عندھا کیوں و سرقہ و جنود لم یخلف بانہ
اذ انکر قیامہ الحال حتی یرہون المشتد نہ قدابق عندہ فان یرہون خلفہ بانہ عندھا باللہ ما بق و ما سرق و ما حرق و ما
الکبیر باللہ ما بق و ما بلغ مبالغ الرجال کخلافہ صغراً و کبیراً مشتری نے غلام کے بھاگنے کا دعویٰ کیا اور بھاگنے کے مانند وہ عیب ہو جس کا
بھیر دینے کے واسطے وجود عیب عاقدین کے یا شرح و طہر چنانچہ اول و سرقہ و جنون تو قسم نہ لیا جائیگا بل بالغ سے جب وہ اس عیب کے بالفعل موجود ہو چکا
منکر سوتا و قیتمہ مشتری گواہ لا و اس پر کہ غلام بھاگ گیا مشتری کے پاس نہ اگر یہ امر گواہ ہی ثابت کرے گا تو قاضی صاحب کے نزدیک اس کے بالغ سے یون قسم لے گا کہ
قسم خدا کی کہ وہ کبھی نہیں بھاگا و رد چوری کی اور نہ دیوانہ ہوا اور جو ان غلام میں یون قسم کھائی کہ قسم خدا کی کہ وہ نہیں بھاگا جبکہ وہ جو ان مردوں کے
برابر ہو چکا مختلف ہونے کی شکل کے طفلی اور جوانی میں یعنی طفلی میں اگر خلی عیب نہیں اور جوانی میں عیب ہو گا مگر سابقہ اور اگر بالغ نے قیام عیب
فی الحال کا اقرار کیا تو اس سے سوال ہوگا کہ تیرے پاس بھی عیب موجود تھا تو اگر اٹھے اس کا بھی اقرار کیا تو بھیر دیا جائیگا مشتری کی التماس سے اور اگر
وجود عیب اپنے پاس لگا کر کیا تو مشتری سے گواہ طلب ہونگے اس پر کہ عیب بالغ کے پاس بھی موجود تھا سو اگر اٹھے گواہوں کا ثابت کیا تو بھیر دیا جائیگا

اور اگر مشتری گواہ نہ لیا تو بائع سے قسم لیا نہ لگائی کذا فی النہر والعلما ان العیوب انما اذاع خفی کا باقی و علم حکمہ معلوم کر کہ عیب چند قسم ہیں ایک قسم کا عیب
مخفی ہے چنانچہ بھاگنا اور اسکا حکم معلوم ہو چکا ہو یوں معلوم ہو چکا کہ گاہے متحقق ہوتا عیب کا قیدین کے پاس باوجود اسکا و حال شرطی اور گاہے شرط نہیں اور اسکو
اختیار قبول اور رد میں مگر جبکہ دوسرا عیب ایسے پاس پیدا ہو کہ مقدم کر بیٹھنے کے مانند وہ عیب ہی جو معلوم نہ ہو بدون تجربہ اور آزمائش کے چنانچہ سرفراہوں
فی الفرائض اور رد میں کذا فی الطحاوی و ظاہر کعور و صمد و اصمد و رائی و اونا فقتہ فیضی بالکر و بلا یمین للتیقن بہ اذا لم
یدع الرضی بہ اور دوسری قسم عیب ظاہر ہے چنانچہ ایک شہمی اور لنگی اور زیادہ یا کم اونگی تو قاضی رد بیع کا حکم کرے بدون قسم لینے یا لے کے سبب متیقن
ہو اس بیع کے مشتری اور بائع کے پاس جبکہ بائع نے یہ دعویٰ کیا ہو کہ مشتری اس عیب سے راضی ہو گیا تھا مگر اسی طرح اگر بائع نے دعویٰ کیا کہ مشتری اس
عیب کا واقف تھا خرید کے وقت یا اسے ابراہیم عیب کا دعویٰ کیا ہو اگر اسکا دعویٰ ثابت ہو گا تو اس بیع یا مشتری کے اقرار سے ٹکڑے نہیں ہو سکتا والا مشتری
سے قسم لیا نہ لگائی پھر اسے اگر قسم کھائی تو پھر رد اور اگر قسم سے انکار کیا تو رد متعہ ہر کذا فی النہر و مالا یعرفہ الا اکلہا و کلہا فیکفہ قول عدل و کلماتہ
عند بانکہ قول عدل لیس اور تیسری قسم وہ عیب ہے جسکو کوئی نہیں جانتا سوا اطلبائے چنانچہ درج کر تو کفایت کرتا ہی ایک عادل طبیب کا قول
اور اس عیب کے ثابت کرنے کے واسطے اس کے بائع کے پاس دو عادل طبیبوں کا قول کافی ہے مگر اور اگر قاضی خود طبیب ہو تو خود اسکو دریافت کرے کذا فی النہر
من البیاع و ما یعرفہ الا النساء و کذا فی فیکفہ قول الواحد ثم یحلف البائع عینی اور چوتھی قسم وہ عیب ہے جسکو کوئی نہیں جانتا مگر عورتین چنانچہ
عورت کی شہادت کی مستطی تو ایک عورت کا قول کافی ہے پھر بائع سے قسم لیا نہ لگائی عینی صم عینی میں یوں مذکور ہے کہ قیام عیب فی الحال میں ایک نقد عورت
کا قول کافی ہے پھر اگر یہ اختلاف بعد قبض کے ہو تو رد بیع نہیں عورتوں کے قول سے بلکہ تخلف بائع ضروری کذا فی الطحاوی قلت و بوق خاصہ مالا یظہر
الرجال و النساء ففی شرح قاضیخان شری جاریہ و ادعی انہ اخذ حلف البائع مین کتاہون باقی ہی یا پھر بیع قسم عیب کی جسکو
دو ویکھیں عورتین سو قاضی خان کی شرح میں ہے کہ خرید کی نوٹری اور مشتری دعویٰ کیا کہ وہ خنثی ہے تو اس میں بائع سے قسم لیا نہ لگائی عیب اسکو مرد دیکھ سکے نہ عورت
تو پھر قسم بائع الفضال کا کوئی طریقہ نہیں استحق بعض البیوع فان کان استحقاقہ قبل القبض للکل خیر فی کل لتعرف الصفات بعض بیع
میں غیر بائع کی ملک استحقاق ثابت ہو اسو اگر استحقاق قبل قبض کر کے کل بیع کے ہو تو مشتری ہر ایک فعلی و مثالی میں مختار ہے چاہے باقی میں بیع قائم رکھے چاہے
پھر کسب متفرق ہو متفرق ہے کل ثانی سے کل بیع مراد نہیں جیسا بعضوں نے سمجھا ہے اس واسطے بعض متخی میں بیع باطل ہے بلکہ کل سے قبی اور ثلی مراد ہے
کذا فی الطحاوی وان بعد خیر فی القیہ لانی وغیرہ لان تبعض البیوع عیب المثل کما سیجی اور اگر استحقاق بعد قبض کے ہو تو مشتری مختار ہے
قی میں نہ غیر قبی میں اس واسطے کہ تبعض قبی کی عیب نہ مثالی کی چنانچہ اوگیا ہم لینے اگر استحقاق سے باقی میں عیب پیدا ہو چنانچہ گھر یا زمین یا غلام یا مشتری
باقی میں مختار ہے چاہے اس کے موافق ثن دیکر لے چاہے پھر رد اور اگر بیع دو چیزیں ہوں جو ہمزہ ثن واحد کے ہیں حکم میں پھر ایک چیز مستحق ٹکڑے ہو چکی ہو
باقی میں اختیار ہے اور اگر استحقاق سے عیب ثابت ہوتا ہو باقی میں چنانچہ بیع دو کپڑے یا دو غلام ہوں پھر ایک مستحق ٹکڑے یا اناج کا ڈھیر ہو اور اس میں بعض
مستحق غیر ہو تو اسکی تبعض میں ضرر نہیں تو باقی کا لینا مشتری کو لازم ہو اس میں اختیار پھر نہ کا نہیں کذا فی النہر وان شری شیئین فقبض احدھا
دون الاخر حکمہ حکم ما قبل قبضہما و لو استحق او تحبب احدھا حلیہ اور اگر دو چیزیں خریدیں سو ایک پر قبضہ کیا نہ دوسری پر
تو اسکا حکم وہ ہے جو ما قبل قبض کا حکم ہے لیکر ایک میں استحقاق یا عیب ثابت ہو تو مشتری مختار ہے و ہدای خیارات العیب بعد رد عیب العیب علی
التراخی علی المعتمد و ما فی الحادی غیر مجزا و وہ لینے خیارات العیب بعد دیکھنے عیب کے تراخی پر ہی لینے فی الفور نہیں بنا بر قول معتد کے اور وہ چوٹی
میں ہر سو عیب ہے لینے قبل قبضہ ہر کذا فی البحر حم حاوی میں ہے کہ اگر مشتری نے بعد عیب دیکھنے کے باوجود قدرت علی الرد کے رکھ لیا تو یہ ضمانتی ہے

بہترین عیب
بیکہ کی عیب کا
نہم اول و ثانی
وحدہ ہوتا
ہے
بہترین عیب
بیکہ کی عیب کا
نہم اول و ثانی
وحدہ ہوتا
ہے

یعنی اب اسکو پھر دینے کا اختیار نہیں کذا فی الجملی فلو خاصہم ترکہ ثم عادہ و خاصہ فظہم الرضا الم یوجد مبطلة کذا فی الرضا فیم تو اگر مشتری نے سبب
 کی وجہ سے اسکو پھر دینا چھوڑ دیا بعد میں پھر آیا اور پھر اسکو پھر دینے کا اختیار ہے تا وقتیکہ مبطلة اختیار نہ پایا گیا ہو چنانچہ دلیل رضامندی کی کذا فی الفتح و فی
 الخلاصہ لو لم یجد الباطن حق فظہم بالحق و بعد اطلاع عیب کے بالغ کو نہ پایا یا نہان تک کہ بیع ہلاک ہوئی تو پھر
 نقصان میں سے پھر لے و اللیس الرکوب المدلولہ و بعد عین رضی بالعیب لای بدو و بعد فقط ما لم یقتضی حقیقی اور نہ ہنا اور سوار ہونا تو
 ہی عیب کی اور بیع کی دوا کرنا یعنی بیع کو علاج میں صرف کرنا کذا فی الرضا فیم تو اگر مشتری نے سبب اسکو ناقص نہ کر دیا ہو کذا فی
 البرجذی م یعنی اگر بیع غلام ہی اور مشتری نے اسے عیب کی دوا کی تو یہ رضایہ کیونکہ یہ دلیل ہے اسکو رکھ لینے کی لیکن اگر غلام میں دو بیماریاں ہیں اور ایک
 بیماری کی اسنے دوا کی تو دوسری بیماری سبب اسکو پھر دینے کا اختیار ہے بشرطیکہ دوا سے نقصان زیادہ نہ ہو گیا ہو چنانچہ غلام کے ہاتھ میں درد تھا اور
 اسکی دوا سے ہاتھ شکلا شل ہو گیا یا آنکھ میں اسکی سفیدی تھی اور دوا کرنے سے آنکھ پھوٹ گئی تو اب دوسرے عیب کے سبب اسکو پھر نہیں سکتا اسوا
 کہ مشتری کے پاس میں دوسرا نقصان پیدا ہو گیا کذا فی الخطاوی و کذا کل مفید یعنی بعد العلم بالعیب یعنی الرکوب و کذا مٹ اور اسی طرح ہر قول
 اور فعل جو مفید رضامندی کا بعد دریافت کرنے عیب کے پھر دینے کا اور بعد نقصان میں پھر لینے کا مانع ہے ومنہ العرف علی البیع الا الذراحم اذا وجہ
 نہ یو فافترضها علی البیع فلیس برضی کما فی فیہ علی خیالہ لیکن فیہ ام کہ او عر ضہ علی المقومین لیس حق ہم اور غلام دلا کر رضامندی
 پیش کرنا ہی بیع کا بیچنے کے واسطے سوا ذراحم کے جبکہ انکو کھوٹا پایا پھر انکو بیع کے واسطے پیش کیا تو یہ پیش کرنا رضامندی نہیں چنانچہ اسنے کذا درجی
 تاکہ وہ دیکھے کہ اسنے ناقص وغیرہ کو کفایت کرنا ہی یا نہیں یا اسنے کرنا بیع کا قیمت والو کو انکے تا اسکی قیمت ٹھہرائی جاوے رضامندی نہیں ہم اور غلام دلا کر
 رضامندی اجارہ اور رسن اور کتابت ہی بعد اطلاع عیب کے اور صحیح یہ ہے کہ دوسری بار کا خدمت لینا رضامندی ہی نہ اول بار کا استعمال کذا فی النہر و لو قال
 لہ الباطن اتبعہ قال نعم لزم و لو قال لا کلا نہ عر ضہ علی البیع و لا یقتضی ملک لایزید اور اگر بالغ نے مشتری سے کہا کیا تو اسکو چھتا ہی اسنے کہا ہاں
 تو بیع لازم ہو گئی اب اختیار الیہ نہیں پھر سکتا اور اگر مشتری نے کہا کہ میں تو بیع لازم نہیں اسوا سطر کہ ہاں کہنا بیع کے واسطے پیش کرنا ہی اور نہیں کہنا الی
 ملک ثابت رکھنا ہی کذا فی البزار یہ ہے چیر میری ملک نہیں اسوا سطر کہ میں اسکو پھر دوں گا بلکہ یہ تیری ملک ہے کذا یقول رضی الرکوب للرد علی الباطن
 او لشرع العلف لکذا فی البیوع و الحال ان المشتري لا بد له من ادای الرکوب بجز او صعبہ رضامندی نہیں سوار ہونا یا بالغ کو پھر دینے کے واسطے
 یا جانور کے چارہ خرید کر کے واسطے یا اسکو پانی پلانے کے واسطے اور حالانکہ مشتری کو سواری کی ضرورت ہو بسبب اپنی عاجزی کے یا جانور کی سرکشی کے ہم
 یعنی مشتری نا توانی سے امور مذکورہ کے واسطے پیدل نہیں جاسکتا یا جانور سرکش ہے کہ بدو سوار ہونے کے نہیں ٹھہرتا تو ایسا سوار ہونا دلیل رضامندی
 کی نہیں تو معلوم ہوا کہ سواری بلا ضرورت رضا ہی دھل ہو قیل للاختیرین اولاً ثلثہ استطاع البس جند و الثانی داعی المصنف لیس
 للدر والیج و الشافعی وغیرہم کلاوی اور کیا ضرورت سواری کی اخیر میں لیے چارہ خرید کر کے اور پانی پلانے کی قید ہی یا تیون کی قید بر جہت ثانی کو
 قوی کہا ہو اور اسی پر مصنف نے اعتقاد کیا ہے اپنی شرح میں در اور بحر الرائق اور ثمنی کا تاج ہو کر اور انکے غیر اور مصنفین نے اول کو قوی کہا ہے ہم مصنف نے اپنی شرح
 منع انتظار میں کہا لایدہ نہ قید ہی اخیر میں کی اور اسی پر ہمارا استاد نے بحر الرائق میں اعتقاد کیا ہے اتنی تو اول سے اخیر میں مراد میں اور ثانی سے امور مذکورہ اور اگر
 شائع ہوا اول ثانی کہتا تو بہتر تھا یعنی تا خلاف متبادر تو خلاصہ یہ ہے کہ یہاں دو قول ہیں ایک قول میں الطلاق ہی اور دوسرے میں الغضیل ہی کذا فی الخطاوی
 و لو قال الباطن دکتیہ الحاجتہ قال للمشتري بل کلا رھا قال قول للمشتري یجوز بالغ فی مشتری سے کہا کہ تو جانور پر سوار ہوا اپنے کام
 کے واسطے اور مشتری نے کہا نہیں بلکہ اسنے پھر دینے کے واسطے تو مشتری کا قول معتبر و کذا فی البیوع و فی الفتح و بعد عیبانی السفر فحاصلہا

[illegible]

تردیک مشتری اخیر اپنے بالغ سے من بھریے اور وہ اپنے بالغ سے نہ بھریے اسکو کہ وہ بمنزله عیب کے ہر کذا فی الطحاوی وشم البیوع بشرط البراءۃ من کل عیب وان
تسم خلا لالتا فعملا ان البراءۃ عن الحقوق المحمولى كالتقيد عند وقوعه عندنا لعدم اقتضائه الى المتابعة ويدخل فيه الموجود والحادث
بعد العقد قبل القبض فلا يرد به بيبا او صحيح يبيع بشرط برى الذمه بئو كعيب كبر بالغ في عيب كوعين نه مذکور کیا ہو بخلاف امام شافعی کا اسو
کہ بری الذمہ ہوا حقوق محمولہ سے لگے تردیک صحیح نہیں اور ہر تردیک صحیح ہر اسو کہ عدم تعین برات میں مناعت کو نہیں ہونچاتی اور اس شرط میں داخل ہر
وہ عیب جو موجود ہر قبل عقد کے اور جو پیدا ہوا بعد عقد قبل قبض کے تو اب مشتری بیع کو بھیر نہیں سکتا م برات عیب کی یہ صورت ہر کہ بالغ نے مشتری سے
کہا کہ بیچنے یہ غلام تیرے ہاتھ بچا اس شرط پر کہ میں بری الذمہ ہوں ہر عیب کے کذا فی النہر تو اب مشتری کسی عیب قلم یا حادث سے اسکو بھیر نہیں سکتا اسو کہ
سوفن اس شرط سے یہ ہر کہ عقد لازم ہو جائے اور مشتری کا حق درباب سلامت عیوب ساقط ہوا اور یہ حاصل نہیں ہوتا مگر عیب قلم اور حادث کی برات سے خواہ
بالغ عیب کا عالم ہو یا نہ ہو اور مشتری اسکا واقع ہو یا نہ ہو اسکی طرف اشارہ کیا ہو یا نہ کیا ہو وہ حصہ شخصہ و مالک بالوجود و کقولہ من کل عیب یہ
اور محمد اور امام مالک نے برات کو عیب موجود کے ساتھ مخصوص کیا ہر نہ عیب حادث کے ساتھ چنانچہ یون کہنا بالغ کہ میں بری الذمہ ہوں اسے ہر عیب
عیب موجود کے ساتھ بالاتفاق مخصوص ہر تو اس میں عیب حادث یا لا جماع داخل نہیں کذا فی البحر لیغیر اگر بعد عقد قبل قبض عیب پیدا ہوگا تو اس صورت
میں مشتری بھیر سکتا ہر ولو قال مثلاً حدث صم عند الثانی وفسد عند الثالث فخر اور اگر بالغ نے کہا کہ میں بری الذمہ ہوں اس عیب سے
جو پیدا ہو تو صحیح ہر ابو یوسف کے نزدیک ورفاسد ہر یہ بیع محمد کے نزدیک کذا فی النہر اسو اسطے کہ ایر احتمال انصاف کا نہیں تو یہ شرط فاسد ہوئی اور ابو یوسف
کی یہ دلیل ہر کہ غرض اس ایجاد بیع ہر اسطے کہ استحقاق سلامت عیوب نہیں نہ کذا فی الجلی برائ من کل داء حموی علی الموضو و قبل علی
لبا طواف اعند المصنف تبعاً للاختیار والجمہور لانه المعروف في العادة وما سواه في العرف صرح بالغ في ایر کیا ہر داسے تو وہ مرض
پر محمول ہوا اور بعضوں نے کہا کہ باطن کے مرض پر محمول ہوا اور اسی قول ثانی پر مصنف نے اعتماد کیا ہر اختیار اور جو ہر کا تابع ہو کر اسو اسطے کہ لفظ داء عادت
میں مرض باطنی پیش ہو ہر اور سو بیماری باطن کے عرف میں مرض مشہور ہر م نہ پیش ہو ہر ہی کہ دار مطلق مرض ہر اسو اسطے کہ لغت میں ظاہر اور باطن
دونوں کو داء کہتے ہیں لیکن عرف میں پیٹ کی بیماری کو داء بولتے ہیں چنانچہ تلی یا فساد جفین کی بیماری کذا فی المنع ولو ابرأه من کل غائله لم یسقط
والایات والذنا اور اگر بالغ نے ایر کیا ہر غائلہ سے تو غائلہ سے مراد سرقہ اور گریختگی اور زنا ہر م ہر چند لغت میں غائلہ معنی شر اور بدی ہر لیکن یہ تخصیص
عرفی اسو اسطے ہر کہ مدار احکام عرف ہر مشتری عبد خفقال لمن سادمه ایاہ اشتراہ فلا عیب بلہ فلیہ یفقو ینقص البیع فوجہ شدت
بہ عیباً قلہ مردہ علی یا لہ بشرطہ ولا یجوز من الرد علیہ قراءہ السابق بیدم المبیع نہ مجاز دعوی التوہیج خرید کیا غلام کو بھیر مشتری نے
اسے کہا جو اس خریداری کی گفتگو کرتا تھا کہ تو اس غلام کو خرید کر اس میں کوئی عیب نہیں بھیر دونوں میں بیع کا اتفاق ہوا بھیر مشتری نے اس غلام میں
عیب پایا تو اسکو بھیر دینے کا اختیار ہر اسنے بالغ کو رد بیع کی شرط کے موافق اور بھیر دینے کا مانع نہ ہوگا اسکا اگلا اقرار عدم عیب کا اسو اسطے کہ وہ مجاز ہر
ترویج سے م لینے آدمی عیب کمتر خالی ہوتا ہر تو قاضی یقین کر لیا کہ لغی کرنا مطلق عیب کا ظاہر مراد نہیں لہذا اسکا کلام ترویج مال پر محمول ہوگا
چنانچہ سولے کا کہنا اپنی نوڈی سے یا زانیہ یا مجنونہ عیب کا اقرار نہیں بلکہ شتم پر محمول ہوا اور رد بیع کی شرط کو وہ میں یا اقرار بالغ کا یا انکار قسم
کذا فی الطحاوی ولو عینہ ای عیب خفقال عود بہ لوکا شلل کایردہ لاحاطۃ العلل نہ الا ان لا یحدث مثله کلا اصبحہ ذائک
ویدھا قلہ مردہ وللتیقن بکذیبہ اور اگر مشتری مذکور نے عیب کا نام لیا اور یون کہا اس شخص سے جو خریداری ظاہر کرتا ہر کہ
اس غلام میں عیب یک چشمی یا یکاری دست نہیں اور اسنے خرید لیا اور بھیر ہی عیب اس میں ظاہر ہوا تو اب مشتری اسکو بھیر نہیں سکتا بسبب

در یافت بچہ اس عیب بخوبی تمام مگر یہ کہ ایسا عیب ہو کہ دنیا پیدا نہیں ہو جاتا و فقہا چنانچہ بالغ کا یوں کہنا کہ اسکی زائد انگلی نہیں پھر مشتری نے زائد انگلی
 اسٹین پائی تو اسکو اس صورت میں پھر دنیا جائز ہو یا وجود نفی عیب نہ کر کہ سبب متقین ہو جانے اسکے مجبوت کے قال آخر حدیث کہ هذا بقا شتوی منی
 فاشترایه و یأخ من آخر فوجده المشتري الفار ایضا لا یردہ بما سبق من اقرار البائع الاول ما لم یکره انہ ابق عندہ لان اقرار البائع
 الاول لیس بحدیث علی البائع الثانی الموجد منه السکوت کما ذکر سے کہ میرا یہ غلام بھگڑا ہے تو اسکو مجھے خرید کر لے سوائے اسکو مول لیا اور دوسرے
 شخص کے ہاتھ چاہے مشتری ثانی نے اسکو بھگڑا پایا تو مشتری ثانی اسکو پھر نہیں سکتا بالغ اول کے اقرار سے تا وقتیکہ گو اسوں سے ثابت نہ کرے کہ وہ اسکو
 پاس سے بھاگا اسواسطے کہ بالغ اول کا اقرار حجت نہیں بالغ ثانی پر جس سے سکوت حاصل ہو اور بالغ ثانی کا سکوت بالغ اول کے اقرار کا مصدق نہیں ہو سکتا
 کہ ذی الطحاوی و اشتری جاریہ لیدالین فارضعت صبیالہ ثم وجد بها عیبا کان لہ ان یردہا لہ لیسقطام خرید کی شیردار لوٹدی سوائے
 وودہ پایا مشتری کے لئے کہ پھر اسٹین عیب پایا تو اسکو پھر دینے کا اختیار ہو اسواسطے کہ وودہ پلوانا خدمت لینا ہر دم لے اور خدمت لیکر پھر دنیا جائز ہو
 بخلاف الشاة المضرۃ فلا یردہا مع لبنھا او صلح من قمر بل یرجع بالنقصان علی المختار و شرح الحجہ و حررناکہ فیما علقناہ
 علی الصناہ سر بخلاف اس بکری کے جو کم شیر بخس سوائے بالغ کے تھن باندہ لے دوجار وودہ نہ دوہانا اٹھین وودہ جمع ہو رہے اور
 مشتری گمان کرے کہ بہت وودہ والی ہے تو اس بکری کو نہ پھر اسکے وودہ کے ساتھ یا ایک صاع کھجور کے ساتھ بلکہ بقدر نقصان تھن پھیر لے
 بقول مختار گدافی شرح الجمع اور تھن اسکی تحریر کی ہر منار کی شرح میں کما لو استحدث مہما فی غیر ذلک ففی المیسوطہ کا استخدام بعد العمل
 بالعیب لیس برضی استحسانا کان الناس یتوسعون فیہ وھو للاختیار و فی الزاریۃ الصیححہ انہ رضی فی المروۃ الثانیۃ الا اذا کان
 نوع اخر و فی الصغری انہ موع لیس برضی الا علی کسرۃ من الفہن بحسب چنانچہ اگر مشتری نے خدمت لی لوٹدی سے وودہ
 پلوانے کے سوا کسی اور کام میں تو پھر دنیا جائز ہو وودہ میں ہر کہ استخدام بعد دریافت ہونے عیب کے باعتبار استحسان کے رضامندی نہیں سوائے
 کہ استخدام میں لوگوں کے نزدیک وسعت ہو تنگی نہیں اور استخدام انالش کے واسطے بھی ہوتا ہے کہ ملوک لائق کار ہر یا نہیں اور نزاریہ میں ہر کہ صحیح
 قول یہ ہے کہ دوبارہ خدمت لینا رضامندی ہو مگر جبکہ ملوک سے دوسرے قسم کا کام لیا تو رضامندی نہیں اور صغری میں ہر کہ ایک بار خدمت لینا رضامندی
 نہیں مگر ملوک پر زبردستی کر کے خدمت لینا البتہ رضامندی کی دلیل ہے کہ ذی الجبر اسواسطے کہ آدمی اپنی ملوک پر جبر کر تا ہے نہ غیر کی ملوک پر
 قال المشتري لیسوع بالبیع اصبع زائدة او حنفی ہا مملک لا یحدث مثله فی ثلاث المذہب و جدیدہ ذلک کان للرد بلایمین لما مر
 مشتری نے کہا کہ بیع میں زائد انگلی یا ہانڈا اسکے ویسا عیب نہیں جو اتنی مدت میں پیدا ہو سکے پھر اس قرار کے بعد وہی عیب پایا جبکہ وہ انکار
 کر چکا تو اسکو پھر دینے کا اختیار ہر بدون قسم کے بدلیل گذشتہ لے نفی عیب مذکور میں کہ مشتری متقین ہو کہونکہ او انگلی اتنی مدت میں پیدا
 نہیں ہو سکتی تو معلوم ہوا کہ عیب قدیم ہو جو بالغ کے پاس موجود تھا باع عید و قال للمشتري برفت الیکان من کل عیب الا کلا بافت
 فوجد ابقا فله الرد ولو قال الا بافتہ لانه فی الاول لم یصف الا بافت فوجد کذا وصفہ فلم یکن اقرارا بافتہ للحال و فی الثانی اضافة الیہ
 فکان لخبکار بانہ ابق فیکون راضیا بیدہ قبل الشراء و خانیہ بیجا غلام کو اور مشتری سے کہا کہ میں بری الذمہ ہوا تیرے جانب اسکے
 ہر عیب سوائے گرختگی کے پھر اسکو مشتری نے بھگڑا پایا تو اسکو پھر لے کا اختیار ہو اور اگر اسنے کہا کہ میں اسکے ہر عیب سے بری الذمہ ہوں تو
 اسکے بھاگنے کے تو پھر لے کا اختیار نہیں اسواسطے کہ پہلی صورت میں بالغ نے گرختگی کی نسبت غلام کی طرف نہیں کی اور نہ اسکو موصوف
 لیکر ختگی کیا تو اسکا قول غلام کی فی الحال گرختگی کا اقرار نہوا اور دوسری صورت میں گرختگی کو اسکی طرف نسبت کیا تو اسنے خبر کر دی کہ

منقول کی قید اس واسطے لگائی کہ اگر ان کی بیع قولی قبض صحیح ہو تو البتہ الایہ تشری غیبیہ اضممت الیہ دخل عیوبہ فاعلم علی غیبیہ رحمہ اللہ بعض کاتبان نے جنکات
العہدہ وصفتہ الشکاکہم جنمازل العیوب جنان ضمن السرقۃ والحدیۃ او الجنون والعمی فوجدہ کہ لک کہ ضمن الشک او بہر ازویہ میں ہے
کہ ایک غلام خرید کیا اور ایک مرد اس کے عیوب کا ضمان ہوا پھر مشتری کسی عیب پر مطلع ہوا اور اس نے غلام کو بچھ دیا تو وہ مرد ضمان میں نہیں اس واسطے کہ یہ ضمانت عہدہ کی ہے
اور ضمانت عہدہ انام کے نزدیک یا طل ہے اور ابوالوہب سے اسکو ضمان میں کہا ہے اس واسطے کہ یہ ضمانت عیوب ہے اور ضمان خیوب جائز ہے اور اگر وہ مرد زدی یا آزادی یا
دیوانگی یا نابینائی کا ضمان ہوا پھر مشتری نے اسکو اسی طرح پایا تو وہ شخص ضمان کا ضمان ہے و فی جواهر الفتاویٰ شری فی مکرہ کم وہ کہ تمکین خطا تھا
بغلیۃ الزانیہ اور ان بعد القبض ثم یردہ وان قبلہ فان شفعوا البیع یتناول الزانیہ فلم یفسخ لتروق الصفق علیہ اور جو اس الفتاویٰ میں ہے
کہ خرید کیے بچل ان گور کے اور ممکن نہیں اٹکا تو زانیہ بچرون کی کثرت کے سبب اگر بعد قبض علیہ ہوا تو نہ بچھے کیونکہ یہ غیب تری کے یا سبب دہ ہوا اور اگر قبل قبض کے ہوا
بچل کم ہو گئے ہوں بچرون کھا جائے تو اسکو منہج بیع میں اختیار ہے پس بتفرق ہو صفقہ کہ مشتری بچرون حسبہ بچل کر نہ بچھے وہ دوسرے باقی کرے بچرون کھا جائے

بسم الله الرحمن الرحيم

یہ باب ہر بیع فاسد احکام میں ہم بیع صحیح کو اس طرح اول ذکر کیا کہ وہ مقصود کی مصلحت ہو کیونکہ مشرعت عقوبت سلامت دین مقصود کی مخالفت متوقع ہو اور حاجات دنیوی حاصل ہوں اور بیع فاسد کو اس طرح مقرر کیا کہ مخالفت دین ہو اور فاسد شریعت ہو فساد سے جو فساد صلاح ہو اور حاصل معنی لغوی تغیر وصف کی طرف راجع ہو اور اصطلاح شریع میں فاسد وہ ہے جس کی اصل مشروع ہو نہ وصف اسکا اور مشرعت اصل سے مراد یہ ہے کہ مال متقوم ہو اور اسکا جو ازاد صحیح ہو نامراد نہیں اس واسطے کہ فاسد ہونا اسکی صحت کا مانع ہے کذا فی الطحاوی اور اس باب کو ملقب بفاسد کیا یا جو دیگر باطل کو بی شامل ہے اس واسطے کہ فاسد کثیر الوقوع ہے نقد اسباب کے سبب کذا فی المنہ المراد یا لہا فاسد الممنوع مجازاً اگر فیما فیہم الباطل والمکرر وہ قد یدلک فیہ بعض الصحیح تبعاً فاسد سے مراد ممنوع ہے یا بابتہ مجازاً ہے کہ تو اب فاسد بیع باطل اور مکروہ کو بھی شامل ہو گئی اور گاہے اسباب میں بعض اقسام بیع صحیح کی بھی بالبیع مذکور ہوتی ہیں ہم مجازاً غنی کا قول سب سے اشتراک کے قول سے اور عرف سے فقہا مراد ہے کیونکہ اصل فقہ ایسے لوگ ہیں جو تفرقہ کرتے ہیں فاسد اور باطل میں بخلاف اہل لغت کے کہ اس کے نزدیک فاسد اور باطل میں کچھ فرق نہیں کیونکہ لغت میں باطل معنی فاسد یا ساقط الحکم ہے اور فقہ میں بیع باطل وہ ہے جس کی اصل اور وصف دونوں مشروع نہ ہوں اور حکم باطل عدم ملک ہو قیضہ ہو یا سوا یا سوا ہو اور مکروہ سے تحریمی مراد ہے مکروہ لغت میں ضد محبوب ہے اور اصطلاح فقہ میں مکروہ وہ ہے جس کی اصل اور وصف دونوں مشروع ہوں لیکن وہ منہی غنہ ہے بسبب مجاز کے چنانچہ بیع اذان جبر کے وقت کذا فی الطحاوی وکل ما ادرت خلا فی ذلک البیع ففسد مبطل وما ادرت فی غیرہ فیفسد اور جو چیز غلط پیدا کرے بیع کے رکن میں وہ باطل بیع ہے اور جو غلط پیدا کرے رکن کے سوا اور امور میں وہ فاسد بیع کا ہم شرح بیع میں ہے کہ رکن بیع یعنی ایجاب و قبول اور محل بیع یعنی بیع اگر ہر ایک غلط سے سالم ہو تو بیع صحیح ہے اور اگر سالم نہ ہو اس طرح ہر گم ایجاب اور قبول میں غلط پڑے عدم اہلیت متصرف سے بسبب ہونے عاقد کے صبی غیر مینر یا مہیون یا بیع میں غلط پڑے بسبب اس کے ہونے کے مردار یا خون یا شراب تو بیع باطل ہے بواسطہ عدم اجتماع ارکان اور شرائط کے اور بیع فاسد وہ ہے جس کا رکن اور محل غلط سے سالم ہو لیکن اس کے ضمن میں غلط واقع ہوا اس طرح ہر گم ضمن شراب ہو یا سور یا یہ غلط ہو کہ بیع مقدور التسليم نہو یا اسمیں ایسی شرط ہو جو مقصدائے عقد کے لغت ہے تو اس طرح کی بیع فاسد ہے نہ باطل کیونکہ رکن اور محل بیع غلط سے محفوظ ہے انتہی تو بہتر یہ تھا کہ شراح یوں کہتا کہ جو مؤثر غلط ہے رکن بیع اور اس کے محل میں وہ مبطل ہے تو فقہائے مقصدائے کلام سے ظاہر ہوا کہ اصل بیع عبارت ہے رکن بیع اور بیع سے یعنی مال متقوم اس واسطے کہ بنا بیع انھیں دونوں چیزوں پر ہے اور اصل شئی اسکا نام ہے جس پر اس شئی کی بنا ہو اور یہ ظاہر ہوا کہ وصف بیع اس سے عبارت ہے جو رکن اور محل بیع سے خارج ہو چنانچہ ضمن ہونا کہ یہ صفت ہے عقد کی کیونکہ عقد کی تالیف ہے اور چنانچہ شرط مخالفت مقصدائے عقد ہے کذا فی الطحاوی و بطل بیع مالیس بھال السال بھامیل

الیہ المطعم ویجری فیہ البذل ظلمتہ فیخرج التی احید نحسہ باطل بیع اس چیز جو جوئی جو مال نہیں مال وہ جسکی طرف طبیعت انسان کی اٹھ
اور راغب ہوا و انہیں دینا بطریق بیع یا سبکدوشی کو منع کرنا اور اسکی تصرف سے باز رکھنا جاری ہو کتنا فی الدرر تو مال کی تعریف سے مٹی اور مانند اسکی چنانچہ قاذورات
خالصہ نکل گئے ہم موجود کی قید درگے موافق اسواسطے مترجم نے لکھی تا خارج ہو وہ معدوم جسکی طرف طبیعت باطل ہوتی ہے چنانچہ وہ مال جسکی آدمی آند و کھتا ہے
اور مٹی سے خالص مٹی مراد ہے تو اگر مٹی و قاذورات سے ملکر پائس ہو جاوے تو اسکی بیع باطل نہیں چنانچہ مذکور ہوگا کالدم المسفوح فجاز بیع کین و طحال
غیر مال کی بیع باطل ہے چنانچہ خون جاری کی تو جاری کی قید سے کچی اور قلی کی بیع خارج ہوگئی باطل سے کیونکہ کید اور طحال اگرچہ اصل انکی خون ہے
لیکن جاری نہیں و ملیتہ سوی سمک و جراد کہ فرق و حق المسلمین التی ماتت حقت اقتدا و بحق و حق و چنانچہ مردہ جانور ہوا
مچلی اور طرزی کے کہ انکی بیع باطل نہیں اور کچھ فرق نہیں مسلمان کے حق میں اس میں ہمارا جاذبہ میں جو خود بخود مر گیا یا کسی نے اسکو گلاب کے یا کسی
اور سیب سے سولہ ذبح شرعی کے مراد کیا و الحی و البیوع یتا ای جعلہ فقنا با دخال الیاء علیہ کان ذکت البیوع حسب ادلة المال بالمال و لہم
بیع حید اور چنانچہ بیع حرکی اور حرے کسی چیز کو خرید کرنا باطل ہے اسواسطے کہ رکن بیع مبادلہ ہر مال کا دوسرے مال سے سو یا یا لنگیا حرے خرید
کرنا یعنی حرکوشن ٹھہرانا اسبیر یا جاریہ داخل کر کے ہم لغت عرب میں حرکوشن قرار دینا اسطرح ہوتا ہے کہ ایک الدار بعد الذی لینی میں نے گھر بیجا عوض اس حر
کے تو حر اس مثال میں شین نہ بیع خلاصہ یہ ہے کہ خون اور مردار اور حرکی بیع باطل ہے خواہ یہ چیزیں بیع قرار دی جاوین یا شین بسبب نہ پائے جانے رکن
بیع کے و المعدوم کیسے حق التبع ای علی سقط کانتہ معدوم اور چنانچہ معدوم کی بیع جیسے حق تعلی کو بیچنا یعنی وہ بالا خانہ جسکی عمارت
گر بڑی ہے تو اس موضع کی بیع باطل ہے کیونکہ وہ معدوم ہے و حق تعلی کی مثال یہ ہے کہ ایک گھر فروز ملے بیچے گا مکان ایک شخص کا ہے اور اوپر کا مکان دوسرے
شخص کا سود و لون درجہ یا اوپر کا درجہ گر بڑا اور نیچے کا درجہ باقی رہا اور صاحب علو نے موضع کو بیچا تو بیع باطل ہے اسواسطے کہ حق تعلی معدوم شخص ہے اور
اسواسطے کہ معلق ہو یا ہو مال نہیں کیونکہ مال وہ ہے جسکا کو چھوڑنا حاجت وقت کے واسطے ممکن ہو اور ہوا میں یہ امر حاصل نہیں و منہ بسم ما
غائب کھڑو و فجل او بعضہ معدوم کو رد و یا کسی اور و رفت فرساد حیو نہ مالک للتعامل الناس و یہ اقوی بعض مشائختہ
محمد اکا سفتان و هذا اذا ثبت ولم یعلم وجودہ فاذا علم حیا لہ حیا الرؤیہ فتکفی لویہ البعث عند ما علی الفوتی و الحیج اور منچر بیع معدوم
اسکی بیع ہے جسکی حرکوشن غائب ہو چنانچہ گاجر اور مولی یا بعض بیع معدوم ہے چنانچہ گلاب اور چنبلی کے پھول کہ بتدریج پیدا ہوتے ہیں اور قوت کے پتوں
کی بیع امام مالک نے اس بیع کو جائز کر لیا کیونکہ معمول کے سببے اور ہمارے بعض مشائخ مانند امام فاضل و غیر ذلک اسکی جواز کا فتوے دیا ہے فیاس
چھوڑا استحسان ہر عمل کر کے اور یہ اختلاف جواز اور عدم جواز کا اسوقت ہے جبکہ گاجر وغیرہ جمی ہو اور اسکا موجود ہونا معلوم نہ ہو پھر جبکہ معلوم ہو جاوے
تو بیع جائز ہے اور مشتری کو اختیار الرؤیہ ثابت ہے اور بعض بیع کا دیکھنا صاحبین کے نزدیک کافی ہے اور اس پر فتوے ہے کہ کافی شرح المجمع و المصالحین
ما فی شہمی الا بقاء من المستحق اور مضامین کی بیع باطل ہے مضامین جمع ہے مضمونہ کی یعنی وہ مٹی جو نروں کے پیچھون میں ہے یعنی جانور
کا لطفہ بیچنا جو ہنوز اسکی نشیت سے جدا نہیں ہوا باطل ہے معدوم ہونے کے سبب سے و المصلا فیم جمع معلقہ مافی البطن من الجنین اور ملاقع
کی بیع باطل ہے ملاقع جمع ہے ملقوہ کی ملقوہ وہ ہے جو مادہ کے پیٹ میں ہے و انتاج بکسر البون جمل الجملۃ ای نتائج التاج لذاتہ او ذی اور
باطل ہے بیع نتائج کی نتائج بکسر لون عبارت ہے جمل الجملہ سے یعنی جانور یا آدمی کے بچے کا بچہ جمل الجملہ اس بچے کا بچہ جو ہنوز پیٹ میں ہے زمانہ طہلیت
میں دستور تھا کہ گاجھن اوٹنی کے بچے کو خرید کر تے تھے یعنی مشتری یوں کہتا تھا کہ اگر یہ گاجھن اوٹنی مادہ بچہ جنے تو اسکی بچے کو
میں خرید کر یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو باطل کر دیا کذا فی العینی صحیحین اور ابن شریک نے روایت ہے کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

۱۷
تو جمل الجملہ بیچنا وہ
اور الذی سے
بطن و من روی
ایک کسیر البیاء
فقد اخطار العبد
مصدر جنبت المذنب
فی علی سبب الجمل
کما فی الجمل والدار
لما لا شکار بلائوت
شیر لان مفاد ان
بیع باسوت بعد
الحسین ان کان
انظر ذیل البیاع و
یحق ان یکون جمع حالہ
صدی من بعض الفقہاء
عز بکسر المجرم و لم یثبت
کذا فی بیات العینی
بیع اشیا غنی الاصل چون
کہ و تری و تری
چون و درو یا سبب چون
بعض مشائخ و تری

جبل الجبل کی بیع سے بی فرمائی اور موطا میں بیع مضامین اور ملاحق اور جبل الجبل کی بیع مروی ہے اسل قتال سے کہ شاید اوٹنی نہ بیچے یا مر جائے بیچ ہوتا ہے
 پہلے کذا فی الفقه و بیعہ امتین انہ ذکر العبد لتذکر العبد و عکسہ بخلاف البیوع المکاتب اور اس کو بیع باطل کی بیع باطل ہے جسکا قیام
 ہونا ظاہر ہوا اور بالعکس اسل بیع اس غلام کی بیع جسکا کوٹری ہونا ثابت ہوا یا بطل ہوا بخلاف جالوزون کے مصنف ہتمیر نہ کر لایا بسبب تذکرہ غیر کے
 و الاصل ان الذکر و الاصل منہ بنی احم جنس ان حکما فی بطل فی سائر المکونات جنس احد فیہم و یختار لغوات الموصف
 اور قاعدہ جواز و عدم جواز کا یہ ہے کہ تراور مادہ بنی احم میں دو جنس ہیں باعتبار حکم شرع کے تو دوسری جنس سے بیع باطل ہوگی اور باقی حیوانات میں
 اور مادہ ایک جنس میں تو بیع صحیح ہوگی و شری کو لینے لینے میں اختیار ہوگا بسبب ہوتو وصف مرغوب فیہ کہ ہم آدمی میں تراور مادہ اسل دو جنس شہر
 کہ مرد اور عورت کے خرید کرنے میں اغراض بکثرت متفاوت ہیں بخلاف بیاع کے کہ ان میں چند ان تفاوت خاص نہیں تو اگر بیکرا خرید کیا اور وہ بکری بکلی تو بیع
 صحیح ہوگی و مذکورہ التسمیۃ عمدہ و دلو من کافر و اذیہ و کلا ما منہم الیہ لان حرمتہ بالنفس اور اس ذبیحہ کی بیع باطل ہے جسکا بیع قوت
 نام خدا عدا شریک ہوا اگرچہ کافر کے ہاتھ اسکو بیچا ہوا اور اسی طرح اس چیز کی بھی بیع یا بطل ہو جو متروک التسمیۃ ملا کہ بیع اسواسطے کہ متروک التسمیۃ حرام
 ہونا نص قرآنی سے ثابت ہے ہم متروک التسمیۃ عدا ارام شافعی کے نزدیک حلال ہے اگر ذابح اسکا مسلم ہو اسل کہ نام خدا مسلم کے دل میں ہے تو اگر کوئی اس کے
 جبکہ متروک التسمیۃ عدا مجتہد فیہ ہوا تو چاہیے کہ اسلے ساتھ والی کی بیع جائز ہو جیسے مدیر کے ساتھ والی کے بیع جائز ہو صاحب کی نے اسکا جواب دیا کہ متروک
 التسمیۃ کی حرمت نص قرآنی سے ثابت ہے اور مور و اض میں مسلخ اجتہاد نہیں تو یہ اختلاف معتبر نہیں اور حکم قاضی بھی ناقد نہیں و بیع المکاتب
 ذکر و احادیث لاندہ لیسر مال مقوم بخلاف بیع بناء و غیر فیہم اذ المیشترط یکنادو الحبیہ اور کھیت چوتنے اور نہ کھودنے کی بیع
 باطل ہے اسواسطے کہ بیع موجود مال نہیں بخلاف عمارت اور درخت کے کہ وہ مال مقوم ہے تو بیع اسکی صحیح ہے بشرط اسل عدم ترک کے کذا فی الوالو البیوع
 یعنی ایک شخص نے دوسرے شخص سے زمین اجارہ لی پھر اس زمین کو زراعت کے واسطے جوڑا اور اس زمین پر چلایا اس میں پانی کی نہر کھودی پھر اجارہ منسوخ
 ہو گیا اسکی مدت منقض ہو گئی پھر ساجر نے چاہا کہ اپنا یہ عمل بیع تو جائز نہیں کیونکہ یہ مال مقوم نہیں کذا فی الطحاوی و ما فی حکمہ حاکم
 مالیسر مال کام الولد و المکاتب و ولد المطلق فان بیع ہو کذا باطل ای بقاء قلم ملکوا بالقبض ابتداء و فیہم بیعہم من انفسہم
 و بیع حق صمد الیہ صمد سر د اور جو چیز کہ حکم مذکور میں ہے یعنی جو چیز کہ مال نہیں ہے چنانچہ ام ولد اور مکاتب اور مدبر مطلق تو انکی بیع باطل ہے
 یعنی باعتبار انجام کا باطل ہے تو اشخاص مذکورین ملوک نہیں ہوتے فیض مشتری سے اور باطل نہیں انکی بیع باعتبار ابتداء کے تو انکو بیع خود انکی ذات
 سے صحیح ہے اور اس ملوک کی بیع صحیح ہے جو انکے ساتھ ملا کر بیچا گیا کذا فی الدرر حم حرکی بیع ابتداء اور بقا و دون طرح باطل ہے کیونکہ وہ کسی طرح محل بیع نہیں
 اور ام ولد اور مکاتب اور مدبر مطلق کی بیع ابتداء باطل نہیں کہ وہ فی الجملہ محل بیع ہیں کیونکہ حقیقت حریت بالاعتقال نہیں موجود نہیں لیکن باعتبار انجام کار
 کے انکی بھی بیع باطل ہے اسواسطے کہ استحقاق غرق ام ولد میں حدیث سے ثابت ہے کہ اسکو انکے ولد نے آزاد کر دیا اور سبب حریت مدبر میں فی الحال تھو ہے
 کیونکہ بعد موت اہلیت باطل ہے اور مکاتب کا استحقاق اپنے تصرف ذاتی سے ثابت ہے تو اگر انکی ملک بیع سے ثابت ہو تو یہ سبب حقوق باطل ہو جائیں گے کذا
 فی الطحاوی و قول ابن کمال بیع ہو کذا باطل موقوف ضعیفہ فی البیوع بان الموطع اشتراط دفع المکاتب قبل البیوع و عدم
 نفاذ القضاء و بیع ام الولد و صحیح فی الفتح نقاخذ قلت الوجہ توقفہ علی قضاء اخر اعضا و در عینہ و غیر فلیکن التوفیق اور ابن کمال
 کے اس قول کی کہ انکی بیع باطل موقوف ہے بضعیف کی ہے اس قول کی کہ الراقی میں کہ مرجع اشتراط ضاع مکاتب پر قبل بیع کے نہ بعد بیع کے اور
 راجع عدم نفاذ قضاء ام ولد کی بیع میں اور فتح القدیر میں نفاذ ضاع کی تصحیح ہے میں کہتا ہوں کہ قوی تر یہ ہے کہ قضاء سے بیع ام ولد دوسرے

کتاب و الکرب
 ثانیۃ الارض
 نسخہ کبری
 درمختصر

بہشتیان بیع باطل ہو اور بیع کو نزدیک فاسد ہو اور اسکی ترجیح ہر بیع کو نزدیک ہم قائم خلاف گاہی ہو کہ صورت باطل ہو کہ بعد قبضہ بیع ہو کہ نہیں اور فاسد
میں ہو کہ ہو فی التخصیص المضطر و شراء فاسد اور وقت میں ہو کہ مضطر کا بیچنا اور خریدنا فاسد ہو ہم صورت اسکی یہ ہو کہ ایک شخص کھانے یا پانی یا دیال
کی طرف یا مضطر اور اجتناب ہو اور بالغ اٹھیا مذکورہ کو نہیں جیتا مگر کثرت میں زیادہ کر کے اور اسی طرح مضطر سے خرید کر نہایت میں کو کم کر کے کذا فی النسخ البودوا و میں
علی مرتضیٰ سے روایت ہو کہ غلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن بیع المضطر یعنی حضرت نے منع فرمایا مضطر کی بیع سے کذا فی التفسیر و فسد
بیع ماسکت ای وقع السکوت فیہ عن الثمن اور فاسد ہو و بیع حسین سکوت واقع ہوا یعنی بیع چنانچہ بالغ نے کہا کہ میں نے یہ کپڑا بیچا اور مشتری نے کہا میں نے
خرید لیا اور دونوں میں کو نزدیک کیا تو بیع فاسد ہو اور اگر نفی میں کی تصریح ہوگی تو بیع باطل ہو چنانچہ مذکور ہو چکا کیسے قیمت ۴ حبیب بیع کی بقید اسکی قیمت
فاسد ہو ہم یعنی بلا تعین میں قیمت تجلیر بیع فاسد ہو و فسد بیع عرق ہوا المتاع الفیہ ابن کمال بچس و عکسہ فیہ عقد العرق و العرق کما صر
اور فاسد ہو بیع متاع اور اسباب کی غیر ہے اور شراب کی بیع متاع سے تو بیع معتقد ہوگی اسباب میں نہ شراب میں بہر صورت چنانچہ غیر یہ لکھا گیا عرض عبارت
ہو متاع قیمت والی سے کذا ص ابن کمال تو روپیہ اور اشرفی اور اناج عرض نہیں و فسد بیعہ ای العرق یا مام الولد و المکاتب و المذبح حق لوفاء بضم الصاد
المشتوی للعرق کما ص ابن کمال فی الجملہ اور فاسد ہو بیع متاع قیمتی کی ام ولد اور مکاتب و مذبح سے یہاں تاک کہ اگر متعاقبین تھیں
بایں کر نیکی تو متاع کا خریدار متاع کا مالک ہوگا اسواسطے کہ مذکور ہو چکا کہ مکاتب و غیرہ فی الجملہ مال میں بخلاف شراب یا سور یا مردار کے و فسد بیع سمک لہ بعد
لو بالعرض و لا فیما طل لعدم المملک حذر الشریعہ اور فاسد ہو بیع اس مچھلی کی جو ہاتھ میں دے کر شکار کر لے سے بشرطیکہ اسکی بیع اسباب ہو اور اگر
وہ ہاتھ اور ذرا پیر یا مکیل و قرون سے ہو تو بیع باطل ہو کذا فی شرح الوقایہ ہم صدر الشریعہ نے شرح قایہ میں کہا کہ جو مچھلی شکار نہیں ہوئی تو سزاوارتہ ہے کہ
بیع باطل ہو اگر در اہم اور ذرا نہیں ہو اور اگر متاع سے ہو تو فاسد ہو اسواسطے کہ وہ مال غیر مقوم ہو اسلیے کہ لغو امر از سے ہوتا ہو اور امر از بیان حاصل نہیں
اور حیدر شمس العرق فی مکان کا یو خذفہ لا بھیلہ للبحر علی التسلیل یا مچھلی شکار ہوئی پھر والی گئی ایسے مکان میں یعنی موضع وغیرہ میں کہ اسکی شکار
نہیں ہوئی مگر حال کے حیوان سے تو بیع فاسد ہو سبب غریب ہونے کے تسلیم سے وان اخذ بدو صا حمر و لا حیدر الرودیہ اور اگر مچھلی کپڑا لیا جائے بدون حیدر
بال کے تو بیع اسکی صحیح ہو اور مشتری کو خیار الرودیہ ہو اگر اذاد حل بغضہ لم یسد مدخلہ فلو لدہ مملکہ مگر جبکہ مچھلی خود موضع میں گھس گئی اور
اسکا مدخل بند کر دیا تو اسکی بیع صحیح نہیں بلکہ باطل ہو سبب عدم ملک اور اگر اٹھنے اسکا مدخل بند کر دیا تو اسکا مالک ہوگا اسواسطے کہ بند کرنا فعل اختیاری
ہو اور موجب ہو گا کہ جیسے حال میں بیع موجب ملک ہو مگر الرائق میں ہو کہ جب مچھلی موضع میں گئی آدمی کی تدبیر سے تو وہ اسکا مالک ہو گیا اور بیع اسکی موجب قبضہ ملک
کے ہو یعنی وصورت تسلیم صحیح ہو والا غیر صحیح اور بعضوں نے کہا مطلقاً بیع صحیح نہیں ہو اسواسطے عدم امر از کے اور خلاف اس صورت میں ہو جبکہ انسان بیع وہ بعض
شکار کرنے کے واسطے نہ بنایا اور اگر بنایا ہوگا تو بالاجماع مالک ہوگا کذا فی الطحطاوی ولہ یجوز اجارۃ برکۃ لیصاد منها السمک حیوان و جائز نہیں اجارہ
موضع اور تالاب کا تاکہ اسکی بیع مچھلیوں کا شکار کیا جاوے کذا فی البحر دبیع طحیر فی الهواء لا یرجع بعد ارساک من ذرۃ اما قبل حیدر مملکہ
عما طل لعدم ملک اور فاسد ہو بیع ان چریوں کی ہوا میں جو پلٹ نہیں آئیں یا تھو سے چھوڑ دینے کے بعد اور انکا بیچنا قبل انکے شکار کرنے کے تو باطل ہو سبب
عدم ملک کے ہم لے کر اگر چڑیا کو کپڑے چھوڑ دیا اور وہ ہوا میں اوڑتی پھرتی ہو اور اسکی پلٹ آنے کی عادت نہیں تو اسکی بیع فاسد ہو اور اگر نہ ہو اسکو
نہیں پکڑا تو بیع باطل ہو اگر در اہم یا ذرا نہیں سے بیع ہوئی ہو اور اگر متاع سے بیع ہوئی ہو تو فاسد ہو مچھلی کے مانند کذا فی العللی دلت کاتب
یطیور و یرجع کما لحکم صحیح و قبل کہ در سمجھ فی النضر اور اگر چڑیا ایسی ہو کہ اوڑتی ہو اور پھرتی ہو پلٹ کر چنانچہ بالو کیو تو اسکی بیع اور
کی حالت میں صحیح ہو اور بعضوں نے کہا کہ صحیح نہیں اور اسی قول کی ترجیح دی سر الفائق میں ہم وجہ صحت ہو کہ معلوم بطریق عادت کے واقع کے مانند ہو

بیع مچھلی

اور یہ احتمال کرنا کہ شاید یہ ایک صالح جو اپنے معنی میں چنانچہ جو بزرگ ملک سے قبل قبضہ بالغ نہیں ہو پھر صورت عرض ہلائی بیچ فسخ ہوتی ہے اسی طرح بیان در صورت وقوع عدم متبادل قبل قبضہ بیچ فسخ ہوگی کذا فی الفتح منہ الفانی بین کہا اس میں نظر ہو اس واسطے کہ شرط صحت بیع سے قدرت ہو تسلیم ہو بعد بیع کے و لہذا بندہ اگر غیبت کی بیع جائز نہیں انہما میں کہتا ہوں کہ چنانچہ در صورت عادت عود منافی قدرت تسلیم کی نہیں اس واسطے کہ جب بھڑانے کی عادت ہوتی طائر کی تادم و تسلیم ہو اور قدرت تسلیم کا دعویٰ بعد عقد کے لازم نہیں اور اگر بعد عقد عدم سرعت عود فرض کیجئے تو بیع فسخ ہو جاوے گی بخلاف بندہ اگر غیبت کے کہ عادت میں اسکا عود کرنا متداول نہیں کذا فی الطحاوی عن الحموی دبیع المحصل ای الجنین فجزم فی البحر بطلانہ کالتحاج اور فاسد بیع محل ایضے پیٹ کے بچے کی اور بھڑا الرائق میں اس کے باطل ہونے کا یقین کیا ہو ولذا الولد کے مانند ہم معتقد ہے بابتع صاحب مدیع محل کو فاسد کہ ما اور بھڑا الرائق اور برہان اور حموی میں اسکو باطل کہا ہو اس واسطے کہ بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبی فرمائی ہے اسکی خرید سے جو جانور وان کے چپ میں ہے تا وضع برود احمد والترمذی و ابن ماجہ اور اس واسطے کہ شکوک الوجودیہ کذا فی الطحاوی و اہمۃ الاحمال و الفصاحۃ یا لشر ط جلا ف حدیثہ و وصیتہ اور فاسد بیع کو ٹھنڈی کی سوائے اسکے محل کے بسبب فاسد ہونے بیع کے شرط فاسد سے بخلاف ہبہ اور وصیت کے لینے لوٹنے کا ہبہ یا وصیت کرنا بدولت محل کے صحیح ہے و دالین فی خیر جم المیر جتک بطلانہ اور فاسد ہے دودھ کی بیع جسکی اندر اور برہنہ بیچ اسکے اطلاق کا یقین کیا ہے ہم فساد بیع کے چند وجوہ میں معلوم نہیں کہ حق میں دودھ کی بیچ ۴ اختلاف دوسنے کی کیفیت میں غالباً تسارع واقع ہوا فاسد جائز ہے کہ دوسنے سے پہلے اور دودھ پیدا ہو تو مال بائع مخلوط ہوا مشتری کے مال سے اس طرح پرکہ تخلیص اسکی متصور نہیں ہم امام شافعی نے ابن عباس سے اسکی روایت کی اور صوف علی ظہر الغنم کی کذا فی الطحاوی و اولوہ فی حدیث المعمر اور فاسد بیع ہوتی کی سپی کے اندر بسبب خطر و نیستی کے لینے اسکا وجود اور مقدار معلوم نہیں و صوف علی ظہر غنم وجوہ الشارح مالک اور فاسد بیع ہون کی بھڑا کی بیچید پر اور ابو یوسف اور امام مالک نے اسکو جائز کہا ہے فساد بیع کا بسبب ہے کہ صوف نیچے سے بڑھتا ہے تو بیع غیر بیع سے مختلط ہوگی کذا فی التمر و فی الدرر اوسانہ المصروف واللبن بعد العقد لم یقلب صحیح اور سراج میں ہے کہ اگر بائع نے صوف اور دودھ تسلیم کر دیا مشتری کو بعد عقد کے تو بیع منتقلب ہو گیا صحیح ہو جاوے گی و لکن اکل ما انعدا خلقی کجلہ حیوان و لذی تموزہ یطبخ لسا و انہ معدوم غر خا اور اسی طرح جس چیز کا افعال پیدا نہیں ہو جیسے کمال جانور کی اور کھلی کھجور کی اور بیج خرپوے کا اسکی بیع فاسد ہے اس واسطے کہ مذکور ہو چکا کہ اشیائے مذکورہ عرف میں معدوم ہیں و اما صحیح اربع الکرات و منجر الصفصاف و اوراق التوت بالخصا و کالتعاطیل اور گندنا اور دخت بید اور توت کے پتوں کی بیع کو خانوں کے ساتھ ختمائے صحیح کہا ہے فقط رواج کے بسبب ہم یہ جواب ہے اس سوال کا جو فیہون کے اس قول پر وارد ہوتا ہے کہ صوف علی ظہر الغنم کی بیع اسکو فاسد ہے کہ وہ نیچے سے بڑھتا ہے تو بائع اور مشتری کی ملک میں اشتراط ہوتا ہے خلاصہ سوال یہ کہ گندنا بیچا جائز ہے اور لالہ گندنا بھی نیچے سے بڑھتا ہے تو مشتری اپنی شرح میں کہ لالہ گندنا کی بیع جائز ہے اگرچہ وہ نیچے سے بڑھتا ہے بسبب رواج کے انتہی اس میں بید اور توت میں اس تعلیل لینے تامل اور رواج کی کوچہ حاجت نہیں ہوگی و دودھ و توت و دخت اور پے سے بڑھتے ہیں تو بائع مشتری یا مالک سے مختلط نہیں ہوتی لیکن فینہ میں ہے کہ توت کی بیع اسوقت صحیح ہے جبکہ موضع قطع معلوم ہو صراحتہ یا عرفا کذا فی الطحاوی و فی القندیر و راجع اوراق توت لم تقطع قبلہ بسندہ جائز و بسندہ کاکثرہ یستقیم موضم قطع عرفا و قندیر میں ہے جو اس وقت کے اوراق کو جو قطع نہیں ہوا اس کے ایک سال سے تو بیع جائز ہے اور اگر دو سال سے قطع نہیں ہوا تو بیع جائز نہیں اس واسطے کہ قطع کرنے کا مکان عرف میں مشتبہ ہوگا تو تراج مشورہ و حدیث صحیحین فی سفہ اما غیر للعین فلا ینقلب صحیح ابن کمال اور فاسد ہے بیع اس شیشہ اور کڑی معین کی جو چھت میں منصوب ہے اور غیر معین کی بیع تو بعد قطع کے بھی منتقلب بھجبت نہیں ہوتی کذا صحیح ابن کمال ہم معین شیشہ اور کڑی کی بیع اس واسطے جائز ہوتی کہ اسکی تسلیم میں لزوم منہرہ یا بائع کے واسطے اور غیر معین میں دو علتیں ہیں ایک

مروم حضرت دوسری جہالت بیع ابن کمال عدم الغلاب صحت زایدی کی شرح قدوسی سے نقل کیا اور علامہ نووی نے زایدی کی شرح مختصر طحاوی سے نقل کی ہے
 نقل کیا ہے واعداء کذا فی الطحاوی ودرایہ من ثوب یضرب فی بعض فی المشرق ودرایہ من ثوب یضرب فی بعض فی المشرق ودرایہ من ثوب یضرب فی بعض فی المشرق ودرایہ من ثوب یضرب فی بعض فی المشرق
 جازا لا منتفعا المساکین اور فاسد بیع ایک گزنی اس کی طرح سے حبکو بچا کرنا ضرر کرنا ہے چنانچہ علامہ و فیض بھر اگر بانی نے ایک گز اس کی طرح سے
 بچا کر دیا یا گزنی کو چھپتے کہو یا قبل فتح کرنے مشتری کے تو بیع بھر کر صحیح ہو جائیگی اور اگر کہے کہ بچا کرنا ضرر ہو چنانچہ ایک گز کا بچا کرنا بخان سے تو بیع بھر
 پر سبب نہونے مانع کے ہم مانع بیع وجود ضرر تھا تسلیم کے وقت سو مخان میں ضرر نہ کر حاصل نہیں لہذا اسکی بیع جائز ہوئی اور جبکہ فیض غیر سے
 مانع نے ایک گز بچا کر دیا تو اسو اسطے بیع صحیح ہو گئی کہ مشتری نے اسکی بھائی کو جو وہ بونے کے طحاوی نے کہا شایع کو مناسب تھا کہ بون کتا فلو قطع او قطع مانتہ
 کا بھی حکم مقرر ہوتا ہے اگرچہ اسکا ترجمہ زیادہ کر دیا و ضرر فیہ القایہ بقاء و لون الصائد اور فاسد بیع شکاری کی ایک بار جل لگانے اور کھینچنے کی
 فالس باق و لون عبارت ہو شکار کرنے والے سے ہم صورت اسکی یہ ہو کہ شکاری کہے کہ بیچ میرے ہاتھ اسکو بچا کر دیکر کے جل لگانے اور کھینچنے میں ٹکے تو بیع جائز
 نہیں کیونکہ وہ چیز معمول ہو غلا وہ اسکا احتمال ہو کہ شکار جال میں آوے یا نہ آوے کذا فی النسخ و الفالین بعضین و جمیعہ الفواص اور فاسد بیع غورس
 کے ایک بار غوطہ لگانے کی فالس بعضی مجہ و صا و ممل غوطہ مارنے والا ہم صورت اسکی یہ ہو کہ غورس سوداگر سے کہے کہ میں ایک بار غوطہ مارتا ہوں تیرے واسطے جو دلی
 وغیرہ لکے سو تیرا بیع فاسد مال کے اور وہ بیع عزم جواز وہی ہے جو سابق ذکر ہو چکی و البیوع فیہما باطل للضرر یجوز و کذا فی النسخ و البیوع فیہما باطل للضرر یجوز و کذا فی النسخ
 و قد ظہر منہ انہ فی سلب الفاسد فتدبر فی المختصر و جب ان یہ ادب الباطل لاندھا لیس فی مسکک کما مشر او جال
 لگانے اور غوطہ مارنے میں بیع باطل ہو کر کے سبب کذا فی البیوع و النسخ و الا لیساح و صفت شریع میں کہ مانتہ ضرر سے در غور میں اس بیع کو فاسد کی لڑی
 میں پر و یا سومین بھی انکا پیر ہو گیا اس مختصر میں اور واجب ہو کہ فاسد سے باطل ہو اور وہ اسو اسطے کہ بیع اس قسم سے ہو جو بانی کی ملک میں نہیں چنانچہ
 گز گیا کہ جو چیز آدمی کی ملک میں نہیں اسکی بیع باطل ہو جو سلم کے خالو اپنے بیع الرطب علی النخی و غوطہ مارنے کیلئے نقدی انشور و حرجم
 و مثله الحنفی بالزیب عنایہ للنہی و بشیرو فی الربوا قال المصنف فلو لم یکن دایا حباد لا اختلاف الجنس اور فاسد بیع مزاجہ
 و بیع ہر چیز جو بانی کی جو لگی ہو وقت برخشک مجوز مطلق سے برابر اسکی پیمانے کے گمان اور انکس سے کذا فی شرح الجمع اور مانند اسکی انکس ترکی بیع ہو جو وقت پر
 لگا ہو خشک انکس سے کذا فی النہایہ بیع مذکور فاسد ہو سبب بی شایع کے اور بیایح کے شہد سے سبب احتمال کی پیشی کے ضعف لگا اور اگر خفہ کچھ نہ ہو بلکہ گند
 ہو تو بیع مذکور جائز ہو سبب اختلاف جنس کے اپنے اختلاف جنس میں شہد بیایح کا نہیں ہم اکثر کتب میں تفسیر مزاجہ یون مذکور ہو کہ بیع النثر بالخلتہ
 علی رائس النخل بقر البقاء و المتناہ لیکن یہ خلاف تحقیق کے ہے اسو اسطے لثرفاء متناہ عبارت ہو بار درخت لیے بھلے اور پھل بچہ اور گند و لون کو شامل ہے
 حالانکہ گند کچھ کا بیچنا خشک کچھ سے بطریق ملن و تخمین جائز ہے اختلاف جنس کے سبب لہذا تفسیر مزاجہ یہی بہتر ہے جو شایع نے کی و الملاصقہ للمسلحۃ اور
 فاسد بیع الملاصقہ اپنے بیع میں ہاتھ لگانے سے بیع کا واجب ہونا ہم مغرب میں ہو کہ بیع الملاصقہ اور بیع اللباس یہ ہو کہ ایک شخص دوسرے سے کہے کہ جب تیرے میرا
 کپڑا بچھو یا اپنے کپڑا کپڑا بچھو تو بیع واجب ہو گئی اور منتفی میں امام سے ہو کہ بیع الملاصقہ یہ کہے کہ میں تیرے ہاتھ یہ مناع بچھو ہوں اتنے کو سو جبکہ میں بچھو بھول
 ہاتھ لگاؤں تو بیع واجب ہے یا مشتری اسی طرح کہ کذا فی الطحاوی فتح القدر میں کہ الملاصقہ یہ ہو کہ ایک شخص دوسرے کا کپڑا بلا مائل بچھو تو بچھو والے کو بیع لازم ہو جاوے
 بلا اختیار الرؤیہ اور یہ اسطے کہ مثلا اندھیرا ہو یا کپڑا لپٹا ہو و لیس بذا ای نبذھا للشرع اور فاسد بیع الما بذہ اپنے بیع کا ڈالنا مشتری سے اپنے
 منابہ یہ ہو کہ بانی کہے کہ جب میں کپڑا تیرے طرف ڈالوں یا مشتری کہے کہ جب تو اپنا کپڑا میری طرف ڈال تو بیع واجب ہے اپنے بلا مائل بلا اختیار منفع و الفاء
 علیھا اور فاسد بیع سکر نہ ڈالنے کی بیع ہم القادح کی یہ صورت ہے کہ سکر نہ ڈالے اور وہاں چند کپڑے ہوں تو جس کپڑے پر سکر نہ پڑے اس پر

مکتبہ

بیع واقع ہو جاتا ہے اور رویت ہونا خیال کے لئے بعد دھمی سے بیع الحی اہلیہ فقہی عنہا کھائی یعنی لوجود القمار فکانت قاسدۃ ان سبوت ذکر
 الثمن بکسر اور یہ لینے ملا مسہ اور منانہ اور الفا وجہ زمانہ کفری بیوع میں سے ہیں اور شرع میں ان سے بیع نہیں واقع ہوا کذا فی بیع یعنی سبب بانی جانے قمار کے
 تو یہ سبب بیوع فاسد میں اگر کثرت کا ذکر پہلے ہو جائے تو کذا فی البحر میں ان بیوع میں وجود قمار ہی واسطے مطلق ہونے تکلیف کے افعال مذکورہ پر گویا بالغ نے یون کہ مشتری
 سے کہ جس چیز پر تو مسکرتیہ ڈالے یا حبکو تو باقی کھلاوے تو میں نے بیعے ہاتھ اسکو بجا نہیں مذکور ہوا نہ یہ صورت بیوع مذکورہ فاسد میں باطل نہیں ہو سکتا
 عدم تصحیح نفی میں کے ذکر میں کے اس واسطے قید گائی کہ متوہم نہایت بیع ہو ذکر میں کے وقت کذا فی الطحاوی صحیح میں ابو سعیدہ خدری سے مروی ہے کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملا مسہ اور منانہ فی البیوع سے نفی فرمائی اور صحیح میں ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیع انحر اور بیع
 الحماۃ سے نفی فرمائی کذا فی التیسیر اور صحیح میں جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اور محافہ سے نفی فرمائی کذا فی الفتح محافہ
 یہ کہ گھوٹوں کو اسکی بالیوں میں بیچے جو حق گھوٹوں کے برابر پیمانے میں ظن و تخمین سے کذا فی المنہر و بیع ثوب من ثوبین و عبد من عبدین لیس فی کلا
 البیوع اور فاسد بیع ایک کپڑے کی دو کپڑوں میں یا ایک غلام کی بیع دو غلاموں میں سے سبب جہالت بیع کے لینے معلوم نہیں کہ دو کپڑوں میں سے کون
 کپڑا یا دو غلاموں میں سے کون غلام بیع ہو تو منازعت پیدا ہوگی بالغ نہیں جانتا کہ کس کو تسلیم کرے اور مشتری نہیں جانتا کہ کس پر قبضہ کرے بحر الرائق
 میں قیمت والی چیز کی اس واسطے قید گائی کہ بیع ہمہ کی شئی میں جائز ہو فلو قبضہا وھلکا معاً ضمن نصف قیمتہ کل اذا الفاسد معتبر یا لیس فی
 بخر اگر مشتری نے دو دن کپڑوں یا غلاموں پر قبضہ کیا اور دو دن ساقتی ہلا کر ہو گئے تو مشتری تاوان دے ہر ایک کی نصف قیمت کا اس واسطے کہ بیع
 فاسد معتبر ہے بیع صحیح سے ہم ہر ایک کی نصف قیمت کا ضمان اس واسطے ہوا کہ ایک کپڑا تو مضون یا قیمت ہو کہ نہ مقبوض بلکہ بیع فاسد اور دوسرا کپڑا یا
 ہی اور ایک اولی نہیں دوسرے تو امانت اور ضمان دونوں میں ضائع ہو گئی کذا فی المنہر و بیع صحیح کی یہ صورت ہو کہ دو کپڑوں پر قبضہ کیا اس شرط سے کہ ایک
 میں مشتری مختار ہو چھ دو دن ضائع ہو گئے تو ہر ایک کی نصف قیمت کا تاوان اس پر لازم ہوگا اور قیمت بیع فاسد میں جیسے میں بیع صحیح میں کذا فی البحر
 دوسری قیمت کا اول معتبر نہ ہو اور اگر دو دن کپڑے ایک بعد دوسرے ضائع ہوئے تو اس کپڑے کا تاوان دے جو اول ضائع ہوا کیونکہ
 اسکا پھیرنا سبب ہلاکی کے معتبر ہے یعنی در صورت تعدد مالک اسکا مضون ہونا مستلزم ہو گیا تو دوسرا کپڑا امانت باقی رہا والقول للضامن وھذا
 اذا المرء یستقرط حیثاً بالتعین فلو شرط اخذ ایھا کسواء جاز لما و اور تعین مضون میں نہ اس لئے مشتری کا قول معتبر ہے لینے جبکہ اسنے دعویٰ کیا کہ اول
 طرنا کپڑا یا غلام مالک ہوا نہ فلان تاوان اسکی امتدین ہوگی اور یہ لینے فساد بیع ایک کپڑے کی دو کپڑوں میں سے اس وقت ہے جبکہ مشتری نے خیال یا تعین کو شرط
 نکلیا ہو اور اگر شرط کیا ہوگا ایک لینا دوسرے حبسکو چاہے تو بیع جائز ہے چنانچہ غیر المتعین میں مذکور ہو چکا والمرء یحیی الکلاۃ و اجار تھا اما بطلان
 یہ حکم فلعلم اللان لحدس لناسی من کائن فی ثلث فی الماء والکھار والسنار اور فاسد بیع گھاس اور جارے کی اور جارہ اسکا بطلان اسکی
 بیع کا تو سبب عدم ملکیت کے ہی دلیل اس حدیث کے کہ سب لوگ شریک ہیں تین چیزوں میں پانی اور گھاس اور آگ میں ہم بوداؤد میں حدیث مذکورہ بلقیع پر کہ
 المسلمون شراۃ فی ثلث فی الماء والکلاۃ والسنار بحر الرائق میں ہے کہ پانی کی شرکت کا یہ مطلب ہے کہ غیر کے کنوئین اور حوض اور تالاب اور نہر سے شرب
 کو پانی پینے اور جانور کو پانی پلانے کا اختیار ہے اور گھاس کی شرکت کا یہ مطلب ہے کہ ہر شخص کو گھاس چھیننا اور کاٹنا میں سے درست ہے یعنی مالک اور غیر مالک
 اس میں برابر ہیں اور آگ کی شرکت کا یہ مطلب ہے کہ اگر آگ جلتی ہو تو ہر شخص کو تاپنا اور کپڑے خشک کرنا جائز ہے لیکن انکار لینا یوں ان میں مالک یا غیر مالک
 اور محلی شرکت مذکور ہو کہ پانی کو یہ دونوں میں نہ نہ کہ چھیننا ہو اور گھاس کو کاٹنا ہو اس واسطے کہ در صورت یمین میں پھر رکھتے اور گھاس کاٹ
 رکھتے کہ پانی اور گھاس کے بیچ جائز ہے کہ نہ چھیننا اور نہ کاٹنا اور عدم چھیننے کا یہ بھی محل ہے جبکہ گھاس خود ہو اور اگر

فی شئین عبیدہ و مکاتبہ اور خرید کرنا اسکا حبس کی گواہی بالغ کے فائدے کے واسطے جائز نہیں چنانچہ اس کے بیٹے اور باپ کی خرید بالغ کی ذات کی خرید کے برابر ہو تو اسکا خرید کرنا بھی جائز نہیں بخلاف صاحبین کے کہ ان کے نزدیک بالغ کے اصول اور فروع کو کتر ثمن سے خرید کرنا جائز ہے سوائے اس کے غلام اور مکاتب کے کہ ان کے لئے ان کا جنس الفاسد و کون البیوع بحالہ فان اختلف جنس الثمن و تحبیب البیوع جاز مطلقاً کما لو شراہ بائرنہ و بعد التقدیر و زور و عدم جواز کے واسطے جنس ثمن کا متحد ہونا اور بیع کا بحال خود باقی رہنا اور اگر جنس ثمن مختلف ہو یا بیع میں مشتری کے پاس عیب لگ جائے تو ہر طرح بیع جائز ہے خواہ نقصان ثمن بقدر عیب کے ہو یا زیادہ چنانچہ بیع جائز ہے اگر بالغ نے ثمن اول سے زیادہ ثمن کو خرید کیا یا بعد قبضہ کرنے ثمن کے کتر ثمن سے خرید کیا و اما ما ہم واللہ ما یلزم جنس و واحد فی ثمن مسائل منہا ہذا فی قضاء دین و شفقتہ و کراہ و مضارکتہ و التنازع و بقاء و امتناع مراجعہ و زکوٰۃ و شرکات و فہم متلفات و امرش جنایات حکما بسطہ المصنف معنی بالاعمال و بدو اور در اہم اور دانیہ ایک ہی جنس میں ان کے مسئلوں میں از اجماع یہ تمام ہر اور اداسے دین میں اور شفعہ اور کراہ اور مضاربہ میں باعتبار ابتدا اور انتہا بقا اور امتناع مراجعہ میں اور چار مسئلے مسائل مذکورہ پر اور زیادہ کیے گئے ہیں زکوٰۃ و شرکات اور اشیا متلفہ کی قیمتیں اور جنایات کی دیت چنانچہ اسکو بھیج بیان کیا ہے مصنف نے اپنی شرح میں عادیہ کی طرف نسبت کی کہ ہم اقل ثمن سے خرید کی صورت یہ کہ عقد اول در اہم سے تھا پھر بالغ نے اسکو دانیہ سے خرید کیا جنکی قیمت پر در اہم سے تو جائز نہیں اس واسطے کہ باعتبار استحسان و اہم اور دانیہ بیان متحدہ جنس میں اور اداسے دین کی یہ صورت ہو کہ ایک شخص پر در اہم کا دین تھا سو اسے اداسے دین میں پہلوتی کیا پھر اس کے دانیہ قاضی کے ہاتھ میں پڑے تو قاضی کو جائز ہو کہ دانیہ کو در اہم سے بدلا کر اداسے دین کرے اور غیر دانیہ کے اور مال سے قاضی اداسے دین معین کر سکتا امام کے نزدیک ظافراً للصابحین اور شفقت کی یہ صورت ہو کہ شفعہ کو ضرر ہوئی کہ مشتری نے گھر کو ہزار درم سے خرید کیا پھر شفعہ ہوئی پھر ظاہر ہو کہ مشتری نے دانیہ سے گھر خرید کیا جنکی قیمت ہزار درم میں یا زیادہ تو اسکو در اہم کا مطالبہ نہیں ہو چکا اور اگر اس کی یہ صورت ہو کہ ایک شخص نے زبردستی ہوئی کہ اپنا غلام ہزار درم کو بیچے سو اسے پچاس دینار کو بیچا جنکی قیمت ہزار درم ہو تو یہ بیع علی حکم الاکراہ ہو اور اگر کیلی یا ورنی یا اسباب سے جسکی قیمت اوتنی ہر بیع ہوگی تو یہ بیع زبردستی کی نہ ہوگی اور ابتدا سے مضاربہ کی یہ صورت ہو کہ ایک شخص نے ہزار دینار پر عقد مضاربہ منعقد کیا اور فائدہ بیان کر دیا پھر مضارب کو اوتنے درم دیئے جنکی قیمت ہزار دینار میں تو مضاربہ صحیح ہو اور فائدہ ہر قرار ہر شرط کے موافق اور اسی طرح انتہا اور بقائے مضاربہ ہو اور امتناع مراجعہ کی یہ صورت ہو کہ ایک کپڑا دس درم کو خرید کیا پھر اسکو بطور مراجعہ بارہ درم کو بیچا پھر اسکو ایک دینار سے مول لیا تو اب اسکو بطور مراجعہ بیع کرے اور اسی طرح اگر دس درم کو خرید کرے اور ایک دینار کو بیچے جسکی بارہ درم قیمت ہو تو مراجعہ متنع ہو اور زکوٰۃ کی یہ صورت ہو کہ ہم در اہم کا دانیہ سے اور زکوٰۃ لکنا ایک جنس کا دوسری جنس جائز ہے اور شرکات کی یہ صورت ہو کہ جب ایک فریاد مال در اہم ہوں اور دوسرے خرید کیا مال دانیہ میں تو دونوں میں شرکت غنا منعقد ہوگی اور اشیا متلفہ میں قیمت کرنے والا مختار ہے چاہے در اہم سے اسکی قیمت مقرر کرے چاہے دانیہ سے اور جنایات کی دیت کی یہ صورت ہو کہ منہج میں نصف عشر دیت ہو اور باشمع میں عشر ہو اور منقلہ میں عشر اور نصف عشر ہو اور جالفہ میں ثلث ہو اور دیت یا ہزار دینار میں یا دس ہزار درم میں تو اشیا سے مذکورہ میں چاہے دیت سوتلے کی مقرر کرے چاہے جائز دیت کی کذا فی الطحاوی و فی الخلافہ کل عدل و سلمہ بحقہ و یضہم ہذا کہ فی قبل قبضہ سے یجز المصروف فی قبل قبضہ اور خلاصہ میں ہو کہ جو عوض کہ ملوک ہو ایسے عقد سے جو نسخ ہو جائے عوض کی ہلاکی سے قبل اس کے مقبوض ہونے کے تو اس عوض میں تصرف جائز نہیں قبل اس کے قبضہ کے ہم چنانچہ مال منقول کو جبکہ خرید کرے تو مشتری کو اس میں تصرف کرنا قبل قبضہ کے صحیح نہیں عوض مذکور کی قید سے ثمن نکل گیا کہ اس میں تصرف بطور بیع یا بیع کے قبل اس کے مقبوض ہونے کے جائز ہے خواہ ثمن متعین ہو جاتا ہو یا تعین سے پنا چہ کیل یا تعین نہ ہو جاتا ہو چنانچہ لغو دار اسکی علت یہ ہو کہ عقد بیع فتح نہیں ہوتا ثمن کی ہلاکی سے اس واسطے کہ

میں یا بیع فاسد یا غرض
در دین یا بیع و در بیع
دیت و غرض میں

اور

تو اسکا عرض ہے کہ دروازے کے عرض کے برابر پتھر ایا جاوے ہم بہتر یہ تھا کہ شلج باب الدار الاعظم کتا لے اسواسطے کہ اعظم صفت ہی باب کی اور مراد اس سے پہلا دروازہ ہی گھر کا انتہی لیکن فتح القدر وغیرہ میں بھی باب الدار العظمیٰ وارد ہی تو ظاہر اعظم کہنے کی کچھ حاجت نہیں اسواسطے کہ بڑے گھر کا اکثر بڑا دروازہ ہوتا ہی جسکو بندین بچا تک بولتے ہیں والد اعظم کا بیسم المسالہ دھبتہ لکھا کہ اذکایدی قد صلیت علیہ من اللہ و علیٰ آلہ و علیٰ صحبہ و علیٰ سبطہ و علیٰ من یرحمہ اللہ بانی بنی کے مکان کی بیع اور نہ ہبہ اسکا بسبب اس کے معمول ہونے کے اسواسطے کہ جتنا بانی مکان سیل میں بچھلنا ہی اسکی مقدار معلوم نہیں ہم سیل سے یا رقبہ سیل مراد ہی لینے وہ مکان جس میں بانی بٹنا ہی چنانچہ نہر یا سطح لینے چھت او طریق سے یا رقبہ طریق مراد ہی لینے وہ مکان جس میں مرور واقع ہی تو مقدار سیل معمول ہی لہذا اسکی بیع اور ہبہ جائز نہیں اور رقبہ طریق معلوم ہی اگرچہ اسکی حدود مذکور نہ ہوں تو اسکی بیع اور ہبہ جائز ہی یا سیل سے حق تسلیل لینے بانی بنی کا حق مراد ہی تو اگر زمین پر سیل ہی سو معمول ہی اور اگر چھت پر ہی تو وہ حق نقلی ہی جسکو لغاتین یا طریق سے حق مرور مراد ہی اسکی بیع میں دو روایتیں ہیں و جب بطلان یہ ہی کہ مال نہیں اور وجہ صحت یہ ہی کہ اسکی طرف حاجت ہی اور وہ حق معلوم ہی اور عین باقی سے متعلق ہی یہ اس صورت میں ہی جب میں جیت المسیل اعتبار ہو اور اسکا طول اور عرض نہ بیان ہو اور اگر سیل کو نہر ہونے کی حیثیت سے اعتبار کیجیے تو وہ زمین مملوک ہی اور اسکی بیع جائز ہی چنانچہ خبری سے ذکر کیا ہی یا میں جیت المسیل اعتبار کیجیے لیکن اس کے حدود مذکور نہ ہوں تو بھی اسکی بیع جائز ہی بقول قاضی خان کذا فی شرح الوفا یہ وما شہد بہ الحسن الجلیلی صحیح حصص و مرتب اللام من بلا خلاف و مقصود احوال فی ذلک ایۃ دیہ اخذ عامۃ للمشاہد شہنی فی غنی لا و صحیح کے البواللیث اور صحیح ہی بیع حق مرور لینے راہ چلنے کے حق کی بیع زمین کے ساتھ بالاتفاق بلا خلاف اور بالذات فقط حق مرور کی ایک روایت میں بیع جائز ہی اور اسی روایت کو اکثر فقہانے لیا ہی اور دوسری روایت میں بیع اسکی صحیح نہیں اور فقہ البواللیث نے اسکو صحیح کہا ہی ہم حق مرور کی بیع زمین کے ساتھ صورت اسکی یہ ہی کہ ایک شخص زمین کا مالک ہی اور اسکو دوسرے کی زمین میں ہو کر اپنی زمین میں لے آ کا حق نہایت ہی اس شخص اپنی زمین باوقی مرور کو بچا تو بیع صحیح بیع ہی کذا فی الطحاوی و کذا فی السیوع الشریعۃ ظاہر الروایۃ فسادہ کہ اتباعا خاندہ و شرح دھبائیدہ و تحقیقہ فی احیاء الموات اور اسی طرح شرب بالکسر کی بیع لینے ذراعت سینچے اور جانوروں کے پانی پلانے کو بانی لینے کی باری کی بیع جائز ہی زمین کے ساتھ بالاجماع اور فقط باری چھپا بدون زمین کے ایک روایت میں جائز ہی اور یہی مشائخ بلخ کا مختار ہی اور دوسری روایت میں جائز نہیں اور یہ قول مشائخ بخارا کا مختار ہی کذا فی النسخ اور ظاہر الروایۃ میں بیع فاسد ہی مگر زمین کے ساتھ کذا فی النانیہ و شرح الوہبانیہ اور ہم اسکی تحقیق کر نیگے احیاء الموات کی کتاب میں کہ بیع حق تسلیل دھبتہ اسواء کان علی الارض لکھا کہ محکم و علی السطح لانه حق التعلی و قد بطلانہ صحیح نہیں بیع حق تسلیل کی اور ہبہ اسکا خواہ سیلان آب کا حق زمین پر ہو بسبب معمول ہونے اس کے مکان کے چنانچہ مذکور ہو چکا قبل اس کے یا چھت پر ہو اسواسطے کہ وہ حق نقلی ہی اور اس کے بطلان کی وجہ پہلے مذکور ہو چکی ذلک الجسیم بتم من یحل الی المین و من دھوا و لیم من الدیم یحل فیہ الشمس بیع الحصل و هذا المین و من السلطان و من المین و من یحل فی الحوت و من البر جندی سبعة فاذا الی سینیہ فالعقد فاسد لکمال اور صحیح نہیں بیع اس میں سے جو مویں ہی نور و نیک نور و پلا دن ہی فصل بیع کا جس میں آفتاب بیع محل میں آوے اور یہ نور و سلطان ہی اور جو سیون کا نور و وہ دن ہی جس میں آفتاب بیع حوت میں آوے اور بر جندی نے سات نور و شمار کیے ہیں پھر جب عاقدین نے نور و کی مدت بیان کی اور تصریح کی کہ کون نور و مراد ہی تو عقد فاسد ہی کذا ہم سہ ابن کمال لینے بسبب معمول ہونے مدت کے و المین جات دھوا و لیم من الحزین یحل فیہ الشمس بیع المیزان اور بیع صحیح نہیں مہرجان کی مدت تک مہرجان پلا دن ہی فصل خریف کا جس میں آفتاب بیع میزان میں آوے ہم مہرجان مہرجان کا چو نکہ وہ دن بھی متعدد ہی نور و کے متعدد ہذا بیع صحیح نہیں

اسکو اثنافرض ہے تو قول انہ فرما دے اس بیع کا چنانچہ افی مراد ہے اسکو ناکار کیا ہو اور بالرائی کا ظاہر کلام میں بیع کی تہیج پر دلالت کرتا ہے بشرط ان کے بیع
 عبدیہ کمال یہ کہ بالذات البیعتہ فانیہ البیعتہ بالذات البیعتہ غیر باعین یا غیر باعین مقتضی نہیں ہے بشرط ان کے بیع جائز و مشتری نہیں ہے اور ان
 کمال نے یون نہیں کی ہے کہ مشتری جائز پر سوار ہو اس واسطے کہ جائز مشتری مقتضی نہیں کیونکہ البیعت استحقاق نفقت آدمی میں منحصر ہے لہذا یہ تخصیص لکن بیع
 بشرط انہ معلوم و کفیل حاضرین صلاحت یا وہ شرط ہو جو مقتضی نہیں لیکن وہ مناسب ہے عقیدے جیسے بن معین اور کفیل حاضر بشرط
 کرنا کہ اصح ابن مالک ہم ایفہ بالمشتری سے کہ میں بیچتا ہوں اس شرط سے کہ بابت میں کے تو فانی چیز میرے پاس رہے یا اس شخص کو میں کا منہ
 دے تو بیع صحیح ہے البیعی شرط سے خبر الرائی میں کہا کہ بن کا معین ہونا خواہ یا شاہد ہو یا بستمیہ تو اگر رسمی اور اشاریہ نہ ہو تو جائز نہیں مگر جبکہ دونوں انکی
 تعلیم میں مجلس عقد کے اندر راضی ہو جائیں اور قبل تفرق مشتری اسکو تسلیم کرے یا مشتری میں دینے میں تعجیل کرے اور عاقدین میں کو باطل کر دین
 حضور کفیل کی قید اس واسطے لگائی کہ اگر ضمان غائب ہو اور قبل تفرق قبول کرے یا حاضر ہو اور ضمانت قبول نہ کرے تو جائز نہیں اور جو الحرف ہے
 تبعیغ لعل ای حرم سے کہ باسو مایؤ والبیعی یعنی علی ان یجد وہا لباکم ویشرکہ ای یضع علیہ الشرکۃ وہو السیو مثلاً تہید القیض اب
 استیصال التام بلات گیرد یا عادت جاری ہو گئی ہو اس میں کسی خبیثہ فحش کی بیع اس شرط پر کہ بائع بیکر کاٹے اور اس پر دوا لگا دے اور اسکی ہند
 کیلین بڑا بیکر کاٹش سے بیع صحیح ہے سبب تامل اور رواج کے بلا انکار اہل علم شائع نے کہا معصفت نے بیع کا لعل نام رکھا باعتبار انجام کار کے کذا فی
 العینی شرک کسبر اول عبارت ہے سیر سے بیع سین مملہ و سکون یا سے تمنا میں بیع وہ دوام اور شتمہ جو تعلیم میں نیست قدم پر رہتا ہے ہم مہم بیع صا و عرب ہے
 جرم فارسی کا کذا فی الطحاوی و هذا اذا اعلق بکلمہ علی وان بکلمہ ان بطل البیعت لان فی خلاف و وقتہ کثیرا لشرط اشیاہ
 من الشرط و التعلیق و من مسائل شنی یہ بیع شرط مذکور سے بیع صحیح ہونا اسوقت ہے جبکہ شرط کو بلفظ علی تعلیق کرے اور اگر بلفظ ان شرط تعلیق
 ہوگی تو بیع سبب صورتوں میں باطل ہے مگر اس مثال میں کہ میں بیچ کر اگر غلاما شخص راضی ہو اور اسکی رضامندی کی مدت تین دن معین کی اختیار بشرط
 کے مانند کذا فی الاشیاہ من الشرط و التعلیق والیوم من مسائل شنی و اذا اقبل مشتری البیعیہ بدین معین کما ان یاخذ بانہ صریحا او
 کذا لہ بان فیہ من مجلس العقد بحضورہ اور جبکہ مشتری نے بیع پر قبضہ کیا اسنے بائع کی رضامندی سے خواہ رضامندی صریحا ہو یا باعتبار دلالت
 حال کے اسطرح کہ مشتری اپنے قبضہ کے مجلس عقد میں بائع کے سامنے ابن کمال کے بیان میں بجائے رضاے بائع اذن بائع مذکور ہے ہم ابن کمال نے اذن ذکر
 کیا نہ رضا اس واسطے کہ بیع فاسد میں رضائے بائع غیر نہیں اور صاحب کثر نے بقیہ بائع کی ہے اور امر بائع شامل ہے بیع اگرہ اور تسلیم اگرہ کو کہ اس سے
 ملک ثابت ہوتی ہے باوجودیکہ رضامندی اگرہ میں ثابت نہیں اگر معصفت کثر کے مانند بجائے رضا امر بائع کتا تو بہتر تھا کذا فی الطحاوی علی البیعی
 فی البیعی الفاسد و بہ خرج البیاطل فقدم مع حکم مشتری نے قبضہ کیا بائع کے امر سے بیع فاسد میں اور بیع فاسد کی قید سے بیع باطل کھائی
 اور اسکا حکم پہلے مذکور ہو چکا ہے بیع باطل کا یہ حکم مذکور ہو چکا کہ باطل میں قبضہ سے مشتری کی ملک ثابت نہیں ہوتی اگر اسنے پاس بیع ہلاک
 تو اس پر تاوان نہیں کیونکہ وہ امانت ہے اور قبضہ میں تاوان کی تہیج کی ہے اور اسی پر فقوے ہو و حیثند فلا حاجۃ لقول البیعیۃ و الحایۃ
 و کل من عو ضیہ مال کما قالہ ابن کمال لکن احیای سجدی بانہ لسا کان الفاسد البیعی البیاطل یجاء حکم حق و لایوجد
 بذات ختمہ اور اسوقت میں ایفہ جبکہ بیع باطل بیع فاسد کے ذکر سے خارج ہو گئی تو کچھ حاجت نہ رہی اخراج کی باطل کے واسطے مبادیہ اور
 عنایہ کے اس قول کی اور بیع فاسد کے دونوں عمومون میں سے ہر ایک عوض مال ہو چنانچہ اسکو ابن کمال نے بیان کیا ہے لیکن سہروردی جواب
 دیا ہے اسطرح کہ جب فاسد شامل ہے باطل کو مجازا چنانچہ اس باب کی ابتدا میں مذکور ہو چکا تو اخراج باطل کا مبادیہ کے اس قول سے محض بیکر چھوڑنا
 و یا ہر اسطرح کہ جب فاسد شامل ہے باطل کو مجازا چنانچہ اس باب کی ابتدا میں مذکور ہو چکا تو اخراج باطل کا مبادیہ کے اس قول سے محض بیکر چھوڑنا

فی البیعیۃ
 انہ یجاء حکم
 فاسد و لایوجد

اکلام بیکر فاسد

ہم عمومی سے سمجھیں کہ جو کچھ باطل و باطل کی طرف سے وہ جو اس قید سے بھی خارج نہیں ہوتی یعنی بیع خمر اور خمر کی وراحم سے کیونکہ یہ بیع باطل ہے
 باوجودیکہ دونوں عوض مال ہیں تو اس قول کا خلاف کوئی بھی نہیں کہ یہ قسم باطل کی فاسد ہے جو قبض سے ملوگ ہوتی ہے اور
 حالانکہ ایسا نہیں کہ ذاتی الطحاوی نے لکھا ہے البیاع عندہ ولو یک فیہ خیار شرط اور بالغ نے مشتری کو مٹی لکھی ہو قبض سے اور اس میں خیار شرط نہ ہو
 ہم مٹی بالغ کی قید کی کچھ حاجت نہ تھی اس واسطے کہ مٹے بالغ یعنی ہر اس قید سے لیکن خیار شرط کی قید ضروری اس واسطے کہ در صورت خیار شرط کے قبض سے
 ملک ثابت نہ ہوگی کیونکہ جب بیع صحیح میں خیار شرط سے ملک نہیں ہوتی تو بیع فاسد میں بطریق اولیٰ ہوگا ملک یعنی بیع فاسد میں جبکہ مشتری بالغ کے امر سے
 در صورت عدم خیار شرط بیع پر قبضہ کرے گا تو اسکا مالک ہوگا ہم نے اسکی ذات کا مالک ہوگا علما سے بالغ کے نزدیک اس واسطے کہ اگر مشتری غلام کو جو قبض نہ کرے اور
 کہے تو صحیح ہے اور اگر اسکو بیع کرے گا تو اسکا مالک ہوگا اور اگر مشتری جاریہ کو بچہ دے تو بالغ پر اسکا واجب ہوگا اگر بالغ کی ملک سے جاریہ خارج نہ ہوتی تو
 اس پر واجب ہوتا اور علما سے عراق کے نزدیک مشتری انقرف کا مالک ہر نہ ذات کا اکتا ثلث فی بیع الیذاک فی شراؤا کلاب من مالہ دیکھو او بیعہ لہ
 لذلک فاسد کہ عیالہ حتیٰ یستعملہ مگر میں صورت میں بعد قبض کے بھی ملک ثابت نہیں ہوتی ہر ل کرنے والے کی بیع میں اور باپ کے خرید کرنے
 میں اپنے مال سے اپنے طفل کے واسطے یا باپ کی بیع فاسد کرنے میں طفل سے اسی طرح یعنی اپنے مال سے اسکا مالک ہوگا بدون استعمال کے ہم کبر الراق من سبیلہ محیط سے باہر
 عبارت منقول ہے باع عبد آمن ابنہ الصغیر فاسدا او مشتری عبد الفسہ من مال الصغیر فاسدا الا ان یثبت لملک حتیٰ یقبضہ ویستعملہ انتہیٰ یعنی باپ بطور بیع فاسد کو
 غلام کو اپنے ولد صغیر سے یا یا صغیر کا غلام اپنی ذات کے واسطے اسی طرح فاسد خرید کیا تو ملک ثابت نہ ہوگی تا وقتیکہ اس پر قبضہ نہ کرے اور استعمال میں لاوے
 اس واسطے کہ قبضہ دونوں صورتوں میں باپ کا ہر تو ملک ثابت نہ ہوگی مگر استعمال سے اور جبکہ خرید صغیر کے واسطے ہو تو استعمال ثابت نہ ہوگا مگر جبکہ صغیر کی حاجت
 میں متعل ہو اگر شراج یون کہتا کہ فی بیع الاب من مالہ لطفہ فاسدا او شراؤا لفسہ من مال طفله لذلک لا یملکہ حتیٰ یقبضہ ویستعملہ لو مطلب واضح تر ہوتا کہ ذاتی
 الطحاوی دالہ صحت من فیہ مشتری امانہ کا مالک کہ جبکہ وہ اور جو بیع قبل از عقد مقبوض ہر مشتری کے ہاتھ میں وہ امانت ہر مشتری اس قبض
 سے اسکا مالک ہوگا ہم نے قول اس پر مبنی ہے کہ تخلیہ قبض نہیں کہ ذاتی المجتبىٰ والعمادیہ اور دوسرا قول یہ ہے کہ تخلیہ قبض ہے اور خانیہ میں اسکی تفسیر ہے
 چنانچہ فتح القدیر میں کہا کہ اگر مشتری کے پاس ودیعت ہو تو اسکا مالک ہوگا بجز قبول اور جمع تغایر میں ہر کہ ودیعت حاضرہ کا مالک ہوگا کہ ذاتی الطحاوی
 ولذلک لملک تثبت کل احکام الملک کا خمسہ کا یحل لہ اکملہ ولا یلبسہ ولا یطیبا ولا ان یتزوجا منہ البیاع وہ شفعہ جاریہ و عتقار
 اسباب اور جب کہ بیع فاسد کا مشتری مالک ہو تو سب احکام ملک ثابت ہونگے سوائے بائع حکم کے حلال نہیں مشتری کو اسکا کھانا اور اگر بیع طعام
 ہو اور نہ پہننا اسکا اگر لباس ہو اور نہ جماع کوئی کا اور حلال نہیں نکاح کرنا بالغ کا کوئی بیع سے مشتری کے پاس اور شفعہ نہیں اسکا پڑوسی کو اگر بیع
 زمین ہو کہ ذاتی الاشیاء ہم مشتری کو وطی اس واسطے جائز نہ ہوئی کہ اس پر فتح بیع واجب ہر نامعصیت پر امر نہ پایا جاوے تو اشتغال بطی اعراض ہے
 فتح سے تو اس سبب سے وطی جائز نہ ہوئی نہ بسبب عدم ملک کے اور شفعہ اس واسطے نہ ہو کہ حق بالغ ہونے منقطع نہیں بسبب وجوب فتح اور اسرار کے دے
 الجوہرۃ بشرح المحکمۃ لا یشفعہ بھا حتیٰ سادسہ اور جو ہر اور شرح مجمع میں ہے کہ شفعہ نہیں بسبب خرید کرنے زمین کے تو یہ صورت سادہ ہوتی
 یعنی اگر زمین یہ بیع فاسد خرید کی اور اس کے حواریں دوسری زمین معرض بیع میں ہوتی تو مشتری اسکو بھی شفعہ نہیں لے سکتا مثلاً ان مثلیا واکا
 بقیہ یعنی ان بعد ہلاک اور قدر دہ دہ دوم قبضہ کان بہ بدخل فی خاتمہ فلا یعتبر زیادۃ قیمتہ کا لمغضوب مشتری قبض
 سے مالک ہوگا بیع کا مثلاً دیکر اگر بیع مثلی ہے یعنی کیلی یا وزنی اور اگر بیع مثلی نہیں تو اسکی قیمت دیکر مالک ہوگا و قیمت جو قبض کے دن اسکی
 قیمت تھی اس واسطے کہ بسبب قبض کے بیع اسکا ضمان میں داخل ہوتی تو زیادہ ہونا اسکی قیمت کا معتبر نہ ہوگا مغضوب کے مانند مراد مصنف کی

یہ کہ بیع کے ہلاک ہونے اور لغز رو کے بعد مشتری پر قیمت لازم ہوگی ہم اس واسطے کہ قبل ہلاک اور عدم لغز رو کے موت وغیرہ سے رد عین واجب ہر قیمت کذا فی الذم والقول جہا المشتري كان الزيادة او قيمته بين شري لمقول مجزئ بواسطه الزيادة او قيمته كما منكر في او مقبول منكر في وجب على كل واحد منهما فبعضه قبل القبض يكون امتناعا عنه ابن مصلح اور واجب ہر ایک پر بالغ اور مشتری سے فسخ کرنا بیع فاسد کا قبل قبض بیع کے اوپر فسخ باز رہنا ہوگا بیع سے کذا ذکر ابن ملک ہم بہتر یہ تھا کہ شرح لفظ لیون کو حذف کرنا تا امتناعا عنه مقول نہ ہوتا اعدا کے مانند کذا فی الخطاوی او بعدہ صدام البیوع جہا جوهن لانی هذا المشتري اعدا للفساد معصية فيجب فمما جرم یا بعد قبض فسخ واجب ہر ایک کہ بیع بحال خود بلا تصرف مشتری کے ماتحتین ہر یہ وجوب فسخ مناد مٹانے کے واسطے ہر اس واسطے کہ بیع فاسد گناہ ہو تو اسکا دور کرنا واجب ہو کذا فی البحر ہم اور اگر بیع میں کچھ تصرف مانند بیع اور اعتاق کے ہوگا تو فسخ منع ہوگا چنانچہ اسکا ذکر مختصراً ہوگا وللا لا يشترط فيه قضاء قاضی کان الواجب شرعا لا يجبكم القضاء درہ اور چونکہ اعدام فساد ہر ایک ماقدر واجب ہر لاند فسخ کرنے میں حکم قاضی شرط نہیں اس واسطے کہ جو چیز شرعاً واجب ہو وہ حکم قاضی کی محتاج نہیں کذا فی الدرر اذا اصرا حرمنا على امساکه وعلم به القاضی فله فسخه جبراً علیہما حق المشتري امساک بیع پر امر کر کے اور قاضی کو معلوم ہو تو اسکو فسخ کر دینا بیع فاسد کا دونوں پر زبردستی کر کے جائز ہر حق شرع کے واسطے کذا فی الزاری ہم خطاوی نے کہا مصنف کو مناسب تھا کہ علیہ فسخ کتنا اس واسطے کہ رفع مصیبت قادر ہو واجب ہر اس واسطے کہ وجوب سے جواز مستفاد ہوتا ہر نہ عکس اسکا و کل بیع فاسد ردہ للمشتري علی بالقبض جہا او صدقہ او بیع او بوجود من الوجوه کا عارۃ و اجارۃ و غصب و فسخ فی ید بالقبض فسخ مقارنہ للبیع دیر مشتری من ضمانہ قنیۃ اور جس بیع فاسد کو پھر دے مشتری اس کے بالغ پر بطریق یہ یا صدقہ یا بیع کے یا کسی اور وجہ سے چنانچہ عاریت دنیا اور اجارہ اور غصب اور واقع ہو بیع اس کے بالغ کے ماتحتین تو یہ باہم ترک بیع ہر اور مشتری اس کے تاوان سے بری الذم ہوگا کذا فی القنیۃ ہم اگرچہ یہ متناہی بیع لیکن ظاہر بدون توبہ ارتفاع گناہ ہوگا و حاصل المستحق بجملة اذا وصل الى المستحق بجملة اخرى اعتبر واصلا بجملة مستحقة ان وصل المير من المستحق عليه ولا فلا ولا تمامہ فی جام الفہولین اور مسئلہ سابقہ کا قاعدہ کلیہ یہ ہر کہ جو چیز کہ مستحق ہو ایک جہت سے جبکہ وہ پہونچے شخص مستحق کو دوسری جہت سے تو وہ جہت مستحقہ واصل نہیں ہوگی بشرطیکہ مستحق کو مستحق علیہ کی طرف پہونچے اور اگر اسکی طرف سے نہ پہونچے تو واصل مقبر ہوگی اور پورا بیان اسکا جامع الفہولین میں ہر ہم اگر مشتری بیع فاسد غیر بالغ کو ہب کی یا غیر کے ہاتھ بیچا اور اس نے بالغ کو ہب کی اور تسلیم کی تو مشتری قیمت بری الذم ہوگا اس واسطے کہ بالغ کو جہت مستحقہ سے نہ پہونچی مستحق علیہ کے ہاتھ سے یعنی مشتری کے ماتحت سے نہ پہونچی کذا فی المنع اب ان کے مصنف نے وہ مسائل شروع کیے جن میں بیع فاسد کا فسخ کرنا منع ہر فلان باعد باع المشتري المشتري المقاسد بیعاً صحیحاً یا ناقلاً فاسداً او جہاً لہ عینہ الفسخ لئلا یبائعہ فلو منہ کان نقضاً للاولی کما صحت پھر اگر مشتری نے بیع فاسد کو بیچا بطریق صحیح بلا شرط کے اگر بیع فاسد کے طور بیچا یا بیچا بشرط بیع کی تو فسخ کرنا بیع کا اس کے غیر بالغ سے منع ہوگا اور اگر مشتری نے خود اس کے بالغ سے بیع کی تو یہ بیچا اول کا نقض ہوگا چنانچہ تو ابھی معلوم کر چکا یعنی مصنف کے اس قول میں وکل بیع فاسد باع و فسادہ بخلاف اگر کس کا فلو یہ نہ نقض کل تصرفات المشتري اور حالانکہ فساد اس بیع کا بدون اراد کے ہو اور اگر فساد اسکا زبردستی کی جہت سے ہو تو بیع تصرفات مشتری کے منقوض اور ناجائز ہونگے او دھیمہ و سدا و اعتقاد و کانیدہ او استودہا و اولم یخیر دھامع عفاھا اتفاقاً سراج یا مشتری نے بیع ہب کی غیر بالغ کو اور قبضہ کروا دیا یا غلام کو آزاد کر دیا یا اسکو مکان کیا یا نوٹری کو حرم بنایا اور اگر وہ حاملہ ہو گئی ہو تو اسکو پھر دے اس کے مرثی کے ساتھ بالاتفاق کذا فی السراج بعد قبضہ فلو قبلہ لم یعتق معتقہ بل یعتق لیس انہ با مہرہ و کذا لوامرہ بطی الخطۃ و ذبح المشاة فی صید المشتري قابضاً اقتضاء مصلحت الماکور مالا یملکہ الامیر آزاد کیا غلام کو بعد اس کے قبض کے تو اگر قبل قبض آزاد کر لیا تو آزاد ہوگا مشتری کے

فلم یسأل المشتري حبه كاستيفاء دينه كالجاء وقد دهن عقد صحيح والفرق في الكافى اور بعد فسخ بیع فاسد کو اسکا بایع نہ لے تا وقتیکہ اسکا منفقہ
 پھر دے منفقہ سے منقبض ہوا تو تاغیر نقدین کو بھی شامل ہے بخلاف اس صورت کے کہ اگر صاحب بیع اپنے دیون سے بیع منقہ اپنے دین کے پھر بطور شرع فاسد خرید
 کی تو مشتری صاحبین کو بعد فسخ بیع کے جس کو تا بیع کا اتنے دین کے لینے کے واسطے جائز نہیں مانتا جازہ فاسد اور منقہ فاسد اور عقد صحیح کے اور فرق
 دین اور غیر دین کا کافی میں مذکور ہے ہم فسخ زلیعی میں ہے کہ اگر اپنے دیون سے بطور شرع فاسد غلام خرید کیا بیع منقہ دین سابق کے اور غلام پر قبضہ کیا باذن
 بایع پھر بایع نے اس غلام کا ارادہ کیا کچھ فساد کے تو مشتری کو جس غلام سہ فاسد دین کے واسطے جائز نہیں بخلاف بیع صحیح کے اور اسی طرح اگر جازہ فاسد
 بدین سابقہ ہو پھر جازہ فسخ کرے تو مستاجر کو جس کرنا اجرت لینے کے واسطے جائز نہیں بخلاف جازہ صحیح کے اور یہی حکم ہے منقہ فاسد کا بدین سابقہ
 قولہ بخلاف صحیح کا یہ مطلب ہے کہ اگر بیع صحیح یا اجارہ صحیح بدین سابقہ ہو پھر عقد منقہ ہو کسی وجہ سے تو مشتری کو جس بیع کا اپنے دین کے لینے کے
 واسطے جائز ہے اور اسی طرح مستاجر کو جس جازہ ہے جب یہ معلوم ہوا تو ظاہر ہو گیا کہ شارع کا قول و عقد صحیح غلط ہے بلکہ یوں کہنا تھا بخلاف عقد
 الصحیح کذا فی الطحاوی لخصنا اور اسی طرح نہ الفائق میں ہر فان مات احدہما والذی لم یجد المستقرضی والذی اذن فاسد عینی و ذلیلی بعد الفسخ فاشی
 و نحوه الحق باہ من سائر الاخبار ما یل فیل تجوز فله حقه حبه حیث یأخذ مالہ پھر اگر بایع یا مشتری یا اجارہ فاسد کا موجب
 یا قرض فاسد کا مستقرض یا رہن فاسد کا رہن مقرر بعد فسخ کے کذا فی العینی والذلیلی تو مشتری اور مانتا اسکا چنانچہ وارث مشتری کا جب مشتری مر جائے اور مستاجر
 مقرض اور رہن زیادہ تر حق وارثین باقی ارباب یوں سے بلکہ حق میں قبل تجزیر میت کے تو مشتری وغیرہ کو جس عین کا حق ہو سیانہ کہ ان مال کے لیے
 ہم بعد الفسخ الفسخ علی المتوہم ہے اس واسطے کہ یہ حکم قبل الفسخ بھی ہے بطریق اولیٰ عبادت زلیعی کا یہ غم ہوا کہ اگر بایع مر گیا تو مشتری حق بایع ہوتا استیفاء
 من کیونکہ اسکی تقدیم ہے بایع کی حیات میں اسی طرح اسکی تقدیم ہوگی اسکی تجزیر پر اسکی وفات کے بعد اور اسی طرح اگر اجارہ فاسد لیا اور اجرت
 تسلیم کی یا رہن فاسد لیا یا قرض فاسد دیا اور بواستے قرض کے کوئی چیز رہن رکھ لی تو اسکو اجارہ کی چیز اور رہن کا صاحب جائز ہو تا وقتیکہ اپنا مال
 پاوے اور اگر موجب یا رہن یا مستقرض مر جاوے تو وہ غیر مقبوض کا زیادہ تر حق وارثین باقی غنیموں سے کذا فی الطحاوی سے فیما بین مشتری و درہم الثمن
 بعدینہما لہ قاسمۃ و مثلاً مالہا لکۃ بناء علی دعوی المدراہم فی البیوع القامد و ہذا کا حکم تو مشتری و درہم ثمن کو بعضی مال کا اگر
 درہم ثمن کے موجود ہوں اور انکے مانند اور درہم کو نہ لے گا اگر وہ موجود نہ ہوں بنا پر میں ہوں درہم کے بیع فاسد میں اور یہی قول فقہین کا اصح ہے ہم بیان سوال
 وارد ہوتا ہے کہ شارع نے کہا کہ بیع فاسد میں درہم کا مستحق ہونا اصح قول ہے تو اس سے یہ لازم آتا ہے کہ بایع کو منفعت ثمن کی نہ حلال ہو جیسے مشتری کو منفعت
 بیع کی حلال نہیں کیونکہ علت حرمت کی بیان فقہین مال ہے تو جب ثمن بھی بیع کے مانند مستحق ہوا تو بایع کو بیع کیونکہ حلال ہوگا اور حالانکہ بایع کو بیع حلال
 ہے نہ مشتری کو اسکا جواب شارع نے مصنف کے قول میں نقل کر کے دیا و انما طاب للبائع ما ربح فی الثمن لا حرج فی التمسک بالحق و ایضاً فی المقابلات
 للاصحہ بل علی الاصح ایضاً لکن التمسک فی العقد الثانی غیر متعین کا ذکر فیئہ فی الاول کا افادہ سعدی اور یہی بات ہے کہ بایع کو بیع حلال
 ہوا ہے وہ فائدہ جو اسکو ثمن میں حاصل ہوا ہے وہ روایت صحیحہ پر جو مقابل ہے قول اصح کے منہ بنی نہیں بلکہ حلت بھی دوسرے قول اصح پر نہیں ہے اس واسطے
 کہ عقد ثانی میں ثمن غیر متعین ہے کیونکہ وہ بیع فاسد نہیں اور عقد اول میں ثمن کا متعین ہونا مقرب نہیں چنانچہ اسکو علامہ سعدی افندی نے بیان کیا ہے ہم خلاصہ
 جواب یہ ہے کہ بایع کے واسطے نفع اسلئے حلال ہوا کہ وہ پیدا ہوا ہو ثمن سے باعتبار عقد ثانی کے اور ثمن عقد ثانی میں غیر متعین ہے اور صورت مسئلہ جان ضعیف میں
 امام اعظم سے یوں مروی ہے کہ ایک مرد نے لونٹری ہزار درہم کو بعد فاسد خریدی اور دو لون میں تعاضل البدلین واقع ہوا اور ہر ایک کو نفع حاصل ہوا
 مقبوض میں امام نے فرمایا کہ جسے لونٹری پر قبضہ کیا وہ نفع کو خیرات کرے اور جسے درہم قبض کیے اسکو نفع حلال ہے انتہی اس واسطے مشتری کو نفع حلال نہ ہوا کہ عقد

مشتق بال نہیں لیکن جاریہ ہو تو خبیث اس میں جرم کیا اور بالک کو اس واسطے حلال ہوا کہ عقد ثانی مال متعین متعلق نہیں بلکہ اسکا مثل ذمہ پر واجب ہو تو خبیث اس میں
 ممکن نہ ہو تو اسکا نقدین واجب نہ ہوا یہ حکم اس خبیث کا جو سبب دملک کے تھا اور اگر سبب عدم ملک کے جہت ہو چنانچہ مضروب اور امانات میں جبکہ اسکا مال بخر
 خیانت کرے تو طریق کے نزدیک مال متعین اور غیر متعین دونوں کو خبیث شامل ہوگا چنانچہ مورد یا غاصب جب کہ عرض یا نقدین نقد کرے اور نفع حاصل ہو تو طریق
 کے نزدیک نقدین نفع لازم ہے لیکن اگرچہ دونوں ضمان ادا کیا ہو اور حلت نفع بالک اور حرمت نفع مشتری کا محل وہ ہر تیک بیع مطلقانہ نہ ہو کیونکہ اس میں دو چیزیں
 کو نفع حلال نہیں چنانچہ عقد صرفین دونوں کو نفع حلال ہے کہ ذاتی الطحاوی کا یطیب للمشتري ما دام فی مبيع يتعين بالک تعین بالک یا عدم
 یا ایدل لخلق العقد بعينه فذلك الحث في الربح فينصت بد حلال نہیں مشتری کو جو فائدہ حاصل ہوا اس میں میں متعین ہو تعین اس طرح کہ بیع
 مذکور کو زیادہ تر بیع سے بیسبب متعلق ہو عقد کے عین مبيع سے تو خبیث جرم کیا نفع میں تو اسکو نقدین کیسے ہم طحاوی نے کہا عدم حلت عقد اول میں منحصر ہو اور اگر
 مبيع ہو چکا ہو اس میں سے تجارت کرے اور نفع حاصل ہو تو یہ فائدہ حلال ہوگا سبب عدم تعین عقد ثانی میں کا خطاب دہم مال احصاء علی آخر فصدقه علی
 فقہنے ای و فادایا فم ظہر عدم تصاد فہما انہ لم یکن علیہ شیء کان بدل الصفتی مملوای ملک فاسدا والحبث لنفسا حلال
 انما یعمل فیما یستعین لا فیما لا یستحی چنانچہ حلال ہے نفع اس مال کا جسکا مدعی نے دوسرے شخص پر دعویٰ کیا اور مدعا علیہ اسکی تصدیق
 کی پھر اسے مدعی کو مال ادا کیا بعد اسکا تصادق طرفین سے اسکا عدم ظاہر ہوا اس طرح کہ مدعا علیہ پر کچھ مال مدعی کا نہ تھا اس واسطے نفع حلال ہوگا کہ مستحق کا عوض غلوک
 ہو تاوی ملک فاسدا و جو خبیث کہ سبب دملک کے ہوتا ہو وہ عقد مال متعین میں عمل کرتا ہو غیر متعین میں ہم مدعی مذکور کو نفع اس وقت حلال ہوگا جبکہ نقدین کا وجود
 کیا ہو دعویٰ کا کیونکہ عومین میں قین ہر نہ نقدین میں صورت مسئلہ جامع صغیر میں یون مذکور ہے کہ اگر ایک مرد نے دوسرے مرد سے کہا کہ میرے تجر ہر درم ہیں سو انکو ادا کر
 اسنے ادا کیا پھر وہ دونوں نفی مال پر متفق ہوئے اور مدعی نے مال مذکور میں تصرف کیا اور فائدہ اسکو حاصل ہوا تو یہ فائدہ اسکو حلال ہے اس واسطے کہ دین پر اقرار سے بنا
 ہوتا ہو پھر جب مدعا علیہ نے اقرار کیا اور ادا کیا تو مدعی کو اپنی ملک میں نفع حاصل ہوا پھر جب تک بعد دونوں نے عدم دین پر اتفاق کیا تو درہم مقبوضہ بن کر بدل
 مستحق کے ہوئے مستحق سے مراد بیان دین ہے اور بدل سے مراد درہم مقبوضہ ہیں کذا فی الطحاوی و اما الحبث لعدم المملک کا الغصب فیما فیما کما بسطہ
 حشر وابن الکمال اور جو خبیث کہ سبب عدم ملک ہے چنانچہ غصب سو متعین اور غیر متعین دونوں میں عمل کرتا ہو چنانچہ غصب و اور ابن کمال نے
 اسکی تصریح کی ہے وقال الکمال لو تعدد المکذب فی دعواه الدین کا عیلکہ اصلا و فوافی الدین اور کمال الدین نے فتح القدیر میں کہا کہ اگر مدعی مذکور عدا
 و دعویٰ دروغ اپنے دین میں کر لگا تو نفع کا اصلا مالک ہوگا اور نہ الفائق میں اس قول کی توفیق کی ہے ہم نہ الفائق میں کہا کہ فقہائے کتاب الاقرار میں تصریح
 کی ہے کہ اگر مقر لہ جاتا ہو کہ مقر کا ذب ہے اپنے اقرار میں تو اسکو زیر دستی مال لینا حلال نہیں ہاں اگر اسکو شبہ ہو تو مجملہ کے نزدیک حلال ہے نہ ابویوسف کے نزدیک تو
 اس وقت میں اسکو نفع حلال ہوگا اور بیان کلام ظن مدعی پر جمول ہے لیکن مدعی کو گمان ہوا کہ میرے باپ کا قرض مدعا علیہ ہے پھر معلوم ہوا کہ مدعا علیہ کے کلیل
 نے اسکی باپ کو قرض ادا کر دیا تھا سو دونوں کا دین پر تصادق ہوا تو اب نفع حلال ہوگا اور یہ نہایت خوب فہم ہے اسکو غور کرے انتہی و فیہ الحرام ینتقل فلو
 دخل با صان واخذ مال حربی بلا رضا واخرجه الینا ملکہ و هو بیعہ لکن لا یطیب لہ ولا للمشتري منه بخلاف البیع الفاسد
 فانه لا یطیب لہ لفساد عقدہ و یطیب للمشتري منه لصدقة عقدہ اور اسی کتاب میں ہے کہ حرام انتقال کرنا ہے ایک ذمہ سے دوسرے ذمہ تک سوا اگر
 مسلم دار الحرب میں امان لیکر داخل ہو اور حربی کا مال بدون اسکی خوشی کے لے اور دار الاسلام کی طرف نکال لاوے تو اسکا مالک ہوگا اور اسکی بیع صحیح ہوگی
 لیکن چونکہ اسکی ملک میں خبیث ہے غنا کے سبب تو وہ مال اسکو حلال ہوگا اور نہ اس کے خریدار کو بخلاف بیع فاسد کے کہ مال کو حلال نہیں اس کے عقد کے فساد کے سبب
 اور جتنے اسے خرید کیا اسکو حلال ہے سبب اسکی صحت عقد کے ہم جب معلوم ہوا کہ حرمت منتقل ہوتی ہے تو معلوم ہوا کہ مال منسوب اور طعام منسوب کی

بیع بایعین
 بایعین کرمین
 اور غن دونوں
 منع ہون نہ
 نقد ۱۲
 عدم انتقال
 مال و حق ثابت
 در صورت غصب
 و قبل ساقبت
 مطلقا و صحت
 دست فارتض
 یا نہ فائدہ ۱۲

حرفی

خریداری حرام ہو کر یہ ثابت ہو کہ غائب یا ملک اسکو مٹان کر دے تو اب اسکو مال لینا درست ہے کذا فی الطحاوی و فی شرح کذا فی البیوع
 متعدد مع العلم بھا کہ فی حق الوارث اور اشباہ کی کتاب المظاہرین ہے کہ حرمت معتد بہوتی ہو سیکہ دریافت ہونے کے ساتھ مگر وارث کے حق میں نہیں ہم اگر حرمت
 کا علم ہو تو اشخاص معتد بہوتی ہوئی ہر سوائے وارث کے بغیر اگرچہ وارث جائتا ہو کہ مورث نے یہ مال بوجہ ہبہ کیا تو بھی اسکے حق میں وہ مال تسلیم ہو
 و خیر فی المظاہرین بیان کا لکھو اور یا ابیہ کہ موال و مستحقہ خیر اور ظہیر یہ میں حلت وارث کو بازن خیر فقید کیا ہے کہ وارث اباب موال کو نہ جانتا ہے
 اور ہم اسکی تحقیق کرینگے اسکے مقام میں ہم نے لکھا کہ وارث جائتا ہو کہ مورث نے فلاںے فلاںے شخصوں کا مال سبقر یا غصب یا رشوت لیا ہے تو اسپر واجب ہے کہ انکو با اسکے
 حد و نون کو مال مذکور پھر دے اور اگر نہ پھر چکا تو وارث پر وہ مال حرام ہے مجتہدین میں ہے کہ مورث مر گیا اور کسب اسکا حرام ہے تو میراث حلال ہے پھر اسے لے لیا کہ ہم
 اس روایت کو ہمیں یقین نہیں بلکہ میراث وارثوں پر مطلقا حرام ہے انتہی اس قول سے معلوم ہوا کہ در صورت علم وارث حرمت ثبوت ہے اگرچہ اباب موال کو نہ جانتا
 ہو کذا فی الطحاوی بصرف بین اوخر میں فیما اشترک فاسد انش و خیر فیما قطع حق کا مسترد اور منہما مفعال الحسبۃ بعد الاخر لغز من
 الفو لیدہ لزمہ قیمتہ و اعمتہم الفسخ مشتری نے گھر بنایا یا درخت لگایا اس میں جیکو فاسد زید کیا تو اسکو گھر اور زمین کی قیمت کا دینا لازم ہو گیا اور فسخ منع
 ہو گیا شراح کذا ہے یہ شروع ہر ان مسائل میں نہیں حق استرد و قطع ہو جاتا ہے افعال جسکے سبب بعد غافل ہونے کے افعال تباہیہ یعنی افعال فاسدہ و غیرہ کو ذکر کیا
 بعد انکے اب افعال حسیہ کا ذکر شروع کیا و فاکشفتمہما ویرحہما البیوع و رجحہما الکحالیہ اور صاحب پیش کیا کہ مشتری عمارت کو توڑے اور زمین کو اوکھا ہے
 اور بیع کو پھر دے اور اسی قول کی ترجیح دی ہے کمال الدین نے ہم کمال الدین نے فتح القدیر میں کہا بیع امام کی دلیل ہے امتناع فسخ میں کہ عمارت بنا کر درخت
 لگانے سے دوام مقصود ہوتا ہے سو منع ہے اسوائے کہ اجارہ میں اگر درخت لگا دے تو بالاتفاق قطع واجب ہے تو فاسد ہوا کہ بنا اور غرض گاہے دوام کے واسطے
 ہوتا ہے اور گاہے نہیں و تحقیق فی الفسخ خصوصاً البیاع اور کمال الدین کی ترجیح کا تعجب کیا ہے یعنی فسخ کیا ہو نہ مال کو زمین بواستطاعت حاصل ہو
 بنا اور غرض ملک بالحق کے مسلط کرنے سے ہم صاحب نہ رہے کہ جو عمارت کہ بالحق کی تسلط سے حاصل ہو اس سے دوام مقصود ہوتا ہے بخلاف اجارہ کے کیونکہ اس میں تسلط
 نہیں تو معلوم ہوا کہ مدار متعلق بالحق کی تسلط پر ہے اتنی طحاوی نے کہا یہ تعجب موت مسلم ہو جیکہ بالحق کے حق سبب فسخ ہو تو یہ کہنا ہو کہ اس کی رائے اپنا
 حق تسلط سے ساقط کر دیا حالانکہ مذکور ہو چکا کہ بیع فاسد کا فسخ کرنا حق اللہ کے سبب ہے تو اب کچھ فرق تراویع اور اجارہ میں و کذا فی زیادۃ متصلہ متعلق
 متولدہ کعبہ و حیاط و طعن خط و ملت سورق و عمل قطع مجاریہ و علف متعلق ہے اور اسی طرح مانع فسخ ہے ہر ایک و در زیادتی جو بیع
 متصل ہے اور اس سے پیدا نہیں ہوتی چنانچہ رنگ اور درخت کچے میں اور پسینا گیون کا اور بت کرنا ستوک اور کاٹا روٹی کا اور لوٹدی جو حاملہ ہو گئی مشتری
 سے ہم طحاوی نے کہا کہ حل جاریہ غیر زیادتی غیر متولدہ ہی نظر میں مٹی کے ذریعہ متصلہ کو اور وضو لہ کثمت فلد الفسخ و وضو یا استیلا
 سورق منفصلہ خیر متولدہ جو حور سو اگر زیادتی منفصل ہو یعنی غیر متولدہ چنانچہ ولد یا زیادتی متولدہ ہو جیسے گھوٹا اسکو فسخ کا اعتبار ہے اور
 اسکا تاوان دے اسکا استعمال سے سورق منفصل غیر متولدہ زیادتی کے کذا فی الجہر و ہم زیادتی منفصل غیر متولدہ چنانچہ کسب غلام یہ ہے کہ چارون قسم کی زیادتی
 میں سے فصل متصل غیر متولدہ زیادتی میں فسخ معتبر ہے اور مشتری پر قیمت واجب ہے نہ باقی میں و فی جامع الفصولین لو نقص فی بد مشتری یفعل
 مشتری و البیوع و یا فہ سماویۃ احذہ البیانہ معہ الاثر من و لو بفعول البیانہ صار مسترد و لو نقص جہنم ابانہ اور جامع الفصولین
 میں ہے کہ اگر بیع ناقص ہو گئی مشتری کے ہاتھ مشتری کے فعل سے یا بیع کے فعل سے یا قوت سماوی سے تو بالبیع کرے و کچھ ساتھ لینے بقدر نقصان کچھ مال
 مشتری سے لے اور اگر نقصان ہوا ہو بالحق کے فعل سے تو بیع مسترد ہو گئی اور اگر اجنبی کے فعل سے نقصان ہو تو بالقرنہ منہما یعنی چارے مشتری نقصان کا
 مواخذہ کرے چاہے اجنبی سے کذا فی الجہر و کچھ بیا مع الفصل البیوع عند الاذن لکھو ان الاتباہا قسما فلانہا فیہ تسلیم النہی لکھو الا

ترجمہ اردو و ہندی لغت
 فی حق الوارث اور اشباہ کی کتاب المظاہرین ہے کہ حرمت معتد بہوتی ہو سیکہ دریافت ہونے کے ساتھ مگر وارث کے حق میں نہیں ہم اگر حرمت
 کا علم ہو تو اشخاص معتد بہوتی ہوئی ہر سوائے وارث کے بغیر اگرچہ وارث جائتا ہو کہ مورث نے یہ مال بوجہ ہبہ کیا تو بھی اسکے حق میں وہ مال تسلیم ہو
 و خیر فی المظاہرین بیان کا لکھو اور یا ابیہ کہ موال و مستحقہ خیر اور ظہیر یہ میں حلت وارث کو بازن خیر فقید کیا ہے کہ وارث اباب موال کو نہ جانتا ہے
 اور ہم اسکی تحقیق کرینگے اسکے مقام میں ہم نے لکھا کہ وارث جائتا ہو کہ مورث نے فلاںے فلاںے شخصوں کا مال سبقر یا غصب یا رشوت لیا ہے تو اسپر واجب ہے کہ انکو با اسکے
 حد و نون کو مال مذکور پھر دے اور اگر نہ پھر چکا تو وارث پر وہ مال حرام ہے مجتہدین میں ہے کہ مورث مر گیا اور کسب اسکا حرام ہے تو میراث حلال ہے پھر اسے لے لیا کہ ہم
 اس روایت کو ہمیں یقین نہیں بلکہ میراث وارثوں پر مطلقا حرام ہے انتہی اس قول سے معلوم ہوا کہ در صورت علم وارث حرمت ثبوت ہے اگرچہ اباب موال کو نہ جانتا
 ہو کذا فی الطحاوی بصرف بین اوخر میں فیما اشترک فاسد انش و خیر فیما قطع حق کا مسترد اور منہما مفعال الحسبۃ بعد الاخر لغز من
 الفو لیدہ لزمہ قیمتہ و اعمتہم الفسخ مشتری نے گھر بنایا یا درخت لگایا اس میں جیکو فاسد زید کیا تو اسکو گھر اور زمین کی قیمت کا دینا لازم ہو گیا اور فسخ منع
 ہو گیا شراح کذا ہے یہ شروع ہر ان مسائل میں نہیں حق استرد و قطع ہو جاتا ہے افعال جسکے سبب بعد غافل ہونے کے افعال تباہیہ یعنی افعال فاسدہ و غیرہ کو ذکر کیا
 بعد انکے اب افعال حسیہ کا ذکر شروع کیا و فاکشفتمہما ویرحہما البیوع و رجحہما الکحالیہ اور صاحب پیش کیا کہ مشتری عمارت کو توڑے اور زمین کو اوکھا ہے
 اور بیع کو پھر دے اور اسی قول کی ترجیح دی ہے کمال الدین نے ہم کمال الدین نے فتح القدیر میں کہا بیع امام کی دلیل ہے امتناع فسخ میں کہ عمارت بنا کر درخت
 لگانے سے دوام مقصود ہوتا ہے سو منع ہے اسوائے کہ اجارہ میں اگر درخت لگا دے تو بالاتفاق قطع واجب ہے تو فاسد ہوا کہ بنا اور غرض گاہے دوام کے واسطے
 ہوتا ہے اور گاہے نہیں و تحقیق فی الفسخ خصوصاً البیاع اور کمال الدین کی ترجیح کا تعجب کیا ہے یعنی فسخ کیا ہو نہ مال کو زمین بواستطاعت حاصل ہو
 بنا اور غرض ملک بالحق کے مسلط کرنے سے ہم صاحب نہ رہے کہ جو عمارت کہ بالحق کی تسلط سے حاصل ہو اس سے دوام مقصود ہوتا ہے بخلاف اجارہ کے کیونکہ اس میں تسلط
 نہیں تو معلوم ہوا کہ مدار متعلق بالحق کی تسلط پر ہے اتنی طحاوی نے کہا یہ تعجب موت مسلم ہو جیکہ بالحق کے حق سبب فسخ ہو تو یہ کہنا ہو کہ اس کی رائے اپنا
 حق تسلط سے ساقط کر دیا حالانکہ مذکور ہو چکا کہ بیع فاسد کا فسخ کرنا حق اللہ کے سبب ہے تو اب کچھ فرق تراویع اور اجارہ میں و کذا فی زیادۃ متصلہ متعلق
 متولدہ کعبہ و حیاط و طعن خط و ملت سورق و عمل قطع مجاریہ و علف متعلق ہے اور اسی طرح مانع فسخ ہے ہر ایک و در زیادتی جو بیع
 متصل ہے اور اس سے پیدا نہیں ہوتی چنانچہ رنگ اور درخت کچے میں اور پسینا گیون کا اور بت کرنا ستوک اور کاٹا روٹی کا اور لوٹدی جو حاملہ ہو گئی مشتری
 سے ہم طحاوی نے کہا کہ حل جاریہ غیر زیادتی غیر متولدہ ہی نظر میں مٹی کے ذریعہ متصلہ کو اور وضو لہ کثمت فلد الفسخ و وضو یا استیلا
 سورق منفصلہ خیر متولدہ جو حور سو اگر زیادتی منفصل ہو یعنی غیر متولدہ چنانچہ ولد یا زیادتی متولدہ ہو جیسے گھوٹا اسکو فسخ کا اعتبار ہے اور
 اسکا تاوان دے اسکا استعمال سے سورق منفصل غیر متولدہ زیادتی کے کذا فی الجہر و ہم زیادتی منفصل غیر متولدہ چنانچہ کسب غلام یہ ہے کہ چارون قسم کی زیادتی
 میں سے فصل متصل غیر متولدہ زیادتی میں فسخ معتبر ہے اور مشتری پر قیمت واجب ہے نہ باقی میں و فی جامع الفصولین لو نقص فی بد مشتری یفعل
 مشتری و البیوع و یا فہ سماویۃ احذہ البیانہ معہ الاثر من و لو بفعول البیانہ صار مسترد و لو نقص جہنم ابانہ اور جامع الفصولین
 میں ہے کہ اگر بیع ناقص ہو گئی مشتری کے ہاتھ مشتری کے فعل سے یا بیع کے فعل سے یا قوت سماوی سے تو بالبیع کرے و کچھ ساتھ لینے بقدر نقصان کچھ مال
 مشتری سے لے اور اگر نقصان ہوا ہو بالحق کے فعل سے تو بیع مسترد ہو گئی اور اگر اجنبی کے فعل سے نقصان ہو تو بالقرنہ منہما یعنی چارے مشتری نقصان کا
 مواخذہ کرے چاہے اجنبی سے کذا فی الجہر و کچھ بیا مع الفصل البیوع عند الاذن لکھو ان الاتباہا قسما فلانہا فیہ تسلیم النہی لکھو الا

بالبیع فاذا انتفى الشك او كره محرمي بوجہ کے ساتھ بیع کرنا جائز کے دن اذان اول کے وقت مگر جبکہ بائع اور مشتری نے خرید و فروخت کی نماز کے واسطے چلنے کی حالت میں تو کچھ عداوت نہیں بواسطہ اقلیل نہیں چلنے کی خلل اندازی سے بچ رہا ہے خلل اندازی کی نفی ہوئی تو بیع کی بھی نفی ہو گئی ہم قرآن مجید میں مخصوص ہے کہ اذان سن کر نماز کے واسطے سجدہ کرنا اور تکبیر واجب ہے اگر بعد اذان خرید و فروخت واقع ہو تو سعی واجب میں خلل پڑے اس سے معلوم ہوا کہ چلنے کی حالت میں بیع مکروہ نہیں کیونکہ طبع سعی کی نہیں بلکہ فانی الغایۃ والغایۃ اور شیخ زبیدی اور بحر الرائق میں اسکو بھی مکروہ کہا ہے لیکن اسواسطے کہ لغو میں محل نہیں کذا فی الطحاوی و حدیث حسنہ من کلاصحة علیہ ذکرہ المصنف اور البتہ مخصوص ہے اسی سے بیع اسکی جیسے حیرت من نہیں مصنف نے اسکو اپنی نسخہ میں ذکر کیا ہے لیکن عورتیں اور سافر اور بیرون کی بیع بعد اذان کے مکروہ نہیں کیونکہ آپر سعی واجب نہیں و کما یجوز فی التعلیل و یسکت ان یزیدہ کہ یرید الشراء او یجدہ بما لیس فیہ لیس وجہ اور مکروہ ہے لاریا میں بخش لفتح تون وحیم اور سکون جیم بھی جائز ہے اسکو کہتے ہیں کہ قیمت بڑھا دے اور خریداری ارادہ کرے یا بیع کی ایسی توفیق کرے جو اس میں نہیں تاکہ اسکی خریداری پر کوئی رغبت کریں دیکھو فی التعلیل و غیرہ اور لاریا میں نکاح وغیرہ میں بھی جاری ہے ہم نے حرمت لاریا میں کی فقط بیع میں خاص نہیں نکاح وغیرہ میں بھی حرام ہے اسواسطے کہ حدیث میں وارد ہے لا تباعوا لانی لاریا میں ہر اور یہ فی عام ہے بیع کو بھی اور نکاح وغیرہ کو بھی نعم النبی محمول علی ما اذا كانت السلعة بلغت قیثہا اما اذا لم تبلغ کلا یکو کانتفاع الخلد عتایدہ بھرو یافت کرنا چاہیے کہ نفی بخش کی محمول ہے اس صورت پر جب کہ چیز کی قیمت پوری ہو گئی ہو اور اگر ہنوز قیمت پوری نہ ہوئی ہو تو بلا قصد خرید میں کار زیادہ کر دینا لہذا قیمت مکروہ نہیں بسبب نفی ہونے فریقہ کذا فی الغایۃ لیکن اس صورت میں بائع کا فائدہ ہے اور مشتری کا بھی کچھ نقصان نہیں لہذا مکروہ نہیں و المسموم علی سوم غیرہ و لو ذمیا او مستأجرا اور مکروہ ہے مول چکانا غیر کے مول چکانے پر اگرچہ شخص غیر کا فردی یا مستامن ہو ہم صحیح ستہ میں ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مول نہ چکاوے مرد اپنے بھائی کے مول چکانے پر اور بیع کرے اپنے بھائی کی بیع پر اور نہ پیام نکاح کا دے اپنے بھائی کے پیام پر کذا فی التفسیر اگر کوئی کہے کہ حدیث مذکور میں بھائی کا لفظ وارد ہے تو مسلم مرد مذکور میں او مستامن کا جواب خارج ہے اپنے آئندہ قول میں و یا ذکر اکثر فی الحدیث لیس قیدا بل لزیادۃ التفسیر یفر اور بھائی کا ذکر حدیث ممدوح میں قید نہیں کافر کے اخراج کے واسطے بلکہ یا داتی تفسیر کے واسطے ہے کذا فی التفسیر لیکن مسلم کے ساتھ یہ فعل کرنا زیادہ تر فیق لایق تفسیر ہے و ہذا بعد کذا حقائق علی صلح اللہ و اللہ و کلا کیلک کاتہ بیع من یزید و قد باع علیہ الصلوۃ والسلام قد جاءہ بیع من یزید اور یہ لینے کہ است مول چکانے کی اور مول چکانے کی منکر ہے بعد تفتی ہو مشتری اور بائع کے ہر مقدار میں ہر نامہ پر صورت پیام نکاح اور اگر طرفین کا ہنوز میں یا ہر یہ اتفاق نہیں تو کراہت نہیں اسواسطے کہ یہ بیع من یزید ہے اور حالانکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک پیالہ اور کئی بطریق بیع میں یزید کے جی ہم غنایہ میں ہے کہ اتفاق میں کی یہ صورت ہے کہ دو شخص مول چکانے میں ایک چیز کا اور بائع اور مشتری میں ہر پراضی ہو جاوین اور ہنوز عقد بیع منعقد نہ کریں کہ تفسیر شخص آوے اور مول زیادہ کر دے تو یہ جائز ہے لیکن مکروہ ہے کیونکہ اس میں حشمت انگریزی اور ضرر ساقی ہے تو یہ مکروہ ہے اگر بائع بیع کی طرف مائل ہو چکا ہو بعد افضال میں کہ او یہی حکم ہے نکاح کا اور اگر بائع ہنوز مائل نہ ہو تو مول چکانا مکروہ نہیں ہے اور جامع ترمذی میں الشیخ روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک انصاری صحابی سوال کرتے آیا سو حضرت نے فرمایا کیا بیع گھر میں کوئی غیر نہیں ہے کہ کیا میں نہیں ایک کھیل ہے جسکو کچھ میں اوڑھتا ہوں اور کچھ بچھا ہوں اور ایک پیالہ ہے جس میں پانی پیتا ہوں فرمایا کہ انکو سیر پاس اسودہ دونوں چیزیں آیا حضرت انکو لیا اور فرمایا کہ کون شخص ان دونوں کو خرید کرے یا سو ایک مرد کہہ لیا کہ میں انکو بیعوں ایک درم کے خرید کرے ہوں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دو بار یا تین بار من یرید علی حدیث کون ہے جو ایک درم سے زیادہ دے تو ایک مرد کہہ لیا کہ میں دونوں کو دو درم کو لیتا ہوں سو حضرت نے دونوں چیزیں انکو دینے دونوں درم مرد انصاری کو دے اور فرمایا کہ ایک سے طعام خرید کر کہ اپنے اہل و عیال کو دے اور دوسرے کو کھانسی سیر پاس خرید کر لا سو وہ لایا اور رسول خدا

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اپنے دست مبارک سے بیٹھ ڈالا پھر فرمایا کہ جا کر کران لایا کہ اور بیچ کر اور میں تجھ کو سپردہ نہ دیکھوں ایسا ہی کیا پھر وہ آیا اور اسکو دینا
درم حاصل ہو سوائے کچھ درم نہ کپڑا خرید کیا اور کچھ سے کھانا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیرے حق میں بہتر ہے کہ اس سے سوال کیا جائے پھر تمہارا
ہو قیامت دن کذا فی الطحاوی ہم یہ حدیث جواز اسلام کی جو بالفعل ہندو میں مشہور ہے اصل ہے و تعلق جلب حب و الجلب اور مکروہ ہر مانع کی بھرتی کو گنگ
پر ٹھہ کر لینا اور خرید کر نا جلب فحشیت یعنی محبوب یا جالب ہر قسم تعلق جلب کی صورت ایسی جانی نہ یوں ذکر کی ہو کہ ایک شخص کو اہل شہر سے غریبی کہ مانع کا بڑا قافلہ آئے
اور اہل شہر قحط میں گرفتار ہیں سو وہ شخص قافلہ میں جا کر ملا اور اللہ سے سب غلہ خرید کر لیا اور شہر میں اگر اسے خاطر خواہ بیچا اور اگر یہ شخص نہ جاتا اور قافلہ شہر میں
آتا تو اہل شہر کو کشتائش ہوتی در صورت قحط تعلق جلب مکروہ ہر اور اگر اہل شہر کو تعلق جلب سے ضرر نہ ہوتا تو مکروہ نہیں اور بعضوں نے کہا صورت اسکی یہ ہے کہ شہر والا
قافلہ کو آگے بڑھ کر لے اور شہر کے نرخ سے سستا خرید کر لے اور حالانکہ اہل قافلہ کو نرخ شہر کا معلوم نہیں تو یہ خرید جائز ہے لیکن مکروہ ہے سبب فریکے خواہ اہل شہر
کو ضرر ہو یا نہ ہو کذا فی الطحاوی عن الاتفاقی و هذا اذا كان يضر باهل البلدة او يلبس السعر على الدارين لعدم علمهم به فيكون للضرر والعذر دور بمرات
یعنی تعلق جلب سوقت ہر جیکہ اہل شہر کو ضرر ہو یا وہ شخص غلہ لانے والوں پر شہر کے نرخ کو محض رکے سبب انگلی الا علی کے تو یہ مکروہ ہے سبب ضرر اہل شہر کے پہلی صورت میں اور
سبب دھوکا دینے کے دوسری صورت میں اما اذا التقيا فلا یحرم اور جبکہ ضرر اور تلبیس نرخ متفی ہوں تو تعلق جلب مکروہ نہیں ذکر ہے سبب الحاضر البیاد
اور مکروہ ہے بیع حاضر کی واسطے بادی کے یعنی شہر کا رہنے والا شخص بیرونی کا مال دلائی کر کے نہ بیچے صحیح مسلم وغیرہ میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبی فرمائی کہ حاضر بادی کے واسطے بیچ نہ کرے اور چھوڑ لوگوں کو تا اندر دلائے روزی دیکھئے ازیوں کو بعضوں نے دھوکا فی حالت قحط و عود
و اکا کا لعدم الحاضر اور یہ کہ بہت قحط اور حاجت کی حالت میں ہے اور اگر قحط نہ ہو شخص بیرونی کا مال بیچ دینا بطریق دلالی کے مکروہ نہیں سبب عدم شہر کے
ہم یعنی قحط کی حالت میں یا ہر کا اسی مانع بیچ لایا اور شہر والے نے اسے کہا کہ تو بیچ میں جلدی نہ کر میں تجھ کو اگر ان بیچ دو لگا تو اسوٹا مکروہ ہے کہ انہیں اہل شہر کو ضرر نہ
ہے بخلاف فرخ سالی کے قبل الحاضر المالك والبیاد المشتري والا حرم کافی المحببہ انما السمسار والبیاع ملوا فقه اخر الحديث عنوان
یروى عنه بعضهم من بعض فلا یحرم انما السمسار المشتري او قول صحیح ترجمانی مجتبیٰ میں ہے کہ حاکم سے مراد دلال ہے
اور بادی بالذات سبب مانع ہو اس کے سبب اگر حدیث سے یعنی چھوڑ لوگوں کو تا اندر روزی دیکھئے ازیوں کو بعضوں نے اور اسی طرح کا قہر بیلازم ہے ہوا در حق ہم تفسیر میں مبارک
رضی اللہ عنہما سے مروی ہے سنن ابوداؤد میں کیلئے بیع من یزید ما قریبہ ایہ الذکا لہ مکروہ نہیں بیع من یزید بدلیل حدیث گذشتہ جمیعین پالا اور کمال قصد
تذکر ہو چکا اور اس بیع کو اہل مفر کے عرف میں بیع الدلالة کہتے ہیں کذا فی الفتح اور بالفعل ہندوستان میں اسکو نیلام کہتے ہیں اسکو بیع من یزید اسوٹا کہے کہ بالذات
زیادتی میں چاہتا ہے لہذا کہتا ہے کہ اس میں سے کون شخص یا دہن و تباہی و کیف غیر النقی میا لعة فی الغنم للحنہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من عرف
یعنی والدین و ولدہ و لغز و اخیر و ولدہ ابن صاحبہ و غیرہ عینی وعن الشیخ فسادہ مطلقا و یہ قال زمر و اکامۃ الثلاثین و غیرہ غیر
بالغیر ذی رحم محرم صندای محرم من جملة الرحم کا الرضام کلین ہم ہولہ و رضاعا فانہم و جدائی نہ کیا لے صغیر غیر بالغ اور اسکے قرابت وار محرم کے درمیان یعنی وہ محرم
جو سبب انسب ہے ہر نہ رضاعت چنانچہ چچا کا بیٹا جو رضاعی بھائی ہو تو اسکو بوجہ شہر کے تباہی و صفت نہی تفریق کو نفی کر قبیلہ کیا میانے کے واسطے منع بیع میں سبب
لعنت کرنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسکو جو بھائی ڈالے درمیان باپ اور اسکے بیٹے کے اردو درمیان ایک بھائی اور اسکے دوسرے بھائی کے روایت کیا اس حدیث کو ابن
ماجر و غیرہ نے اور ابویوسف روایت ہے کہ یہ بیع فاسد ہے ہر طرح سے خواہ قرابت دلاوت ہو یا نہ ہو نفی میں مبالغہ منع کیا اسوٹا کہ تفریق کو محال عدیم الوقوع
متطہر یا اور صغیر میں غیر بالغ کی قید اس وہم کے دفع کے واسطے لگائی کہ صغیر سے وہ مراد ہے جو اپنا ضروری کام نہ کر سکے تو اس قید سے مراد حق یعنی قریب البیوع
سبھی صغیر میں داخل رہا اگر اذکان التفریق باعتاق و توالدہ و لو غل مال اذ بیع ممن حلف بعنقہ و کان المالك کا خرا عدم مخاطبہ یا الشرائع

یعنی حدیث مذکورہ
میں یوں وارد
ہوئی کہ بیع حاضر
ببیاد

بعد کہ استحقاق کا نہ من صورت اور کثرت میں بیع فضولی کہ بالکلیہ استحقاق کے بعد ذکر کیا ہو اس واسطے کہ فضولی استحقاق کی صورتوں میں بیع ہر قسم و ہر اشکی یہ ہر کہ استحقاق
 دعویٰ کے وقت یہ کہ تسلیم کرے کہ بیع سببی ملک ہو اور بیع بیعہ اسے اتنی ہی اتنی بلا اذن سببی ہو یہی بعینہ بیع فضولی کی حقیقت ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ بیع فضولی
 کے بعد اگر اجابت نہ ہو تو طاعت ہو تاہم کہ بیع غیر کا حق ہو ہونے میں مستقل جائزہ کا یہ حجتہ فالتاقل لیس یا صر بالمعروف است فضولی بخشی علیہ لکھ خیر وہ
 بیع فضولی انست میں اسکو کہتے ہیں جو مشغول ہو بیگانہ کام میں تو جب تک اس شخص سے جو امر بالمعروف نہ کرنا ہو کہ تو فضولی ہو تو اس پر کفر کا خوف ہو کہ انی الفیض اس واسطے کہ امر
 بالمعروف شرعاً واجب ہے اور فاعل کو مفید ہو تو اسکو فضولی کہنا جائز ہے لکن وجوب پر دلالت کرتا ہے اور فاعل کی فی الحقیقت تکلیف فضولی اس واسطے کہ اس کلامت نفی وجوب
 مقصود نہیں ہوتی و اصطلاحاً من تصرف فی حق تیرہ منزلة الجسوس انظر اذن شرع فیصل خبر بہی وکیل وکیل اور اصطلاح فقہ میں فضولی وہ ہے
 جو اپنے غیر کے حق میں تصرف کرے بدون اذن شرعی کے لکن کرنا حق غیر میں بمنزلة الجسوس ہے تو اس میں وکیل اور نفی اور ولی اور فضولی سب داخل ہیں اور بغیر اذن شرعی نہیں
 ہے غیر بیع مائید وکیل اور بیع کے چنانچہ قاضی نکل گیا فضولی کی تعریف سے کل تصرف صدر منہ غلیہ کا کائنات کسب و تصرف و اصطلاحاً کطریق و احکامات
 قدر بخیر ای لعل التصرف من قبل علی اذاتہ حال و حق و عقد موقوفہ تا جو تعریف کہ صادر ہو فضولی سے خواہ وہ تصرف علیک ہو چنانچہ بیع اور ترویج
 یا عقد ملک ہو چنانچہ طلاق اور اعتاق اور حالانکہ اسکا بیع ہی بیعہ اس تعریف کے واسطے وہ شخص موجود ہے جو قادر ہو اشکی اجازت پر تعریف کے واقع ہونے کے وقت میں
 تو یہ تعریف مفید ہوگا مالک کی اجازت پر موقوف ہو کر ہم اپنے اگر مثلاً زید بن خالد کے مال کی بیع کی یا اسکا کسی عورت سے نکاح کر دیا یا اشکی زوجہ کو طلاق دی یا
 اسکا غلام آزاد کر دیا تو اگر خالد اجازت دے گا اور جائز رکھے گا تو بیع اور ترویج اور طلاق اور اعتاق نافذ ہوگا والا باطل ہوگا و مکمل بجز منہ حالۃ العقد
 کا یقین حاصل کیا نہ صبیحاً یا کم مثلاً ثمة بالغ قبل اجازت ولیہ فاجاز بنفسہ جائز کہ لہ ویشا بجز حالۃ العقد بخلاف مالک طلاق
 مثلاً ثمة بالغ فاجازة بنفسہ لہ یجوز لہ وقت العقد فی غیر بیطل مال المیقل و فحشہ فی غیر النساء لہ اجازة کما یسطرہ الحما دی و من تعریف
 کا کوئی مجیز نہیں حالت عقد میں تو وہ اصلاً منع نہ ہوگا تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ایک صغیر نے اپنا مال بیچا مثلاً بچہ وہ بالغ ہوا قبل اجازت اپنے ولی کے سوائے
 بیع سابق کو جائز رکھا تو بیع مذکور جائز ہوگی اس واسطے کہ اس بیع کے واسطے صغیر کا ولی اجازت دینے والا حالت عقد میں موجود تھا بخلاف اشکی اگر صغیر نے مثلاً
 اپنی زوجہ کو طلاق دی بچہ وہ بالغ ہوا اور اسے بذات خود طلاق مذکور جائز رکھی تو طلاق جائز ہوگی اس واسطے کہ عقد طلاق کے وقت اشکا کوئی مجیز نہ تھا اپنے
 صغیر بسبب عدم بلوغ کے اہلیت طلاق کی ترک نہ تھا اور اشکی علی کو طلاق میں مطلق دخل نہیں تو طلاق مذکور باطل ہوگی جب تک بعد بلوغ یوں نہ کہے کہ میں نے
 طلاق واقع کی تو اب طلاق صحیح ہوگی بطور انشاء طلاق کے نہ بطریق اجازت کے چنانچہ اشکو عادی نے مندرج بیان کیا ہم ہر چند صغیر تعریف مذکورہ میں فضولی
 نہیں کہیو کہ غیر کی ملک میں تصرف نہیں لیکن چونکہ اشکا تعریف اپنے مال میں نافذ نہیں لہذا اشکو فضولی قرار دیا و دفع یم مال الخیر و الخیر بالغاً قال
 فلیعیش او یفترق و لم یحقد اصلاً کما فی الزوالہن معن یا لیساً و سہ و غیر کے مال سے متوقف ہے اگر شخص غیر بالغ عاقل ہو تو اگر غیر شخص صغیر یا عیون
 ہو تو بیع اصلاً منع نہ ہوگی چنانچہ زوالہن معن یا لیساً و سہ و غیر کے مال سے متوقف ہے اگر شخص غیر بالغ عاقل ہو تو اگر غیر شخص صغیر یا عیون
 اگر فضولی نے بیع کو اس شرط پر بیچا ہو کہ بیع مالک کے واسطے بیع فضولی جو اجازت پر موقوف ہوتی ہے تو فقہ اسی شرط سے ہے کہ مالک یا عیون علی انہ
 او یا عیون بنفسہ او شرط الخیار فیہ لہا لک المکلف لا یاکم عرضاً من غاصب عن المکمل لک بد خالیہ ہم یا عیون اور اگر اشکی یا عیون
 کہ بیع میرا مال ہے یا اشکو بیچا اپنی ذات سے لینے خود خرید کیا یا اس میں مالک کے واسطے اختیار کیا یا فضولی نے مزاج کو بیچا اس شخص سے جیسے دوسری
 متاع مالک کی غصب کی بلوغ متاع مضروب کے توجہ میں چار صورتوں میں باطل ہے ہم ابو جود نے حاشیہ اشباہ میں ذکر کیا کہ وہ فضولی ایک شخص
 کی دو متاع کو غصب کیا پھر ایک خاص بیع دوسری غاصب سے متاع میں مضروب کی بیع کی پھر مالک نے اس بیع کو جائز رکھا تو بیع جائز ہوگی اگر بیع

کہ فائدہ بیع کا مالک رقبہ اور تصرف ہو سو مالک کو بدون عقد بھی بدین میں حاصل ہے لہذا بیع منعقد نہ ہوگی تو اجازت بھی اسکو لاحق نہ ہوگی اور اگر وہ غاصبوں
نے دو شخصوں کی متاع کو غصب کیا اور بیع منعقد کی اور دونوں مالکوں نے اجازت دی تو جائز ہے اور ظاہر ایسی حکم ہے دو فضولیوں کا جنھوں کی ایسا کیا
تو غصب کچھ قید نہیں اور متاع کی قید اس واسطے لگائی کہ اگر وہ غاصب ایک شخص کے نقد کو غصب کر کے عقد صرف کر نیچے تو صحیح ہوگا اس واسطے کہ نقد جو ضمانت
میں تعین نہیں کذا فی الطحاوی والمحال ان بعد موقوفہ کا فی هذا الخمسة فباطل اور حاصل کلام یہ ہے کہ فضولی کی بیع موقوف ہو کر ان پانچ صورتوں
میں باطل ہے ہم چار صورتیں تو یہی ہیں جو ابھی مذکور ہو چکیں اور ایک صورت مال منقیر اور مجنون کی بیع ہے قید البیوع کہ وہ لو استری اخیرۃ نقل علیہ کہ اذا
کان مشتری صبیاً أو مجنوناً علیہ فیسقط حصة المصنف فی فضولی کی بیع کو بقیہ توقف مقید کیا اس واسطے کہ اگر فضولی غیر کے واسطے کوئی چیز خرید کر لے گا تو مشتری
یعنی فضولی پنا قذ ہوگی مگر جبکہ مشتری منقیر یا منقور ہو تو اسکی اجازت پر خرید موقوف ہوگی جبکہ واسطے خرید واقع ہوئی ہم جب فضولی پر خرید نافذ ہوئی
تو اگر غیر اب اجازت بھی دے تو یہی اسکے واسطے نافذ نہ ہوگی کیونکہ اجازت موقوف کو لاحق ہوتی ہے نہ نافذ کو پھر اگر فضولی خریدی چیز غیر کو دے اور ثمن اسے
لے تو دونوں میں بیع القاطی اب ہو جائیگی کذا فی الطحاوی عن البرہان اذا لم یصفه الفضولی الی غیرہ فلو اضا قد بیان قال مع هذا العبد للفلان
فقال البانی بعت غلاتی فوقف بزارۃ وغیرہا یہ یعنی خرید کا نافذ ہونا فضولی پر اسوقت ہے جبکہ اسے خریداری کو اپنی غیر کی طرف منسوب کیا ہو
تو اگر غیر کی طرف نسبت کی ہوگی اسطرح کہ بالغ سے کہا ہو کہ اس غلام کو بیچ فلاں شخص کے ہاتھ سو بالغ نے کہا کہ بیچ اسکے ہاتھ سو اسکی اجازت پر خرید موقوف ہوگی
کذا فی البزارۃ وغیرہا کان ببعہ لنفسہ باطل کما فی البحر داکہ تشباہ عن البزائج کما کہ تشباہ اس واسطے کہ فضولی کی بیع اپنے واسطے باطل ہے کذا فی
البحر والاشباہ عن البزائج شاید کہ یہ بیع اس واسطے باطل ہے کہ فضولی غاصب ہے بیع کا ہم حل ہے کہ کما کہ شرح کے قول سابق یعنی فالبیع باطل کی تعلیل ہے طحاوی
نے کہا بہتر یہ ہے کہ مصنف کے قول یعنی مالک کی یہ قول تعلیل ہو وکذا من نفسه لان الواضح لا یتوارط فی البیوع الا کلاب کما من اور اسی طرح فضولی کا خرید کرنا
اپنے واسطے باطل ہے اس واسطے کہ ایک شخص بیع کے دو طرفوں کا یعنی ایجاب اور قبول کا متولی نہیں ہوتا سوائے بائع کے چنانچہ کتاب البیوع کے اول میں مذکور ہو چکا
وعدا راکہ تشباہ کہ بیع الفضولی موقوف کا فی ثلث فباطل اذا باع لنفسہ بدائع واداشط الحیا رقبہ للمالک تلخیص اذا باع عن صفا
من غاصب عن اخر للمالک یہ فتح لکن تتعفف المصنف الا ولی لیسما لفتھا لفر دہ المذہب تصریح ہے بان بیع الغاصب موقوف
وبان للبیوع اذا استحقی فللمستحق اجازتہ علی الظاہر مع ان البیاع لم یفسد للمالک الذی هو المستحق مع انه توقف علی الاجازۃ اور عبارات اشباہہ ہے
کہ بیع فضولی کی موقوف ہو مگر تین صورتوں میں باطل ہے جبکہ فضولی نے اپنے واسطے بیع کی کذا فی البزائج اور جبکہ اشباہہ مالک کے واسطے اختیار نہ ہو گیا کذا فی التلخیص
اور جبکہ فضولی نے متاع بیچے اس شخص کے ہاتھ جسے مالک کی متاع غصب کی بعض متاع غصب کے لیکن مصنف نے اپنی شرح میں یہی صورت کو منقذ کہا ہے بسبب اسکے
مخالف ہونے کے مسائل مذہب سے کیونکہ فقہانے تصریح کی ہے کہ بیع غاصب کی موقوف ہے نہ باطل اور اسکی تصریح ہے کہ بیع جب غیر بالغ کی مستحق لکھی تو شخص مستحق کو
اس بیع کی اجازت ورت ہے بنا بر ظاہر قول کے باوجودیکہ بالغ نے بیع کو اپنے واسطے بیچا نہ مالک مستحق کے واسطے ساتھ اسکے کہ وہ مالک کی اجازت پر موقوف ہے
واقا الثانیۃ فی البیوع وینتفع الغاء الشرط فقط قلت وحاصلہ کما قالہ شیخنا ان بیع موقوف دونہ نفسه علی البیوع انقضى اور دوسری صورت کی
تضمین ہر الفانی میں یوں ہے اور فقط شرط خیار کا لکھ دینا لائق ہے شرح کہتا ہے میں کہتا ہوں اور حاصل کلام صاحب خیار خیار خیار خیار خیار خیار خیار خیار خیار خیار خیار
فضولی کی دو صورت شرط خیار موقوف ہے اگرچہ بیع اپنے واسطے ہو بنا بر قول صحیح کے انتہی کلام شیخ الشرح کذا فی الطحاوی ولکن فی حاشیہ کہ تشباہ کا بیان
المصنف ہر دت علیہ مسئلتیں میں الحادی ہا بیع الفضولی مال منقیر مجنون کے تحقق اصلا الی ہذا لیکن ابن ہشام کے حاشیہ اشباہہ میں ہے اور
بیع اشباہہ کے تین مسئلوں پر دو مسئلے اور زیادہ کے ہیں حاوی سے اور وہ دونوں یہ ہیں بیع فضولی کی مال منقیر اور مجنون کو کہ بیع ہرگز منعقد نہیں ہوتی یعنی

سہ
القائل وہ
بطلان
ربیع ہوا

باطل ہوا اتنی طاعتی کے کمال بنامعنی اتنی پر دو حق بیع العبد والعیب الجھڑی علی اجازۃ الموصو والوقت قبل المقتوہ اور غلام بیع القرض اور بیع منہج
 القرض کی بیع موقوف ہر مولی اور ولی کی اجازت پر اور اسی طرح حقہ کی بیع ولی کی اجازت پر موقوف ہر وہی العبادتہ وغیرہا لا یستقل قاری العبد کا عقدہ
 و مستحقہ فی الحجج اور عادیہ وغیرہ میں کہ غلام کے اقرار مستحق نہیں ہوتے اور اس کے عقد اور اس کی بیع موقوف کرنا کتاب الحجج میں ہم غلام عادیہ کی عبارت میں کہ
 مخالف ہر اس واسطے کہ بیع موقوفہ کے ہر اور دو موقوف ہر وہی مستحق اور یاب کیا یون مکن کہ نہ غیر مستحق سے غیر لازم مراد ہر وہی دو حق بیع مالہ من فاسد عقل غیر
 رشید علی الجارۃ الفاسدی اور بالغ کا بیع اپنے مال کو در فاسد العقل غیر رشید سے فاسدی کی اجازت پر موقوف ہر وہی غیر رشید وہی جو صرف کہ نہ بخوبی سمجھتا ہو
 و بیع المرہون و المستأجر و غیرہ فی من رتبۃ الغیر علی اجازۃ الموصو و مستحق مزاج نہ ہو جو نہ ہو ہر اور غیر کے اجازت سے ہر اور جو نہیں غیر کہ پاس
 بنانی میں ہر اس کی بیع مرتن اور مستاجر اور مزاج کی اجازت پر موقوف ہر وہی مرتن اور مستاجر اجازت بیع کے مالک میں نہ دفع بیع کے لیکن کہ اس کی کہ نہ مرتن
 اجازت اور دفع دون کا مالک ہر وہی مستاجر کہ نہ فی الخطاوی و دو حق بیع شیخ برقعہ ای بالملکوت علیہ فان علمہ المشتري فی مجلس بیع فاسد لا یطیل
 اور موقوف ہر بیع شری کی اس کی رقم پر بیعہ شری کی علامت اس پر لکھی ہو سو اگر مشتری نے مجلس بیع میں علامت مذکورہ کو دریافت کیا تو بیع نافذ ہر اور نہیں
 تو باطل ہر وہی صنف نے اس بیع کو صحیح عارض الفساد قرار دیا ہر اور بحر الرائق اور غیر ظاہر میں اس کے بالعکس ہر قلت و فی مواجعة البحرانہ فاسدہ صریحہ
 الصحۃ لا بالعکس ہر وہی صحیح مباحثہ دعوی الضعیف کا میں کہتا ہوں اور بحر الرائق کے باب المراجہ میں ہر وہی بیع بالرقم فاسدی
 حکومت عارض ہو سکتی ہر وہی ظہر فی المجلس سے بالعکس اس کے بیع صحیح عارض الفساد نہیں ہر وہی قول صحیح ہر وہی با بر قول صحیح کے مباحثہ اس بیع کی راجع ہر اور با بر
 قول ضعیف کے حکومت مستحق کیا ہر مباحثہ راجع نہیں ہر وہی العصف فی الدل و بیع العبد من غیر مشورۃ لا یجوز فی بیع مال العبد اور مشتری
 در کہ اس قول کو ترک کیا اور بیع بیع کی اس کے غیر مشتری سے بسبب باطل ہونا اس بیع کے مال غیر کی بیع میں ہم در میں ہر وہی ایک غیر زید کے ہاتھ سے پھر اس کو بکر
 ہاتھ سے بیع ثانی ناقد نہیں بیان تک کہ اگر بیع اول کو عاقدین فسخ کر دیں تو بھی ثانی منع نہ ہوگی لیکن مشتری کی اجازت پر موقوف ہوگی اگر بیع بیع
 ہوئی ہو مصنف نے اپنی فسخ میں کہا کہ بیع اس بیع کے ذکر سے اعراض کیا اس واسطے کہ یہ نئی الحقیقت بیع مال غیر کی طرف راجع ہر وہی ذکر پہلے ہو چکا اس واسطے
 کہ مشتری بیع کا مالک ہو گیا غیر یہ کہ سے کہ نہ فی الخطاوی لخصاً و بیع المرد اور بیع مرتن کی موقوف ہر اس کی اجازت بعد الاسلام پر امام کے نزدیک خلافاً للصحیحین
 و الیوم بما یأخر فلان و الیوم یعدہ المشتري لا یعدہ البیع بمثل ما یبیع الناس وہیہ او یصل ما یختبہ فلان فاعلم و فی المجلس صحیح و باطل
 اور بیع موقوف ہر وہی بیع اس میں کہ جو فلاں شخص نے بیع اور حالانکہ بالغ اس کو جائتا ہر اور مشتری نہیں جانتا اور بیع اس میں کہ مانند جسر لوگ بیع کرتے ہیں یا
 مانند اس میں کہ جسر میں سے فلاں شخص نے بیع کیا تو اگر مشتری نے مجلس عقد میں اس کو دریافت کر لیا تو بیع منوط ہر وہی بیع صحیح ہر وہی بیع باطل ہر وہی بیع
 المشتري بقیعہ ثانی میں کہ بیع بیع و کا بطل دینے اور موقوف ہر بیع شری کی اس کی قیمت پر سو اگر قیمت صحیح ہوگی مجلس عقد میں تو صحیح ہر وہی نہیں تو
 باطل ہر وہی ذکرہ اعلاۃ الوافی و بیع فیه حیار المجلس اور موقوف ہر وہی بیع جمیع خبر مجلس شہرہ ہر وہی اگر مجلس میں اختیار کر لیا تو صحیح ہر وہی والا غیر
 صحیح دو حق بیع الغاصب علی اجازۃ المالك یعنی اذا باعہ ما لک لا یفسد علی ما ہو عن البطلان اور موقوف ہر بیع غاصب کی مالک کی اجازت
 پر بیع نہیں کہ غاصب اس کے واسطے بیع کی ہر وہی اپنے واسطے چنانچہ بالغ سے مذکور ہو چکا دو حق بیع المالك المعصوب علی البینۃ
 و او اگر ان کا غاصب اس کی موقوف ہر بیع مالک کی شری معصوب کو گواہوں پر یا غاصب کے اقرار پر یعنی در صورت انکار غاصب اگر گواہوں سے غصبت کیا یا غاصب
 نے خود غصبت کا اقرار کیا تو بیع صحیح ہر وہی والا نہیں و بیع مافی تسلیم ضرر علی تسلیم فی المجلس اور بیع اس چیز کی جسکی تسلیم میں مزید مال کا اس کی
 تسلیم فی المجلس پر موقوف ہر وہی بیع مافی تسلیم ضرر علی تسلیم فی المجلس اور بیع اس چیز کی جسکی تسلیم میں مزید مال کا اس کی

اجازت پر موقوف ہو و بیع الوارثۃ التکرر المستقرۃ علی اجازۃ الغرماء اور بیع وارثوں کا تکرر مستقر کہ کو مورت کی قرض خواہوں کی اجازت پر موقوف ہو و بیع
الذکر لیس والو صیدیں والناظر بالیاع یحضر الاخر توقف علی اجازۃ او بیعتہ دنیا حلال اور دو کیلون یا دو و میون یا دو و ناظرین بین ایک وکیل یا
وصی یا ناظر کی بیع و دوسرے سامنے موقوف ہو و دوسرے کی اجازت پر یا دوسرے کی غیبت میں بیع کی تو باطل ہو و اوصلہ فی الشیء الی میتہ و ثلثین اور نہ الفالی میں بیع موقوف
کو ثلثین آدمی کی قسم نہ ہو بچا یا ہر مہم نہ الفالی میں او بیع قسمین بیع موقوف کی مذکور میں انما یجوز مہم نہ ثلثین قسمین ذکر کی ہیں و حکمہ ای بیع الفصولی
لولہ عجیز حاصل وقوعہ عام قبول الاجازۃ من المالك اذا کان النہالہ و المشتوی و البیعۃ قائما بان لا یتغیر البیعۃ بحیث یحل شیئاً
لغيرہ من الاجازۃ کا البیوع حکمہ اور حکم اپنے اثر مرتب بیع فضولی کا اگر اس کے واسطے مجبوز ہو وقوع بیع کے وقت چنانچہ گذر گیا قبول کرنا اجازت کا ہر مالک سے
جبکہ بالغ اپنے فضولی اور مشتری اور بیع قائم ہو واسطے ہر کہ بیع غیر ہو گئی ہو واسطے کہ اجازت مالک کی بیع حکم کی یہاں ہر بیع غیر
بیع کی یہ صورت ہو کہ مثلاً گڑے کی قطع اور دخت فضولی ہو و الا اجازت مفید ہوگی کیونکہ اب اسکا نام کچھ نہ رہا بقایا فی قص نام ہو گیا بخلاف کچھ انگریز کرنے کے کہ
اسمیں اجازت مفید ہوگی ایسا کچھ کہا ہے مصنف نے اپنی شرح میں لیکن ہر الفالی میں اس کے خلاف ہے لہذا بعد نہ کرنے کے اجازت غیر مفید ہو کہ ذانی الطحاوی و کل المشتوی
قیام التمس البیعا لو کان عرضاً مجتہداً نہ مبیع من وجہ فیکون مالک الفضولی و علیہ مثل البیوع لو مثلیاً و لا فقیہ متہ و غیر العرف
مسک للمعجز امانۃ فی ید الفضولی و لیس او اسی طرح شرط پر قائم نہ ہوا ثمن کا بھی اگر ثمن عرض معین ہو واسطے کہ عرض معین بیع ہو سکتا ہے
ایک ماہ سے تو فضولی مشتری ٹھہر گیا اور غیر فضولی کی خود فضولی پر یا قرض پر تو عرض مذکور فضولی کا مالک ہو گا اور فضولی پر مثل بیع واجب ہو گا اگر بیع مثلی ہو اور نہیں
توقیت اس کی واجب ہوگی اور جو ثمن کہ غیر عرض ہے یعنی مجبوز نقد ہو تو وہ مالک مجبوز کی ملک ہو فضولی کے ہاتھ میں امانت ہو کہ ذانی الملق و کل المشتوی حیات
المستاء ایضا فلا یجوز اجازۃ وارثہ لبطالۃ عیونہ اور اسی طرح صاحب متاع کا بھی قیام شرط پر تو جائز نہیں اجازت اس کے وارث کی بواسطے باطل ہو گا
اجازت کے اس کی موت سے حکمہ ایضا ان اخذ المالك الثمن او طلبہ من المشتري بكون الاجازۃ عمادیۃ و بیع فضولی کا یہ بھی حکم ہے کہ ثمن لینا
مالک کا اور اسکا ثمن مالک مشتری سے اجازت ہو کہ ذانی العادیۃ و هل للمشتري الرجوع علی الفضولی بمثلہ لو هلك فی ید قیل الاجازۃ کا حکم ہم
ان لم یعلم انه فضولی وقت کا کہ نہ لکان علم قنیه و اعتمد ابن التشنہ و اقرہ المصنف و جزم الزیلعی و ابن ملک بانہ اعادۃ مطلقاً
او بکیا مشتری کو جائز ہے مثل ثمن کا پھر لینا فضولی سے اگر ثمن فضولی کے ہاتھ ہلاک ہو جائے قبل اجازت مالک کے قول صحیح ہے کہ بان رجوع بالمثل جائز ہے اگر مشتری آدھا
شیخ وقت یہ نہ تھا تاہم کہ وہ فضولی ہو اور جائز نہیں اگر اسکو فضولی جان چکا ہو کہ ذانی القیدہ اور اسی قول کو معتمد جانا ہے ابن شخبہ نے اور اسکو ثابت رکھا ہے
لہذا اپنی شرح میں اور ابن ابی اور ابن ملک اس پر یقین کیا ہے کہ ثمن امانت ہے مطلقاً یعنی خواہ قبل اجازت کے ثمن ہلاک ہو یا بعد اجازت کے کہ ذانی النسخ اور دوسرے
امانت رجوع مثل ثمن جائز نہیں و قولہ لسانہ نحو بیس ما عصف ملہ احسن ملہ علی المختار فسخہ اور مالک کا یون کہنا فضولی سے کہ میرا کیا تو نے
گذرانی المہر جری پھر تو نے کی یا خوب کیا تو نے یا اچھا کیا تو نے اجازت ہو بقول مختار کہ ذانی الفسخ ہم اور غیر مختار قاضی خان کا قول کہ احسن اور سبب اجازت
کھو نہ اس کے واسطے بھی یون کہ ذانی الطحاوی و حصۃ التشنہ من المشتري و التصدیق علیہ اجازۃ لولہ البیوع قائمہ ایدہ اور ثمن ہر مالک مشتری
سے اور ثمن کا تصدیق کرنا مشتری پر اجازت ہے بیع کی بشرطیکہ بیع قائم ہو کہ ذانی العادیۃ و قولہ لا یجوز مرث لہ البیوع الموقوف فلو اجازۃ بعد لا یجوز کہ ان
المستقر لا یجوز بخلاف المستاجر لو کان لا یجوز لہ لاجار حیا منہ اور مالک یون کہنا کہ میں اجازت نہیں دیتا بیع موقوف کا رد کرنا ہے اگر اجازت
دی جائے تو جائز نہیں اس واسطے کہ مصنف اجازت غیر نہیں ہوتا بخلاف مستاجر کہ کہہ کہ میں اجازت نہیں دیتا اجازۃ و اس کی بیع کو پھر اجازت کے لئے اجازت دی تو جائز ہے
و لا خلاف کہ ہم جو اذا اجازۃ بالفعل والقول وان المالك اذا اجازۃ و الفسخ و المشتري الفسخ و لا اجازۃ و لا الفسخ فی البیوع و لا انما یجوز

اقالے کے فیض چند فروع ذکر کیے تھے لہذا یہ ہر اقالہ باطل ہے اور اس پر مشتمل ہر شے بیع کے زیادت منقولہ سے بعد قبض کے بیع
شرعی ہے نہ قبض کے قبل مطلقاً گذر کر کہ اس ملک میں زیادت قبل قبض مانع امار نہیں مطلقاً خواہ زیادت متعلقہ ہو یا منقطع خواہ منقطع ہو یا
اقل بعد الاوت باطل اگر اقل قبض ہو تو بعد الاوت باطل ہو تا کو ثابت ہو کہ اقالہ فیض ہر شے و اشیاء کے قبض اقل بالکسب و اشیاء کے قبض اقل بالکسب
کے یہ ایسے اور شے کے قبض سے یعنی در صورت سکوت شریعی لہذا جب ہو گا بالاجماع تو اگر اقالہ بیع ہو تا تو سکوت شریعی جائز نہ ہوتا و در مثل العشر و در مثل العشر
اجود اس در شریعی پھر دیا جاوے گا نہ شرط یعنی جو شے کو بیع اہل میں شرط ہو اتحادی و یا جائیگا اگر قبضہ میں نہایت کم ہو یا نہایت کم ہونا اگر شریعی
بیع نہ ہوتا اور شریعی نہ اس کے عوض میں ہر دینے پھر دونوں نے اقالہ کیا حال ان کے ہر ان ہو گئے تو شریعی دینا یا کما درم لہذا فی ہر دینے و لہذا اتفاقاً
و قد کسبت من حال کاسد او اگر اتفاقاً بین کسبت اقالہ یا ہر دینے و درم کاسد ہو گئے تو کاسد پھر کسبت لہذا فی ہر دینے و لہذا اتفاقاً
او لیس فی شیا یا کسبت من قبضہ او اسے تو با شہاد یا اقل منہا لیس فی شیا یا کسبت من قبضہ او اسے تو با شہاد یا اقل منہا لیس فی شیا یا کسبت من قبضہ او اسے تو با شہاد یا اقل منہا
شرعی اہل او سکوت سے اقالہ صحیح ہو کر جب کہ منوی نے وقت کے واسطے اور وہی نے صغیر کے واسطے کوئی چیز بھی اسکی قبضہ میں نہ ہو یا در وقت
کوئی چیز خریدی و وقت یا صغیر کے واسطے اسکی کسبت سے تو اقالہ اسکا جائز نہیں اگر قبضہ میں نہ ہو یا در وقت یا صغیر کے واسطے اسکی کسبت سے تو اقالہ اسکا جائز نہیں اگر قبضہ میں نہ ہو یا در وقت
عقربہ نہ ہو چکا و ان وصایہ شریط فی وجہ لیس فی شیا یا کسبت من قبضہ او اسے تو با شہاد یا اقل منہا لیس فی شیا یا کسبت من قبضہ او اسے تو با شہاد یا اقل منہا
۱۸ لیس فی شیا یا کسبت من قبضہ او اسے تو با شہاد یا اقل منہا لیس فی شیا یا کسبت من قبضہ او اسے تو با شہاد یا اقل منہا لیس فی شیا یا کسبت من قبضہ او اسے تو با شہاد یا اقل منہا
شرعی کی مدت مشروط ہو اور اس طرح کسبت میں ہر گاہ بیع ہو جائے کہ ساتھ اقل شریعی سے اقالہ صحیح ہو تو یہ فیض بالاقبال اگر قلت شریعی ہے عین ہے
نہ زیادہ تر کہ بعضوں نے کہا اگر اس قدر کی زیادتی ہو کہ کچھ خالص نہیں ہیں تو کسبت میں ہر گاہ بیع ہو جائے کہ ساتھ اقل شریعی سے اقالہ صحیح ہو تو یہ فیض بالاقبال اگر قلت شریعی ہے عین ہے
ان شرط متعلق ہر اقل شریعی سے تو اسکی تقدیر استثنائاً پر اسباب بھی کذا فی الملحق و الثالث لا یفسد بالشرط الفاسد وان لم یفسد تعلیقاً بفساد
کما سیبھی اور فی شریط ثالث یہ ہر اقالہ فاسد نہیں ہوتا مشروط فاسد سے اگرچہ اسکی تعلیق شرط فاسد سے صحیح نہیں چنانچہ کتاب البیوع سے پہلے و یکا م
تعلیق کی صورت یہ ہر اقالہ خالص نہیں ہوتا اگرچہ اسکی تعلیق شرط فاسد سے صحیح نہیں چنانچہ کتاب البیوع سے پہلے و یکا م
اور خالص نہ زیادہ شریعی کی تو بیع نافی منقذ نہ ہوگی سوا اس کے کہ یہ اقالہ کی تعلیق ہر شرط سے کذا فی الملحق و الرابع عن البیوع و الرابع عن البیوع و الرابع عن البیوع
تاکیداً بعد ہا ما قبل قبضہ و لو کان یباع فی حق البطل لیس فی شیا یا کسبت من قبضہ او اسے تو با شہاد یا اقل منہا لیس فی شیا یا کسبت من قبضہ او اسے تو با شہاد یا اقل منہا
بعد اقالے کے قبل قبض کرنے میں بیع کے اور اگر اقالہ بیع ہو تو دونوں کے حق میں تو بیع نافی باطل ہوتی جیسے بیع مذکور کی بیع غیر شریعی سے باطل ہو کذا فی البیوع
بطلان بیع سے نہ بیع مراد ہو و نہ بیع منقول ہو قبل اس کے قبض کے و الخامس من قبض لیس فی شیا یا کسبت من قبضہ او اسے تو با شہاد یا اقل منہا لیس فی شیا یا کسبت من قبضہ او اسے تو با شہاد یا اقل منہا
خاص یہ جو کہ قبضہ کرنا مکمل اور وزن کا مشتری سے بعد اقالہ کے بلا اعادہ اس کے مکمل اور وزن کے یعنی اگر اقالہ بیع ہو تا تو بلا اعادہ قبض جائز نہ ہوتا و اس کا
جائز ہے البیوع منہ بعد اقالہ قبض لو کان یباع فی حق البطل لیس فی شیا یا کسبت من قبضہ او اسے تو با شہاد یا اقل منہا لیس فی شیا یا کسبت من قبضہ او اسے تو با شہاد یا اقل منہا
اور اقالہ بیع ہو تا بیع اور شریعی کے حق میں تو بیع نافی ہوتا و نہ بیع مراد ہو و نہ بیع منقول ہو قبل اس کے قبض کے و الخامس من قبض لیس فی شیا یا کسبت من قبضہ او اسے تو با شہاد یا اقل منہا
و انما بیع فی حق الثالث لیس فی شیا یا کسبت من قبضہ او اسے تو با شہاد یا اقل منہا لیس فی شیا یا کسبت من قبضہ او اسے تو با شہاد یا اقل منہا لیس فی شیا یا کسبت من قبضہ او اسے تو با شہاد یا اقل منہا
بیع قبض کے بلفظ اقالہ ہو اور اگر اقالہ قبل قبض کے ہو تو وہ بیع ہی ہے جس کے حق میں بیع نافی ہوتا و نہ بیع مراد ہو و نہ بیع منقول ہو قبل اس کے قبض کے و الخامس من قبض لیس فی شیا یا کسبت من قبضہ او اسے تو با شہاد یا اقل منہا
جائز ہے بیع منقول کے و لیس فی شیا یا کسبت من قبضہ او اسے تو با شہاد یا اقل منہا لیس فی شیا یا کسبت من قبضہ او اسے تو با شہاد یا اقل منہا لیس فی شیا یا کسبت من قبضہ او اسے تو با شہاد یا اقل منہا

قید سے درہم کا ہر سکہ نکل گیا تو اگر درہم کو زانیہ سے خرید کیا تو بیع و لازم بطور سبب جائز نہیں چنانچہ سید الرضیٰ بن ہر او حاشیہ علی بن بدیع سے اسکا جواب فقہاء کی صورت میں کہ مستحق غائب کی بیعت ہو اور غائب اسکی قیمت کا تاوان دیا جائے مفسوب مل گیا تو وہ ملوک ہو گیا تا صلیب لگا سکے چنانچہ بطریق الماریج کے جائز یعنی ضمان پر نفع لیکر حل ہی نہ کرنا کہ شائع نے مفسد کی قیود میں تصرف کر کے کچھ کا کچھ کر دیا حالانکہ یہ مفسد ہی کہ ملوک عبادت پر بیع ملوک ساتھ ضمان و بیعت منقذ اور یہ عبارت فقہائیکہ تھی والذی علم التولید مصداقاً ولی ما غیر جعله دالیا اور تو یہ مصدر ہی دلی غیر کا یعنی غور کو دلی اور کار ساز مگر کیا شریعت اسکا یہ قول اولیٰ حکم ایچہ بقیۃ فیہ و غیر غنایہ لکن الغالب اور مصطلح شرح عین تولید یہ ہو ملوک چیز کی اسکی ضمان اسے اگرچہ ضمان حکمی ہو مگر ضمان طبعی سے اس چیز کی قیمت ہو اور نصف نہ قیمت کو تو بیع سے لیکر کیا اسواسطے کہ تولید میں اکثر التراجیح ہر جہت سے خرید کرنا آئے کو چنانچہ اسکا نام تولید ہی لیکن لایزالہ تولید سے ہی صلیب شامل تھی جبکہ وہ مفسد کو تو بیعت میں قیمت کے بطریق تولید سے کہے کہ انشائیہ میں کہ عام مفسد یا مفسد حقیقی اور ضمان حکمی سے تا اسکو بھی شامل ہو چکے مفسد طبعی نے کہا ہے تریا شائع لفظ غنایہ کو حذف کرنا اسواسطے کہ مفسد سے مراد وہ ہو جو قیمت کو بھی شامل ہو نہ کہ ضمان سے فقط قیمت ہی مراد ہو بشرط صحیحہ کو الحاق میں مثلاً اذ قیما علیہ الماشی اور ہر سکہ اور تولید کے صحیح ہونے کی شرط ہو ماحوض یعنی ضمان دل کا مثلاً یا ہوا ماحوض کا قیمت الی چیز ملوک شری کی ہر ضمانتی چیز درہم اور زانیہ اور مکمل اور مردون اور عادی متعارف اور مثلی ہونا شریک اسواسطے شرط صحیحہ ہوا اگر ضمان غیر مثلی ہو چنانچہ کچھ ماحوض غلام کے خرید کیا تو بیان ملوکہ اور تولید قیمت غلام پر ہو گا اور حالانکہ قیمت بھول ہی بان اگر مشتری اسی قیمت والی چیز کا مالک ہو جو ماحوض تھا بائع کی خرید میں تو غیر مثلی سے بھی مراد جائز ہو مفسد اسکی کہ کچھ خرید کیا ماحوض کچھ کے اور اسکو تسلیم کر دیا پھر کچھ کے بائع نے وہی کچھ انشائیہ زید کو بطریق بیع یا بیع کے دیا پھر کچھ کے مشتری نے کچھ بجا زید کے ہاتھ بھریں اسی کچھ اور کچھ مفسد کے تو جائز ہی کیونکہ زید اس کے دینے پر قادر ہو کر اذانی الترتیب و کون الرجح مثلاً معلوما کو قیما مفسد الیہ کہنا الشوبک نہ قال الیہا حیث تدبیر ہر دہ یا زید ای العشرۃ باحد عشر لیجی الا ان یعلم بالثمن فی المجلس فیخیر شرح المجمع للعینی اور شرط صحیحہ مراد یہ ہوا نفع کا جو ماحوض مفسد کچھ نفع مثلی ہو لیکہ قیمت والی چیز مثلاً الیہ ہو چنانچہ کچھ سبب نفی ہونے سے حالت کے تو اگر بیع کر لیا دیا زید کے نفع پر یعنی دس کو بیعت کیا دیکھ چنانچہ تو جائز ہو گا مگر یہ کہ مشتری کو مفسد اسکا ماحوض میں معلوم ہو جائے تو اسکو لینے نہ لینے میں اختیار ہو گا کذا فی شرح المجمع للعینی ہم وہ زید کے نفع سے کل ضمان اسکا معلوم ہوا ملاحیج جائز ہونی ویضیم البائت الی رأس المال اجر القصار والصیغ بای و نکان والطراز بالکسر علی الشوب والقتل والحصول الطعام وسوق الغنم ولجرة الفضل والخیاطة وکسوتہ وطعام العییم بلاسرف ودفنی الزرع والکرم وکسحھا وکری المسیناہ والاحتیار وغیرہ الا شحار و تحبص الدار اور بائے بائع رأس المال کی طرف مزدوری و صوبی اور رنگ کی کوئی رنگ کیوں ہونا و مزدوری کچھ کی نقش کاری کی اور زو وغیرہ کے دور سے بیٹے کی مزدوری اور غلام اٹھالانے اور بچہ بکریوں کے ہاگ لٹھنی مزدوری اور شوب اور زو کی مزدوری اور پوٹال اور طعم مسح کا ہوا اس کے اور کھیت اور سچائی لگو کی اور اسکی جاد بکشی اور بیون اور مردون کی صفائی اور زرخٹ لگانا اور کھری چوہہ کاری ہم اور سیطرح لکری سے دروان بنانے اور بونی میں سونے کرینکی مزدوری اسکی طرح کے ساتھ ملاوے کذا فی التمر داجرة البیتسار هو الدال علی مکان السلم و صا حید الشتر ط فی العقد علی ما جزم بدہ فی الیہ مراد ورجح فی الجواز للاق اور رأس المال کے ساتھ ملاوے مساری و مزدوری جو عقد اور اس بشرط مافی اسی قید پر یقین کیا ہو در میں اور برکات الرضیٰ بن الملاق کو بیعت ہی ہر مسار وہ جو مساع اور مساع کو بتاوے ہم اہل لغت کے نزدیک مسار اور دلال میں کچھ فرق نہیں ماحیوس فلما اسما اور دلال وہ ہی جو موطوع ہو بائع اور مشتری میں ہر طرف تھا مین میں فرق ہر مسار وہ ہی جو شائع نہ کر گیا اور دلال وہ ہی جسکے ساتھ شائع ہو گیا لکن اتفاق میں ہر عدم مزارعت لای الا جامع ثابت ہو دنا بطم کل مای یلین للبدن و قیہ یضیم درہم احتمال العین وغیر عاۃ التجار بالضم اور قاعدہ لای لایا و غنہ کو کہ لایا لایا یہ کہ جو چیز سے بیع میں آدہ ہو چکا ہو جسے نہ لایا و اسکی قیمت میں آدہ ہو چکا ہو حال عام اور حاکم تودہ لای جانگی کذا فی الدرر لعینی وغیرہ سودا گروں کے ملائگی عاوت پر عاوت کیا ہو یعنی جسکو تجارت پر بیعت میں رأس المال کے ساتھ ملاوے اسکو ملاوے

الراجحة والعدل الى فلسفة فليعلم مثلاً ما كاسفة ولا يعزم قيمتها وكذا كل ما يكال ويوزن في الحاضر انه مضمون بمقتضى فلا خيرة في لثانته او خصته ذكره
فالمبيوع مضمون بخلاف جله في الزانية وغيرها قول الامام وعند الشافعية يوم القبض وعند الشافعية في الخبز يوم ردها وعليه للفقهاء
ايك شخص في نفوس موجه اور عدلي قرض لي بغير انكار وراج جانار با تو اس پر نذر اس کے غير ورج فاس لانهم الاداين او وہ شخص کی قیمت کا تاوان ہے اور اس طرح کی
اور زنی چیز کے قرض کا حکم اس واسطے کہ نہ کہ وہ چکا کہ قرض میں ضمان بالمثل ہو تو پھر اعتبار نہیں کی گئی یا الزانی کا مبیوع میں سکون ملا کہ ضمان نہ ہو کیا ہو اور زنی
وغیرہ میں وجوب مثل کو امام عظمی کا قول ٹھہرایا اور ابو یوسف کے نزدیک اس پر یوم القبض کی قیمت ہو اور محمد کے نزدیک وراج فاس کے پھیلان کی قیمت اس پر لازم ہو اور
قول پر فتویٰ ہے ہم گرائی اور زانی کا اس وقت اعتبار نہیں کیا قرض لیا اور اسے قرض کرنا ایک ہی شہر میں ہو چنانچہ کہ نہ کہ وہ گناہ میں ہو کہ ظاہر عدلی جمع اور
عدلی کی اور حوالہ الراجحة کے باب المبیوعین میں ہے سے منقول ہے کہ عدلی نتیجہ میں ہوا و تحقیق الی ملہ و لام کسورہ وہ درہم میں جو عدل کی طرف منسوب میں شایع عدل
اوشاہ کا نام ہے جس کی طرف درہم تحقیق کی نسبت ہو کہ زانی الطحاوی وقال هكذا التمس من طاعاً بالعرفا فاحذ صاحب الفرض في حكمة فليعلم
بالعرفا في يوم اقتصر عند الشافعية في يوم لخصاً وليس عليه شيء مع العلم ان العرفا في حذ طاعاً صاحب بزار ہے کہا اور اس طرح
سند فاس کے مامور ائمہ نے نہیں ضمان ہو چکا ایک شخص کو لیتا یا مطلق وراج قرض لیا عراق میں مستقر ہے صاحب فاس نے ملوخذہ کیا کہ غیر افسین تو اس پر قیمت
لحعام واجب ہے وہ قیمت جو عراق میں تھی اس کے قرض لینے کے دن ابو یوسف کے نزدیک محمد کے نزدیک قیمت لازم ہو جو بزرخصیت ہو اور حذ قرض نہیں
کہ مستقر ہے کے ساتھ بھجوا عراق کی طرف اور مان اپنا طعام لے ہم اس سے میر قیمت عراق کی قیمت کہ مستقر کا حال میں نہیں کیا سو اگر دونوں شہروں کی ایک ہی
قیمت ہو تو قیمت عراق کا پھر اعتبار ضرور نہیں اور اگر قیمت مختلف ہو تو یہ حکم سلاستہ کے مخالف ہو و لو استقر من الطعام في بلد الطعام في ارض غير فليعلم بالعرفا في
بلد الطعام فيه قال فاحذ الطاليد بقة فليعلم من الطاليد في يوم من الطاليد في بلد بقر بكميل حتى يعطيه هذا مضمون في السيل
الذی منہ اور اگر وراج قرض لیا اس شہر میں جو عراق میں تھی وہاں سے اس شہر میں قرض لینے والے سے طاعت کی حسین وراج کران ہو اور
طالب نے اپنے حق کا اس سے ملوخذہ کیا تو طالب کو قید کرنا مطلوب کا جائز نہیں اور مطلوب کو حکم ہو گا کہ اعتقاد کرے کہ وہ صاحب کی تاشخص مطلوب کا ایک ایسا شہر ہے
جس میں اس سے قرض لیا تھا استقر من ثمن من الفدا کہ کیلا الا ورنہ فام يقبضه حق القطع فانه يحجز صاحب الفرض على تأخير الفدا
الحديث الا ان يلتزم اصيل على القيمة لعدم تبيعة بخلاف الفلوی الخی کے سند و تمام خبر الحائنه قرض لیا کوئی میوہ باب پر لینے سے یا تو ان کو اردو مدار اس نے
صاحب قرض کو ادا کیا یا مان یک کہ میوہ شطع ہو گیا یعنی اس کی فصل جاتی ہی تو صاحب قرض پر چکر کیا جائیگا تاخیر قرض بزارہ میوہ بجا جو شکریہ کہ دونوں کی
قیمت برابری ہو جاوےں لیکن یہ موجود ہونے چاہیے کے بخلاف فاس کے جبکہ انکار وراج جا اسے ملوخذہ کی قیمت یا جائز نہیں کیونکہ فاس غیر مبیوعہ نہیں ہے اور ابمان
اس کا خانہ کہا یہ فرق میں ہو و جملة المستقر من الفرض بنفس الفرض عند ما هو الامام وعمر خلافا للشافعية فله رد المثل ولو حذ خلافا لابي اعلى العقلاء
بلغة الفرض في بعض الفرض و من غير اعتقاد لا فاد في اللذان الحال بحر او بالکے طالب اس پر مستقر قرض کا مجوز قبضہ کرے کیلا امام عظمی اور محمد کے نزدیک خلاف ابو یوسف
کے تو طرفین کے نزدیک مثل جائز ہو اگرچہ قرض میں ہو و خلاف ابو یوسف کے کہ اگر نہ تو ایک قیام قرض کا و مثل جائز نہیں ہے فرس کے قول کی بنا پر کہ اعتقاد نہ ہو
قرض یعنی بدون اس کے استلزام کے اور صحیح الاعتقاد اور عدم الاعتقاد دونوں قولوں کی نصیح دارد ہو اور لائق ہو اعتقاد کرنا الاعتقاد قرض پر ایک سے سفید ہو کہ ملک کی مثال
کہ زانی البیوعین مجوز لفظ قرض اور قبض کے ملک میں فی اللان ایت ہو جاتی ہو تو ثابت ہو کہ استلزام عین الاعتقاد و موقوف نہیں بخلاف شرط المستقر من الفرض و
قاماً من المذموم بدراهم مقبوضه ولو ترقا قبل قبضه ما بطل لانه افتراق عین بزانہ فليحفظه تجايزه مستقر کو قرض کا خبر کرنا اگرچہ قرض قائم ہو خبر جائز
ہو مقرر ہے بعض اس مقبوضہ کے پھر اگر دونوں شخص تفرق ہو فی قبضہ اس کے نہ کہ کو تو خبر یا طلب ہو کیونکہ افرق عین الدین ہو لاقبضہ کنانی البیوعین خبر مستقر

بند ہو جاوین ہم یہ جواب ہو سال مقدار کا تقریر و احوال ہو کہ حدیث مشکوٰۃ میں ہوا ہے کہ در صورت اختلاف خفیہ جانی ہو اور تاخیر حرام کو اس لازم آتا ہے کہ فقہی میں
اور زمانہ کو اس الحال قرار دینا سوزنات میں چنانچہ زعفران اور وئی وغیرہ میں جائز ہو حالانکہ بالا جماع جائز ہو تقریر جو تہذیب کو تحریم یا غیرہ سے اسلام فقہ و کاموزنات
میں بالا جماع مستثنیٰ ہو الا سلم کے اکثر اہل باب بند ہو جاوین اور ہر ایک کے حوازی دوسری علت بیان کی ہو یعنی فقہ و کاموزنات کو تولد اور واشتو کہ ہوا ہو اور زعفران
روئی وغیرہ کا سیر و تک چھریہ طریقہ وزن کا مختلف ہو تو یا اعتبار صورت کے دونوں مختلف ہو گئے علاوہ اسکے اختلاف جنوی اور حکمی بھی بیان ثابت ہو اختلاف نوی
کہ فقہ و شمس غیر مستثنیٰ ہیں اور زعفران اور وئی غیر مستثنیٰ ہیں اور حکمی اختلاف ہو کہ فقہ و شمس کے جانی ہو مختلف ہو کہ تولد اور سوزنات کو ہر وجہ فقہ و شمس
و نقل ابن الکمال عن الخلیفہ جو الاسلام المحنۃ فی الذریعۃ قلت و مقادیر ان القدر بالقرآن لا یجوز للنساء اختلاف الجنس لیس فیہ لیس فیہ قدر فی السلسلہ حرمۃ
النساء و تحقیق بالجنس و بالقدیر بالتفق فتنبہ اور ابن کمال نے غایۃ التبحر سے نقل کیا ہے کہ کمال کا جائز ہوا و غیرہ میں من کہ کتابوں اور ابن
کمال کے کلام سے استفادہ ہو کہ فقط قدر تاخیر کی حرم نہیں بخلاف کتب نو کی تصحیح کرنا چاہیے اور سلم میں گذر گیا کہ حرمت تاخیر کی خلیل و قدر متفق محتاج ہو کہ
آگاہ رہنا چاہیے عبارت ابن کمال یہ ہو کہ قدر علی جواز اسلام المحنۃ فی الذریعۃ عنہ انتہی لفظہ یعنی ہر ایک کے مذہب میں لیون کا سلم زیون میں مخصوص ہو اور وئی
یہ ہو کہ دونوں مختلف القدر میں کیونکہ کمال کی میں اور زیون وزن کی نو کہ کمال کے کلام سے کمان یہ نکلا کہ فقط قدر محرم تاخیر نہیں کیونکہ اسنے اسلام طیل کا سوزنات
فرض کیا ہو اور حالانکہ وہ دونوں مختلف القدر ہیں تو جواز اسلام سوزن کا سوزن میں یا مکمل یا مکمل میں کیونکہ لکھا تو اس مقام خوب متفق ہو گیا زیادہ اس کے کمال متفق
حاجت نہ ہو اور جب سلم میں یہ ثابت ہو کہ قدر متفق تاخیر کی محرم ہو تو اب اسکو کچھ متفق باقی نہ رہی گذرانی الطحاوی اس طرح علی کا دل بقولہ فہم یج
تکلی و نہ فیہ سہ متفاد علاوہ غیر سطوح خلافاً للشافعی کچھ کیل و عدید و نہ فیہ شارب کتا ہو کمال اول یعنی در صورت وجود قدر اور خفیہ
تقریر کی اپنے احوال سے تو حرام ہو کہ کیل کی بیع اپنی تخفیف کیل سے اور وزنی کی بیع اپنی ہم خفیف کیل سے بڑھا کر اگرچہ کیل اور وزنی کھانسی کی چیز ہو بخلاف نام شافعی کے
چنانچہ گنج کیل اور نو ما وزنی ہم جیسے کیل کا کیل سے اور وزنی کا وزنی سے تعاضل حرام ہو دیکھتے ہی تفسیر بھی حرام ہو لیکن مصنف نے اسکو ترک کیا کہ حرمت تعاضل کو
حرمت تسلیم ہو بلکہ اعلیٰ و رحلت تاخیر کو حلت تعاضل لازم ہو بلکہ اعلیٰ و رحلت تاخیر کو حلت تعاضل لازم ہو بلکہ اعلیٰ و رحلت تاخیر کو حلت تعاضل لازم ہو بلکہ اعلیٰ و رحلت تاخیر کو حلت تعاضل لازم ہو
الحال بھی معلوم کرنا چاہیے کہ اختلاف خفیہ کا معلوم ہونا ہی ہم خاص اختلاف سے اور مقصود کے اختلاف سے چنانچہ شرح کیا ہو اسکو صاحب فتح القدر نے ہم
فتح القدر میں ہو کہ اختلاف خفیہ اختلاف ہم خاص اور اختلاف مقصود سے معلوم ہونا ہو تو کیل کا وجود و خفیف میں اور ثوب ہو وئی اور وئی دو خفیف میں یہاں
کے اختلاف کے سبب اور قیام ثوب کا مصنف کی جہت سے ہو اور نیز یعنی کچھ کا کچھ سبب ایک ہی خفیف ہو اور نو ما اور انکا او پتل اجناس مختلفہ میں اور سطح
صوف اور بانوں کا سوت اور گانے بچھ اور کبری کا گوشت اور کبھی کی جلیقی اور گوشت اور پٹ کی چربی اجناس مختلفہ میں اور و غیرہ غفہ
اور خفیہ و خفیف میں اور بان جبکہ اصول مختلف ہیں دو خفیف مختلفہ میں نہ ہی مخصوص اور حرام بلکہ خفیف میں اور البوست سے مردی ہو کہ کمال کی بیع خفیہ کی بیع خفیہ زیادہ
درست ہو اگرچہ طبر نوع واحد ہو اسکو کچھ کیل کا گوشت سوزن ہو کہ بیع خفیف میں نہ ہو معاوضت میں کہ ان فی الزہد حل نیہ ذلک مما لا یشک فیہ تعاضل اور بیع کی بیع خفیہ
الجنس کی بیع خفیہ بلکہ اعلیٰ و رحلت تاخیر کو حلت تعاضل لازم ہو بلکہ اعلیٰ و رحلت تاخیر کو حلت تعاضل لازم ہو بلکہ اعلیٰ و رحلت تاخیر کو حلت تعاضل لازم ہو بلکہ اعلیٰ و رحلت تاخیر کو حلت تعاضل لازم ہو
صاخر اور حلال بیع مع التعاضل ہون عیار شرعی کے اسکو کہ شرح نے بقدر جواز نصف صاع سے کتر کی کوئی عیار قدر نہیں فرمایا چنانچہ بیع ایک کیل ہو
دو پٹے اور میں اور بان سے جب تک کہ نصف صاع کو نہ ہو پٹے ہم عیار عبارت ہو یا سنگ سے یعنی وہ کہ جس سے مساوات کیل یا وزنی معلوم ہو جاوے نہ تھا میں ہو کہ
پٹے و پٹ کی بیع ہو اسکو صحت ہو کہ عیار موجود نہیں جس سے مساوات معلوم ہو اسکو کہ شرح نے واجبات الیہ میں چنانچہ کھانسی اور صدقہ فطین صاع سے
کتر قدر نہیں فرمایا تو اس سے معلوم ہو کہ اگر نصف صاع سے کتر کوئی پیمانہ مومن ہو چنانچہ ربع اور ثمن ربع مضمین الخ ہو تو اسکا تعاضل خفیہ نہیں اس سے نہیں ہو کہ

مشتراک قاضی لازم وقت میں نام کا قول اور قوی زوال ملک پر مطلقاً اشتراکاً یقیناً حتیٰ انما یقیناً نہ لاشعہ دعوا بدون حصو البیان
 المشتري للمقتضی علیہما خیر یکل ایک خیر اور سب قرضہ نہیں کیا انیکہ و سب شخص نے اسکو دعویٰ کیا کہ وہ خیریری ہو تو دعویٰ اسکا سموع نہیں بدون
 حاضر ہونے یا مع او شری کے نا حکم قاضی پر جاری ہو تو قاضی نے بعض تھا کہ یہ ہن احدھا علی ان المستحق لہ احدہما ثم ہو لہ من المشتري قبل ان
 لزم البیع و تمامہ فی البیعة اور اگر دعویٰ کے واسطے یا مع او شری کے لئے حکم قاضی ہو جاوے پھر ان یا شری پر گواہ اسلئے سخی ہے اسلئے کہ انہی کے ہاں ہوا
 اسکو شری کے ہاں ہوا تو مقبول پر اور بیع لازم ہوگی اور پورا بیان اسکا فتح القدر میں ہو لا بدوہ قیامہ انخبة بل الغدۃ لتاخر عن الملك فلو قال المستحق
 المدعی ثابت عنی هذه الدابة منذ سنة فقبل القضاء بها المستحق اخبر المستحق علیہا ثم عن القصة فقال انی لم یثبت انک انت ملکک
 لیس مستحق مثلاً و یہر علی انک لا تدفع المقتضی بل بقضہ بیا المستحق لبقاء دعواہ فی ملک مطلق حال عن التاریخ من اللطیفین
 نہیں کچھ اعتبار غائب ہونے کی تاریخ کا بلکہ مالک ہونے کی تاریخ کا اعتبار ہو تو اگر مستحق نے دعویٰ کے وقت کہہ دیا کہ میرے پاس یہ جانور غائب ہو گیا ایک شخص تو قاضی اسکو قاضی
 مستحق کے واسطے جانور کا حکم کرے مستحق علیہ اس حال کے یا مع کو خبر کی سوا بائع نے کہہ دیا کہ میرے پاس اس گواہ موجود ہیں کہ یہ جانور میرے ملک تھا و سب کے مثلاً اور سب کو گواہ
 تو قصہ مستحق ہونے کی بلکہ مستحق کے واسطے جانور کا حکم ہو گا سبب قی ہے اس کے دعویٰ کے ملک مطلق بن جو خیال پر تاریخ سے دونوں طرف سے یعنی دخول ملک پر تاریخ
 کی تاریخ مذکور نہیں اگر کوئی کہے کہ بائع کے کلام میں تاریخ موجود ہو اسکا جواب ہو کہ منہ القمار میں محیط سے منقول ہو کہ ایک شخص کا تاریخ ذکر کرنا امام کے نزدیک مستحب نہیں ذکر
 تاریخ ساقط الاعتبار ہو اور ملک مطلق کا دعویٰ باقی ہو لہذا مستحق کو جانور کا حکم ہو گا لہذا فی الطحاوی والعلیٰ لیکونہ ملک العین کا حکم من الرجوع علی البائع
 عند الاستحقاق فلو استرد مشترکاً یعلم علیہ البائع انما ھا کان الولد رقیۃ تاکون ام الغرور و یمسک بالثمن ان او علیک المبیع المسمی و یمسک
 ہونا کہ سبب قی کی ملک پر اس سے من بھیر یعنی کو استحقاق کے لئے دیکھ بائع نہیں تو اگر شری نے ام و دنیا اس خریدی تو شری کو جسکو چاہتا ہو کہ بائع نے اسکو غصب کیا ہو
 تو ولد غلام ہو گا مالک سبب قی نہ قریب کے او شری من بھیر کے بائع سے اگرچہ ملک بیع کا واسطے مستحق کے اقرار کرنا ہو یعنی شری حقیقت حاصل سے مطلع ہو تو بائع کا
 غیر ثابت نہیں کہ و از او ہوا فی القیدۃ لواقرب بالملک البائع ثم استحق من دیم لم یطل افرادہ فلو دخل الیہ بسبب ما ہو تسلیہ الیہ بخلاف
 اذالم یقر نہ محصل بخلاف النص اور قیہ میں ہو کہ اگر شری نے ملک بائع کا اقرار کیا پھر منہ حق غیر نکلی شری کے قبضہ میں او شری نے بائع سے من
 بھیر لہ او شری کا اقرار باطل ہو گا اور اگر بیع مذکور شری کو کسی سبب سے یعنی خرید یا ہبہ یا وصیت سے ہوئی تو اسکو حکم ہو گا کہ بیع بائع کو تسلیم کرے غرض کہ مستحق کے
 حیکہ شری نے ملک بائع کا اقرار کیا ہو تو نہ کہ وہ محصل ہو بخلاف صحیح قرار کے یعنی اگرچہ خرید کر ملک بائع کا اقرار ہو لیکن محصل ہو او صحیح اقرار محصل نہیں لاجل القاضی
 بسجل الاستحقاق و شہادۃ ان کتابا عز لکان الخطا شبہ الخط فلیجرکہ حتماً علی نفس المسجل بل لا ید من الشہادۃ علی معصوۃ یدققی المستحق
 علیہ بالوجہ بالشہد نہ حکم کے قاضی استحقاق کے صحیح رائے ثبوت سے کہ یہ ارفہ ہو لہذا قاضی کا اس واسطے کہ ابسط دوسر خط سے شہادت کے نام نو قیہ
 سبب براعتا و جائز نہیں بلکہ محل کے سفین پر شہادت کا ہونا ضروری استحقاق علیہ کے واسطے من بھیر یعنی کا حکم یا جاوے ہم ذریعہ میں ہو کہ بخار میں ایک شخص کے پاس ایک
 مستحق غیر کا نکلا او شری علیہ نے اسکی مجلس میں بھیر بائع کو اسے سمرقند میں پایا اسکو سمرقند کے قاضی کے پاس گیا او من بھیر یعنی کا اقرار کیا او قاضی بخار کی مجلس میں
 کی اور بائع نے بیع کا اقرار کیا لیکن استحقاق اور مجلس کا سنکر ہوا تو مستحق علیہ نے گواہ گذارنے کی مجلس قاضی بخار کی مجلس پر تو سمرقند کے قاضی کو سہر علی لہ او من بھیر یعنی کا حکم
 دینا جائز نہیں تو فیکر گواہ اسکی کوئی نہیں پس بخار کے قاضی نے مستحق علیہ کے ہاتھ سے گواہ گذارنے کی مجلس قاضی کو دلا او شری علیہ کے واسطے من بھیر ہو گا اس بائع
 حکم و کالہ فی الطحاوی و کذا الحکم فیما سوی الشہادۃ و لولکالہ و من خاصہ و یمسک بالثمن ان او علیک المبیع المسمی و یمسک بالثمن ان او علیک المبیع المسمی و یمسک
 نقل و کالہ و شہادۃ ان کتابا عز لکان الخطا شبہ الخط فلیجرکہ حتماً علی نفس المسجل بل لا ید من الشہادۃ علی معصوۃ یدققی المستحق علیہ بالوجہ بالشہد نہ حکم کے قاضی استحقاق کے صحیح رائے ثبوت سے کہ یہ ارفہ ہو لہذا قاضی کا اس واسطے کہ ابسط دوسر خط سے شہادت کے نام نو قیہ

لہذا قاضی مستحق کو جانور کا حکم کرے

اور تجارت میں آجائے تو شرط حمل بعد الاقضاء سے ثابت ہو اور تجارت جو عقد مسلم سے ثابت ہو وہاں اصل الحاصل ہو گا اور بعضا لؤلؤ کا بشرط خرید یا مکان
الاقضاء اتفاقا دیویدہ حیث شاء فی کلا حصہ و صحیح ابن کمال مکان العقد اور جن چیز میں اچھانے کی حاجت نہیں چنانچہ مثلاً لکھنؤ اور چھوٹے موٹی
تو اس میں مکان ایسا مسلم فیہ کا بیان کرنا شرط نہیں اتفاق نام اور صاحبین کے اور ہو چکا ہے جہاں اسکا جی چاہے قول صحیح میں اور اس کی اس نے مکان عقد کی تصریح کی ہے
محل اور وقت اس میں جن چیز میں بیع پر لادنے اور محل کے ضروری دینے کی حاجت نہیں جیسی قول مستدرک فی الطحاوی ولعلین فما ذکر مکانا نہیں
فی کلا حصہ فخر لانه یقید سقوط حمل الطریق اور اگر مکان میں کر لیا آئیں جو نہ ہو چکا یعنی جس میں بار برداری کی حاجت نہیں تو مکان بشرط مستقیم
قول صحیح میں کہ فی النفع ہو سکتے کہ نہیں مکان سقوط شرط راہ کی مفید ہو یعنی من الشرط قبض لیس المال وھذا قبل الاقضاء یا بعد الاقضاء و ان تاملوا
ثم معاد اکث اور باقی رہا شرط سے اس مال کا مقبوض ہونا ابدان قیدین کے افتراق سے پہلے اگرچہ اس مال میں ہونہ نقد اور کوہ عاقدین ہو گئے ہوں یا نقد
فریح این زیادہ سے چھپ گئے ہوں ہم معصفت اور شایع نے بیان شرط میں غیر سلبی ہو سکتے کیا کہ بشرط ایسی میں ہیں جنکا ذکر کرنا شرط ہونا کا وجود بلکہ کافی ہو دلو
داخل الخیر الدار ھما ان توافی عن المسلم الیہ بطل وان حیث نرا کلا و اگر یہ مسلم مکان میں داخل ہوا اور ہم نکال لائے اگر مسلم الیہ سے چھپ گیا ہو تو مسلم
باطل ہو گیا اور اگر شرط پر داخل ہو کہ اسکو دیکھتا ہو تو مسلم باطل نہیں وصحت الکفالة والحوالة والاکراہان برأس مال المسلم بلایہ اور ضمانت اور حوالہ
اور اگر دیکھتا مسلم کے اس مال کے دستے صحیح ہے ہم نہ اگر مسلم الیہ نے اس مال کو محال علیہ یا ما من رب المسلم سے قبض کیا تو عقد مسلم تمام ہو بشرط عوام و محالین اور اعتبار عاقدین
کے مجلس کا ہونا محال علیہ اور ضمانت کی مجلس کا اور صورت عدم قبض نہ ہو کہ مسلم اور ضمانت اور حوالہ میں اور صحت کفالت اور حوالہ کی یہ ہے کہ فائدہ مطالبہ محال اور
علیہ کی طرف توجہ ہو گا کہ فی الطحاوی وھو شرط بقائه علی الصحة لا شرط انعقادہ بلوصفا فی عقد صحیح انہ یصلحان لا افتراق ولا قبض و قبض المسلم
مسلم کے صحیح باقی رہنے کی شرط نہ شرط ہے اتفاق مسلم کی بوقت محنت تو صورت عدم قبض مسلم صحیح مستقیم ہو گا بھر لا قبض افتراق ابدان قیدین باطل ہو جائیگا دلو
ان المسلم الیہ قبض لیس المال اجر علیہ خلاصہ اور اگر مسلم الیہ قبض لیس المال سے انکار کر لیا تو اس پر دستہ کی جائیگی کہ فی الحاصلہ یعنی من الشرط کون
لأس المال منقودا و عدم الخیار ان لا یشتمل البدلین احدی علی البر لہ وھذا القدر للفقہاء و الجنس لا حرمة النساء تحقق جہا اور باقی رہا
شرط مسلم سے بقا اس مال کا نقد اور خیار شرط کا ہونا اور نہ شامل ہونا بدلیں کا ایک علت کو رہو الکی و دو علتوں سے کہ وہ علت یا قدر متیقن علیہ ہو یا خیس ہو اس واسطے کہ
حرمت اخیر ثابت ہو جائی تو ایک علت کے ہونے سے قدر متیقن علیہ کی قید سے مسلم نقود کا لین لین و بیع طرح زعفران اور گھی میں صحیح ہو اس واسطے کہ اگرچہ بدلیں
میں فرق نہ ہو لیکن کیفیت و وزن مختلف ہو کہ نقود کے باٹ علیہ میں اور زعفران وغیرہ کے جدا جدا چنانچہ بال بوا میں ہر ایک سے اسکا ذکر ہو چکا اعدھا العقیقہ تبعا
للقایہ صنفہ عشر او عینی یا تابع غایہ تحقیق کے مسلم کی شرطیں جو شمالی میں ہیں انہ پنجہ شرطیں رہا لیس میں یعنی میان خیس برنوع او صرفت اور مقدار
رہا لیس اور اسکا منقودا و مقبوض ہونا اور نہ شرطیں مسلم قید میں یعنی میان خیس برنوع او صرفت اور مقدار اور مکان ایضا اور مدت اور عدم انقطاع اور ایسا مال ہونا
جو متعین ہو تو صحیح اور مضبوط ہونا و صف سے چنانچہ اجناس جو جیسے کپڑے اور زردن اور زردن اور معدود و شمار یا اور ایک شرط عقد سے متعلق ہو یعنی عقد کا لازم ہونا
جیسے خیار شرط ہونا اور ایک شرط بطریق لین لین یعنی رہو الکی و دو علتوں میں ایک علت کا ہونا کہ فی الطحاوی عن المنع و زاد المصنفہ غیر القدر علی تحصیل
المسلم فیہ اور فی شرح میں صنف وغیرہ سے ایک شرط اور زیادہ کی یہ بھی تا ورنہ مسلم قید کی تحصیل پر ہم قدرت کی شرط کرنی کی حاجت نہیں باوجود شرط عدم انقطاع
کے نہ الخاف میں کہما قدرت علی تحصیل یہ کہ وہ چیز منقطع نہ ہو ثم فرع علی الشرط الثامن بقوله فان سلم ماتی درہم فی کریم فتشدد بد ستون تخیل
والفقہ فی ثمانیۃ ماکلیک والمکوت صا و نصف عینی بر حال کون للمالیہ مقبوضہ مائۃ دینا علیہ علی المسلم الیہ و مائۃ نقدا نقدھا
برئ المسلم و افتراق علی ذلک فالمسلم فی حصۃ الدین یا ط لا نہ دین بدین و حر فی حصۃ النقد ولم یشم الفساد ولا نہ طاری حتی لو نقد الدین

بیشک فی المطالبی المسلم لکلیہ لانہا فی الزیادۃ اور دونوں میں سے جو گواہ لاویگا تو مقبول ہوئے اور اگر دونوں گواہ لاؤنگے تو مطلوب یعنی مسلم کی گواہی پر فاضل کا حکم ہوگا سبب ثابت کرنے کی زیادت کے یعنی زیادت اصل کے وان اختلاف فی مقصود فی القول للمطالبی المسلم لکلیہ بیدینہ الا ان یتبرهن بالآخر وازہذا بیدینہ للمطالبی و اگر دونوں نے اختلاف کیا مدت کے گذر جانے میں تو مطلوب یعنی مسلم الیہ کا قول قسم کے ساتھ مقیم ہو گیا ہو و اگر گواہ لاوے اور اگر دونوں گواہ لاؤں تو مطلوب کے گواہ مقبول ہونگے و اختلاف فی التسلو علیہا استفساراً فتح اور اگر دونوں مسلم میں اختلاف کریں یعنی ایک شخص عقد مسلم کا مقیم ہو اور دوسرا ہی تو دونوں قسم کا بنی طریق احسان کے کذا فی الفتح ولا استفساراً ہو طلب عمل الصنعۃ اور ہنصناع عبارت ہو طلب عمل صنعت سے یعنی کوئی چیز بنوانا ہم یہ بنوئی صنعتی بنانے پر صنعتی سے یہ کہ صانع یعنی کاریگر چاہے ہونے پر اگر کشتکاری یا جھڑکے کے کہ مجھ کو مال بنا چکا ہو اسونہ یا کفش بناوے یا الیہی کچھ حسین بنانا سوائے اور اگر اس کا اتنا اور شکل الیہ بنوئی قیمت کو بناوے خواہ قیمت سے یا نہ دے او صانع اسکو قبول کرے کذا فی الجوز بالجل ذکر علی سبیل الاستحسان الا الاستحسان ان لکما یجوز مسلماً مسکاً کما یجوز بشرائط الاستفسار علی سبیل الاستحسان من کونہ بنوئی بطریق استعمال کے ہو اسے کہ بطریق استعمال کے مدت ذکر کرنے سے صنعتی مسلم میں ہو جائے یا جھڑکے صنعتی ہو جائے مسلم ہوگا تو شرط مسلم کی مشیم ہوگی یعنی قبض قبل الا فراق اور عدم خیار وغیرہ ایک ہم اگر صنعتی مسلم کی مانہ مدت ہو جائے ایک مسیبت یا زیادہ تو وہ امام کے نزدیک مسلم ہی ہوا تفصیل اور اگر مدت مسلم کے لائق نہیں تو وہ صنعتی ہو اگر اگر سیرت عمل مطلق جاری ہو اور اگر تعامل نہیں تو وہ صنعتی خاص ہو اگر اگر مدت علی سبیل الاستحسان نہ ہو اور اگر مدت علی سبیل الاستحسان نہ ہو یہ سطر جھڑکے سے کہا ہو کہ صانع اپنے عمل سے کل فراغت کرے یا سیرت تو صنعتی مسلم ہوگا کیونکہ مدت فراغ کے واسطے ہونے یا غیر طالیق کے واسطے شرح ذیلی وغیرہ میں البیاع کچھ مذکور ہو اور صنعت کا کلام اس میں موضوع ہو جو مسلم کے لائق ہو تو معلوم ہو کہ شرح کلام چھپے ہو جن میں کذا فی الطحاوی دریافت کرنا چاہیے کہ صنعتی بطریق قیاس جائز نہیں اور یہی قول ہے شرا و توافقی کا اس واسطے کہ وہ اجارہ نہیں ہو سکتا کیونکہ سیرت عمل پر جو چیز کی ملک میں ہو جائے نہیں چاہے اگر ایک شخص دوسرے سے کہا کہ تو مالہا علم تھا پہل اس مکان سے وہاں تک اتنی مدت پر یا اپنا کچھ لکھیں یعنی فردوری پر تو نہیں بنوئی نہ صنعتی سے ہو سکتا ہو کیونکہ یہ سیرت عمل کی جائز نہیں بلکہ علم اخفیہ نہ اسکو بطریق احسان جائز رکھا ہے تعجب ال اور دایح کے جو راجع ہو جائے عمل کی طریقت رسالت سے ایک ہاں اور طریقت کا تعامل اس حدیث میں مذکور کہ لا یجوز علی الضراۃ یعنی سیرت گرامی پر مجتمع ہونگی اور ثابت ہو جائے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو بھی بنوائی تھی لہذا تعامل اس صنعتی مقصود ہو اور حبیبیہ عمل میں جواز ہو نہ طریقت میں مذکور کے چاہے جو لے سے بنو یا اس کے ساتھ سے صنعتی و رزی سے اس کے سوت سے کذا فی الفتح القدر جری فیہ تعامل کم لا و کلا لادل استفساراً صنعتی ہو جائے معلوم مسلم ہو خواہ سیرت عمل جاری ہو یا نہ جاری ہو صاحبین کے کہ اگر اول یعنی سیرت عمل جاری ہو وہ صنعتی ہو نہ مسلم نہ و نہ ای لاجل فیما فیہ تعامل الناس کثرت و تفرقت و طسبت بجملة ذکر فی الفتح و فی اللہ و قد یقال طسوت جمع الاستفسار اور یہ مدت کے حبیبیہ عمل لوگوں کا جاری ہو چاہے ہونے اور توافقی اور طاس میں صنعتی مسلم ہو شرح نے کہا طسبت بسین مملہ و اور غریب بن سکونین جمع ہو کر کیا ہو اور گاہے اسکو طسبت بھی کہتے ہیں طسبت لغت ط میں طسبت سیرت شدت ایک سین کو مای و شتاتہ توافقی سے بدل ال اور طسبت جمع و طسبت کی تو اگر شرا و یون کتا و تعامل فی جمیع طسوت کو تحیک ہو کذا فی الطحاوی یبعاکا عدا علی الصیحۃ نہ فشرع علیہ بقولہ صنعتی صحیح بطریق بنی بطریق و عدہ بقول صحیح پھر صنعتی کے سیرت ہونے پر تصریح کی ہے نیزہ قول ہے فیہ بالصانع علی عملہ ولا یجوز الا ہر عنہ ولو کان حدیثاً لزم تو کار گیر برز برستی کی گواہی اس کے بنانے پر اور توافقی والا اس سے پھر نہیں کتا اور اگر صنعتی و عدہ بنانے پر تو صانع جبر اور امر عدم رجوع لازم نہ ہو تا و المبیع حق العین ولا عملہ خلا لکلمہ و اور صنعتی میں سے خود وہ شے صنعتی ہو نہ عمل اسکا برخلاف ابو سعید برومی کے حال جائع الصائم بمصوم غیرہ و بعضی علہ قبل العقد فاخذہ و و کلا لکلمہ علیہ لہا صحیح تو اگر کاریگر اپنے غیر کی بنائی چیز لایا یا اپنا صنعتی لایا جسکو قبل عقد کے بنایا تھا تو اسکو لیا تو صحیح ہو اور اگر کاریگر کا عمل سے جو اسکا لینا صحیح نہ ہو تو لا یتعین المبیع لہ ای لا یرید ان یرضی ببع الصانع المصنوع قبل ثوبہ امرہ و لو تعین لہ یصح بیعہ اور

مسلم بن حذافہ
فیہ ما یزید فیہ
کیا و کلام میں
کلام لکھا و لکھی کا
ہو و اور توافقی
مجموعی و و و و
یعنی اسکی بیع میں
طسوت و طسبت

ہو چکا کہ حرام خیر سے اس وقت علاج کرنا جائز ہے جبکہ کسی میں شفا معلوم ہو اور کوئی دوا اسکے قائم مقام نہ ہو تو فوہق میں ان قولین پر چوکتی ہو کہ قول فقہاء روح
اس صورت پر محمول ہو چکا ہے شفا سنانے کے استعمال میں محض معلوم ہو اور بدائع کا قول اس صورت پر محمول ہو چکا ہے سانگ بدل دوسری دوا ہو سکتی ہے و التیالی تم و غیر
بیع دھن نجس ای متجسس کا قضاہ فی البیع الفاسد اور جائز ہے بیع نجس تیل کی نجس مراد نجس زکوٰۃ بانہ نجس نہیں نجس است کے پرنس سے ایاں ہو گیا
چنانچہ ہم اسکو سال بیع میں بیع یا سکو باب میں مقدم ذکر کر چکے ہیں ہم نجس کی قید سے مراد اور سور کے تیل سے احتراز ہو گیا و ینتفع به للاستصحاب حق
مسجد کا حق اور فائدہ لیا جاوے روغن نجس سے چراغ روشن کرنا اگر مکان میں جو مسجد کے سوا ہی چاہے کتاب یا دین گذریا اللہ علیہ السلام فی بیع کھڑا
دوسلم و بیاد غیر ہا اور کا فروغی سلم کا متدیر بیع میں چنانچہ صرف اور سلم اور بیاج وغیرہ میں ہم ذمی سلم کے ماننا اسوئے ہوا کہ کف جائز ہے تو جو بیاعات
سلم کو جائز میں وہ اسکو بھی جائز ہو اور جو سلم کو جائز نہیں وہ اسکو بھی جائز نہیں سوائے مستثنیات آئندہ کے غلو الخنزیر و میتہ لم تحت حلق
انفعی ابل یخو حق و ذمہ یعنی فانی الخنزیر و قد امرنا بکھم مایہ یخون بیع میں ذمی سلم کے ماننا ہر سوائے شراب سو اور اس و ارجا کو سب کو خود
بخود نہیں کر گیا بلکہ گواہی یا مجوسی کے بیچ کرنے سے مراد وہ سور کا متدیر اور ہم مومرین انکے عدم تعرض پر اور انکے احتیاط کے ترک پر ہم شافع نے اس قول سے شاہد
کیا کہ اہل اسلام کا عدم تعرض ان اشیاء میں اسوئے نہیں کہ یہ چیزیں انکے حق میں شرعاً بیع میں چنانچہ بعض سمجھے ہیں بلکہ حرمت انکے حق میں بھی ثابت ہو گئی ہو کہ قبول
صحیح کفار مخاطب با حکام شرعیہ میں لیکر وہ اشیاء مذکورہ کی بیع سے روکے نہیں جاتے کیونکہ وہ انکی حرمت کے معتقد نہیں اور ہم مومرین انکے اعتقادات کے عام
تعرض پر صحیح شراہ ای کا ذکر کا قضاہ فی البیع الفاسد عیداً مسلماً او مصفاً و شفعاً منہما اور صحیح ہو گا کہ خرید کرنا مسلمان غلام کا
اور صحیف شریف کا اور دونوں میں سے کچھ حصہ مول لینا یعنی بیع نصف غلام یا مصحف چنانچہ ہم اسکو بیع فاسد میں ذکر کر چکے ہیں و بیع علی البیع اور کا فروغی
کیا یا میں بیع و شفع یعنی اگر کا نو غلام مسلماً یا مصحف مجید کو خرید کر لیا تو مالک ہو گا لیکر چاکم زبردستی اس سے کہو اوائے کیونکہ خیریت سے غلام سلم کی ذات ہو گی اور
مصحف کی بیع ابی کا خوف ہو و لو المشترا کی صغیر الجیر علیہ لیس لہ یقیم لیکر لہ قائم القاضی لہ ولیا اور اگر کا نو مشتری صغیر ہو تو بیع پر اسکا ولی جبر کیا جا
اور اگر صغیر کا کوئی ولی ہو تو قاضی اسکے واسطے ولی قائم کرتے اگلا بیع میں بیع بستی کیا ہے و کذا الواسلم عین و ینبہ طغله اور بیع طر جبر کیا جا لیا
بیع میں اگر کا نو غلام مسلمان ہو جاوے اور غلام کا یا غلام کا تابع ہو گا اسلام میں و لو اعتقہ او کاتبہ جائز فان خیر الجیر لیکر اور اگر کا نو غلام کافر ہو
کر دیا یا اسکو کاتب کیا تو جائز ہے بیع اگر کاتب اسے بدل کتابت سے عاجز ہو گیا تو اسکے مالک پر بھی جبر کیا جا لیا بیع و انکے واسطے و لو دیرہ و استولہ
سحیا فی قوتہما اور اگر کا نو مسلمان غلام کو مدبر کیا یا مسلمان نوٹری کو اپنا حرم بنایا تو دونوں محنت خردی کریں اپنی قیمت کے اور اگر کافر ہو تو بیع
ضر یا لو طیم و طیر و ذلک حرام اور ذمی مستولی و زنا کیا جاوے اگر کوٹ کر مسلمان نوٹری کے جامع کرنے سے اور یہ وطی حرام ہے و فرسخ مستحق
شافع کا من عادتہ شر او المرحان یجبر علی بیع دھن الفاسد کھڑ وغیرہ و کذا ہم لختہ صیدا ائوہ یا مہالہ نوٹری کا خرید کرنا جسکی عادت ہو تو بیع
بیع پر جبر کیا جاوے و نہ تو اسکو واسطے کذا فی التذویر اور اس طرح جس مجرم نے شکار لیا تو اسکے چھوڑ دینے کا حکم کیا جاوے و لو اسلم مقرر فی الخمر سقط
المستقر فی فوہقنا و اگر شراب کا فروغی نہ والا مسلمان ہو گیا تو شراب قطع ہو گئی یعنی اسواسطے کہ شراب کا قبضہ کرنا مسلم کو مستعذر ہو اور اگر فرض لینے والا مسلمان ہو گیا
دور و تبہ میں آیات امام سے سقوط شراب کی ہر اور دوسری روایت او سے قیمت کی اور یہی قول مجر کا لفظ الخمر ہی و علی ادیح الامۃ المشتراۃ الخمر لکھ
عشرتہا قبل قبضہا قیہ فی مشتریہا کھصولہ بقیہ لیم حصار فعلہ کفعلہ جامع کرنا نوٹری کے شوبہ کا جس خریدی نوٹری کا کھراج کر لیا اسکے
شرعی نے اس قبضہ کرنے سے پہلے قبضہ کرنا مشتری کا بطل حاصل ہونے کے مشتری کے مسلط کرنے سے تو اسکے شوبہ کا فعل مشتری کے فعل سے مقدم ہوا
لکا جہا استعنا نا نہ فقط اسکا کھاج کر دینا بلکہ بیع قبضہ مشتری کا بطریق استحسان کے خلا انتقض البیع قبل الفسخ بطل انکاح فی قولنا

[illegible]

صحیح ہوگی اعتبار گذشتہ سے یعنی اگر خریدہ خالص سے بیع العتق ہوئی ہو تو ضروری کہ خالص سے اکثر ہو والا جائز نہیں اگر خریدہ غیر خالص ہو تو ناقض جواز ہو مگر
 جنس کے بھی جائز ہو یا جو قبضہ کے دونوں میں کذا فی الطحاوی و اشارت میثاقہ بیدالیہ اخش و هو ناخر او بفلس من اخش فکسدت قبل التسلیم
 البیاع بطل البیع کما لو اذاعت عن ایک المتألفه کلکما خریه کی کوئی چیز غالب غرض سے اور حالانکہ وہ رائج و بافلس و وجہ خریہ کی بجز کما راجح جائز یا قبل تسلیم یا بعد
 تو بیع باطل ہوگئی چنانچہ اگر وہ قطع ہوئی ہوں تو ان کے ہاتھ سے تو انقطاع کساو کے مانند ہو و کذا حکم اللہ علیہم لو کسدت اولی لقطعت بطل او یہی حکم ہو
 و اگر ہم کا اگر انکار و راجح جائز ہے یا وہ قطع ہو جائیں تو بیع باطل ہو و صحابہ بقیۃ البیعہ دیر بقیۃ رفقایا الناس یحیی حلالی و صاحب بیع کی قیمت سے بیع کو
 کساو یا اور اسکا فتویٰ ہو کہ لو ان کی آسانی کے واسطے کذا فی البیوع و المبیعات ہم بجا قیمت سے کساو کہنا مطلوب تھا غرض کہ ہمارا موت بقا و عتقیت کا و صاحب
 یا وہ بقیۃ کے نزدیک بیع کی قیمت اور محمد کے نزدیک بیع کساو کی قیمت جتنی و صاحب غیرہ اور خلاصہ یعنی نے شرح کنز الدین کہ ان لو بقیۃ کے قول پر فتویٰ ہو اور
 فحیطا و ترہ و رضائی نے کہا کہ محمد کے قول پر فتویٰ ہو لوگوں کی آسانی کے واسطے انتہی تو جو مال شائع کے ہمارے میں اس قیمت سے معلوم ہو گیا کذا فی الطحاوی و فی حدیث اللکسا
 ان تنزل علیہا مالہ بقیۃ البیوع البیاع فلو راجحت فی بعض اہم بطلان یحیی البیاع تصدیقاً اور کساو یعنی عدم رواج کی حد یہ ہر ایک سے ملتا کرنا بیع باطل
 شرک ہو جائے تو اگر بیع باطل نہیں بلکہ بیع مختار ہے بیع کا یہ جب ہو جائے کہ ہم یعنی اگر بیع کے نہیں رائج منون تو اسکا اختیار بیع جائز
 انکو ملے جائے انکی قیمت کے کذا فی البیوع و المبیعات عدم وجود و فی السور و ان وجد فی الیوم اذکر العتق و البیاع و المبیعات
 خلافاً لعلی بن السنین المصنف قد خراہ للہدایۃ و لم ازل فیہ ما لا یشملہ و انقطاع کی تجویز موجود ہے یا ازیر یا اگرچہ ہر فنون کے باطن و گہر میں موجود ہو مگر بیع
 و اگر کیا ہو یعنی اور میں ملک نے بجز عتق یعنی فی البیوت کا لفظ لیا و عتق مذکور ہے بخلاف شریعت صنف کے مستحق کے کہ انہیں عتق مذکور نہیں اور مصنف نے عدم عتق کو
 بیاہ کی طرف نسبت کیا ہو اور میں نے ہر ایک میں اسکو نہیں دیکھا و اللہ اعلم بحقاوی نے کہا کہ یہ عبارت باہر میں اس کے بیان میں مذکور نہیں یا کسی اور میں مذکور ہو
 و فی الیزازیرہ و راجحت قبل فیہ البیاع البیوع عدا جائز العدم الفاسخ العتق و فیہ و فیہ المصنف بطل البیع و فیہ البیاع و فیہ البیاع و فیہ البیاع و فیہ البیاع
 اور برابر میں ہو کہ اگر دوسرے بار راجح ہو گیا قبل اسکے کہ باطن سے کو بیع کرے تو جائز ہوگی بیع بجز بیع و بیع کے بیرون بیع کرنے کے اور جب اسکے
 تو صنف کا یوں کہنا کہ قبل تسلیم کے عدم رواج سے بیع باطل ہوگئی اسکا مطلب یہ کہ باطن کو اسکے فسخ کی ایسا ہے اور اختیار یا بیع ہو و حق تعالیٰ توفیق دینے والا ہے و فیہ
 یا لکنا کہ نہ تو نصف قیمت یا قبل التبع فالبیع علی حالہ اجماعاً و کذا فی البیاع و المبیعات اور بطران سے جین نے کساو کی قید لگائی ہو ہے کہ اگر مال بیع کی قیمت
 کم ہو جائے قبل قبضہ کے تو بیع بحال خود قائم ہو یا اجماعاً اور باطن سے بیع مختار نہیں ہم جب غالب غرض کی رزائی اور گزائی قیمت کا حکم معلوم ہو تو غالباً بقا کا حکم لفظ
 اولی ثابت ہو گیا و نہ کہ قبل قیمت یا و راجحت فکذا البیوع علی حالہ و کذا فی البیوع و المبیعات بطل البیاع فکذا البیاع فکذا البیاع فکذا البیاع فکذا البیاع
 اور بالعکس اسکے اگر غالب غرض کی قیمت گران ہوگئی اور زیادہ ہوگئی تو بیع صحیح بحال خود قائم ہو جائے و شری مختار نہیں یا و شری سے اس قدر نقد کار یا یا یا یا
 بیع کے وقت تک کذا فی الفسخ ہم عیا سے مراد وہ تھا بری جو وقت عقد مذکور ہوئی اور بعد کے قیمت زیادہ ہو جائے کا اعتبار نہیں کذا فی الطحاوی و فی حدیث اللکسا
 التسلیم نہ لو باعد کال و کذا فی فضل منافع غیر اذ نہ جلد اہم معلومہ و استفادھا فکسدت قبل دفعھا ازیر و فیہ البیاع و فیہ البیاع و فیہ البیاع و فیہ البیاع
 القیض یعنی غیرہ اور مصنف نے بطران سے بیع میں کساو قبل تسلیم کے قید لگائی ہو ہے کہ اگر لال اور اس طرح فتویٰ نے غریبی شائع کو بیرون اسکے انون کے
 و اگر ہم معلوم سے بیع اور اسکو مذکورہ مشتری سے ہو کہ بھر لے بھر انکار و راجح موقوف ہو گیا صاحب متاع کے کہ بیع سے پہلے تو بیع فاسد ہوگئی ہو اسکا کہ حق قبضہ کا
 دلال و فضولی کے و بیع ثابت ہو کذا فی العینی و غیرہ کہ بیع عاقد ہی ہو نہ صاحب متاع ہم سطح اگر و کل ثلث ایک ہو کہ کو کہیں لیا کہ و راجح سے فایس خیر کہ بیع
 فایس خیر کہے اور اگر قبضہ کیا بھر انکار و راجح جائز یا تو وہ فایس ہو کل ثلث ہیں اور اگر کساو قبل قبضہ و کساو ہو تو فایس مذکورہ و کساو کے میں کذا فی الطحاوی و فی حدیث اللکسا

و لو استاجر بیا لئلا یلزمہ لا یجوز کہ لایحل الاستفاح بہ اور اگر کسی نے بیع کو اجارہ دیا تو اس کو اجرت لازم نہیں ہے
وہ حکم میں ہو میان کہ اس سے فائدہ لیا مطلق نہیں ہے بقول سید الوفا کہ میں نے تو بیع کر دیا ہے تو اس کا صلہ ان کا صلہ ہے یہی
المشترا فی البیوع دفعہ اول البیوع وحده غرض سے کہ بیع الیوم کا بیع ہے نہ کہ بیع فی وقت اور اگر بیع الیوم کے قریب میں ہو
کہ اگر اجارہ صادر ہوا بعد قبضہ سے بیع الیوم کا بیع ہے نہ کہ بیع فی وقت یا اس کے بعد بیع الیوم کا بیع ہے نہ کہ بیع فی وقت
آگاہ ہو جاوے کہ بیع الیوم کا بیع ہے نہ کہ بیع فی وقت یا اس کے بعد بیع الیوم کا بیع ہے نہ کہ بیع فی وقت
تو فاسد ہو میان کہ بیع الیوم کا بیع ہے نہ کہ بیع فی وقت یا اس کے بعد بیع الیوم کا بیع ہے نہ کہ بیع فی وقت
اسکی بیع اور میں کا مالک نہیں ہے بلکہ بیع الیوم کا بیع ہے نہ کہ بیع فی وقت یا اس کے بعد بیع الیوم کا بیع ہے نہ کہ بیع فی وقت
کے اجارہ دینا اور اجرت لینا اور وہ جو فساد میں ہے بیع الیوم کا بیع ہے نہ کہ بیع فی وقت یا اس کے بعد بیع الیوم کا بیع ہے نہ کہ بیع فی وقت
فان وصفت ملکہ و فی ذلک فافق علماء الردم بل من لم یقل ویسہل منہ لا یستغنی عن کتابہ اور یہ بیع فساد میں ہے بلکہ بیع الیوم کا بیع ہے نہ کہ بیع فی وقت
اور اس کے منہ میں باقی ہے تو علماء ردم نے لزوم اور بیع الیوم کا بیع ہے نہ کہ بیع فی وقت یا اس کے بعد بیع الیوم کا بیع ہے نہ کہ بیع فی وقت
استحسانا و اختلاف فی المنقول اور میں نے بیع الیوم کا بیع ہے نہ کہ بیع فی وقت یا اس کے بعد بیع الیوم کا بیع ہے نہ کہ بیع فی وقت
قول صحیح ہے تو بیع الیوم کا بیع ہے نہ کہ بیع فی وقت یا اس کے بعد بیع الیوم کا بیع ہے نہ کہ بیع فی وقت
جائز نہیں کہ بیع الیوم کا بیع ہے نہ کہ بیع فی وقت یا اس کے بعد بیع الیوم کا بیع ہے نہ کہ بیع فی وقت
الا یقرینہ الیوم والوفاء اور بیع الیوم کا بیع ہے نہ کہ بیع فی وقت یا اس کے بعد بیع الیوم کا بیع ہے نہ کہ بیع فی وقت
لزوم بیع کا بیع ہے نہ کہ بیع فی وقت یا اس کے بعد بیع الیوم کا بیع ہے نہ کہ بیع فی وقت
فی الشہادات ان القول المدعی الوفاء المستحسانا کہ بیع الیوم کا بیع ہے نہ کہ بیع فی وقت یا اس کے بعد بیع الیوم کا بیع ہے نہ کہ بیع فی وقت
قول مستحب ہے بلکہ بیع الیوم کا بیع ہے نہ کہ بیع فی وقت یا اس کے بعد بیع الیوم کا بیع ہے نہ کہ بیع فی وقت
بطل بیع الیوم کا بیع ہے نہ کہ بیع فی وقت یا اس کے بعد بیع الیوم کا بیع ہے نہ کہ بیع فی وقت
بیع الیوم کا بیع ہے نہ کہ بیع فی وقت یا اس کے بعد بیع الیوم کا بیع ہے نہ کہ بیع فی وقت
نزع کا دعویٰ کہ بیع الیوم کا بیع ہے نہ کہ بیع فی وقت یا اس کے بعد بیع الیوم کا بیع ہے نہ کہ بیع فی وقت
لیست بیدار لیسف جیو کہ مستحق بخلاف المعروف ثم نقول فی آخر ہا علی ایضاً البیوع الیوم والوفاء
کے جواب کتاب الطحاوی منصوص علیہ علیہ ابطال النسخ اور شہادہ میں اور قاعدۃ العادۃ حکم کے تحت کہ بیع الیوم کا بیع ہے نہ کہ بیع فی وقت
تہ او حکم کے کہ فروری بیع الیوم کا بیع ہے نہ کہ بیع فی وقت یا اس کے بعد بیع الیوم کا بیع ہے نہ کہ بیع فی وقت
نقل کیا کہ اس کے جواب کا دعویٰ کہ بیع الیوم کا بیع ہے نہ کہ بیع فی وقت یا اس کے بعد بیع الیوم کا بیع ہے نہ کہ بیع فی وقت
مذکور ہے یعنی عدم اجارہ سوائے کہ بیع الیوم کا بیع ہے نہ کہ بیع فی وقت یا اس کے بعد بیع الیوم کا بیع ہے نہ کہ بیع فی وقت
غنا الطحاوی قدوری ہے اور علی غرض کہ اس کا مبطل ہو جو حکم اصل ہے کہ بیع الیوم کا بیع ہے نہ کہ بیع فی وقت یا اس کے بعد بیع الیوم کا بیع ہے نہ کہ بیع فی وقت
کے کہ بیع الیوم کا بیع ہے نہ کہ بیع فی وقت یا اس کے بعد بیع الیوم کا بیع ہے نہ کہ بیع فی وقت

بیع الیوم کا بیع ہے نہ کہ بیع فی وقت

بیع الیوم کا بیع ہے نہ کہ بیع فی وقت

اور غلام سے بعد آزاد ہونے کے مطالبہ ہو گا مگر جبکہ اسکو اسے سولی نے ضامن ہونا اذن دیا ہو تو درحالت ملکیت بیچ لیا جائیگا ضمانت میں لکھنے پر غلام دیون ہو
 کہ انی البرحم امن وایت سے معلوم ہوا کہ میت نفاد ضمانت کی شرط جو انعقاد ضمانت کی دکان میں مکانیہ لو باذ الحولی اور ضمانت نافذ نہیں کتاب سے اگر چہ سولی سے
 اذن دیا ہو مصل او کقول لک شرط باقی رہ گئیں مصل کی شرط یہ ہو کہ قاور ہو کفوان کی تسلیم ہو تو غلام سے ضامن ہونا صحیح نہیں اور یہ کہ مصل معلوم ہو تو غیر معلوم سے
 ضمانت جائز نہیں اور اسکا آزاد اور عاقل بالغ ہونا شرط نہیں اور کقول کی شرط یہ ہو کہ معلوم ہو اور طہرین میں موجود ہو اور انعقاد ضمانت کی شرط یہ اور اسکا عاقل ہونا شرط
 ہو نہ آزاد ہونا کذا فی الطحاوی عن الجرد المصدق وهو الدائن مکفول لہ اور علی بنی صاحبین کو مکفول کہتے ہیں یعنی جسکے نفس کے واسطے ضمانت ہوئی والذی علی
 وهو الملبون مکفول عندہ ویضیح فی حسیل الضمان کہ وریدی علی بنی دیون مکفول ہو یعنی جسکی طرف سے ضمانت ہوئی اور اسکو مصل بھی کہتے ہیں والنفس
 او المال مکفول بلہ اور نفس مال مکفول یہ ہے یعنی جس چیز کی ضمانت ہوئی وہ من لزمۃ المطالبۃ کفیل اور حسب کفالت سے مطالبہ لازم ہوا وہ کفیل کو مکفول کہ
 زعمیم اور ضامن اور قبیل او قبیل بھی کہتے ہیں وہ لیس لہا کاجا کہ وسندہ قولہ علیہ الصلوۃ والسلام الذی غلام اور موت ضمانت کی دلیل جماع است ہو
 اور سنا جماع کی حدیث یہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کہ الزعمیم غلام یعنی ضامن صاحبنا وان زعمیم یہ حدیث سنن ابو داؤد اور جامع ترمذی میں ہے ترمذی نے کہا
 کہ یہ حدیث حسن ہے و ترکہا الحوط مکتوب فی التورۃ الزعمۃ اولیٰ ملامۃ داو سطر اللہ تعالیٰ عنہا غفرۃ جملی اور فاسنی نے کہنے میں زیادہ ترابط
 ہو تو ریت میں لکھا ہو کہ ضامن کے اول میں ملاست ہو اور میان میں نہ است اور اس کے آخر میں داند دیا ہو کذا فی النبی م ضمانت کے اول میں ملاست ہو یعنی خلق اسکو
 ملاست کرتی ہو کہ کین پر ایو جیٹ پنے اور پلہ اور زیبا ان میں نہ است ہو یعنی بعض ضامن کے آدمی سوچا ہو کہ میں یا حاضر لغسن لازم ہو گیا او شاید مجھے نہ ہو سکے تو
 سخت بلا میں گرفتار ہوا اور غارت سے او ان مل مراد ہو اور اگر ضمانت میں نہ ہو یا غارت سے لزوم ضرر مراد ہو اور یہ نہ ضامن کو شامل ہو شامل نہ ضمانت کی پر مبادی کہ
 اور اسکی خوبیاں سے سکوت کیا حال انکلا سین حدہ خوبیاں بھی میں از تجلی ہو کہ ضامن جو سے طالب خالف کا غم نشوونہ ہو رہو یا اور جو مطلوب کا غم ذات خلاف
 جو اسکی نشوونہ ہو رہو یعنی جو چاہے حدیث شریف میں ہے کہ جو دوس کی نشوونہ اور مصیبت دنیا میں رفع کرب حق تعالیٰ اسکی صاحب کو روز قیامت کے دور کرے گا
 و کفالتہ النفس فقد بکفالتہ بنفسہ حیۃ بعد مدہن بدہ کالطلاق قد مناعہ انہم لو بطار خوا اطلاق الید علی العلم و قد بکفالتہ فلکافی
 الکفالتہ فخر اور کفالت نفس یعنی حاضر ضامن ہی معتقد ہوتی ہو یون کہنے سے کہ میں نے ضمانت کی اسکی ذات کی اور اتنا کہ وہ لفظ جس میں بدن انسان نصیر کیا جاتا ہو
 مانتہ اطلاق کے او ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں ان کتاب اطلاق میں کہ اگر ایک قوم میں یونہی اتنا کہ تمام بدن پر سرفہ در فوج ہو تو اس کا اطلاق واقع ہوگی تو سب طرح
 کفالت میں کذا فی الفتح یعنی اگر یہ بجا سے کہ بدن بوقت ہون تو اگر ایک شخص کہے کہ میں اسکا ضامن ہوں تو ضمانت معتقد ہوتی ہو و جہہ سنا کہ کفالت نصفہ
 اور ابعاد اور انسان کے جزو شائع سے کفالت معتقد ہوتی ہو جسے میں نے کفالت کی اسکے نصیب پارے کی ہم نصفہ یا شہدایع مکفول عند کا طریق ہو اگر کفیل اپنے
 جزو شائع کی طرف ضمانت کرے اس طرح کہ تیرے واسطے سب نصیب یا مات ضامن ہو تو جائز نہیں کذا فی الطحاوی عن الجرد و معتقد بضعتہ و علی حوالہ
 حکمنا وانا بایہ اعیم او کفیل او قبیل ہم او قبیل او خریطہ جمیل عن علی بن ابی طالب اور معتقد ہوتی ہو حاضر ضامن ان الفاظ سے کہ میں اسکا ضامن ہوا
 یا علی یا علی یا عنیدی سے یا میں اسکا زعمیم یعنی ضامن ہوں یا اسکا قبیل ہوں یعنی فلا نے شخص کا ضامن ہوں یا اسکا زعمیم یا جمیل وان معنی محمول کذا فی البدایع
 صر قولہ علی معنی مجاہد کی ضمانت لازم اور جب ہو سو پہلے کہ علی کلمہ ہو جو ب کا تو صیغۃ التکرار ہو اور لہ انی معنی مجاہد اسکو میری طرف کذا فی التامر خانیہ قولہ عنیدی
 معنی مجاہد سے اس میں اسکو تکرار سے پاس حاضر کر دینا اور قبیل یعنی قبیل معنی قابل ضمان ہو طحاوی نے کہا الطیر ہو کہ جمیل معنی قابل ہو کیونکہ وہ حامل کفالت ہے و معتقد
 نقی الامام حسن مجتہد اوصی بالیقین و یکتون لقیلا الی الخ لیتبارخا نیمہ و معتقد ہوتی ہو کفالت اس قول سے کہ میں ضامن ہوں بیان تک طالبہ و مطلوب
 جمع ہو یا بیان تک وہ دونوں میں اور یہ کہ قابل اسکا ضامن یا کفالت انی لانا خانیہ معنی ضمانت میں نہیں بلکہ ضمانت ہو یا جماع و انفا و غیرہ و قبیل معتقد لعم

جاء

مترادف طلبہ اجل شہر حلیہ فاذا انقضى الشهر فطال به لزوم التسليم ولا اجل له ثانياً اور زير بين ہو کر ایک شخص نے
 ضامنی کی اس شرط پر کہ جس وقت اور بر بار اس سے مطالبہ ہو اس کے واسطے ایک مہینے کی مدت ہو تو ضامنی صحیح ہو اور اسکو ایک مہینے کی مدت ہوگی جسے کہ طالع ثانی سے
 طلب کر لیا یعنی طلب اول کے بعد پھر جب مہینہ پورا ہو گا پھر طالب اس سے مطالبہ کر لیا تو ضامن کو حاضر کرنا مکفول کا لازم ہو گا اور ضامن کے واسطے دوسری بار مدت مقرر
 نہ ہوگی ہم معنی مطالبہ سے ایک مہینے کے بعد تعلق باطل ہوگی کیونکہ اگر الطال نہ ہو تو الطال ضمانت لازم آوے عدم مطالبہ سے مطلقاً قائم حال کفول علی الذلکینار عشرتہ
 ایام او اکثر حجج بخلاف البیع لان مبیعہ کا اطلاق پھر صاحب قرار یہ نہ کہ ضامن ضامن کی اس شرط پر کہ دس دن یا زیادہ اسکو اختیار ہو یعنی چاہے مدت میں
 ضامن کرے یا نہ کرے تو صحیح ہے بخلاف بیع کے کہ اس میں تین دن سے زیادہ ضامن شرط صحیح نہیں ہو سکتا کہ ضمانت کی بنا کشادگی پر ہر دو دن شرط تسلیم وقت ایضاً
 فیہ طلبہ کدین موصل حل او اگر شرط ہو گئی ہو مکفول پر کی تسلیم میں وقت میں تو ضامن اسکو اس وقت میں حاضر کرے اگر مکفول لہ طلب کرے جسے دین ہو حل کا او
 کرنا لازم ہو جسکی مدت ہو چکی ہو طحاوی نے کہا کہ لفظ شرط کو مجمل پر چھنا چاہیے تاکفیل اور مکفول دونوں کی شرط کو شامل ہے فان احضرہ فیہا والا حلیہ الحاکم
 حتی یفعل مطلقہ پھر اگر تکفیل مکفول یہ کو حاضر کرے مدت شرط میں تو خوب ہو اور نہیں تو حاکم اسکو قید کرے جب کہ اسکا مالنا ظاہر ہو مگر ضامن کو یوں کہنا بہتر تھا کہ اذا اظهر
 مطلقاً سو اسطے کہ بعد الرق میں ہو کہ ضامن کو حاکم قید کرے تا وقتیکہ تا وقتیکہ اسکا مالنا ظاہر نہ ہو کیونکہ حسین ظلم کی جڑ اور وہ طلق سے پہلے ظالم نہیں مانتی اور بعض نسخوں میں
 حسین لفظ مطلق ہو اور یہ ظاہر ہو غانیہ اور زبیر میں ہو کہ حسین اس وقت ہو کہ ضامن مقرر ہو اور اگر ضمانت کا سند ہو اور گواہوں سے اسکی ضمانت ثابت ہو تو اس وقت اسکے جس
 میں جاری کرے کہ ان فی الطحاوی دلو ظہر حجة ابتداء لا یجسر عینی او اگر ضامن کی عاجزی حاضر کرنے میں شروع سے ظاہر ہو تو اسکو قید کرے کہ ان فی العینی
 فان غایب محکم مدۃ ذهاب یا بایہ دلو دار الحرب عینی فایین صلت پھر اگر مکفول غائب ہو تو ضامن کو اسکی پاس جاسا ورنے کی مدت تک ملت و اگر مہ
 مکفول بر والرب میں ہو کہ ان فی العینی و ابن ملک دلو لم یعلم مکافہ لا یطالب لانه عاجز ان یتبرک لک یتصدیق الطالب بالبیع لاد فی الجہادینۃ فافہا
 الکفیل مستکہما فی الفیئۃ او اگر ضامن مکفول کا مکان بنانا ہو کہ کون شہر میں وہ گیا ہو یا اس سے مطالبہ کیا جاوے کیونکہ وہ عاجز ہو بشرطیکہ عدم علم مکان کا
 طالب کے تصدیق کرنے سے ثابت ہو ہو کہ ان فی الرق بجز الرق میں امانت زیادہ کہا ہو یا ضامن کو گواہوں کی کتابت ہو ہو قید کی حجات سے ہند لال کر کہ ہم طحاوی نے
 کہا اس میں یہ خلل ہے کہ یہ اگر اسی اس خبر کی نفی پر ہے جب علم نہ ہو کہ ضامن غائب ملک مکفول بہ ذلک لاش ملائمة الکفیل حتی یحضرہ مکفول بہ غائب ہو گیا تو ضامن
 دین کو ملازمت کفیل جائز ہو تا وقتیکہ اسکو حاضر کرے و حلیہ دفعہ ان یدعی الکفیل علیہ حصات غائب غیبتہ کہ نہ دی فیہ موضع فان یرہن
 علی ذلک تدفع عند الخصم ثم اودفع ملازمت کا یہ حلیہ ہو کہ دعوی کرے ضامن طلب پر کہ یہ ختم غیبت غیر ملوہ غائب ہو سو اسکا مکان مجھے بیان کرے پھر اگر
 ضامن اس سے دعوی کرے گواہی گزرنے تو طالب کی خصوصیت اس سے منفع ہو جائیگی دلو اختلافاً فان یدخرجه للمیخارۃ مع دفعہ احر الکفیل بالذہاب البیہ
 وہا خلاف لاند لا یدری موضع او اگر طالب او ضامن میں اختلاف ہو یعنی ضامن کہتا ہو کہ میں مکفول بہ کا مکان نہیں جانتا او طالب کہتا ہو کہ تو جانتا ہو
 تو اگر مکفول بہ سو اگر کی کے واسطے جانا ہو اور وہ مکان مشہور ہو تو ضامن کو اس تک جانیگا حکم ہو گا اور نہیں تو اس سے قسم لیا جائے کہ وہ اسکا مکان نہیں جانتا
 فی کل موضع قلنا بالذہاب البیہ لاطالب ان یستوفی بکفیل من الکفیل ثلاثا یحب الخدر جس مکان میں رہنے ضامن کے جائیگی کہ تو طالب کو جائز ہو
 یہ کہ ضامن سے مضبوطی کرے کہ ضامن لیکر تاکہ دوسرا غائب ہو جاوے ویدر الکفیل بالذہاب البیہ موت مکفول بہ دلو عید ارادہ دفعہ تو ہر العید
 فاذا انقضى تسلیم لہ ہر قیدتہ و سیح مال کفیل پر قیدتہ اور بری الذہب ہو جاوے حاضر ضامن مکفول بہ کی موت سے اگر وہ مکفول غلام ہو صنف نے غلام ذکر کیا ہے
 اس وجہ کہ وہ غلام کو مال پر پھر جب کسی تسلیم معذور ہوئی تو اسکی قیمت ضامن پر لازم ہوئی اور آگے آدیکر قید غلام کی ضمانت کا مسئلہ دمجوت الکفیل و
 لطلالہ انہ باحتیاج ہر سال اور برات متعلق ہوتی ہو ضامن کی موت سے اور قول ضعیف یہ ہو کہ ضامن کے واسطے سے مکفول بہ کے حاضر نہ کیا مطالبہ ہو گا کہ ان فی السرخ

بہ

اس مطلوب کی صورت مذکورہ میں تو ضامن ہو گا حال کا دونوں سورتوں میں یعنی نہ حاضر نہ غیبت میں باوجود قدرت اور طلب کے مراد میں اس کے حاضر نہ ہونے کی صورت
 کو یہ متعارف پہنچا کر کیا تو تعلیق صحیح ہو مگر مطلوب کی موت سے فرائض حق تسلیم ہو گئے نہ درجی ال لا یدر عن کفالة الفلعل عدم التمتع او ضامن کی صورت
 سے حاضر ضامن سے بری الذکر نہ ہو گا کیونکہ مخالف کے یعنی الضامن اور حاضر ضامن میں مخالفت نہیں جو جمع نہ ہو سکتا قلنا اس کے ساتھ فلم یأت بہ لم یجب
 الفلعل فی طم سو اگر در صورت مذکورہ طالب نے ضامن کو حاضر ضامن سے بری الذکر کر دیا پھر حاضر ضامن کو مطلوب کو حاضر کر دیا تو اس پر واجب نہ ہو گا کیونکہ اس کی
 شرط کے یعنی شرط وجوب ال عدم تسلیم مطلوب بھی در صورت بقاے حاضر ضامن سوار طالب سے وہ باقی رہی قید بقوت المطالب کا نہ لو مات المطالب
 و ان لم مات الکفیل طویا ان ذلک سبب موت طالب کی قید لگائی ہو سکتی کہ اگر طالب مر گیا تو اس کا وارث طلب کرے گا اور اگر ضامن مر گیا تو اس کے وارث
 سے مطالبہ ہو گا کذا فی الدرر فان دفع الوارث للطالب یعنی وان لم یدفع حقیقت حق الوقت کان المال علی الوارث یعنی من ترک المیت
 یعنی بھرا اگر ضامن کے وارث نے مطلوب طالب کو سپرد کیا تو وارث بری الذکر ہو گیا اور اگر اس کو نہ دیا یہاں تک کہ وقت گذر گیا تو مال لازم ہو گا ضامن کے وارث یعنی
 میت کے شرک سے مال لازم ہو گا کذا فی العینی ولو اختلفا فی المواقاة و عد صدق القول للطالب لانه منکرها و حیث قد لا ازم علی الکفیل انہ اور اگر دونوں
 نے مطلوب کی موافقت اور عدم موافقت میں اختلاف کیا تو طالب کا قول مستحب ہو گا کیونکہ وہ منکر ہوا و اس وقت میں تو مال لازم ہو گا ضامن پر کذا فی التامر فیہ او اختلفا
 فی المواقاة الکفیل نصیب عنہ القاصی و کذا لا اور ضامن میں ہر کو اگر حسب طالب سے ضامن آسکے یا تو قاضی اس کی طرف سے ایک کسب قائم کرے یعنی با مطالبہ
 اس کو سپرد کیا جو دے دلا یصل فی الکفیل علی المواقاة لا یجوز اور ضامن کی تصدیق نہ کیا یا کی موافقت پر یعنی مطلوب کے حاضر نہ ہونے پر بدواں گواہی کے ادعیٰ اخر
 عینی و ما لہ دنیا و لم یسئلہا اجماع ام ردیہ ام ثمریہ لتجلی الدعویٰ شمس و دوسرے پر غیر میں حق کا دعویٰ کیا کذا فی العینی یا سو دنیا کا دعویٰ کیا
 اس کی صفت کا بیان نہ کیا کہ دنیا کا دعویٰ یا ناقص الشرفی ہو گا کہ دعویٰ صحیح ہو گا فقال یحل المدعی عنہ فانما کفیل بنفسہ ان لم یوافقہ بہ عند فعل المواقاة
 قلنا یوافی الرجل بہ عند فعل المواقاة ای لای یسئل المدعی اما بالبدنہ او باثر الدلیل علیہ سو مدعی مذکور سے ایسے کہ مدعی علیہ کو چھوڑ دے میں
 اس کا حاضر ضامن ہوں اور اگر وہ کل ادا نہ کرے گا تو مجھ پر دنیا میں سوائے کل ادا نہ کیا تو ضامن پر سو و جہت کے یعنی وہ سو دنیا کے مدعی کے بیان کیا ہو یعنی ثابت کیا ہو یا
 ہو یا ہی سے مدعی علیہ کے اقرار سے دفع الکفالت لانه اذ لیدر التبع الی بیان یصل الذلح و تبذیر حجة الکفالة فترقب علیہ ما لای فایہ او صحیح ہو گی
 و و ان فی ضامن یعنی حاضر ضامن اور ال ضامن اس کو حسب دعویٰ کا بیان ہو گیا تو یہاں اصل دعویٰ سے ملے ہو گیا تو حاضر ضامن کی صحت ظاہر ہو گئی تو اس پر دوسری ضامن
 یعنی مال ضامن ترتیب ہو گئی یعنی ہر چند اول دعویٰ مجھ پر غیر میں تھا لیکن حسب خبر کا اس کا بیان ہو گیا تو جہالت رفع ہو گئی اور حاضر ضامن صحیح ہو گئی پھر حسب حاضر
 صحیح ہوئی تو اس پر مال ضامن کی بھی صحت ترتیب ہو گئی و القول لہ ای الکفیل فی البیان لانه یدعی حجة الکفالة اور بیان میں اس کا قول مستحب یعنی
 کفیل کی کہ نہ وہ صحت کفالت کا مدعی جو م شراح علیہ میں صاحب ذکر کا تابع ہو گا اور حال انکہ صواب یہ ہو کہ مرجع ضمیر کو کفیل کہ جو چنانچہ منع الغفار میں
 جو اس واسطے کہ اس کو صوب پر تعلیم نہ کورال پر یعنی باندی مدعی الصو کیونکہ ضمیر مدعی کی کفول کی طرف صیح ہو کذا فی الطحطاوی و کلام السراج یفید اشارت
 قرأ المدعی علیہ بالمال فلیحی و اور مخرج کا کلام مال کے مدعی علیہ کے اقرار شرط ہو گیا سفید ہو گا اس کی تفتیح کرنا چاہیے مخطوطی سے کہا اعتقاد کے
 لای دہ ہو جو ہر ایسا و کفر اور اصلاح اور مرجع اور در و غیر میں ہر کہ مدعی علیہ کا اقرار شرط نہیں بلکہ مدعی کا بیان کافی ہو گا لیکن المدعی علیہ علی اعطاء الکفیل
 بالتمسک فی دعوہ حق خود مطلقا مدعی علیہ پر جو برہن حاضر ضامن دینے کے واسطے مدعو و ضامن کو دعویٰ میں مطلقا دے گا کیونکہ خود و حد حذف
 سے قہر کفر ہو گا نہ حق ادعیٰ و المواد بالکفر اللانہ لا کفیل اور صاحبین نے کہا کہ مدعی علیہ پر حاضر ضامن دینے کے واسطے جو قضا صلا و رخصت
 اور قہر میں غیر کے مانند کیونکہ وہ آدمی کا حق ہو اور جو برہن مدعو بقول صاحبین لازم ہے جو یعنی ساتھ چھوڑنا نہ قید کرنا و لو اعطی برصا کفیل فی خود

اسکا ذکر کیا اور اس کے دین کا قسمت کرنا اس کے فیض کرنے سے پہلے جائز نہیں کذا فی النظر یہ ہم دین مشترک کے ضمانت کی یہ صورت ہو کہ حامد اور محمود کا دین پر نیاز کیا
 ہو جائے نہ یہ سے تھا مذکور کیا محمود اس کے حصہ کا ضامن ہوا تو ضامن صحیح نہیں اگرچہ بن صحیح ہو کیونکہ اس میں قسمت دین قبل از مرقی ہو وہ صحیح نہیں دلائی مسئلہ
 التمسک المقلدۃ فقہ مع انہما سقط موت وطلاق اغیار کا نام خذوا فیہا یا استحسان الحجة بالقیاس اسو دین صحیح کے ضمانت صحیح نہیں مگر فقہ مفسر کے مسئلے میں تو
 ضامن صحیح ہو اور جو کہ نقد موت و طلاق سے ساقط ہو جائے کذا فی الاشیاء اور جو کہ نقدانہ سند نقد بن تحسان پر عمل کیا ہو حاجت کے سبب نہ قیاس یعنی اگر نقد دین
 صحیح نہیں کو ضامن اس کی صحیح ہو تو بحت احسانی ہوگی قیاسی دلائی بدل السحابة عندا بزيادة وکانه الحق ببدل الکتابۃ دلائی سقط لانه لا یقبل التجهین
 خلیفہ ای دین صحیح کلا فقہ الکفالة بہ دلائی بن ضعیف و تقیم بدل دین صحیح میں ضمانت صحیح ہو مگر بدل سعادت میں اگرچہ وہ دین صحیح ہو اس کی ضامن صحیح نہیں نام
 کے نزدیک اور گو یا کہ نام بدل حاجت کو بدل حاجت کے ساتھ ملحق کیا اور اگر بدل حاجت کو بدل کتاب سے ملحق کیجئے گا اسکو دین غیر صحیح قرار دیجئے تو صحیح نہیں کہ
 وہ ساقط نہیں ہوتا اسو طے کہ وہ صحیح کو قبول نہیں کرتا تو بطریق حینان اور یہی کہ پوچھتے ہیں کہ کون صحیح دین ہو جن کی ضامن صحیح نہیں تو جواب کیا یہ ہو کہ بدل شقا
 ہو اور کون دین ضعیف ہو جن کی ضمانت صحیح ہو جواب یہ ہو کہ نقد یہ دین مشترک اور بدل حاجت کا استثنا بظہر عدم صحت ضمانت کے ہو اور نقد کا استثنا بظہر صحت
 کے ہو والدین الصبیح ہو مالا یسقط الا بالکاداء او الکبراء ولو حکما بفعل یلزم سقوط الدین فیسقط دین الموصی مطلقا و عتق مالا یلزم الزوج
 لاداء البراء الحکمی ابن الکمال اور دین صحیح وہ ہو جو ساقط ہو کسی طرح بدین او ایلا ابرا کے اگرچہ ابرا حکمی ہو اس فعل سے حکم سقوط دین لازم ہو تو قیاس
 ہو گا عورت کا دین مرد بن زوج کی مطاوعت سے یعنی اگر زوج بوجہ تنہ زوج کے فرزند کی دلی سے رضی ہو تو مرد اسکا ساقط ہو جائیگا اسباب بر صحت کے کذا صرح ابن کمال
 فلا تقیم ببدل الکتابۃ لانه لا یسقط بدلہ بنما بالتجهین ولو کفیل دادی زوجہ یا ادی بوجہ یعنی کو کفیل باعتراف بیعی قید احسن تو ضامن صحیح نہیں بدل
 کتابت کی کیونکہ بدل کتابت بدین ہو ایلا ابرا غیر کتابت سے ساقط ہو جائے اور اگر کوئی شخص کتابت کا ضامن ہو اور اسے بدل کتابت او کیا تو کتابت سے بھید نہیں ہوتا
 و یا یعنی اگر وہ ضامن ہو اور کتابت کے مرتے اور اس کے دوسرے قید او گئی ہم قید تینہ یہ ہو کہ ضامن اگر اسے اس گمان سے کہ عیاد الزام دین ضمانت کے سببیت
 بکفالت متعلق تقیم عندہ بالف مثل المعلوم ضامن صحیح ہو اس لفظ سے کہ میں اسکا ضامن ہو انرا درم کا یہ مثال ہو دین صحیح کی ضمانت کی ضامن سے کہ کتابت
 مطلق تصحیح کے لفظ سے متعلق ہو د مثل المجهول بارجعۃ امثلة بماکث علیہ بماکثک فی هذا البیع و هذا البیع جہاں لکھا کہ اور صحت حد و غیر اہول کی ہمار
 مثالین نہ کہ کو بن پہلی مثال یہ ہو کہ میں ضامن ہو ان مثال کا جو میرا سپر ہو دوسری مثال یہ ہو کہ میں ضامن ہو ان مثال کا جو میرا سپر ہو اس سے یہ دیکھو کہ اسکو ضمان
 الہر کہ کہتے ہیں ہم وہ کہ بقیہ بن لکھون انی عیادت ہو شمس بچہ لینے سے جب صحیح میں استحقاق ثابت ہو کذا فی الطحاوی او ضمانت دیکھو کہ ضمانت صحیح بقیہ بن
 یعنی شمس بچہ لینے کی قسمی سے ضمانت کہ اس صحیح کا کوئی شخص مستحق بنے کذا فی شرح الوفاء لخطاوی میں اس سے منقول ہو کہ جب بچہ مستحق ہو تو قسمی کی عیادت
 کہ اول بان سے قسمیت کہ بچہ استحقاق ثابت ہو تو قسمی کو ضمانت ہو جائے بل سے شمس بچہ لینے سے چاہے ضمانت ہو اور ابرا الایہ بنما بچہ لینے سے قسمیت کہ شمس
 کو جائز نہیں و بما یبعت فلا فاعلی و کذا قول الرجل لامرأۃ الغیر کفالت لک بالنقد ابرا مادامت انی بچہ لینے سے شمس بچہ لینے کی قسمی کی عیادت
 کہ جو کوئی بچہ لینے سے شمس بچہ لینے سے سوچے ہو اور اس طرح مرد کا کہنا غیر کی عورت سے کہ میں تیرے لفظ کا ضامن ہو ابرا بچہ لینے سے کہ نہ جیت قائم ہو کذا فی الخامیہ و ما یبعت
 فلا فاعلی ما هنا شرط طبع ان یا بعتہ فاعلی ما اشتريہ لیس صحیح ان الکفالة بالبیع کا بخود اور جو غصب کر لیا جسے غصب کرنے سے شمس بچہ لینے سے قسمیت کہ شمس
 کا کاشل ثالث اور رابع میں شرط طبع یعنی اگر کوئی بچہ کا غلام سے تو وہ مجبور ہو وہ چیز جو خرید کر اسے اسکو اسکا دیکھا کہ بچہ کی ضامن صحیح نہیں ہم جو لفظ
 کہ فرم بر اولان کہ وہ ضمانت کے مانند ہو یا نہ ہو ان کہنا کہ جو سپر ہو مجبور یا مجبور یہ کہ میں اور اگر ان جو اسپر ہو یا میں نہ لازم کہ اگر اسپر بن اسپر بن
 سے معلوم ہوتا ہو کہ تمہارا کہ نہ دیکھ ایک قسم ضمانت کی ضمانت کا ضامن بھی ہو چنانچہ اس سے دوسرے سے انہما دین طالب کیا سو ایک سے طلب کیا سے کہنا کہ

میں میرے دین کا خاص ہون کہ اس سے لیکر تھکے دون کا تو یہ مال ضامن نہیں بلکہ ضمان تھا ضامن کو نہ فی الطحاوی فی شرط فی الملک القتل ای لو کذا نہ بات یا بعدہ او
 غضب عند لکال نفس او ضمانت کی سب صورتوں میں قبول کرنا شرط ہے یعنی اگرچہ قبول اعتبار ثلاث سال کے ہو مگر جب کہ اس سے پہلے کی ہو اس سے غضب کیا ہو گا تو نہیں
 یہ قبول غیر مگر جب کہ صاحب منہ کی اپنی زید نے خالی سے کہا کہ جو تو محمود سے خرید کر لیا یا جو تجھے غصب کر لیا اس کا ضمان میں ہوں بھری الفونین یا غضب یا غصب تو
 ضامن صحیح ہے اگرچہ قبول ضمانت صحیح نہیں فلویع ثانیاً لایلزم الکفیل الا کما اذ قبل لایلزم الا فی اذا عدلہ الفی مستلک والشیئ لایلی فی حفظ او اگر
 دوسری یا ربع ایک تو ضامن پر ضمانت لازم نہ ہوگی مگر کلاس کے لفظ میں لازم ہوگی اور قول ضعیف یہ کہ لازم ہوگی مگر اذ کے لفظ میں لازم نہیں اور قول فستانی او غیر ملکی
 ہو تو اس کو یا دیکھا جاوے یہ صحیح ہے مگر اس کے لفظ میں لازم کہ اگر ضامن نے کہا کہ مال بابت فلان فعلی ہے اس نے ضمانت پر جمع تو اس پر ضمانت لازم نہیں مگر اولیٰ کی ضمانت
 اور قول ضعیف میں لفظ مال کا مفید ہو گا نہ فی الطحاوی دلو رجع عند الکفیل قبل المبادیہ صحیح بخلاف الکفالة بالذوب اور اگر ضامن ضامن سے رجوع مگر کلا
 قبل خرید فروخت کے تو رجوع صحیح ہے بخلاف ضمانت لفظ زوب ہے یعنی اگر ضامن اس طرح کی کہ مال بابت فلان فعلی ہے تو اس سے ضمانت ہے انکار کیا تو صحیح ہے اور اگر بون
 کہا کہ مال کا یہ فعلی یعنی جو تیرا دین ہے اس پر واجب ثابت ہو وہ مجبور تو رجوع ضمانت سے صحیح نہیں کیونکہ یہ ضمانت ہر دین متاخر الذہور کی و بخلاف ما غضبک
 الناسا ومن غضبک من الناسا و بایعک قتلاک ومن عصبتک او قتلتک فایا کفیل فانه مباح طحل اور بخلاف اس قول کے کہ جو
 غضب کرے لوگ یا جو شخص کو دین سے تیرا مال غضب کرے یا جو شخص سے مال ہے یا جو شخص تجھ کو قتل کرے یا جو شخص تجھ کو قتل کرے یا جو شخص تجھ کو قتل کرے تو اس کا ضمانت نہیں
 تو یہ ضامن باطل ہے وہ اسو سہل باطل ہے کہ اس نے مذکورہ میں یا کفیل غنہ کی حالت سے یا کفیل کی کہولہ ما غضبک اهل حال الدار فانا ضامن فانه باطل
 حتی یسعی النساء بعدہ جہانچہ یون کہنا کہ جو تجھے غضب کرے اس کو گھر کے لوگ تو میں ضامن ہوں سو یہ ضامن باطل ہے و جبکہ ایک انسان میں ضامن کا نام لے
 ہم بخلاف اس قول کے کہ جماعت مافرن سے کہنا کہ جو تم لوگ اس شخص سے بیچ کر دے تو میں ضامن ہوں تو یہ ضامن درست ہے مگر جو شخص اس سے بیچ کر لیا تو ضامن پر ضمانت
 لازم ہوگی نہ فی الطحاوی و علقہ بشرط صحیح ملام ای موافق الکفالة باحد اور ثلثہ یا ضامن کی تعلیق ہو بشرط صحیح و اہل ضامن وہ شرط جو موافق
 اور مناسب ہو ضامن کی و اسے امر ثانیہ سے ہم او علقہ عطف ہوگان پر یعنی کفالة المال تصح اذا کان المال دنیا محباً او علقہ بشرط بكونه شرطاً لازماً الحق
 یقولہ ان السحق المبیع او حیلک المودع او غضبک کذا او قتلاک او قتل ابنک او صیدک ففی الدیۃ ورضیہ المکفول جاز بخلاف ان
 نکاح سیدج ہذا بشرط کا مناسب ضمانت اس طرح کہ وہ لازم ہونے کی اصل پر شرط ہو یعنی وہ شرط جو بقی کا سبب ہو جہانچہ یون کہنا ضامن کا کہ اس سے بیچ کر
 نیلے یا امانت یا تیری امانت کا انکار کرے یا کوئی چیز تجھے غضب کرے یا تجھ کو یا تیرے فرزند کو یا تیرے شکار کو قتل کرے تو مجبوریت ہو اور کفیل یعنی کہولہ اس سے بیچ کر
 جائز ہے بخلاف اس شرط کے کہ اگر تجھ کو زندہ کھا جاوے تو میں ضامن ہوں ہم بعض نسخے میں بجائے میدک صدقہ کا اور دیت سے مراد وہ چیز جو قیمت کی ہو مثلاً
 اور قتل مخاطب سے قتل خطا مراد اسو اسے کہ قتل عمد میں خفیہ کے نزدیک قصاص ہے نہ خون بہا اکل بیع کی شرط اسو اسے صحیح نہیں کہ درندہ کفیل غنہ میں ملکی صاحب
 نہیں کہتا اور اسو اسے کہ اس کا فعل بدی او شرط کا مکان کا استیفاء بخوان قدم زید فعلی ما علیہ من الدین دھو معنی قتلہ وھو ای الحالی
 ان لیل مکفول غنہ و مضاربہ او مودعہ او غاصبہ جازت الکفالة المتعلقہ بقولہ لا یدل ان شرط مکان استیفاء یعنی
 ضامن کو اصل سے حاصل کرنا ممکن ہو جہانچہ اگر زید او تو مجبور وہ دین جو اس پر اور یہی مطلب ہے صنف اس قول کا اور حالانکہ یہ یعنی زید کو قتل نہ ہو
 یا ضامن کا مضاربہ یا امانت دار یا اس کا غاصب ہو تو وہ ضامن جو اس کے لئے سے متعلق ہو جائز ہے سبب قاور ہونے ضامن کے اگر دین پر او شرط کا مکان ہے
 ای کہ استیفاء بخوان شایب زید عن المضر فعل واصلتہ کثیرۃ فھذا جملۃ الشرط التي جو و تعلق الکفالة بدیٰ بشرط ہوا کے کہ نہ کی یعنی استیفاء اور دین
 کے تعدد کی جہانچہ یون کہنا کہ اگر زید شر سے غائب ہو تو اس کا دین مجبور ہو اور تعدد کی مثالیں بہت ہیں ہوا لکل وہ شرط میں جن پر شرط کرنا ضمانت کا جائز ہے

قالت الاثمة الثلاثة لكن نقل المصنف عن الطحاوی عن الفقی علی قولہما واختاره الشیخ فاسم هذا حکم لا یشاء اور ابو یوسف نے جائز کیا
 ضامن کو بدو قبول کرنے طالب کے اور اس کا قوی ہو کہ زانی الدوز و البزیر اور ثابت رکھا ہو اسکو جو الزانی میں ہو یہی قول ہے منقول ان کا لکیر مصنف نے اپنی شرح
 میں جو یہی سے نقل کیا ہے کہ قوی نام اور محمد کے قبل ہے ہر دو شیخ قاسم نے اس قول کو پسند کیا ہے جو یعنی عدم صحت ضمانت بلا قبول طالب نشانہ ضمانت کا حکم ہے جو دواخبرنا
 بان قالنا کفیل بئال فلاں علی فلاں حال غیبة لطالب و کفیل دارث المریض علی غنہ بامره بان یقول للمریض لو اردتہ انکفیل عنی یا علی
 من المذین فکفیل بہ مع غیبة الغرماء صح فی الصورین بلا قبول اتفاقا استحقاقا لانا دینا وصیة فلو قال اینی لویعہ و قیل یصح شرح المجمع
 اور اگر ضامن خسرت ضمانت سے ہر طرح کر کے کہ میں فلاں کے مال کا ضامن ہوں جو فلاں سے ہر ہر خبری طالب کے غائب ہونے کے وقت یا ضمانت کی مریض کو اگر بیمار
 نہ مریض کی طرف سے اس کے اس سے ہر طرح کر کے کہ میں فلاں کے مال کا ضامن ہوں جو فلاں سے ہر ہر خبری طالب کے غائب ہونے کے وقت یا ضمانت کی مریض کو اگر بیمار
 تو ضمانت صحیح ہے دونوں صورتوں میں بلا قبول طالب کے اتفاق طریق اور ابو یوسف کے طریق احسان کے کیونکہ ضمانت مریض کو کی وصیت ہو تو اگر مریض نہ کو ضمانت کے سبب
 کہے تو ضمانت صحیح ہوگی اور بعضوں نے کہا کہ صحیح ہے کہ زانی شرح المجمع صحت کفالت وارث ہو اسے جائز ہوئی کہ مریض قائم مقام ہو طالب کا اس ضرورت سے کہ مریض فارغ لاند
 ہو جائے اور اس میں طالب کا فائدہ ہو تو گویا وہ بذات خود حاضر ہو شرع نے تعین مسئلہ اولیٰ نہ کو نہ کی سبب سے ظاہر ہونے کے ہو اسے کا اخبار عن العاقل اخبار ہر اسے دونوں
 کہ صحیح یعنی ایجاب و قبول ہے فی الفیہ الصحیحة اوجہ و تحقق کفالت لکن یرد علیہ توقفہا علی الصالی اور فتح القدیر میں ہے کہ ضمانت ایجاب کا صحیح ہونا زیادہ
 موجود ہے اور ثابت کیا ہے کہ وہ یعنی ضمانت وارث کفالت ہونے وصیت لیکن اس پر اعتراض وارد ہوتا ہے موقوف ہونے کفالت کا مال پر اگر کفالت ہوئی تو مطلقا جائز ہوئی مال پر موقوف
 موقوف و لولہ مال علی غائب ھل یقر الغریم بانظارہ او یطالب لکفیل لملکہ ویلیغ علی اندہ وصیہ ان ینتظر علی اندہ کفالا اور اگر مریض کا مال
 غائب ہو تو کیا صاحب بن کو اس کے انتظار کا اور کیا ایسا گویا وہ ضامن مطالبہ کرے بیع اسکو کسی کتاب میں نہیں کیا اور اسے وصیت ہونے پر الزام ہے ہر شخص غائب کی انتظار
 کیا جائے نہ اس کی کفالت ہونے پر ہم بحث ہر صاحب نہ کی اور صاحب جو الزانی نے بیان کیا ہے کہ مریض کو کی ضمانت ہر طرح ضمانت نہیں ہے اس واسطے کہ وہ صحیح نہیں بدو
 مال مریض کے تو اگر مطلقا کفالت ہوئی تو مطلقا صحیح ہوئی اور وصیت نہیں ہے ہر طرح ہو اسے کہ اگر وصیت ہوئی مطلقا تو شخص صحیح سالم کا امر صحیح ہے تو حال انکہ ایسا نہیں
 و قید بامره لان تبرع الحارث بضمہ فی غیبة صمد لا یصح درعی الحسن الصحیحة اور قید لکافی یعنی ضمانت مریض میں اس کے امر کے ہو اسے کہ تبرع وارث کا
 اس کی ضمانت میں صحابہ یوں کی غیبت میں صحیح نہیں اور یہی قول متحد ہے کہ زانی الخطاوی اور حنفی صحت کی روایت کی ہے بدو امر کے بھی دو صنفہ بعد موتہ
 صحیح سراج دلعلمہ قول انشای لہم نفس اور اگر وارث ضامن ہو وصیت کا اس کی موت کے بعد تو صحیح ہے کہ زانی السراج اور شاید کہ یہ ابو یوسف کا قول ہے حنا بنہ مذکور
 ہو چکا کہ زانی السراج مذکور ہے ہو چکا کہ ابو یوسف کے نزدیک قبول کرنا شرط نہیں ہے فی البرازیة اختلافہ انکذا خبرہ لا یشاء فاقول للخبیر اور ہر ہر میں ہر کہ
 وہ دونوں نے اختلاف کیا کفالت کے اخبار اور انشاء ہونے میں تو صحیح کا تو اس سے ہر ہر یعنی ہر اخبار کا اور وہ طالب ہر اسے کہ اصل صحت و وصیت عقد ہے یہاں نام کو ایجاب
 قرار دیا کہ زانی الخطاوی دلائل صحیح بدین ماسقط دلو من وارث عن مبیئہ مفلس الا اذا کان بہ کفیل اردھن معراج او ظہر لہ مال فقہ بقول ابو یوسف
 اور صحیح نہیں ضمانت میں میں کی جو ماسقط وصیت مفلس سے اگرچہ ضمانت صحت کے وارث کی ہو اگر اقیوت ویراقط نہیں جبکہ وصیت کا کوئی کفیل ہو گیا ہو اس کی زندگی میں
 یا میں ہو کہ زانی السراج اس کا مال ظاہر ہو گیا ہو تو ضمانت صحیح ہوگی بقدر مال کو کہ مذکورہ ابن ملک ہم قوطا میں وصیت مفلس کے احکام میں ہر سبب ضرورت کے
 تو بقدر ضرورت اس کی تقدیر ہوگی تو جو کفالت اس کی حیات میں ہوئی یا اسے کچھ میں کھدیا تو اب میں اس کا ساقط نہ ہوگا لیسبب ہم ضرورت کے قینہ میں ہے کہ ایک
 نے کفالت کی وصیت مفلس کی پھر صحت کا مال ظاہر ہوا تو بقدر مال ضمانت صحیح ہوگی و لحقہ دین بعد موتہ فتیح الکفالة بزمان حف بئال علی الطریق
 مختلف ہے یعنی بعد موتہ لازمہ ضمان المال فی صالحہ و زمان الفیہ علی عاقلہ لثبوت الدین مستند الی وقت السبب ھو الحرف الثابت حال

قیام الذمہ بحسب ما سبقت کو دین لایحق ہو اسکی موت کے بعد تو اسکی کفالت صحیح ہو اس طرح اسیت نے کنون کہو و اختارہ میں یعنی غیر ملک میں بھروسہ نہ ہونے کی خبر تلف ہو گئی بعد اسکے موت کے تو لازم آوے گا ضمان مال کا اسکے مال میں اور ضمان نفس اسکے اصل محلہ اور بروری پر سبب ثابت ہونے کے سبب وقت سے سنت پر کار اور کنون کہو و ما ہو ثواب و قیام ذمہ کی حالت میں کہ ان فی الجودھذا عندہ و صحھا ما مطلقا یہ قالت الثلثۃ اور یعنی عدم صحت ضمانت دین سبب غلطی اہم کے نزدیک اور صاحب ذمہ ضمانت کو صحیح کہا ہے مطلقا خواہ اسکا مال ظاہر ہو یا نہ ہو اور یہی قول ہے ائمہ ثلثہ کا و قدین بہ احد صحاح اجماعا اور اگر کسی شخص نے بطریق غیر ضمانت کو صحیح ہو یا اجماع ہو سکتا ہے تو قیام دین پر نہیں کہ ان فی الطحاوی و لا تصح کفالتہ الوکیل یا الشریک فیما وکل بیعہ لان حق القدر لک فیما فیصیر ضامنا لنفسہ اور صحیح نہیں ضمانتی وکیل کی میں واسطے مصلحت کے اس خبر میں جبکہ بیچنے کے واسطے اسکو وکیل کیا اسواسطہ کہ قبضہ میں کا حق کیل کے واسطے ہو یا الاصلہ تو وکیل اپنی ذات کے واسطے ضامن بھرتہ لگا اور حالانکہ یہ صحیح نہیں ہم کہیل کی قید اسواسطہ لگائی کہ ضمانت سول صحیح ہو اور توکیل بالبعی کی قید اسواسطہ لگائی تا وہ صورت نکال جائے جبکہ مصلحت و مصلحت کے قبضہ میں کیل کے واسطے ضمانت وکیل کی صحیح ہو اور میں کی قید اسواسطہ لگائی کہ نکاح کیل کو مہر کا ضامن ہو یا صحیح ہو کہ ان فی المنہ صفحہ ان الوصی و الناحی لیس ضامنا فیما الشری عن المشتري فیما لاء لان القبض لیسما لذل الواسلہ عن الشیخ محمد و صفحہ او تعلیل مذکور کا مقابہ ہو کہ وصی و ناطق و وقت کا ضامن ہو یا مشتری کی طرف سے اس خبر میں جسکو دونوں نے یہاں صحیح نہیں اسواسطہ کہ قبضہ میں کا حق نہیں دونوں کے واسطے ہو و لہذا اگر دونوں مشتری کو بری الذمہ کر دین میں سے تو صحیح ہو اور دونوں پر ضمان لازم ہو گا مہر پر سبب طرہ ضامن نہ ہو اور جو کا قضا کے واسطے ای بالثمن لہا و کذا فی النہایۃ عندہا فالضمان یقید حکم الشریعہ اور صحیح نہیں ضمانت میں کی صاحب مال کے واسطے اس دلیل سے جو وکیل کی ضمانت میں مذکور ہو چکی اور اسواسطہ وکیل اور مضارب کی ضمانت صحیح نہیں کہ ضمانت ہو وکیل اور مضارب کے پانچ ضامن ہونا انکا حکم شریع کا بدلہ انہا کو ہونا ان میں پر ضمان نہیں ہم طحاوی نے لکھا کہ میں ہوتا و دون کا بدو قبضہ ظاہر نہیں اور عدم صحت ضمانت حکم عام ہے قبضہ اور عدم قبضہ کے دلائل للشریک بدین مشترک مطلقا و لو یارت کاذمہ لوجہ الضمان مع الشریکۃ یصیر ضامنا لنفسہ و لا صحیح فی حصہ صاحبہ و لا فی حصہ الدین قبل اقبضہ ذاکہ یجوزی اور صحیح نہیں ایک شریک کو دوسرے شریک کے واسطے ضامن ہو اور شریک میں کی طحاوی مشترک ہو اگرچہ بطریق ایش کے مشترک ہو سوسطہ کہ اگر ضمانت شرکت کے ساتھ صحیح ہو تو شریک اپنی ذات کا ضامن ہو یعنی اسواسطہ کہ قبضہ لیس اکثر شریعی یا ضامن میں شریک اور اگر شریک ایک اس میں حصہ فرمے ہو گا اگرچہ شریک کے حصہ میں ضمانت صحیح ہو تو قسمت دین قبل اسکے مقبوض ہونے کے لازم آتی ہو اور یہ یعنی ضمانت نفس اور وقت دین قبل قبضہ جائز نہیں نعم لو تخرج جاز کما لو کان حصہ قریب بان اگر شریک بطریق نفع ضامن ہو گا تو جائز ہو چنانچہ اس صورت میں ضمانت شریک جائز ہو جب ہر ایک شریک کا حصہ صحیح جابجا ہو ہم جہاں عقد نام کے نزدیک اس طرح ہو کہ لفظ ثبت مکر ہو اور صاحب کے نزدیک اس طرح جابجا نہ ہو کہ اسباب ایک شریک کو دوسرے شریک کے حصہ کا ضامن ہو یا صحیح ہو کیونکہ ہر ایک حصہ جابجا ہو گیا تو شرکت باقی نہیں رہے آخر الکفالتہ بالاحیاء لا اختیارا لہما و لہما و جہا اور عمدہ کی ضمانت صحیح نہیں کیونکہ عمدہ کی مراد میں اشتباہ ہو ہم ضمانت عمدہ اس طرح کہ تمام کو خرید کرے اور ایک شخص شری سے عمدہ کا ضامن ہو اور مشتری اور ضمانت کو سکوت کر دین بیان کر دین کہ عمدہ سے کیا چیز اور تو ضمانت صحیح نہیں ہے کہ عمدہ کا لفظ اس میں مستعمل ہو جو مالک یا غائب کا مالک ہو اور وہ مالک کو تو اسکی اسباب کا مشتری کے واسطے ضامن ہو انو اسکا ضامن ہو اجبرتا و نہیں اور شرکت و عقد میں اور اسکے حقوق اور ورک اور خیار شرط میں اور جو نہ عمل سبب بیان مستند پر سبب ایش کے لکھا کہ اسکی ضمانت صحیح نہیں ہو یا اصل کی کذا فی الطحاوی و لا یحللہا و تخلیص صحیح یستحق الخیرہ عندہ اور نہ ضمانت غلام کی یعنی اس سبب کے خلاص کر نہ کی ضمانت صحیح نہیں جو غیر موصوفہ یا غیر ہونے کا اس کے نعم و نقص تخلیص نہ لو بشری ان قدر و الا خیر و التمسک ان کالہ علی ان اگر تخلیص سے کا ضامن ہو اگرچہ تخلیص سے خرید کرنے کے سبب ہو اگر قدرت ہو خرید پر اور نہیں تو میں مشتری کو پھر سے تو یہ ضمانت مثل ضمانت دیک کے صحیح ہو گی کذا فی المعینی فاما عدویہ فاندہ و جسکو شایع زیادہ

یعنی اس میں یا اس مال کا ضامن جو احکام قاضی سے چکر کرے یا جو مال کے اس کو لازم ہو در کی عبارت میں لفظ لازم ہونے میں ہر گز نہیں ہے اور یہاں میں ہر گز یعنی لفظ ذاب اور
 قاضی کا ہر اور اس کے مستقبل میں چنانچہ اطلاق اس کے لئے بین فاعل لا حیل فیہ من المدعی علی الکفیل ان لا علی الحیل کلام بقبل برہانہ جو شخص
 الغائب فی حقہ علیہ فیلزم تبعا للاحیل پھر ضمانت مذکورہ کے بعد اصل غائب ہو اسودعی نے ضامن پر گواہی ثابت کیا کہ مدعی کا اصل پر انشاء مال
 تو گواہی اس کی بقبل منوی جب کہ اصل غائب حاضر ہو پھر حلیہ آویگا تو یہاں کو رد کا حکم دیا جائیگا پھر ضامن پر مال دنیا لازم آویگا باجماع اصل ہم دیکھ سکتے ہیں
 کہ ضامن نے اس مال کا التزام کیا جو اس سے قاضی نے اس مستقبل میں چکر کرے یا جو اصل پر جب اور ثابت ہونے میں تو یہ ضمانت جو اس مال کی جو اصل پر ثابت ہو بعد
 عقد کفالت کے قبل کفالت کے اور مدعی کا دعویٰ مطلق ہو کہ یہ مال اس سے جو مال بعد کفالت کا تعرض نہیں کیا بلکہ قرض کی کہ قبل کفالت کے جب تھا اور جو قبل
 کفالت تحت کفالت داخل نہیں تو دعویٰ فاسد ہو لہذا گواہی سے مع نہیں کہ فی الطحاوی عن النہانی دان برہن ان لا علی لیل الغائب کذا من المال وهو
 فی الحاضر کفیل قضیہ بالمال علی الحیل فقط اور اگر مدعی نے گواہی ثابت کیا کہ اس کا زید غائب پر انشاء مال ہو اور وہ یعنی شخص حاضر ضامن پر غائب کا تو فقط
 ضامن پر مال کا حکم کیا جائیگا فلوز اجابہ قضیہ علیہا فللکفیل الرجوع لان للکفول یہ ہذا مال مطلق فامکن اثباتہ بخلاف ما تقدم م اور اگر
 مدعی نے قول مذکور میں انشاء زیادہ کہ مال کا شخص حاضر ضامن پر غائب کا اس کا حصہ سے تو ضامن اور زید غائب دونوں پر مال کا حکم کیا جائیگا تو اب ضامن کو مال کا بھرنیہ اصل غائب
 جائز ہو اس واسطے کہ اس سے مع ہوتی کہ کفول یہ بیان یعنی مسئلہ تاہن میں مال مطلق ہو تو اس کا اثبات ممکن جو خلاف تقدم کے ہم گواہی بیان مقبول ہوتی نہ مسئلہ تاہن میں
 اس واسطے کہ وہ مال کفول یہ مال مقید ہو یعنی جو مال کہ ضامن پر بعد کفالت کے ثابت ہو اور دعویٰ مدعی کا مطلق تھا تو دعویٰ فاسد ہو لہذا گواہی مقبول منوی اور یہاں
 کفول مال مطلق ہو اور مال کا دعویٰ بھی مطلق ہو تو دعویٰ صحیح ہو لہذا گواہی مقبول ہوتی کیونکہ وہ تحت بزعمی بزعمی ہو جو مدعی نے کہا کہ اگر جب یہ تھا علی الغائب ہو گویا کہ
 حکم ضمنی ہو اور اکثر ضمانت ثابت ہوتی ہو اور قصہ اثبات نہیں ہوتی کذا فی الطحاوی وھذا جملة اثبات اللدین علی الغائب اور یعنی مسئلہ تاہن جلیہ اثبات دین کا
 غائب پر یعنی بعض ضمانت غائب پر دین ثابت ہو جائے اور لو خان الطالب وکالتا ھدی مواضع مع ذیل دیدھی علیہ مثل ھذا الکفالت خیر الرجل بالکفالت
 دینک الدین فیہ من المدعی علی اللدین فی حقہ یہ علی الکفیل ولاحیل ثم یبرأ الکفیل فی حقہ للمال علی الغائب کذا الحوالۃ وکالتا فی الفتح والرجوع
 اور اگر طالب یعنی صاحب دین شاہد کے مرجع سے دے تو بافت کر کے کسی دے کے ساتھ اور اس پر طرح کی کفالت یعنی کفالت بالامر کا دعویٰ کرے پھر وہ مرد کفالت کا
 اقرار کرے اور دین کا منکر ہو جائے پھر مدعی گواہی سے دین ثابت کرے تو وہ القضا میں ضامن اور اس پر ثبوت دین کا حکم کیا جائیگا پھر مدعی ضامن کو بری الذمہ کر دے تو
 غائب پر مال کی دیکھا اور اس پر حکم کیا کہ مانند حوالہ ہو اور یہاں اس کا قیاس فقہیہ اور کبر اللفظ میں ہو کفالتہ بالکفالت تسلیم منہ لیسع کفالت بالکفالت تسلیم منہ
 بیع کے جانب کفالت سے ہم یعنی جسے جنس کی ضمانت کی در صورت اشتقاق بیع تو اسے تصدیق اور اقرار کیا کہ بیع بائع کی ملک ہو تو اگر بعد کے مدعی کہ بیع مذکور میری
 ملک ہو تو دعویٰ اس کا سمیع ہو گا کیونکہ اقرار علی الکفالت ملک بائع کا اقرار ہو اس کے بیع کے وقت تو بعد اس کے اپنے ملک کا دعویٰ صحیح نہیں کذا فی الطحاوی کشفہ فلا
 مدعی لہ مانند شفعہ کے پھر اس کا دعویٰ منہ یعنی کفالت بالکفالت تسلیم منہ شفعہ کی تو اگر ایک شخص شفعہ ہو ایک علی کا اور علی کا مالک ہو تو شفعہ در صورت اشتقاق
 بیع نہیں کا ضامن جو اب شفعہ کا دعویٰ کرتا بعد ضمانت مذکورہ کے صحیح نہیں کتب شہادۃ فی حاکم کتب فیہ مال ملک او یا کہ تبعا نا فاذا ابانا فامہ تسلیم
 ایضا چنانچہ اپنی گواہی کفالت اس کے غرض میں نہ لکھا ہو کہ بائع نے اپنے ملک بیعی یا بیع نافذ لازم کی تو یہ شہادت بھی تسلیم اور تصدیق ہو ملک بائع کی کمال شہد
 یا بیع عند الحاکم قضیہ کا چنانچہ یہ بھی ملک بائع کی تصدیق ہو اگر گواہی دی بیع کی حاکم کے نزدیک خواہ حاکم نے گواہی کے بموجب حکم دیا ہو نہ دیا ہو مدعی
 نے نقل کیا کہ گواہی دینا نافذ بیع کا اقرار یا اتفاق روایات لا یكون تسلیم کتب شہادۃ فی حاکم بیع مطلق عماد کو تسلیم ہو گا اپنی گواہی کا کفالت اس سے کہ کفالت
 ہو مطلق ہو ہو مذکورہ سے ہم قیود مذکورہ سے وہ مدعی جو اعتراض ملک بائع کے بعد ہو چنانچہ قید ملکیت بائع اور بیع کا نافذ اور لازم ہونا تو اگر ایسی قید ہے جو بیع میں نہیں ہوتی تو قیود

جو کہ یہ ایک حدیث اور جو مال کہ بادشاہ اسلام لشکر اسلام کے سامان کے وسط اوسینان قیدیوں کے چھوڑنے کے واسطے معین کرے وہ یونکہ میتا مل خالی ہو تو کھینچنے کی کفالت بالانفاق جائز ہے کیونکہ اسور مذکور ہر مسلم مالدار پر واجب ہیں اس کے اطاعت بادشاہ اسلام کی اس امر میں صحت ہو مسلمین کی وجہ ہر بشر علیہ السلام میں کچھ مال ہو دوسری قسم نواب غیر عربی جہانگیر جہانگیر یعنی عالم سلطانی جو ہمارے زمانے میں لوگوں پر مامور ہوئے ہیں انکی صحت کفالت میں اختلاف ہو لیکن انصاف اصلاح میں صحت کفالت پر فتویٰ ہر امنی لمحضہ و غیر حق کجایات زمانہ فافعی المطالبہ کالدیون بل فوقیہ احسنہ لوالخذت من الکھار خلہ الرجوع علی ماداتہ من غلہ غلہ لغتوی حداد الشریعہ واقراء المصنف و ابن الکمال کفالت نواب کی صحیح ہے اگرچہ نواب غیر عربی اور انھیں ہوں جہانگیر عالم سلطانی ہمارے زمانے کے کہ وہ وہ عالم سلطانی ہیں دیون کے مانند ہیں بلکہ ان سے بھی فوق ہیں یہاں تک کہ اگر غرض سے بابت میں کے مامور ال حاکم نے تو غرض کو مالک میں سے اسکا سہرا لیا جائز ہو اور اسی پر فتویٰ ہو کہ انی شرح الوقایہ اور مصنف نے اپنی شرح اور ابن کمال نے انصاف اصلاح میں اسکو مسلم کو کھانہ صم و راو شقی میں ہے کہ اسکو معلوم کرنا چاہیے اس پر فتویٰ دینا چاہیے فتح الغدیر میں ہے کہ جہانگیر کو لوگوں پر ہمارے زمانے میں ہزار فارس سکندر زنی اور زنگیز وغیرہ پر بطور مامور یا ہوسید یا سہامی سلطان کے واسطے مقرر ہوا بنیاد میں ہے کہ سبب کبرے کس پر یعنی معادہ سلطانی وہ قطعاً حرام ہے اور اسکی کفالت جائز نہیں کہ انی الطحاوی و قیدہ شمس کحکمہ بما اذا امرکہ بطاعہ فلو مکروہا فی الامر لیس یعتبر امرہ بالرجوع و کہ لکھل اور سلسلہ اللہ بن رجوع میں ہے لکھالی ہر جب اسکو اسکا کرے بخوشی سو اگر اس پر زبردستی ہوگی امر کرنے میں تو اسکا امر الرجوع معتبر ہوگا نہ کہ اسکو اسکا لکھنے غایہ میں ہے ہر مامور منقطع و مخدوم سے جسکے خدمت کرنے سے مطلب میں خلل ہو گیا اسفند عبارت مصنف فتح الغدیر میں ہے کہ جو غیر کے نائب کہ اسکا امر سے ادا کیا ہے تو اس سے بھرنے اگرچہ رجوع شرط نہ کیا ہو یہی صحیح ہے جہانگیر خانہ میں ہے جسکے کہ ایک شخص نے بغیر شخص کا دین اسکا امر سے ادا کیا اور غایہ میں ہے کہ شمس اللہ نے کہا کہ یہ اس وقت ہے جبکہ اسکا یعنی ادا سے دین کا امر اگر اکرہ سے نہ کیا ہو اور اگر زبردستی سے امر کیا ہو تو اسکا امر الرجوع معتبر نہیں کہ انی الطحاوی و خالو امن قام بتولیہا بالعدل اجر و علیہ فلا یستحق عدل و ہونادس اور علمائے کبار کہ جو شخص تقسیم جہانگیر میں قائم انصاف ہو یعنی متولی قسمت بن المسلمین بروی انصاف کے ہو وہ مامور ہر لغوی نواب پانچا اور اس کے کہ جب متولی قسمت فاسق نہ ہو بلکہ جائزہ عدل کرے اور ایسا شخص ناو الوجود ہو کہ انی السنہ فی دکالة البزازیة قال لرجل خلصنی من مصائد الوالی او قال کاسیر ذان فخلصہ لیج بلا شرط علی الصیحر قلت و ہذا تقع فی جہاد ناکثرا و ہوان الصواب انی عیسای رجلا دیجہر فقول الآخر خلصنی فخلصہ علی شرط رجحہ بغیر شرط الرجوع بل رجحہ داکہم فندہر کہذا یخط المصنف علی حاشیہ کا فلیحفظ

اور تبارہ کی کتاب لو کالات میں ہے کہ اسکا شخص نے کہ مجھ کو چھوڑا معادہ حاکم سے باقیدی نے اس طرح کہا سو اسنے چھوڑا یا تو مال مجلس میں جو خرچ کیا ہو وہ اس شخص سے بھرنے کا شرط رجوع بنا کر بھیج دے کہ میں کتابوں اور ایسا حادثہ ہمارے ملک میں بکثرت ہو اگر تبار کہ صوابا شی کہڑ لکھنا کسی مرد کو اور اسکو قید کرنا تو وہ مجبور ہو کر اس شخص سے کہتا ہے کہ مجھ کو چھوڑا سہ سو وہ اسکو چھوڑا لیتا ہے کہ یہ مبلغ دیکر تو اس وقت میں مبلغ مذکور بھرنے مجھ سے بلا شرط رجوع بلکہ مجھ کو اسکا لکھنے کے سوا مال کر ایسا کچھ نہ کرے ہر حاشیہ تبارہ میں مصنف کے خط سے تو یاد رکھنا چاہیے القسحہ ای المنصب من النائبۃ وقیل من النائبۃ الموظفۃ وقیل غیر ذلک انما کار بالکفالة صحیح حداد الشریعہ اور ضمانت قسمت یعنی انہ کے حصے کی صحیح ہے اور بعضوں نے کہا کہ قسمت عبارت ہر نائبہ ہو غفہ معینہ سے اور بعضوں نے سوا اسکے غیر کی ہر اور جو کچھ قسمت سے مراد ہو سوا کی ضمانت صحیح ہے کہ انی شرح الوقایہ قسم تقسیم کو متعدد معنی مقسم نائبہ ہو غفہ سے نائبہ تبارہ اور جو تبارہ یا سہامی میں مقرر ہو بعضوں نے تقسیم ہون کی ہے کہ پہلو و نون شریک قسمت کہیں بھرا ایک شریک دوسرے کو و غلہ و سوا اسکا کوئی خاص ہو اور بعضوں نے یہ ہون کی ہے کہ ایک شریک قسمت کی دوسرے ہون کرے اور دوسرے شریک نامانہ بھرا اسکا کوئی خاص ہو تو صحیح ہے کہ ہر ایک قسمت جب کہ انی الطحاوی قال رجل اخلا سہرا هذا الطریق فان امن فسلک والخذ مالہ لیس فیہ ایک حصہ نہ دوسرے کے کہ اگر یہ اصل سوا کلاس راہ میں غنیمت نہیں اس میں کچھ حصہ نہیں اس میں کچھ حصہ نہیں اس میں کچھ حصہ نہیں اس میں کچھ حصہ نہیں

ضامن نہیں ہوا قال ان كان مخوفاً ولقد حالات فانما ضامن من المستلذات عالجاً مفعول اور اگر یوں ہوا کہ اگر یہ راہ خوفناک ہو اور تر یا مال ضامن نہ ہو تو یہ
ضامن ہوں اور یہ سب سے تر یا بقیہ یعنی جو کسی کے لئے وہ شخص میں گھبراہٹ کا حال نہیں کیا تو وہ شخص ضامن ہو گا ہذا واوہ علی ما قدمہ بقولہ کا
بیجھالہ المکفول عنہ کا فی الشوبہ لایبۃ یہ عرفہ فی وہو منصف کے اس قول سے مقدم ہے کہ ضمانت صحیح نہیں کہ مفعول کی حیثیت سے گذرانی مشتری یا یہ مہمان محبت
زمان محبت کفالت کی جہت سے نہیں بلکہ عرض مذکور دار ہو بلکہ ضمانت اس سے ہے کہ تامل نہ دھوکھا دیا اور یہ بی بی جوع کا موجب ہو اگر کثیر طر ہو چنانچہ شاہ
کی آئندہ عمارت میں نہ گذرانی الطحاوی عن بی اسود کا اصل ان المفردات ما یرجع علی الغار اذ اصل الغرور فی حمل المعادضة او صغر المعاد
صغر السلامة المعزور لفظاً در تمامہ فی الاشباہ عرف المعاد اور قاعدہ کلیہ ہے کہ یہ کیا ہو یا لا نہیں ہے وائے سے اسی صورت میں جو کر یا ہو چنانچہ ضامن
عقد معاوضہ ہو یا قریب بیہ والا اسلامی کی محبت کا قریب کیا ہو یا نہ سے بطرت ضمانت کے گذرانی الدرد اور پورا بیان کا اشباہ میں ہوا وہ اب المیزجین کو ہو چکا ہے
معاوضہ قریب ہو عقد شریع سے چنانچہ بیہ اور صدقہ اور ضمانت سلامتی کی مثال تن میں مذکور ہے اس واسطے کہ تعلیق مذکور کا حال ہو کہ وہ اس کے مال کے سلامت رہنے کا ضمانت
فروع مسائل متفرعہ کے ضمان الغرور فی الحقیقۃ ہذا الکفالتہ نیز کا ضمان فی الحقیقۃ وہ ضمان کفالت کا ہے یعنی کفالت کے مانند جو ضمان تمام
کے مانند المکفول منہ الا حیل من السفر لو کفالتہ حالۃ لخاصہ منہا باذاعہ او ابراہ مال ضامن کو دیکھا اصل کا سفر سے جائز ہو اگر اس کی کفالت فی الحال
کی ہو تو اصل اصل ضامن کو ضمانت سے خلاص کرے بیہ اگر نہ دین کے یا معاف کر دینے کا طلب کرے تو معاف ہو اگر ضمانت موعول میں روکنا اس کو جائز نہیں اگر ضمان
جائز اس کے ساتھ یا نہ تھا حلوت و فی الکفیل بالنفس بردہ الیہ کما فی الصغری ای لو باقی او کفیل بالنفس میں تو یہ حکم ہے کہ حاضر ضامن
اصل کو بھیجے اور اس کے پاس کہانی الصغری یعنی اگر حاضر ضامن اصل کے ام سے ہو من قام عن غیہ ہو واجب یا من رجوع یا دفع وان لم یستقرطہ کا کلام
بالانفاق وبقضاء دینہ کافی مسائل ام وہ بتعویض عن ہبۃ و باطعام عن کفالتہ و باذاعہ زکوۃ مالہ و بان یجب فلا تاعنی لفا
جو شخص کی طرف سے مال احب کے لئے سے اور اگر تو جو مال یا ہو اس کو اس غیر سے بھرے اگرچہ جو مال شرط نہ کیا ہو چنانچہ اتفاق زدہ اور اس کے او سے دین کے
امر میں مگر چار سون میں جو مال نہیں اپنا مسئلہ کہ غیر شخص نے امر کیا اپنے بیہ کے عوض نہ کا امر کیا اپنے کفارہ سے کھا دینے کا امر کیا اپنے مال کی
زکوۃ دینے کا امر کیا کہ فایضہ شخص کو میری طرف سے برابر ہے کہ ہم فنادی حالگیری میں ہو کہ اگر ایک مرد نے اجنبی کو مال بیہ کیا جو ہو بیہ نے دوسرے شخص سے
کہا کہ وہ اب کو اپنے مال سے اس کے بیہ کا عوض سے سوائے ایسا ہی کیا تو جائز ہے اور شخص اس سے رجوع مال کرے مگر بشرط رجوع اتنی اور استثناء بنظر اس مسئلے کے منقطع ہے
کیونکہ عوض دینا ہو بیہ کو پر واجب نہیں فی کل وضع مملات المدفع الیہ الحال المدفع الیہ مقابلہ لایمک مال فان المامور یرجع
بلا شرط ولا فلا وتمامہ فی دیکالۃ السراج والکل فی الاشباہ جان کہیں کہ وہ شخص جس کو مال دیا گیا وہ اس مال کا مالک ہو جائے مقابلہ ملک
مال کے تو اس امر سے اپنا مال بھیجے گا بدون شرط کے اور اگر ایسا نہیں تو رجوع نہیں اور پورا بیان کا سرچ کی کتاب لو کالہ میں ہر سب فروغ مذکور اشباہ
منقول ہیں مالکیت مال مقابلہ ملک مال چنانچہ بائع غنیمت مالک ہو چنانچہ ملک ہونے سے بیع کے پہلے مشتری کے تو اگر مشتری کسی دوسرے کے کہ میری طرف سے غنیمت اور اگر
تو صحیح ہو گا اور اگر مامور اپنا مال بھرے گا مشتری سے اور بشرط اگر غاصب اپنی طرف سے غنیمت بدلا کسی سے دلا دے تو صحیح ہے کیونکہ مکتوبہ مالک مامور بدل کا بیہ
مکتوبہ اور اگر ملک مقابلہ ملک میں چنانچہ کسی سے اپنے کفارہ دینے کا امر کیا اپنی طرف سے رجوع کر دے گا امر کیا تو یہ ان مرقوع الطعام یا مال ملک مقابلہ ملک میں
تو مامور کو یہاں اپنا مال بھر لینا اس سے جائز نہیں الا بشرط رجوع گذرانی الطحاوی فی الملقط الکفیل المستلزم ہما لھا علی الزوج من الذی یبوی التجدد
النکاح بینہما اور فقط میں ہے کہ جو ضامن ہے غنیمت کے اس مال جو اس کے زوج پر دین زدہ بری الذمہ نہیں ہوتا ضمانت سے دونوں میں نیا نکاح ہو جائے
م صورت اس کی یہ کہ زوج نے اپنے زوج سے قطع کیا اور بدل قطع اور اگر وہ اور زوج پر اس کا دین ہو جو اس نکاح کے متعلق ہے نہیں جو اس میں کا کوئی شخص

ضامن ہوا

عمارت بناوین تو عالم کو اس کے مال اپنے حصین اپنا اور نکال مال مغرول کرنا جائز ہے سو اگر انکی خیانت کسی وقت مخصوص میں معلوم ہو جائے تو اس مال کو اسی وقت میں ہی غل کرے اور زمین تو بیت المال میں رکھ کر انی انہر والجرم سے جوئی نے کہا کہ یہ مسئلہ اس قسم کا ہے جو سکودریافت کیجیے اور چھپا ڈالیں اور اس کا فتویٰ دینا جائز نہیں کیونکہ یہ تو ایسا کام ممنوع کا ذریعہ ہوگا اس واسطے کہ اگر ہمارے زمانے کے مالکوں کو اس کا فتویٰ دیا جائے تو وہ عمال مذکورین کے اموال کو حصین میں نہ اوقات میں ان اموال کو داخل کریں بیت المال میں بلکہ انکو الاق امور میں صرف کریں جنی اپنی خواہش نفسانی میں تو سکون و یاد رکھنا چاہتے کہ انی الطوطاوی فی التلخیص کے کلمہ الحال مؤخر جلد آخر عن کا حیل و کون ضا لان الذین و احد قلند قد منالینا حیلہ تا حیل النفس حیف اور تخلص میں ہو کہ اگر دین فی الحال کی ضمانت کرے کوئی مدت مقرر کرے کہ تو طالبہ ہو کر ہو جائیگا حیل سے اگر چہ دین فرض ہو اس واسطے کہ دین تو ایک ہی ہے زمین کتا ہوں اور ہم مقدم ذکر کیجئے ہیں کہ کفالت موطا تا حیل فرض کا حیلہ ہو و سبھی ات البعد یون الشرف قبل حکول الذین و لیس الذین یسفر و لکن لیساً فرمہم فاذا احل منعہ لیساً و لیساً اور او یکا کہ دیون کو سفر کرنا قبل حلول دین جائز ہو اور صاحب دین کو اس کا رد و کنا دیت نہیں بلکہ صاحب دین اس کے ساتھ سفر کرے جو چاہے دین کی مدت ہو چکے تو اسکو سفر سے روکے تا وہ اداسے دین کرے ہم منتقل ہیں یہ کہ در صورت ارادہ سفر دیون صاحب دین کو ممانع لینا جائز ہے اگر چہ دین ہو اور بعضوں نے کہا کہ اگر دیون اداسے دین میں مال بال کرتا ہو تو ضامن سے اور زمین تو نہیں کہ انی الطوطاوی و استحسن ابو یوسف احدث کفالتی شخص کہ کہ وہ طلبت کفیلہ بالتفقیہ لیس فی الذم و قد کفالتی اور ابو یوسف نے بطریق احسان جائز رکھا ہے ایک مہینہ کا ضامن دینا اس صورت کے واسطے جسے اپنے نان نفقہ کا ضامن یا کما بسبب سفر کرنے زوج کے اور اسی قول بر فتویٰ ہم جوار کفالت نفقہ بطور احسان ہو اور بطور قیاس اسکی کفالت صحیح نہیں کیونکہ نفقہ دین صحیح نہیں و قاس علیہ فی الحیض یقینہ الذیوان لکنہ مع الفارق کما فی شرح الوہاب للشیخ بلالے اور محیط میں کفالت نفقہ پر بقیہ دین کا قیاس کیا ہے لیکن وہ قیاس مع الفارق ہو چنانچہ شرنبلالی کی شرح دہبانیہ میں ہم نے صاحب محیط سے بقیہ دین موطا کو قیاس کیا ہے کہ کفالت اسکی ایسا ہے بسبب سفر کرنے دیون کے علاوہ عبد البر نے کہا کہ یہ صحیح قول ہے صاحب محیط سے قیاس مع الفارق ہونے کی وجہ یہ کہ دیون قوی تر ہیں نفقہ سے کیونکہ وہ مدت گذر جانے اور موت دیون سے ساقط نہیں ہوتے بخلاف نفقہ کے علاوہ برین متقی میں تجزیہ تفصیل دیون مسافر صحیح ہے اگر چہ دین ہو اور بلا شک صاحب محیط کی ترجیح میں لوگوں کو آسانی ہو کہ انی الطوطاوی لکن فی المسنونة اجمیۃ اشعار لو قال صد یون مؤادہ الشرف و لاجل الذین علیہما استقر و طلبت لکفیل قالوا لیزمہ علیہ اغضار کفیل یحکم لیکن مخطوئہ مجیبہ میں ہے کہ اگر صاحب دین نے کہا کہ میرے دیون کی مراد سفر ہو اور دین کی مدت آپس میں مستقر نہیں اور اسے کفیل کی طلب کی تو مقبالتے کہا کہ اسکو ضامن کا دینا لازم ہے وہ کفیل جو معلوم اور مشہور ہو یعنی اس واسطے کہ کفیل محمول الاق اعتماد دین اشعار لو حبس انکفیل قالوا جاز لک اذا اراد حبس من قد کفله لانه قد کان کفیلہ حبس فلیجازہ بفعیلہ اگر ضامن مجبوس ہو تو غلام نے کہا کہ جب وہ حبس میں لایا جائے کہ اسکو جائز ہے کہ دیون کے ضامن کی مجبوس اسکی واسطے ہوئی ہو تو چاہیے کہ وہ اسکو بلا دے اپنے فعل سے اشعار ہم لکھتے ان یمت قبل کفیل بلا شکان الذین فی الحال حل علیہ فالو اذ ان اداه لکم مدیر جیر یہ من قبل ما التاجیل لکم پھر اگر ضامن مر جائے قبل مدت کے تو بیشک اس حالت میں دین فی الحال اس پر واجب الاداء ہو گیا تو اگر ضامن کا وارث اسکو ادائے کرے تو اسکیل سے بھرنے قبل تمام ہونے مدت کے ہم اصل میں دیون تھا کلمہ جیر من قبل ما لاجل ما صدر یہ ہر دو فاعل فعل مقدم ہو گیا اپنے فعل پر اور یہ یمنون کے نزدیک جائز ہے یا مبتدا و خبر ہو کہ انی الطوطاوی

باب کفالة الرجلین

یہ باب ہر دو مردوں کے ضامن ہونے کا ہم نے کما حقہ کفالت جلیں مرکب کے مانندہ ہے تو بعد فراغت سفر اسکو شروع کیا دین علیہما لآخر بان اشتریا منه

باب کفالة الرجلین

خارجاً من تحتها بعد ان یکنون اور عہدہ جلیہ اجبہ اور جبکہ موتی ایک مقدمہ کے جواب میں تھمت ہوں تو قیصر کا قول کے لفظی ترجمہ کے لئے کہ کذا فی القضا
یعنی جو دونوں میں زیادہ قہر زیادہ تر پر کار ہوا اسکے قول پر قاضی عمل کرے و فی الملتقط و اذا اشیکل حلیہ و امرو کا کرایہ فیہ شواہد العلماء و نظراً حسن
اقایہ صحت قضی بکذا صواباً لا بغیرہ الا ان یکن غیر قاضی فی لفظہ و وجوب الاحتیاج فیہ فیہ توک ساریہ و ساریہ اور ملتقط بین ہر اور چہ قاضی
کوئی امر مشکل ہو اور اسکی رائے انہیں تو انہی اسکا اجتہاد کسی شہرہ واقع ہو تو علماء سے مشورہ لے اور انکے اقوال میں سے خوب تر قول کو مائل کرے اور جس قول کو شکیک اور
حق جانے اسپر حکم کرے نہ اس قول پر کہ اسکے سوا ہر گز اس صورت میں جبکہ غیر قاضی قضا فیہ ہو جو اجتہاد میں قوی تر ہو تو اب قاضی کو اپنا اجتہاد نزدیک کرنا بمقتلہ اجتہاد فقہ
اقوی کے جائز ہو ہم یہ چند قاضی کے حق میں محمول ہو قاضی عالمگیری میں ہر طرف اطراف جو انہی کے علم سے مشورہ لینا خطا کہ حکم سنت قدیمہ ہر حوادث شرعیہ میں اور
اگر قاضی مجتہد نہیں ہے و صورت اختلاف جو اسکے نزدیک فقہ اور اور ہو اسکا قول لے ہر عہد ایک عالم سے مشورہ لینا کافی ہے لیکن چند علماء سے مشورہ لینا احوط ہے
قال وان اشیکل حلیہ و امرو کا کرایہ فیہ شواہد العلماء و نظراً حسن
انکسید اصحاب بیت اور انکی رائے کا اتباع واجب ہو اگر یہ خلاف اسکے حکم کرے گا تو اسکا حکم نافذ نہ ہو گا ہم جنی و صورت اتفاق اتباع جمیع اصحاب واجب ہو اور دیکھو
اختلاف قول محمد کا اتباع لازم ہے کذا فی المطاوی المصنوعہ طرہا فی القضاء فی ظاہر الروایۃ و فی روایۃ النہایہ لا ینفذ فی القرائی و فی عقائد لا یخفی
و کذا علی الصحیح خلاصہ وہ بقیہ بڑا سیرہ شہر کا ہونا قاضی کے حکم جاری ہونے کی شرط ہے ظاہر الروایۃ میں روایت النوادر میں شہر کا ہونا شرط نہیں ہے حکم
جاری ہو گا و بیات میں روایت میں بھی اس قاضی کی حکومت میں واقع نہیں بنا ہر قول صحیح کے کذا فی المخلصہ اور اسی قول ظاہر الروایۃ پر فتویٰ ہے کذا فی البرازینہ اخذنا
القضاء برشوة السلطان و لفقہ وہی عالمگیری و بشعاعہ جامع الفضولین و فتاویٰ ابن نجیم و امر نسفی ہوا و انما ینفذ فیہ شر بنیالک
و حکم لا ینفذ حکمہ قاضی نے عہد قضا کیا یا شاہ یا اسکی قوم کو رشوت دیکر اور ملائکہ قاضی رشوت دینے سے واقف ہو یا سفار کش کر کے قضائی کذا فی جامع
الفضولین فتاویٰ ابن نجیم یا قاضی نے خود رشوت لی یا اسکے غلام رشوت دے قاضی کی دانست میں اور حکم کیا تو اسکا حکم نافذ نہیں ہم جب قاضی مذکور کا حکم نافذ نہ ہو تو اسکا
عقود او فسخ سب باطل ہیں حدیث میں راشی اور رشوی اور رشیش پر لعنت وارد ہے رشوی وہ جو رشوت دے اور رشیش وہ جو رشوت لے لایق وہ جو دونوں میں متوسط ہو
حکے نافذ رشوت حاصل ہوتی ہو جموی نے کہا کہ اس نے ان کے قاضیوں کو اس لعنت کی بشارت سنانا چاہیہ خصوصاً مصر کے قاضیوں کو طرفہ ماجربہ کہ بعض قاضی جو رشوت
دے کہ قضا لیتا ہے اگر اسکو طاعت کیجئے تو کہتا ہے کہ ہم اس واسطے رشوت دیتے ہیں تا منصف قضا محفوظ رہے اور جاپلون اور فاسقون کے ہاتھ میں رہے اور حق تعالیٰ اس پر کوئی عجز نہ کرے
سرج و تاج میں بیانیہ سے منقول ہے کہ اگر قاضی رشوت لے لے گا تو اسکا حکم کرے عجز مکر ہے کہ وہ رشوت خوار ہو جس قاضی کے پاس اسکے مقدمات کا مراجعہ ہو
اسکو لائق ہو کہ اسکے جمیع قضا یا کو باطل کر دے بڑا زہ میں رشوت دیکر قضا لینا عام ہے کہ خود قاضی دے یا اور کوئی شخص قاضی کے علم میں بیکر الراق میں ہو کہ اگر قاضی کے علم
میں ہے کوئی رشوت لیکر قاضی کی نادانستی میں دے اس صورت میں قاضی کا حکم نافذ ہو گا اور جو مصنف نے اختیار کیا کہ رشوت لینے سے قاضی کا حکم نافذ نہیں ہوتا یہ ایک
قول ہے اقوال ثلاثہ سے جبکہ بکر الراق میں منقول عمادی سے نقل کیا اس طرح کہ ایک قول یہ ہے کہ جس مقدمے میں رشوت لی انہیں حکم نافذ نہیں اور اسکے سوا اور مقدمات
میں نافذ ہو اور یہ قول شمش لائم کا ہے رشوی اور رشیش اور رشوی اسکا حکم نافذ نہیں اور رشیش اسکا حکم نافذ نہیں اور رشوی اسکا حکم نافذ نہیں اور رشیش اسکا حکم نافذ نہیں
ترجمہ دی ہے اس میں سے کہ حاصل امر رشوت یہ ہے کہ موجب فسخ ہو اور حالانکہ فسخ موجب فسخ نہیں ہے و لایت اسکی قائم ہو و اللہ تعالیٰ اعلم کذا فی المطاوی المصنوعہ رشوت
بعض فسخ و کسر بول مراد ہے جعل ہر شخصوں نے کہا کہ رشوت دینے پر جبکہ رشوت عانت دے اور یہ یہ وہ جو جمیع عانت شرط ہو رشوت جاری قسم ہر ایک قسم وہ
ہر جو افتخار و سلیبی یعنی دینے والے اور لینے والے دونوں ہر قسم ہر قسم افتخار و عانت پر رشوت دینا اور لینا دوسری قسم وہ ہے جو قاضی کو دے حکم کے واسطے یہ بھی تھا اور
مطلی و دونوں پر عام ہر خواہ حکم حق جو یا ناقص تفسیری قسم وہ ہے کہ رشوت دے اس واسطے کہ اسکا امر درست کر دے یعنی اسکا کام بنادے سلطان اسکا حکم کے نزدیک خواہ وضع ضروری یا غیر

و رشوت رشوت رشوت

فیه قطعاً من غیر تردید فی الحکمۃ فقیہہ الاحکام الخمسة اور تمام جواناں پر داخل ہونا قضا میں یقیناً ملتا ہے تو اس میں حکم خمسہ میں ہم خلاصہ
 پر کہ قول قضا کا ہے فرض میں ہوتا ہے اگر وہی شخص ہو قضا کی واسطے اور فرض کفایہ پر واسطے متبادل کے جبکہ اسکے سوا اور لوگ بھی اہلیت قضا رکھتے ہیں
 اور کمزور وہ جبکہ ظلم کا خوف ہو اور تمام ہو اگر ظلم کا ظن غالب ہو اور بیاض ہو چنانچہ مذکور ہو چکا یعنی در صورت یحییٰ ظلم نیست انصاف کہانی النراب چند احادیث
 و روایات بخیر قضا نقل کرنا مستحکم ہے اصحاب سنن ابویہ سے روایت کی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من جعل علی القضاء فقد ذبح غیر مسلمین یعنی
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو قاضی بن گیا وہ نے چھری ذبح ہو گیا ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے اور ابن عدی نے کہا کہ ابن بن عباس سے حدیث مرفوعہ ہے
 کی استقصیٰ قد ذبح غیر مسلمین یعنی جس نے قضا طلب کی وہ نے چھری ذبح ہو گیا و انداکثر سلف نے قضا سے پرہیز کیا چنانچہ امام اعظم ابو حنیفہ نے ضرب اور قید
 اختیار کی مگر قضا قبول کی اور بیان کرتے ہوئے کہ قید خانے میں مر گئے اور محمد بن حسن ایسوا سلف ایک عیسیت چند روز قید رہتے ابو حنیفہ نے فرمایا کہ قضا عین
 سمند ہو کہ کفر اسکے بار ہو سکون تیر کر تو ابو یوسف نے کہا کہ اگر عجمی اور سفینہ وثیق ہو اور ملاح عالم واقعہ کا رہے تو اس میں قضا کیا کہانی بک قاضیاً
 یعنی شاید کہ تو قاضی ہو گا صحیح مسلم میں ابو یوسف سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای ابو ذر میں تیرے واسطے وہ پیر محبوب قضا ہوں جو اپنی ذات کو
 محبوب کہتے ہوں پیر کر کے حکم کیجیو دو شخصوں پر اور مال تقیم کا متولی نہ ہو اور ابو ذر میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قاضی تین ہیں دو
 دوزخ میں ہیں اور ایک بہشت میں ایک مرد وہ ہے جس نے قضا کو در یافت کیا اور ایک بہشت میں ہے اور ایک مرد وہ ہے جس نے قضا کو دریافت
 کیا اور اس پر حکم دیا اور حکم میں جو کیا تو وہ دوزخ میں ہے اور ایک مرد وہ ہے جس نے قضا کو دریافت کیا اور لوگوں کا فیصلہ کیا ناوانی اور جس سے تو وہ دوزخ میں
 ہے اور صحیح ابن حبان میں عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ قاضی عاقل بلایا جائیگا قیامت کے دن تو
 شدت حساب میں آئے گا قیامت پر گا گا کہ نہ کر گا کہ اپنی عمر میں وہ شخصوں میں فیصلہ کیا ہو تا اور نسائی میں روایت ہے کہ کچھ نے کہا کہ اگر عجمی اختیار دیا جائے میری گردن
 میں قضا قبول کرتے ہیں تو میں بھی گردن کٹوانا اختیار کروں اور حاکم نے ابن عباس سے حدیث مرفوعہ نقل کی کہ جو دس شخصوں پر حاکم ہو انہیں اسے ان میں
 خوشی یا ناخوشی کے موافق حکم کیا تو وہ قیامت کے دن بلایا جائیگا اور اس کا نامہ گردن میں بندھا ہو گا سو اگر اس نے قرآن کے موافق حکم کیا اور رشوت نہ لی اسے حکم
 میں اور ظلم نہ کیا تو حق تعالیٰ اسکے غل و زینہ کو چھوڑا دے گا اور اگر قرآن کے حکم کیا اور اپنے حکم میں رشوت لی اور ظلم کیا تو اس کا باپان مانہ دہستے ہاتھ کیڑا کرے گا
 جائیگا جیو وہ دال یا جائیگا کہ ہم سرکشی انی فتح القہر پر و مجر د نقل القضاء من الشلطات العادل والجاہد ولو کافر اذکرہ مسکین وغیرہ الا ان کان یمنعہ
 عین القضاء بالحق فیحکم اور جائز ہو قبول کرنا قضا کا یا شاہ عادل اور ظالم سے اگرچہ بلو شاہ کا فر ہو ذکر کیا ہے اسکو مسکین وغیرہ نے مگر جبکہ بادشاہ مذکور قاضی کو
 قضا بالجس سے منع کرے تو اب حرام ہے ہم عادل ہو جو یہ ہو کہ اس کے مقام پر رکھے اور انصاف سے کہتا ہو تو سطا اختیار کرے اور اطا اور نظریہ میں وہ تو سطا عائد
 میں ہو یا احتمال میں یا اخلاق میں و ممکن غیر ذلک و حاجت میں یہ کہ ظلم میں کچھ شک نہیں رہا لاکہ علماء نے سلف نے اسکے زمانے میں قضا قبول کی تاہا خانہ میں
 کہ اسلام شرط نہیں بل بلو دشاہ حج قاضیوں کو مقرر کرتا ہے اور جو بلاد اسلام کہ کافروں کے قبضہ میں ہیں وہ بلا شک و اسلام میں بلاد حرب واسطے کہ انھوں نے امن کفر کا
 حکم جاری نہیں کیا اور قاضی وہاں مسلمان ہیں بلو کھانگی طاعت نصیرت کرتے ہیں مسلمان ہیں را اگر بلا ضرورت طاعت کرتے ہیں تو فاسق ہیں جس شہر میں کفار
 کی طرح سے حاکم مسلم ہو تو اس میں قیامت جیو اور عید اور اخراج اور تنقید قضا اور ترویج ایامی جائز ہو کہ تو کہ انہیں مسلم مستولی ہو اور اطاعت کفر و تخادع ہو اور وہ بلاد و جہر
 کفار حاکم ہیں مسلمان ان کو ان میں قیامت جیو اور قاضی تو قاضی ہو جائے تراضی مسکین سے اور مسلمانوں پر واجب ہو کہ کفار سے حاکم مسلم کی درخواست میں
 اتنی اسکو کیجے اسکو اپنی شرح میں اصل کی طرح نسبت کیا ہے اور اس کے جامع الفصولین میں ہے کہ انی التہر د لو فقد دال یغلبہ کفار و وجب حکم
 المسلمین فقیہ دال و اصام الجمعة فتح اور اگر حاکم موقوف ہو بسبب غلبہ کفار کے تو مسکین پر واجب ہو میں کر لینا حاکم اور امام جمیعہ کا لانی الفیہ

درآمدت مجوز از قضا

فقہ القدرین ہر گاہ کہ بادشاہ اور نہ وہ جو جسے تعین قضا جائز نہ ہو چنانچہ بعض بلاد مسلمان بن کے وفالہ کے لئے ہیں جیسے قوطیہ بن مسلمان ہر واجب ہر کلمہ مسلمان
ایک سے اتفاق کریں اور اسکو والی قرار دیں پھر وہ قاضی کو مقرر کرے تا وہ انہیں فیصلہ کیا کرے اور اسطرح ایک شخص امام قضاویں جو انکو جمعہ پڑھایا کرے
اسی اور یہ وہ قول ہے جسکے طرف افسانہ ہیں تو اسی پر اعتماد کیا جائیے کہ انی النہر و من سلطان الخوارج داخل البغی واذا اصیحت التولية صح
الزل واذا ارفع قضاء الباغی الی قاضی العدل نفذہ و قبل کا دیہ جرم الناصحی اور جائزہ قضا قبول کرنا خارجوں کے بادشاہ اور باغیوں سے اور
جسکے اہل بغاوت کی تولیت قضا صحیح ہوئی تو اسکو قبول کرنا بھی صحیح یعنی اگر قاضی عادل کو مضرول کر کے قاضی باغی مقرر کرے تو صحیح ہو اور جسکے قاضی باغی کا قضا
ہو قاضی عادل کی طرف تو اسکو جاری رکھنے اور مضمون نہ کرنا جاری نہ کرے اور اسی پر تکیہ کیا گیا ہے کہ ہم بحر الزل بن میں کہ قاضی باغی کی قضا نافذ ہو جیسے
فساق اہل عدل کی قضا نافذ ہو اسواسطے کہ قول صحیح فاسق ملامت قضا کی رکھتا ہو اور یہی قول مصنف ہی اسکی کو معلوم ہوا کہ قول باغی خلاف مصلحت ہو فاذا
تخلد القضاء طلب حیوان قاض قبلہ یعنی التیجانات پر جسکے عمدہ قضا پر منصوب ہو تو قبل قاضی کے قاضی سے دیوان الیٰ یعنی تجملات کو طلب کے سے دیوان
اہل بین یعنی حریہ حساب ہر جہر حساب پر اسکا اطلاق ہوا پھر موضع حساب پر اور بیان درودہ تعلیلان اور بستہ ہیں جن تجملات اور مضمون غیر ہا ہوں سوز ہر قاضی
و نسیہ لکھتا ہو ایک اپنے پاس لکھتا ہو شاید اسکی طرف گاہے حاجت ہو اور دوسرا ختم کے ہاتھ میں تیار ہو اور جو ختم کے ہاتھ میں ہو وہ اعتماد کے لائق نہ ہو تو ان
منصوب شخص ایک ایسے کو بھیجئے تا قاضی مضرول یا اس کے ایسے ایسے کو اغذذہ کورہ لے اور ہر ایک غذا کا حال اس سے پوچھے اور ہر قسم کو علیحدہ علیحدہ علی بنی میں رکھے
تاکہ ان آسان ہو پھر بعد قبض کے اس پر مہر کرے فقیر کے خوف سے محلہ میں نہ ہو چنانچہ میں نے انرا قرا دی علیہ یا انکار اور حکم شہادت یا نیکول اسطرح پر مذکور ہو کہ
نہ رہے اور اسکو مختصر بھی کہتے ہیں اور مذکور ہیں بیع یا مہل اور اقرار وغیرہ مکتوب ہو اور جو ت اور بقیہ مضمون کو شامل ہو اور حال کے عرف میں مجمل وہ ہر جسکو تیار ہو
اور آخر میں لکھا اور قاضی کے پاس یا اور اس پر قاضی کا خط مہنہ اور حجت و جو میں مجمل سے واقعہ منقول ہو اور اس کے اوپر قاضی کی علامت ہو اور نیچے اس کے شاہان
کا خط ہو اور جو ختم کو دیا جائے کہ انی الطحاوی عن البحر و نظری فی حال المجوسین فی سجن القاضی اور قاضی نظر کرے ان قیدیوں کے حال میں جو قاضی کے
قید خانہ میں ہیں ہم یعنی قاضی ایک معتد کو قید خانہ میں بھیجے اور وہ قیدیوں کے نام اور انکی اخبار اور انکے مقید ہونے کا سبب لکھے اور دریافت کرے کہ
کسے انکو مقید کیا و آقا المجوسین فی سجن الیٰ قاضی الامام النظر فی نحو الید و اور جو شخص حکم کے قید خانہ میں جس سے ہو تا امام یعنی بادشاہ پر انکے حال کا نظر کرنا لازم
ہو فقیر نے مذکور آداب و الا اظہر فی قید کیو ادب بیا لازم ہو تو اسکو ادب سے یعنی آخر یہ کہ انہیں تو اسکو چھوڑ دے ہم یوں کہنا مناسب تھا جیسا کہ بحر الزل میں
شرح آیت ہو کہ اگر جو سرکار کوئی قصیدہ نہ تو چھوڑ دے اسواسطے کہ جائزہ کہ مجوس لائق تا دیہ مگر اس سے قصیدہ شطوط ہو کہ یکتی احد فی قید لا اذہلہ مطاہر
لکھ کر اسکو شہادت نہ دے دے قید میں مگر اس مرد کو جو خوریزی میں بخود ہو و نفقہ من لیس کہ مال فی بیت المال ہو اور قیدی کو خرچ جسکے پاس مال اس پر
بیت المال میں ہو کہ انی البحر یعنی فلسف جس کی خوراک روپاشا بیت المال میں ہو اور یہی حکم ہر شہر کے مجوسوں کا اور نیز اور یہ ہو کہ اس کا مہر ایک مرد صالح کو
مقرر کرے جسکے پاس انکے نام لکھے ہوں اور ہر شخص کا خرچ ماہ بجاہ و تیار ہے اور ہر شخص بلال اپنے ہاتھ سے دے کہ انی الطحاوی عن قراہتہم یعنی او قاضی
علیہ بقیۃ الذمہ لکھتے کہ ہر مسکین د قیل الحق ہو مجوس میں سے جو حق کا اقرار کرے یا اس پر کو اسی قائم ہو تو اسکو حبس لازم رکھے اسکو مسکین سے شرح میں
ذکر کیا ہو اور قول ضعیف ہو کہ اس پر حق لازم کر دے یہ قول عینی و ابن عکرم کا ہو کہ انی علیہ بقدر دما برای نہ یطلقہ بکفیل بنفسہ فان ابی نادی علیہ
شہادت اطلاق اور اگر اقرار یا گواہی نہ تو اس پر ندادی کہ لوے حسد کہ مدت قاضی کی رائے میں اسے پھر جو سرکار چھوڑ دے اس سے حاضر ضامن لیکر سو اگر وہ حاضر ضامن ہی نہ ہو
انکار کرے تو اس پر مہنہ بحر ندادی کہ اسے پھر اسکو چھوڑ دے ہم طریقہ دیوان ہو کہ قاضی اپنے جلوس کو قسط محلے میں ندادی کہ وہ بھیجے کہ وہ بکار دے کہ جسکو ظان ظن ان میں جو حق کچھ دعوئی ہو
حاضر ہوتا اسکی رو بکاری ہو و یحصل فی الودائع و غلات و الوقف بقیۃ ادا اقرار الیٰ الید اور قاضی عمل کرے اموال و عتبات و حاصل وقفین کی

توضیح

یہاں قاضی کے اقرار سے ہم جوی نہ کہما کہ شاید یہ حکم فقہائے سابقین کے عرف پر مبنی ہو کہ وہ دائع اور وقت قاضی کے ایسے کچھ پاس ہوتے تھے اور ہمارے زمانے میں قیام احوال وقت
 ماضیوں کے تحت میں پہلے دائع لکھ لیا کیے اور صیغہ کے فقہاء میں پہلے اگر یہ فرض کیجے کہ قاضی معزول نے غلط وقت یا وجہ تہم کو کسی عین کے پاس کو ایسا لکھا کہ موافق عمل کے
 جیسا کہ کتاب میں مذکور ہو کہ يَعْلَمُ الْمُؤَلَّى بِقَوْلِ الْمُعْزَلِ لَا لِحَاقِهِ بِالرَّعَايَا وَشَهَادَةُ الْفَرْخَةِ لَا تَقْبَلُ خِصُوصًا بِفَعْلِ نَفْسِهِ دَرْدِمَقَادَهُ حَقًّا
 و لومہ لفظ اور قاضی منصوب عمل نہ کہ معزول قاضی کے قول پر بسبب ملحق ہو جائے معزول کے رعایا کے ساتھ اور اگر اسکو شاہد قرار دیکھے تو گو اسی ایک شخص کی
 مقبول نہیں خصوصاً اپنی ذات کے فعل کی گو اسی کذا فی الدرر اور لفظ خصوصاً کا مفاد رو شہادت معزول ہو اگرچہ دوسرے گواہ کے ساتھ ہو کذا فی النہر یعنی جبکہ
 اپنے فعل نفس کی گو اسی معزول کی مقبول نہ ہو تو باقی رہ گیا ایک گئے کہ تو نصاب شہادت پوری نہ رہی اسکی گو اسی بھی مردود ہوگی قُلْتُ لَكُنْ اخْتَارِي الْهَدْيَةَ
تَقْبُولُهَا وَتَسْجُدُ لَهَا فَتَقْبَلُهَا میں کہتا ہوں لیکن قاضی یہاں نے قبول شہادت مذکورہ کا فتویٰ دیا ہے اور ابن نجیم صاحب فتاویٰ اسکاتاجع ہوا ہے تو خبردار
 یہ وہم خطاوی نے کیا ہے اگر لائق میں تو نہ الفائق کے ماسند عدم قبول شہادت مذکور کیا ہے شاید ابن نجیم کے فتاویٰ میں قبول شہادت کا فتویٰ مذکور ہو ایلا آن
 یقر ذوالبدانہ ای المعزول سلمہا ای الود والعلات الیہ فیقبل قولہ فیہما انہا لایذی الا اذا بدأ ذوالید بالآخر او للقیام لکما آخر
 بتسلیم القاضی الیہ فاقوال القاضی بانہا لا خیر فی تسلیم للمقرکہ الا دل ویضمن المقرقیمتہ او مثله للقاضی باخراہ الثانی بتسلیم لکما آخر کہ القاضی
 قول معزول پر عمل نہیں مگر جبکہ قاضی یہ اقرار کرے کہ قاضی معزول نے اسکو دائع اور حاصل وقاوت سپرد کیے ہیں تو اب دائع اور حاصل میں معزول کا قول
 مقبول ہوگا کہ وہ زید کے بن مگر جبکہ قاضی نے پہلے غیر کو اسطے افراد کیا ہے اقرار کیا کہ قاضی معزول نے اسکو سپرد کیا ہے تو قاضی معزول نے دوسرے شخص کو اسطے اقرار کیا
 تو اس صورت میں دائع اور حاصل پہلے مقرر کو تسلیم کیے جائیں گے اور تاوان کے مقرر کیا کروا دیتے ہیں جو داخل کا روادہ تھی ہو قاضی کو اس کے اقرار تانی کے سبب پھر قاضی معزول مقیم
 پیش قاضی معزول کے مقرر کو تسلیم کرے وَقَضَى فِي الْمَسْجِدِ وَبِحْتِاجِ الْمَسْجِدِ فِي وَسْطِ اللَّيْلِ بِأَيِّ النَّاسِ وَبِالْقَبْلَةِ كَحُطَيْتِ مَدَارِيسَ حَانِيهِ
 اور قاضی مسجد میں بیٹھ کر حکم کرے اور وہ مسجد اختیار کرے جو شہر کے درمیان ہو لوگوں کی آسانی کیواسطے اور پشت بقبلہ ہو کہ یہیے مانع خطیب مدرس کے
 ہو چونکہ قضا عبادت ہولند مسجد میں جائز ہے اور مشرک کو مسجد کے آئے سے منع نہ کرے اور اسکو جو شخص کہے تو با اعتبار نجاست اعتقاد دی کے جوی نے کہا قضا
 فی المسجد بنظر زمانہ بنی صحیح تھی اور ہمارے زمانے میں مناسب نہیں کہ ایک لڑکے صاحب کا ادب قرار دیا جی نہیں کرتے اور مجال جنابت جانے سے احتراز نہیں کرتے
 اور صاحب مدین کا کام کرتے ہیں جو بہر لائق نہیں وَأَجْرُهُ الْمُحْطَرَّةُ عَلَى الْمَدْعَى هُوَ الْآخَرُ عَنِ الْبِزَارِيَةِ وَفِي الْحَاضِرَةِ عَلَى الْمُسْتَوْجِبِ وَهُوَ الصَّحِيحُ اور اگر طاف
 کرتے والے کی مدعی پر ہو تو بھی قول صحیح ہو کذا فی البحر عن البزاریہ اور حانبہ میں ہو کہ اجرت مقرر دگرش پر ہو اور یہ قول صحیح ہو ہم پہلا قول معتد ہے کیونکہ اصح مقدم ہے صحیح ہو
 طحاوی نے کہا اور بعضوں نے کہا کہ اجرت حاضر کرنے والے کی بیت المال میں ہو جو بہر لائق نہیں ہو کہ حاضر کرنے والے کی اجرت اسی شہر میں صنعت درم سے ہو درم و مخرج شہر پر پابند ہے
 تین درم سے چار درم تک بزار میں ہو کہ حاکم کے اخوان سے احضار کی درخواست کرے وکن السلطان والمفتی الفقہ اور اسطے سلطان رومی اور فقہی مدبر فقہ کو مسجد میں
 بطور جائز ہو و فی جہاد و یأخذ عنہ مآ یا قاضی حکم کرے اپنے گھر میں لوگوں کو لے کر کی اجازت دے علی العموم ہم خلاصہ یہ کہ قاضی شہر میں مکان مجمع الناس میں جاوے اور وہ
 اور حاجت مقرر کرے ہی فصل ہو لیکن شرح ادب میں ہو کہ اگر دفع ارجح عام خصوص کے واسطے دربان مقرر کرے تو جائز ہے اور حکم نہ کرے شغل شب کی حالت میں بی بی فرحت یا
 غرضت و شوشن حاجت جماع با نہایت سردی یا گرمی یا بول برانی حاجت میں ہو جس کو اس کا ارادہ ہو کہ فعل روزہ نہ رکھے اور نہ ہی احسن جائز اعدال احوال میں کذا فی الطحاوی و بدرجہ
 التکلیف لا تقبل ابن کمالی اور قاضی بدہ او سوغات نہ لے پھر دے ابن کمال نے کہا کہ لفظ بدہ کا نکرہ لانا تکلیف کیواسطے یعنی غلوڑی حقیر تر کا علی بدہ لیتا قاضی کو جائز نہیں
 پھر دینے کے لفظ سے معلوم ہوا کہ بدہ کو بیت المال میں رکھے اور یہی قول ہو اکثر شیخ کا اور بعضوں نے کہا بیت المال میں رکھے بدہ پھر دیتے کا حکم اسواسطے ہوا کہ وہ ثبوت
 کے مشابہ ہو یہی طریقہ تھا صیحا لکرم کا قاضی اذنی علی عنہ کذا فی الطحاوی دھی قاطعی بل شرط اعانۃ مجتہد فی الشوہ ابن ہلک و بدہ وہ ہو جو دیا جائے لا

نہی تسلیم نہ کرے اور نہ ہی شہادت قبول کرے اور نہ ہی شہادت قبول کرے اور نہ ہی شہادت قبول کرے

ہو منع فرمایا ہے کہ ہم نے ہم کی مینا ف کریم مگر اس کے ساتھ اس کا ختم ہوا اور اس پر عید الزیاد اور اقلی نے روایت کی اور اس واسطے کہ ہم نے
میدان پر کذا فی الفیہ نعم لو فعل ذلک معہما معکاز ہفسر مان اگر اس کو دونوں کے ساتھ کرے تو جائز ہے کذا فی النہم نہ لفاق میں ہے کہ مینا ف میں ہم حال ہی
اس واسطے نکال کر اگر دونوں کی ساتھی مینا ف کرے تو جائز ہے اور قیاس اس کا یہ ہے کہ اگر دونوں سے سرگوشی کرے یا دونوں کی طہریت ساتھی اشارہ کرے تو
جائز ہے اس کی وجہ یہ کہ مطلقاً دو بغیر ہما لا ہابہ بحدایتہ اور قاضی خوش طبعی نہ کرے حکم کی مجلس میں مطلقاً اگرچہ حضرات کے سوا اور کسی سے
کرے اس واسطے کہ خوش طبعی سے حمایت اور رعیت میں ہما ولا یفتقد حجتہ وہن الخ لا بائس بلعینہ اور قاضی کسی مدعی یا مدعی علیہ کو حجت نہ سکھاوے
اور ابو یوسف سے روایت ایک ہے کہ تین تین حجت میں کچھ مضائقہ نہیں کذا فی العینی ہم تین تین حجت اس واسطے جائز نہیں کہ اس میں تینت ہی اور دوسرے کی دل شکنی ہے
وہ لا یلق الشاہد شہادۃ و استخدا ابو یوسف فیما لا یتفید بہ زیادۃ عاشر اور قاضی شاید کو تین تین شہادت کرے اور تین شہادت کو ابو یوسف
نے پسند کیا ہے جو تین تین میں ہر کو زیادہ دانست حاصل ہو ابو یوسف اور شافعی کا ایک ان ہے کہ جس شہاد پر حیرت اور سبب غالب ہو سو وہ شرکاء شہاد سے کچھ
نور کرے تو مضائقہ نہیں کہ قاضی اس کی اس طرح اعانت کرے کہ لوگوں ہی دین ہی ایسی اور ایسی بشرطیکہ عمل تہمت نہ ہو اور اگر عمل تہمت ہو اس طرح کہ مدعی پورہ سوا
و دعوی کرے اور مدعی علیہ بانسوا کا منکر ہو اور شہادہ کی شہادت دے تو قاضی کہے کہ شاید مدعی نے بانسوا حلف کر دیا ہو ان شہادہ کو اس سے علم حاصل ہو تو جائز
کے قول سے اپنی شہادت کو دعوی مدعی کے موافق کرے جس طرح قاضی نے توفیق دی تو یہ بالاتفاق جائز نہیں جیسے تین تین حجت میں ہر کو ایک حجت میں ہر کو ایک
طرف کی قول غریب ہے اور قول ابو یوسف حجت ہے اس واسطے کہ جب تک ابو یوسف مبتلا بقضا ہو گئے اور دیکھا کہ حدیث مجلس قضا سے شاید اسے شہادہ سے بھیج دیا جائے
تو کہا کہ اگر ہم اس کو تین تین کر لیں تو حق ضائع ہو جائے کذا فی الفیہ و الفتوی علی قولہ فیما یعلق بالقضا لہ نا حاکم حجتہ بآزیدہ اور فتوی ابو یوسف کے قول پر یہ منقول
قضا میں ابو یوسف کے زیادہ بجز ہونے کے سبب سے ہم اور قاضی میں بھی برازیہ کے موافق فتوی بقول ابو یوسف نکالو ہر کذا فی النہم طحاوی نے کہا کہ فتوی بقول ابو یوسف
قضا میں اعلیٰ ہو یعنی کثری ہر نکلی و فی الاول الحیۃ حکلی ان ابابوسف وقت موتہ قال للہم انک تعلم انی انا احد الخصمین عنی بالقلب لکان حضور
انصرانی فم الرشد لہم استویینہما و قضیت علی الرشد ثم بکی انتہی قلت وہ فادہ ان القاضی یقضی فی من ذکاء و فی الملیق و لہم لصن و لہ
و علیہ و سیجی اور اولو الحیۃ میں حکایت ہے کہ ابو یوسف نے اپنی موت کے وقت کہا اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں نے میدان میں کئی باری میں جیسا کہ احد الخصمین کی طرف بیان
کہ بوس سے بھی مگر ایک نصرانی کی خصوصیت میں ابان رشید کے ساتھ میں نے دو نوں کو برائیدین یعنی مجلس میں ایک حکم کیا میں نے ماروں رشید یعنی اس کو بایا اور نصرانی کو بجا بھیج ابو یوسف
روئے فتویٰ میں بتا ہوں ان حکایت کے سبب سے معلوم ہوا کہ قاضی کا حکم جاری ہمارا و شہادہ پر جسے اس کو قاضی مقرر کیا اور فتویٰ ابان رشید میں ہر اور قاضی کا حکم بھی ہر اس سلطان کے نفع اور ضرر میں
جیسے اس کو قاضی کیا اور اس کا ذکر اگر آوے گا فروغ مسائل محققہ شائع کے فی البدن انہم جملہ و فی القاضی انہما لیکلوا احد الخصمین بلسان کا غیرہ کا آخر
یہ ابن بن ہر کہ منہما و ب قاضی یہ کہ قاضی کا نام نہ کرے احد الخصمین سے اس طرح ابان رشید کو دوں اس میں جیسا کہ قاضی اس واسطے کہ یہ غیر کہ علامہ نے ہر و فی التنا و خانہ و کھچوان
بقول الخصمین احکام میں کھچوان کا کہ ان کا فی التقلید خلل بعید حکما انتحکیمہما اور نامہ خانہ میں ہے اور زیادہ تر احتیاط یہ ہے کہ قاضی مدعی اور مدعی
سے کہے ایتھارے مابین میں حکم کروں تو اگر قاضی کی تقلید قضا میں پھر خلل ہو گا تو قاضی حکم اور پھر جائز کا دونوں کی حکیم سے ہم یہی قاضی حکم کرنے کی دونوں سے اجازت
جائز ہے جب کہین حکم کیجئے حکم کرے فائدہ اس کا یہ ہے کہ اگر تقلید قضا میں کچھ خلل ہو مغلّا ثنوت دیگر عمدہ قضا لیا ہو تو بطریق حیات کے تفصیل صحیح ہو گا کذا فی الطحاوی
و فتویٰ حق فہم امروہ السلطان بلا تینان مجتہد من العلماء لیس یزیدہ بزاز یہ قاضی نے فیصلہ واجبی کیا پھر بادشاہ نے اس کو حکم کیا کہ پھر سر نو
سے علماء کے سامنے فیصلہ کرے یعنی دعویٰ اور گواہی سکر تو قاضی پر استیفاء لازم نہیں کذا فی الزاریہ ہم طحاوی نے کہا بھر الرائق میں برازیہ سے ان
منقول ہے کہ قاضی پر یہ فرض نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ استیفاء جائز ہے طلب المسقض علیہ نسخۃ السجل من المسقض لہ یعرضہ علی العلماء

مراہم اور زبان سے سخت تعاند کرنا اور دفع کسب اور دخول بیت حکومت سے متعلق ہر حکمات قاضی اسکو منع اور حبس کی ولایت ثابت ہے کذا فی الفقہ و تفسیر میں مکان
ای مکان الحبس عند عدم اراحۃ صحابہ الحق لقا ضی و تفسیر میں مکان حبس قاضی کے اعتبار میں ہر جگہ صاحب حق نے تفسیر میں بیان کیا ہے کہ اسکا طلب الملک علی ملک
آخر فی حیدرہ لذلک قدیمہ مگر حکیم مدعی دوسرے مکان کی درخواست کرے تو قاضی اسکو مان لے فی التفسیر و افقی المصنف تبعاً للفقہاء فی الجدل لیرایان العبرۃ
خلد الحق لقا ضی انتہی اور مصنف قوی و یاقاری ہادیہ کے تابع ہو کر اس میں تفسیر میں مکان حبس حق کا اعتبار ہر نہ قاضی کا انتہی فی التفسیر میں مکان حبس
فی مکان اللصوص نحوہ اور نہ الفائق میں ہو لائق یہ کہ قبول کیا جائے اگر مدعی نے جو کس نامدی علیہ کا جو یوں کے مکان یا مانڈ اسکو سخت مکان میں طلب کیا
ہو فرم مسئلہ ملحقہ شایع فی لیرجن الحیط و یجعل للمساویع علی حدائقہ اللقنۃ بجر الرائق میں محیط سے منقول ہو اور یوں یوں کیوں اسٹے علیہ مردوں سے
حبس نہایا جائے قننہ و قننہ کرنے کیو اسٹے واذ اثبت الحق للمدعی و لود انقاد و سد حق ہم بیعتہ عجل حبسہ بطلیل المدعی لظہر لطل بکاکہ اور جبکہ
مدعی کا حق ثابت ہو گیا ہو اسی سے اگرچہ اسکا حق بقدر امکان کے ہو اور وانگ جتنا حصہ ہو درم کا تو قاضی اسکو جلد قید کرے مدعی کی وجہ استسباب
ظاہر ہو جائے نا و ہندگی کے مدعی علیہ کے انکار سے ہم درم ہوتا ہے سترہ رتی در خمس رتی چاند کیا تو وانگ کہ کم مدین فی چاندی کی شہری مخطاوی نے لکھا ہے
مدعی کی قید سوا اسٹے لگائی کہ بدوں اسکی طلب کے قاضی حبس نہایا جائے تفسیر میں کہ قاضی کے قریب سے ثابت ہو تو قاضی اسے حبس میں جلد ہی نہ کرے بلکہ اسکو اور اگر نہ حکم کرے سوا اگر وہ نہ مانڈ
اسکو قید کرے ہم حکم اور سے ثابت ہو تو اسکی ادھندگی ظاہر ہوئی لہذا اسے حبس میں شتانی نہ کرے اور اداسے دین کا اسوقت امر کرے جبکہ اسے اداسے دین پر خود قادر
ہو اس طرح کہ مدعی علیہ نے دوسرے بر دعوی مدعی لود سے کہنا اور اسن دعوی کو گواہی سے ثابت کیا اور وجہ اس کے پاس نکلی تو قاضی اسکو لے اور اداسے دین کے لے لائی
الہر و عکس السرخسی اور اس کے بانکس کما سرخی لہ الرق اہی سے ثابت ہو تو ہمیں مدین شتانی نہ کرے اور اقرار میں جلد حبس لے اسوا اسٹے کہ مدعی علیہ کہہ سکتا ہے و وجہ
گواہی کہ جبکہ اسکا دین جو نہ تھا لکھ ای معلوم ہوا جو میں لکھا اور نگا اور یہ احتمال قوی میں نہیں ہو سکتا کذا فی الجمعی و منی یمنہ فی الکفر والکفر و استحسانہ من الہی اور اگر
در بین ثبوت گواہی اور اقرار میں یا بری کی ہو اور مدعی نے اسکو پسند کیا ہے ہم مدعی گواہی اور اقرار دونوں میں حبس کی نہیں کرے اسوا اسٹے کہ ایفاء و جتن مل ہو تو حبس میں
شتانی نہ کرے تا وقتیکہ اسکی نا و ہندگی عید امر اور مطالبہ کے نہ ظاہر ہو کہ ان فی اعلی و لا دل یختار انہ لایہ والوقایۃ والجمع قال فی البیوہو لہذہ عندنا انتہی
اور قول دل یعنی تکی قول ہادیہ اور وقایہ اور جمع کا مختار ہے بجر الرائق میں کہ لہذہ منہب قوی ہے ہمارے نزدیک انتہی کلام غلت فی المنیۃ تفسیر لوثبت بیعتہ حبس
فانہ و وقایہ مختار حبس فی المناذیرۃ و ثالثہ دون الاصل فلیکلک التوفیق میں کہتا ہوں و منیۃ المفتی میں ہر دگر حق گواہی سے ثابت ہو تو اولیٰ اس کے انکار بعد ازیں
حبس میں کیا جائے اور اگر حق ثابت ہو تو اقرار سے تو دوسری بار اور تیسری بار کے انکار میں قید کرے نہ اولیٰ اس کے انکار میں قی فی ال ثلثہ مذکورہ میں اتفاق ہو جانا چاہیے
ہم یہ توفیق نہیں دے کہ قول میں نہیں ہر حق فی اور یہ سرخی کے قول میں سوا اسٹے کہ اس کے نزدیک حبس مقرر میں شتانی نہ ہو نہ حکم مدین بہنیں کہہ سکتے کہ حبس مقرر میں نہیں ہو
دوسری بار تیسری بار حبس مقرر میں نہیں ہو اولیٰ را و غایہ ہر قول رابع ہو اور مان اور شایع نے لکھا کہ حکم مذکورہ نہ کیا بجر الرائق میں غلامی مذکورہ کہ جب حق ثابت ہو گیا
کو اور مطالبہ تسلیم میں یا خبر کرے اور مطالبہ کے حق کا مطالبہ تو قاضی اسے حبس کا حکم دے کذا فی العطاوی لخصاً و حبس السویون فی کردین حبس مذکور
مال و مستلزم بحقد در حبس و صفتی مثل الثمن و لو منفعۃ کالاجرة و القرض و لو منفعۃ المجر و یجوز و مال الذمہ کما لہ و لولہ الذمہ و کفیض
الکفیل و ان اکثر ابرار من کما لہ التزمہ بحقد کالمہ و ہذا هو المختار خلافاً لفقہاوی قاضیہ ان یستدین و التزمہ علی الفقہاء و یجوز
فی حفظ اور حبس کیا جائے مردوں ہر ایک میں بیع و عوف ہر مال کا بالادار کہ لیا ہے دین عوف سے کذا فی الذمہ و الحج و الملتقی مانڈ تمہیں بیع کے اگرچہ تمہیں بیع
منفعت ہو عیسے اجرت اور یا منڈ قرض کے اگرچہ ذمی کا قرض ہو مسلم پر اور یا منڈ مہر محلی کے اور جو دین اسکو لایہم یہ کفالت سے کہہ کہ کفالت بالدرکن یا فیک

حاصل ہو ہم شایع نے غنائی قدرت علی الوفا سوا سوا سے تعبیر کیا تا معلوم ہو کہ غنائی کی زکوۃ مرد و عورت کی دیوٹی قرض سے والا ملے اور وہ قرض سے تو وہاں تک کہ
 ہو گا کہ وہ جس طرح اظہار ہو اور اسکا ظہور ثابت ہو چکا ہو جو قرض سے اور اگر قاضی مدیون کی غرضت جانی لیکن اسکا مال دوسرے پر ہو تو اس سے قضا کرے تو اگر مدیون کا دیون وہاں
 سے جو مدیون ہو مدیون کا مال اگر مدیون اپنے مدیون سے قضا کرے تو جو مدیون کا مال قاضی علی عین مجموعی فی مجلس جنسین ہمارا ہی ہو یوم ما هو الصبیح
 تو قاضی جس کے اس وقت میں جس قدر مدت کہ اس کی رائے میں آوے اگرچہ ایک ہی دن جس کے سے یہی قول صحیح ہو ہم یعنی جب کو ایسی سے کشادہ ہوئی ثابت ہو نہ مدت جس میں
 ال کے پر غرض ہو سو اگر قاضی کا غنائی کہ اگر اسکا مال ہو تو اتنی مدت کی جس میں آپ کو خلاص کر دانا تو جو جس سے سوال کر کے چھوڑ دے محمد کی روایت میں مدت جس میں وہ
 یا میں عینے میں جو حسن کی روایت میں چار عینے سے چھ عینے تک ایہ میں کہا کہ صحیح یہ ہو کہ تقدیر لازم نہیں اور قاضی کی رائے پر غرض ہو کہ نہ لوگوں کے حال تنافس میں
 کو فی النہر مل فی شہادات الملثقت قال ابو حنیفۃ اذا کان المعتمد معہ قابا لہبہ لم احبہ فی الخانیۃ ولو دفع ظاہر اسال عند عاجلہ و قبل
 سینہ علی افلاستہ حتی سبیلہ دفع بلکہ لفظ کی شہادت میں ہو کہ ابو حنیفہ نے کہا کہ جب مفلس مشہور یا فلاح تو میں اسکو چھوڑ کر دینی سب سے حکم نہ کرواؤ۔
 تائید میں ہو کہ اگر اس کی محتاجی ظاہر ہو تو اسکا حال جلد لوگوں سے دریافت کرے اور اس کے افلاس کو گواہی قبول کرے اور اسکو چھوڑ دے کہ فی النہر و فی البزلیۃ قال
 المدیون کلفہ انہ ما یعلم فی محسرا جلیہ القاضی فان حلف جسد بطلیہ وان تکمل خلاہ و اقترہ المصنف غیر اور راز میں ہو کہ مدیون نے قاضی سے
 کہا کہ مدیون کو قسم دیجیے کہ وہ مجھ کو مفلس نہ جانے دے تا تو قاضی اسکو قبول کرے پھر اگر مدیون قسم کھائے تو اسکو جس کے مدیون کی درخواست سے اور اگر قسم نہ کھائے تو اسکو چھوڑ دے
 اور اس کی مصنف وغیرہ نے ثابت رکھا ہو قلت قد صان الذی غفل لہ ملکہ الاحتیاط فتبدل میں کہتا ہوں ہم پہلے ذکر کر چکے کہ اس قاضی کی رائے کا
 اعتبار ہو جسکو قدرت احتیاط حاصل ہو سو خبر دار رہنا یعنی قاضی غیر عہد کی رائے کا کچھ اعتبار نہیں ہم علمی نے کہا کہ شایع اس میں مستثنیٰ کا تابع ہوا ہے میں کہتا ہوں کہ
 کہ ایسا یعنی تقدیر مدت جس میں قاضی کے عہد ہونے پر موقوف نہیں اتنی شتم بعد جسد عا کر لہ لحوالہ مشکلا عند القاضی و لا عمل نیما ظہر بحر واقعہ
 المصنف پھر مدیون کے جس کے نے کے بعد تقدیر مدت کے جو اس کی رائے میں آوے اگر اسکا حال مشکل ہو قاضی کے نزدیک یعنی تنگ دستی اور کشادہ دستی اسکو نہ معلوم ہو
 ہو تو لوگوں سے اسکا حال دریافت کرے وہ اگر ظاہر ہو تو جو چاہے ہر کے عمل سے کہ فی البحر و مصنف اپنی شرح میں لکھتا ہے کہ کیا ہر سال جتنے احتیاط کا دجو ما
 من جبر اند و کیف عدل بحیثہ الدان پھر بعد جس اسکا حال اس کے مدیون سے جو چھ بنایا احتیاط کے نہ بنا رہو جو کہ اوکھایت کرتا ہو ایک دے عادل سے پوچھنا صاحب
 دین کی غیبت میں یعنی اسکا خصوصیت نہیں ہم جو اخبار کہ لائق امر ہو اس میں ایک شخص کا کہ تو کوئی بی بی یا بچہ تو کمیل و غزل کی خبر میں جو شخصوں سے دریافت کرنا احوط ہے اور
 یہ غیبت اخبار یہ ہو کہ خبر کے کہ مدیون جو جس کا حال محتاج ہو اسکا حال ہو خوراک اور لباس میں اور حال سکنانگ ہو اور جتنے اسکا حال ظاہر ہو یعنی دریافت کیا ہو کہ لائق اطلاع
 و اما المستور فان دا حق قولہ رأی القاضی علیہ و لا لا انفع المسائل بحثا اور اگر عدالت یا فسق مخبر مستور اور مخفی ہو تو اگر اسکا قول قاضی کی رائے کے موافق ہو
 تو اس پر عمل کرے اور نہیں ہو نہیں کہ فی النفع المسائل بحثا ہم بحر الرائق میں ہو کہ فاسق کی خبر تو قبول نہیں وہاں استتوط حضرت الحنفیہ و لا لفظ الشیخ و لا اذا
 تنازع فی البیصار و لا حساد قہستہ اور شرط نہیں اخبار میں حاضر ہونا مدیون کا اور نہ لفظ شہادت کہ جبکہ مدیون اور مدیون علیہ تنگ دستی اور کشادہ دستی میں تنازع کریں کہ
 فی القضا فی ہم یعنی اگر مدیون کہتا ہو کہ یہ کشادہ دست ہو اور مدیون علیہ کہتا ہو کہ میں تنگ دست ہوں تو اخبار کافی نہیں لفظ شہادت ضروری اور اسبطر خبر واحد و بہر حال
 مقبول نہیں بلکہ میں ضروری قلت لکن ذلک لا حسار للنفی دھی لیست بحیثہ و لا لام بحیثہ المسائل انفع الوسائل فقہر میں کہتا ہوں لیکن تنگ دستی کی گواہی
 نفی غنائی گواہی ہو اور نفی کی گواہی جہت نہیں لہذا اس کے حال سوال کرنا واجب نہیں کہ فی النفع الوسائل سو خبر دار ہو جو بحر الرائق میں مستثنیٰ سے منقول ہے
 کہ یہ شہادت نفی نہیں کہ نہ اس کا عیاد یا اس کے حادثہ ہو تو یہ شہادت امر حادثہ پر موقوف نفی پر انتہی اور علامہ وانی نے کہا کہ شہادہ کہتے ہیں مدیون علیہ صیغہ الحال کثیر
 البیال ہوا یہ نفی نہیں یعنی ثبات ہو کہ فی الطحاوی فان لیر لظہر لہ مال خلاہ و لا کمال فی ثبات مال یتیم و وقتہ و اذا کان الدائن غائبا

روزی جاتی رہے تو مامون نے اس کو چھوڑ دیا کہانی الطحاوی للطلاب جلد اولہ ص ۱۸۵ قاضی ابو سعید جعفری اور طالب اسکی ملازمت کا اختیار یہ بدیہی قاضی کے حکم کے اور مطلوب اس کے تھو کہ مقرر ہو کہ لا یتقبل برہانہ علی خلافہ قبل حبسہ لقیامہ علی النقی وصحیہ عنہ حتی اور مقبول نہیں ہوں گے گواہ لانا ایسے افلاس کے جو محسوس ہوں گے سے پہلے سبب قائم ہونے کو ایسی کہنی یعنی نفی غنا پر اور غری زادہ نے اس فعل کو صحیح کہا ہے ہم بلانا سید صاحب اپنی نفی پر مقبول نہیں اس واسطے کہ جب غریہ و تہ مجبوسوں کا تو غنا ہو گیا کہ اگر اسکے پاس مال ہو تو انہیں کی سختی نہ آوٹھا تا اور اس فعل کی صاحب نیہ اور انکسرتا نے بھی نصیح کی ہے کہ ان کی الطحاوی ص ۱۸۵ الدیہ و صحیح غیر فقہو لیا اور غری زادہ اور علی نے قبول شہادت افلاس قبل حبس کی تصحیح کی ہے ہم اور اس کا فتویٰ دیا ہے محمد بن فضل اور اسماعیل بن عابد بن ابی حنیفہ اور نصیر بن کحی نے اور بی قول پر شامی و اعمدہ کا کہ ان کی الطحاوی والمعلول علیہ راہ حکامی فان علم عسکرہ قبلہ واکلا کھنر خلیفہ اور اسماعیل بن محمد علیہ قاضی کی رائے ہے ہر سو اگر قاضی اس کا افلاس معلوم کرے تو گواہی قبول کرے اور نہ یحییٰ بن کثیری النہو اسکی یاد رکھنا چاہیے دینہ یسارہ احی من بینہ عسک بالقبول کان الیسار عارضہ والیسارک لا ثبات اور گواہی مالدار ی دیوں کی وجہ قبول ہوا اسکے افلاس کی گواہی سے اس واسطے کہ مالدار جو نام خارج ہے اور گواہ بیان تو اثبات کیواسطے میں نفی کیواسطے ہم نفی اگر طالب گواہ دے مطلوب کی مالدار ی پر اور مطلوب گواہ لاءے اپنے افلاس پر تو اس صورت میں مالدار ی کی گواہی حق قبول ہوگی نہ نعم لوین سبب عسارہ و شہد دایہ فتقدم لا ثباتہ امور ادا صا فخر جہاد اعتماد فی المنہ بان گویوں اپنے مفلس ہو جانے کا سبب بیان کرے اور گواہ اسکی گواہی دیں تو اب افلاس کی گواہی مقدم ہوگی سبب ثابت کرنے شہادت نہ کرے کہ امر عارض یعنی یہ گواہی ثبات کی و نفی کی کہانی الفتح بخلاف اسی پر نہ الفائق نے اعتماد کیا فی القیۃ ان لم یستو مقدار ما ملکہ قبلت الا لم یکن قبولہ کا نہ عامتہ للحدیث و ثباتہ من قامت المذکرہ کا نقبلی اور قیہ میں ہوگا اگر شہد مالدار ی کے تعارض کے وقت نہیں ہوں مقدار کو جسکا دیوں تک ہو تو گواہی مقبول ہوگی اور اگر مقدار بیان کرے تو اس کا قبول کرے مگر نہیں اس واسطے کہ محسوس کیواسطے گواہی قائم ہوئی ہو اور وہ متکبر ہو اور گواہی جب متکبر کیواسطے قائم ہو تو مقبول نہیں و ابلیس المورس کہ نہ جزاء الظلم قلت درسی فی الحجۃ ایضا مالہ لہ بدتہ عندہا وہ یفقدہ و حیث فلا یتقبل حبسہ قنبدہ اور جو سی مالدار کی داغی کھجائے اس واسطے کہ حبس لاسو ظلم کا میں نہ ہوں اور کتاب مجرم آگے آوے گا کہ دیوں کا مال کے دین کیواسطے بیجا لیا جاتا ہے ہر صاحب کے نزدیک اسی کا فتویٰ ہے اور اس وقت میں اس کا حبس دینی نہیں ہوتا تو خبردار جو جاہ نفی بموجب نفی مال بیجا کر دیں و اگر کے وہ چھوڑ دیا جائیگا پھر دوام حبس کما ان باقی رہا و لا حبس لما مضی من نفقہ زوجتہ و ولہ اذ ادعی الفقر وان قضی بیکالہ فلا یست بدل مال ولا ترمہ بر بعد علی صاحب حتی لو برہنت علی یسارہ حبس لیلیا اور قید نہ کیا جائیگا زوجہ اور بیٹے کے نفقہ گذشتہ کیواسطے جبکہ وہ اپنی محتاجی کا دعویٰ کرے اگرچہ قاضی نے نفقہ دینے کا حکم بھی کر دیا ہے اس واسطے محسوس ہوگا کہ نفقہ بدل مال نہیں اور نہ اسکو لازم ہوا ہے سبب غنہ کے بخانجہ مذکور ہو چکا بیان نہ لکے کہ زوجہ زوج کی مالدار ی شہادت سے ثابت کرے کہ نفی تو اسکی در خواست سے حبس نہ لگاؤ مگر غلام یہ کہ نفقہ واجبی غنہ میں حبس نہیں ہر صورت ادعاء فقر اگر اس صورت میں جبکہ زوجہ اسکی مالدار ی ثابت کرے کہ نفی الیٰ اللہ علیٰ حبس لیلیا جو ہنت قلی یسارہ بطلان کما لو ان ینفق علیہ احوالہ و فروعہ فیحبس حیاء لہو محسر ملک زوجہ محسوس ہو چکا اسکی مالدار ی گواہی سے ثابت کرے ثورت کی در خواست سے بخانجہ اگر مرد انکار کرے زوجہ اور مرد پر خرچ کرنے سے یا اپنے احوال و فروع پر خرچ کرنے سے و حبس کی بجائے ان لوگوں کے عطا کیواسطے قلت دہل حبس لمحصر لو ان ینفق علیہ احوالہ و فروعہ فیحبس حیاء لہو محسر ملک زوجہ محسوس ہو چکا اسکی مالدار ی گواہی سے ثابت کرے ثورت کی در خواست سے بخانجہ اگر مرد انکار کرے زوجہ اور مرد پر خرچ کرنے سے یا اپنے احوال و فروع پر خرچ کرنے سے و حبس کی بجائے ان لوگوں کے عطا کیواسطے قلت دہل حبس لمحصر لو ان ینفق علیہ احوالہ و فروعہ فیحبس حیاء لہو محسر ملک زوجہ محسوس ہو چکا اسکی مالدار ی گواہی سے ثابت کرے ثورت کی در خواست سے بخانجہ اگر مرد انکار کرے زوجہ اور مرد پر خرچ کرنے سے یا اپنے احوال و فروع پر خرچ کرنے سے و حبس کی بجائے ان لوگوں کے عطا کیواسطے قلت دہل حبس لمحصر لو ان ینفق علیہ احوالہ و فروعہ فیحبس حیاء لہو محسر ملک زوجہ محسوس ہو چکا اسکی مالدار ی گواہی سے ثابت کرے ثورت کی در خواست سے بخانجہ اگر مرد انکار کرے زوجہ اور مرد پر خرچ کرنے سے یا اپنے احوال و فروع پر خرچ کرنے سے و حبس کی بجائے ان لوگوں کے عطا کیواسطے قلت دہل حبس لمحصر لو ان ینفق علیہ احوالہ و فروعہ فیحبس حیاء لہو محسر ملک زوجہ محسوس ہو چکا اسکی مالدار ی گواہی سے ثابت کرے ثورت کی در خواست سے بخانجہ اگر مرد انکار کرے زوجہ اور مرد پر خرچ کرنے سے یا اپنے احوال و فروع پر خرچ کرنے سے و حبس کی بجائے ان لوگوں کے عطا کیواسطے قلت دہل حبس لمحصر لو ان ینفق علیہ احوالہ و فروعہ فیحبس حیاء لہو محسر ملک زوجہ محسوس ہو چکا اسکی مالدار ی گواہی سے ثابت کرے ثورت کی در خواست سے بخانجہ اگر مرد انکار کرے زوجہ اور مرد پر خرچ کرنے سے یا اپنے احوال و فروع پر خرچ کرنے سے و حبس کی بجائے ان لوگوں کے عطا کیواسطے قلت دہل حبس لمحصر لو ان ینفق علیہ احوالہ و فروعہ فیحبس حیاء لہو محسر ملک زوجہ محسوس ہو چکا اسکی مالدار ی گواہی سے ثابت کرے ثورت کی در خواست سے بخانجہ اگر مرد انکار کرے زوجہ اور مرد پر خرچ کرنے سے یا اپنے احوال و فروع پر خرچ کرنے سے و حبس کی بجائے ان لوگوں کے عطا کیواسطے قلت دہل حبس لمحصر لو ان ینفق علیہ احوالہ و فروعہ فیحبس حیاء لہو محسر ملک زوجہ محسوس ہو چکا اسکی مالدار ی گواہی سے ثابت کرے ثورت کی در خواست سے بخانجہ اگر مرد انکار کرے زوجہ اور مرد پر خرچ کرنے سے یا اپنے احوال و فروع پر خرچ کرنے سے و حبس کی بجائے ان لوگوں کے عطا کیواسطے قلت دہل حبس لمحصر لو ان ینفق علیہ احوالہ و فروعہ فیحبس حیاء لہو محسر ملک زوجہ محسوس ہو چکا اسکی مالدار ی گواہی سے ثابت کرے ثورت کی در خواست سے بخانجہ اگر مرد انکار کرے زوجہ اور مرد پر خرچ کرنے سے یا اپنے احوال و فروع پر خرچ کرنے سے و حبس کی بجائے ان لوگوں کے عطا کیواسطے قلت دہل حبس لمحصر لو ان ینفق علیہ احوالہ و فروعہ فیحبس حیاء لہو محسر ملک زوجہ محسوس ہو چکا اسکی مالدار ی گواہی سے ثابت کرے ثورت کی در خواست سے بخانجہ اگر مرد انکار کرے زوجہ اور مرد پر خرچ کرنے سے یا اپنے احوال و فروع پر خرچ کرنے سے و حبس کی بجائے ان لوگوں کے عطا کیواسطے قلت دہل حبس لمحصر لو ان ینفق علیہ احوالہ و فروعہ فیحبس حیاء لہو محسر ملک زوجہ محسوس ہو چکا اسکی مالدار ی گواہی سے ثابت کرے ثورت کی در خواست سے بخانجہ اگر مرد انکار کرے زوجہ اور مرد پر خرچ کرنے سے یا اپنے احوال و فروع پر خرچ کرنے سے و حبس کی بجائے ان لوگوں کے عطا کیواسطے قلت دہل حبس لمحصر لو ان ینفق علیہ احوالہ و فروعہ فیحبس حیاء لہو محسر ملک زوجہ محسوس ہو چکا اسکی مالدار ی گواہی سے ثابت کرے ثورت کی در خواست سے بخانجہ اگر مرد انکار کرے زوجہ اور مرد پر خرچ کرنے سے یا اپنے احوال و فروع پر خرچ کرنے سے و حبس کی بجائے ان لوگوں کے عطا کیواسطے قلت دہل حبس لمحصر لو ان ینفق علیہ احوالہ و فروعہ فیحبس حیاء لہو محسر ملک زوجہ محسوس ہو چکا اسکی مالدار ی گواہی سے ثابت کرے ثورت کی در خواست سے بخانجہ اگر مرد انکار کرے زوجہ اور مرد پر خرچ کرنے سے یا اپنے احوال و فروع پر خرچ کرنے سے و حبس کی بجائے ان لوگوں کے عطا کیواسطے قلت دہل حبس لمحصر لو ان ینفق علیہ احوالہ و فروعہ فیحبس حیاء لہو محسر ملک زوجہ محسوس ہو چکا اسکی مالدار ی گواہی سے ثابت کرے ثورت کی در خواست سے بخانجہ اگر مرد انکار کرے زوجہ اور مرد پر خرچ کرنے سے یا اپنے احوال و فروع پر خرچ کرنے سے و حبس کی بجائے ان لوگوں کے عطا کیواسطے قلت دہل حبس لمحصر لو ان ینفق علیہ احوالہ و فروعہ فیحبس حیاء لہو محسر ملک زوجہ محسوس ہو چکا اسکی مالدار ی گواہی سے ثابت کرے ثورت کی در خواست سے بخانجہ اگر مرد انکار کرے زوجہ اور مرد پر خرچ کرنے سے یا اپنے احوال و فروع پر خرچ کرنے سے و حبس کی بجائے ان لوگوں کے عطا کیواسطے قلت دہل حبس لمحصر لو ان ینفق علیہ احوالہ و فروعہ فیحبس حیاء لہو محسر ملک زوجہ محسوس ہو چکا اسکی مالدار ی گواہی سے ثابت کرے ثورت کی در خواست سے بخانجہ اگر مرد انکار کرے زوجہ اور مرد پر خرچ کرنے سے یا اپنے احوال و فروع پر خرچ کرنے سے و حبس کی بجائے ان لوگوں کے عطا کیواسطے قلت دہل حبس لمحصر لو ان ینفق علیہ احوالہ و فروعہ فیحبس حیاء لہو محسر ملک زوجہ محسوس ہو چکا اسکی مالدار ی گواہی سے ثابت کرے ثورت کی در خواست سے بخانجہ اگر مرد انکار کرے زوجہ اور مرد پر خرچ کرنے سے یا اپنے احوال و فروع پر خرچ کرنے سے و حبس کی بجائے ان لوگوں کے عطا کیواسطے قلت دہل حبس لمحصر لو ان ینفق علیہ احوالہ و فروعہ فیحبس حیاء لہو محسر ملک زوجہ محسوس ہو چکا اسکی مالدار ی گواہی سے ثابت کرے ثورت کی در خواست سے بخانجہ اگر مرد انکار کرے زوجہ اور مرد پر خرچ کرنے سے یا اپنے احوال و فروع پر خرچ کرنے سے و حبس کی بجائے ان لوگوں کے عطا کیواسطے قلت دہل حبس لمحصر لو ان ینفق علیہ احوالہ و فروعہ فیحبس حیاء لہو محسر ملک زوجہ محسوس ہو چکا اسکی مالدار ی گواہی سے ثابت کرے ثورت کی در خواست سے بخانجہ اگر مرد انکار کرے زوجہ اور مرد پر خرچ کرنے سے یا اپنے احوال و فروع پر خرچ کرنے سے و حبس کی بجائے ان لوگوں کے عطا کیواسطے قلت دہل حبس لمحصر لو ان ینفق علیہ احوالہ و فروعہ فیحبس حیاء لہو محسر ملک زوجہ محسوس ہو چکا اسکی مالدار ی گواہی سے ثابت کرے ثورت کی در خواست سے بخانجہ اگر مرد انکار کرے زوجہ اور مرد پر خرچ کرنے سے یا اپنے احوال و فروع پر خرچ کرنے سے و حبس کی بجائے ان لوگوں کے عطا کیواسطے قلت دہل حبس لمحصر لو ان ینفق علیہ احوالہ و فروعہ فیحبس حیاء لہو محسر ملک زوجہ محسوس ہو چکا اسکی مالدار ی گواہی سے ثابت کرے ثورت کی در خواست سے بخانجہ اگر مرد انکار کرے زوجہ اور مرد پر خرچ کرنے سے یا اپنے احوال و فروع پر خرچ کرنے سے و حبس کی بجائے ان لوگوں کے عطا کیواسطے قلت دہل حبس لمحصر لو ان ینفق علیہ احوالہ و فروعہ فیحبس حیاء لہو محسر ملک زوجہ محسوس ہو چکا اسکی مالدار ی گواہی سے ثابت کرے ثورت کی در خواست سے بخانجہ اگر مرد انکار کرے زوجہ اور مرد پر خرچ کرنے سے یا اپنے احوال و فروع پر خرچ کرنے سے و حبس کی بجائے ان لوگوں کے عطا کیواسطے قلت دہل حبس لمحصر لو ان ینفق علیہ احوالہ و فروعہ فیحبس حیاء لہو محسر ملک زوجہ محسوس ہو چکا اسکی مالدار ی گواہی سے ثابت کرے ثورت کی در خواست سے بخانجہ اگر مرد انکار کرے زوجہ اور مرد پر خرچ کرنے سے یا اپنے احوال و فروع پر خرچ کرنے سے و حبس کی بجائے ان لوگوں کے عطا کیواسطے قلت دہل حبس لمحصر لو ان ینفق علیہ احوالہ و فروعہ فیحبس حیاء لہو محسر ملک زوجہ محسوس ہو چکا اسکی مالدار ی گواہی سے ثابت کرے ثورت کی در خواست سے بخانجہ اگر مرد انکار کرے زوجہ اور مرد پر خرچ کرنے سے یا اپنے احوال و فروع پر خرچ کرنے سے و حبس کی بجائے ان لوگوں کے عطا کیواسطے قلت دہل حبس لمحصر لو ان ینفق علیہ احوالہ و فروعہ فیحبس حیاء لہو محسر ملک زوجہ محسوس ہو چکا اسکی مالدار ی گواہی سے ثابت کرے ثورت کی در خواست سے بخانجہ اگر مرد انکار کرے زوجہ اور مرد پر خرچ کرنے سے یا اپنے احوال و فروع پر خرچ کرنے سے و حبس کی بجائے ان لوگوں کے عطا کیواسطے قلت دہل حبس لمحصر لو ان ینفق علیہ احوالہ و

یعنی قضا کا اختلاف ہو گا تو قاضی نہ جانتا ہو اختلاف مجتہدین کو تو اسکی قضا جائز نہیں اور نہ قاضی ثانی اسکو جاری کرے ظاہر مذہب میں کذا ذکرہ فی النظم والعمدین
 و ابن کمال ہم خلاصہ تمام یہ ہو کہ جب قاضی نے اجتہاد فیہ میں اسکو مختلف فیہ جانا کہ حکم دیا تو وہ مجمع علیہ ہو گیا تو دوسرے قاضی اسکی تنفیذ واجب ہو یہ اس صورت میں ہو چکا
 قاضی نے اپنے مذہب کے موافق حکم کیا اور اگر اپنے مذہب کے مخالف حکم کیا تو اگر نسیان مذہب سے حکم کیا تو امام کے نزدیک قاضی ثانی اسکو جاری کرے اور اگر عمدہ حکم کیا تو
 اس میں دور و ملتین میں یعنی تنقید اور عدم تنقید اور صاحبین کے نزدیک نسیان و عمدہ دونوں صورتوں میں اسکا حکم نافذ نہ کرے اسواسطے کہ اسنے اسکا حکم کیا جو خود
 اسکے نزدیک خطا ہو اور فتویٰ صاحبین کے قول پر کذا فی شرح الوقایہ مطاوی نے کیا مجتہد قاضی کے حق میں محمول ہو قاضی میں ہو کہ قاضی مقلد جب اپنے مذہب کے
 مخالف حکم کرے تو نافذ نہ ہو گا اور فتح القدیر میں ہو کہ فتویٰ صاحبین کے قول پر جو اسواسطے کہ مجتہد فیہ میں اپنے مذہب کے مخالف سمایا عمدہ اقصا نافذ نہیں ہو اسواسطے
 کہ جو اپنا مذہب عمدہ سمجھتا ہو تو خواہش پائل ہی سے چھوڑتا ہو نہ قصد جمیل سے اور ناسی کی قضا اسواسطے نافذ نہیں کہ مقلد نے اسکی تقلید نہیں کی مگر اسکے مذہب
 کی جہت سے نہ اسکے غیر کے مذہب سے اور یہ سب مجتہد قاضی کے حق میں ہو اور قاضی مقلد کو سلطان نے اسنے واسطے قاضی کیا ہو تا وہ ابو حنیفہ کے مذہب پر مشتمل
 حکم کرے اور وہ خلاف نہیں کر سکتا تو وہ نسبت حکم مخالف مغزول ہو گا انتہی اور بحر الزمان میں ہو کہ قاضی مقلد قاضی جب غیر کے مذہب پر حکم کرے یا روایت ضعیفہ
 یا قول ضعیف پر حکم کرے تو نافذ ہو اور اسکی قوی تر دلیل وہ ہو جو نزاع میں ہو اگر قاضی مجتہد ہو اور فتویٰ اسکا اپنے مذہب کے مخالف حکم کرے تو نافذ ہو گا اور دوسرے قاضی
 کو نقص حکم جائز نہیں مگر کے نزدیک خود اس قاضی کو اپنا حکم توڑنا جائز ہو اور ابو یوسف نے نزدیک جائز نہیں انتہی ثانی الزاریہ اور جو فتح القدیر میں ہو وہی قول محمد علیہ
 مذہب میں الزاریہ کا قول صاحبین کی ایک اہمیت پر محمول ہو اسواسطے کہ نہایت کاریہ ہو کہ قاضی مقلد جسنے اپنے مذہب کے مخالف حکم کیا ہمیر کہ اس قاضی مجتہد کے
 ہو جسے نسیان سے اپنے مذہب کے مخالف حکم کیا اور مجتہد میں صاحبین سے روایت قوی مذکور ہو چکی کہ حکم اسکا نافذ نہیں مقلد کی قضا بطریق اولیٰ نافذ نہ ہو گی کذا
 فی التہذیب الحموی شریک ثانی نے کہا اور بریان میں بھی فتح القدیر سے ہی منقول ہو چکر شریک ثانی نے کہا کہ یہ صحیح ہو چکا و اتون سے ہو گیا چاہیے انتہی کلام مطاوی
 لکن فی الخلاصہ یہ فیہ جھگڑا و کاندہ تیسیرا فلیحفظ لیکن خلاصہ میں ہو کہ خلاف اسکے فتویٰ دیا گیا اور گویا کہ یہ فتویٰ آسانی کر دینے کیواسطے ہو گا
 یاد رکھنا چاہیے ہم خلاف اسنے فتویٰ دیا گیا ہو یعنی قضا علی الخلاف نافذ ہو تا وہ قاضی اس مسئلے میں اختلاف مجتہدین کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو ابن النفر سے کہا
 تو کہ بریہ میں ہو کہ میں کہتا ہوں لائق یہ ہو کہ علم بالا اختلاف کو شرط نافذ نہ کیجیے خصوصاً ہمارے زمانے میں اسواسطے کہ ہمارے زمانے کے قاضیوں کو اپنے مذہب کی
 معرفت حاصل نہیں ہو چکا ہے علم مذہب لیس مجتہدین جو اسنے خلاصہ سے روایت مذکورہ کو نقل کیا انتہی مطاوی نے کہا مذکور ہو چکا کہ یعنی اشتراط علم مذہب مجتہدین
 قاضی مجتہد کے حق میں ہو یعنی جہت ہو کہ علم مذہب مجتہدین مجتہد قاضی کو لازم ہو نہ مقلد کو تو نافذ نہ کرے زمانہ کے عدم علم کا ذکر کرنا ہے محل ہو اسواسطے کہ قضاۃ زمانہ مقلد
 بعض میں مجتہد بعد دعویٰ صحیحہ من خصم علی خصم حاجتی بعد دعویٰ صحیحہ کے ایک خصم سے دوسرے خصم حاضر رہم علی نے کہا بعد دعویٰ طرفہ ہوا الزم
 یعنی قاضی حکم کو لازم کر دے بعد دعویٰ صحیحہ کے جو صادر ہوا اس کے سامنے یعنی قاضی ثانی کے رو برو انتہی مطاوی نے کہا بہتر یہ ہو کہ طرف مذکور کو مانج کے قول یعنی
 حکم قاضی کی طرف راجع کیجیے یعنی قاضی ثانی قاضی اول کا حکم اسوقت نافذ کرے جبکہ قاضی اول کا حکم دعویٰ صحیحہ کے بعد واقع ہوا ہو اور احضار نہ ہو و اصل شرط نہیں ملے
 اثبات قضا قاضی کافی ہو نزاع میں ہو کہ ایک شہر کے قاضی نے ایک مرد پر مال کا حکم کیا اور سب لکھدی پھر قاضی مگر گیا اور مدعی نے اپنے خصم حکم علیہ کو دوسرے قاضی
 کے پاس حاضر کیا اور قضا اول کی ثابت کیا تو قاضی ثانی نے یہی حکم دیا اور اسے بطریقہ پہل حکم صحیح ہو اور ضرور ہو نام لینا قاضی کا اور بیان کے نسب کا انتہی و لا کذا افتاء
 فیہ کہ عدل ہے اور اگر ایسا نہیں ہے یہ افتاء ہو اپنے مذہب پر حکم کرے نہ غیر اسکے کذا فی البحر حم علی نے کہا کہ حکم سے مراد افتاء ہو بشرطہ قول کان افتاء اور اسواسطے
 کہ بدون دعویٰ حکم نہیں ہو انتہی مطاوی نے کہا کہ بہتر یہ ہو کہ کان افتاء حکم اول کی طرف راجع ہو جو بدون دعویٰ صحیحہ صادر ہوا انتہی خلاصہ مطلب علی یہ ہو کہ اگر قاضی ثانی
 کے رو برو دعویٰ طبعی واقع نہ ہو تا وہ افتاء ہو یعنی طلب فتویٰ ہو نہ طلب قضا تو قاضی ثانی اپنے مذہب کے موافق فتویٰ دے اور قاضی اول کے حکم کو جاری نہ کرے اور اصل

مفسرین طحاوی یہ کہ جہاں قاضی اول کا حکم صادر ہوا جلد دعویٰ صحیح تو وہ اقامت تہ قضا تو باقی فاضی ثانی اپنے مذہب کے موافق حکم کرے و سبب احرا الکتاب لہ اذا اذنا
فی حکمہ کہ اولیٰ الطلب شہد علیہ اصل اور آخر کتاب یعنی سائل شہد قبل کتاب لہا فی القضا کے مسئلہ مذکورہ آویگا اور یہ آویگا کہ جب فاضی ثانی کو تردد اور شبہ پڑے قاضی اول کا
حکم میں اسکو اختیار ہو کہ وہ اصل کو طلب کرے ہم اریاب کی قید اسواسطے لگائی کہ اگر اسکو شک نہ پڑے تو اس سے تعرض نہو کہ انی الحلی قال بدعت ان
تساجد زمانہ کہ اختیار نہ کرے مادکر صاحب بحر نے کہا اور اس سے یعنی شرائط صدور دعویٰ سے معلوم ہوا کہ ہمارے زمانے کے مقتضات بتبعہ نہیں سبب کے لئے
بہر کے جو مذکور ہو چکی ہم یعنی قاضی ثانی کا جاری کر دینا اسواسطے معتبر نہیں کہ بلا دعویٰ اور بلا حادثہ وہ جاری کر دیتا ہو اسطر جہ کہ صاحب قاضی گواہ گذارتا ہو قضاۃ قاضی
حکم میں قاضی ثانی اسکو کھدے کہ قاضی اول کا حکم اسکو ملا اور اسنے اسکو نافذ کر دیا چنانچہ بحر الرقی بن یزید کہتا ہوں اور گاہی یہ لکھ دیا جاتا ہو قاضی اول کے دیشے
بدون اثبات قضاء اول کہ انی الطحاوی وقد تذاخروا فی زمانہ القضاء بالموجب اور البتہ لایحیوگی ہمارے زمانے کے قاضیوں میں قضا بالموجب یعنی جو
حکم کرنا ہم شایع ہے قضا بالموجب کا مسئلہ نہ الفائق سے نقل کیا اور صاحب نہ نے ابن غرس سے مرید تو ضیع کیواسطے اصل سے نقل کرنا چاہیے ابن غرس نے فوالہ
بہر کہ قضا بالموجب کا مسئلہ نہ صرف بدعت میں ہی ہے بلکہ بدعت میں ہی ہے کہ قاضی نے قضا کر کے فیصلہ ہوا باگھوڑے کا یا تسلیم میں مبیعہ کا حکم
یا قبضہ دین کا حکم ہو کر اکتا تھا وغیرہ انک اسطر حکم صریح ہوتا اصل پر اس میں پھر قضا بالموجب کا حکم ہو گئی توسع اور سالی کیواسطے پھر قاضی اول کی یہاں تک کہ بہر
کہ جو قاضی کو موجب کے بدلہ اور مہر سے آگاہ نہیں کہتا ہو کہ میں نے حکم بالموجب کیا انتہی بنفسا موجب لغت میں اسکو کہتے ہیں جسکو کوئی شہد واجب دے اور اسکو مقتضی ہو اور جو
الی اصطلاح شرعی شایع بیان کیا ہے کہ انی الطحاوی وھد عبا عن المعز المنھلق بما اضيف الیہ فظن القاضی شرعا من حیث انہ یقتضی بدعت و موجب
ہو مہر متعلق العقد سے جو کہ عقد نہ شرعاً نہ مضافاً و مضمون ہو موجب کی طرف قاضی کے ظن میں جس حیثیت سے کہ قاضی اسکا حکم کرنا ہو مہر متعلق اسکی یہ کہ ایک شخص نے بیع
صحیح کی اور قاضی نے اسکو موجب کا حکم کیا تو اس بیع کا موجب اس عورت میں مقتضی سے بیع یعنی خارج ہونا بیع کا بائع کی لاسے اور داخل ہونا اسکا مشتری کی ملک میں
فصلیہ و تسلیم مہر و مہر میں ای غیر ملک میں مقتضیات البیع و لازمہ تو یہ مہر ہو جو مضافاً و مضمون ہو بیع کی طرف اور متعلق بالبیع ہو قاضی کے ظن میں شرعاً و
و قاضی انشاء موجب ہو بیان اور اسی کو عقیدہ مقتضی ہو اور حیثیت قضا کی قید سے وہ صورت نکل گئی کہ مثلاً قاضی خفی المذہب نے بیع ارض کی صحت اور اسکو موجب کا حکم کیا تو اس
حکم سے شفعہ جسیا کا ثابت نہوگا اگرچہ شفعہ واجب بیع سے ہو اسواسطے کہ دعویٰ شفعہ حکم کی وقت موجود نہیں اور قاضی کو اسکا میان بھی نہیں یہ موجب متعلق
بالحکم ہوا اس راہ سے کہ قاضی نے اسکا بھی حکم کر دیا قاضی کہ انی الطحاوی فاذا حکم حنفیہ وجب علی المدبر کان معناه الحکم بطلان البیع سو حکم کا
خفی نے بیع مدبر کے موجب کا حکم کیا تو طلب اسکا حکم بطلان بیع کا بھی ایک شخص نے اپنے غلام مدبر کو بیچا پھر اس بیع میں تنازع واقع ہوا اور مقدمہ خفی قاضی
کے پاس رجوع ہوا اور قاضی نے اس کے موجب کا حکم کیا تو حکم صحیح ہو گا اور طلب اسکا یہ بیع باطل ہو جو بیع اس عورت میں ہوئی ہو جو اس بیع حکوم بہ
کی طرف مضاف ہو شرعاً قاضی کے ظن میں یعنی اس بیع کا باطل ہونا کہ انی الطحاوی ولو قال الموثق و حکمہ عقضاء لایصح لان الشئ لا یقتضی بطلان
نفسہ اور اگر موثق یا قاضی نے کہا کہ انی الطحاوی اور بیع مدبر کی مقتضا کا حکم کیا تو حکم صحیح ہو گا اسواسطے کہ شہد اپنی ذات کے باطل ہونے کو مقتضی نہیں
ہوتی یعنی اگر قاضی یا موثق یوں کہے کہ میں نے بیع مدبر کی مقتضا کا حکم کیا تو حکم صحیح ہو گا اسواسطے کہ بیع مدبر کا کوئی مقتضا نہیں خفی کے نزدیک وہ حکم باطل ہے یعنی
ہو تو قاضی شافعی اسکی صحت کا حکم دے سکتا ہو اور خفی قاضی نے کیا وہ فعل شافعی کو بائع نہیں ہو گا اسواسطے کہ مدبر کی بیع خفی کے نزدیک باطل ہو تو مقتضا
بیع مدبر حکم متوجہ ہوا اسواسطے کہ اس بیع کا کچھ مقتضا ہی نہیں اسواسطے کہ بیع اپنی ذات کے بطلان کو مقتضی نہیں کہ انی الطحاوی علی ہذا کہ دیہ خیران الحکم بالموجب
مختص اور فقہر گذشتہ سے ظاہر ہو گیا کہ حکم بالموجب عام ہے حکم بالمقتضی سے کہ انی النہر نہر الفائق کی عبارت مختصرہ سے بتا رہے ہوتا ہو اور علم ہوتا ہو ان فقہر کی عبارت
سے ظاہر ہوتا ہو ان فقہر نے ظاہر کیا کہ لازم یہ تھا کہ بیع مدبر کی مقتضات تو موجب صادر آتا ہو بدون مقتضا کی قضا کے بعضی صورتوں میں چنانچہ بیع المدبر کی

تساوی

مہر میں اتنی اور جو بابت متفقہ مجمع ہو جائے میں صحیح کی قضا بالوجہ میں پانچ اول مذکور ہو چکا ہو کہ یہ یہ میں کیا حاصل یہ کہ موجب بہان مقضا کے ساتھ صدق یا باطل
اور بدین مقضا بھی اور مہر صدق اکثر اور غالباً مستحال ہو فلذا امتیاز در ہوتا ہے کہ موجب مقضا میں نہاوی کی نسبت ہر الی آخر و اقل کذا فی الخطاوی
اکھائی عن دلیل مجمع در صورت مرافعہ قاضی اول کے حکم کو قاضی ثانی نافذ کرے مگر جو کہ مہر جو دلیل سے اسکو جاری نہ کرے کذا فی الجمع ہم صاحب مجمع نے اسکی
جود کہ اب سنت اور اجماع کے ذکر کیا۔ مگر اجماع میں کی ایک رت یہ کہ قاضی سقوطین کا حکم کرے جبکہ چند سال صاحبین مطالبہ نہ کرے کذا فی الخطاوی لا خلاف کتابا لہ
یختلاف فی تأویلہ السلف کمزور لہ التسمیہ یا قاضی اول کا حکم مخالفت قرآن مجید جو کہ تاویل میں سلف اختلاف نہیں کیا چنانچہ متروک التسمیہ یعنی قضا میں
متروک التسمیہ تمام سلف سے مراد وہ علماء ہیں امام شافعی سے سابق تھے در یافت کرنا چاہیے کہ امام شافعی کے نزدیک بوج متروک التسمیہ عدل اعلان ہو اسکا اعلان
ہو اسکی صحیح ہو اور ہمارے نزدیک متروک التسمیہ عدل اعلان نہ ہو نہ اسکی صحیح ہو نہ بدلیل آیت قرآنی رد کہ قاضی اٹھا کو یذکر انتم اللہ علیہ (اور نہ کھاؤ اور جانے اور
کو جیسے اسکا نام نہیں لیا کذا فی الخطاوی چونکہ نہ متروک التسمیہ میں ظاہر آیت مذکورہ کے موافق نہیں لہذا اگر شافعی قاضی اسکی صحت میں حکم کرے کجا تو
قاضی حنفی اسکو باطل کرے کجا جاری نہ کرے کجا و سند مشہورہ کتحلیل بلاد علی الخالفتہ حدیث العسیلۃ المشہورہ یا قضا سنت مشہورہ کے مخالف ہو
چنانچہ مطلقہ تشریح تفسیر بدوئی طے کرنے زوج ثانی کے سبب مخالفت ہونے اس قضا کے حدیث عسیلۃ سے مشہور ہو مگر سعید بن مسیب کا یہ مذہب ہو کہ مطلقہ تشریح و نکاح محلل
اعمال ہو جائے ہر دون اسکی طے کے تو اگر کوئی اسے موقوف حکم دے تو قاضی ثانی اسکو نافذ کرے کہ حدیث مشہورہ مخالفت ہو اور یہی حکم ہو حدیث متواتر کے مخالف طے
نے کہا مشہورہ کی قید سے حدیث غریبہ احترام واقع ہوا و اجماعاً کحل المتشکک لاجماع الصحابة علی فسادہ کبیح ام الولد علی کا حکم و قیل ینفذ علی لاجماع
یا قضا مخالفت اجماع ہو چنانچہ حلت منو کا حکم نہ بیا سبب اجماع ہونے ہی یہ کہ امام کے اسے فساد ہوا جیسے ام ولد کی بیع نہ ہر قول ظہر اور بعضین نے کہا کہ ام ولد کی بیع
حکم نافذ ہر قول ہم داؤد ظاہری کا یہ مذہب ہو کہ ام ولد کی بیع صحیح ہو تو اگر قاضی صحت میں حکم کرے تو قول ظہر نافذ ہوگا اور اسی پر فتویٰ ہو اور یہی قول ہے محمد کا اسکا
کہ اجماع متاخر خلاف مقدم کا رافع ہو اور غیر کا یہ مذہب ہو کہ قضا مذکور نافذ ہو کہ لکھنؤ اجماع متاخر خلاف مقدم کا رافع نہیں بل بعض صحابہ کی تفصیل لازم نہ آوے اور
شیخ القدیری نے یہ کہ قضا مذکورہ دوسرے قاضی کے جاری کرنے یا باطل کرنے پر موقوف ہے بل بیان میں یہ کہ اگر قاضی ثانی اسکو مجتہد فیہ جانتا ہو تو اسکو جاری کرے اور
اسکا ختم ہو کہ یہ اجتہاد کی حد سے نکل گیا اور متفق علیہ ہو گیا تو جاری نہ کرے بلکہ رد کرے کذا فی الخطاوی ومن ذلک ما وقع فی شہادۃ عین المدعی الخالفتہ
الحديث المشہور البینۃ علی من ادعی الیہ عین علی من انکسر اور خیر احکام غیر نافذ کی یہ صورت ہو کہ قاضی لکھنؤ اور مدعی کی قسم سے فیصلہ کرے سبب مخالفت
ہونے اس قضا کے اس حدیث مشہورہ سے کہ گواہ اس پر بیعت دعوئی کرے اور قسم اس پر جو شک ہو او بقضا من یحییٰ لولی واحد من اهل المحلۃ یا قضا من حکم دیا سبب متعین
کردینے والی مقول کے ایک شخص کو اہل محلہ سے ہم بیعت علیانے کہا کہ یہ مالک اور شافعی کا قول قدیم ہے کہ جب عی علیہ من مقول میں بیعت ظاہر ہو اور اسکی عداوت غیر مدعی علیہ
سے معلوم ہو نہ شریک مدعی علیہ کے بیعت ہو تو اور موت مثل فریب ہو تو قاضی قسم سے والی مقول سے اس کے دعویٰ پر یہ جب قسم کھائے تو اس پر قضا کا حکم دے اور
ہمارے نزدیک اس میں بیعت اور قسم ہو تو جب قاضی قضا من حکم دے اور اسکا مرافعہ ہو دوسرے قاضی کے پاس تو اسکو باطل کرے کیونکہ یہ قضا مخالفت اجماع ہے کذا فی
الخطاوی عن العالم الکبیرۃ او یجوز النکاح للنفق او الموت یا قاضی الخطح متع یا کالج موقت کی صحت کا حکم دے تو قاضی ثانی نافذ نہ کرے اور اجماع تہ عید متفق بعض
یا غلام متفق بعض کی صحت میں حکم دے ہم خصاف نے ذکر کیا کہ قاضی ثانی اسکو جاری نہ کرے قسم الائمہ حلوانی نے مشائخ سے نقل کیا کہ جو خصاف نے ذکر کیا
اس میں ہمارے اجماع ہے کہ مقول نہیں و اگر خصاف کا قول نہ تو تو سمجھتے کہ قاضی ثانی اسکو جاری کرے کیونکہ یہ قضا ہم فعل مجتہد فیہ میں کذا فی الخطاوی
او بسقوط الدیۃ مثنیٰ سنین یا حکم دے سقوط دین کا چند سال کے گزر جانے سے او بصحہ الطلاق الذر و بقاء النکاح کما حریف باب ۱۰ یا قاضی
طلاق دور کا اور بقا سے نکاح کا حکم دے چنانچہ مذکور ہو چکا طلاق دور کا مسئلہ کتاب الطلاق کے باب میں و قضاء لعید و حبی مطلقاً

یہ نہیں جان سکتا
سبب مخالفت اجماع
ہو اور اسکا
رہنہ لکھنؤ
اسکا جان سکتا
حدیث مشہورہ
۱۱۰

اور قضاء عظام اور صغیر کی طلاق نافذ نہیں یعنی خواہ جو حکم کرے یا غلام یا غیر یا معتبر مسلم یا کافر لائق الجلی وقضاء کا فرض علی مسلم ایذا وحقہ ذلک کا تقویٰ نہیں
 الذی وجبت بشہادۃ المصنفہ کی نفوذ فی الکمال اور قضاء کا فرضی مسلمان پر ہمیشہ اور مانند اسکے چنانچہ تفریق میں اگرچہ حکم و نیادائی کی گواہی سے نافذ نہیں ہوتا
 قضا کے جمیع مسائل کو رو میں وعدہ منافی کا شہادۃ الایجاب اور منہج احکام غیر نافذ کے اشیاء میں جالیس اور چند مسائل شمار کئے ہیں ہم شارح نے
 اشارہ کیا کہ مسائل کو راہبہ میں بطریق صریح کے مذکور نہیں جمعی نے کہا اور جن مسائل میں قضاء قاضی منقوض ہوتی ہر آنکا ذکر کچھ لائق اور تیار یہ اور جامع
 الفصولین اور خانیا اور صیرفیہ اور فتح القدیر میں جسکا بھی چاہے وہ کتب کو رہ کی طرف مراجعت کیے و ذکر فی الدرر لیسانہ سببہ صور منہجہ کا وقضت
 الملکۃ بعد خود وسیع متناخلا فالہذا ذکر المصنف شر حاوہ و در میں قضاء نافذ کی سات سورتیں کو کہیں نہیں سے ایک سورت ہو گا اگر عورت ہو
 اور قضا اس کا حکم کرے اور یہ مسئلہ میں میں ابجائک الباقی فی القاضی میں اس کے برخلاف جسکو مصنف نے شرح میں کر کیا ہم سمجھتے ہیں میں غانیہ میں نفاذ مذکور ہو اور نیز
 نے قضا جامع کے مقدمہ میں عدم نفاذ ذکر کیا کذا فی الطحاوی و الاصل ان القضاء یصح فی موضع اختلاف بین موضع خلاف میں اور اختلاف اور خلاف میں فرق یہ ہو کہ اختلاف
 دلیل کا التلا اور نفاذ قضاء اور عدم نفاذ کا قاعدہ کلیہ یہ ہو کہ تضام صحیح ہو موضع اختلاف میں موضع خلاف میں اور اختلاف اور خلاف میں فرق یہ ہو کہ اختلاف
 کیو اسطے پس ثابت ہو نہ خلاف کیو اسطے ہم یہ تفرقہ تعریف ہو الا فقد قال قلل رد ما اختلف حنبیہ الا الذین اؤتوا و ما اختلف الذین اؤتوا الذین اؤتوا
 اور حالانکہ اہل کتاب کیو اسطے کچھ دلیل نہیں اور مراد شارح یہ ہو کہ موضع خلاف میں کوئی دلیل صحیح نہیں مخالفت کی نظر میں والا اسکے قائل نے تو دلیل پر اٹھا دیا کیو کذا فی الطحاوی
 و ہل اختلاف الشافعی معتبر الا جہ نعم صد الشریعہ اور کیا اختلاف شافعی کا معتبر ہو قول اصح یہ ہو کہ مان معتبر ہو کذا فی شرح الوفاۃ للصدر الشریعہ
 شرح و قیام میں ہو ہر ایہ میں کہنا کہ معتبر اختلاف صدر اول کی ہو یعنی صحابہ کرام کا لیکر اصح یہ ہو کہ یہ شرط نہیں تو شافعی کا بھی اختلاف معتبر ہو کہم الملکۃ بعد خود
 تحت القضاء بخلاف یوم القتل موت کا دن تحت قضاء داخل نہیں یعنی اس سے کوئی حکم متعلق نہیں بخلاف قتل کے دن کے کہ وہ داخل تحت قضا ہو اور
 اسکی تاریخ معتبر ہو اور قتل کے مانند نکاح ہو اعتبار تاریخ میں کذا فی الطحاوی فلور ہن علی موت ابیہ یوم کذا ثم برہنت احراق ان المیت نکحہا بعد ذلک
 قضی بالنکاح تو اگر المیت نکحے او لایا اپنے باپ کی موت پر فلا نے دن بھر کوئی عورت کو ابی لانی المیت مذکور نے اس سے نکاح کیا بعد ان دن کے تو ثبوت نکاح کا
 حکم دیا جائیگا کہ حیث نکاح کا حکم ہو تو مہر و میراث اس کے ساتھ ثابت ہوگی اسوا سطے کہ یوم موت تحت حکم داخل نہیں اور استحقاق میراث سبب سابق علی الموت سے ہوتا
 تو تاریخ موت اور عدم موت برابر ہوگی لہذا دونوں کے گواہ مقبول ہونگے اور ہر ایک کے حق کا حکم دیا جائیگا کیونکہ دونوں گواہوں پر عمل ممکن ہو دوسری ہن علی قتلہ حنبیہ
 ذہر ہن ان المقتول کھرا بعد لا تقبل اور اگر گواہ لایا اپنے باپ کے قتل پر فلا نے دن بھر عورت کو ابی لانی المیت مذکور نے اس سے نکاح کیا بعد ان دن کے تو ثبوت نکاح کا
 گواہ مقبول ہونگے ہم اسوا سطے کہ یوم القتل تحت قضا داخل ہو تو اسکی تاریخ معتبر ہوگی و کذا جیمہ العقود للذاتہ اور اسطرح قتل کے مانند جمیع عقود اور مہر و
 میں ہم خود چنانچہ بیع اور ہبہ اور وصیت اور صلح وغیرہ اور مہر و میراث چنانچہ قرض و روہیت مستملکہ یعنی جمیع عقود اور مہر و میراث کا حکم قتل کے مانند ہی تعلق قضا میں کذا
 فی الطحاوی الا فی مسئلۃ الزوجۃ الی صحبا و لد فائدہ تقبل بینہما ابتداء من متناقض ما قضی القاضی بہ من یوم القتل اشیاء مگر اس وجہ کے مسئلہ
 میں جسکے ساتھ روکا ہو اسوا سطے کہ زوجہ کے گواہ مقبول ہونگے اس تاریخ کے ساتھ جو متناقض ہو یوم القتل کی قضا سے کذا فی الاشیاء ہم مورت اسکی ہو اور الجیمہ
 یوم کے اور اس بخوی کو گواہوں سے ثابت کیا گیا ایک عورت لانی اور اسکے ساتھ ایک لڑکا ہو اسے گواہی قائم کی اس پر کہ پندرہ برس گئے سے کہ اس معی کے باپ سے نکاح کیا
 اور یہ لڑکا اسکا ہو اور اسکا وارث ہو اس معی کے ساتھ امام رضی اللہ عنہ نے کہا لا یجوز تحقیق جائز ہوں کہ عورت کے گواہوں کو جائز رکھوں ورنہ ثبوت النسب کے لیے اور
 قتل کے گواہوں کو باطل کر دینا اور حکم النسب کی احتیاج کے سبب ہوا اس میں سے کہ اگر عورت نکاح کا بخوی کرے اور لڑکا ساتھ لڑکے سے تو اس میں مدعی کے

تحت القضاء بخلاف یوم القتل موت کا دن تحت قضا داخل نہیں یعنی اس سے کوئی حکم متعلق نہیں بخلاف قتل کے دن کے کہ وہ داخل تحت قضا ہو اور اسکی تاریخ معتبر ہو اور قتل کے مانند نکاح ہو اعتبار تاریخ میں کذا فی الطحاوی فلور ہن علی موت ابیہ یوم کذا ثم برہنت احراق ان المیت نکحہا بعد ذلک قضی بالنکاح تو اگر المیت نکحے او لایا اپنے باپ کی موت پر فلا نے دن بھر کوئی عورت کو ابی لانی المیت مذکور نے اس سے نکاح کیا بعد ان دن کے تو ثبوت نکاح کا حکم دیا جائیگا کہ حیث نکاح کا حکم ہو تو مہر و میراث اس کے ساتھ ثابت ہوگی اسوا سطے کہ یوم موت تحت حکم داخل نہیں اور استحقاق میراث سبب سابق علی الموت سے ہوتا تو تاریخ موت اور عدم موت برابر ہوگی لہذا دونوں کے گواہ مقبول ہونگے اور ہر ایک کے حق کا حکم دیا جائیگا کیونکہ دونوں گواہوں پر عمل ممکن ہو دوسری ہن علی قتلہ حنبیہ ذہر ہن ان المقتول کھرا بعد لا تقبل اور اگر گواہ لایا اپنے باپ کے قتل پر فلا نے دن بھر عورت کو ابی لانی المیت مذکور نے اس سے نکاح کیا بعد ان دن کے تو ثبوت نکاح کا گواہ مقبول ہونگے ہم اسوا سطے کہ یوم القتل تحت قضا داخل ہو تو اسکی تاریخ معتبر ہوگی و کذا جیمہ العقود للذاتہ اور اسطرح قتل کے مانند جمیع عقود اور مہر و میں ہم خود چنانچہ بیع اور ہبہ اور وصیت اور صلح وغیرہ اور مہر و میراث چنانچہ قرض و روہیت مستملکہ یعنی جمیع عقود اور مہر و میراث کا حکم قتل کے مانند ہی تعلق قضا میں کذا فی الطحاوی الا فی مسئلۃ الزوجۃ الی صحبا و لد فائدہ تقبل بینہما ابتداء من متناقض ما قضی القاضی بہ من یوم القتل اشیاء مگر اس وجہ کے مسئلہ میں جسکے ساتھ روکا ہو اسوا سطے کہ زوجہ کے گواہ مقبول ہونگے اس تاریخ کے ساتھ جو متناقض ہو یوم القتل کی قضا سے کذا فی الاشیاء ہم مورت اسکی ہو اور الجیمہ یوم کے اور اس بخوی کو گواہوں سے ثابت کیا گیا ایک عورت لانی اور اسکے ساتھ ایک لڑکا ہو اسے گواہی قائم کی اس پر کہ پندرہ برس گئے سے کہ اس معی کے باپ سے نکاح کیا اور یہ لڑکا اسکا ہو اور اسکا وارث ہو اس معی کے ساتھ امام رضی اللہ عنہ نے کہا لا یجوز تحقیق جائز ہوں کہ عورت کے گواہوں کو جائز رکھوں ورنہ ثبوت النسب کے لیے اور قتل کے گواہوں کو باطل کر دینا اور حکم النسب کی احتیاج کے سبب ہوا اس میں سے کہ اگر عورت نکاح کا بخوی کرے اور لڑکا ساتھ لڑکے سے تو اس میں مدعی کے

گواہ قبول برنگی ز عورت کے درمیان کبھی ہی قول پر اتنی کذا فی الطحاوی فاستثنیٰ عشوہا من الاول مسائل منها ادعیاء میرا گنا فلا سبقہا تادخا
اور ایشاہ کے عیشوں نے مستثنیٰ کیا جو چند مسائل کو اول سے بھی دوم موت سے جو داخل قضائیں نہ ہو کہ وہ شخصوں نے ایک پیر میں میرات کا دعویٰ کیا تو میر
اس کے واسطے جو کبھی تاج سابق تر ہم پر تحقیق کتاب کہ یہ چیز پری و دین نے اسکو اپنے پاس میل میں پایا ہے اور وہ چیز تیسرے شخص کے قبضے میں ہو تو یہاں تاریخ مقدم
کا اعتبار ہو گا اور اگر وہ دونوں نے تاریخ نہ کر سکے یا دونوں نے ایک ہی تاریخ بیان کی تو وہ چیز دونوں میں نصف نصف ہوگی کذا فی الطحاوی برہر الوکیل
علیٰ ذکالہ وحد کو بیجا فادعی المملوک بموت الطالب عم المدفہم قبضہ میں کے وکیل نے اپنی وکالت گواہی سے ثابت کی اور ثبوت وکالت کا
حکم ہو گیا پھر دیون مطلوبہ واپس لے لی موت کا دعویٰ کیا یعنی طالب مر گیا بعد تو کس کے تو دفع صحیح ہے یعنی کویل اب طالب نہیں کر سکتا اس واسطے کہ موکل کی موت کے
بعد کویل کو واسطے حق قبضہ باقی نہیں رہتا طحاوی نے کہا بیان حکم کہاں ہے جو کہیے کہ یوم الموت تحت الحکم داخل نہیں یہ تو نقطہ دفع ہے دعویٰ کا یہی اندہ شراہ
من ابیم منذ سنۃ ویرہن ذوالید علی موتہ منذ سنین قس قسہم مٹی گواہ لایا کانت فمائی چیز کو ذوالید کے پاس خرید کیا ایک سال سے
اور ذوالید گواہ لایا اسے باپ کی موت پر دو سال سے تو موت کی گواہی سمیع ہوگی اور دوسرا قول یہ ہے کہ سمیع ہوگی ہم اشتباہ نظر قولی ہے اور عدم سمیع و اشتباہ
کا قول پر قبضہ میں ہے کہ ہی قول ہو اس پر کذا فی الطحاوی و سرہ ان القضاء بالمیئۃ عبانۃ عن دفع الذلیم والموت من تحت انہ موت لیس محلا للزاع
لہ نعم بالیہا نہ بخلاف القتل فانہ من حیث ہو محل للزاع کما لا یخفی او پیدا اسکا یعنی موت اور قتل کے تفرق کی حکمت کا یہ ہے کہ قضا بالقبضہ عبارت
ہے دفع نزاع سے اور موت اس لئے سے کہ موت ہی محل نزاع نہیں ہے نہ مر تفع ہوا ثبات موت سے یعنی موت کے کوئی حکم متعلق نہیں اور میرات کا سبب مقدم ہے موت سے
پہلے تو جو موت کہ موت ہوگی مال اسکا وارث بائیکا بلا خصوصیت مائے موت بخلاف قتل کہ وہ من حیث القتل محل نزاع کا بنیاد ہے یعنی نہیں ہم اجناس میں کہہ کر کہ قتل
دونوں میں فرق بیان کیا ہے اس طرح کہ قتل سے حق لازم متعلق ہوتا ہے اور موت میں کوئی لازم نہیں ہے قس قس اصل جمل کی یہ ہے کہ قتل ظلم خالی نہیں قصاص دینے سے
اور عورت کے گواہ قبول کرنا نکاح پر زمانہ متاخر میں ہیں چنانچہ مسئلہ سابقہ میں کہ گواہ چکا اسقاط ہے اسکا جو قتل سے لازم ہوا کیونکہ نہیں ہو سکتا کہ آدمی مقبول ہو
گواہ سابق میں پیر زندہ باقی رہے اور نکاح کرے خلاصہ یہ ہے کہ ثبوت قتل جو کہ حق لازم کا مستفہم ہے تو عورت کے گواہ لائق اعتبار کے ہونگے بواسطہ القسمن
اسقاط حق لازم اور ان کے گواہ باپ کی موت پر ایسے نہیں ہو سکتے کہ یہاں عورت کے گواہ متضمن اسقاط حق ابن نہیں ہے کیونکہ ابن دارت ہوتا ہے زوجہ کے ساتھ
بسطر ح حالت انفراد میں وارث ہوتا ہے تو دونوں ہیوں ہونے باوجود تفرض ہوا اسکے اسقاط اور اثبات میں ابتدا عورت کے گواہ بیان مقبول ہونے کذا فی الطحاوی
وینفذ القضاء بشہادۃ الزور ظاہر او باطن اور نافذ ہو قاضی کا حکم کذب کی گواہی سے ظاہر اور باطن میں ہم امام کے نزدیک مدعی بواسطہ سبب متعذر
دعویٰ کرے او جھوٹے گواہ لاوے اور قاضی تحلیل یا تحریم کا حکم کرے تو قضا نافذ ہو ظاہر اور باطن میں کذا فی الفقہ نقاد ظاہر سے مراد یہ ہے کہ اگر متشدد مدعی نے ایک رت
کے نکاح کا دعویٰ کیا تو قاضی عورت کو مدعی کے سپرد کرے اور عورت سے کہے کہ اپنی ذات اسکو تسلیم کر دے تیرا زوج ہے اور نفقہ وغیرہ لازم زوجیت کا حکم کرے اور نقاد ظاہر
سے مراد یہ ہے کہ مرد کو ظاہر اور عورت کو کتب عند اللہ حلال ہے اس واسطے کہ رجال غلام میں اللہ تعالیٰ کے اور سارے نو زبان میں لے مولیٰ تو ولایت جارا ثابت ہے اپنے عمل کو کون
نکاح میں اور ولایت اللہ تعالیٰ کی کامل تر ہے زوجین کی ولایت سے اپنی ذاتوں پر کذا فی الطحاوی یعنی قاضی نائب ہر شارع کا اور امور ہی شہادت کے سماع کا تو قضا
بہ نکاح گویا عند اللہ بدکا انشا ہر شارع کی جانب سے حیث کان المحلل قابلا والقاص غیر عا کبیر وہم قضا نافذ ہے بشرطیکہ محفل قابل حکم کے ہو اور قاضی گواہوں کے
کذب نہ جانتا ہو ہم محفل قابل کی قید اس واسطے لگائی کہ عورت کیسے منکوحہ ہو یا معتدہ یا مردہ یا مدعی کی محرم ہو سبب مصداق ہر بار ضلع کے قضا نافذ ہوگی
کبیر نہ محفل قابل انشاء نکاح نہیں ہے بل الرافق من فتح القدر ہے ہوا اگر قاضی کذب ہو گا عالم ہو تو قضا نافذ ہوگی کذا فی الطحاوی فی العقود کبیر و نکاح والفسخ
کا قالیہ و طلاق لقول علی رضی اللہ عنہ شاہد الی زوجا لہ بشہادۃ روز نافذ ہو عقود میں مانسہر بیع اور نکاح کے اور صوح میں نافذ اقالہ

ملک اور کتب
من یو فی اللہ
نکاح و طلاق
ارشد علی
اس عا شری

وطلاق کے بعد بیل قول علی رضی اللہ عنہ کہ تیرے دونوں شہادوں نے تیرا نکاح کر دیا ہے یا مہر کی نہیں ہو مری ہو گا کہ وہ نے ایک بات پر نکاح کا دعویٰ کیا علی رضی اللہ عنہ نے
غصہ کے ساتھ اور نہ دواؤں کے ساتھ قائم کیے تو آپ نے: یونین ثبوت نکاح کا حکم کیا تو عورت نے کہا یا امیر المؤمنین اگر مجھ کو اور ناچاری ہو تو میرا نکاح اس کے کہ چکے
تو علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تیرے دونوں شہادوں نے تیرا نکاح کر دیا تو اگر وہ دونوں میں نکاح منع نہ ہو جاتا آپ کی قضا سے تو آپ تجدید نکاح سے امتناع نہ کرتے یا جو
عورت طلب نکاح کر چکی تھی اور مرد مذنب تھا اور انتہہ سعیدین فوج محفوظ رہتا تھا زمانہ سے اور شہود ہاں شہد کا ذب سے بدلہ تصدیق اور کدانی الدین کی صورت یہ ہو
کہ شہری نے غیر پردہ دعویٰ کیا کہ اس نے اس لڑکی کو اپنی مرض سے بچا اور بائیس لاکھ لکھ کر دیا سو مدعی نے شہود و قاضی کے ساتھ دعویٰ کیا کہ لڑکی شہری کی بی بی
تو یہ حکم نافذ ہو یا نہیں بھی امام کے نزدیک اس کا اس کی بی بی حلال ہو اور طلاق کی بصورت ہو کہ عورت نے اپنے زوجہ کے طلاق شدت کا دعویٰ کیا اور اس پر شہود و قاضی
کے اور قاضی نے فرستے ہیں ان کے حکم کیا اور عورت نے بعد عدت دوسرے زوج سے نکاح کیا تو امام کے قول میں یہ بھی اور اگر اس کی بی بی حلال ہو یا نہیں بھی امام کے
ہمراہی زوجہ کی کہ طلاق اور طلاق حلال ہو جو زوج شہادہ حقیقہ الی ایسا ہو کہ زوج اول نے اس کو طلاق نہیں کی اس پر حکم کیا کہ اگر نکاح کی صورت ہو تو نکاح
حلال نہ جانتا ہو اس پر حکم کیا کہ وہ اپنی ہر کدانی العالمہ کے تیرے کہ تو کہے امام کا مذہب سخت مشکل ہو اس واسطے کہ حکم بھی شکوت نکاح کو نہیں سمجھتا کہ عدت
کا تو اس کا جواب یہ ہو کہ مجھے حرام ہے کہ سب حلال کا نہیں شمار کیا ملک قاضی نے بسبب یہ حکم دینے کے کہ اگر عقد جدید کو انشاء کیا وہاں اگر عقد نکاح کے تو امام
حفظہ شہود شرط بھی دعویٰ نکاح اور قاضی کا حکم حرام نہیں بلکہ وہ واجب ہو اس واسطے کہ قاضی کذبہ شہود سے واقف نہیں ہے قضا میں سبب ہر شہادہ سے باوجود
نزدیک شہادت ہی ہر شہادہ طور قاضی شہادت و عدت سے تیرے ہوئی انشاء عقد لازم پر قاضی کی جانب کدانی الخطاوی و عدت الشریعہ تہمت و امام کو قاضی
بیل تحریر بقضا سے یہ کہ اگر لڑکی میں ازوجین واقع ہو زوج کے اس سے تو نافذ ہو ظاہر اور باطن میں تقریق یا عرق اولیٰ بالغا نہ کہ یہ کہ قاضی اس کا امام و بی بی حلال
کی جانب سے کدانی الفح و نکاح و ثلاثہ ظاہر فقط و علیہ القویٰ شہادہ لڑکی اور صاحبین زور اور لڑکی کے کہ قضا شہادت
زور سے فقط ظاہر میں نافذ ہو اور اسی پر قوی ہو کدانی الشریعہ لڑکی لڑکی امام ہم یعنی قضا شہادت زور ظاہر میں نافذ ہو باطن میں اس واسطے کہ شہادت زور ظاہر میں ہے
ہو نہ باطن میں قضا ہی اس طرح فقط ظاہر میں نافذ ہوگی نہ باطن میں اس واسطے کہ قضا نافذ ہوگی ہر بعد حسب کے قضا فی سبب جن میں سے متقول ہو کہ عدت نافذ ہو طلاق
قوی ہو مجملہ لڑکی میں فتح القیدی سے ہو کہ قول بوضیفہ ہو الوجہ یعنی قوی ہو کدانی الخطاوی بخلاف لاملاہ لڑکی لڑکی ایام المطلقہ عین ذکا سبب ملک غلام ہو
فقط اجماعاً لہذا اجماعاً لہذا سبب ملک لہذا قضا املاک مسلمہ یعنی وہ املاک ذکر سبب ملک سے مطلق ہیں فقط ظاہر میں نافذ ہوگی نہ باطن میں لہذا اجماعاً لہذا سبب ملک غلام ہو
میرا خود او فی سبب کے خلاف میں ان میں ظاہر میں ہر قضا نافذ ہو جائے کہ شہادہ نکاح میں نکاح مندم ہو جائے یا قضا پر نظر ہو قضا کے کہ قاضی نے کہا کہ لڑکی
تیرا نکاح اس سے کر دیا تو دونوں میں نکاح کا حکم کیا قطع منازعت کے واسطے اور املاک ملکہ میں ایسا نہیں جانتا اس واسطے کہ امام کی واسطے کوئی سبب ضروری اور نہیں
اولیٰ نہیں ہے بسبب یہ سبب امام ملک لڑکی یہاں ان کے سبب سابق علی القضا ممکن نہیں بطریق قضا میں جب باطن میں قضا نافذ ہوئی تو مقتضی کہ کوئی اور کو غیر حلال نہیں
اور مقتضی علیہ کہ حلال ہو لیکن یہ وہ شہادہ کیا کہ کہ لڑکی لڑکی میں کر لڑکی لڑکی کو نسبت نسبی کر لڑکی یا قرضہ کر لڑکی کدانی الخطاوی و لڑکی لڑکی حتیٰ اخذ سبباً مقناً
فعلی الخلاف ان کان سبباً ممکن انشاءً تو اگر املاک میں سبب جن کو ذکر کرے تو خلاف سابق ہو گا بشرطیکہ وہ سبب ایسا ہو جب کالائش اور یہ کہ اگر ممکن جو
قاضی کی قضا سے چنانچہ یہ بھی اگر مدعی نے دعویٰ کیا کہ غلام یا غیری مملوک ہو بسبب خرید کے اور شہادت کا ذبا سپر قائم کی عدت قاضی نے شہود و قاضی کے کہ لڑکی لڑکی لڑکی لڑکی
قضا نافذ ہوگی ظاہر اور باطن اور صاحبین کے قضا میں ظاہر میں نافذ ہوگی نہ باطن میں لہذا لہذا قضا نافذ ہو جائے کہ شہادہ نکاح میں نکاح مندم ہو جائے یا قضا پر نظر ہو قضا کے کہ قاضی نے کہا کہ لڑکی
تو قضا باطن میں کدانی الخطاوی نافذ ہوگی باقی امام اور صاحبین کے قضا میں ظاہر میں نافذ ہوگی نہ باطن میں لہذا لہذا قضا نافذ ہو جائے کہ شہادہ نکاح میں نکاح مندم ہو جائے یا قضا پر نظر ہو قضا کے کہ قاضی نے کہا کہ لڑکی
امام کے نزدیک ایسا سبب پر ہو جو قاضی کے حکم سے پیدا ہو سکے الخطاوی نے کہا بائیس لاکھ لکھ کر دیا سو مدعی نے شہود و قاضی کے ساتھ دعویٰ کیا کہ لڑکی شہری کی بی بی
تو یہ حکم نافذ ہو یا نہیں بھی امام کے نزدیک اس کا اس کی بی بی حلال ہو اور طلاق کی بصورت ہو کہ عورت نے اپنے زوجہ کے طلاق شدت کا دعویٰ کیا اور اس پر شہود و قاضی

محمود بن عبد بن ادریس و کما لو علم القاضی بکذب الشهود حیث لا یبقی أصل القضاة بالیقین العا ذیہ فی حکم القضاة و جہا لہ العورت
 محرم بنی مری برامہ و بہت با ائمہ و دیگر جہا کے اور چنانچہ اگر قاضی کو ایوں کی دروغ گوئی سے واقف ہو جائے کہ وہاں سلاقتا نافذ ہوئی ہوگی قضا کے نامہ
 کذا فی التعلیل فی کذا فی قضا القضاہ و علم قاضی کے مسئلہ کو شایع ملحد و ذکر تارث کے ساتھ تفتیش دینا کہ وہ دونوں صورتوں میں سلاقت نافذ نہیں
 نہ ظاہر نہ باطن میں بخلاف اہل سنت کے کہ انہیں قطعاً باطن میں یا ظہر میں یا کذب کی بدعت پر اگرگز و جس نے دعویٰ کیا کہ زوج نے اسکو مطلق کیا بطلان میں ہے
 زوج اسکا منکر ہو تو قاضی نے اسکو قسم دی اور اسے قسم کھائی انکار پر اور عورت جانی ہو کہ بلاشبہ مطلق واقع ہوئی تو اسکو زوج کے پاس رہنا جائز نہیں اور نہ اسکی
 میراث لینا اسکو درست و خلاف میں ہر کوئی زوج کو اسکی ولی حلال نہیں بلکہ کذا فی الطحاوی و علی اسواسطہ حلال نہیں کہ امام کے نزدیک یہاں تک کہ وہ سے قضا نافذ ہوئی ہو کہین
 کا وہ سے قصاصی مجتہدین فیہ بخلاف ساریہ ای مذہبہ مجمع و ابن کمال دینفند مطلقاً ناسیاً او عامداً عند حاد الا یمیۃ الثلیثہ و یہ یقینی مجمع
 و قایہ و ملتقی او قبل بالنفاذ یقینی قاضی نے حکم دیا مسئلہ مجتہدین میں بر خلاف اپنی رائے کے یعنی اپنے مذہب کے مخالف کذا فی الجمع و ابن کمال تو نافذ نہ ہوگا مطلقاً نہ
 بیوں کے مسئلہ صاحب میں راہبہ تائید کے نزدیک اسکی قول فتویٰ ہو کذا فی الجمع و الوقاہ و المستفی و قول نصیص یہ کہ نافذ ہے فتویٰ ہر چنانچہ مخبر و مکاری سے فتویٰ منقول ہو کہ اپنی
 الطحاوی ہم مسئلہ مخبر پر شرح مذکور ہو چکا فی شرح الوہابیۃ للشیونہ فی قضی میں لیس مجتہداً کحقیۃ نہ انما بخلاف مذہبہ عامداً لا یبقی تفا
 حکماً ناسیاً عند حاد و نہ ساریہ کی شریعت و میانہ میں ہو کہ جو قاضی کہ مجتہد نہیں جیسے قاضی سے زمانہ کے قاضی نے فی المذہب سے حکم دیا ہے مذہب کے مخالف جان چکر
 تو حکم مذکور نافذ ہوگا باتفاق امام اور صاحبین کے اور اسبطح ابنہ پیش ل کر کہ نافذ نہ ہوگا صاحبین کے نزدیک ہم حکم خلاف مذہب چنانچہ مذہب انبی یا مالکی حکم سے
 یا مالکی حکم نافذ نہ ہوگا اور اگر مخفی ابو یوسف یا محمد و غیرہ امام کے شاگردوں کے قول پر حکم کرے تو یہ حکم خلاف مذہب نہیں ہر چنانچہ در بین ہی اس صورت میں ہر جگہ
 قاضی کو حکم مذہب امام کی تعلیم نہ واقع ہوئی ہو والا وہ منقول شہر گاندائی الطحاوی و لو قیتۃ السلطان بصحیر مذہبہ کما تاتنا نقیہ بلا خلاف کذا
 منہر و لا عندہ انتہی اور اگر سلطان نے قضا کو اپنے مجمع مذہب کے ساتھ مفید کیا چنانچہ ہمارے زمانہ میں یقینی مجمع مذہب امام واقع ہوئی ہو تو قضا بلا خلاف یقین
 ہر کی سبب مجتہد قاضی کے منقول حکم مخالفت سے اسکی کلام الشریالی وقد عرفت بیت الوہابیۃ فقلت تشہور و لو حکم القاضی بحکم مخالف
 لمد ذہبہ قاضی اصحابیستطرد اور البیہرین نے متغیر کر دیا و میانہ کی میت کو سولوں اور اگر قاضی حکم کرے اپنے مذہب کے مخالف اصحابیستطرد نہیں ماریا
 ساہبا اسکو لکھنا چاہیے قلت و اما ان لا یفرق فی صا دق فصل مجتہد فیہ نفذ امہ کما اول منہا عن سید القطار خانہ و غیرہا فی حفظہ
 یاقین ابون راہب کا حکم تو یہ کہ فصل مجتہد فیہ سے ملگا تو امر اسکا نافذ ہوگا چنانچہ اسکا مقدم ذکر کیا ہو کتاب السیرتار خانہ و غیرہ سے تو اسکو یاد رکھنا چاہیے لا یبقی
 علی غایب و لا لہ ای لا یصح لہ لا یبقی علی المقتنی بدہ یہاں تک کہ وہ دیا جائے شخص غائب غیر حاضر اور نہ اسکی واسطہ یعنی غائب کی ضرورت اور نفع کی واسطہ حکم دینا
 نہیں بلکہ حکم نافذ نہیں یعنی قول شفی بہ کذا فی البیہرہ امام شافعی و مالک و احمد کے نزدیک غائب پر حکم کرنا جائز نہیں لیس حدیث البیہرہ علی المقتنی و امین علی من لک و حضور کو شہر
 کرنا اس حدیث پر زیادہ ہو بلا دلیل و ہمارے دلائل حدیث صحیح ہے جو ابو داؤد و ابن مروی ہو کہ جب علی مرتضیٰ کو بین کا قاضی کر کے بھیجا تو رسول خدا علی القدا علیہ السلام نے
 فرمایا یا جب میرے سامنے دونوں جسمیں ہیں تو حکم نہ کیجیو جب تک کہ میرے سامنے نہیں لہنا جیسے اول سے سنا اور اسکو احمد اور علی اور علیہا لسی اور حکم نے بھی روایت کیا کہ
 تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دوسرے کا کلام معلوم نہ ہونا حکم کا مانع ہو اور یہ ثابت ہو خصم کے غائب ہونے سے یا اسکے نائب کے غائب ہونے سے اور ایسوسطہ
 کہ شہادت کا حجتہ ہونا اس پر موقوف ہو کہ منکر حاضر ہو دفع اور غیبت فی الشہادت سے اور اسکا عاجز ہونا یا دیون حاضر ہونے کے معلوم نہیں ہو سکتا کذا فی قضا
 لا یجوز ان یموت ای من یفرم مقام الغائب حقیقۃ کو کبلہ و دصیغہ و متولی الوقف غائب پر قضا نہیں کرے اسکے نائب کے حضور میں نائب سے
 مرد و شخص ہو جو قاضی نام نہ ہو غائب حقیقۃ چنانچہ غائب کاکیل اور اسکا وصی اور متولی وقت کا مخواہ کاکیل حضورت اور دعویٰ کا ہو خواہ حکم کے واسطے

کتاب القضا

اسطوری

کذا فی الطلاق علی التبعی و لو کان ما یبطل علی الغائب شرطاً لایبطل علیہ علی الخاص کیما اذا ادعی عبد علی مولاه انہ علق عقیقہ بطلاق
 زوجہ زید و یرفع علی السطریق بخیار ذیق لا یقبل فی الاصح اذا کان فیہ ابطال حق الغائب فلو لم یکن کما اذا علق طلاقاً عاقراً
 بعد خولی زید انما یقبل لعدم صدور الغائب او وجود دعوی کیا جاسے غائب پر اگر وہ شرط ہو اس دعوی کی جو حاضر پر او عا ہوا چنانچہ اگر غائب نے نہت بیان پر اسکا
 دعوی کیا کہ اسنے خلق کیا میرے حق کو زوجہ زید کی تطلق پر اور گواہ لایا زید کی زوجہ کے طلاق واقع ہونے پر زید کی غیبت میں تو گواہ مقبول ہو سکتا ہے قول مجمع بین
 جبکہ اس میں حق غائب کا ابطال ہو چنانچہ طلاق ہونا زوجہ زید کا صورت مذکورہ میں اگر غائب کا حق باطل نہ ہوتا ہو چنانچہ اگر زوج سے اپنی زوجہ کی طلاق زید کے
 دھن دار پر خلق کی جاتی ہوتی کہ اگر زید گھر میں داخل ہو تو اسکی زوجہ معلقہ ہو تو ثبوت دخول و اس کے گواہ مقبول ہو سکتے ہیں سبب عدم ضرر غائب کے یہی ہے
 کہ اگر غائب نہیں غول وار کے ثابت ہونے میں ہم غرضانی اس میں اختلاف شائع ہوا و صحیح یہ ہے کہ مقبول نہیں سبب اور شرط میں فرق یہ ہے کہ سبب اس میں غیبت
 سبب تو حاضر غائب ہو گا سبب سبب یعنی غائب کا ماندہ بدل کے اور ایسا نہیں جبکہ شرط ہو یعنی شرط اصل نہیں جو نسبت مشروطہ حاضر غائب کا ہے
 نہیں ہو سکتا لہذا فی حدیث الشریعہ قاتل حبیل اثبات العقی علی الغائب ان ذلک المشہود علیہ ان الشاہد عبد فلا یدعی عقیقہ لطلاق علی زید
 لایک الغائب عقیقہ قبل اثبات حق علی الغائب کیونکہ میں سے ایک دلیل یہ ہے کہ شہود علیہ یہ دعوی کرے کہ شہدائی کا کلام سے تفصیل غلط ہے سو گواہ
 قاتل سے جی کہ اس کے مالک غائب نے اسکو آزاد کروا دیا تو گواہی حق کی مقبول ہوگی و چونکہ حبیل انطا فی حبیلہ الکفالیۃ تہم ہما معلقہ بطلاق و حبیلہ
 او حبیل طلاق سے قبلہ پر عورت کے حرکی کفالت کا معلق اطلاق عورت ہم صورت اسکی یہ ہے کہ عورت ایک مرد پر دعوی کرے کہ تو نے کہا کہ اگر میرا زوج
 طلاق دے تو میں نہ رہے گا نہ میں ہی نہ ہوں یہ وہی ہے کہ اسنے کفالت کا انکار کیا اور طلاق کا انکار کیا اسنے طلاق پر گواہ قائم کیے تو طلاق اور انکار کلمہ کا معلق ہوا
 نے کہا یا ان سے ترک کلمہ مسائل میں و قول ضیعت پر فترت میں چنانچہ غائب اسکی تقریر ہو اسوا سے کہ میں قبیل شریعت میں غائب کیو اسے باطل نہیں
 میں جو کہ باطل و اسکا اگر غائبی سیر حکم کر گیا تو حکم نافذ ہو گا انتظام و متعلق کے سبب ہمہ و دعوی کفالیۃ بفقنۃ العقی و معلقہ بالطلاق اور فقہاء کی کفالت
 معلق طلاق کا دعوی ہم صورت اسکی یہ ہے کہ عورت نے ایک مرد پر دعوی کیا کہ تو نے کہا کہ اگر میرا زوج مجھکو طلاق دے تو میں نہ رہے گا نہ میں ہی نہ ہوں یہ وہی ہے کہ اسنے
 کفالت کا انکار کیا اور طلاق کا انکار کیا سو عورت نے طلاق پر گواہ قائم کیے تو طلاق اور انکار کلمہ کا معلق ہوگا پر قول ضیعت و عن ابراہان لا یولی فی حدیثہ ما فی
 دعوی البواہرہ کہ فی حدیثہ ان ذلک زوج الغائب طلاقاً و انقضت عیدھا و تزوجھا فاقربت بزوجیہ الغائب و انکرت طلاقہ و یرفع
 علیہا بطلان الطلاق و فی حدیثہ ان ذلک زوج الغائب طلاقاً و انقضت عیدھا و تزوجھا فاقربت بزوجیہ الغائب و انکرت طلاقہ و یرفع
 حبیلہ وہ جو بیاہرہ کی کہتا ہے ایسی دعوی میں ہر کہ دعوی کیا ایک عورت پر اسکا کہ اس کے زوج غائب نے اسکو طلاق دی اور اسکی عدت منقضی ہو گئی اور مدعی نے
 اس سے نکاح کر لیا سو عورت نے غائب پر جیسے گواہ کیا اور اس کے طلاق دینے کا انکار کیا تو مدعی نے عورت پر یہ گواہی طلاق ثابت کر دی تو عورت پر حکم ہو گا کہ وہ
 زوجہ حاضر کی اور اداہ شہادت کی حاجت نہ ہو گی جبکہ شخص چنانچہ ہو گا ہم طحاوی نے کہا کہ اگر یہ دعوی راست ہو تو اسکو حبیلہ کہتا ہے بلا وجہ اور ذکر عدم اداہ زنا
 بے موقع ہو و طریقیات میں کہ دعوی زوج میں یہ حبیلہ جاری ہو اور حالانکہ ایسا نہیں بلکہ ایسا فعل کہ لکھا میں ہے اور طریقیات میں یہ اسیر و کفالت کہتا ہے
 کہ برہان طلاق نہت و حیث ہو حالانکہ دونوں بن ملازم نہیں اگر یہ مرد جو کہ گواہی طلاق اور نکاح دونوں پر قائم ہوئی تو اب طریقیات میں وہی و لو فصلی علی غائب بلا غائب
 یقن فی اظہار الدایتین عن اصحابنا ذکرا ملا خسرو فی باب خیال الغیب اور اگر قاضی نے حکم کر دیا غائب پر بدو ان کے تو تصاناف دعوی حقیقہ کی طریقیات میں
 میں کہ گواہی اسکو ملا خسرو نے در کے خیال العیب کے باب میں ہم طحاوی نے کہا کہ یہ معمول ہوا صورت پر جبکہ مفتوح کی منفعت کی اسے حکم ہوا ہو مطلق غائب
 میں جو اگر حق میں ہو کہ اس فعل سے کفالت علی الغائب کے تصاناف دعوی یہ بہت لوگوں نے ہو گا لکھا یا بعضی وہ عالم سمجھے ہیں کہ خواہ قاضی شافعی ہو جس کے مذہب میں

مقامی سبب کثرت اشتغال کے بذات خود اموال کو روک کر حفاظت نہیں کی سکتا لہذا استحباب ہو کہ بطریق قرض کے دے کیونکہ قرض میں تاوان ہو نہ وہ بیعت میں اور
 قرض کو مناسب ہو کہ قرض لینے والوں کا حال دریافت کرے تاکہ کسی کا حال پریشان نہ دیکھے تو اس سے مال کو ملے اس واسطے کہ قاضی اگرچہ استعلاء ہی قادر ہو مگر قرض
 سے محتاج سے داند احتیاج کو قرض بنانا جائز نہیں بلکہ قرض ہی کو یہ جائز نہیں کہ اپنی ذات کو واسطے مال مذکور قرض لے اور اگر کسی کا کوئی دوسری ہو تو قرض نامناسب ہو
 چنانچہ فقہین میں ہر کذا فی الخطا ویستغفر وہ چیز جو حد میں اپنی ہو چنانچہ زمین براءعت کی یا مکان کر یا غلام کا سب و کہ اخذ المال من اب مبتدئ وضع
 عند عدل قنبہ اور قاضی کو جائز ہو فضول خرچ باب سے مال کا چھین لینا اور اسکو رکھنا چھوڑنا مرد و عاقل کے پاس الی القنبہ یعنی اس واسطے کہ ماطل صغیر کا مال بہاد
 باو سے و یکتب الصلک ذل بالتحفظ اور تسک لکھو یا جاوے اموال کو روکے قرض لینے والے سے بطریق استحباب کا قرض دے دے ہم قرضی نے کہا ملک عبادت
 ہو مال غنیمت کے اور امان سے وہ فارسی حرب ہو کہ ایضاً لاجل لو قاضی لاندہ لا یقضی لاندہ قرض سے باپنے قرض نہ منیر کا مال اگرچہ باقی قاضی ہو اس واسطے کہ باقی قاضی نہیں
 کر سکتا اپنے قرض مذکور اس واسطے کہ قرض قرض کا منکر ہو تو کو ایسی کی حاجت ہوگی اور اسکی سماعت اور حکم دینا قاضی سے متعلق ہو اور قاضی کو اپنے قرض مذکور اس واسطے کہ علم دینا جا
 نہیں ہو اور قاضی کی علت متعلق ہو کہ کذا فی الخطا ویستغفر ولا الوضی ولا الملتقط فان اقرضوا صمیموا البیوع عن التحصیل بخلاف القاضی اور نہ قرض سے
 ہوتی قرض کا مال نہ ملتقط لفظ کیونکہ قرض سے سو اگر یا باور قرضی و ملتقط قرض نیکے تو تاوان دینا اپنے قرض ہو گا سبب لاندہ قاضی ہونے کے تحصیل قرض سے بخلاف قاضی
 کے کہ وہ تحصیل پر قادر ہو ہم شایع سے قدرت تحصیل قاضی سے جو اب یا اس و دوسری روایت کا باب کو مغل صغیر کا مال میں بنانا جائز ہو کیونکہ ولایت اسکی قاضی
 کی ولایت سے عام ہو اس واسطے کہ لاندہ و راجع ہونے کی ولایت کیسے ہو مگر نہ شفقت میں یا نہ باور ہو قاضی سے تو ظاہر ہے اسکو قرض دینا جائز ہو کہ جو جائز ہے خلاصہ
 جو اب ہو کہ جو قرض اور عدم قرض میں قرض قرض اور زیادت لاندہ کہ غرض نہیں بلکہ قاضی قدرت علی الاسترخاء کا اعتبار ہو بعد وجود اس میں یا نہ کہ اور باب کے بعد لاندہ
 قدرت نہیں بخلاف قاضی کے اس واسطے کہ اگر قاضی کو ایسے کو نہ پاسے بسبب یا غیبت یا غیبت کو اپنے علم اور استقامت پر حکم کرے یا مال نکال لے لکھ لاندہ فی الخطا ویستغفر
 و یستغفر اقرضوا للضدۃ تحرقوا و ذہب فیجوز انفاقا بہ اور عدم جواز اقرضوا سے اشخاص کو روک کر قرض دینا مستحب ہو سبب سے کہ چنانچہ اقرضوا سے لاندہ قاضی کی
 خوف نواہی ضرورت میں اتفاق جائز ہو کذا فی البحر و صحتی بخلاف الملتقط الصمد قاضی لاندہ قاضی کی وجہ سے کہ ملتقط کا قاضی قاضی سے تو اس وقت میں قرض دینا بطریق
 اولی جائز ہو گا کہ قاضی جبکہ قاضی کے ملتقط کو طے کرے کہ م طلب کیا ہو تو اس وقت اسکا تیرات کر یا جائز ہو تو اس حالت میں قرض دینا ہی جائز ہو تو قاضی یا باہج و یا لغرم
 علیہ فی مالہ ان متعہ و اخر یہ ای التمدد و کذا فی الخطا لغرم علی المقضی لاندہ قاضی نے خیر و اجبی جو رکھ دیا تو تاوان قاضی پر ہو اسکے ذاتی مال میں
 اگر بالفصل حکم کیا اور اقرضوا ہی کیا تو جو رکھ دیا اور اگر خطا سے حکم دیا تو تاوان مقضی پر ہو یعنی جسکے واسطے حکم دیا کہ اتنی الدور ہم حکم قاضی جبکہ خلاف حق واقع ہو تو وہ وجہ
 ظاہر نہیں بطریق خطا یا بطریق عدم خطا کی دو صورتیں ہیں پہلی صورت یہ کہ حق مقضی ہو دوسری صورت یہ کہ حق العبدین ہو تو اگر حق العباد میں تدارک دور ہو مگر
 ہو اس طرح کہ مالان صدقہ یا غلاق یا عتاق کا حکم دیا ہو خطا ثابت ہوئی اس طرح کہ شہود غلام یا قارب یا عہد و فی القذف نیکے تو قاضی انما حکم باطل کرے غلام کو
 کو دے اور عورت اسکے زوج کو اور مال صاحب مال کو اور اگر خطا اس میں ہوئی جسکا پھر ناممکن نہیں اس طرح کہ قصاص کا حکم دیا اور استیفاء قصاص ہو چکا تو مقضی
 اس کے قصاص کا حکم نہ دے کیونکہ شہود قصاص مانع ہو قصاص سے لیکن مقضی اس کے مال میں خون بہا و اجبی ہو گا یہ سبب کہ اس صورت میں ہو جبکہ قاضی کی خطا بینہ
 یا مقضی اس کے اور اس سے ثابت ہو اور اگر خطا قاضی کے اور اس سے ظاہر ہو تو مقضی اس کے حق میں ظاہر ہو گا جب تک کہ اپنے حکم کو مقضی اس کے حق میں باطل کرے اور اگر ظاہر
 نہ ہو تو مقضی خطا کی اس طرح کہ حد زنا یا حد سرکہ یا حد شرب خمر کا حکم دیا ہو یا زچم اور قطع اور حد کا استیفاء ہو یا عہد ظاہر ہو کہ شہود عیبید یا افکار یا عہد و فی
 القذف میں تو تاوان اسکا بیت المال میں ہو اور اگر قاضی نے عہد لکھ لکھ کیا حکم میں اور اسکا اقرار کیا تو اسکے مال میں تاوان ہو گا سبب وجہ مذکور
 میں اور قاضی پر قرض ہوگی بسبب اسکا جرم عظیمہ اور مضرول ہو گا قصاص سے کذا فی الخطا ویستغفر انہدیہ شخصاً و فی النہی صغیراً للبراج قال محمد لو قال

قاضی اگر خطا سے حکم دے

۱۰

ایک شخص نے کہا کہ اگر ارادہ کیا تو اگر یہ اہل قدر و رتوبہ گون کے چھوڑی اور بی جلیدا و ٹھالی اور بی فعل کبھی کرنا ہو تو منع نہ کیا جائیگا اور اگر ایک شخص کی زوجہ اور
دوسرے شخص کے گھر میں ہو سو اسنے اپنی دیوار میں بیٹھ لیسنے کا ارادہ کیا اور کوئی راہ نہیں مان جائے کی بدولت داخل ہونے پر وہی کے گھر کے باہر اور اندر میں ہو گیا
اور انیسٹا وڑی حساب کے گھر میں پڑی ہو سو اسنے اسٹا وڑی نکالنے کا ارادہ کیا تو صاحب مکان مانع ہوتا ہو یا اسکا نابدان ہو دوسرے کے گھر میں اسنے
اسکے صاف کرنے کا ارادہ کیا اور کوئی نہیں مان اس کے گھر کے داخل ہوئے اور وہ منع کرتا ہو تو اس کے حساب سے کہا جائیگا کہ با تو اسکو داخل ہونے سے منع
نہ کرنا وہ درست کرے یا تو اپنا مال خرچ کر کے اسکا مطالبہ کر دے یہی مروی ہے محمد بن حسن سے اور اسی قول کو فقہ ابوالمیث نے لیا ہے اگر ایک شخص نے اپنی ملکیت
کو ان بیعتی ست دانے کا لڑا کھودا سو اس کے حساب کی دیوار ضعیف اور کمزور ہو گئی تو اس پر بروہی نہیں پھر اگر وہ ازمنہ مہر ہوگی تو اس پر تاوان نہیں ہی قول ظاہر
مذہب جو حکایت ہے کہ ایک شخص امام عظم سے شکایت کی کہ میرے پروسی نے اپنے گھر میں ان کھودا ہے یعنی میری دیوار کو اس سے ضرر پہنچا ہے کہ اس نے کہا تو اپنے گھر
میں اس کے قریب پر بالوغہ بیعتی ست دانے کا لڑا ان کھودا ہے اسنے ایسا ہی کیا تو اس کے پروسی کا لڑا ان میں ہو گیا اسنے ناچار ہو کر لڑا ان ہند کر دیا امام نے منہ جاکر
فتویٰ نو یا ملکہ اسکو وہ تدبیر بنا لی جس سے مطلب حاصل ہو گیا کہ انی الفتح ولا یمنع الشخص من تصوفه فی ملکة اذا کان الضرر بحارہ صرا یمنع منہ فی ملک
وعلیہ الفتویٰ برانیۃ واختارہ فی العبادۃ واقفی بہ فاری الہدیۃ حتی یمنع الحارص فتح المطاق و هذا اجاب العشاء فی شخصنا او منع نہ کیا
جائے شخص اپنی ملک میں تصرف کرنے سے مگر جبکہ اس کے پروسی کو ضرر ہو ضرر صریح تو اب اس تصرف سے روکا جائیگا اور اسی قول پر فتویٰ ہے کہ لڑائی لڑائی اور اسکو پینہ
کیا جو عادیہ بین راہبکا فتویٰ دیا ہے فاری ہدایہ نے تو منع کیا ہے جاکر پروسی طاق یعنی گھر کی اور دروزن کھولنے سے اور یہ جواب ہے مشائخ کا بطریق شخص کے ضرر میں
یعنی ضرر صریح ہے جو بیعت مہر اور جو تجارت کو کمزور اور سست کر دے یا منفعے بالکل خارج کر دے اور جو حاجات اصلہ کا مانع ہو یا خیرہ رشتی کا بالکل بند کرنا اور اسکو
ہلکانے فتویٰ کو اسطے پسند کیا اور اگر اندک ضرر ہی مانے ہو تو اپنی ملک سے فائدہ لینے کا باب بالکل مسدود ہو جائے رازی نے کتاب الاستفسار میں لکھا کہ ایک گھر کے متصل
چند گھروں کے ہو اور اس گھر کا مالک ارادہ کرے کہ اس میں تو رہنا ہے حسین عینیہ رویشان بگا کر میں کاج کے مانند یا پیسے کی جاکے یا دھو بیوں کی گندی کرنے کی
طریق بنادے تو جائز نہیں کیونکہ اس میں پروسیوں کا ضرر فاحش ہے جس سے بچا نہیں جاسکتا اسواستے کہ تو رند کو سے بکثرت شدت مھوان پھیل گیا اور علی و کندی کا
بشری سے دیوار پر دی ہو جائیگی بخلاف تمام کہ وہ ضرر نہیں ہے بسطیہ اس کے اور اس سے بچا ممکن ہو درمیان میں دیوار اٹھا کر اور خلیات تو رصف کے جو گھر
میں ہو تا ہو جوئی نے علامہ مقدسی سے نقل کیا کہ میں نے تہذیب قلاسی میں یہ قول پایا جو روزن بنانے کو اسطے اس تجارت میں جس شرف پر کسی کی زندگی
گھر لائق اختیار ہو یہ یہ کہ اگر روزن و صوب یا شہر کو اسطے ہو تو منع کیا جائیگا اور اگر رشتی کو اسطے ہو تو روکا جائیگا یعنی اگر اسفل تجارت میں روزن ہو تو ہر ایک
ہو اور اگر اعلیٰ تجارت میں ہو یا اسپر شہر یعنی جالی ہو تو وہ دوسری صورت ہے کہ ظاہر اور رشتی کو اسطے ہو تو لڑائی الطحاوی وجوب ظاہر الودایہ عدم المنہ مطلقا
وبہ اقنی طائفہ کا لام ظہیر الدین وابن الشحنة ذوالدہ و دجہ فی الفتر فی قیمة المحتوی وبہ یفتی واعتدلا المصنف ثم قال وقد اختلف الاقنا فی
ان یقول علی ظاہر الودایہ انتہی قلت و حیث تعارض منہ و شرحہ فالعل علی المصنوع کما تقرر ہذا و انتہی و جواب ظاہر الروایۃ کا عدم منع
ہر طرح سے خواہ پر و سیکافر صریح ہو یا نہ ہو اور اسیکا فتویٰ دیا ہے چند علمائے چنانچہ امام ظہیر الدین زابین شہنا و اسکے والد نے اور فتح القدیر میں اسکو صحیح دی ہے اور
جفتی کی کتاب القیمۃ میں ہو کہ اسیکا فتویٰ ہو اور مصنف نے اپنی شرح میں مان لینی کتاب القیمۃ میں لکھی ہے اعتقاد کیا ہے سویوں کہا اور البتہ فتویٰ دینے میں یہاں اختلاف ہے تو پھر
اور لائق یہ کہ جو صورت سے اختلاف فتویٰ ظاہر الروایۃ پر اعتقاد کیا جائے انتہی میں کہتا ہوں اور جبکہ مصنف کے من اور شرح میں عارض ہو تو محل متون پر لازم ہو چنانچہ یہ
قاعدہ ثابت ہو چکا ہے ہر بار ہر نامو تامل کر ہم جو اظہار الروایۃ یہی قیاس ہے کہ انسان اپنے ملک کے تصرف میں ختم ہو سیکافر ضرر ہو یا نہ ہو اور جبکہ معلوم ہو چکا کہ اکثر
مناخرین جواب امتحان پر میں نے درج صورت ضرر صریح عیا میں تصرف ہے نہ ہر ضرر میں والہ اعلم کہ انی الطحاوی قلت و بقی ما و اشکل حل یقوم کا

اگرچہ یہ مقبول ہو واسطہ امکان تو فی حق کے سبب تاخیر خریداری یعنی جب یہ اور خرید کی تاریخ مذکور نہ ہوئی تو احتمال ہے کہ خریداری بعد یہ واقع ہوئی ہوگی بشرط
کون الکلامین عند الفاضل الثاني فقط جازاً و بلیغاً و جزم الثانی بقرائن بالتناقض او کیا شرط ہے کہ وہ کوئی امتداد متناقض فی حق فاضل کے سامنے مبادی و
یا نقطہ کلام ثانی کا صادر ہونا فاضل کے پاس شرط ہے اس میں خلاف ہو اور قول ثانی کی ترجیح منراور ہے کہ فی الاموال اس واسطہ کہ کلام ثانی ہی کے سبب سے تو متناقض ثابت
ہو تاہم علامہ مقدسی نے کہا کہ یہ خلاف لفظی ہو اس واسطہ کہ جو کلام محکم ثانی سے پیشتر ہو واجب تک وہ فاضل کے نزدیک ثابت نہ کیا جائیگا تاہم متناقض متحقق نہ ہوگا
تو کو یاد نہ ہونے کی نسی میں صادر ہوئی کہ فی الاموال و التناقض یزعم بصدق الخصم و بقول المتناقض ترکت الاول و ادعی بطلان التناقض بالحق و نہامہ
فی الجہود المصنف اور متناقض دفع ہو جاتا ہے خصم کی تصدیق سے اور متناقض حق کے ہونے سے کہ میں نے کلام اول کو چھوڑا اور اب میں دعویٰ کرتا ہوں اور حکم کی تکرار
سے اور پورا بیان اسکا بجز لائن میں ہے اور مصنف نے اسکو اپنی شرح میں مسلم رکھا ہے کہ ملکیت عام کی یہ صورت ہے کہ خریدنے دعویٰ کیا کہ محمود اس کے مدیون کا ضامن ہو چکا
میں ضمانت کا انکار کیا اور خرید گواہ لانا اس کے ضامن ہونے پر اور حکم نے ثبوت ضمانت کا اور کفول لکھ دیا مگر جسے مال لینے کا حکم کیا پھر ضامن بنے مدیون مذکور
دعویٰ کیا کہ میں اسکا ضامن ہوا تھا اسکی اجازت سے اور اس پر گواہ لایا تو ہمارے نزدیک مقبول ہے اور مدیون سے مال ضمانت چھوڑ لیا جائے پھر دعویٰ ہو کہ میں نے
سکتا کہ کفیل ضمانت کا اول منکر تھا اور ایسی ضمانت ہے یہ میری متناقض ہے اس واسطہ کہ کفیل کے انکار کی شرط تکذیب ہوگی بسبب قبضہ کے کوئی ایسا شخص نہ ہو کہ الوداع
اولاً اتھا ای الدار متلا وقت علیہ تہاد عاھا النفس او ادعاھا العیوہ تہاد عاھا النفس لم تقبل للتناقض چنانچہ اگر دعویٰ کیا اول کہ وہ دعویٰ
متلا وقت ہو پھر پھر اسکی ملکیت کا دعویٰ کیا اپنی ذات کیا اس واسطہ یا دعویٰ کیا کہ وہ گھر میں شخص کا چھپر اسکی ملکیت کا اپنے واسطہ دعویٰ کیا تو مقبول نہیں بسبب
تناقض کے ہم تشبیہ کرتے ہیں قبول میں جب حق کا پھر ملکیت کا دعویٰ کیا تو اپنے حق میں الکلامین ہو کہ میں اس واسطہ کہ وقت مملوک نہیں ہوتا و قبل نقیل ان وقتیک
قال کان لفلان ثلث اشترتہ درہم او اخر دعویٰ اور بعضوں نے کہا کہ اگر کسی ثانیہ میں تو فی حق سے مدعی اس طرح پر کہ کہے گھر اول ضمانت شخص کا تھا پھر میں نے اسکو
خرید کیا تو مقبول ہے چنانچہ درہم کی کتاب لکھوئی کے و اخرین ہو قال و لو ادعی المملک لنفسه او لانتم ادعی الوقت علیہ قبل صاحب درہم سے کہا اور اگر اول
دعویٰ ملکیت کا اپنی ذات کیا اس واسطہ کیا پھر دعویٰ کیا کہ وہ مجھ پر وقت ہو تو مقبول ہو مگر الخیار میں اس طرح ہو اور کفر الریق اور دعویٰ میں تعلیق لفظ علیہ نہیں تو جب
میں تصدیق نہ کر کے تو فی حق ممکن ہو اس طرح کیا اول مدعی کا وہ مملوک ہو پھر مدعی اسکو وقت کر دے اور ضرورت تصدیق نہ کر کے تو فی حق ظاہر نہیں کہ نہ کہ متناقض ظاہر نہیں
تو فی حق میں مگر قبول ہو تو فی حق ہو سکتی ہے کہ اس کے نزدیک اپنی ذات پر وقت کرنا صحیح ہو کہ فی الاموال ہی کہا و ادعاھا النفس لم تقبل للتناقض چنانچہ اگر
دعویٰ کیا اپنی ذات کیا اس واسطہ پھر اپنے غیر کو اس واسطہ کہ وہ مقبول ہے اس احتمال سے کہ غیر نے مدعی سے خرید کر لیا ہو وقت قال لا خیر اشتویت یعنی هذه الجارۃ
وانک لا خیر الشوہ جاز البائت ان یطوھا ان ترک البائت الخصمۃ و اقترت تو کہ بفعل یدل علی الرضا بالفسخ کامساکا و نقلھا المتزلی علیہ لہما انقراض
مجموع العفو و ما عند النکاح فسخ اور جس شخص نے دوسرے سے کہا کہ تو نے مجھے یہ لونڈی خرید لی اور دوسرے شخص نے خرید کر کا
انکار کیا تو بائع کو اس لونڈی سے جماع کرنا جائز ہو اگر بائع نے جھگڑا کرنا چھوڑ دیا ہو اور ترک خصوصیت اس فعل سے مقرر ہو جو فسخ میں کی رضا مندی
پر ہر لالت کو سے چنانچہ لونڈی کو رکھ لینا اور اسکا اپنے مکان میں بیٹھانا جماع اس واسطہ جائز ہے کہ ثابت ہو چکا ہو کہ جمیع عقوق کا انکار سوائے نکاح کے فسخ ہو
یعنی جب بیع ہوگی مشتری کے انکار سے تو لونڈی بائع کی ملک میں داخل ہوگی تو وہی حلال ہوئی فللبائت ردھا بعیب قدیم لتمام الفسخ بالتراخی عیب
تو بائع کو لونڈی کا پھر دنیا بسبب عیب قدیم کے جائز ہے بغیر تمام ہوجانے فسخ بیع کے تراخی سے کہ فی الاموال ہم اس عیب قدیم سے رد جائز ہو چھپر
اسکو اطلاع نہ ہوئی یعنی قبل بیع کے والار و جائز نہیں کہوں بیع پر اقدام کرنا بعد اطلاع عیب قدیم کی علامت ہو یعنی نے شرح کنز الدین ذکر کیا
کہ جب مشتری نے خریداری کا انکار کیا تو بیع فسخ ہوئی مشتری کی جانب سے پھر جب بائع نے اسکی مساعبت کی ترک خصوصیت سے تو فسخ بیع پورا ہو گیا

اور ایسا ہی کہ دعویٰ رقیبہ کی طرح ہو کہ دعویٰ کیا ایک شخص کے غلام ہوتے پر سوائے غلامی سے انکار کیا تو مدعی کو وہ لایا اسکی غلامی پر پھر غلام کو اد لایا کہ مدعی نے
اسکو آزاد کر دیا تو برہان مدعا علیہ قبول ہو اگر اسے صلح نہ کر لی ہو مدعی سے ہم معنی برہان در صورت عدم صلح مقبول ہو اور اگر اول انکار کیا پھر کچھ مال پر صلح کر لی پھر گواہ
دیا ایضا یا اگر اسکی برہان مسموع ہوگی ایسا کہ ذی المنع دلو دعی الا یفاء ثم صالحہ قبل یہاں کہ علی الا یفاء بحر اور اگر مدعا علیہ نے ایفاء سے دین مدعی کا دعویٰ کیا
پھر مدعی سے کسی چیز پر صلح کر لی تو اسکا برہان ایسا مقبول ہو کہ ذی المنع بحر ہم معنی صلح دعویٰ ایسا کی بطل نہیں اسواسطے کہ موقع خصوصیت کیواسطے گاہے غیر معنی
دیا جاتا ہو کہ ذی المنع دعی و فیہ برہان ان لا یفاء ثم صالحہ ثم اقران علیہ للمکر نذک ما یؤیدہ من قطع عن المکر نلتما مائۃ وقیل لا وعلیہ الھتدی
ملتقط وکان فیہ لکما کان المدعی علیہ یجادن اذن منہ غیر مشغولہ فی رخصۃ فایمن تلھم المقاصد وادبہ علمہ اور بحر الرق
میں ہو کہ مدعی گواہ لایا کہ اسکا چار سو میں پھر مدعی نے اقرار کیا کہ مدعا علیہ منکر کے سرے اور تین سو میں تو چار سو سے تین سو سا قط ہو گئے اور بعضوں نے کہا کہ تین سو
سا قط نہیں اور اسی پر فتویٰ ہو کہ ذی المنع او شاید کہ عدم سقوط کی وجہ یہ ہو کہ جبکہ مدعا علیہ منکر ہو تو اسکا وہ مشغول نہیں اسکا گمان میں پھر تھا مسموع یعنی ہا ہم
بحر ہونا گمان واقع ہوتا ہو اور احد اعظم ذی الذکوة ولا یشک فک ونحوہ کما علیہ لا یقبل لتعد الزیفی اور اگر تکرار مال نے یہ نظر زیادہ کیا اور میں مجکو نہیں بچاتا
ہوں اور مانند اسکا چنانچہ یہ کہ کہ میں نے مجکو نہیں دیکھا تو برہان ایسا یا اگر مقبول ہو سبب متعذر ہونے توفیق کے ہم معنی ایک شخص نے دوسرے پر مال کا دعویٰ
کیا یہ مدعا علیہ نے کہا کہ تیرا کچھ نہ تھا ہرگز اور میں تجھ کو نہیں بچاتا یا تو لا کین نے مجکو نہیں دیکھا یا در میان میرے اور تیرے مخالفت اور غلط نہیں رہ نہ دینا یا ایضا
یا مدعی تو ایک مکان میں محتج نہیں ہوئے اور مانند اسکا پھر مدعا علیہ نے ایفاء دین یا اگر وہ دین پر گواہ قائم کئے تو مقبول نہیں کہ ذی المنع القدر شرح وقایہ میں ہے کہ عدم
قبول سبب تعذر توفیق کے ہو اسواسطے کہ بعضوں کے در میان لیتا اور دینا اور مدعا علیہ را بریدوں میں سے ہونے کے نہیں ہوتا اتنی وقیل یقبل کات البتہ او التحدی ذکا
قد تبادی بالشک علی بابہ فیما یرضاء الخصم ولا یغیرہ ثم یصر فلا حتی لو کان من یقبل بنفسہ یقبل اور بعضوں نے یعنی قدوری نے کہا کہ
ایفاء دین کی برہان باوجود عدم معرفت مقبول ہو اسواسطے کہ اگر محتجب یا عورت پر بشرط گاہے ازیت ہونی تو اپنے دروازے کے غل شور کرنے سے تواسنے کو کیا
و غیرہ سے وہ امر کرنا ہو ہی ہم کے راضی کر دینے کا اور حالانکہ خصم کو نہیں بچاتا کہ وہ کون ہے پھر اسکو معلوم کہ یا ہو تو اگر مدعا علیہ ان لوگون میں سے ہو جو ایسا کام
تبادت خود کرتے ہیں بلا واسطہ وکیل تو اسکی برہان ایفاء قبول عدم معرفت مقبول ہونگی ہم یہ تفریع ہو قاضی خان کی محتجب ہو جو بتولی افعال بذات خود نہ ہو اور
بعضوں نے کہا کہ محتجب شخص خلیفہ اشان پر مجکو نہیں نہ دیکھے کہ ذی المنع دعی و فیہ برہان ان لا یفاء ثم صالحہ ثم اقران علیہ بالموصول او بصیال صحہ در ذی اخر المدعی کات
المنافض لا یمم متحلا فرائہاں اگر مدعا علیہ اس شخص کے اقرار وصول یا بصیال کا دعویٰ کہ جس پر ذی یا ایفاء کا دعویٰ کیا گیا تو صحیح ہو کہ ذی السد فی آخر الدعوی
اسواسطے کہ تناقض مدیون بہت اقرار دیر کا مانع نہیں ہم خطاوی نے کہا یہ قول مرتباً ہو اس کلام مذکور سے جو مسموع ہوتا ہو مقام سے تقدیر مجوز و مسموع ہو
کہ جب توفیق ممکن ہو تو تناقض منفع ہو گا چنانچہ اسنے کہا کہ میں نے اسکو کچھ نہیں دیا پھر اسنے دینے کا دعویٰ کیا تو مسموع ہو گا کیونکہ بحال ہو کہ شہادہ مدعی مدعی خراف
ہو یا ان اگر مدعی کے اقرار وصول یا بصیال کا دعویٰ کہ جس پر ذی یا ایفاء دین و قضاء دین کا دعویٰ ہو چکا اسکا اقرار کا دعویٰ کرے اس طرح کہ اسنے یہ اقرار
کیا کہ دین اسکو پہنچ گیا ہو مدیون سے یا مدیون نے اسکو پہنچا دیا ہو اور گواہی سے اسکو ثابت کرے تو مسموع اور مقبول ہو کہ ذی المنع دعی و فیہ برہان ان لا یفاء ثم صالحہ
ثم اقران علیہ بالموصول او بصیال یا اقران بذی اقران کیا اپنے غلام کے بیچ کا غلام نے شخص سے پھر اسکا انکار کیا تو اسکا انکار صحیح ہو اسواسطے
کہ بیچ کا اقرار مدیون شرح کے مائل ہو چنانچہ ہر تریں ہو صحت انکار کا مطلب یہ ہو کہ غلام تناقض نہیں اور اقرار سابق کی گواہی مسموع نہیں
ادعی علی اخر انہ یأخذ منہ منہ فقال الا حرام ابغیا منک تطبیرہ علی الشہادۃ فوجد المدعی بہا عیباً واداد
و دھا فبرہن البایع اجماعی المستقر بری الیہ من کل عیب لم یقبل بینه البایع للتناقض دعویٰ کیا دوسرے پر کہ اسنے اپنی لڑائی چھ

تہ لولا فی الطحاوی مختصراً و الحق الفرق بین الذین واللعین اور حق یہ کہ دین میں فرق ہے ہم یعنی احد الودعہ منہم یعنی باقی وارثوں کی طرف سے اس عین کے دعوے میں جو میت پر ہے مگر جبکہ عین اسکے ہاتھ میں ہو اور اگر میت پر دین کا دعویٰ ہو تو احد الودعہ منہم ہو گا باقی وارثوں کی جانب سے اگرچہ اسکے ہاتھ میں عین ترک نہ ہو اس واسطے کہ دائن کا حق جمیع متروکہ میں شامل ہے بخلاف عین مدعا با اور ہایہ اور ہایہ کا دعویٰ کہ وہ دین میں عین ترک نہ کیا گیا ہا تھ میں ہو تا ضرور ہے بجز الرافق میں کہ اس کا جو فتح القدر میں ہے یعنی فرق مذکور وہی حق ہے باقی سمجھو اور یہ اس صورت میں ہے جبکہ وارث مدعا علیہ ہو چنانچہ مذکور ہو چکا اور اگر وارث میراث عین کا مدعی ہو جائے پر تو اگر اپنا دعویٰ ثابت کرے تو اسکے اور باقی وارثوں کے واسطے ارث کا حکم ہو گا اگر اپنے وارث کے واسطے ارث کا دعویٰ کیا تو اور اگر دعویٰ ثابت نہ کر سکا ہو اور مدعا علیہ نے اس کا دفع کر دیا ہو اس طرح کہ میں نے اسکو تبرے صورت سے خرید لیا ہو اور خرید کو ثابت کر چکا ہو تو دعویٰ ارث کا حاضر اور غائب کے حق میں مندرجہ ہو گا کذا فی الطحاوی عن ابی السعود ومثله او مثل العقار المتقول فیما ذکر فی الاصحہ حرر اور ہاتھ اسکے یعنی غیر منقول کے مانند منقول بھی ہو مگر مذکور میں قبول اصح کذا فی الدرر ہم یعنی اگر مال منقول میں دعویٰ ارث مدعی ثابت کرے تو یہ اپنا حصہ لے اور غائب کا حصہ ذی الید کے پاس چھوڑے لکن اعتد فی المتقول اندر و حق منہ اتفاقاً و مغلہ فی الجہا لیکن بطریق الاجماع میں اس قول پر اعتقاد کیا ہو کہ منقول لے لیا جائے ذی الید سے یہ اتفاق اجماع اور صاحبین کے اور اسکے مانند بجز الرافق میں ہے ہم اس واسطے کہ منقول میں حفاظت کی حاجت ہو اور اس سے لینے میں زیادہ تر حفاظت ہو اور زمین تو خود محفوظ ہے قالوا انہ لا یؤخذ لو تمیزاً صاحب بچہ نے کہا اور امام اور صاحبین نے اجماع کیا ہے اس پر کہ غائب کا حصہ نہ لیا جائے یعنی منقول میں اگر ذی الید مقرر ہو طحاوی نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر منقول میں اجماع نہیں حالانکہ ایسا نہیں کیونکہ وہ حالت اقرار عتار اور منقول کا ایک ہی حکم ہے و اذ علی ثلث قالہ یقرب ذلک علی سکتا شئ لا یأخذ المیراث ایک شخص نے وصیت کی اپنے مال کی دوسرے کو واسطے تو یہ وصیت بہر خبر واقع ہوگی یعنی جیسے مسئلہ کہ پڑا واسطے کہ وصیت میراث کی میں ہے یعنی خمس میراث ہو تو جیسے میراث بہر خبر میں جاری ہو ویسے ہی وصیت بھی ولو قال مالی اوما املک کذا صدقۃ فہو علی خلیفہ مال اذ کوۃ استحصانا اور اگر کہ مال با جس چیز کا میں ملک ہوں وہ صدقہ ہو تو وہ مال کوۃ کی جنس ہو واقع ہو گا بطریق استحصان ہم وجہ استحصان یہ ہو کہ ایسا عید مقبر حق تعالیٰ کے ایجاب سے یعنی جس چیز میں حق تعالیٰ نے صدقہ واجب کیا ہے اس میں ایجاب عید بھی واقع ہو گا مال میں ہوا ائمہ اور فقہاء میں در اسباب تجارت داخل ہے خواہ بقدر نصاب ہو یا نہ ہو خواہ اشیاء مذکورہ متصرف میں ہوں یا نہ ہوں اس واسطے کہ جس چیز میں کوۃ واقع ہوئی ہو اسکی جنس مقبر ہو قطع نظر اسکی مقدار اور شرط سے کذا فی الطحاوی و ان یجوز انہ امسک منہ قدر قوتہ فاذا ملک عینہ تصدق بقدرہ اور اگر شخص کو نہ پادے سوا مال کوۃ کے یعنی اسکے پاس سوا ائمہ اور فقہاء میں در اسباب تجارت کے اور مال ہو تو اس میں سے بقدر اپنی قوت کے رکھ لے اور باقی تجارت کرے پھر سوائے اسکے جبکہ مالک ہو تو بقدر اسکے تصدیق کرے ہم علماء متاخرین نے مقدار قوت کی یون ٹھہرائی ہے کہ پیشہ و رانی ذات اور عیال کیا سنے ایک دن کا قوت رکھ لے اور صاحب غلہ بھی جبکہ مکان وغیرہ کا کہ حاصل ہو یا ہو وہ ایک جیسے کا قوت رکھ لے اور آرائشی کا مال ایک سال قوت اور سود اگر اتنا رکھ لے جو اسکو کمات کرے یہاں تک کہ اسکے مال حاصل ہو کذا فی الطحاوی فی البیوت قال ان فعلت کذا فاما املک صدقۃ فحلیہ ان یصح و ملکہ من رجل متوہب فی میندیل و یقصدہ و کم یوۃ ثم یفعل ذلک ثم یؤدہ بخیار الروی و یقول فذلک یکرہا شئ بجز الرافق میں ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ اگر میں ایسا کروں یعنی مثلاً اگر مجھے کلام کروں جس کا میں ملک ہوں وہ صدقہ ہو تو اسکا حلیہ ہے کہ اپنی ملک کو ایک مرد کے ہاتھ بیچ کرے جو اس کو کپڑے کے جو مال میں بیٹھا ہو اسکو اس پر قبضہ کرے بدوں اسکے دیکھنے کے پھر وہ فعل کرے یعنی زید سے کلام کرے پھر اس کپڑے کو بسبب عید وصیت کے پھر دے تو اس پر کچھ صدقہ لازم نہ آوے گا ہم اس واسطے صدقہ لازم نہ ہو گا کہ وقت حث یعنی مثلاً کلام زید کو وقت کوئی چیز اسکی ملک میں بھی بسبب بیچ ڈالنے کے اس واسطے کہ ملک کا اعتبار نہ ہو بلکہ وقت کی طرف سے حث کو وقت و لو قال الف درہم من مالی صدقۃ ان فعلت کذا ففعلہ و هو علی اقل لزمہ بقدر ما یمکن

بجز الرافق میں ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ

اور زید نے اس کے ہزار روپے لئے اور پھر کاٹنے کا ارادہ ظلم کے دعویٰ کیا اور قرار کیا کہ دونوں امر یعنی اخذ اور قطع اس قاضی کی قضائی حالت میں واقع ہوئی اور
 سبط قاضی کی تصدیق ہوگی اگر اس کے فعل مذکور کو گمان کیا قبل تقلید قضایا بعد مغرول ہونے کے قول میں اس واسطے کہ زید نے قاضی کے فعل کی اس
 مصدقہ یعنی قضا کی طرف نسبت کی جو باوان کے منافی ہو قاضی کی تصدیق ہوگی مگر یہ کہ زید گواہ لاوے اس پر کہ اخذ اور قطع حالت قضائی میں نہیں واقع ہوئی تو اب
 قاضی مطلق ہوگا اس فعل میں کذا فی صدر الشریعہ صحت قضایا اس واسطے منافی ضمان ہو کہ ظاہر اس کا شاید ہو اس لیے کہ ظاہر قاضی ظلم کا حکم نہیں کرتا اور قاضی نہیں کرتا
 نہیں کہ فعل اس کا قضائی میں قرار دینی ثابت ہوا لکن فی المطاوی فی شرح مسئلہ حنفیہ شایع کا نقل فی الاشباہ و بعض الشافعیۃ اذ الم یکن القاضی شایع
 فی بئیت المال فله اخذ عشر ما یتولی من اموال الیتامی کا د کاف اشباہ میں نقل کیا کسی شافعی المذہب کے کتب قاضی کا بئیت المال سے کچھ روزہ مقرر ہوتا
 اس کو دسواں حصہ اموال یتامی اور اوقات سے جنگاویہ کار پر از ہو دنیا دست ہو ہم صاحب شہادہ نے اس نقل کو صاحب انوار سے نقل کیا پھر اس کے انکار میں
 مبالغہ کیا و فی الحاشیۃ للقول فی عشر فی مسئلۃ القاضی اور حاشیہ میں یہ کہ متولی کو دسواں حصہ لینا جائز ہے مسئلہ طحاوی میں ہم اس مسئلہ کا بیان کر چکے ہیں
 علاوہ برین یہ قول مجرور و متعرج بھی نہیں شہادہ میں حاشیہ سے یوں منقول ہے کہ ایک شخص نے اس میں اپنے مولیٰ پر وقت کی پھر وقت کر لیا اور قاضی نے وقت ایک
 متولی کو سپرد کیا اور معاملات و قضا دسواں حصہ متولی کو واسطے مقرر کر دیا اور وقت میں لکھا پھر معنی ایک بچی پر ایک شخص کے ہاتھ میں بطور قضا حصہ متولی
 کی کچھ حاجت تھی اس بچی کو اس کا لگا لگا کر دیا کہ متولی کا دسواں حصہ لینا واجب نہ ہو گا اس واسطے کہ متولی نہیں لیتا مگر بطریق اس کے تو مستوجب اجر ہو گا اور
 محل کے اتنی علامت بری نے کہا صواب یہ ہے کہ عشر متولی کو واسطے اس وقت میں مقرر ہو تو امر اس سے اجرت مثل ہو تو اگر عشر زیادہ ہو اجرت مثل سے قدر اند
 کو پھر جسے اور تخصیص کرے اور خزانہ اکمل اور ولو الجہ میں بطریق اجمال یوں ہے کہ متولی کو اجرت مثل سے زیادہ لینا جائز نہیں کذا فی المطاوی فی حقیقت لکن فی
 البرازیلہ کلی ما یجب علی القاضی لا یحل لہما اخذ الاخریہ کا حکام صغیر لکن واجب علیہ و کجواب المفتی بالقول و اما انما لکتابہ فیجوز لہما
 علی قدر کتبہما لکات الکتاب لکن لا لزمہ لہما و شامہ سے شریح الوعیانینہ میں کہتا ہوں لیکن برزازیہ میں یہ کہ جو فعل قاضی متولی پر
 واجب ہو تو وہ دونوں کو اس کی مزدوری لینا جائز نہیں جیسے معین کا نکاح کر دینا اس واسطے کہ وہ قاضی پر واجب ہو اور جیسے مفتی کا زبانی جواب دینا کہ وہ مفتی پر واجب
 ہو اور تحریر کی اجرت لینا سو قاضی اور مفتی دونوں کو جائز ہے بقدر ان کی کتابت کی واسطے کہ کتابت قاضی اور مفتی پر لازم نہیں اور زبانی بیان اس کا شرح و بیان میں ہے
 ہم خلاصہ میں یہ کہ قاضی کو عیالات و غیرہ کی کتابت پر اجرت لینا بقدر اجرت مثلاً جائز ہے قول مختار ہے اور نکاح صغار پر کچھ لینا جائز نہیں اور اس کے سوا ہر عمل
 پر اور مال شہم کے بیچ کی اجازت پر اجرت حلال نہیں اگر اگر اجرت لگایا تو بیع نافذ نہ ہوگی انہی شرح و بیان میں لکھا اور ہم یہ کہ بقدر اجرت کی بقدر مشقت کے ہو اور اگر
 ایک سو کے بیش کی مشقت جیسے اجناس خفیفہ ہر زیادہ ہوتی ہو دس لاکھ نقد کی مشقت پر میں کہتا ہوں اور عادیہ میں متعلق ہے ہر اور یہ جو بعضوں نے کہا کہ اگر
 برزازیہ یا دیگر دوم اجرت پر سو فیصد نہیں اور ہمارے اصحاب جہم افشکی ختم سے مناسب لائق نہیں اور کوشی مشقت ہو کتاب کو کثرت متن کی تحریر میں اس کو تو
 اجرت مثل ہو بقدر اس کی مشقت اور بقدر اس کی مشقت اور عمل کے مانند اجرت حکاک و رشتہ کے مشقت قلیلہ میں شرح و تشریح میں اصحاب منقول ہو کہ اگر
 واجب ہو بقدر بیع اور قضا کے اور یہ قول ہمارے اصحاب کے اصول ہے اشیہ ہو اور کتاب السجلات میں یہ کہ صحیح قواع ہے کہ وثیقہ نوشتہ کے طول و قصر اور ان کی
 صحت اور بدعت کی مقدار کی طرف ترجیح ہو اجرت کا انہی کذا فی المطاوی و فی حاشیہ و لیس لہ اجر و لکن قاسماً و لکن یکتب علی مقررہ اور شرح و بیان
 میں یہ اور قاضی کو واسطے اجرت نہیں اگر یہ وہ قاسم نکات ہو اور اگر اس کے واسطے بیت المال سے کچھ مقرر ہو و درخص بعض لا یتقدم مقو و فی حق
 کا لہذا لاولیٰ یؤاخذ بعضونہ بسبب عدم مقررہ کے اجرت جائز رکھی ہو اور ہمارے زمانے میں یہاں قول مقررہ اور حاشیہ سے و جواز المفتی علی کتب خطہ و علی
 اذلیس فی کتب یحصر و اور مفتی اجرت جو زنی اس کے لکھنے پر بقدر اس کی کتابت کے اس واسطے کہ مفتی کتابت میں مجتہد نہیں یعنی اس پر کتابت واجب

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

کہ اذکرہ ابن ملک فی شرح الجمع اور کافعی نے قاضی کا کفر اکتساب حکم سے مطلق کہا بلا قید عدم اعتقاد و فریضیت اور مفسد نے اپنی شرح میں قول اول یعنی دہر و
عدم اعتقاد و فریضیت کے تقویت کی ہے کہ کافعی کی کتاب میں ہے حبیب کار سالہ ہر مسمی سبب القضاء علی السبغاء کذا فی المنع و یجب اداء کما بالطلب لو حکما کما
اور واجب ہر اذکرہ گو اہی کا مدعی کی طلب کے بغیر نہ کرے چکا یعنی جبکہ صاحب حق شہادت کو جانتا ہو اور خوف ہو قوت حق کا تو شاہد پر بلا طلب
ادائے شہادت واجب ہے ہم اقرضہ اذکرہ شہادت صحیح علیہ حق تعالیٰ نے فرمایا لا تلحقوا الشہادۃ و من یلتزمها فانیہ شہدہ قلبہ یعنی نہ چھپاؤ گویا اہی کو اور جو
اسکو چھپا دے تو کمال گنہگار ہو و مسموٰم ہو کہ کھان قاضی سے حرام ہے تو قاضی سے اظہار فریض ہوا شاہدوں پر چھپان محرم کی تاکہ فرمایا کہ جو چھپا دے اسکا
دل گنہگار ہو تو یہ تاکہ یہ تاکہ یہ اس واسطے کہ گناہ کی نسبت ہر دل کی طرف جو اشرف الاعتناء ہے اور بدین کا رئیس ہے کیونکہ دل محل کھان ہے تو وہی بالکل
مہمیت کا محل شہدائے باقی معاصی کے چکا تعلق اعتناء ظاہری سے ہے کذا فی التبع امام رازی نے احکام قوانین میں حق تعالیٰ کے اس قول میں کہا
و لا یأب الشہدۃ اذا ما دعی یعنی انکار نہ کریں شاہد جبکہ وہ بلائے جاہلین کہ یہ بھی عام ہے کھان اور ادائے شہادت میں لیکن محل میں متقاضی کو شاہد
کرے کہ اسے شاہدوں کے پاس جانا چاہیے شاہدوں کو اس کے پاس حاضر ہونا لازم نہیں اور ادائے شہادت میں شاہدوں کو قاضی کے
پاس حاضر ہونا چاہیے نہ کہ قاضی اس کے پاس سماعت شہادت کے واسطے آوے پھر رازی نے کہا کہ شہادت فریض کفایہ ہے کہ بعض کی گواہی سے باقیوں
سے ساقط ہو جاتا ہے اور اگر وہ شاہدوں کے سوا کھان و ادائیگی واسطے کوئی نوٹے نہ شہادت فریض میں اور گواہ کرنا مباحیات اور بدائیات پر مستحب ہے
مگر قدر سیر میں چھپانے لڑائی اور باقی اور ساک استی اور کالی میں ہے کہ استہاد و عقود میں مستحب ہے مگر نکاح میں ہمارے نزدیک واجب ہے اور اس طرح رحمت میں شافعی اور احمد کے
نزدیک استی اور نیز ازہر میں ہے کہ کچھ مضاف نہیں کہ احقر اگر سے آدمی کھان و ادائے شہادت کے باوجود طلب کے جبکہ او شخص جو دہر و کھان و ادائیگی واسطے اور اگر لوگوں کو
تواضع جائز نہیں کہ فی الطحاوی و لکن جو یہ شہدۃ مسموٰمہ فی البحر و غیوہ منہا عند اللہ قاضی و قویب مکانہ و علیہ بقبولہ او بکونہ
اسی جو کہ لا طلب المذنی کوئی حق العیدان لم یوجد تک کہ ائی بدل الشہادۃ کما فی حق کفایہ تتعین لولم یکن الشہادان لکھان اذ اداع
و لیکن اسے شہادت کا جو بیانات شرطوں سے ہے جو بحر الرائق وغیرہ میں شرح میں زانچہ عدالت قاضی اور اسکا امکان فریض ہے یا تو شاہد کو قاضی کا قبول کہنا مطلق
ہو یا اس کے شتاب تر قبول ہو نہ کا علم اور مدعی کا طلب کیا اگر گواہی حق العید میں بشرطیکہ اسکا بدل یعنی شاہد کا خون کوئی موجود نہ ہو اس واسطے کہ شہادت فریض کفایہ ہے
فریض میں ہو جاتی ہے اگر کھان و ادائیگی واسطے سوا سے وہ شاہدوں کے اور کوئی نہ ہو شہادت سے شروع و سبب سے پانچ شرطیں کہ کہیں ایک عدالت قاضی تو اگر قاضی
غیر عادل ہو تو گواہی دینا جائز ہے کہ نہ غیر عادل اگر شرطیں کہ ہر قبول نہیں کہ نا اور اگر کھان لای ہو قبول کا تو صاحب بحر نے کہا نیز اور یہ کہ ادا اور شہادت استہدین میں جو
اقرضہ کان تو اگر قاضی کا مکان شہادہ ہو کہ قاضی تک جانا اور اسی دن اسے کھان لانا ممکن نہ ہو تو فقہانے کہا کہ امتناع شہادت سے گنہگار نہ ہو گا کیونکہ
اسکو اس میں ضرر لاحق ہو تا ہے اور حق تعالیٰ نے فرمایا لا یضاد کایتب و لا شہدۃ یعنی اور ضرر نہ ہو چکا یا جاوے کا تب و شاہد کو علم قبول تو اگر شاہد جانا
کہ قاضی گواہی قبول نہ کرے گا تو اس پر گواہی دینا لازم نہیں بلکہ علم سرعت قبول یعنی اگر شاہد جانے کہ میری گواہی جلد تر قبول ہوگی یہ نسبت اور شاہدوں کے تو اس پر
اوسے شہادت واجب ہے اگرچہ وہان و بھی شاہد قبول شہادت ہوں چنانچہ فقہ القدر میں ہے علامہ عینی نے کہا اس میں نابل ہو وجہ تامل شاہد یہ کہ جب باقی شخص جو
جس سے شہادت ہو سکتا ہے تو وجہ وجوب کی ظاہر نہیں بلکہ طلب ہی تو بلا طلب اسے شہادت واجب نہیں بلکہ صورت خوف قوت ہے و عدم علم مدعی شہادت شاہد
شاہد پر ادا شہادت کا متعین ہو تا تو اگر متعین نہ ہو اس طرح کہ وہان و بھی شاہد قبول شہادت ہو جو دہر و کھان نے گواہی بھی دی ہو او قبول
ہی ہو گئی ہو تو اب امتناع شہادت سے گنہگار نہ ہو گا اور اگر مقبول نہ ہوئی ہو تو اب گواہی نہ دینے میں گناہ ہو گا نیز سادہ یہ ہے کہ شاہد کو دو عادل شخصوں
نے طلبان شہادت کی خبر نہ دی ہو تو اگر اسکو عادلین نے اس طرح خبر دی ہو کہ مثلاً اپنا بدین فیض کر چکا ہے یا زوج نے تین بار طلاق دی ہے یا مشتری نے

جے

ہنسی اس واسطے کہ اس طرح کا رہنا حسب حقانیت کی آزادی اس واسطے حق اللہ ہوئی کہ مومن پر اس کی شرکاء اب حرام ہو گئی اور اس طرح تدبیر سے انکی
 شرکاء و افواج پر حرام ہو گئی کی موت کے بعد اور حضرت علیؓ پر دیکھا جیٹ عبد و ذی مدیہ شرح و ہبانیۃ اور اس طرح ہر غلام کی آزادی اور اس کا
 کرنا کافی شرح الوہبانیۃ ہم اربع بیان نے کیا کہ غلام کے عقیق اور تدبیرین خلاف ہو اور نوڈی کا عقیق اور تدبیر بالافتاق حق اللہ ہوئی کہ کافی الطحاوی دیکھا
 اوضاع کا مرقی باب بھی اور اس طرح رضاء حق اللہ پر چنانچہ باب اوضاع میں کوئی چکا دھل بقیہ جرح الشاہد حسیۃ الظاہر ہم لکنہ حق اللہ تھا
 اور کیا طبع کی نشاہد میں راہ تو اب مقبول ہوا نہیچ اسباب ہر یہ کہ مان مقبول ہو کیونکہ وہ حق اللہ ہوئی کہ کافی الاستاء ہم مسدہ حال ہر صرح سے یعنی اگر مان
 شاہد میں تصدیق تو اب طبع کے تو طابہر مقبول ہوا یہ بھی احتمال ہوا کہ حسب سند سے حال اتع ہر چنانچہ بعضوں نے ذکر کیا ہو کہ کافی الطحاوی قبلت ثانیۃ
 تو حقوق اللہ اشارت تک پہنچ گئے یعنی جو وہ حقوق وہ جو بحر الرافق سے مذکور ہو چکے اور چار حق شاہد نے زیادہ کیے یعنی عقیق عبد اور اس کی تدبیر اور رضاء
 اور طبع شاہد اور جو مصنف نے طلاق عورت اور عتیق امتہ اور اس کی تدبیر کو ذکر کیا سو تو جو وہ میں داخل ہیں الحمد للہ حقوق اللہ حقوق اللہ کوہ میں مختصر نہیں چنانچہ
 شاری نے پہلے بلفظ کثرت اس کی طرف اشارہ کر دیا و لیس لنامہ مدعی حسیۃ کافی الوقف علی المرجوح فلیحفظا وہ نہیں ہر ہمارے واسطے مدعی
 اگر وقت میں خبر قول ضعیف کے تو اس کو یاد رکھنا چاہیے ہم نے ان کی موقوف علیہ اصل وقت میں عقیق کر کے تو وہ بعض کے نزدیک سمیع ہو اور فتویٰ اسپر کہ
 و عقیق سمیع نہیں مگر متولی سے بھر جب موقوف علیہ کا دعویٰ سمیع ہوا تو اجنبی کا بطریق اولیٰ سمیع ہوا کہ کافی الاستاء و سند جاتی الحدیث جاتی الحدیث
 حق سند و کافی الکتمان لا لمتہدیک بجز اور شہادت کا چھپا رکھنا حدود میں نیک تر یہ دلیل اس حدیث کے کہ جو چھپا لیکھا وہ چھپا یا جاو لیکھا
 تو حدود میں کتمان شہادت ہر ہو کر چار پر وہ کہ واسطے کتمان بہترین لیکھا اسی دینا بہر کو کافی البصر ہم ہر حدیث قرآن مجید میں ہی عن الکتمان عام ہر لیکن اس کی تخصیص
 حدود کی شہادت میں احادیث مشہورہ سے ثابت ہوا اس واسطے کہ اس میں پردہ پوشی ہر از اخل وہ حدیث ہر جو ابو ہریرہ سے بخاری اور مسلم میں مروی ہو میں ہر
 علی مسلم سرہ اللہ فی الدنیا والاخرہ یعنی جو پردہ پوشی کرے مسلمان کی تو حق تو لای اس کی دینا اور آخرت میں پردہ پوشی کرے وہ نامہ فی فتح القدیر الا دی ان
 یقول الشاہد فی السرقۃ اخذ اخیاء للحدیث کاسرقۃ رعایہ السنہ اور بہترین ہر کہ شاہد چوری میں ان کے کہ آئینہ ایسا تا ما حیل کا حق تلف ہوا اور یوں کہ
 کہ آئینہ چوری کی پردہ پوشی کی رعایت کیواسطے ہم یہ قول نمبر استدراک کے ہر یعنی جب حدود میں پردہ پوشی بہتر ہوئی تو اس سے لازم آتا ہر کہ چوری کی
 گواہی مطلقانہ دے کہ وہ مستزہم حدیث اس کا جواب بالاس طرح کی گواہی دے کہ موجب قطع یہ ہوا اور مالک کی حق ظنی ہوا اس واسطے کہ اخذ اخذ عام غوا
 بطریق غفیف ہو یا بطریق ادعائے ملک وغیر ذلک فتشہات واخذ مطلق کی مستزہم حد نہیں ہر ہوا اس کے اس میں مسروق منسکی بھی مصلحت ہر اس واسطے
 کہ اگر چوری کی گواہی لیکھا تو قطع واجب کا اور تاوان ان کا عقیق ہو گا و صورت اطلاق کافی الفتح لایحیہ انام رازی نے تفسیر میں حکایت کی کہ مارون رشید کے پاس
 اختتام جمع تھے ان میں فاضل ابو یوسف بھی تھے سو انکے شخص نے دو سرے پر دعویٰ کیا کہ آئینہ اس کا مال آئے گھر سے لیا سو مدعا علیہ نے اخذ مال کا افواہ کیا یا
 نے فقہا سے سوال کیا انہوں نے قطع یہ کا فتویٰ دیا تو ابو یوسف نے کہا کہ قطع نہیں اس واسطے کہ آئینہ چوری کا افواہ نہیں لیا بلکہ اخذ کا افواہ کیا ہر فقہر مدعی نے دیکھا
 کیا کہ آئینہ چوری کی سو مدعا علیہ نے چوری کا افواہ کیا تو فقہا نے قطع کا فتویٰ دیا اور ابو یوسف نے آئینہ خلاف کہا فقہا نے ابو یوسف سے کہا کہ عدم قطع
 کی کیا وجہ ہر ابو یوسف نے جواب دیا کہ جب سے اول اخذ مال کا افواہ کیا تو فقہان اس پر ثابت ہوا اور قطع یہ سا قہ ہو گیا تو اب اس کے بعد مدعا علیہ کا وہ افواہ
 نہ ہو گا جو مستطعمان ہو فقہا اس جواب سے تعجب ہو گئے وضاہیا للذنا اذ بعة و جال لیس منہم ابی جحاک اور شہادت زنا کی نصابت ہر چار مرد میں جنہیں
 کوئی مرد عورت کے زہج کا بیٹا نہ ہو نہ ثبوت زنا کیواسطے چار مرد گواہ ہونا چنانچہ قرآن مجید میں مصرح ہوا اس تجازت پردہ پوشی کی طرف مشیر ہر
 اس واسطے کہ چار مردوں کا بیعت خاص گواہی دینا کثرت و ہوتا ہوا اور ابن وج کی نفی مقید ہر اس قید کے ساتھ کہ جب باب

اسکے دین اور زبان کا اور ماہرین اور یہ کہ وہ ہوشیار ہیں نہ ہوتے ہیں کو مسلمان پہنچتے ہوں تو اسکا حال عدول شریکین سے دریافت کریں کذا فی المطاوعی
ہم دین دہی کی امانت داری یہ کہ اسنے مقتدر است شریعت پر محافط ہو اور زبان کی امانت داری یہ کہ چھوٹ نہ بولے ہو اور ہاتھ کی امانت داری یہ کہ سارق نہ ہو
اور یہ کہ عیا کہ شایع کہتا کہ اگر گینہ جانتے ہوں تو قاضی عدول کھلا سے اسکا حال دریافت کرے چنانچہ عید اور اعتبار میں ہر کذا فی المطاوعی و فی الملقط علی
تقصائی ثم استلک قبلت شہادۃ و کوسک ان لا یقبل اور قطع نہیں ہو کہ ایک نصرانی کی عدالت بیان کی گئی پھر وہ مسلمان ہو گیا تو اسکی گواہی مقبول
ہو گئی وہ گواہی جو قبل اسلام دیکھا ہو اور اگر دہی نصرانی مسست ہو تو گواہی اسکی مقبول نہیں مطلقاً وہی نے کہا اسواسطے کہ فقہ اور سنی نہیں میں مرام ہو
تو وہ فاسق شہر خاص ہی کے دین میں دلائل حد من رای خطہ و کم یدکھا ای اتحاد شہ اور وہ شخص گواہی نہ دے جسے اپنا لکھا ہو کیا اور عادتہ اسکو
یہ نہیں کذا القاضی و الراوی الحنفی ایہ خطہ اسی طرح قاضی اور راوی حکم نہ دے اور روایت نہ کرے اپنا خطہ کہہ کر بدین یا دواشت کے
سبب شہادت ہونے ایک خطہ کے دوسرے خطہ سے ہم خاصہ میں ہو کہ ابو حنیفہ نے جمیع امور میں تنگ وی اختیار کی لہذا ان سے روایت احادیث میں قلت
واقع ہوئی اور جو کثرت سماع احادیث اسواسطے کہ امام نے بارہ مردوں سے سماعت کی مگر امام کے نزدیک حفظ شرط ہر وقت سماع کے اور روایت کے وقت بھی
تو امام کے نزدیک شہادت ہر وقت سماع اور مقدار مال و صنعت مال یا دیکھا ضرور ہو تو اگر ان میں سے کوئی جز یا د نہ ہو اور اسکو یقین ہو کہ یہ میرا خطہ ہے اور میری عمر
تو اسکو گواہی دینا لائق نہیں اور اگر باوجود اسکے گواہی دیکھا تو وہ شہادہ زور پر کذا فی المصحح اور فقط نہ کر جلس شہادت کافی نہیں و جو تہا کذا فی حیرانہ و دیم نا حنفی
خبریں انصبتی اور صاحبین نے اسکو جائز کر کیا ہے اگر کاغذ سر نو اس کے قبض اور حفاظت میں ہو اور اسی عمل کو ہم ملتے ہیں کذا فی البحر عن المبتنی ہم خطہ
میں ہر شہادہ ہر کہ صک محفوظ ہو دست بدست نہ لکھا ہو اور دہی کے ہاتھ میں ہو جب سے کہ اسنے اپنا نام اور اپنی عمر لکھی ہو اسکا گواہی دینا جائز نہیں
نہی خبر الراق میں ہے کہ ابو یوسف نے یہ قاضی اور راوی کو اسطے جائز کیا ہے نہ شہادہ اسطے اور محمد نے کل میں جائز کر دیا ہے اتحاد کہ کتاب پر
بکہ مسکو نہیں ہو کہ یہ میرا خطہ ہے اگر یہ عادتہ یا د نہ ہو لوگوں پر آسان کرنے کیواسطے اتنی اور ظاہر کلام شایع مانند کلام سکین کے ہو کہ صاحبین اس میں متفق ہیں اور
جو خبر الراق میں ہے وہ معلوم ہو چکا اور اسطے یعنی اور زبانی میں ہو ابو یوسف نے کہا قاضی بن یحییٰ کہ ابو یوسف سے دور و اتین ہیں کذا فی المطاوعی
و کاشف حدیث بالیہ یحییٰ بالاجماع لانی معتز علی مانی شہادۃ و لانیہ نہ گواہی دے کوئی اس خبر کی جیسو اسنے معاینہ نہیں کیا بالا جماع مگر دس مسلمین ہوں
بلکہ معاینہ گواہی درست ہے نہ اسنے دبیانہ کی شرح میں ہر دم عدم معاینہ سے مراد عدم یقین یعنی جس خبر کا یقین حاصل نہیں انکھ کے معائنہ یا سماع سے اسکی
گواہی نہ دے اور سماع کی مثال عقود میں کذا فی المطاوعی منہا العینی و انکھ حدیث الثانی و انکھ حدیث علی الاصحہ کہ انب تھانہ مسائل عشر و ایک عن ۱۰۲
ابو یوسف کے نزدیک ہر قول صحیح کذا فی البرازینہ شمس لانیہ ہر شہادت کے کہ شہادت سماعت سے حق میں بالا جماع مقبول ہے اور ہر شہادت کے اوستاد منواری نے
ذکر کیا کہ اس میں خلاف ثابت ہے سو ابو یوسف سے جو ان مقبول ہے وہ معتد عدم قبول ہر حق میں جیسے دلائل عدم قبول معتد ہے اور علامہ عبد البر کی شرح و بیانہ
میں ہے کہ شہادت حق میں یعنی سماعت محال نہیں ہمارے نزدیک خلافت لانیہ ہر اسنے حلو الی کافول مقدم نہ کر دیا اور دلائل مقدم کا کلام مضطرب ہے اور ظاہر
الاس کا قول مقدم ہے کہ ابو یوسف کے قول کی تصحیح ثابت نہیں اور ہر میں محمد سے دور و اتین میں صحیح ہے کہ ہر تابعی و کالج کا یعنی قبول شہادت باسما
میں چنانچہ علامہ عبد البر نے اسکو مذکور کیا ہے اور اسی کے مانند ہے کہ الراقی میں طبرہ اور یزید اور حنفیہ سے اور شریک لانیہ میں ہر خطہ سے کذا فی المطاوعی
و انکھ سبب ہم منصب ہم وجہ ایک جماعت سے امام کے نزدیک یا د و عدول سے نہ صاحبین کے نزدیک کہ شخص عدول بن فلان ہو تو اسکی گواہی
وینا جائز ہے اگر اسنے اسکی بلاوت اسکے فرائض پر نہیں دیکھی اور فتویٰ صاحبین کے قول یہ ہے کذا فی المطاوعی و انکھ سبب ہم وجہ ایک جماعت
سے سنا کہ فلان شخص مگر گواہی اسکو موت کی گواہی دینا درست ہے اگرچہ اسنے موت کا معاینہ نہ کیا ہے یزید میں ہو کہ ایک مرد نے خود سے کہتا کہ تیرا شوہر

اذا نسك رجل كره لينا و درست هو اگر خبر عادل ہو اتنی ہی عید میں ہو اگر انسان کی موت کی خبر انی سوا کے انہوں نے وہ سامان کیا جو میت پر ہوتا ہے تو یہاں شریعت میں
اسکی موت کی خبر سے جب تک کہ شخص معتد اسکو یہ خبر نہ دے کہ میں نے اسکی موت کا معاہدہ کیا اسواسطے کہ معاہدہ کا ہے موت پر مقدم ہو جائے کہ میں نے اسکی
سے یا مال کے ہانت لینے کے لیے کیا اسطے کہ انی الخطاوی والنکاح ہ نکاح ہم و اگر جماعت سے سننے امام کے نزدیک اور عادل سے سننے صاحبین
کے نزدیک تو نکاح کی گواہی دینا جائز ہو عادی میں ہو کہ شہادت بشرت اور سالیع نکاح میں جائز ہو تو ایک ایک مرد کو ایک عورت پاس آئے جاتے
دیکھے اور لوگوں سے سننے کہ انی عورت فلاں مرد کی جو رہی تو اسکو اسکی زوجیت کی گواہی دینا جائز ہو اگرچہ اسنے عقد نکاح کا معاہدہ نہیں کیا اور
دو میں ہو کہ ایک شخص نے مرد اور عورت میں خطاط اور انبساط دیکھا جیسے جو وہاں میں ہوتا ہو تو گواہی دے کہ وہ اسکی جو رہی کہ انی الخطاوی والنکاح
بوجہ وہ دخول پر وہ جہ بی بی بھی بالسماعی اور قبول شہادت پر احکام شریعت میں چنانچہ عدت اور محرم اور نسب دو کا یہاں القاضی ۸ ولایت قاضی
یعنی جب سنا کہ ان شخص قاضی ہوا فلاں نے شہر کا تو اسکو اسکی قضائی گواہی دینا درست ہو اگرچہ اسنے تعلیق سلطان کا معاہدہ نہیں کیا بھلائی میں
معراج سے ہو کہ امیر قاضی کے مانند ہو امارت کی شہادت کو بھی زیادہ کرنا چاہیے واصل اوقاف و اصل وقت ہم یوں گواہی دی کہ یہ وقت یہ وقت
موت یا ولایت جیسا کہ ہوا کرنا صرف کا شرط یہ نہیں کہانی میں مرغیانی سے مردی ہو کہ مان شرط ہو اور خزانہ میں ہو کہ شرط نہیں بقول مختار اگر وقت
قائم ہو تو قیرون کی طرف منصرف ہو گا قیل و شرا بطہ علی المختار کما تم فی باب ہا اور قول ضعیف میں شرط وقت کی بھی گواہی سماع درست ہو قبول
مختار کہ چنانچہ مذکور ہو چکا وقت کے باب میں ہم خطاوی نے کہا اسکو حدیث میں ذکر کرنا بلا وجہ ہو کیونکہ دونوں قول کی تصحیح ثابت ہو بھلائی میں قبول عادی
سے ہو قبول مختار یہ ہو کہ شرط وقت پر گواہی دینا شہرت سے مقبول نہیں اتنی ہی حدیثی میں ہو قبول مختار یہ ہو کہ شرط وقت پر شہادت بشرت مقبول ہی
اتنی اور اس پر اعتماد کیا ہو معراج اور قیام القدر میں واصل ہو کہ سائل متعلق بہ صیغہ و وقت علیہ و آلائہ شرطہ اور اصل وقت ہر ایک وہ چیز ہے
جس سے صحت وقت کی متعلق ہو اور جیسے وقت موقوف ہو اور اگر ایسا نہیں تو وہ شرط لازم وقت سے ہو ہم نقل صحت وقت شرط صحت وقت سے ہو چنانچہ
وقت کا نتیجہ ہونا متعلق ہو اسلیم ہونا اور انجام کار کو اس صحت کو اسلیم مقرر کر دینا جو قطع ہو و غیر ذلک اور جیسے موقوف نہیں جیسے جہات مرت
کا کہ کرنا چاہیہ چنانچہ امام اور مؤذن کا فکھ الشہادۃ بذلک اذا اخبہ بھا بعد ان کاشیاء من بقی الشاہدۃ بہ من الخیر و حاجۃ کایہ و تروا طہم
ان الکتاب بلکہ شرط عادیہ او شہادۃ القید لکن لا فی الموت فیکفی العدل و لو انفی و هو المختار مستلفی و فتح موشاہد کہ سبب شہاد
کہ گواہی دینا یا نہ ہو جبکہ ان اشیاء مذکورہ کی وہ شخص خبر دے جس پر شہادۃ اعتماد ہو کہ اس جماعت کی خبر دینے سے جبکہ متفق ہوں کہ اب ہر شخص بشر
و ہاں شہر میں یا وہ عادل کی شہادت سے سوا سے موت کے کہ اس میں ایک عادل کی خبر کافی ہو اگرچہ خبر عورت ہو ہی قبول مختار جو کہ انی الخطاوی و الفیہ قادی
میں خبری ہو کہ شہادت کی دو صورتیں ہیں ایک شہرت حقیقی چنانچہ نوادر دوسری شہرت حکمی اس طرح کہ وہ عادل مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں یا ایک شہادت خبر دین ہو
چنانچہ عادل کی خبر کافی ہو بلکہ شہادت اتنی مواضع مذکورہ میں باوجود عدم معائنہ خبر اہل عیاد شہادت بطریق استحسان کے جائز ہو دفع جرح کو اسلیم
اور کہ تعلیق لازم نہ آوے اسواسطے کہ اشیاء مذکورہ میں ہر شخص حاضر نہیں ہوتا سوا کے خواص کے کہ اگر نکاح میں ہر شخص موجود نہیں ہوتا اور دخول رویت
میں کوئی واقعہ نہیں ہوتا اور اسلیم طرح موت کو ہر شخص معاہدہ نہیں کرنا اور نسب کا سبب لاوت ہر سو بیان کوئی موجود نہیں ہوتا سوا کے والی اجنبی کے اور ب
قضائہ تعلیق سلطان کی جو سوا اسکی گواہی معاہدہ نہیں کرنا سوا کے وہ یہ خبر خواص کے اور اسلیم طرح وقت سے وہ احکام متعلق ہوتے ہیں جو علی مر الذہور باقی رہتے ہیں اگر
ان امور میں تسامع مقبول نہ ہو تو ہر طرح لازم آوے اور احکام بالکل معطل ہو چاہے کہ انی الخوی اور ایک عادل کی خبر موت کی شہادت میں کافی ہو نہ تھا اسلیم
کیونکہ قاضی بدون دو شخص کی گواہی کے حکم نہ دیکھا اور اگر موت کے وقت یا ایک ہی شخص موجود ہو تو اسکا طریقہ یہ ہو کہ وہ دوسرے کو خبر دے موت کی

موت کی خبر

اور یہ دعویٰ کیا کہ اعلیٰ مرتبہ کے اس کے بریں اور جعفر صادق خدا کے اصغر کو کوفہ میں سولی دیا گیا خطابیہ کی روئے شہادت قطع بدعت سے اس واسطے نہیں کہ جعفر بن محمد طائی تکفیر کے نہیں بلکہ یہ کہ جس کے مانند اعتقاد رکھنے ہوں کہ انی الطحاوی دین الذی ہو عند کافہ دینیہم جو ہر کہ علیٰ قیلہ الا فی خمس مسائل علی مانی لا متنبہ اور ذی کی گواہی اسکے مانند دوسرے ذی قبول ہو اگر ذی عادل ہو اپنے دین میں کذا فی الجوابہ مگر یا پچھ سو دنوں میں کی گواہی ذی قبول نہیں چاہیے ایشاہ میں ہم نہیں مسائل خمسہ ایک یہ کہ وہ نصرانی ایک نصرانی کے مسلمان چھانے کی گواہی دینے وہ ابکار کرنا ہو تو گواہی قبول نہیں چاہیے نصرانیہ کے اسلام پر گواہی قبول ہوگی اور اسکے اسلام لانے پر ذی قبول کی گواہی مجاہدہ ذی نصرانی میت پر گواہی دینے اور وہ مسلم کا دیوں ہو اور ترکہ او امین کفایت نہ کرنا ہو مجاہدہ ذی کی خرید پر مسلم سے گواہی دینے اور مسلم شہید پر مجاہدہ ذی نصرانی پر کہ اسے خورث مسلمان سے نہ لیا کر در صورت اشکراہ مسلمہ مسلمان نے ایک غلام کا دعویٰ کیا جو کافر کے پاس ہو اور وہ کافر ذی نصرانی کی گواہی دی کہ وہ اسکا غلام ہو اور قتلے مسلم قاتل نے اسکا حکم دیا ہو ونبطل باسنادہ قبل القضاء وکن بعدہ لو یعقوب کفر کفر بچا اور باطل ہو جانی ہو ذی کی گواہی اسکے مسلمان ہو جانے سے قبل اقتضائے اور اسبطرح بعد قضائے باطل ہو جانی ہو اگر عقوبت کی گواہی نہ چاہیے قضائے کفر افی البحر اگر ذی شہود علیہ مسلمان چھانے تو گواہی باطل ہو جانی کیونکہ اگر ذی شہود پر حکم دے تو لازم آتا ہے مسلمان پر حکم کرنا کافر کی گواہی سے اور یہ جائز نہیں و ان اختلافاتہ کا یہ خودہ و انتصار ذی کی گواہی ذی قبول ہو اگر چہ شہادہ شہود علیہ کا دین مختلف ہو چاہے یہ ہو اور نصرانی اس واسطے کہ کل کفر ملت واحدہ و الدنوی علی المستامور کے عکس ہو اور قبول ہو ذی کی گواہی مستامور پر نہ بالعکس یعنی مستامور کی گواہی ذی قبول نہیں کیونکہ ذی افضل ہو مستامور اس واسطے دارالاسلام میں ہوتا ہے کہ اعلیٰ مرتبہ کی گواہی قبول ہو دوسرے مرتبہ کی قبول اصح و تقبل منه علی مستامور علیہ السلام مستامور الذی انکالات اختلاف دارالاسلام یقطع الولاية کما لیتتم التوارث اور قبول ہو مستامور کی گواہی دوسرے مستامور سے ایک ایک مرتبہ دوسرے کے ساتھ یعنی جبکہ دونوں ایک ہی ملک کے رہتے والے ہوں اس واسطے کہ دونوں ملک مختلف ہوں ناقاطع ولایت ہو جیسے توارث کا مانع ہو ہم مثلاً ایک مستامور کو ملک ہو اور دوسرے مستامور کا اور دونوں دارالاسلام میں ہوں تو ایک کی گواہی دوسرے پر قبول نہیں اور اسبطرح ایک دوسرے کا وارث بھی نہ ہو گا اور ملک مختلف ہوں ہو باعتبار اختلاف سلطنت و حکومت کہ انی البحر و تقبل من علیہ سبب الدین لا تقامین الذین بخلاف الذینونہ فائہ لا یامین الثقل علیہما سبب اور قبول ہو اگر ذی شہود کی اس واسطے کہ عداوت دینی سبب و عداوت دینی کے برخلاف عداوت دنیوی کے کہ اس میں لعینان نہیں ہونے کوئی سے چاہے اگر کے اوگیا اگر بابین ہم صحنی عداوت دینی ہوئی ہو سبب کیا ان عداوتی اور عداوت کے اس واسطے کہ عداوت گاہے واجب ہوئی ہو اسبطرح پر کہ ایک شخص کو کفر و کفر و شرع دیکھو اور اسکے منع کرنے سے وہ باز نہ رہے و لہذا شہادت مسلم کافر پر قبول ہو یا ہو دیکھو دونوں میں عداوت دینی ہو کہ انی الحموی داما الصدیق لصدیقہ ققبل الا اذا کانہ الصدقۃ متناہیۃ بحیث یتفاوت کل فی مال لا یخافادی المصنف مغیرا لمعین المحکم اور دوسرے کی گواہی تو دوست کی گواہی اس واسطے قبول ہو مگر جبکہ دوستی نہایت مرتبہ ہو اسبطرح پر کہ نصرت کیا ہو دوسرے دوست دوسرے کے مال پر قبول نہیں چاہیے مصنف کے فتاویٰ میں جو معین المحکم اسبطرح مصنف دین ہو ملک صغیر یا بلا اعتبار ان اجنب الکبائر کلہا اذ غلب صوابہ علی صفائہ کہ درود غلبہا قال ہو معنی العداوت قبول ہو اگر ذی اسکی جو مطلب صغیر ہو بلا اعتبار بلکہ صغیر کی سب سے پرہیز کرنا ہو یا صواب کا غالب ہونا اسکے صفات پر بعضی خطا پر کذا فی الدرد وغیرہ صاحب درونے کہا اور یہی نہ کوئی عداوت ہو ہم لو اگر کہ صغیر پر امر کر کے یا اسکے کرنے سے خوش ہو یا اسکے جاننے یا عالم ہوا و لو اسکی بیروی کرتے ہوں تو وہ صغیرہ اب کیرہ ہو گیا مع القدر میں کہا بہتر قول وہ ہو جو اب و صنف سے تفسیر عادل میں یوں قبول ہو اگر کیرہ نہ کرے اور صغیرہ پر امر نہ کرے اور بدویشی اگر نہ ہو پر وہ درمی سے اور صواب اسکا اگر نہ ہو طاعت سے اور موت اسکی طاعت مستعمل صدق اور محبت کونکہ باعتبار دیات اور موت کے قستانی نے کہا کہ جو محبت ہو کہ باہوت اور یہ شکیان کر لین اور نہ تو صغیرہ تو وہ عادل ہو اور اگر ایک نیکی کرے اور دو گناہ صغیرہ تو وہ عادل قبول کذا فی الطحاوی د فی الخلاصہ کل فصل یقض المودۃ والکفر

واقعہ کیا گیا اور غلام میں ہر کہ جو فعل کہ مروت اور کریم کو چھوڑا دے وہ کبیر و گناہ اور ثابت رکھا ہو اس قول کو ابن کمال نے ہم فتح القدر میں اس پر اعتراض کیا
ہر کہ یہ قول منقطع اور صحیح نہیں لہذا محضی نے کہا کہ ترک مروت و کریم کبیر نہیں ہو سکتا مگر میں حسب منہ شہادت کہانی الطحاوی قال وقتی تکلیف
کبیرہ شققت عند النہایہ کہاں نے کہا اور جبکہ مسلم ترک کبیر کا ہوا اسکی عدالت ساقط ہو گئی ہم حموی نے کہا مگر زوال عدالت کا اس وقت
حکم ہو گا جبکہ کبیر مرتبہ ظہور میں ہو جائے و لہذا ترک مروت و کریم میں ادا میں شرط ہے اور قسطنی میں غلامہ سے ہو کہ مختار یہ ہو کہ کیا اس کے اصرار سے مجتہدین نے اگر کیا مروت ترک
کبیرہ ہوا تو اسکی شہادت مقبول ہو وقت اقلت کو میں نے رد کیا و لہذا یہ ناکھذا مجاہد وغیرہ کی گواہی مقبول ہو اگر ترک ختنہ عذر سے ہو اور اگر غلام مذکور ہو تو
گواہی مقبول نہیں اور اسی قول کو ہم لیتے ہیں کذا فی البحر ہم عذر یہ کہ ختنہ ترک کرے اپنی جان کے تلف ہو جانے سے اور جیسے اسکی شہادت مقبول
و ویسے ہی اسکی امانت بھی صحیح ہے اور ختنہ کے وقت میں اختلاف ہے غلامہ میں کہا مختار یہ ہے کہ ابتدا وقت ختنہ سات برس پہلے و آخر وقت یا رہ برس پہلے
کذا فی النسخ و لایستہزؤ بہ بشی من النہایہ کفران کہاں اور خوش طبعی اور ہنسنا کہنا ساتھ کسی چیز کے احکام شرعی سے کفر مذکور ابن کمال و محضی و اقطع
اور گواہی مقبول ہے خودیہ اور دست بردہ کی ہم اس واسطے کہ خودیہ کا عضو ظلم سے کاٹا گیا جیسے کسیکا یا بھگوانی کاٹ ڈالے اور جب کاٹا ہو چوری ہو گیا یا کسیکا
گواہی اس وقت مقبول ہے جبکہ وہ عدل ہو کذا فی الطحاوی و ذلک لانه اذا لایزالنا لک اور ولد ازانی گواہی مقبول ہو اگر چہ وہ زمانہ کی گواہی
و نے خلاف نام مالک کے نزدیک ہے ہم اس واسطے کہ نسق الدین فی و لد کا موجب نہیں جیسے کفر والدین کذا فی النسخ و محضی کا منی و مشکلا و الا فلا اشکال
اور محضی عورت کے مانند ہے اگر محضی شکل ہو اور اگر ختنی شکل ہو تو کچھ اشکال نہیں ہم شرط یہ ہیں کہ ختنی شکل جیسے احکام میں عورت کے مانند ہو انتہی تو اسکی گواہی
دوسری عورت کے ساتھ برابر ایک مرد کے ہوگی اور اگر ختنی شکل ہو تو گواہی مردی غالب ہو تو اسکا مرد کا حکم ہو اور بہن عورت کا عقیق الحقہ و عکسہ
لا لایحکمہ لمانی الخ و صیۃ شہد بعد عتقہما ان الثمن کذا عند اختلاف بائع و مشتری لم یقبل بحد انفع بائعات القیق اور غلام آزاد
کی گواہی اور کونے والے کو واسطے اور آزاد کرنے والے کی گواہی غلام آزاد کو واسطے مقبول ہو اگر سبب تہمت کے مقبول نہیں ہو واسطے کہ غلامہ میں ہو کہ بائع اور مشتری
اختلاف میں ہے وقت دو غلاموں نے اپنے آزاد ہونے کے بعد یہ گواہی دی کہ تم نے اتنا دیا تو گواہی مقبول ہوگی سبب تہمت کے منفع کے اثبات غلو سے ہم جو منفع کی
بھی ہے کہ اگر دونوں کی شہادت ہو تو بائع اور مشتری دونوں قسم کھاتے اور بیع قبیح ہو جاتی تو عقیق باطل ہوتا عقیق کی گواہی محقق کو واسطے اس واسطے
مقبول ہو کہ مزین نے قنبر کی گواہی علی مرتضیٰ کو واسطے قبول کی تھی اور قنبر کے غلام آزاد تھے کذا فی الطحاوی و کاخیا و حیحہ و من محمد رضا عا و مصاہرہ
لا اذا اشتدت المحصورۃ و خاتم معہا علی ما فی المغنیہ اور مقبول ہو کہ گواہی بھائی کی اپنے بھائی کو واسطے اور بھتیجے کی اپنے چچا کو واسطے اور بھرس
رضاعی یا سرسالی رشتے کے عہد سے گواہی مقبول ہو کہ جبکہ نہایت جھگڑا ہو اور شاہد جھگڑا ہو مدعی کے ساتھ تو گواہی مقبول نہیں چنانچہ خنید میں ہو ہم محرم رضاعی
رضاعی بھیا اور سرسالی رشتے کے عہد سے خوشامین از زریحہ کی بیٹی دو سرے زوج سے اور داماد اور سوتیلی ماں و بہو اشخاص مذکورین کی گواہی اس واسطے درست ہو کہ
ملک ہر ملک کی حیوا جدا ہوتی ہیں اور ایک سرے کے مال میں تصرف نہیں کرتا تو عمل تہمت نہیں ہے بخلاف شہادت قرابت و لایکین جبکہ شاہد مدعی کے
خصوص کے تاجیر سے گواہی مقبول نہ ہوگی کہ وہ اب مدعی علیہ کا گویا خاتم ہو گیا و فی الخ و انہ تخاصم الشہود و المدعی علیہ تقبل لوعدا حرا
اور خزانہ میں ہر کہ خاتم شہود اور مدعا علیہ میں ہی مقبول ہو اگر شاہد عادل ہوں ہم یہ قول خنید کے ظاہر مخالف ہے صاحب بحر نے توفیق بین القولین کے
واسطے اسکو عدم ساعدت دینی پر قبول کیا ہے و ہذا ہم کثرت ساعدت پر و اللہ تعالیٰ اعلم و من کافر علی عبد کافر ہو لا و مسلم او علی او کسیر
کفر کافر ہو کلا مسلمہ کچھ و عکسہ لقیما علی مسلم تصدق فی الاول حبسنا اور مقبول ہو گواہی کافر سے اس غلام کافر پر جسکا سولی مسلم ہو
یا اس کسیر کافر پر جسکا سولی مسلمان ہو نہیں جائز ہے اسکے بالعکس سبب تہمت ہونے شہادت کافر کے مسلم پر تصدق اور اول میں قیاس شہادت

محضی شہادت
نسخہ شہادت
نسخہ شہادت
نسخہ شہادت

مذہب کو نہ قصداً اور نہ غرضاً تصدیق یا عکس یہ کہ گواہی دے کہ کافر اس سلطان غلام پر حکامولی کافر ہو کہ انی الطحاوی و یقبل علی ذہبی میتی
وصیت ہے مسلمان نہ لیکن علیہ دین تسلیم ہو اور قبول ہو گواہی کافر کی اس فی میت پر جبکہ وہی مسلمان ہو بشرطیکہ میت پر کسی مسلمان کا
ہو نہ ہو کہ انی الجہر و فی الاشباہ لا یقبل شہادۃ کافر علی مسلمین الا بعداً حکام و ضرورتاً فی مسئلتین فی الاشباہ شہادۃ کافران علی
کافرانہ اوصی الی حکام و احضرو مسلماً علیہ حقاً للمیت و فی النسب شہادۃ ابن النضر بن ابی النضر فادی علی مسلم یقول و هذا المستمسک
و وجہ تھا فی الذہب اور اشباہ میں یہ کہ کافر کی گواہی مسلم پر قبول نہیں مگر کافر کے ساتھ ہو کہ چنانچہ مذکور ہو چکا کہ کسی گواہی کافر میں یا
کافر کی گواہی مسلم پر قبول ہو تو مسئلہ میں وصیت کرنے میں چنانچہ دو کافروں نے ایک کافر پر یہ گواہی دی کہ اس نے دوسرے کافر کو وصی
کیا ہے اور وہی سند اس مسلم کو حاضر کیا جس پر وصیت کافر کا حق ہو اور نسب میں بہر صورت قبول ہو چنانچہ دو کافروں نے گواہی دی کہ یہ نضر بن ابی النضر ہے
نضر بن ابی النضر کی گواہی یہ کہ اس نے وصیت کی ہے اس شخص کو اور یہ کہ اس شخص کو وصیت کی ہے اس شخص کو اور یہ کہ اس شخص کو وصیت کی ہے اس شخص کو
اور وصیت کی ہے اس شخص کو کہ یہ وصیت ہے اس شخص کو کہ یہ وصیت ہے اس شخص کو کہ یہ وصیت ہے اس شخص کو کہ یہ وصیت ہے اس شخص کو کہ یہ وصیت ہے اس شخص کو
ابن ابی حنیفہ موت پر یہی ہو اور نسب میں یہی بنا نکاح پر یہی قبول ہو تو وہ حقوق خالص ہو باوین جو الیہا سے متعلق ہیں گواہی بصورت قبول ہو جیسے دایہ کی گواہی بصورت
قبول ہو یا نسیہ شہادۃ اس صورت میں ہو جبکہ مسلمین کا مقصد وصیت کا منکر ہو تو بیون کی گواہی قبول ہوگی کہ یہ کہ یہ نضر بن ابی
پر گواہی ہو اور اگر مسلم کو دیکھ تو بیون کی گواہی سیکر نہ کیے قبول ہوگی وصیت نیک گواہی ہوگی جس پر جبکہ مسلمین کا مقصد وصیت کا منکر ہو کہ انی الطحاوی
والاعمال للسلطان اور سلطان کی گواہی قبول ہوگی حال ہی میں عامل کی جی ہر حال سے مراد وہ لوگ ہیں جو حقوق واجبہ مانند
انوار و غیرہ کے رعایا سے ملتے ہیں ہی قول ہے جمہور کا اس واسطے کہ نفس علی حق نہیں کہ بعض اصحاب کبار عامل تھے کہ انی الطحاوی و الا اذا کانوا
اعواناً علی الظالم فلا یقبل شہادۃ علیہم کوئی نفس القاری و الجانی و الصوف و المعرفین فی الملوکی و الاعوان فی جمیع الاماکن
و یقتصر قضاء التہذیب والادب علی المتعلقہ بالشک و ضمان البیانات کے مطابق سوف التعمیسات حق جلی لکن الشاہد
لشہادۃ و عینی یا بطلی نہ و جس طرح کہ حال طحاوی ظاہر ہے کہ درکار ہوں تو ان کی گواہی قبول نہیں اسباب غلبہ ظلم کے جیسے نفس قریہ
یعنی زمیندار کی گواہی قبول نہیں اسباب کی سنگینی کے اور خراج جمع کرنے والے کی یعنی جو ظلم سے خراج جمع کرے اور صراحت کی اور جہازوں کے صرف کی یعنی
جو تجارتی اہل تھا تاؤ و شہزادوں سے شناسائی کروا تے ہیں و جمیع اقسام اہل حرفہ کے جو مصری و شہزادوں کی اور اس کی گواہی جو فاضیان زمانہ کے پاس اہل
مقامات کو جو روح کرے اور بیادٹ کے و بیون کی اور قبائل و بیون کی اور بیانات کے ضمانت دہوں کی گواہی قبول نہیں یا نذر ان لوگ کہ جو بخیرین کی
بازار کو یا کھانوں کو یا بازار کو بطور مقلد حاکم سے لیتے ہیں یہاں تک کہ شاہ پر بیعت کرنا حال ہی میں اسباب کی گواہی دینے کے باطل پر کذا فی الفتح و البحر صراحت ہے
وہ صرف درود ہو جس کے پاس لوگ پیدمال رکھ دین اور وہ خوشی سے رکھے اور عرفا سے مراد پیشہ ورون کے رئیس اور حضرت فقہاء عہد کی گواہی اسباب ثبوت بخاری
اور عہد مروت کے قبول نہیں اور کھائی متعلقہ سے شاہ و وہ لوگ مراد ہیں جو دعویٰ اور تصورات میں نہ دار ہو جائے ہیں تو ان کی گواہی اسباب ثبوت جہالات
اور ثبوت بخاری کے قبول نہیں اور ان کو مفضل اس واسطے کہ لوگ ان کی جیسا زری اور جلیہ بازی سے اپنی غرض میں اعانت جاتے ہیں اور ان کو کلیل حقیقی کا قصد
نہیں کر کے اور نکاح بضم مہ و مہلک فہم صاوی یعنی کاتب و تالیف و قبائل و بیون کی گواہی اس واسطے قبول نہیں کہ وہ لکھتے ہیں کہ فلا نے نے خبر کیا
اور یہ اور نام ہو کہ جو ادریج پر قبضہ کیا اگرچہ اور مذکور واقع نہیں اور کاتب بہت ملحد تکلم کے ہو لکن اگر کاتب اہل الصلاح اور متقی کر کے لکھتا ہو تو مقبول انہماوت ہو
خالق ہی ہم انجیرہ اشدیم جیج و خفاص کی فتح اللہ بر میں ہو اور گواہی قبول نہیں اس کی جو اقرار باطل پر گواہی دے مانند اسکے جو سوئی تھامین کو بطور مقلد کے

لیا ہوا اسکے نتیجے پر گواہی لکھتا ہوا مشائخ نے کہا کہ اگر گواہی دین تو انہیں لعنت کرنا حلال ہے کہونکہ وہ باطل پر شہادت ہو سکیا حال ہی میں لوگوں کی ایک
سلطان سے جو فہماں جنات و عبارات معادہ پر گواہی دینے میں انتہائی سہولت کے ساتھ ہوا اور اپنے کتب میں بجا سے مجھے جمع کچاس یعنی بالغ و نابالغ و قسین
کذا فی الطحاوی و فی الوصایا فیہ صیغۃ کبریا و فی شہادۃ عمالہ و توابعہ و رعایا ہمہ لا تقبل کشفادۃ المزاج لربہا منہا اور وہ بیان میں کہ
امیر کے لئے دعویٰ کیا سو اسکے عمال و توابع نے اور عمال کی رعایا نے اسکے واسطے گواہی دی تو مقبول نہیں جیسے مزاج کی گواہی زمین واسطے کے حق میں
مقبول نہیں صم عمال اور رعایا کی گواہی سبب جہالت کے اور سبب ستمگاری کے امیر کے خوف سے مقبول نہیں و قبل ازہا عمال المحضون آئی پھر فہما
لا یقنع بہ دہی جرعة ابائہ و احباده و لا فلا مودة له کو دینہ فلا شہادۃ له لما عرف فی حد العدل و فہما و اکثرہ المصنف
اور بعضیوں نے کہا کہ عمال مقبول شہادت سے پیشہ و مردم میں یعنی وہ پیشہ جو اسکے لائق ہو یعنی جو پیشہ ور کے بار و باروں کا پیشہ ہو اور اگر اسکے پیشہ تالاف
باجا داسکے مخالفت تو اس پیشہ ور میں مروت اور جوانمردی نہیں اگر اسکے پیشہ رذیل و زلیل ہو تو اس کی گواہی بھی جائز نہیں اس واسطے کہ مروت کا داخل ہونا
مروت میں معلوم ہو چکا کہ ان کی الفہم اور ثابت رکھا ہو اسکو مصنف نے اپنی شرح میں صریحاً الفہم میں ہے کہ مروت مروت عدالت ہو مروت کی تعریف میں بعضیوں
کہ کہ انسان ایسا فعل کرے جس سے اسکے مرتبہ اہل فضیل کے نزدیک کھٹ جائے اور بعضیوں نے کہا کہ مروت عبارت ہے برہنہ و نیک اور خفا و انسانی عقل کے
اعتبار سے اور بعضیوں نے کہی کہ ارتقاء سے انتہی کا مقبل میں اعمیٰ آئی لا یقنع فیہ نیکاد و لو قضی حتم و عدہ فوہ مطلقاً ما دعی بعد لا دا و قبل القضاء
و ما جاز بالسمع خلاف اللہا نے مقبول نہیں ہے اہل اندھے کی مطلقاً یعنی اندھے کی گواہی سے قاضی حکم نہ دے اور اگر حکم دیکھا تو صحیح ہے اور مصنف کا
مطلقاً کہنا عام ہے اس صورت کہ شہادہ اندھا ہو گیا بعد اسے شہادت قبول قضا کے اور اس صورت کہ جہین دت بالکسماع جائز ہے بخلاف ابو یوسف کے یعنی ان کے
نزدیک سماع کی شہادت جائز ہے عدم سماع شہادت اعمیٰ کی علت یہ ہے کہ اسے شہادت میں اشارے سے تمیز کی حاجت ہو مشہور و لا و مشہور علیہ کے درمیان
اور اندھا اعتبار نہیں کیسے کہتا مگر اور اسکے خوف ہے کہ اسکو کچھ متفقین کر دے اس واسطے کہ ایک و از دوسری آواز سے مشابہ ہو جائے ہو و اذا عدت مقبول
الاخرین مطلقاً یاد اور مصنف عدم قبول شہادت اخرین مطلقاً افادہ کیا بطریق اولیٰ ہم کہنے کی گواہی مطلقاً مقبول نہیں خواہ انہیں شہادت
جہین سماع کافی ہو یا اسکے غیر میں خواہ یا اشارہ ہو خواہ یا کتابت و لو سیف افادہ کی وجہ یہ ہے کہ اخرین کے اصحاب بیان کی طاقت نہیں بخلاف اعمیٰ کے کہ ان کی
و مودت و مملوک و مملکتا و مصلحتا اور مرد اور غلام کی گواہی مقبول نہیں اگر مرد غلام کتاب یا اسکے نصف یا ثلث آزاد ہو و صبی و مقفل و مجنون یا
فی حال صحت چھا اور غیر اور غافل و دیوانہ کی گواہی مقبول نہیں مگر دیوانہ کی حالت صحت میں گواہی مقبول ہو ہم محیط میں ہے کہ جو ایک ساعت مجنون
ہو جائے یا ہو اور دوسری ساعت ہوشیار ہو یا ہو سو حالت صحت میں گواہی دے تو مقبول ہو کہ یہ غیر یہ ہوشی کے ہر انتہی تو معلوم ہو کہ استغنا مجنون سے
ہو کہ ان فی الطحاوی و یقال ان یحکم فی الرق و التملک و ادباً بعد الجریۃ و لو لم یحکمہ کما ہو و بعد البلوغ مگر یہ کہ غلام او غیر ملک و غیر کی
حالت میں نکل شہادت کریں اور بعد ازادی اور بلوغ کے اسے شہادت کریں تو گواہی مقبول ہو اگر مرد غلام آزاد اپنے آزاد کرنے کے حق میں گواہی دے
خیال نہ مذکور ہو چکا و کذا بعد بعبادہ قاصد و ثوبۃ و طلاق و زوجۃ کانت المعنویۃ حال الادا و شرح تکملہ اور اسب طرح گواہی اندھے کی
مقبول ہو بعد بینائی کے اور کافر کی بعد اسلام کے اور فاسق کی بعد توبہ کے اور زوج کی بعد طلاق و زوجہ کے اس واسطے کہ معتزلہ شہادت کا حال
کہ ان فی شرح تکملہ ہم غلط اسکا مقتضی ہے کہ اگر عقل کے وقت اعمیٰ ہو اور اس کے وقت بصیر ہو گواہی مقبول ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے اس واسطے کہ مذکور ہو چکا
کہ بصارت شرط عقل ہے اور باقی مسائل ثلثہ میں حکم صحیح ہو کہ ان فی الجہلی و فی الجہلی متی حکم بوجہ لعلہ شہادت شہادت فیہا لم یقبل لہذا بقہ
عبد و صبی و اعمیٰ و کافر و علی مسئلہ اور بعض ائمہ میں ہے کہ شہادت کی گواہی حکم قاضی مرد و ہو سبب کسی علت کے پیروہ علت زائل ہو جائے

شاید اسی مقدمہ میں گواہی دے تو قبول نہوگی مگر چار شخصوں کی گواہی مقبول ہو بعد کے غلام اور صغیر اور اخی اور کافر کی مسلمہ پر ہم حادثہ اولی کی قید اس واسطے
الگائی کہ حادثہ ثانیہ میں اسی گواہی مقبول ہو بعد دشمنانہ کے عدم قبول کو مطلق اس واسطے کہا کہ اگر ایک حاکم شاہد کی گواہی ایک حادثہ میں دکرے تو
دوسرے حاکم کو اسی گواہی اس حادثہ میں قبول کرنا جائز نہیں کہ یہ اس کے نزدیک شاید عادل ہو مگر الغار و غیرہ میں ہی چار شخصوں کے استناد سے معلوم
ہو شہادت زوج کی اور آخر میں درمختل و متمم اور فاسق کی بعد دشمنانہ مقبول نہیں آتی اور قبول شہادت اخی بعد رد اس پر محمول ہو کہ محل اور واسے
شہادت حال بصارت میں ہو اور محل کو روا کہے درمیان نابینائی واقع ہو گئی اور اسی پر شراح کا قول سابق محمول ہو لہذا بعد البصار و اسلام
کذا فی الطحاوی و ادخال الکمال الحدیث ثم لا یجوز ان یشہدوا و ادخال کرنا مکمل الحدین بن ہمام کا اہل الذم میں کو اشخاص ایچہ مذکور بن کما تم
سوم پر ہم چار شخص الغار سے غفر سب گذرا و بعد و حنفی قذف تمام الحد و قبل بالکذا و ان تاب بکذا یہاں نفسیہ فہم لان الود من نعم اللہ علیہ
اور اسی گواہی مقبول نہیں جس پر بوری حد قذف ماری گئی اور بعضوں کے نزدیک اگر حد الود و فی القذف سے نوہ کی ہو اخی دروغ گوئی ظاہر کر کے لفظ
الضلع اس واسطے کہ رد شہادت سب کمال حد قذف کے ہر نفس قذابی سے ص قاذف کے حق میں قرآن مجید میں ارشاد ہوا و الذین یزعمون المحصنات ثم لم
یا قوا باربعۃ شہدات فاجل و ہم ثمانین جلد و لا یقبلو الیہم شہادۃ انہ اولئک ہم الفسقون ہاں الذین یأثمون بعد ذلک و اعطوا
فان اللہ غفیر رحیم یعنی جو امرکاری کا عیب بن محصنات کو بچھا کر گواہ نہ لاویں تو انکو پاشی کوڑے مارو اور انکی گواہی بھی قبول
نہ کر و اور وہ لوگ فاسق ہیں مگر بن کوڑے تو یہ کی بعد اس کے نیکو کاری کی تو البتہ اللہ غفور رحیم ہے اخی تو ظاہر اعطفت و لا تقبلو الکافرا جلد و اولئک کما تم
شہادت حد کے اندر داخل ہی اس واسطے کہ عدم قبول شہادت ہو مگر در دناک ہو کوڑے مارنے کے برابر اور قید یا عدا کی موثر ہو و اللہ تعالیٰ علیم و کاشع
مقصود تصالیب و ہوا و اولئک ہم الفسقون اور استناد اجماع پر اپنے منقول جلیہ سے وہ جلیہ ہو و اولئک ہم الفاسقون ہم استناد اخی لا الذم
راجع ہو و اولئک ہم الفاسقون کی طرف نہ لا تقبلو الیہم شہادۃ اید کی طرف اس واسطے کہ علم اصول میں ثابت ہو چکا ہو کہ استناد جبکہ جمل متعلقہ کے بعد واقع ہو تو اخیر کی طرف رجوع
مگر جبکہ سبق ثم ہو رجوع الی الکمل کی تو سبکی طرف راجع ہو گا چنانچہ آیت بجا میں میں راجع راہ شافعی اور مالک اور احمد کے نزدیک حد و فی القذف کی گواہی بعد نوہ کے
مقبول ہو و نامہ فی الضعف ہاں ان حد کے خلاف فی القذف فیسلم تقبل و ان ضرب اکثرہ بعد اسلامہ علی الظاہر بخلاف سبب حد تقف
لہم قسب مگر یہ کافر ہو قذف ماری جائے پھر وہ مسلمان ہو جائے تو اسی گواہی مقبول ہوگی اگر وہ انہم قذوف بعد اس کے مسلمان ہونے کے ماری جائے ہو چکے
ظاہر الروایت بخلاف اس ظاہر کے جس پر حد قذف ماری گئی پھر وہ آزاد ہو گیا تو اسی گواہی مقبول نہوگی ہم کافر و غلام میں یہ فرق ہے کہ کافر فی الجملہ اہل شہادت ہی تو انکی
رد شہادت منہج عامی حد ہوئی اور اسلام سے دوسری قسم کی اہلیت شہادت پیدا ہوئی لہذا اسی گواہی مسلم اور ذمی پر مقبول ہو بخلاف غلام مذکور کے اس واسطے کہ غلام میں
اہلیت کی حالت میں مطلق شہادت کی اہلیت نہ تھی تو رد شہادت حد و شہادت پر موقوف رہا پھر جب ہمیں اہلیت شہادت کی بعد عتق کے پیدا ہوئی تو اسے
شہادت منہج اسی نامی حد کے ہوئی اور یقیناً اللہ و حبیبہ علی حدیثہ ایتا ربہ علی زبانہ و ادائین علی افرادہ یہ کہتا ہو و حق قبل الحدیث
حد و فی القذف گواہ قائم کرے اپنی راست کوئی پر اس طرح کہ یا پھر گواہ لاوے مدعی علیہ کے زنا پر یا دھرم دیا ایتا اور ہو و عورتین کو زانی المسخائے زنا
اور یا لاوے چنانچہ اگر قبض عدسے گواہ لاوے گا کہ زانی النحر خلاصہ یہ کہ اگر قاذف بعد عدیہ قبل عدائیہ صداقت ثابت کرے تو گواہی اسی اب مقبول ہوگی
لیکن اگر کسی تہمت اس پر ہے اب منہج ہو گئی جو مانع شہادت تھی و فیہ الفاسق اذا تاب تقبل شہادۃ الا اللہ و حد قذف و المعروف بالکذب
اور بکر الیقین میں ہو کہ فاسق جبکہ نوہ کرے تو اسی گواہی مقبول ہو مگر حد و فی القذف اور مشہور بالکذب کی گواہی بعد نوہ کے بھی مقبول نہیں ہم مشہور بالکذب
کی اس واسطے گواہی مقبول نہیں کہ اسکا صدق نوہ کرنے سے معلوم نہیں ہو سکتا بخلاف سائر انواع عتق و شہادۃ الذم و بعد لا تقبل

کذا فی الطحاوی والفرع لا یمکن ان یقبل منہ کو اہی شاخ کی اپنی جڑ کے واسطے یعنی اولاد کے آبا اور اجداد کو واسطے اگرچہ اصل جہ سے ہو یعنی داد اور داد الی
 مانا یہ نامہ دلیل اس کی قول شریع اور حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا پر مذکور ہو چکی اور اس واسطے کہ منافع اولاد اور آبا میں متصل پہنچے میں چاہی ذات کو واسطے کو اہی ہوگی ولہذا ان کو
 لکھا کہ دنیا جائز نہیں ہے وہی مذہب تھا شریع قاضی کا بیان تک کہ حاشیہ جیسے کی گواہی جو انہوں نے قہر کے ساتھ علی مرتضیٰ کے حق میں ہی شریع نے قبول کی تو علی مرتضیٰ
 نے کہا کہ تو نے وہ حدیث نہیں سنی جو رسول خدا صلی علیہ وسلم نے فرمائی کہ حسن و حسین دو سردار ہیں جو انان اہل بہشت کے شریع نے کہا کہ ان رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم صادق ہیں لیکن آپ دوسرا شاہد لائے بعضی روایت میں آیا ہے کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما کو قضا سے معطل کیا گیا کیونکہ ان کا روزیہ ان کا زیادہ کر دیا
 کو بعضوں نے کہا کہ علی مرتضیٰ نے شریع کے قول کو طرہ رجوع کیا کہ انی الفی ہذا اذ انشد الحدیث کہ انہما علی ابی جعفر علیہ السلام کہ وہ اپنے پوتے کے حق میں
 گواہی دے اپنے بیٹے پر گواہی مقبول ہو کہ انی الاشباہ ہم صاحب عید نے اس گواہی کو صورت مخصوصہ میں ٹھہرایا ہے وہ صورت یہ ہو کہ ایک عورت لڑکا جنہاں
 سے دعویٰ کیا کہ یہ لڑکا اسی زوج سے ہے اور زوج جس نے نکاح کے باپ اور اس کے والد نے زوج کے اقرار پر گواہی دی کہ وہ میرا بیٹا ہے اس عورت سے تو دہلیز
 کی گواہی مقبول ہو اور بیعت النکاح میں وہی شاہد کی شریع عبد الباقی سے مذکور ہو کہ خانیہ میں قول مطلقاً مقبول ہو بلکہ تعیناً اور شہادہ کو چھوڑ کر یہ کہ بیٹا غیر یہ نہ ہوتا ہو تو
 سے تو بیٹے کے مخالف شہادت پر اقدام کرنا دلیل اس کی صداقت کی تو بہت کامیاب رہی نہ اس مسئلہ کا محل ذکر بعد عکس کے تھا کیونکہ یہ شہادت
 اصل کی ہو فرع کو واسطے کہ انی الطحاوی قال وجاز علی اسئلہ الا اذا شہد علی اسئلہ کا یہ دو اور مطلقاً ضعیفاً واکرم فی نکاح چھ صاحب شہاد
 نے کہا اور جائز ہو گواہی فرع کی اپنی اصل پر مگر جبکہ اپنے باپ پر گواہی دے اپنی ماں کو واسطے اگرچہ اس کی سوت کے طلاق کی گواہی ہو اور حالانکہ
 ماں اس کے باپ کے بھائی میں ہو ہم اصل کی مضر پر اس واسطے گواہی مقبول ہو کہ محل بہت نہیں لیکن صورت مستثنیٰ میں اس واسطے مقبول نہ ہو
 کہ ہمیں حرج نہ ہو مان کو واسطے کہ انی المحوی فیہا بعد ثمان دہری کا قبل شہادۃ کا انسان لیسب لیسب کا فی مسئلۃ القاتل اذا شہد
 بقتل ولی المقتول فراجحتاً اور اشباہ میں اتھورق کے بعد ہو کہ انسان کی گواہی اپنی ذات کے نفع کی واسطے مقبول نہیں مگر مسئلہ قاتل میں
 جبکہ وہ ولی مقتول کے عفو کی گواہی دے تو مراحبہ کر اس کی طرف ہم القاتل کا الف لام جنس کا ہو متعدد برصادق آتا ہے صورت اس کی اشباہ میں
 یوں مذکور ہو کہ نین شخصوں نے ایک مرد کو خد افس کیا پھر انہوں نے قہر کے بعد گواہی دی کہ وہی نے ہمارا عاف کر دیا حسن نے کہا کہ گواہی مقبول نہیں مگر شریع
 کو ان میں سے دو شخص کہیں کہ ہمارا عاف کیا اور اس ایک شخص کی تو اس صورت میں اولیٰ دست سے کہہ کہ شخص واحد کے حق میں گواہی مقبول ہو اور حسن نے کہا
 کہ سب کے حق میں مقبول ہو اتنی نہیں کہی میں کہ کہتوی اولیٰ دست کے قول پر ہو لیکن اولیٰ دست کے قول پر انسان کی گواہی اپنی ذات کی واسطے نہیں بلکہ وہ
 کی گواہی ہوئی تیسرے شخص کے حق میں مان مگر حسن کے قول پر گواہی انسان کی اپنی ذات کی واسطے مقبول ہوئی نہ شہادہ میں کے کہ انی الطحاوی
 مخصصاً بالحدس للقتل اور بالحدس یعنی اصل کی گواہی فرع کے حق میں مقبول نہیں بسبب بہت کے ہم وجہ بہت اتصال منافع اصول و فروع ہو تو
 گواہ اپنے حق میں گواہی دی دستین العبد کا حکم انہما والشیء انہما فیہ اھو من شئ فیکون لھما القیاس وجہ اور مقبول نہیں مان کی گواہی اپنے غلام اور
 مکان کے حق میں اور ترک کی گواہی اپنے ترک کے حق میں بل میں جو دونوں میں شریع اس واسطے کہ گواہی اپنی ذات کی نہت کی واسطے ہو اگرچہ اس واسطے
 فی الاشباہ ان یطعن بثلثہ فی حدیث شریعہ اشباہ میں ہو کہ علی شہادہ کو باہر میں جس کے تین طرح سے رقبہ سے اور حدیث میں
 اور ترک سے ہم جب علیہ کہہ کہ شہادہ میں مدعی کو گواہ قائم کرنا چاہیے اتنی صورت پر اور اگر کہہ کہ عدوی القدرت میں طاعن پر اقامت نہیں لازم اور اگر کہہ
 کہ شہادہ ترک ہو مدعی کا اور اس کو قائم کرے تو گواہی مقبول ہو اور مدعی کہہ کہ عدم ترک نہ ہو بلکہ ہمیں طاعن پر اور تو یہ کہ شہادت علی شہادہ کی الطحاوی دنی فتاویٰ الشیخ
 لوشیہ بعض اھل الذریعہ علی بعض منہم بزیادۃ الخراج قبل عالم بلکہ خراج کل ارض معیناً او لاخراج للشاغل و فتاویٰ میں ہو کہ اگر گواہی دینا چاہی

نے بعض اہل قریہ پر زیادتی خراج کی تو قبول نہیں جب تک ہر زمین کا خراج معین نہ ہو یا شاہد کیواسطے خراج میں منفعت نہ ہو اور اگر خراج ہر زمین کا معین ہو تو گو اہل قریہ
 کی قبولیت مقبول ہو کہ انہیں ہر منفعت اور دفع ضرر نہیں اس طرح جبکہ شاہد کو خراج میں فعل نہ ہو ورنہ اہل قریہ شہد و اعلیٰ ضیعۃ اتھام فی تہمہ لا یقبل
 ورنہ اہل قریہ سے کہہ سکتے ہیں کہ اہل قریہ نے ان کا طلب حقا لیسہ لا یقبل و ان قال
 لا اخذ شہداً یقبل و کذا فی وقف المذرسۃ انتھی فلیحفظ اور اس طرح اہل قریہ نے گو اہل قریہ نے اپنے دی قطعہ زمین پر کہ وہ ان کے قانون میں ہے تو مقبول نہیں اور
 اس طرح اہل قریہ کی خبر کی گواہی وین مجملہ مصالح اور منافع کے متعلق قطعہ زمین کو کہیں کہ ہمارے سکے میں سے ہو کذا فی العالم کیرتہ مقبول نہیں بسبب منفعۃ کے اگر
 کو جو غیر نافذ ہو اور کو جو نافذ ہو اگر اپنے واسطے حق طلب کرنا ہو اس طرح ہر کہ شاہد اس قطعہ زمین میں ہوا وہ پورا چاہتا ہو تو گو اہل قریہ مقبول نہیں اور اگر کہے کہ
 میں کچھ نہ لوں گا تو گو اہل قریہ مقبول ہو اور اس طرح وقف مدرسہ میں گو اہل قریہ مقبول ہو انتہی مافی فتاویٰ السننی تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ہم وقف مدرسہ کی شہادت
 کی قید اس واسطے لگائی کہ شہادت صحیح کی غلہ وقف میں مقبول نہیں کیونکہ شاہد کا حق ہو مشہود میں نوہ متمم و کذا فی المخطاوی عن البحر مسائل مذکورہ میں عدم
 قبول شہادت کی وجہ یہ کہ شاہد کا اہم فائدہ ہو تو محل ہمت ہو کہ لا حیث الخایض لیستاجرا مساجد و مشاہد و الخادیم و التابع و التلمیذ
 الخاص الذی یعد ضریفاً ستادہ ضوائر نفسہ و تنفعہ و نفع نفسہ و درود و معنی قولہ علیہ السلام لا شہادۃ للقاتلین باہل البیت
 اسی الطالیب معانہ منہم من الفسوخ کامن الفناۃ اور مقبول نہیں گو اہل قریہ خاص یعنی مرد و اور چاکر کی اپنے مستاجر کیواسطے خواہ اجرت بطور سالانہ
 ہو یا ماہانہ یا یومیہ کذا فی المخطاۃ یا اجیر خاص سے خادم یا تابع یا شاگرد خاص مراد ہو جو اوستہ کے ضرر کو اپنی ذات کا ضرر اور اس کے نفع کو اپنی ذات کا نفع سمجھے
 کذا فی الدرر اور وہی مطلب ہر اس حدیث کا کہ گو اہل قریہ قانع اہل بیت کی یعنی جو اپنی معاش اپنے یعنی گھر والوں سے طلب کرے قانع مشق ہو قانع باہم سے
 یعنی ہوا ال تذل نہ قناعت ہم اجیر خاص کی مراد میں اختلاف ہو قبول اکثر علما اجیر خاص سے تلمیذ خاص مراد ہو جو اوستہ کے نفع اور ضرر کو اپنا نفع اور ضرر مانتے اور
 اوستہ کے ساتھ کھائے اور وہی مراد ہر قانع سے جو حدیث میں مذکور ہو اور بعضوں نے کہا کہ سالانہ یا ماہانہ یا یومیہ دار سے اجیر مراد ہو اور حدیث مذکورہ میں اس حدیث کا جواب دیا
 میں عن عمر بن شعیب عن ایدہ عن جبرہ مروی ہو قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دشہادت الخائض و ذی النفرۃ علی خیمہ و شہادۃ القاتل لہا البیت اجازہ بالغریمہ
 یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رد کی شہادت خیانت والی مرد اور عورت کی اور عداوت والے کی اپنے بھائی پر اور شہادت قانع کیواسطے اہل بیت کے اور غیر اہل بیت
 کیواسطے شہادت جائز رکھے کذا فی فتح القدیر طحاوی نے کہا خادم اور تابع اور شاگرد میں بعضوں نے پون فرق بیان کیا ہو کہ خادم سے وہ شخص مراد ہو جو بلا اجرت خدمت
 کرے اور تابع وہ ہو جو مشہود علیہ کے گھر میں نہ گانی بسر کرے بلا خدمت مانند ملازم ہو یا شاگرد سے اہل مساعیت مراد ہیں جو اپنے رئیس اور کیر کے تابع ہوں اجیر خاص
 کی قید اس واسطے لگائی کہ اجیر مشترک کی گواہی چنانچہ غناط اور عدا اور بخارا و رمانی اور دھولی کی گواہی کیواسطے مقبول ہو اس واسطے کہ وہ مستوجب اجرت کا نہیں بلکہ اپنے محل
 کو جو ہے وہ اجارے سے کسی چیز کا مستوجب ہوا تو اکتتم باقی نہ ہی بخلاف اجیر خاص کہ اس کے منافع مستحق ہونے لہذا وہ دوسرے کی ضروری اور چاکری نہیں کر سکتا
 بہت اجارہ میں لو اگر اس کی گواہی جائز ہو تو شہادت بالاجارہ لازم آئے کہ اس کی شہادت ہی مجملہ اس کے منافع کے ہو مستاجر کی تجارت وغیرہ میں مقبول نہیں انتہی و مفادہ
 قبول شہادۃ الشہادۃ و لا ستادۃ و لا عدا و حدیث مذکورہ کا یہ کہ مستاجر اور شاگرد کیواسطے مقبول ہو یعنی اس واسطے کہ وہ اس کا محتاج
 نہیں بخلاف اجیر خاص کے ہم مسئلہ فتح القدیر میں صرح مذکور ہو و مختلف بالفتح یعنی فی فعل الذی کوئی اور مختلف کی گواہی مقبول نہیں مستحق نفع ہو جو بالذات فعل کرے
 اور لو اطلت کہ اسے ہم بالذات فعل کرے یعنی جو تو ان کے افعال کرے یعنی جو تو ان کے اسکا کرے اور قول اور فعل میں ان کے ساتھ مشابہت کرے فعلی مشابہت یہ کہ فعل لواطت
 ہو اور قولی مشابہت یہ کہ عورت کی طرح نرم کلامی اختیار کرے بناوٹ سے کذا فی المغرب و بعضوں کے نزدیک فقط قولی یا فقط فعلی مشابہت کافی ہے سنن ابو داؤد و میں
 ابن شعیب سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان من الخائف من الرجال و النساء یعنی خفت کرے اللہ مردوں میں سے ہے مختلف ہے

اور عورتوں میں سے ان عورتوں پر جو مردوں کے ساتھ شہادت کرتی ہیں وَاَقْبَالَ الْكُفْرِ فَالْمُتَكَبِّرُ الْمُتَكَبِّرُ فِي اَعْضَادِهِ دَكَاةٌ مِنْهُ خَلْقُهُ ضَعِيفٌ لِهَيْبِهِ
اور غشت کسر نون وہ شخص جو پیرا ہستی جو سر پر کچا ہوا اپنے اعضا اور گفتگو میں اس کی گواہی مقبول ہو کذا فی الجہر ہم اس واسطے کہ یہ امر اعتباری نہیں بنوایا ہستی ہو کذا فی
غشت ملعون کے مصنفینہ کو انفسہا لہجہ تہذیب متون خطہ اور گانے والی عورت کی گواہی مقبول نہیں اگرچہ اپنی دفع و غشت کیواسطے گاتی ہو اور یوں کو سنانی
نہو بسبب حرام ہونے عورت کی آواز بلند کرنے کے کذا فی الدرر ہم قسمانی نے کہا اگرچہ حکمت کا شہر گاتی ہو اسواسطے کہ ہی صلی اللہ علیہ وسلم غن الصوتین الا جھین
الغنیۃ والنمحہ دریافت کرنا چاہیے کہ ہی گانا ناہو اور جمع مال کیواسطے بالاتفاق حرام ہو اور اسبطرح نوہ گری خصوصاً جبکہ عورت سے ہو اسواسطے کہ
عورت کو آواز بلند کیا یا غلات حرام ہو کذا فی الخطاوی عن الشلبی دینیغی تنقیدہ بعد اذ صلیا علیہ لیظہر عنہ القاضی کما فی قد من الشرب علی اللہ ذکیر الالوق
اور لائق ہی راگ میں مداومت کی قید لگانا یعنی عورت ہمیشہ گایا کرتی ہوتا کہ فاضی کے نزدیک اسکا گانا ظاہر ہو جیسے دائم الشرب علی اللہ میں مداومت شرط ہو کذا ذکرہ
الوافی ہم اسبطرح جمیع ابواب کبار میں مداومت کی تعلیم ہو کذا فی الفتح یعنی بلا مداومت فاضی کے نزدیک ثبوت نہیں ہو سکتا کہ وہ گواہی رد کرے اور یہ مطلب
نہیں کہ اگر عورت ہمیشہ گایا کرے تو حرام نہیں ہو کذا فی فی مصنیۃ غیروہا باجر مرد و فتح زاد العینی فلو فی مصنیۃ یا تقبل وعللہا الوالی بزبادیہ
اضطرارہا و التمسک لاصیہا واختیارہا فکان الشرب للعدا وراس عورت نوہ کر کی گواہی مقبول نہیں جو غیر کی مصیبت میں نہ کرے اجرت لیکر کذا فی الدرر وفتح
عینی نے اتنا زیادہ کہا کہ اگر انہی مصیبت میں نہ کرے تو گواہی مقبول ہو اور علامہ دانی نے وجہ بیان کی کہ گواہی مقبول ہو بسبب یہ ہونے اسکا اضطراب کے اور یہ
ہونے اس کے صبر اور اختیار کے تو اسکا نوہ اپنی مصیبت میں بلند شرب کرے تو اسکا علاج کیواسطے وعدہ و تہنیت الذنب اور مقبول نہیں ہو دشمن کی گواہی
جبکہ عداوت بسبب نکاح کے ہونہ بسبب یہ کہ ہم عداوت دنیاوی جیسے ولی مقبول کی گواہی قاتل پر اور مجروح کی جارح پر اور مفذوف کی گواہی قاذف پر اور
جبکہ اسباب یہ ہیں اسکی گواہی رہن گزارت کر پر اور یہ مطلب نہیں ہو کہ جو شخص کسی شخص سے حق میں جھوٹ اور نزاع کرے وہ اسکا دشمن دنیاوی ہو جیسے کہ بعض متفقین
نے نو حکم کیا ہو کذا فی البحر جملہ ابن کمال علیہ السلام فی قولہ فاضلہ فقبلہ کا علیہ اور ابن کمال نے دشمن دنیاوی کی شہادت کو مسلمہ شہادت فرع لا صلہ بالعکس
نمودیا ہو تو اسکی گواہی اپنے دشمن کے نفع میں مقبول ہو نہ اس کے ضرر پر واعتمدہ فی الوہابیۃ والنجیۃ قبولہا ما لہ یفسق بسببہا فالو الحقہ یفسق للشی
عنه اور وہ بیانیہ اور مجملہ منظومہ میں قول شہادت دشمن دنیاوی پر اعتماد کیا ہو تا وقتیکہ دشمن بسبب عداوت کے فاسق ہو گیا ہو فقہانے کہا ہو
کہ دل میں کینہ رکھنا فسق ہو اسواسطے کہ شرع میں کینہ رکھنے سے نفی وارد ہو ہم یہ روایت منصوص ہو اور اطلاق اختیار متاخرین ہو قسمانی میں ہو کہ
متاخرین صحیح ہو ان کے زمانے اور ہمارے زمانے میں کذا فی الخطاوی دنی لا شکاہ فی نتیۃ قاعدۃ اذا اجتمع الخلاف والحکم ولو العداۃ للذنب
لا تقبل سیوآ شہید علی عدوہ او غیرہ ہتھا فسق دھوکا یتجہ اور اشیاء میں اجتماع حلال و حرام کے قاعدے کے تتمہ میں ہو اور اگر دنیا کیواسطے
عداوت ہو تو گواہی مقبول نہیں خواہ وہ شخص اپنے دشمن ہو گواہی دے یا اس کے غیر اسواسطے کہ عداوت دنیوی رکھن فسق ہو اور فسق قسمت پذیر
نہیں دنی فتادی المصنیۃ لا تقبل شہادۃ المجاہل علی العالم لیسبقہ بقرۃ ما یحب تعلّمہ شوفا غیثہ لا تقبل شہادۃ
علی متابعہ وغیرہ واللہ اعلم تغریۃ علی ترکیہ ذلک ثم قال العالم من یستخرج المعنی من التزیب کما یجوز دینیغی اور مصنف کے فتاوی
میں ہو کہ مقبول نہیں گواہی جاہل کی عالم پر بسبب فاسق ہونے جاہل کے اس خیر کے ترک کرنے سے جبکہ اسکا سیکھنا اس پر واجب ہو شرعاً یعنی احکام
ہم پر جبکہ وہ فاسق شہر اب اسکی گواہی مقبول نہیں ویسے دوسرے جاہل نہ غیر جاہل پر اور عالم کو جائز ہو کہ جاہل کو تو فر دے ترک تعلّم پر ہم مصنف
نے کہا کہ عالم وہ ہو کہ جو شخص کو اس طرح کرے کہ ترکیب الفاظ سے جیسا کہ واقع میں ثابت اور لائق ہو ہم عالم کی تفسیر اسواسطے کی کہ تاکوئی نہ سمجھے
کہ عالم سے مدد کرے اور اجرائج معنی سے مراد ہم ہو اور ظاہر مراد تفسیر مذکور سے یہ ہو کہ عالم وہ ہو کہ جو علوم شرعیہ اور بعض آلات

حرمت شرب

کذا فی الدرر وفتح

عینی نے اتنا زیادہ

تو از سے

کذا فی الدرر وفتح

عداوت دنیاوی

یہ کہ وہ اشیا میں کوشش آوازی سے چلتے چلتے ہیں اور حکم نہیں اس واسطے کہ لغو غبار جیسے غبار و غبار کو بولتے ہیں دیکھتے ہیں غیر ضرورت کو بھی کہتے ہیں چنانچہ حدیث میں آیا ہے میں نے تمہیں القرآن فلیس منا اور اشعار میں کوشش کی شہرہ آفاق جانی جائز ہے چنانچہ اختلاف فقہی کا حال معلوم ہو تو جانے کہ صاحب ہدایہ فقہیہ نے کوشش کا قائل ہو شیخ الاسلام کے مانند لکھا ہے معلوم ہو چکا ہے کہ کوشش حرام ہے جس کے الفاظ ایسے ہوں جو حلال نہیں جیسے مرد عورت اور عورت عورت کا دھنک بائیں ہاتھ کی ایسی تعریف جو شوق انگیز ہو اس کی طرف یا جو کلمہ یا دلی کی بشرط قصد بوجہ تعصبا استہزاء یا تعظیم صحت و بلاغت اور اگر اشعار غیر عین عورت کے وصف ہیں ہوں تو مباح ہیں یا نہیں فقہیہ بانٹ سعاد کہ خود صاحب رسالت علیہ السلام کے رد ہر وہ لفظ گندہ اور شہرت سے اسیر نہ ہونے میں لیا گیا ہے یا ان کی طرح بلایں کے ہوتے ہیں یا اگرچہ مواعظ اور حکم ہوں متنی میں ہو کہ بلائی دو قسم ہیں ایک جو چنانچہ آلات طہرہ وغیرہ جیسے عزرا اور طہور وغیرہ اور دوسری مباح وہ دفت ہو نکاح اور اسکے مانند اور سرور حادثہ میں اور اسکے غیر میں مکر وہ ہے عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے کہ جب وہ از دت کی سنتے تو ہنسنے لگتے اور کہتے کہ وہ تبا تو سکوت کرتے اور اگر اسکے سوا اور کچھ ہو تا تو رونا لہنے اور اجناس میں جو کہ محمد بن نجار سے اس شخص کے حال کا سوال ہوا جو اپنے نفس کے ساتھ ترنم کرتا ہے جواب دیا کہ یہ اس کی شہادت کا قاض نہیں اور قرآن خوانی الحان سے بعضوں کے نزدیک مباح ہے اور بعضوں کے نزدیک منع ہے اور شہادت ہے کہ اگر الحان سے حروف اپنی نظم و تحقیق سے خارج نہیں ہوتے ہوں تو مباح ہے اور نہیں تو غیر مباح ہے ایسا کچھ علمائے ذکر کیا ہے اور ہم باب الاذان میں مذکور کر چکے ہیں کہ بعضین ہوں غیر تقیید حروف کے نہیں ہوتی تو تفصیل سمجھتی ہے انتہی الی الفیض فیما یفرض قال لا یقبل شہادۃ من یشتم الغناء او یجلس مجلس الغناء زاد العدنی فی مجلس الغناء و ان لم یسکون لا یتحدوا ولا یحیدو ولا یحیدو ولا یحیدو بالعرف سبقت علی الغناء مصنف نے کہا اور مقبول نہیں گواہی میں شخص کی جو راک سنتا ہو یا راک کی مجلس میں بیٹھا ہو یعنی نے آواز دہکایا صق و جو رہا شرب کی مجلس میں بیٹھا ہو اگرچہ وہ شہادت دیتا ہو اس واسطے کہ اس کا خلط ہوانے ساتھ اور ام بالمعروف کانزک کر اس کی عدالت کا مسقط ہے جس مجلس میں بیٹھا ہو مسقط عدالت ہے اگرچہ وہ راک نہ ہو بلکہ ذکر الہی میں مشغول رہے اور سب طرح جو راک سے اگرچہ راک کی مجلس میں بیٹھا ہو بلکہ ذاتی الطحاوی اور یکتب ما یحدیہ بالفسق و مراءہ سن و تکب کبیروۃ قال یحییٰ المصنف غلوہ یا اس کی گواہی مقبول نہیں ہے ترکیب اس کے چکا جس کے سبب اس کو حد مارا جائے وہ اس میں فتق کے اور طلب سکایہ ہو کہ جو کبیر گناہ کا مرتکب ہو اس کی گواہی مقبول نہیں لیا کچھ کہا ہے مصنف و غیر نے ہم کبیر کی حد میں احوال مختلف ہیں اور قول حق وہ ہے جو شاہ ولی اللہ دہلوی نے قول المجلس میں اختیار کیا ہے یعنی فیہ ہو کہ کبیر گناہ وہ ہو کہ سیر و زنج یا عذاب شدید کی وعید وار ہو قرآن مجید میں یا حدیث صحیح میں جو اہل حدیث کے نزدیک مشہور ہو یا اس کے مرتکب کو کافر بنا ہو چنانچہ تارک مملوہ معتمد گویا اسکے مرتکب پر شرع میں حد مشروع ہو چنانچہ زنا اور سرقہ اور قطع طریق اور شرب خمر یا امور مذکورہ کے برابر یا اس سے زیادہ تر شد و ریائی میں حکم پر است عقل اور معذور وہ گناہ ہو جو شرع میں نہ ہو یا مخالف مشروع ہو یا دین کے طریقہ ماورہ کالاف ہو اتنی شیخ ابو طالب کی نے نو القلوب میں کہا کہ میں نے ان کا وہ بیت کہج کیا جنہیں پر کی تصریح وارد ہو نہ سر البائے چاروں میں شرک و نیت اصرار علی المعصیۃ اور نامیدی رحمت الہی سے اور بخوبی مکر الہی اور جبار زبان میں شہادت دے اور توفیق بھروسہ ہو کہ شرع میں شرب خمر اور اکل لای تیم اور اکل یوا اور دو شرک گناہ میں یا اور لواطت اور دو یا حد میں قتل حق و جو راک اور ایک یا دون میں نہی قرار دے کفار سے اور ایک گناہ سارہ بدن سے یعنی حقوق الدین اتنی حق تعالیٰ اپنے کرم سے مملو اسے بجاوے آئین دین خل الختام بغیر ذلک گناہ حرام یا اس کی گواہی مقبول نہیں ہے جو میں غیس کو اسطے بلا تارک مملوہ جیسے اس واسطے کہ مرتکب حرام یا لایعرب بکونہ خطاب مطلقا فاما او کا یا اس کی گواہی مقبول نہیں ہے کچھ لکھتے رہے بلطایہ مطلقا خواہ باری بدہ یا بدہ سے فتح القدر میں ہو کہ طلب کھیل ہی ہمارے بلا یعنی معذور وہی دے کہ مانند اسکے لا حساب بلکہ کچھ کہتے ہیں جو کھیل لیا جس کے سلطان نے سد کیا اور اس غفلت اس کو کرتے ہیں وہ مطلق حرام ہے یا اتنی معلوم ہو کہ طالب بک کھیل ہی جو سر کے بانسوں کی طرح اس کو چھینکتے ہیں اٹھالٹھالٹ

مجلس غناء
یا غناء
یا غناء

مجلس غناء

چونکہ ہر شخص سے کوئی ایک چیز مشروط ہو تو اسے واسطے مصدقہ کہا یا جو پوچھنے سے تو اسکی گواہی مقبول نہیں مگر امام مالک اور شافعی کے نزدیک شرط صحیح حلال ہے لکن مصدقہ
 شرط صحیح کہیلے کو مطلقاً مستطاع عدالت لکھا اور دیگر کہ بہ الصلوۃ حتی یقفوت دقتاً یا شرط صحیح کی بازی سے لازم نہ کرے یہاں تک کہ نماز کا وقت فوت نہ ہو
 ہم ترک صلوۃ سے عدم فعل مطلقاً نہیں بلکہ نماز تھا کرنا مگر وہی اور دیگر علیہ کثیراً یا شرط صحیح کہیلے میں قسم بہت کھاتا ہوں زلیعی نے اور اتفاق نے اسکی
 حلف کا ذب کی قید لگائی ہے تو اسے معلوم ہو کہ کثرت حلف بالکذب یا کذب بالکثرت سے شہادت مردود نہیں کیونکہ کثرت بدون کثرت نہیں ہوتی کذا فی الخطاوی
 عن ابی السعد و ادیب بہ علی الطریق او یدکر علیہ فسقا انبأ یا شرط صحیح رستہ پر کہیلے یا اسپر منق کو ذکر کرے کذا فی الاشیاء ہم لینے وہ چیز ذکر کرے جس سے
 فاسق ٹھہرے چنانچہ شتم اور قذف اور غنا و اذیاد ہم علیہ ذکرہ سعد اذنی صغیراً للکافی والمراج یا ہمیشہ شرط صحیح کہیلے کہ گواہی مقبول نہیں اسکو
 سعدی افندی نے کافی اور مراج سے نقل کیا ہم اسواسطے کہ مراد متلی کی دلیل ہے اور غالباً بعض ضروریات میں خلل پڑتا ہے یہاں تک کہ بعض شرط صحیح بازون کا حکم کیا
 اور اسکی تخریم و تکفین کے واسطے انھوں نے بازی موقوف کی تو زیادہ میں انھماک المعاصی دیا کل الربو ابیدہ بالشمعہ ولا یحیی ان الفسق عنہا شیء عا الا
 ان الفاسق لا یشیت ذلک الا بعد ظہور دہلہ فالکل صواب بحر فی حفظ یا اسکی گواہی مقبول نہیں جو بیاج کھائے بیاج کھانے میں علمائے شہرت کی قید
 لگائی ہے اور یہ امر محتمل نہیں کہ فسق مانع ہے شہادت کا بشرط مگر یہ کہ قاضی فسق کو ثابت نہیں کرتا مگر بعض ظاہر ہونے فسق کے قاضی کے نزدیک تو سبب و اسکی برابر میں کذا
 فی البحر تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ہم بعضوں اکل مال سیم اور اکل ربو امین اسطرح فرق کیا ہے کہ اگر تسمیہ کامل کھائے ایک یا تو گواہی اسکی مقبول نہیں اور بیاج خواری میں
 شہرت شرط ہے صاحب بحر نے اسکو رد کیا کہ دونوں میں کچھ فرق نہیں فسق ہونے میں دونوں برابر ہیں اور ان شرط شہرت میں دونوں یکساں ہیں شہرت تو اتنے و
 شرط ہے کہ قاضی اسکو ثابت کرے تو اسکی برابر میں ہم کما برابر میں ہمیں بلا دلیل ہے اور قبول دیا کل علی الطریق د کذا کل ما یجمل بالمرۃ و دمت
 کشف خود نہ لیستہج من جانب البکرۃ والناس حصود و قد کثر فی زماننا حسنة یا اسکی گواہی مقبول نہیں جو پیشاب کرے یا کھائے راہ میں
 اور اسی طرح ہر ایک وہ فعل جو محمل مروت ہے ازا مجملہ اپنی شرمگاہ کو لٹکانا لالاک کنا سے استہنی کرنے کے واسطے اور حالانکہ لوگ سامنے میں اور ہمارے زمانے میں یہ فعل
 بکثرت ہو گیا کذا فی الفتح ہم فتح القدیر میں ہے اسکی گواہی مقبول نہیں جو افعال مستخفونہ لالاک کہے اگرچہ فی اقتضا و جہرام نہیں جیسے لوگوں کو رو رو راہ میں کھانا دا
 فقط سراویل یعنی پاجامہ ہنر چلنا پھر نا اور لوگوں کے رو رو پاؤں پھیلانا اور وہاں سر کھولنا جہان خفت اور بے ادبی اور قلت مروت اسکو شمار کرنا اسواسطے
 کہ جو شخص اسکی بھید نہیں کہ چھوٹی گواہی دے اور حدیث مرفوعہ میں وادہ ہے کہ لوگوں نے جو پہل نبوت سے کلام پایا ہے وہ یہ ہے کہ جب چھکو جائز ہو تو جو
 تیرے ولین آوے سو کر اٹھ طحاوی مجملہ افعال خلاف مروت لقمہ کے چوری کرنا اور دھڑے زیادہ نوش طبعی اور دل لگی کرنا کہ موجب استخفاف ہو اور کہینوں کی کسبت
 میں بیٹھنا اور لوگوں کو ذلیل کرنا اور بازمین غل اور شور کرنا مروت عبارت ہے دین اور اصلاح سے اور بعضوں کہ کما کہ مروت عبارت ہے روشن بنک و حفظ لسان
 اور سبکی عقل سے کنارہ گیری اور ارتفاع ہر خلق دل سے اتنے او یظہر سبب سلف لظہور فسقہ بخلاف صیغہ لاندہ فاسق مستول
 عینے قال المصنف و اما قید نابا السلف تبعاً لکلامہم و الا فالاولی ان یقال سبب المسلم لستقو ط العدا لہ
 بسبب المسلم وان لم یکن من السلف کما فی السراج والنفایۃ یا اسکی گواہی مقبول نہیں جو سلف کی بدگوئی ظاہر کرے بسبب ہر ہو جائے اسکی فسق
 کے بخلاف اس شخص کے جو سلف کو مخفی رکھتا ہے اسواسطے کہ وہ فاسق مستور ہے یعنی وہ مقبول شہادت ہے کذا فی العینی مصنف اپنی شرح میں لکھا کہ بھنے سلف کی قید لگائی
 باتباع کلام فقہائے مفسنین اور نہیں تو یوں کہنا بہتر تھا کہ جو مسلمان کی بدگوئی کو ظاہر کرے وہ مقبول شہادت نہیں بسبب ساقط ہے عدالت کے مسلمان کی بد
 گوئی سے اگرچہ سلف میں سے ہو چنانچہ سراج اور نہایہ میں ہے ہم سب لینے و شتم اور گالی یہ ہے کہ انسان کی آبرو میں ایسی گفتگو کرنا جو اسکی حق میں معیوب ہو
 حدیث میں وارد ہے کہ سبب المسلم فسق و فساد کفر و فسادا الطریق دین السلف و الخلفان السلف الصلحہ الصدرا الاول من التابعین

ایک نسخہ میں فسق
 کی جگہ فسق و زنا
 فاسق کی جگہ
 ہر مسک پایہ
 پانچویں میں کذا
 میں مستوف
 جو نسخہ ہے
 کو لالی دینا فسق
 ہے اور اسکی کما
 قتال کرنا کفر

بعض ضمیمہ ان ہیصویر خصماً و انیت تصبیحاً بعد قبل و ہذا کہ صلاہت و عیالہ قائمہ غیبہ اور شیخ زلیعی کی کتاب القسانہ میں ہے کہ جو شخص کہ خواصم ہو گیا
کسی مقدمہ میں تو اس مقدمہ میں گواہی اسکی مقبول نہیں اور جبکہ خواصم ہونا و پیش ہونا و حالانکہ ہنوز وہ خواصم نہیں ہوا تو اسکی گواہی مقبول ہے اور یہ دونوں قائل
بالافتاق ہیں اور پورا بیان اسکا اسی شرح میں ہے ہم زلیعی نے اپنی شرح میں کہا تو اصل اول کی جس سے وکیل یا مخصوصہ جیکہ اسنے حاکم کے پاس خدمت کی پھر وہ
مغزل ہو گیا تو اسکی گواہی مقبول نہیں اور شفع نے جب شفعہ طلب کیا یعنی قاضی کے پاس و دستری سے خدمت کی پھر اسکو ترک کیا تو اسکی گواہی سچ میں مقبول
نہیں اور اصل ثانی کی جس سے وکیل ہے جبکہ اسنے خدمت کی اور شفع ہر جگہ اسنے شفعہ طلب کیا اور گواہی دی تو دونوں کی گواہی مقبول ہے کذا فی الطحاوی
قید نا مجلس القاضی لہ لو خاصہ فی غیرہ ثم غلیہ قبلت عندہا حکم کو شہد فی شیلو صاً و کل حیدہ او علیہ جامع القاضی
قید لگائی ہوتے مجلس قاضی کی اسواسطہ کہ اگر وکیل نے غیر مجلس قاضی میں حکومت کی ہو پھر موکل نے اسکو وکالت سے مغزل کیا ہو تو طرفین کے نزدیک گواہی مقبول ہے
چنانچہ اگر وکیل نے گواہی دی اس مقدمہ کے سوا میں وہ وکیل مقرر ہوا یا موکل کی نفرت کی گواہی دی تو مقبول ہے کذا فی جامع الفصولین و فی البزازیہ
و کلاہ بالخصوصۃ عند القاضی فخاصہ المملوب باللف درہم عند القاضی شفع لہ حشودان ملوکا علی المملوب صالکہ
و دینا و تقبل بخلاف مالو و کلاہ عند غیر القاضی خاصہ و عامہ غیباً اور نیز یہ میں ہے کہ ایک شخص کو خدمت کے واسطے وکیل کیا قاضی کے نزدیک سوائے محض
کیا مدعا علیہ سے ہزار درہم کا پھر موکل نے وکیل کو مغزل کیا سو وکیل نے گواہی دی کہ اسکو موکل کے مدعا علیہ پر سو دینا نہیں تو گواہی مقبول ہے یعنی اسواسطہ کہ یہ دوسرا
مقدمہ ہے غیر متعلق لو کالت بخلاف اس صورت کے کہ اسکو غیر قاضی کے نزدیک وکیل کیا اور اسنے خدمت کی تو گواہی مقبول نہیں اور پورا بیان اسکا اسی کتاب
میں ہے ہم باقی بیان بزازیہ اور کافی میں یوں ہے کہ اگر قاضی کو وکالت معلوم نہ ہو مدعا علیہ وکالت کا نہ ہو اور وکیل اپنی وکالت گواہی پیش کرے
پھر موکل اسکو مغزل کرے اور وکیل موکل کے واسطے گواہی دے تو گواہی اسکی مردود ہے ہر ایک اس حق میں جو وقت لوکیل کے قائم ہے مگر جبکہ اس حق کی گواہی
دی جو بنیاد پیدا ہوا تاریخ وکالت کے بعد تو اب گواہی مقبول ہوگی کذا فی الطحاوی و کما قبلت عندہا اخلافاً لثانی شفعاً و ثانیین بدین علی المیت
لرجلیین ثم شہد المشہد و لیساً لثانیین ہدین بدین علی المیت لان کل فرد یستہد بالمدین فی الذمۃ وھی تقبل حقوقاً شہ
فلم تقبل الشہرۃ لہ فی ذلک بخلاف الوصیۃ بذرین کافی و صایا الجمہ شرح سیحی فقہ جیسے طرفین کے نزدیک بخلاف ابو یوسف کے گواہی مقبول ہے
دو شخصوں کی گواہی دو مردوں کے دین کی میت پر پھر مشہود لمانے گواہی دی کہ شاہدین کا دین میت مذکور پر ہے اسواسطہ کہ ہر فرق گواہی دیتا ہے کہ دین ثابت
ہو رہی ہے اور ذمہ حقوق مشرقہ کو قبول کر سکتا ہے تو شاہد کی شرکت نہ واقع ہوئی اسٹین بخلاف اس وصیت کے جو غیر عین میں ہو چنانچہ مجمع اور اسکی شرح
میں ہے اور اسکا ذکر کتاب الوصایا میں آویگا ہون کی شہادت شاہد کی شرکت ثابت فی الذمہ میں ثابت نہیں بلکہ شرکت مقبوض میں بعد قبض ثابت ہے اور
وہ بالغ شہادت نہیں بخلاف وصیت غیر عین یعنی اگر ہر فرق دو ہر فرق کی گواہی دے کہ میت اسٹین واسطے ثلث میں وصیت کی ہے تو بالاتفاق گواہی
مقبول نہیں اسواسطہ کہ اتفاق ترک میں ہے بلکہ ثلث میں اور وہ دونوں فرق میں مقسوم ہے تو یہ گواہی ہونی اسٹین جو دونوں میں مشترک ہے اور اگر
دونوں شخصوں نے گواہی دی کہ میت نے ان دو شخصوں کے واسطے اس غیر عین کی وصیت کی پھر مشہود لمانے شاہدین کے واسطے دوسری چیز میں کی گواہی
تو مقبول ہے کیونکہ اسٹین شرکت نہیں و کتھا و حیدت لوارث کبیر علیہ احیی فی غیر مال المیت خایما مقبولہ فی ظاہر الروایۃ کما لوشہد
الوصیکان علی اقرار المیت بشی معین لوارث بالغ فقبل بزازیہ اور جیسے گواہی دو وصیتوں کی وارث کبیر کے واسطے شخص اجنبی پورا
میت کے سوا میں کہ وہ مقبول ہے ظاہر الروایۃ میں چنانچہ اگر دو وصیتوں کا اقرار میت پر گواہی دی کسی میں جنہ کی وارث بالغ کے واسطے تو وہ مقبول ہے کذا
فی البزازیہ ہم وارث بالغ کی قید اسواسطہ لگائی کہ صغیر کے واسطے گواہی مقبول نہیں بسبب نیت کے کذا فی الطحاوی و لو شہد فی مالہ

مقبول ہوگی تو خلاف لفظی ٹھہر کذا فی الخطاوی طعنا و ظاہر کلام الواقع و مختصر حی ذی الحیل الیہ اور علامہ دانی اور غمی تراکے ظاہر کلام سے اس کمال کے کلام کی طرف میلان ثابت ہوتا ہے وہم علامہ دانی نے جو اس کمال کی طرف سے جواب دیا ہے خلاصہ اسکا یہ ہے کہ اس کمال کی مراد یہ ہے کہ فوق مجرد کی شہادت و حقیقت شہادین ہیں خواہ قبل تعدیل یا بعد تعدیل ہو بلکہ وہ شخص ہے بدلیل قبول خبر واحد قبل تعدیل بھرتب وہ شہادت نہ ٹھہری تو اس بات سے اسکا تعلق ہوا اس واسطے کہ اسباب میں کمال فکریہ جسکی گواہی مقبول ہے اور جسکی مقبول نہیں تو اس کمال کا یہ قول کہ گواہی معتبرہ نہیں مطلب اسکا یہ ہے کہ وہ شہادت کے شمار میں نہیں اگرچہ قبل تعدیل ہوا تھی اس واسطے کہ اگر وہ شہادت کے شمار میں ہوتی تو مطلق کی شہادت بعد ثبوت عدالت مقبول ہوتی تو اس قول کا بھی حاصل خلاف لفظی کی طرف راسخ ہو کذا فی الخطاوی و کذا فی التمسک فی حیث قال و فیہ القاضی لم یلتفت لہذہ الشہادۃ و لکن یرکب المشہور بیدا و عدلتا فان عدلتا فلیظاہر المصنعات اور اسی طرح قستانی کا بھی میلان اس کمال کے کلام کی طرف ظاہر ہوتا ہے اس واسطے کہ قستانی نے کہا اور اس میں لینے نقاب کے کلام میں اسکا اشارہ ہے کہ قاضی نہ التفات کرے اس شہادت کی طرف لینے فسق مجرد کی شہادت کی طرف ولیکن شہود مدعی کا ترکیب کرے پوشیدہ اور علانیہ سو اگر انکی عدالت ثابت ہو تو گواہی انکی قبول کرے اور اس قول کو قستانی نے مفسرات کی طرف نسبت کیا ہے وہم نقاب کا کلام یہ ہے کہ تفسیق مجرد شہاد میں مقبول نہیں انتہی تو اس سے معلوم ہوا کہ غیر عدل میں مقبول ہے قولہ لم یلتفت الا ولی لا یلتفت کذا فی الخطاوی و لکن امر حرجی لم یلتفت کی طرف التفات نکلیا بلکہ لا یلتفت کا ترجمہ کیا وجعلہ البر حرج علی فی لک کذا فی قتبہ اور بر جہدی قبول شہادت کو در صورت تعدیل صاحبین کا قول بھلا ہے نہ امام کا سو خبر دار ہو جاہم خطاوی نے کہا کہ تحقیق معلوم ہو چکا کہ اسکی کچھ حاجت نہیں اس واسطے کہ خلاف نقل ہے نہ مذہبی مثلاً ان شہدوا علی شہود المدعی علی الحرج المجر دیا فیہ فسقم او ذناۃ او اکلفہ الربا و ادرتہ لخص جہانچہ مدعی کے شہود پر حرج مجرد کی یون گواہی دین کے شہود مدعی فاسق ہیں یا زانی ہیں یا سو ذوار ہیں یا ثبیر خواہ ہیں ہم حرج مرکب کی بھی مثالوں میں نہاد اہل ربوا و شر ب خمر مذکور ہے تو مطلب یہ ہے کہ حرج مجرد میں متیقہم پر حرج ہوا حرج مرکب میں غیر متیقہم پر حرج ہے علامہ مقدسی نے کہا کہ ظاہر ترجمہ فرق یہ ہے کہ حرج مجرد میں تفسیق بصیغہ اسم فاعل ہے اور اسم فاعل کا ہے معنی استقبال ہوتا ہے تو یقین ہوا کہ شاہد بالفعل تصنف بفسق ہیں بخلاف حرج مرکب کے کہ وہاں بصیغہ ماضی تفسیق ہے اور علی اقرار ہم انھم شہدوا و یزاد انھم اجماع فی ہذہ الشہادۃ او ان المدعی مبطل فی ہذہ الذمۃ او انہ لا شہادۃ لہم علی المدعی علیہ فی ہذہ الحادۃ خلافتیں بعد تعدیل بل قبلہ در و اعتقاد المصنعت یا حرج کے گواہ شہود مدعی کے اس قرار کی گواہی دین کے انھوں نے مجبوری گواہی دی یا شہود اجرت گیر ہیں اس شہادت میں یا اس قرار کی کہ مدعی ناحق ہے یا اس عوی نہیں یا اس قرار پر کہ شہود کی شہادت ثابت نہیں مدعا علیہ پر اس حادۃ میں تو یہ گواہی مقبول نہیں بعد تعدیل کے بلکہ قبل تعدیل مقبول ہے جہانچہ مدعین ہوں اور اس پر اعتماد کیا ہو مصنف نے ہم خطاوی نے کہا کہ عدم قبول بعد تعدیل اور قبول قبل تعدیل تکرار محض ہے و تعدیل و تعدیل علی الحرج المکرر قرار المدعی بفسق ہم اد اقرارہ بشہادۃ ہم بزراد و بانہ استاجر ہم علی ہذہ الشہادۃ اور گواہی مقبول ہے اگر گواہوں نے حرج مرکب پر گواہی دی جیسے مدعی کے اقرار کی بفسق شہود یا مدعی کے اس قرار کی کہ شاہدوں کی گواہی مجبوری ہے یا اس قرار کی کہ مدعی نے انکی اجرت مقرر کی اس گواہی پر ہم حرج مرکب اس واسطے کہ اس حرج پر شہادت مترتب ہو تو گواہ یا حرج اور جو اس پر مترتب ہوا اور وہ دو چیزیں ہیں اور فسق شہود کی گواہی باقرار مدعی اس واسطے مقبول ہوتی کہ شاہدوں نے اظہار فاحشہ کی گواہی نہیں دی بلکہ اظہار فاحشہ کی حکایت کی غیر شخص سے تو وہ اس گواہی سے فاسق نہ ٹھہرے اور اقرار ایسی چیز ہے جو تحت حکم داخل ہے اور قاضی بسبب کے الزام پر قادر ہے کیونکہ اقرار تو یہ کرنے سے مرتفع نہیں ہوتا تاخر انکامل میں ہے کہ انتخاب فی ارضی بفسق شہود یا مبطل شہادت مقبول ہے اور یہ حرج اور طعن نہیں بلکہ اس بات سے کہ انسان کا اقرار اسکی ذات پر خجبت ہے کذا فی الخطاوی اور علی اقرار ہم انھم لم یخفوا المجلس الذی کان فیہ الخ عینی یا گواہی دی شہود کے اس قرار پر کہ وہ حاضر تھے اس مجلس میں جس میں مدعی کا حق تھا کذا فی الصنی او انھم عبید او محذور و درجہ قذف او انہ ابداً و ابود عنایہ او قاذف و المقتذوف ید ید یا حرج مرکب کی یون گواہی دی کہ شہود مدعی غلام ہیں یا محذور و قاذف

بین باگواہ مدعی کا بیٹا یا اسکا باپ ہو کر ذافی الغنا یا یہ کہ شاہد قاذف ہو اور حالانکہ مقذوف اسکا مدعی ہو و انھم من ذی اوصافہ او سر قوامی کذا و بدینہ زاد
 بشر بوالحجر و لم یستقام العہد کما مش فی باب ۱۰ یا گواہی دی کہ شہود مدعی نے زکا کیا اور ناکی حقیقت کو انھوں نے بیان کیا یا شہود میرا مال جو رہا اول مال
 مسروق کی اسٹھ تھیں یا شہود شراب پی اور حالانکہ زمانہ شرب مقدم نہیں ہوا چنانچہ مذکور ہو چکا شراب کی پابین ہم مذکور بین مذکور ہو چکا کہ شرب کا مقدم زمانہ شرب
 لینے بیجائے سے ہوتا ہو اور غیر شراب کا مقدم ایک ہینہ گذ جائے سے او قتل و النفس علی عینی یا گواہی دی کہ شاہد قاذف آدمی کو مار ڈالا جان یوحہ کر کذا فی العینی
 او شرکاء المدعی و المدعی صا یا گواہی دی کہ شہود شراب پی مدعی کو اور حالانکہ حسین بن عوی ہر وہ مال ہر ہم مراد یہ ہے کہ شاہد شراب پی مدعی کا تو جو اس
 دعو کا باطل ہے مدعی کو حاصل ہوگا تو شاہد کو اس میں خاندہ ہوگا اور یہ مراد نہیں کہ شاہد مدعی کا شراب پی مدعی بین والا اسکا اقرار ہوگا کہ مدعی بہ مدعی اور شاہد کا ملوک ہو کذا
 فی فتح القدیر و انہ استأجر ہم بکذا لیسما حدیث و اخطأ ہم ذلک کان فی حدیث علی بن ابی حمزہ لم یقبل لدعوہ الاستیجار بغیوہ و لا دلیۃ
 لہ علیہ یا گواہی دی مدعی علیہ اس قول پر کہ مدعی نے شاہدوں کی اتنی اجرت مقرر کی گواہی واسطے اور انکو اجرت دی اس سال میں جو میرا تھا مدعی کے
 پاس اور اگر یہ نہ کیا تو گواہی مقبول نہ ہوگی پس مدعی عوی کر کے استیجار کے غیر شخص کے واسطے اور حالانکہ اسکی ولایت نہیں غیر شخص پر لینے تو وہ عامر نہ ٹھہرے بغیر جہت کہ بیگا
 کا اجرت شہر مال سے دی الفتوہ شہود مدعی کی گواہی مردود ہوگی اور شہود حج کی گواہی مقبول ہوگی اور فقط دعو استیجار بلا تہذیر کو حرج مجرہ ہو جو مقبول نہیں اوائے
 صا لکن فی علی کذا و دفعتمہ الی مدعی و مشوہ و اکافلا صلیہ بالمدعی الشرع و یوقال لم ادفعہ لم یقبل علی ان لا یشہد و علی ان لا یشہد و علی ان لا یشہد و علی ان لا یشہد
 و انما اطلبہ اعطیتہم یا گواہی دی مدعی علیہ اس قول پر کہ شہود مدعی سے میں صلح کی تھی جو میں اتنے مال کے اور وہ مال انکو بطور رشوت کے دینے دیا تھا اس شرط پر کہ مجھے جھوٹ
 گواہی نہیں ساتھ اسکا انھوں نے جھوٹ گواہی دی اور میں ان کے طلب کرتا ہوں وہ مال جو انکو میں نے دیا شرع کے کہہ کہ اگر دنیا مال کا بطور رشوت کے ظاہر نہ کیا تو صلح غیبی شرعی
 ثابت نہ ہوگی اور اگر کہہ کہ صلح کر کے میں مال میں دیا تو گواہی مقبول نہیں و انما جنت ہذہ الصود کا نہما حق اللہ و العبد قیمت الحماجہ کا خیال ہا اور ان صورتوں
 میں تو گواہی اسی واسطے مقبول ہے کہ امور مذکورہ یا حق اللہ یا حق العبد میں تو دونوں حقوق زندہ کرنے کے واسطے حاجت واقع ہوئی شہود عدل غلم بیع میں
 مجلس القاضی و لم یطل المجلس و لم یکنہ المسموع لہ حیثہ قال اوھت اخطات بعض شہادتی و لا منا قضتہ قبلت بشہادۃ تہم ما شہدتہ
 لو عدا و لو بعد القضاء و علیہ الفتوی خانہ بھی گواہی دی شاہد عادل نے سوہنور وہ مجلس قاضی سے جدا نہیں ہوا اور مجلس بھی دراز
 نہیں ہوئی اور مدعی نے اسکی تکذیب نہیں کی یہاں تک کہ شاہد نے کہا کہ میں نے خطا کی بعض شہادت میں اور حالانکہ دونوں قولوں میں نہا قضا نہیں تو اسکی گواہی
 مقبول ہے سب غیر میں جسکی اسے شہادت دی شہدیکہ شاہد عادل ہو اگرچہ اٹار خطا بعد حکم قاضی کے ہو اور اسی پر لینے قبول بعد قضا پر فتویٰ ہو کذا فی الخانیۃ و الیہم
 خطا بعض شہادت خواہ نیز یا وہ ہو خواہ بنقصان زیارت اسطرح کہ ہزار درم کی گواہی دی پھر بولاکہ میں چوک گیا حقیقت میں پانسو درم میں اور کمی کی یہ
 مثال ہے کہ پانسو کی گواہی دی پھر بولاکہ میں قبول کیا وہ تو ہزار درم میں تو گواہی بشرط عدالت شاہد دونوں صورتوں میں مقبول ہے اسواسطے کہ جب مجلس
 قضا سے گاہے ایسا ہو جائے کذا فی الفتوح عدم مناصد کی قید اسواسطے لگائی کہ در صورت مناقض شہادت چنانچہ اول یوں گواہی دی کہ وہ چیز زیدی ہے پھر بولاکہ
 میں نے خطا کی بلکہ وہ خالد کی ہے تو گواہی مقبول نہ ہوگی قلت لکن عبارة الملتقی نقض قبول خواہ اوھت و انہ یقضی بابق و ہو مختار
 الدہر حنی و عینہ و ظاہر کلام اکمل و سعیدی تحیحہ فتمہ و تبصر میں کہتا ہوں لیکن عبارت ملقی الا بجراسکی مقضی ہے کہ شاہد کا یوں
 کہنا کہ میں نے خطا کی مقبول ہے اور اسکی کہ باقی کا حکم ہوگا اور یہ قول سرخی وغیرہ کے نزدیک مختار ہے اور اکمل اور سعید کا ظاہر کلام اس قول کی ترجیح
 پر دلالت کرتا ہے تو خیر دار اور ہوشیار ہو جائے شرح کا یہ ہتھراک ہے معنی یہ کہ چونکہ اس قول میں صریح اختلاف ہے با بین اہل مذہب کذا فی الطحاوی
 فتح القدیر میں ہے کہ دعویٰ کیا پندرہ سو کا تو شاہد نے ہزار کی گواہی دی پھر بولاکہ میں چوک گیا اسکا حق تو پندرہ سو ہے تو اس میں اختلاف ہے و فتوہ

کہا کہ سب کا حکم ہو گا لیکن پندرہ سو کا اور بعض سو کا فقط باقی کا حکم ہو گا یعنی ہزار کا یہاں تک کہ اگر ہزار کی گواہی دے پھر کچھ بیش غلط کہا وہ پانچ سو میں تو فقط پانچ سو کا حکم ہو گا اس واسطے کہ جو حادث ہو بعد شہادت کے وہ اس کے مانند ہی جو شہادت کے وقت حادث ہوا اور اس کی طرف شہادتی میں سرحدی کا میلان ہی انتہی مختصر ادا قالہ الشاہد بعد قیام عن المجلس قبل علی الظاہر احتیاطا صلا اور اگر شہادت شہادت کی خطا طاری کی اپنے اس کے جانے کے بعد مجلس سے تو گواہی قبول نہیں کیا بلکہ روایت کے نظر احتیاط ہم وجہ احتیاط یہ ہے کہ زیادت میں شاید مدعی نے اور کمی میں مدعی علیہ نے اس کو غلط یا سو طبع دنیا دیکر صدر الشریعہ نے کہا کہ عدم قبول اس صورت میں ہی جبکہ محل شہید ہو لیکن چنانچہ زیادت یا نقصان میں اور اگر شبہ کا مقام نہ ہو تو باوجود تکرار مجلس میں ہی مقبول ہے چنانچہ لفظ شہادت کو اس نے ذکر کیا پھر دوسری مجلس میں اس نے لفظ شہادت کو نیا دیا انتہی اور اسی طرح اگر شہادت مدعی یا مدعا علیہ کی طرف اشارہ ترک کیا یا الکی کسی کا نام لیا تو مقبول ہے اس واسطے کہ قصدا مقصود نہیں بدو ان امور مذکورہ کذا فی الفتح و کذا وقع الغلط فی بعض الحدیث او النسب هذا یقارن و اسی طرح گواہی مقبول ہے اگر غلط واقع ہو گئی بعض صورتوں میں کذا فی المدانیہ ہم مثلاً حد غربی کے مکان میں شرقی ذکر کیا یا بعض نسب میں خطا کر گیا چنانچہ مجاہد بن علی بن عمران محمد بن احمد بن عمر قبول کیا پھر اسی مجلس میں تدارک کیا تو مقبول ہوا اور بعد مجلس مقبول نہیں کذا فی الفتح طحاوی نیز اسی سے نقل کیا کہ اگر شہادتی میں ایک حد یا دو حد میں غلطی کی پھر اس کا تدارک کیا اسی مجلس میں یا غیر مجلس میں تو در صورت امکان تو مقبول ہے چنانچہ شاید یوں کہ اس کا نام فلاں تھا پھر اس کا نام فلاں ہو گیا بینۃ اللہ ای البیہرۃ من مات من الجرح الا ولی من بینۃ الموت بعد البیہرۃ اس کی گواہی کہ زخمی مر گیا زخم سے اوٹے بالقبول ہے اس کو اس کی کہ یہ محبت کے مر گیا ہم یعنی زید نے خالد کو زخمی کیا اور زخمی مر گیا تو اس کے اولیائے گواہی قائم کی کہ وہ زخم سے مر گیا اور زید کے مددگاروں کی گواہی قائم کی کہ وہ زخم سے چپکا ہو کر دس دن بعد مر گیا تو اولیاء مقبول کی گواہی اوٹے ہو کذا فی الدرر دلو اقام اولیاء المقبول بینۃ علی ان زید اجمہر و قتله و اقام زید بینۃ علی ان المقبول فان ان زید المریم حتی ولم یقتل بینۃ زید لولی من بینۃ اولیاء المقبول مجمع الفتاویٰ دے اور اگر اولیاء مقبول نے اس پر گواہی قائم کی کہ زید اس کو زخمی کیا اور قتل کیا اور زید گواہی قائم کی کہ خود مقبول نے کہا تھا کہ زید نے مجھ کو زخمی نہیں کیا اور نہ قتل کیا تو زید کی گواہی اولی اور اقدم ہے اولیاء مقبول کی گواہی سے کذا فی مجمع الفتاویٰ ہم ایسا کوئی نہ سمجھے کہ زید کی گواہی نفی پر ہے بلکہ قیام شہادت مقبول کے قول پر ہے و بنیۃ الخبیر من یتیم بالغ اولی من بینۃ کون القیمۃ ما اشترکہ من وصیۃ ذلک الوقت مثلی الحسن کا فیما ثبت آخر ما نکاہا بینۃ الفساد ارجح من بینۃ الصحة و خلافاً کا فی الوہبانیۃ اور ثبوت نقصان کی گواہی اس یتیم کی ہے جو بالغ ہو گیا اوٹے ہے اس کو اس کی کہ نصیب میں کی مثل تھی لیکن جس نصیب سے مشتری نے بیع کو یتیم کے وصی سے خرید لیا اس وقت میں یعنی وقت عقد اس کو گواہی غبن کی مرزا کو ثابت کرتی ہے اور اس واسطے کہ فساد کی گواہی راجح تر ہے صحت کی گواہی سے برخلاف اس کے وہ ہے جو وہابیہ میں ہے لیکن اس میں بینۃ صحت کی تقدیم بینۃ فساد پر مذکور ہے ہم درمیں مورث کے لڑکوں مذکور ہے کہ یتیم کے وصی نے ان کو کا باغ جو یتیم کا ملک تھا بیچا پھر یتیم بالغ ہوا اور اس نے دعویٰ کیا کہ بیع میں غبن ہوا تو مشتری کو ادا قائم کیے کہ اس باغ کی نصیب اس وقت میں مثل میں کہ تھی تو غبن کی گواہ اوٹے بالقبول ہیں انتہی اما بدو البینۃ فالقول ملحد علی الصحة منیہ اور بدو گواہی کے تو مدعی صحت کا قول مقبر ہو کذا فی المانیۃ ہم شریع وہابیہ میں ہے کہ جب بالغ اور مشتری میں اختلاف ہو ایک صحت بیع کا دعویٰ کرتا ہو اور دوسرا فساد کا تو مدعی صحت کا قول معتبر ہے اور در صورت گواہی تو فساد کی گواہی مقدم ہے یا اتفاق روایات کذا فی الطحاوی و بینۃ کون المتصرف فی نحو تدبیر او ظلم او حرمۃ ذاعقل او من بینۃ الولیۃ مثلاً کو نہ مخلوطا العقول او مجنوننا اور اس کی گواہی کہ متصرف مانند تدبیر یا خلق یا صفت لقرات میں جب باطل تھا مقدم ہے وارثوں کی مثلاً اس کو اس سے کہ موت متصرف مخلوط العقل یا مجنون تھا ہم یعنی نوٹ بیچ گواہی قائم کی کہ اس کے مولا نے اس کو اپنے مرض الموت میں دے کر کیا اور لا نکہ وہ عاقل صاحب رش تھا اور وارثوں کی گواہی قائم کی کہ وہ غلط العقل تھا تو نوٹ بیچ گواہی طرح اگر زید نے خلع کیا پھر زید نے گواہی

قائم کی کردہ مجنون تھا خلع کے وقت اور نہ وجہ گواہی قائم کی کہ وہ عاقل تھا یا ولی متصرف نے گواہی قائم کی کہ وہ مجنون تھا خصوصیت کے وقت اور وجہ گواہی قائم کی کہ وہ عاقل تھا تو دونوں صورتوں میں موت کی گواہی مقدم ہر کذا فی الدرر و لوقال الشہود کاندہی کان فی صحۃ و مومن فی حق علی المسبب اور اگر گواہوں نے کہا کہ ہم بخلاف نہیں کہ طلاق یا عتاق صحت میں تھا یا مرض میں تو وہ مرض پر محمول ہوگا یعنی جبکہ مدعی صحت کا دعویٰ کرتا اور مدعی علیہ مرض کا کذا فی الطحاوی و لوقال الوارث کان یھک یمصدق حق یشھد انہ کان صحیح العقل بزازیدہ اور اگر وارث نے کہا کہ مورث بدحواس نہ بیان کو تھا تو اس کے قول کی تصدیق ہوگی یہاں تک کہ دو شاہد گواہی دین کہ وہ صحیح العقل تھا کذا فی البرزازیہ و بینۃ الکراک فی اقرارہ اولی من بینۃ الطواریح ان ارجاء و اتحاد نارنجیہ فافاد اختلاف اولیہ و کذا فی بینۃ الطواریح و غیرہ و اعتمدہ المصنف علیہ و علی ما دہ و اقرار مقررین اگر وہ کی گواہی مقدم ہو طوع اور رضامندی کی گواہی سے اگر شاہدین یا زوجین کی تاریخ متحد ہوئی اور اگر دونوں کی تاریخ مختلف ہوئی یا دونوں نے تاریخ مذکور کی تو رضامندی کی گواہی مقدم ہو کذا فی الملحق و غیرہ اور اسی قول پر ہفتے اور اس کے فرزند شیخ صالح اور غری مرادہ نے اعتقاد کیا ہے **فروع** مسائل متحدہ شائع کے بندۃ العتقا اولی من بینۃ الصحۃ شرح دھبائیتہ فساد عقد کی گواہی مقدم ہو صحت عقد کی گواہی سے کذا فی شیخ الوہابیہ ہم طحاوی نے کہا مسئلہ مکرر ہو گیا مسئلہ بنی کے ساتھ دفعیہ کا اختلاف المتباہات فی الصحۃ البطلان فالقول المدعی البطلان فی الصحۃ و الفساد المدعی الصحۃ الا فی مسئلہ کذا قالہ اور شاہد میں ہر کہ بالغ اور شہری نے اختلاف کیا صحت اور بطلان بیع میں تو مدعی کا بطلان کا قول معتبر ہو اور اگر صحت اور فساد بیع میں اختلاف کیا تو مدعی صحت کا قول معتبر ہو مگر مسئلہ قائلہ میں مدعی فساد کا قول معتبر ہو مسئلہ قائلہ کی بیعت ہو کہ شہری نے دعویٰ کیا کہ میں بیع کی بیع کے بالغ کے ساتھ کہ شہری نے قبل ادا کرنے میں کچھ اور بالغ نے ادا بیع کا دعویٰ کیا تو شہری کا قول معتبر ہو یا زوجہ و دیگر وہ فساد عقد کا مدعی ہو اور اگر اس کے بالعکس ہو تا تو دونوں قسم کھانے کذا فی الطحاوی و فی الملحق اختلاف فی البیعیہ والمرحۃ فالبیعیہ اصلے اور ملحق میں ہر کہ دو شخصوں نے اختلاف کیا بیع اور ہر میں بیع کا قول مقدم ہو اختلاف فی البیعات والسواء الوفاء اولی استحسانا و فی خصوصیت اختلاف کیا بیع کے لازم ہونے میں اور بیع الوفا میں تو بیع الوفا کا قول اولے اور مقدم ہو باعتبار استحسان کے شہادۃ قاصرۃ بینہما عنہم تقبل کان شہدا یا لا و لا ذکر لہذا فی بعض فتاویہ الشرائع شہادت قاصرہ کو پورا کر دیا اور شاہد ہونے کو مقبول ہوگی چنانچہ دو شاہدوں کے گھر کی گواہی دی کہ مدعی کا بیع بدرون اس پر کچھ کہ وہ گھر مدعی علیہ کے قبضہ میں ہو سو دو اور شاہد ہونے اس کی گواہی دی کہ وہ دونوں گواہیان ملکہ مقبول میں اس طرح کہ اثبات قبضہ مدعی علیہ کی بنا ہو کہ مدعی علیہ کا بیع صحیح ہے ملک مدعی کے اثبات میں کذا فی الدرر او شہد بالملک فی الحدیث للحنان بالحدیث دیا و فی خصوصیت ملک محدود کی گواہی دی لیجے بلا ذکر حدود اور ان کے سوا اور دو شاہدوں نے حدود کی گواہی دی تو مقبول ہو اور شہد اعلیٰ کا اسم والنسب لم یعرف الرجل بعینہ فتشہد اذ ان انت المدعی بہ یہ حدیث بدو شاہد ہونے نام اور نسب کی گواہی دی اور حالانکہ دونوں شاہد اس مرد کو بعینہ نہیں جانتے ہیں تو دو اور شاہد ہونے کی گواہی دی کہ فلا نامہ سے باسمہ و نسب مذکور ہر کذا فی الدرر لیجے یہ نام اور نسب فلا نہ شخص ہر تو گواہی مقبول ہو شہد واحد فقال البیاحون نحن لہ شہد کشفہا دتہ لہ تقبل حتی یتکلم کل شاہد شہادۃ مدعی علیہ الفتویٰ کیا گواہ نے گواہی دی تو باقی شاہدوں نے کہا کہ ہم بھی گواہی دیتے ہیں اس شاہد کی گواہی کے مانند تو مقبول ہوگی تا و فی شہادۃ ہر شاہد اس کی گواہی کو نہ بولے اور اسی قول پر فتویٰ ہو مشاہدۃ النفی المتوازی مقبول لہ نفی متواتر کی گواہی مقبول ہو ہم لیجے اگر نفی متواتر ہو لوگوں کے نزدیک اس طرح ہر کہ چنانچہ ہوں کہ مدعی علیہ اس مکان اور زمان میں نہ تھا تو اس شخص پر کوئی دعویٰ متعلق بمکان یا زمان مذکور صحیح نہ ہوگا اور اس کے فرایض و مہ کا سلیقہ ہوگا تا اس کی تکذیب لازم آوے جو ضروری الثبوت ہو کیونکہ ضروریات میں شک داخل نہیں ہوتا اور اگر نفی متواتر نہ ہو تو مقبول نہیں مگر مسائل میں جو شاہد کی کتاب المقضات میں مذکور ہیں اور نوادر میں ابو یوسف سے مروی ہو کہ دو شخصوں نے قول یا فضل کی گواہی دی تو اس گواہی سے مدعی علیہ ہر اچھاہر یا کتابت یا طلاق یا عتاق یا قتل یا قصاص زمان اور مکان اور صفات میں لازم ہوگا اور اگر مشہور علیہ گواہ قائم کرے کہ وہ شخص مان سدن

بہر

موجود نہ تھا تو مقبول نہیں مگر جبکہ فی متواتر ہوا اور شہادت علی التقریٰ کی وجہ سے قبول یہ ہو کہ شہادت متضمن ہو شہادہ کو اور شہادہ اور علم حاصل نہیں ہو تاغی ہے اور پورا بیان اسکا حواشی شہادہ میں ہو کذا فی الطحاوی والشہادت اذا بطلت فی البعض بطلت فی الكل الا فی جملہ میں مسلمہ وضراف فتشہد بضرانیکان علیہا یا لایستحق فی حقہا قطعاً بلکہ گواہی باطل ہوئی بعض میں توکل میں باطل ہو جاتی ہو مگر اسلیم میں ہو مشترک ہو مسلم اور نصرانی میں سو و نصرانیوں دونوں مالکون پر آزاد کر کے گواہی دی تو فقط نصرانی کے حق میں قبول ہوگی کذا فی الاشیاء ہم بطلان بعض بطلان کل کی مثال یہ ہو کہ بھائی بہن ایک زمین کا دعویٰ کیا تو بہن کے زوج اور دو مشترک شخص گواہی دی تو زوج بھائی دونوں کے حق میں قبول ہوگی اور یہ قول محمد محمد کا ہو اور ابو یوسف کے نزدیک جائز ہو کہ بعض میں شہاد باطل ہو اور بعض میں باقی رہے کذا فی الطحاوی عن النخعی قلت وزاد صلیباً خمسة لخری معینہ بلذ الذیہ میں کتابوں اور شہادہ کے معنیوں نے پانچ صورتیں اور زیادہ کی ہیں بزاز سے نقل کر کے ہم انانہجلیہ ہو کہ نقطہ کا کافر اور مسلم کے قبض میں سو صاحب نقطہ دوشاہد کافر انجیر قائم کیے تو فقط کافر کے حق میں شہادت مسموع ہوگی اور انانہجلیہ ہو کہ کافر سیرگیا اور انکے دو بیٹوں اسکا شرکہ بانٹ لیا بھر ایک بیٹا مسلمان ہو گیا بھر دو کافرون نے باپ پر دین کی گواہی دی تو فقط کافر کے حق میں مسموع ہوگی اور انانہجلیہ ہو کہ دو کافرون نے مسلم اور کافر پر کڑے کی چوری کی گواہی دی تو درحق قطع مقبول نہیں اور کافر پر لعنت کڑے کا حکم ہوگا کذا فی الطحاوی

باب الاختلاف فی الشہادۃ

یہ باب ہو شہادت کے اختلاف کا ہم اختلاف شہادت دو طرح ہو یا شہادت دعویٰ کے مخالف ہو یا شاہدین میں اختلاف ہو یعنی یہاں علی اصول فقہیہ اسباب کے مسائل کی بنا و احکام چند قواعد فقہیہ پر ہم مبنی مصدری ہر نہ اسم مکان اسلیم کہ مکان تو خود باب ہو متصفا ان الشہادۃ علی حقوق العبادۃ کا مقبول ہوا کہ بخلاف حقوق نقطے منجملہ قواعد مذکورہ یہ قاعدہ ہو کہ حقوق العباد پر شہادت مقبول نہیں بدون دعویٰ کے بخلاف اعدائے کے حقوق کے گدہ دعویٰ پر موقوف نہیں ہم یہ قاعدہ اس باب سے نہیں کہیہ کہ یہ باب ہو اختلاف شہادت کا نہ قبول شہادت اور عدم قبول کذا فی الطحاوی ومتصفا ان الشہادۃ بالکتمان المطلق باطلہ بخلاف الاصل لا اختلاف فیہ اور انانہجلیہ قاعدہ ہو کہ شہادت مدعا سے زیادہ باطل ہو بخلاف اس شہادت کے کہ جو مدعا سے کمتر ہو کہ وہ مقبول ہو بسبب ثابت ہونے اتفاق کے کمتر میں ہم جب شہادت زیادہ ہوئی مدعا سے تو مدعا اسکا کذب تھا لہذا شہادت باطل ہو بخلاف اقل کہ اس میں شہادت اور مدعا اتفاق ہو ومتصفا ان طلبات المطلق الذی من المستند لم یثبت من الاصل بالملک بالسبب یقتضی علی التقریٰ اور انانہجلیہ ہو کہ ملک مطلق یعنی جس میں ملک سبب مانند خرید یا کہ نہ مذکور نہ وہ زیادہ تر ہو ملک مقید سے بسبب ثابت ہونے مطلق کے اصل سے اور اب اسلیم صلیب فت سبب پر مقصور ہو ہم ملک مطلق اسوائے اکثر اور ازیر ہو ملک مقید سبب سے کہ مطلق اولیٰ کے مقید ہو اور ملک سبب مقید صورت ہو کذا فی الفتح یعنی اب پیدا ہوئی اول سے تھی بخلاف مطلق الطحاوی نہ کہ یہ قاعدہ اصل مقبول نہیں بلکہ قاعدہ سابقہ کی فروغ میں ہے ہر مدعا واقعہ الشہادۃ حدیث اے طحاوی معتز صلیب حقہ الشہادۃ حدیث الدھو معنی فقط ہی تنظیم اور انانہجلیہ ہو فقط شہاد میں ہو یعنی ایک شاہد کی گواہی دو مشترک شاہد کی گواہی کے ساتھ مطابق ہو فقط میں اور حتیٰ میں اور مطابق ہو نا شہادت کا دعویٰ سے فقط معنی میں ضروری اور یہ آگے واضح ہو گا ہم شہادت اور دعویٰ کی مطابقت میں فقط معنی کا اعتبار ہو نہ فقط کا بخلاف تطابق شہاد میں کہ اس میں تطابق لفظی اور معنوی دونوں ضروری ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ قیابہ کی عبارت کما ینبغی نہیں کہ اس میں ہوا فقط شہادت کی دعویٰ کے ساتھ اتفاق شاہدین کے مانند لفظاً اور معنی شرط ہو کذا فی الدرر تقدم الدھو فی حقوق العباد شرط قبولیٰ لکنی قہراً علی مطالبہ قصہ ولو بالکون کیل بخلاف حقوق الذیہ لو جوبیل فامتناع علی کل احد فکل احد خصم فکان الدھو وجوباً تقدم ہونا دعویٰ کا حق عباد میں قبول شہادت کی شرط ہو بسبب موقوف ہونے حقوق کے عباد کے مطالبہ پر اگرچہ مطالبہ اصلہ نہ ہو بلکہ وکالہ ہو بخلاف حقوق الدھ کے کہ اس میں تقدم دعویٰ شرط نہیں سبب واجب ہونے اقامت حقوق مذکورہ کے ہر شخص پر تو ہر مسلمان صاحب خصوصیت ہو تو گویا دعویٰ موجود ہو ہم جہاں اقامت حق شرع ہو مسلم پر واجب ہو تو شاہد بھی اس میں داخل ہو تو شاہد گویا مدعی ٹھہرا

وہاں لکھا ہے کہ

باعتبار وجوب اقامت کے اور شہادہ پر یا اعتبار محل شہادت کے خاذاذا فقہاء ہی وقت الشہادۃ ان دعویٰ قبلت کلا تو اس کے بعد کہ قصص ہذا کے اصولیہ مقصد سے
جبکہ شہادت دعویٰ کے مطابق ہوگی تو مقبول ہو اور اگر مطابق دعویٰ نہ ہو تو مقبول نہیں اور یہ ایک قاعدہ ہے تو اعد مقدمہ سے ہم شہادت کے مقدمہ دعویٰ کو بیان قاعدہ نکلا
حالانکہ اول اسکو قاعدہ اعتبار کر چکا ہو یا بتاع صاحب در اسواسطہ کہ مذکور ہو چکا کہ مقدمہ دعویٰ کو اس باب میں داخل نہیں قلا ادھی ملک کا مطلقا ذہن البسب
کشتہ اولاد قبلت لکھی نہا بلکہ قل مما ادھی قطعاً معنی کما تو اگر دعویٰ نے ملک مطلق کا دعویٰ کیا سو شہادہ میں نے ملک با بسبب کی گواہی دینی چنانچہ
خرید یا رت یعنی شہادت دعویٰ نے دعویٰ کیا کہ میں اس ملک کا مالک ہوں اور سبب کا بیان کیا اور شہادت نے گواہی دی کہ دعویٰ نے اسکو خرید کیا ہے یا رت میں پایا تو گواہی
مقبول ہو سبب جو شہادت کے اکثر دعویٰ مدعی سے تو دعویٰ اور شہادت مطابق ہوگئی باعتبار معنی کے چنانچہ مذکور ہو چکا قواعداً مقدمہ میں ہم شہادت کے ارث کو ملک مقید
کی مثال میں مذکور کیا یا بتاع صاحب کتر اور حالانکہ قول مشہور ہے کہ ارث ملک مطلق کے مانند ہے چنانچہ سبب الراتی میں ہی فتح القدیر سے اور خود شہاد اسکو عنقریب نے
کر لیا تو اگر بیان ارث کو ذکر نہ کرنا تو خوب ہوتا کہ فی الجلی دیکھو کہ ان ادھی بسبب سے شہاد اے طلاق کا قبل لکھا گیا کہ کتر لکھا ص اور بالعکس اسکا سطح
کہ دعویٰ کیا ملک مقید کا اور شہادت نے ملک مطلق کی گواہی دی تو گواہی مقبول نہیں بسبب جو شہادت کے اکثر دعویٰ سے چنانچہ مذکور ہو چکا کہ جب شہادت اکثر ہو
دعویٰ سے تو مقبول نہیں قلت و هذا فی غیر دعویٰ ارث و شہادہ و شہادہ محلی کا بسبب لکھا کہ میں کہتا ہوں اور یہ یعنی ملک سببی کے دعویٰ
میں ملک مطلق کی شہادت کا مقبول نہونا دعویٰ ارث اور شہادہ اور بالغ مقبول سے خرید کرنے کے سوا میں چنانچہ اسکو مشعر بیان کیا ہے کمال الدین نے فتح القدیر
میں ہم اگر دعویٰ کیا ملک بالارث کا اور شہادت نے ملک مطلق کی گواہی دی تو مقبول ہے اسواسطہ کہ ارث ملک مطلق کے مساوی سے بقول مشہور مذکور اور اگر نتاج کا دعویٰ
کیا یعنی یوں دعویٰ کیا کہ یہ غلام میرا ملک ہے کہ میری لڑائی سے پیدا ہوا اور گواہ نے ملک مطلق کی گواہی دی تو مقبول ہے اسواسطہ کہ مطلق اقل ہی نتاج سے
اسواسطہ کہ مطلق مقید اولیت ہی بطریق احتمال اور نتاج بطریق یقین مقید اولیت ہے اور اگر دعویٰ کیا کہ میں اسکو خرید کیا اور بالغ کا ذکر کیا یا یوں کہا کہ میں
اسکو ایک مرد سے خرید کیا اور شہادت نے ملک مطلق کی گواہی دی تو مقبول ہے مگر اس میں اختلاف ہے کہ فی الفی والجلی تبصرہ واستثنی فی البھی ثلثہ
دعشیرین اور بحر الراتی میں تبیس صورتوں کو استثنا کیا ہے ہم یعنی اس قاعدے سے کہ شہادت مقبول ہے اگر دعویٰ سے موافق ہو اور اگر موافق نہ ہو تو
مقبول نہیں بحر الراتی میں تبیس صورتیں مستثنیٰ کی ہیں طحاوی نے کما حق عبارت یہ تھا کہ شہاد اسکو من کے اس قول کے بعد فاذا دا فقہا قبلت ولا کلا
مذکور کرتا چنانچہ صاحب بکھر نے ذکر کیا ہے مغیرہ صور مذکورہ جار صد میں وہ ہیں جو شہاد فی کل قول جمع مع فعل کے تحت میں مذکور کر لیا اور بایسویں صورت شہاد
من المجهول ہے جو مذکور ہو چکی اتنے مختصر ذکر ایچہ طایفۃ الشہادۃ لیس لفظاً و معنی اور اسی طرح مطابقت شہادتین کی لفظاً اور معنی واجب ہے ہم امام عظم
کے نزدیک تطابق شہادتین لفظاً اور معنی شرطی اور تطابق لفظی سے مراد یہ ہے کہ دونوں شہادتیں لفظاً افادہ معنی میں برابر ہوں خواہ وہی لفظ ہو یا معنی یا اس
لفظ کا مراد ہو تو اگر ایک شہادہ سبب کی گواہی دے اور دوسرا عطیہ کی گواہی تو مقبول ہے کہ فی الفی والجلی تبصرہ واستثنی فی البھی ثلثہ
ابن الصنف فحاشیہ لکھنا شہادۃ ثلثہ معشیر آخری کتبہ شخصیۃ الخط و حیل مگر بیا لیس تلون میں جو بحر الراتی میں شرح مذکور میں مطابقت شرط
نہیں اور یہی ہے کہ فرید شیعہ محل نے اپنے حاشیہ میں جو انشاء ہے ہر تیرہ مسئلہ اور بڑھ لکھ میں بیچ الی مسائل کو بخوف تطویل ترک کیا ہم یعنی اس مقام میں بخوف
تطویل مسائل مذکورہ کو ذکر نہیں کیا والا مسائل مذکورہ کو کتاب الوقف کے اخیر میں شہاد ذکر کر لیا ہے بطریق الوضوح کا التفہیم فحاشیہ لکھنا شہادۃ ثلثہ
وہیہ ثالث الشہادۃ تطابق مذکور بطریق وضع واجب ہے بطریق تفہیم اور صلیحین موافقت معنوی پر بلا موافقت لفظی کے کفایت کی ہے اور یہی مذہب ہے ائمہ
باقیہ کا ہم وضع کی قید سے و صورت نکل گئی کہ ایک شہادہ نے یہ گواہی دی کہ زوج نے زوجہ کو کما کہ تو خطیر ہے اور دوسرے نے گواہی دی کہ یرتہ کما تو یہ گواہی
مقبول نہیں اسواسطہ کہ دونوں لفظ متباین ہیں اگرچہ لازم واحد یعنی بیونیت میں مشترک ہیں اسواسطہ کہ لغت میں خطیہ معنی غیر معنی برہین کذا فی البحر

مدعی تو فیق کرے کہ اسٹیکہ یا امیر دین سے کذا ذکرہ ابن کمال ہم یعنی اگر مدعی نے گیارہ سو کا دعویٰ کیا اور ایک شاہد نے ہزار کی گواہی دی اور دوسرے نے گیارہ سو کی گواہی دی تو ہزار ثابت ہونے لگے اس واسطے کہ ہزار میں دو وزن کا اتفاق ہو اور ایک شاہد سو میں منفرد ہو اور اگر مدعی فقط ہزار کا دعویٰ کرتا ہو تو مقبول نہیں اس واسطے کہ مدعی مذکور ہوا اس شاہد کا چنے گیارہ سو کی گواہی دی کذا فی الدلائل اگر مدعی اس طرح تو فیق بیان کرے کہ واقع میں میرے گیارہ سو تھے سو میں سو درم لیچکا یا میں نے اسکو محاف کر دیے تو دعویٰ اقل میں بھی گواہی مقبول ہو وہاں فی الدین اور یہ لینے اشتراط موافقت بین شاہدین لفظ بحسب وضع دین کے دعویٰ میں ہر تو اسم اشارہ اس کے طرف راجع ہو جو اصول سابقہ سے معلوم ہو کذا فی الطحاوی و فی العبد علی الواحد کما لو

واحد کان ہذا فی العبدین لہذا آخر ان ہذا لہ فی العبد الواحد المسلم فی اتفق علیہ اتفاقا در اور دعویٰ عین میں گواہی مقبول ہو ایک پر چنانچہ اگر گواہی دی ایک شاہد نے کہ یہ دو وزن غلام مدعی کے ہیں اور دوسرے گواہ نے گواہی دی کہ یہ ایک غلام مدعی کا ہو تو گواہی مقبول ہو اس ایک غلام پر جس پر دو وزن شاہدوں کا اتفاق ہوا باجماع نام اور صاحبین کے کذا فی الدار عن الحمید و فی العبد لا تقبل مطلقا سواء کان المدعی اقل المال یا اکثرھا عن مدعی واحد اور اثبات عقد میں کی زیادتی کی گواہی مقبول نہیں خواہ دعویٰ اقل المالیں ہو یا اکثر المالیں ہو کذا ذکرہ غری زادہ اور خواہ مدعی عقد بالغ ہو یا مشتری کذا فی الدرر ثم شرع علی ہذا الاصل بقولہ فلو شهد واحد بغير عبد لا کتابتہ علی اللفظ لا لآخرنا لفظ وجہ من کثر

کان المقصود اثبات العقد فی مختلف باختلاف البذل فلم یتم العقد علی کل واحد من ہذا من اصل پر تفریع کی اپنے اس قول سے ہو اگر ایک شاہد نے گواہی دی غلام کی خرید یا اس کے مکات ہونے کی ہزار درم پر اور دوسرے شاہد نے پندرہ سو کی گواہی دی تو مقبول نہیں اس واسطے کہ میان مقصود اثبات ہی عقد بیع یا کتابت کا اور عقد مختلف ہو جانا ہی بسبب مختلف ہونے بدل کے تو عدد و تمام ہوا یعنی لفظ اثبات تمام ہونی ہر واحد پر ہم عقد مختلف ہوتا ہو اختلاف بدل سے اس واسطے کہ بیع بیوض ہزار خائری اس بیع کے جو بیوض پندرہ سو کے ہو تو مشہور یہ مختلف ہو گیا من کے اختلاف سے اور اس واسطے کہ مدعی ایک شاہد کا مذکور کذا فی الدرر وصلیہ الحق جمال والصلی عن خود درہن والخدم ان ادعی العبد والقاتل والراہن والمراۃ نفق ونفس

فی تباہ مقصود ہم اثبات العقد کما مضی اور بیع کے مانند عتق بیوض مال اور صلح قصاص سے اور رہن اور خلع ہو اگر غلام مدعی ہو عتق میں اور قابل مدعی ہو صلح میں اور راہن رہن میں اور خلع میں مدعی ہو صلح کے کما عبارت متن میں لفظ ونفس مرتب ہی عتق وغیرہ مانند بیع اس واسطے ہو اگر مدعیوں کا مطلب اثبات عقد ہو تو اثبات مال چنانچہ مذکور ہو چکا یعنی اور عقد مختلف ہوتا ہی باختلاف بدل تو ہر واحد پر لفظ اثبات ہوتی ہوتی ولا لفظی

اکثر من کل واحد مثلا فکد هو الذی ان مقصود ہم المال مقبول علی الاقل ان ادعی لا کثر کما مضی اور اگر دوسرا شخص مدعی ہو مثلا مولے مدعی ہو تو دعویٰ دیکھ جائے کہ مدعیوں کا مقصود مال ہو نہ اثبات عقد تو اقل المالیں پر گواہی مقبول ہوگی اگر مدعی اکثر المالیں کا دعویٰ کرے تاہو چنانچہ مذکور ہو چکا ہم توضیح دعاوی مذکورہ اس طرح ہو کہ غلام کے مولے نے کہا کہ میں نے چھکو پندرہ سو درم پر آزاد کیا اور غلام دعویٰ کرتا ہو کہ ہزار درم پر یا ولی قصاص کہتا ہو کہ میں نے تجھ سے پندرہ سو پر صلح کی اور قاتل ہزار کا دعویٰ کرتا ہو اسی طرح باقی دو صورتیں کذا فی الدرر و کما جاز

کما یستعمل فی اول المدی لہذا جاز لاثبات العقد اور اجابہ ما مضی کے ہر اگر اول مرتب میں ہو بسبب حاجت اثبات عقد کے ہم لفظ اگر مستاجر یا مودعہ دعویٰ کیا کہ اس گھر کی اجرت ایک سال کی پندرہ سو میں سو ایک شاہد نے اس کے موافق گواہی دی اور دوسرے نے ہزار کی گواہی دی تو اجارہ ثابت ہوگا مانند بیع اس واسطے کہ قبل استیفاء نفق کے اجرت کا استحقاق نہیں تو مقصود اثبات عقد ہوا اور عقد مختلف ہوتا ہی باختلاف بدل تو اجارہ ثابت ہوگا کذا فی الدرر و کما لایین بعد ہا لودعی المودع ولو لم یستاجر فمدعی عقد اتفاقا اور اجارہ دین کے مانند ہی مدت گذر جانے کے بعد اگر مودعہ مدعی ہو اور اگر مستاجر مدعی ہو تو عقد کا دعویٰ ہی بالاتفاق ہم دعویٰ مودعہ میں بعد تسلیم عین مودعہ اثبات عقد کی حاجت نہیں خواہ مستاجر نہ منفعت حاصل کی

ہو یا نہ حاصل کی ہو تو یہ دعویٰ اہر کا ہو تو اگر گواہ ہزار کی گواہی دے اور دوسرا پندرہ سو کی اور تیسری دس ہو اگر گواہ ہزار کا حکم ہو گا اس واسطے کہ موت کا کچھ مقصود نہیں
بجسدت کے سوائے اہر کے اور اگر ستائیس دس ہو تو بالاجماع عقدا دعویٰ کیونکہ وہ مال اجارہ کا مقصد ہے تو مستاجر پر حکم ہو گا بقدر اس کے اعتراف کے خواہ شاہدین
کا اتفاق ہو یا اختلاف اور عقد ثابت ہو گا بسبب اختلاف کے کذا فی الفتح و صحیح النکاح یا کذا فی بکال فحطالک استعسانا خلافاً لکھا اور صحیح و کلام اقل مال
سے لینے ہزار سے مطلقاً خواہ دعویٰ زوج ہو یا زوجہ خواہ اقل کا دعویٰ ہو یا اکثر بطور استحسان کے بخلاف صاحبین کا اکثر تر کی ملک بطلان پر ہم دہاستان میں ہے
کہ مال تالیق پر نکاح میں اور مقصود اصلی نکاح میں حلت اور ملک ہو اور اس میں اختلاف نہیں بلکہ تالیق میں جو چیز تالیق میں لینے مال میں اختلاف ہے تو اقل مال میں پر
حکم ہو گا کیونکہ اقل پر اتفاق ہے شاہدین کا تو اب ہزار پر بالفرض قضا بالکلام لازم ہو گی کذا فی الفتح و لازم فی حکم الشہادۃ الجبر فی شہادۃ الجبر فی شہادۃ
مات و نہ کہ میراثا للصدیق اور میراث کی گواہی کی محنت میں جرمیراث کا بیاق کرنا لازم ہے اس طرح کہ شاہدین کہیں کہ میراث مرگیا اور نہ کہ گواہی دے
کے واسطے میراث چھوڑا ہم جرمیراث لینے ملک میراث کو وارث کی ملک کے طرف نقل کرنا طریقی نزدیک لازم ہے کیونکہ وارث کی ملک جدید پیدا ہوتی ہے بشرط کہ میں
دامد میراث ہوتی میں وارث پر استبراء واجب ہے اور وہ وارث غنی کو حلال ہے جو میراث فقیر پر مدقہ تھا اور فقیر و محتاج پر نقل کا استصحاب اب حال ثابت نہ ہو
اور اولیو شرف کے نزدیک جرمیراث لازم نہیں اس واسطے کہ وارث مالک ہوتا ہے بطور خلافت کے میراث سے ولید اور بیع بسبب عیب کے سکتا ہے تو ملک میراث کی
گواہی بعینہ ملک وارث کی گواہی ہے اگر ان شہداً جملہ عند موتہ اذیدہ اذیدہ من یقوم مقامہ کہ مستاجر و مستعید و غاصب و غیرہ غنی و فقیہ
عن البرکان کا یہی عند الموت تنقلب ید ملک بواسطہ الضمان فاذا ثبت الملک ثبت الخیر ضرر و جرمیراث لازم ہے مگر یہ کہ شاہدین گواہی دیں
کے ملک کی اس کے مرتبہ کے وقت لینے یون کہیں کہ میراث تمام گناہ مالک رہا یا اس کے ہاتھ کی لینے اس کے قبض اور تصرف کی گواہی دیں یا اس شخص کے قبض اور تصرف کی گواہی
دیں جو میراث کے قائم مقام ہے چنانچہ مستاجر یا عاریت لینے والا یا غاصب یا امانت دار تو یہ لینے شہادت ملک یا قبض معنی ہے یہاں جرمیراث سے اس واسطے کہ قبض
اور تصرفات موت کے قریب مقابلی قبض ملک ہو جائے میں بواسطہ ضمان کے پھر جرمیراث کی ملک ثابت ہوئی تو جرمیراث میراث ثابت ہو گئی ہم تا وقت موت قبض
ثابت ہونا ثابت ملک ہے اس واسطے کہ قبضہ اگرچہ چند قسم ہوتا ہے لینے قبضہ غصب اور قبضہ امانت اور قبضہ مال ایک میں موت کے قریب بغیر بیان قبضہ ملک ہو جائے
اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ غاصب اور امانت دار اگر بلا بیان غصب و امانت کے مر جائے تو مقصوب اور ولایت اس کی ملک ہو جاتی ہے اس پر ضمان واجب ہے کہ
ضرر کا کذا فی الفتح ملاحظہ فرمائیے کہ تا موت قیام تصرف دلیل ملک میت ہے بواسطہ ضمان کے اس واسطے کہ ظاہر حال مسلم اس پر ولایت کرتا ہے کہ اگر مقصوب اور
امانت اس کے پاس ہوتی تو ایسے وقت نازک میں بیان کر دیتا پھر جب اس نے بیان نہ کیا تو معلوم ہوا کہ جو اس کے تصرف میں تھا سو اس کا ملک تھا انتہی لخصاً
ولا بد ہم الحیال کو کہ من بیان سبب الوراثۃ ویساک انہ اخوہ ببیہ دامہ او اخوہا و نحو ذلک خطایہ یہ ہے اور شہادت میراث میں جرمیراث کے ساتھ
بیان کرنا سبب وراثت کا ضروری ہے لینے سبب کا بیان کرنا کہ دعویٰ میت کا بھائی ہے یا چچا اور یہ بیان ضروری کہ دعویٰ میت کا سکا بھائی یا فقط بھری
بھائی ہے یا مادی اور اتنا اس کے کذا فی الظہیر ہم اور مولے کی شہادت میں یون کہنا ضروری کہ دعویٰ میراث کا جس نے اس کو آزا کر دیا اور کوئی اس کا وارث
نہیں سوائے اس کے اس واسطے کہ لفظ مولے مشترک ہے چند معانی میں کذا فی الطحاوی و یہی شرط ثالث و ہے بخلاف الشاہد الارث او اعلم لہ وارثا غیر
اور شہادت ارث میں تیسری شرط باقی ہے وہ یہ قول ہے شاہد کہ میت کا کوئی وارث نہیں سوائے دعویٰ کے یا میں کسی وارث کو نہیں جانتا سوائے اس کے
ولایع و ہذا ان یدلک الشاہد المیت و لا یطاع لعدم معاینۃ السبب ذکر ہم السبب اس سے اور باقی رہی جو تھی ضرورہ یہ ہے کہ شاہد سے
میت کو پایا ہو لینے دیکھا ہو اور نہیں تو شہادت باطل ہے بسبب عدم معاینۃ سبب ملک کی شرط ثالث اور ملایم کو یہی مضمون ذکر کیا دیکھا کہ اسم میت
لیس بشر و اور میت کا نام ذکر کرنا شہادت میں شرط نہیں وان شہداً یبیدہما سوائہ فلا یستخرجانہ لادبہما لیس فی التذنیع بدلی

اور اگر شاہدین نے شخص زندہ کے قبضہ اور تصرف کی گواہی دی خواہ شاہدین یوں کہ ایک مینے یا ایک مال سے قبضہ تھا یا یوں نہ کیا تو گواہی مقبول نہیں بسبب قائم ہونے
گواہی یا مقبول بسبب چند قسم ہونے قبضہ زندہ کے ہم نیچے مثلاً ایک گھر ایک مرد کے قبضہ میں ہو سو دوسرے شخص نے دعویٰ کیا کہ میرا ہے اور گواہی دی کہ وہ سابق
میں مدعی کے قبضہ میں تھا تو مقبول نہیں بسبب یہاں پر مقدمہ ہو رہا ہے اس واسطے کہ محکمہ کے قبضہ میں ہو گیا تھا یا بطریق و ولایت یا عیار یا غصب یا غصب یا غصب کے حکم سے گ
کہ پھر اسکو دیا جاوے کذا فی الدرر خلافت مالو تہذیب انہا کانت ملکہ او اقر المذبح علیہ بلا لک او شہد شہادۃ اقرانہ کان سے
یا اگر شاہد فخر المدعی حلومیدہ کا قرار دے کہ اللہ کے قبضہ میں تھا کہ اگر دو شاہدین نے گواہی دی کہ مثلاً گھر مدعی کا ملک تھا یا مدعا علیہ اسکا
قرار کیا کہ وہ مدعی کی ملک تھا یا دو شاہدین نے گواہی دی کہ مدعا علیہ اقرار کیا کہ وہ مدعی کے قبضہ میں تھا تو وہ چیز مدعی کو دلائی جائیگی بسبب یہاں پر قرار کے اور جہاں
مقرر یہ سبب قرار نہیں ہم سبب صورت میں دلائی وجہ یہ کہ ملک منقض کی گواہی مقبول ہے اس واسطے کہ اصل یہ کہ ہر چیز کو بطور سابق یا ہائی رکھے تا عدم ہوا انتقال
اور ضرر یہ ہے جسکا مدعا علیہ اقرار کیا ہے قبضہ مدعی کا قرار مقبول ہے معلوم نہیں کہ اسکا قبضہ میں بطور امانت یا غصب تھا یا بطور ملک کے تو یہ حالت سبب قرار
مدعا علیہ دلائے کے حق میں نہیں خلاصہ یہ کہ جب مدعا علیہ اقرار کیا کہ مثلاً گھر سابق میں مدعی کے قبضہ میں تھا تو قاضی حکم کرے گا کہ مدعی کو تسلیم کرے اس واسطے کہ انسان
کا اقرار اسکی ذات پر حجت ہے اور مدعا علیہ دعویٰ کو کہ اسکا قبضہ میں بطور امانت یا غصب کے تھا تو اسکو گواہی سے ثابت کرے کذا فی الطحاوی بقرہ
والاحسن ان الشہادۃ بالملک المنقض مقبولۃ بالمدعی فیما لا یلزم فیہ من مسائل مذکورہ میں قاعدہ کلیہ یہ کہ ملک منقض کی گواہی
مقبول ہے نہ قبضہ منقض کی بسبب چند قسم ہونے قبضہ کے نہ چند قسم ہونے ملک کے کذا فی البرزہ ہم قبضہ منقض سے زندہ کا قبضہ مراد ہے نہ قبضہ بیت کا اس واسطے کہ قبضہ
سیت کی گواہی مقبول ہے چنانچہ مذکور ہو چکا کذا فی الطحاوی و لو اقرانہ کان بیید المدعی بغیر حق بل یکن اقرارانہ یا سبب المدعیہ یا سبب المدعیہ مع الفصولین
اور اگر مدعا علیہ اسکا اقرار کرے کہ وہ چیز مدعی کی قبضہ میں تھی تو یہ مدعی کے قبضہ کا اقرار ہو گا یا نہیں قول منعی یہ کہ ہاں یہ بھی قبضہ کا اقرار ہو گا
کذا فی جامع الفصولین یعنی اگر ایسا ہو کہ گواہی غصب پر قائم ہوگی تو مسموع ہوگی **فروع** مسائل مختلفہ شرح کے شہد یا الف و قال احدہما قصہ خمس مائۃ
قبلت یا الف الا ان الشہد معہ اخر دو شاہدین نے ہزار کی گواہی دی اور ایک اور گواہ نے کہا کہ مدعا علیہ نے پانسو دیکھے ہیں تو ہزار میں گواہی مقبول
ہوگی مگر جب کہ اس شہاد کے ساتھ دوسرا شاہد بھی پانسو کے اقرار نہ کی گواہی دی تو اب پانسو میں مقبول ہوگی ہم اور ذکرنا مدعی کا تکیہ شہاد ہونے کی ہزار کی شہادت
میں بلکہ تکیہ اس شہادت میں ہی جو اسکی حضرت میں واقع ہوئی اور ایسی تکیہ سیب مانع شہادۃ نہیں ہگا شہد من علی حق یقر المدعی بہ اور نہ
گواہی دے اپنی و اسنت سے یہاں تک کہ مدعی اسکا اقرار کرے ہم تبیین اور کافی میں یہ کہ پورے ہزار کی گواہی نہ رہے جب اسکو معلوم ہو کہ مدعی نے اس میں سے پانسو دا
کیے ہیں تا وقتیکہ مدعی پانسو قبضہ کرتے کا اقرار کرے تاکہ شاہد مدعی کا مذکور کذا فی العالمیہ یہ شہد البسرقہ بقرہ و اختلاف فی لونی فاقطع خلاف الخ و
استخرجہ من الشرع قولہا دو شاہدین میل کی چوری کی گواہی دے اور اختلاف کیا اسکا رنگ میں تو سارق کا قطع یہ ہو گا بخلاف صاحبین کے او صدر الشرعین
صاحبین کے قول کو ظاہر کیا ہے ہم امام کی دلیل یہ کہ چوری بیشترات کو ہوتی ہے تو رنگت میں دھوکا پڑ سکتا ہے لہذا اسکا اختلاف مانع شہادۃ نہیں و ہذا الذہب
سے لونی ہذا ذکر الذہب لینی اور یہ یعنی عدم اعتبار رنگت سے چور کی رنگت مذکور کی کذا فی الزماعی یعنی اگر مدعی رنگ ذکر کرے تو بالاتفاق
تو اسے مقبول ہوگی اس واسطے کہ مدعی ایک شاہد کا تکیہ گواہی دے لہذا بیون الا یصل متفرق شہادۃ مطلقاً و جملہ لم یقبل دھما کہ مدعی نے ایصال
دین کا دعویٰ کیا بطریق او اسے متفرق اور شاہدین نے ایصال مطلق یا ایصال یکبارہ کی گواہی دی تو مقبول نہیں کذا فی الوہابیۃ شہادۃ فی دین الخ یا نہ
کان علیہ ان یقبل الا اذا اسالیھا الخصم عن بقاءہ لان فقاہ کاندہی و فی دین المیت لا تقبل مطلقاً حتی یتوکامتا و ہو علیہ
شاہد گواہی دی زندہ کے دین میں اس طرح کہ اسچراہدین تھا تو مقبول ہے مگر جب کہ مدعا علیہ نے شاہدین سے ایک بھاسے دین کا سوال کیا تو شاہدین

ہو قلیل فرع کی اپنی اصل کے واسطے اگر فرع مشہور بعد اہل ہون اور نہیں تو اسول اور فرع سبکی بقلیل لازم ہوگی کچھ ایک قلیل احد الشاہدین صاحبہ فی
 الاصل لان العدول لا یتعمم بمثلہ جیسے کفایت کرتی ہے ایک شاہد کی بقلیل دوسرے شاہد ساقی کو قبول اصح میں اس واسطے کہ عادل متہم نہیں ہوتا اپنے مانند دوسرے
 عادل کی بقلیل سے ہم لینے یعنی ترویج یہ جائز نہیں کیونکہ وہ متہم ہے اس واسطے کہ احد الشاہدین اپنے رفیق کی بقلیل سے یہ جائز ہے کہ میری شہادت مقبول ہو اور قاضی
 اس پر حکم دے لیکن بقول اصح جائز ہے اس واسطے کہ عادل بقلیل مثل سے متہم نہیں جیسے اپنی ذات کی شہادت میں متہم نہیں لینے اسکی ذاتی شہادت بھی انہی سے کی گئی ہے
 کہ وہ بقبول القول ہو اور قاضی اسکی شہادت پر حکم کرے تو جیسے شرع نے بسبب اسکی عدالت کے اس شخص کو مانع شہادت معتبر نہیں کیا ویسے ہی بقلیل مثل میں بھی
 کذا فی الفتح وان سکت الفرع عند نظر القاضی فی حالہ وکذا لوقال لا اعرف حالہ علی الصیغہ بشرہ لا لایۃ وشرح الجمع وکذا لوقال لیس فی ہذا
 حالہ الفیض سکت علیہ فیما یراد بالفرع بقلیل اصل سے سکوت کرے تو نظر کرے قاضی اصل کے حال میں لینے فرع کی گواہی جائز ہے بجز اگر غیر فرع اصل کی نہ است
 بیان کرے تو حکم دے اور نہیں تو نہیں کذا فی الفتح اور اسی طرح حکم ہے بقول صحیح الفرع کہ میں اسکی حال کو نہیں جانتا کذا فی الشرع لایۃ اور نیز الجمع اور اسی طرح اگر
 فرع کے کہ اصل عادل نہیں جائز ہوتا تنافی میں محیط ہے ہر سوا گاہ رہنا وبتبطل شہادۃ الفرع بامور بنصہ عن الشہادۃ علی الاصل فیما یراد سے بیحد متناہا
 بحالہ اور باطل ہو جاتی ہے فرع کی گواہی چند امور سے بسبب روک دینے فروع کے شہادت لینے اصول سے فروع سے کہنا کہ تم ہماری شہادت کی گواہی نہ بگو تو شہادت
 فروع باطل ہے بقول ائمہ کذا فی الخلاصہ اور اوکیا متن میں مخالفت اسکی و بخروج اصلہ من اہلہما الفسوق وخرق عچی اور باطل ہوتی ہے شہادت فرع کی بسبب
 نکل جانے اصل کے شہادت کی اہلیت سے مانند فسق اور گنہگاری اور نابینائی کے لینے اگر اصل شاہد فاسق یا گنہگاریا اندھا ہو گیا تو فرع کی شہادت باطل ہے اسی طرح جنون
 اور زہاد و بالکمال اصلہ الشہادۃ لفقولہم مالہا شہادۃ اولہم بشہادہم اشہدناہم غلط اور فرع کی شہادت باطل ہے بسبب انکار کرنے اصل کے شہادت کو
 چنانچہ اسول کا یوں کہنا کہ ہم گواہ نہیں یا ہتھے انکو گواہ نہیں کیا یا ہتھے انکو گواہ کیا اور ہتھے غلط کا کافی میں ہے صورت ملے یہ کہ اصول نے کہا کہ ہم اس حادثہ کے گواہ
 نہیں بجز وہ مرگئے یا غائب ہو گئے بجز فروع آئے اور انکی شہادت پر شہادت دی اس حادثہ میں اور اگر اصول موجود میں تو فروع کی شہادت کی طرف التفات
 نہیں اگرچہ اصول منکر ہون کذا فی الدرر لو سئلوا فسلوا قبلت خلاصہ و اگر اصول سے فروع کی شہادت کا سوال ہوا اور انھوں سکوت کیا لینے نہ اقرار
 کیا نہ انکار تو فروع کی گواہی مقبول ہے کذا فی الخلاصہ ص اس مسئلہ میں سکوت مانند نطق کے ہے شہادۃ علی شہادۃ اثنتین علی خلافہ ثبت فلان القلابیۃ
 وقالوا اختیاراً جمع فحقاً و جاء المدعی بامراً کہ لم یخراً فانما ہی قیل کہ ہاتھ شہادین ایما ہی فلانہ ولو مقفۃ ووشا ہوں نے گواہی دی شخصوں
 کی شہادت پر فلانی عورت بنت فلان قوم دانی پر اور فریض کہنا کہ تمکو اصلین تے خبر دی اسکی معرفت کی لینے شاہد اصل اس عورت کو جانتے تھے اور میں
 ایک عورت کو لایا حبس کو شاہد فریض میں پچانتے کہ یہ عورت وہی ہے تو مدعی سے کہا جائیگا کہ تو دو شاہد لاکہ یہ عورت وہی فلانی عورت ہے اگرچہ عورت حاضرہ اقرار
 کرتی ہو کہ میں وہی عورت ہوں ہم صدر الشریعہ نے کہا کہ اس مسئلہ سے غرض یہ ہے کہ یہ شرط نہیں کہ فرع مشہور علیہ کو جانتے ہوں اور یہ فرض نہیں کہ نسبت
 پوری ہو اور گواہی مقبول ہے اس واسطے کہ شاہدین جبکہ اسکے دادا کا ذکر کیا تو سکھ صغیرہ یا قبیلہ مخصوصہ کے طرف نسبت کرنا طریق کے نزدیک ضروری تاکہ
 نسبت پوری ہو انتہی ملا خسر نے درمیں کہا مدعی سے اس واسطے گواہ طلب ہوئے کہ تعریف یا نسبت ثابت ہو چکی دونوں کی شہادت سے اور مدعی
 دعوے کرتا ہے کہ نسبت مذکورہ عورت حاضرہ میں ثابت ہے مگر یہ احتمال ہے کہ شاید اور عورت ہو غیر اسکی تو ضرور ہوا اسکا اثبات حاضرہ کے واسطے تو یہ
 گواہی شہادت قاصد کے مانند ہے جو اور شاہدوں سے پوری ہوتی ہے انتہی و مسئلہ کتاب الحکم و ہو کتاب القاضی الی القاضی لانه کالشہادۃ علی
 الشہادۃ فلو جاء المدعی برجل لم یخراً فاکلفہ اثبات انہ ہو ولو مقر کا احتمال التزویر بحسب او مسئلہ مذکورہ کے مانند کتاب حکمی ہے لینے ایک قاضی
 کا خط دوسرے قاضی کو اس واسطے کہ وہ مانند شہادت علی الشہادۃ کے ہے تو اگر مدعی لایا ایک مرد کو حبس کو قاضی کے خط کے دو شاہدین پچانتے تو قاضی

مکتوب الیہ مدعی کو تکلیف دہ اسباب کے اثبات کی کہ یہ مدعی مدعی علیہ ہی جو قاضی کا نام ہے اگرچہ مرد حاضر قرار کرنا ہو بسبب محمل ہوتو قریب اور بیاد و شے کے
 کذا فی الجہد وینعم مدعی کا مشترک البیان کا مبسطہ القاضی کا اور اشراک مدعی کو بیان کرنا لازم ہے چنانچہ اسکو مشیخ بیان کیا ہے قاضی خان نے ہم قاضی خان کا
 کہا کہ جب قاضی نے دوسرے قاضی کو خط لکھا اور اس میں مدعی علیہ کا نام اور نسب علی وجہ الکمال لکھا تو مدعی علیہ نے کہا کہ فلان بن فلان قاضی نسبت والا نہیں ہوں اور
 قاضی مکتوب الیہ اسکو نہیں جانتا تو مدعی نے کہہ دیا کہ تو کہو کہ اسکو ثابت کر کہ یہ فلان بن فلان ہی ہے اگر مدعی علیہ کہے کہ میں فلان بن فلان بن فلان ہوں اور اس محلہ
 یا اس قبیلہ خاصہ اس شہر میں پھر سوا ایک شخص ہی اس نام کا تو قاضی کہے کہ ثابت کر اگر وہ ثابت کرے تو جو قاضی اس سے منع ہوگی اسے مکتوب کذا فی الطحاوی
 و لو قال فیہا التخصیص ہم بھیجیں حتیٰ نسبہ الی قاضی ملک ہا اور اگر شاہد پیش کرے کہ میں عورت مدعی علیہ کو تمییم کیا تو جائز نہیں بیان کرنا کہ اسکو
 قبیلہ خاصہ کا طرف نسبت کر چنانچہ اسکو روای کی طرف ہم بنو تمیم میں کثرت قبائل میں لکھا اسے معرفت حاصل نہیں ہوتی جبکہ قبیلہ خاصہ کے طرف نسبت نہیں ہوتا
 فتحذیکہ خانی تفسیر قبیلہ خاصہ کی ہے اور مدعی نے جدا علی کی ہے خلاصہ میں ہے الحاصل اعتبار تو حصول معرفت کا ہے اور القاضی اشراک کا ایضاً میں ہے کہ عجمی غیر عرب میں
 ذکر پیشہ نمبر قبیلہ خاصہ کی ہے اسواسطے کہ عجم میں السابغ بن ابی اسد زعمری نے ذکر کیا کہ عجمی چھ طبقات میں شعب بالفتح اور قبیلہ اور عمارہ اور بنی اور فزاد اور
 فضیلہ اور قمر اور ریحہ اور جمر اور ریحہ شعب بن اسواسطے قبائل ان سے منشعب ہوئے ہیں اور کناہ قبیلہ ہے اور قریش عمارہ ہے اور قحی بلبن ہے اور ہاشم فخر ہے اور عباس
 فضیلہ کذا فی الطحاوی دیکھئے نسبت الی زوجہ المقتصد کا اعلام اور کفایت کرتی ہے عورت کی نسبت اس کے زوج کی طرف اور مقصود اعلام ہے اسے مبسط
 سے کہ حاصل ہوگا شہادۃ علی شہادۃ ثم نہا عنہا الم یھم اھی تخیمہ فلم انت یشهد علی ذلک دردد واقرہ المصنف ہذا لکنہ قدیم ہے صحیح خلاصہ
 علی خلاصہ اصل شہادۃ فرغ کوشا ہر کیا اپنی شہادت پر پھر اسکو منع کیا گواہی دینے سے قبیح نہیں لیکن منع کرنا صحیح نہیں تو فرغ کو جائز ہے کہ اس پر گواہی دے کذا فی الدرر
 اور ثابت رکھا ہے اسکو مصنف نے اپنی شرح میں بیان کیا کہ خلاف کی ترجیح بدلے ذکر کی ہے خلاصہ سے ہم چنانچہ شرح اسکو مختصر یہ ذکر کر چکا کہ خزان شہد علی شہادۃ
 مسلم بن یحییٰ فرغ علی کا فرم قبیل کذا شہادۃ قضا علی القضاۃ کا فرغ علی کا فرغ دو کافروں سے گواہی دی دو مسلمانوں کی شہادت پر ایک کافر کے حق
 میں دوسرے کافر پر تو مقبول نہیں اسی طرح دو کافروں کی گواہی قاضی کے حکم پر ایک کافر کے حق میں دوسرے کافر پر مقبول نہیں و فقہل شہادۃ دجل علی شہادۃ
 دجل علی شہادۃ تا بہ علی قضاۃ البیہ العجمی در خلاصہ لکھا ہے مقبول ہے گواہی ایک مرد کی اپنے باپ کی گواہی پر اور اپنے باپ کی قضا پر قول صحیح میں کذا
 فی الدرر اختلاف ملقط علیہ اس میں عدم قبول مذکور ہے حد ظہرانہ شہد بزرگان اقرب علی نفسہ ولم یدخر سکھوا وکھلطا کھلارہ ابن کھان جس شہاد کا
 حال ظاہر ہوا کہ اس نے جھوٹی گواہی دی اس طرح ظاہر ہوا کہ اس نے اپنی ذات پر جھوٹ گواہی دینے کا اقرار کیا اور سہو کا دعویٰ کیا اور نہ غلط کا چنانچہ ابن کمال
 نے اسکی تحریر کی ہے ہم یا شہادت زور کے ظہور کی یہ صورت ہے کہ شہادۃ قتل ہونے ایک مرد یا اسکی موت کی گواہی دی پھر وہ شخص زندہ موجود ہوا یا رویت
 ہلال کی گواہی دی اور تین دن گذر گئے اور آسمان پر کچھ ابر اور غبار کی علت نہیں اور چاند نہ دکھلائی دیا اور مانتا ہے کہ کذا فی الدرر فقہما کے نزدیک شہادت زور
 عبارت ہے شہادت باطلہ سے عدا کذا فی الطحاوی دیکھئے شہادۃ بالبیۃ ثلاثہ من باب النفی اور ممکن نہیں شہادت زور کا اثبات گواہوں سے اسواسطے کہ وہ
 من قبیل نفی ہے ہم اسواسطے کہ گواہ یہ کہیں کہ شہادۃ ناسخ گواہی دی اور اسکی طرف اتفاق نہ ہوگا کذا فی الطحاوی علی التسلی عن رب التشیہ و علی التمتو
 سرا جیسے جبکی گواہی جھوٹ ظاہر ہو وہ تعرض دیا جائے تشہیر سے اور اسی پر فتوہ ہے کذا فی السراجیہ ہم تشہیر کا یہ طریقہ ہے کہ اگر شاہد شخص بازاری
 ہے تو قاضی اسکو بازار میں بھیجے اور اگر ازادی نہیں تو اسکی قوم کی طرف عہد کے بعد جو وقت لوگ خوب جمع ہوتے ہوں بھیجے اور قاضی کا آدمی کہے کہ بھے
 اسکو شاہد زور پر یا تشہیر پر یا پھر اور اگر کوئی اسکو بجا تو قاضی شیخ صحابہ کے وقت میں ہی کیا کرتے تھے لہذا امام اعظم نے اسکو پسند کیا ہزار حدیث
 ہے کہ اگر شاہد زور پر یا تشہیر پر یا پھر اور اگر کوئی اسکو بجا تو قاضی شیخ صحابہ کے وقت میں ہی کیا کرتے تھے لہذا امام اعظم نے اسکو پسند کیا ہزار حدیث

جو شاہد زور میں مذکور ہو چکے یعنی تشہید امام کے نزدیک اور ضرب اور حبس میں جہنم کے اور اس کی عمارت کے اور گھوڑی اور اس کے
بچے کی گواہی دی پھر عمارت اور بچے میں رجوع کیا و بعد لم یفسخ الحكم مطلقا ترجمہ القضا اور بعد قضا حکم فسخ نہوگا کسی طرح خواہ شاہد کا حال عدالت میں رجوع
کے وقت برابر ہو اس حال کے جو شہادت کے وقت تھا یا اذنی یا علی ہو کذا فی المخرج سبب راجع ہو جائے خیر اول کے قضا سے ہم اگر شہاد تو شیخ کذا فی المخرج الخ اول من الشہاد
بالقضاء تو بہتر ہو تا اس واسطے کہ ترجمہ کی ظاہر ضمیر حکم کے طرف راجع ہو اور وہ خلاف مقصود ہے حکم اس واسطے فسخ نہوگا کہ شاہدوں کی خبر ثانی منقض ہے خیر اول کے تو
حکم مقوض نہیں ہو سکتا نسبتاً بقض کے اور اس واسطے کہ خبر ثانی صدق پر دلالت کرنے میں خیر اول کے مانند ہو اور حالانکہ خیر اول مرجع اور غالب ہو چکی القضا قضا سے
سبب خلاف خبر ثانی کذا فی الطحاوی و خلافت ظہیر الشاہد عبد الرحمن دانی قدوت فان القضاء سبب فی رد ما اخذوا و تلزم الدیۃ لو قضا جہا کا
یضہر الشہود اما عن ان الحكم اذا اخطا فالزم علی المقتضى له شرح تکمیلہ بخلاف ظاہر ہونے شاہد کے غلام یا محدودۃ القذف اس واسطے
کہ قضا اس صورت میں باطل ہو جاتی ہے اور مقتضی الہ بچہ دے جو اذنی لیا اور ولی مقول کے واسطے دینے لازم ہے اگر قصاص کا حکم ہو گیا ہو اور شہود مذکورین پر
ضمان نہیں اس واسطے کہ مذکور ہو چکا کہ حاکم خطا کرے حکم میں تو تاوان مقضی ہے یہ کذا فی شرح التکملہ ہم صورت مذکورہ میں غلامے حاکم یہ ہے کہ اسے حال شہود کا
تقصص کیا معلوم ہوتا کہ وہ غلام میں یا محدودۃ القذف و حفنا ما اتقاه للشہود علیہما لتبہما لعدلیہم تعذر تضمین المباشرة لانه کا علیہما الی القضا و
اور شہادین را حین تاوان دینے شہود علیہ کے اس مال کا جس مال کو انھوں نے تلف کر دیا اس واسطے کہ شاہدین تلف مال کے سبب واقع ہوئے تعدی کی راہ سے ساتھ مستعد ہوں
تضمین مباشرتاً یعنی قاضی کے اس واسطے کہ قاضی نے نہ مضطر کے حکم دینے میں ہم امام شافعی کے نزدیک شہود پر ضمان نہیں جبکہ وہ رجوع کریں اس واسطے کہ شہود سبب ہونے
مال کے اور قاضی مباشرتاً ہو اور سبب اعتبار نہیں مباشرتاً ہونے کے اسکا جواب یہ ہے کہ شہود نے اپنی ذات پر سبب ضمان کا اقرار کیا یعنی شہادت باطلہ سے اور قاضی مباشرتاً
یہ یقین بتعدی اس واسطے کہ قاضی حکم دینے میں مضطر ہو کہ قاضی پر حکم دینا واجب ہے جبکہ شہود کی عدالت ظاہر ہوتا انیکہ اگر حکم دے تو گنہگار اور سخت غل اور اللہ تعالیٰ
ہو بقض المدعی المال لانه یفتر بجر و برائزہ و خلاصہ خزائن المتعینین شاہدین ضمان دینے مال کو قبض کیا یا کیا ہو اسکا فتوے کذا فی البحر
والبرائزہ والخلاصۃ و خزائن المتعینین و فیہ فی الوقایۃ والکنز والدرر والملتی بما اذا قبض المال لعدم کتلاف قبلہ اور مقید کیا ضمان کو وفا یا
کنز اور درر اور ملتی الا بجر میں ساتھ اس قید کے کہ جب مدعی مال کو قبض کرے اس واسطے کہ قبل قبض کے اتلاف نہیں و فی ان المال عینا فکا دل وان دینا
فکا لئلا و اخره القہستانی اور بعضوں نے کہا کہ اگر مال عین ہے یعنی غیر دین ہے تو اول قول کے مانند ہے یعنی قبض اور عدم قبض دونوں صورتوں میں ضمان ہے
اور اگر مال دین ہے تو قول ثانی کے مانند ہے یعنی بشرط قبض ضمان ہے اور اس قول مفصل کو ثابت رکھا ہے فتاویٰ ہم و جب تفصیل مذکور یہ ہے کہ ضمان مقید بممانت
ہے سو عین میں تو مشہود علیہ کی ملک زائل ہو گئی قضا سے و لہذا مقضی علیہ کو اس میں تصرف جائز نہیں اور مقضی لہ کو جائز ہے اور دین میں ملک اسکی زائل نہیں
ہوتی جب تک مقضی لہ قبض نہ کرے تو اگر شاہد پر ضمان ہو قبض سے پہلے تو ممانت مقضی نہو کذا فی الجلبی والعبرة فیہ لمن بھی من الشہود کالمن رجوع
اور ضمان میں اسکا اعتبار ہے جو شاہد کہ باقی رہا نہ اس شاہد کا جسے شہادت سے رجوع کیا ہم یہ قاعدہ کلیہ ہے ضمان کے حساب کا فان رجوع
احدہما حق النصف اور اگر شاہد سبب گیا شہادت سے تو نصف مال کا تاوان دے ہم اس واسطے کہ دو مردوں کی شہادت میں ہر شاہد کی
شہادت سے نصف حجت قائم ہے تو جب ایک شاہد اپنی شہادت پر باقی رہا تو نصف مال میں حجت باقی رہی تو راجع پر اسکا ضمان واجب ہے جس میں حجت
باقی رہی وہ نصف ہے کذا فی الدرر وان رجوع احد ثلثہ لم یفوت اور اگر تین شاہدوں میں سے ایک شاہد راجع ہوا تو وہ ضمان نہ گیا ہم اس واسطے کہ
دو شاہد باقی ہیں جنکی شہادت سے کل حق باقی ہے وان رجوع اخر حثما النصف اور اگر تین شاہدوں میں دوسرے ابھی بچ گیا تو دونوں شاہدین
راجعین نصف مال کا ضمان دین ہم اس واسطے کہ شہادت پر وہ شخص باقی ہے جس سے نصف مال باقی ہے یعنی ایک شاہد وان رجعت امرأۃ

من رجل وامرأتين نصف المهر أو اگر ایک عورت پھر ایک مرد اور دو عورتوں سے تو وہ جو تھائی مال کا ضمانت ہے ہم اس واسطے کہ شہادت پر اکتنے شخص باقی رہیں جن سے تین چوتھائی مان باقی ہیں وان رجلاً قال نصف أو اگر ایک مرد اور دو عورتوں سے دو تون عورتیں شہادت سے پھر گئیں تو دونوں نصف مال ضمانت ہیں ہم اس واسطے کہ وہ شخص شہادت پر قائم ہو جس کے نصف مال باقی ہو وان رجلاً ثمان نسوة من رجل وعشرون نسوة من رجل أو اگر آٹھ عورتیں پھر گئیں ایک مرد اور دس عورتوں سے تو کوئی تاوان نہ دے ہم اس واسطے کہ اس قدر شاہد باقی رہیں جنکی شہادت سے کل حق باقی ہو کیونکہ نصف شہادت دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں ہیں فان اجعت احدهن التسع ربع المهر أو اگر ایک اور پھر گئیں تو نو عورتیں جو تھائی مال کا ضمانت ہیں اسباب باقی رہنے لگتا ہے کی تین چوتھائی کے ہم اس واسطے کہ نصف حق مرد سے باقی رہا اور ربع حق ایک باقی عورت سے قائم ہو کذا فی الدرر تو نو عورتوں کے رجوع سے تلف نہوا اگر ربع فان رجوعاً فالنصف بالاسداس أو اگر ایک مرد اور دس عورتیں سب مل کر شہادت سے پھر گئے تو امام کے نزدیک تاوان ششہ حصوں کے حساب سے پانچ چھٹا حصہ مرد پر ہوا اور باقی عورتوں پر ہم اس کی دلیل یہ ہے کہ دو عورتیں بیکہ ایک مرد کے ہیں تو دس عورتیں قائم مقام پانچ مردوں کی ہوئیں تو ایسا ہو گیا کہ گویا چھ مرد گواہی دیکر پھر گئے تو پھر ضمانت بالاسداس ہو گا کذا فی الدرر یعنی ہر مرد پر چھٹا حصہ تاوان ہو گا و قال علیہ نصف کما رجوعاً فقط اور صاحبین نے کہا کہ دس عورتوں پر نصف مال کا ضمانت ہے چنانچہ اگر فقط دس عورتیں پھر جائیں تو ان پر نصف تاوان ہے ہم صاحبین کی یہ دلیل ہے کہ عورتیں اگرچہ بکثرت ہوں مگر شہادت میں قائم مقام ایک مرد کی ہیں ولہذا انکی گواہی بدون ملے ایک مرد کے مقبول نہیں اور ایک مرد کی شہادت سے نصف مال ثابت تھا تو نصف باقی انکی شہادت سے کذا فی الدرر و قال بعضہ فی النکاح شہد بمهر المثل او اقل اذا تلاف بعوضی کلا التلاف اور ضمانت نہیں دینا شاہد راجع نکاح میں جسے مهر مثل یا کمتر مثل کی گواہی دینی پھر مہر مثل کی گواہی دینی جو بقدر مہر مثل ہے یا کمتر اس واسطے کہ تلاف بمقابلہ عوض بمنزلہ عدم التلاف کے ہر شہاد سے ہواقل مہر مثل کی قید زیادہ کی اسکی حاجت تھی اس واسطے کہ مان خود اسکی تصحیح کرے گا صورت اسکی یہ ہے کہ مرد نے عورت پر رجوع کیا نکاح کا اور اس پر گواہ قائم گئے اور عورت منکر نکاح ہے سو قاضی نے عورت پر نکاح کا حکم کیا شہادت سے پھر گئے تو گواہ عورت کو ضمانت کچھ نہیں کے خواہ مہر سے مہر مثل کے برابر ہو یا اکثر یا اقل کذا فی العالمیہ عن الذہیری وال زاد علیہا ضمانت کا اور وہی المعصیہ و هو المنکر عنی فی النکاح اور اگر مہر سی زیادہ ہو مہر مثل پر تو دونوں شاہد بقدر زیادت تاوان دین زوج کو اگر عورت مدعی نکاح ہو اور مرد منکر ہو کذا ذکرہ غنی زادہم صورت اسکی یہ ہے کہ عورت نے اپنے نکاح کا مرد پر رجوع کیا اور قاضی نے نکاح کا حکم دیا پھر شاہدین شہادت سے رجوع کیا تو اگر انس عورت کا مہر مثل مہر سی کے برابر ہو یا زیادہ تو شاہدین پر کچھ ضمانت نہیں اور اگر اسکا مہر مثل کمتر ہو مہر سی سے لینے مہر سی اکثر ہو مہر مثل سے تو زوج کو زیادت کا ضمانت دین کذا فی العالمیہ عن انکانی اس واسطے کہ شاہدین زوج پر قدر زیادت کو تلف کیا بلا عوض کذا فی الدرر خلاصہ یہ ہے کہ راجع فی النکاح پر مطلقاً ضمانت نہیں خواہ مرد مدعی ہو یا عورت مگر جبکہ عورت مدعی ہو اور مہر سی مہر مثل سے زیادہ ہو تب بقدر زیادت ضمانت ہے ولو شہد باصل النکاح باقل من مهر مثلها فلا ضمان علی المعتد لتعذر ایما ثلثة بین البضع والمال اور اگر شاہدین نے اصل نکاح کی گواہی دی عورت کے کمتر مہر مثل سے تو شاہدین پر ضمانت نہیں بقول محمد بسبب منعذ ہونے مماثلت کے درمیان شرمگاہ عورت کے اور مال کے ہم یہ ترکیب جو ہم نے کہ مسئلہ اولی میں شہادت اصل نکاح پر تہتھی حالانکہ وہان بھی اصل نکاح پر شہادت ہے تو اگر مان یوں لکھتا ولو باقل فلا ضمان تو مختصر اور واضح تر ہے تاوان پر یہ جو نکاح سے لگتا کہ مماثلت منعذ ہے یعنی منافع شرمگاہ کے عند الاطراف غیر مقوم ہیں تو تقومے ضمانت نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ تعین مماثلت کی مستعدی ہو اور حالانکہ شرمگاہ اور مال میں مماثلت نہیں اور زوج کے ملک سے جو ضمانت اور تقوم ہوتا ہے تو ایسا اطلاق تعین کے واسطے کیونکہ اس سے منسل حاصل ہوتی ہے کذا فی الطحاوی بخلاف ما لو شہدا علیہما بقبض المهر او بعضہ ثم رجعا فمناکاة الا خلاصہ فی النکاح بخلاف اس صورت کے کہ اگر شاہدین نے عورت پر قبض مہر یا بعض مہر کی گواہی دی پھر دونوں شہادت سے پھر گئے تو عورت کو دونوں شاہد ضمانت دینے کے سبب تلف کر دینے مہر کے وضعتا فی البیوع والشرا

ما انفصلت عن طبعه المبيح ولو الشهادۃ على المباہم او زادوا الشهادۃ على المشتري لا نکاح ولا عتق اور دونوں شاہد مضامین دین بیع اور شراعت میں اس قدر
کا جو حکم ہو گیا ہو قیمت سے اگر کو ایسی بالغ ہو یا صغیر دین اس قدر کا جو زیادہ ہو گیا ہو قیمت سے اگر شراعت مشتری پر ہو سبب انکار بلا عوض کے ہم اتفاق
بلا عوض نقصان اور زیادت دونوں کی تحلیل ہی پہلی صورت یہ ہے کہ مشتری نے کہا کہ بیچ اس غلام کو اس مرد سے جو عرض ہزار درم کے لیا اور وہ دوسرا کار کا بیو شاہد
نے کو ایسی دی پھر کو ایسی سے پھر گئے تو شاہد ہزار بالغ کو ہزار درم ضمان دین کہیونکہ انھوں نے اس کے ہزار درم تلف کیے اور دوسرے صورت یہ ہے کہ بالغ نے دعویٰ کیا کہ مشتری
نے یہ غلام دوسرا کو لیا اور اسے شراعت میں اس کا منکر ہو سوتا ہوں کو ایسی دی کہ مشتری نے غلام دوسرا کو لیا اور حالانکہ وہ ایک ہزار کار کا بیو شاہد
سے پھر گئے تو شاہد مشتری کو ایک ہزار کا ضمان دین اس واسطے کہ انھوں نے مشتری کے ایک ہزار تلف کیے کذا فی الدرر الو شہد بالمبيع وبشهادة المشتري فلو في شهادة واحدة
ضمنا للبيعة ولو في شهادة اثنين ضمنا للبيعة یعنی اور اگر دو شاہد بیع اور نقد شن کی گواہی دی تو اگر بیع اور نقد شن کے ساتھی ایک ہی یا اگر کو ایسی دی
تو شاہد قیمت کا ضمان دین اور اگر دو شہادت میں کو ایسی دی یعنی ایک یا بیع کی گواہی دی اور دوسرا نقد شن کی تو شن کا ضمان دین کذا فی العینی ہم اس واسطے کہ
پہلی صورت میں مقتضی یہ بیع پر شن اور دوسری صورت میں شن بالاستقلال مقتضی یہ کہ کذا فی الطحاوی ملخصا ولو شهدا علی البائنه بالمبيع بالقيدين المستحقين
الضمان مشاعره من الشهود فلهما حكم احل للمشتري الى سنة وايا ما احتار برئ الاخر وقام في خبر انه لم يفتي به اور اگر
شاہد بیع بالغ پر دوسرا کی بیع کی گواہی دی بعت کیساں اور حالانکہ قیمت بیع کی گواہی کی قیمت کا تاوان لے لے پھر ہزار کار کا بیو شاہد
مشتری سے دوسرا کا مواخذہ کرے تا کیساں اور دونوں میں سے کسی کو بالغ اختیار کرے گا دوسرا شخص بری الذمہ ہو گا بالغ کے مواخذہ اور پورا بیان اس کا خزانہ المقتضین
میں ہم صورت اس کی یہ ہے کہ مشتری نے دعویٰ کیا کہ بیچ اس کا غلام دوسرا کو لیا بعت کیساں اور قیمت اس کی ایک ہزار ہو سوتا ہوں بی بی گواہی دی پھر شہادت
سے پھر گئے تو بالغ کو اختیار ہی دونوں سے ایک کے مواخذہ کا اگر شہود سے فی الحال ہزار درم لے تو شہود مشتری سے مدت آتے کے وقت دوسرا درم پھر لین انکو ایک
ہزار سال میں اور دوسرا ترار کو وہ غیرات کہ دین سو اگر مشتری غلام میں کوئی عیب پاوے اور اس کو پھر دے سو اگر اس نے بغیر حکم قاضی کے پھر دیا تو یہ بے بیع
حیدر ہے ہی تو بالغ سے وہ دوسرا درم لے اور اس کا کچھ مواخذہ نہیں شاہدین پر اور اگر قاضی کے حکم سے بالغ کو غلام پھر دیا تو جو دوسرا ہزار اٹھنے شاہدین کو دین میں
انکو پھر لے اور جو شاہد بیع ایک ہزار درم بالغ کو دے تھے وہ بالغ سے پھر لین کذا فی العالم کی تین عن المنبرات ونسخ الطحاوی چونکہ بیان عالمگیری کا واضح تر
تھا خزانہ المقتضین سے لہذا مترجم نے اسی کا ترجمہ مناسب کر دیا فی الطلاق فیل وطلی وخلوة ضمنا نصف المال المسمى او المتعثر لیسیم اور طلاق قبل
طلی اور قبل خلوت کے شہادت اور صحیح میں شاہدین نصف مال سے کا تاوان دین یا متعہ کا ضمان دین اگر ہر سے سے ہو ولو شہدا انہ طلقا نائشا و احران
انہ طلقا واحد قبل الدخول ثم رجعا فصان نصف المهر علی شہد المثل کثیر الخیفة الغلیظة اور اگر شاہدین کو ایسی دی کہ زوج نے اپنی زوجہ کو
تین بار طلاق قبل دخول کی دی اور دو اور شاہد بیع کو ایسی دی کہ اس نے اس کو ایک بار طلاق دی قبل دخول کے پھر چاروں شاہد شہادت سے پٹ گئے تو نصف مہر کا ضمان
تین طلاق کے گواہوں پر نہ آئے غیر پر سبب حرمت غلیظہ کے ہم اس واسطے کہ طلق واحد کی شہادت پر قاضی حکم کرے گا کیونکہ وہ مفید نہیں اس واسطے کہ
طلق واحد کا حکم حرمت خفیہ ہے اور طلاقات ثلثہ کا حکم حرمت غلیظہ ہے کذا فی الملح علی نے کہا قبل دخول دونوں گواہیوں کی قید ہو لو بعد طلی او خلوة فلا
ضمان اور اگر کو ایسی دی طلاق بعد طلی یا بعد خلوت کی پھر شہادت سے پھر گئے تو شہود پر ضمان نہیں ہم یہ طلقہ دی اور یا در میں ہر او تھوہ میں ہر کہ ضمان نہیں مگر
اوشا جو ہر مثل پر زیادہ ہی کذا فی الفتح ولو شهدا بالطلاق قبل الدخول و احران بالدخول ثم رجعا فصان شہد الدخول ثلثہ اور مال المهر و شہود
الطلاق سببہ فحقنا اور اگر دو گواہ بیع طلاق قبل دخول کی گواہی دی اور دو اور شاہدین نے دخول کی گواہی دی پھر چاروں شاہد گواہی سے پھر گئے
تو دخول کے گواہ مہر کے تین راجع لینے پون ہر کا ضمان دین اور طلاق کے شہود جو محتاجی مہر کا ضمان دین کذا فی الاختیار ولو شهدا بعتی فحقنا ضمنا فحقنا

لحم ولا مطلقاً ولو محصوراً نہ ضمان اتلاف اور اگر شاہدین نے غلام آزاد کر کے گواہی دی پھر دونوں گواہی سے بچ گئے تو غلام کے مولے کو اسکی قیمت کا ضمان دینا مطلقاً اگرچہ شاہدین غلام پر اس واسطے کہ وہ اتلاف کا نواہن ہو والو کاہل لایحق لعدم تحقق الحق الیہما بالخصان فلا یحقول الوکلاء وھذا اور ملا
یعنی حق آزاد کرنے کا مالک آزاد کرنے والے کے واسطے ہی بسبب نہ بچ جاتے عقی کے ضمان دینے سے شاہدوں کی طرف تو حق والا اسکی طرف منتقل ہوگا کذا فی البدایہ و فی التہذیب
ھذا ما انقضت ھما ثلث قیعتہ اور تیسرے شاہدین ضمان دینا استدکا حسیلو تدریجاً کم کر دیا یعنی اسکی ضمانتی قیمت ہم اپنے شاہدوں نے گواہی دی کہ مولے
نے اپنے غلام کو مدبر کیا سو قاضی نے اسکی مدبر ہونے کا حکم دیا پھر شاہد گواہی سے بچ گئے تو شاہد اسکی مولے کو ضمانتی قیمت کا ضمان دینا اس واسطے کہ مدبر غلام کی ضمانتی
قیمت کم ہو جاتی ہو جن سے ولومات المولی عقی من الثلث وان معاً بقیۃ قیعتہ وتمام الیہ اور اگر مولے مر گیا تو آزاد ہوگا مدبر اسکی ثالث مسترک ہے
اور شاہدین کو اسکی بقیۃ قیمت لازم ہوگی اور پورا بیان اسکا بحر الرائق میں ہے ہم اپنے اگر مولے مر گیا اور غلام ثالث مسترک سے نکل سکتا ہے تو وہ آزاد ہو جائیگا
اور قیمت مدبر کا ضمان لازم ہوگا شاہدوں پر وارثوں کے واسطے کذا فی البحر فی الکتابۃ یفھمنان قیعتہ کذا وان شاء اتبع المکاتب اور کتا بہت میں شاہد
ضمان دینا اسکی پوری قیمت اور اگر مولے چاہے تو مکاتب کے پیچھے بچے یعنی بدل کتابت کا نقصان کرے ہم اپنے شاہدوں کی گواہی دی کہ مولے نے اپنے غلام کو مدبر
پر مکاتب کیا میرت ایک سال و قیمت غلام کی پانسو ہو اور قاضی نے کتابت کا حکم کیا پھر شاہدوں نے شہادت سے رجوع کیا تو قاضی مولی کو اختیار دے گا کہ وہ غلام
شاہدین اختیار کرے یا اسکو مکاتب سے بدل کتابت لینے کا اختیار کرے یا گاہے اور مکاتب ہر آدم کتابت کے شاہدین کو دے گا اور اگر مولے اتباع نکاتین اختیار کرے
تو شاہدوں کی ضمان نہ لے گا گاہے کذا فی الحا لکیرت عن المحیط مختصراً کہ یحق حقاً دی علیہا لیماد و تصدقاً بالفضل اور مکاتب آزاد ہوگا یا نہ ہو
کہ شاہدوں کو آزاد کرے جو اسچے بدل کتابت ہو اور شاہدین ہرات کرین نانداز قیمت کو لینے اگر بدل کتابت جو شاہدوں نے مکاتب سے لیا ہو اکثر ہو اس قیمت سے
حکم اور ضمان دینے کے مولے کو تو آزاد کو خیرات کرین چنانچہ صورت مذکور میں پانسو انکو حلال فیہین اور پانسو کو خیرات کرین یہ نمیب ہر طرفین کا والو کاہل
دلو عین عا د والو لا و در قیعتہ علی الشہود اور والو مکاتب کی اسکی مولے کے واسطے ہو اور اگر کتابت غیر ہو گیا اور اسے بدل کتابت سے بعد ضمان دینے شاہدوں کو جو بچ
او گیا اپنے مولے کی طرف اور مولے اسکی قیمت جو شاہدوں نے چکا ہو وہ شاہدوں کو بچہ دے و فی الاستیلا د یفھمنان نقصان قیمتہا بان تقوم قنہ ولم ولد
لوجاز مہما یفھمنان یا یبھیجہ اور استیلا د میں شاہدین ضمان دینا ام ولد کے نقصان قیمت کا اسطرح ہے کہ قیمت ٹھہرائی جائے خالص لونڈی کی اور ام ولد کی اگر اسکی
بیع جائز ہو تو ضمان دینا شاہد استدکا جود و لون قیمتوں کے مابین میں ہم صورت استیلا د یہ ہے کہ شاہدوں کی گواہی دی کہ مولے نے آزاد کیا کہ میری لونڈی
میری ام ولد ہو اور مولی منکر ہو سو قاضی نے اسکی ام ولد ہونے کا حکم دیا پھر شاہد گواہی سے بچ گئے تو اگر لونڈی کے ساتھ لڑکا نہ ہو اور مولی زندہ ہو تو نقصان قیمت ضمان
دین کذا فی الطحاوی عن العینی و کذا فی الحا لکیرت عن المحیط نقصان قیمت کی مثال مثلاً خالص لونڈی کی قیمت تین سو درم ہو اور ام ولد کی در صورت جواز بیع دو سو
قیمت ہو تو شاہدوں پر سو درم کا ضمان لازم ہوگا فان مامت المولی عقیقتہ و صفاتہ بقیۃ قیعتہ اقلۃ لدی نہ و تمامہ فی العیاق اور اگر مولے مر گیا تو ام ولد
آزاد ہوگی اور شاہد وارثوں کو ضمان دینا اسکی باقی قیمت کا لینے خالص لونڈی کی بقیۃ قیمت کا اور پورا بیان اسکا عینی میں ہے و فی القصاص المدیہ و فاعال
الشہاد و و رثاء اور قصاص میں دیت ہے شاہدین کے مال میں اور شاہدین شہود علیہ کے وارث ہوں گے ہم اپنے شاہدین کی گواہی دی کہ مثلاً خالد نے محمود کو غدا
قتل کیا سو قاضی نے اسکی قتل کا حکم دیا سو خالد قتل ہوا پھر شاہد گواہی سے بچ گئے تو شاہدوں پر دیت لازم ہوگی بحر الرائق میں سراج سے منقول ہے کہ شاہدوں کے
مال سے تین سال میں دیت لیجائیگی اور شاہدوں پر کفارہ نہیں اور میراث سے وہ محروم نہیں یعنی اگر شاہدین خالد شہود علیہ کی بیٹے ہوں تو دونوں اسکا وارث
ہو گئے کذا فی الطحاوی ولم یقتصا کعدم المینا کثرۃ اور شاہدین قصاص نہیں دیا جائیگا بسبب عدم بیان شہد کے لینے شاہدین اپنے ہاتھ سے اسکو قتل نہیں کیا سو قصاص
اچھا نہ آو لو قصداً یا العفو لم یفھمنان لان القصاص من مال اختیار اور اگر شاہدین قصاص معاف ہوئے کی گواہی دی تو ان پر ضمان

ہوگا اس واسطے کہ قصاص بال نہیں ہو تا پھر ضمان لازم ہوتا کذا فی الاختیار وضمنت شہود القرم رجوعہم کذا فی المتلف لہم اور ضمان لازم ہوگا شہود فرج
 یہ سبب کیے رجوع کے سبب تصدیق ہونے تلک کے انکی طرف ہم اس واسطے کہ مجلس قاضی میں شہادت فروع سے صادر ہوئی نہ اصول سے اور قاضی کا حکم انھیں کی شہادت پر
 مبنی ہو کذا فی الطحاوی لا تنھج الاصل بقولہم بعد القضاء لم تشھد الفروع علی شہادتہا او انھد تاھم وغلطت نہ ضمان دین شہود اصل
 اس قول سے بعد قصدا کے کہ جتنے شہود فروع کو اپنی شہادت پر بنا ہر نہیں کیا یا اس قول سے کہ جتنے انکو شاہد کیا اور جتنے غلط کہا ہم بعد قصدا کے قید اس واسطے لگائی
 کہ اگر قبل قصدا انکار شہاد اصول کر نیکی تو حکم ہوگا اس واسطے کہ انھوں نے تمیل شہادت کا انکار کیا اور حالانکہ وہ ضرور کذا فی الدرر وکذا لو قالوا رجعتنا علی کلام
 اننا انھم وکذا الفروع اعدہم اور اسی طرح اگر اصول کہیں کہ جتنے شہادت سے رجوع کیا تو ان پر ضمان ہوگا بسبب عدم اطلاق کے اصول کے جانب سے
 اور نہ فروع پر ضمان ہوگا بسبب عدم رجوع فروع دلا اعتبار بقول الفروع بعد حکم کذا بلہ اصول او غلطو فلا ضمان اور اعتبار نہیں فروع کے اس
 قول کا بعد حکم کے کہ اصول جھوٹ ہوئے یا انھوں نے غلط کہا تو فروع پر ضمان نہیں اس واسطے کہ جو حکم قاضی کا ہو گیا وہ نہیں لوٹا انکے قول سے اور فروع اپنی گواہی سے
 بھی نہیں پھر سے بلکہ انھوں نے غیر رجوع کی گواہی دی کذا فی الطحاوی دلو دجہ کل فصل الفروع فقط اور اگر اصول اور فروع سب گواہی سے پھر سے تو
 فقط فروع ضمان دینگے ہم یہ قول پر نہیں کہ اس واسطے کہ سبب خلاف وہ شہادت پر جو مجلس قضا میں قائم ہوئی سو وہ فروع سے پائی گئی اور جو کچھ نزدیک شہود علیہ مختار
 ہے چاہے اصول سے ضمان چاہے فروع سے اس واسطے کہ قصدا فروع کی شہادت سے واقع ہوئی اس راہ سے کہ قاضی نے انھیں کی شہادت معاند کی اور اصول کی بھی شہادت سے
 واقع ہوئی اس واسطے کہ فروع ناہم بین اصول کے نقل شہادت میں انکے امر سے کذا فی الدرر وضمن المڑون دلو للدیۃ بالرجوع عن التزکیۃ مع علمہم بکونہم عیسا غلا فلا
 اور ضمان دین مڑکی یعنی شہود کی عدالت ظاہر کرنے والے اگرچہ ضمان دیت کا ہو بسبب پھر جانے کے تعدیل سے یا وجود انکی دانستہ کے کہ شہود غلام میں بخلاف تزاکیہ کے
 ہم امام کی یہ دلیل ہے کہ حکم مضاف ہی شہادت کے طرف اور شہادت حجت نہیں ہوتی مگر عدالت سے اور عدالت ثابت ہوتی ہے ترکیہ سے تو ترکیہ حکم کی علت کا علت ہوا
 اور صاحبین کی یہ دلیل ہے کہ مڑکیوں نے تو خوبی شہود کی بیان کی پھر اس سے پھر گئے یعنی اس سے ضمان لازم نہیں آتا کذا فی الدرر ضمان دیت کی یہ صورت ہے کہ مڑکیوں سے
 شہود زنا کا ترکیہ کیا سوائے سنگسار ہوا پھر ثابت ہوا کہ شہود غلام یا مجوس ہیں اور مڑکیوں کی ترکیہ سے رجوع کیا تو ضمان مڑکیوں پر ہوگا اور اگر ترکیہ سے رجوع نہ کریں
 اور یہ نہ علم کریں کہ وہ آزاد ہیں تو ان پر ضمان نہیں اور نہ شہود پر کذا فی الطحاوی امامہم للخطا فلا اجماعا مجر اور خطا کے ساتھ تو مڑکیوں پر ضمان نہیں باتفاق
 امام اور صاحبین کے ہم خطا کی یہ صورت ہے کہ مڑکی کے کہ میں خطا کی ترکیہ شہود میں کذا فی الطحاوی وضمن شہود الذلیق قیمۃ الحق ونفسہم فی الاصل اور ضمان
 دین شہود تعلیق کی قیمت غلام اور نصف مڑکی قبل دخول زوج ہم صورت اسکی یہ ہے کہ شاہدین نے گواہی دی کہ مولے نے اپنے غلام سے کہا کہ اگر تو گھر میں داخل ہوگا تو
 تو آتا دہی یا زوج نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر تو گھر میں داخل ہوگی تو تو مطلقہ ہو اور حالانکہ عورت سے قربت نہیں ہوتی پھر اور شاہدین نے وجود شرط یعنی دخول دار
 کی گواہی دی پھر فریقین نے بعد حکم قاضی شہادت سے رجوع کیا تو ضمان شہود میں پر ہوگا نہ شہود شرط پر کیونکہ شہود عین شہود علت حکم میں اس واسطے کہ تلف
 حاصل نہیں ہوا مگر اعتاق اور طلاق سے اور عین کے شاہدوں نے یہ کلمہ ثابت کیا اور تخلیق بالشرط مانع تھی تو شرط پائی جانے کے نزدیک تلف مضاف ہوا اپنی علت کی
 طرف بسبب تکلیف ہونے والے کذا فی الدرر اور بعد دخول اگر رجوع ہوگا تو شہود تعلیق پر ضمان لازم ہوگا بسبب استیفاء و منافع تکلیف کذا فی الطحاوی لا شہود دلا حصان
 لانہ شرط بخلاف التزکیۃ کلا فضا عللہ ضمان لازم ہوگا شہود احصان کو اس واسطے کہ احصان شرط بخلاف ترکیہ کے کہ وہ علت ہی ہم صورت اسکی ہے
 کہ چار گواہ ہونے کی گواہی دی اور دو گواہوں نے کہا کہ زانی انھیں ہی پھر سب گواہ شہادت سے پھر گئے تو ضمان شہود زنا پر ہوگا کیونکہ زنا علت ہی اور شہود
 احصان پر ضمان ہوگا کیونکہ احصان علامت ہی شرط حقیقی نہیں بہتر یہ تھا کہ شہاد کتا کہ ترکیہ علتہ الحلقہ ہے کیونکہ علت تو شہادت ہی کذا فی الطحاوی
 والعشر ط اور نہ ضمان لازم ہوگا شہود شرط پر یعنی وجود شرط کے شہود پر چنانچہ اشکا بیان شہود تعلیق میں ہو چکا دلو و حدہم علی المیحد

یعنی اگرچہ فقط شہود شرط کی شہادت سے بھی جائزین بالرجوع شہود و علق تو بھی بقول صحیح ائمہ نہانین کذا فی العینی ہم شمس اللہ علیہ السلام کہ نہ سب صحیح یہ ہے کہ شہود شرط کسی حال میں نہانین جہانچہ زیادات میں مخصوص ہے کہ کذا فی فتح القدری قال و صہویشکھلا یقاسم الا المتقویٰ فی کذا علمہ و التعلیل سبب عینی نے کہا اور انہوں نے شہادہ القاع کا تعلق لیں کا اسوا سبب کہ انہوں نے علمت ہو اور تعلق نہیں سبب ہم کہ الرائق میں ہے شہادین کو ایسی دی کہ نفع اپنی عورت کے کہ کہ تو طلاق دی گئی اپنی ذات کو اور وہ اور کو اس طرح کہ کہ عورت نے اپنی ذات کو طلاق دی اور یہ ماجر اقل دخول لکھا ہے شہادہ کو ایسی سے بھی کہ تو نہانین شہود طلاق پر ہو گا اتنے اثبات اور علت و سبب علامتین فسرق و یافت کرنا بیجا ہے اہل اصول کی نزدیک شرط وہ جو وجود کی موقوف علیہ ہو اور حکم میں نہ موثر نہ اسکی طرف مقضی ہو اور علت وہ جو حکم میں موثر ہو اور سبب وہ جو حکم کی طرف مقضی ہو یا تاثر اور علامت وہ جو حکم پر دلالت کرے اور وجود کی موقوف علیہ نہ ہو کذا فی الطحاوی و الداندعلی و المستقر علیہ لکرم

کتاب الوکالت

یہ کتاب ہے وکالت کے احکام میں ہم وکالت تفریع و کس و وقت میں اس میں ہے تو کیل سے اور تو کیل سے کہ تو اپنا کام وکیل کو سپرد کرے اس پر اعتماد کرے اپنی آسائش یا عاجری کی سے اور وکیل وہ شخص ہے جو قائم یا موقوف علیہ ہو تو وہ فعل یا معنی مفعول لینی عینک طرف امر و کول ہو کذا فی فتح القدری بحر الرائق میں ہے کہ وکیل معنی فاعل بھی ہوتا ہے جبکہ بعض حافظ ہو چنا ہے اس آیت میں حسبنا اللہ و نعم الوکیل طحاوی نے کہا اور یہ بھی صحیح ہے کہ آیت میں وکیل معنی موقوف علیہ ہو چنا سبب ان کلام من المشاہدہ والکیل مسائنہ فی تصدیق مناسبت کتاب الوکالت کی کتاب الشہادہ سے یہ ہے کہ شہادہ اور وکیل ہر ایک کو شش کرنے والا ہے اپنے غیر کی تحصیل مراد میں لینی شہادہ مدعی کی مراد اور وکیل موکل کی مراد میں سماعی ہے التوکیل صحیح بالکتاب السنۃ قال اللہ تعالیٰ (فَابْعَثُوا أَحَدَکُم بِقَوْمِکُمْ غَیْرَکُمْ) وکیل کرنا صحیح قرآن اور حدیث سے حق تھا کہ نے فرمایا اصحاب کی فعلی حکایت میں سو بھی ایک شخص کو اپنے درجہ لیکر ہم و جہا استدلال یہ ہے کہ یہ بھی بطریق توکیل تھا اور شرع سے ہمارے واسطے حجت میں جبکہ اند اور اشکار رسول بیان کرے بلا انکار اور اسکا فتح ظاہر ہو کذا فی فتح و وکل علیہ الصلوٰۃ والسلام حکیم بن حزام بشارہ شخصیتہ اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکیم بن حزام کو وکیل کیا قربانی کی خرید میں ہم ابو داؤد نے اس سند سے روایت کی حسین ایک راوی مہمل ہے کہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکیم بن حزام کو ایک دینار دیکر بھیجا کہ اس کے واسطے قربانی خرید کر سو حکیم نے بعد میں ایک دینار کے قربانی خرید کی اور اسکو یحیٰ بن حزام کو دیا کہ یہ بھی ایک دینار سے دوسری قربانی خرید کی اور ایک دینار اور قربانی رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ملا کہ تو رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دینار کو نقد کیا اور اسکی تجارت کے واسطے برکت کی دعا کی اور مانند اسکے ترمذی میں ہے بالحکمہ توکیل تنوی اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کذا فی فتح القدری و علیہ الاجماع اور اسکی صحت پر اجماع اور اتفاق ہو وھو خاص و عام کانت وکیل فی کل شیء عم الکمل حق الطلاق قال الشیخ و بہ یفتی و خصمہ ابو اللیث بخیر طلاق و عتاق و وقف و اعتقہ فی الاشباہ و خصمہ قاضیان بالمعاوضات فلا یلی الحق والی باطل وھذا المذہب کما فی تنویر البصائر و نزو اھرا الجواھر و سیحی ان بہ یفتی و اعتقہ فی الملتقط فقال اما العتبات و العتاق فلا یکن وکیل لا عند ابی حنیفہ خلافا لھم و اور وکیل خاص ہے اور عام ہے چنانچہ موکل کا یہ قول کہ تو میرا وکیل ہے ہر چیز میں یہ توکیل عام اور شامل ہے سبب قات کو بیان تک کہ طلاق کو بھی شہید نے کہا اور اسی عموم کا فتویٰ ہے اور فقیہ ابو اللیث نے اسکو بغیر طلاق اور عتاق اور وقف کے مخصوص کیا ہے اور اسی پر اعتماد کیا ہے انشاء میں اور قول مذکور کو قاضی خان نے معاوضات کے ساتھ مخصوص کیا ہے تو عتق اور تبرعات میں وکیل تصرف کرے گا اور یہی مذہب تنوی ہے چنانچہ تنویر البصائر اور نزو اھرا الجواھر میں ہے اور اگے آو گیا کہ اسی قول کا فتویٰ ہے اور اسی پر سلفین اعتماد کیا ہے سو کہا کہ ہبات اور عتاق میں تو شخص وکیل ہو گا ابو حنیفہ کے نزدیک بطلان محمد ہم توکیل عام کی یہ بھی مثال ہے کہ جو کچھ تو کرے وہ جائز ہے اور تیرا امر جائز ہے ہر چیز میں اور توکیل خاص کی مثال یہ ہے کہ تو میرا وکیل ہے اس گھر کی خرید میں مثلاً کذا فی الطحاوی و فی المشر بہ لایہ لو لم یکن لہ صناعۃ معروفہ فاکو کالہ باطلہ او فمر تبالی

یہ کتاب ہے وکالت کے احکام میں ہم وکالت تفریع و کس و وقت میں اس میں ہے تو کیل سے اور تو کیل سے کہ تو اپنا کام وکیل کو سپرد کرے اس پر اعتماد کرے اپنی آسائش یا عاجری کی سے اور وکیل وہ شخص ہے جو قائم یا موقوف علیہ ہو تو وہ فعل یا معنی مفعول لینی عینک طرف امر و کول ہو کذا فی فتح القدری بحر الرائق میں ہے کہ وکیل معنی فاعل بھی ہوتا ہے جبکہ بعض حافظ ہو چنا ہے اس آیت میں حسبنا اللہ و نعم الوکیل طحاوی نے کہا اور یہ بھی صحیح ہے کہ آیت میں وکیل معنی موقوف علیہ ہو چنا سبب ان کلام من المشاہدہ والکیل مسائنہ فی تصدیق مناسبت کتاب الوکالت کی کتاب الشہادہ سے یہ ہے کہ شہادہ اور وکیل ہر ایک کو شش کرنے والا ہے اپنے غیر کی تحصیل مراد میں لینی شہادہ مدعی کی مراد اور وکیل موکل کی مراد میں سماعی ہے التوکیل صحیح بالکتاب السنۃ قال اللہ تعالیٰ (فَابْعَثُوا أَحَدَکُم بِقَوْمِکُمْ غَیْرَکُمْ) وکیل کرنا صحیح قرآن اور حدیث سے حق تھا کہ نے فرمایا اصحاب کی فعلی حکایت میں سو بھی ایک شخص کو اپنے درجہ لیکر ہم و جہا استدلال یہ ہے کہ یہ بھی بطریق توکیل تھا اور شرع سے ہمارے واسطے حجت میں جبکہ اند اور اشکار رسول بیان کرے بلا انکار اور اسکا فتح ظاہر ہو کذا فی فتح و وکل علیہ الصلوٰۃ والسلام حکیم بن حزام بشارہ شخصیتہ اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکیم بن حزام کو وکیل کیا قربانی کی خرید میں ہم ابو داؤد نے اس سند سے روایت کی حسین ایک راوی مہمل ہے کہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکیم بن حزام کو ایک دینار دیکر بھیجا کہ اس کے واسطے قربانی خرید کر سو حکیم نے بعد میں ایک دینار کے قربانی خرید کی اور اسکو یحیٰ بن حزام کو دیا کہ یہ بھی ایک دینار سے دوسری قربانی خرید کی اور ایک دینار اور قربانی رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ملا کہ تو رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دینار کو نقد کیا اور اسکی تجارت کے واسطے برکت کی دعا کی اور مانند اسکے ترمذی میں ہے بالحکمہ توکیل تنوی اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کذا فی فتح القدری و علیہ الاجماع اور اسکی صحت پر اجماع اور اتفاق ہو وھو خاص و عام کانت وکیل فی کل شیء عم الکمل حق الطلاق قال الشیخ و بہ یفتی و خصمہ ابو اللیث بخیر طلاق و عتاق و وقف و اعتقہ فی الاشباہ و خصمہ قاضیان بالمعاوضات فلا یلی الحق والی باطل وھذا المذہب کما فی تنویر البصائر و نزو اھرا الجواھر و سیحی ان بہ یفتی و اعتقہ فی الملتقط فقال اما العتبات و العتاق فلا یکن وکیل لا عند ابی حنیفہ خلافا لھم و اور وکیل خاص ہے اور عام ہے چنانچہ موکل کا یہ قول کہ تو میرا وکیل ہے ہر چیز میں یہ توکیل عام اور شامل ہے سبب قات کو بیان تک کہ طلاق کو بھی شہید نے کہا اور اسی عموم کا فتویٰ ہے اور فقیہ ابو اللیث نے اسکو بغیر طلاق اور عتاق اور وقف کے مخصوص کیا ہے اور اسی پر اعتماد کیا ہے انشاء میں اور قول مذکور کو قاضی خان نے معاوضات کے ساتھ مخصوص کیا ہے تو عتق اور تبرعات میں وکیل تصرف کرے گا اور یہی مذہب تنوی ہے چنانچہ تنویر البصائر اور نزو اھرا الجواھر میں ہے اور اگے آو گیا کہ اسی قول کا فتویٰ ہے اور اسی پر سلفین اعتماد کیا ہے سو کہا کہ ہبات اور عتاق میں تو شخص وکیل ہو گا ابو حنیفہ کے نزدیک بطلان محمد ہم توکیل عام کی یہ بھی مثال ہے کہ جو کچھ تو کرے وہ جائز ہے اور تیرا امر جائز ہے ہر چیز میں اور توکیل خاص کی مثال یہ ہے کہ تو میرا وکیل ہے اس گھر کی خرید میں مثلاً کذا فی الطحاوی و فی المشر بہ لایہ لو لم یکن لہ صناعۃ معروفہ فاکو کالہ باطلہ او فمر تبالی

غیر ماذون یا غلام غیر ماذون ہوں مجھ صبی اور عیدہ دونوں کی صفت ہے تو معلوم ہوا کہ وکیل میں تین شرطیں بلوغ اور حریت شرط نہیں لایچھ ان الکلام لان فی صحتہ
الوکالتہ لا فی صحتہ بیع الوکیل فلذا لم یقل ویقصہ تبعاً لذلک لہذا یہ بات پوشیدہ نہیں کہ اب سبب میں صحت وکالت میں گفتگو ہے نہ بیع وکیل کی صحت میں تو اسی واسطے
عصفت بیان یوں کہ وکیل عقد کا قصد کرے یا تابع صاحب کثرہ و عدم کثرہ ہوا یا اور قایہ اور دروغ یا میں وکیل کی شرط میں یوں مذکور ہے کہ لفظ العقد و لفظ قصدہ
یعنی وکیل میں شرط یہ ہے کہ عقد کا اعتقل کرے اور اسکا ارادہ کرے قصد کی قید اس واسطے لگائی کہ اگر وکیل بطریق ہزل یا اگر وہ کے بیع کر گیا تو وکیل کی طرف سے واقعہ نہیں
شمار ہے کہ وکیل در صورت عدم قصد اگر بیع صحیح نہیں لیکن بیان گفتگو صحت وکالت میں ہے نہ صحت بیع میں تو اس لفظ کے زیادہ کرنے کی کچھ حاجت نہیں شہ ذکر صحت
الوکال فیہ فقال لکل ما یبایع الموکل بنفسہ لنفسہ صحیحہ صحت قاعدہ موکل کا توکیل میں لگایا ہے صحیح ہے وکیل کرنا ہر ایک اس چیز میں جسکو وکیل بنات
خود کرتا ہے اپنی ذات کے واسطے ہم نفسہ کی قید اس واسطے لگا کر تا وکیل سے احتراز ہو جائے اس واسطے کہ وکیل کو جائز نہیں دوسرے کو وکیل کرنا اس کام میں جس میں وہ
وکیل مقرر ہوا کیونکہ وکیل غیر کے واسطے تصرف کرتا ہے نہ اپنے واسطے اگر کوئی کہہ کہ کلیہ توکیل کا صحیح نہیں اس واسطے کہ موکل استقراض کا مباح شریعتاً ہے بذات خود اس نے
واسطے اور استقراض کے توکیل کا مالک نہیں ہے اسکا جواب یہ ہے کہ در صورت اضافت الی الموکل توکیل صحیح ہے اس واسطے کہ خانہ میں صحیح ہے اگر استقراض کا وکیل
ہو تو اگر وکیل نے استقراض کو موکل کی طرف منصف اور منسوب کیا تو استقراض موکل کے واسطے ہوگا اور نہیں تو وکیل کے واسطے لفظ ذی الطحاوی فشمول خصوصیت
تو وکیل شامل ہوئی خصوصیت کو ہم صنف کا یہ قول لکل ما یبایع بشرطہ تشریح وغیرہ کے اس قول سے لکل بالعقدہ اس واسطے کہ صنف کا قول فقہاء اور غیر عقد فیہ خصوصیت
وغیرہ کا و شامل ہے خصوصیت اخذت من مبیعی جہل ہا و شرع میں ان یا نہیں کا جواب ہے یعنی مدعی نے کوئی دعویٰ کیا اور مدعا علیہ ایسے جواب میں اقبال لیا یا انکار
بہ حقیقت شرعی ہے خصوصیت کی اور جو ہر دین ہے کہ خصوصیت عبارت ہے دعوے صحیح اور جواب صحیح کے لفظ ذی الطحاوی فلذا اقال فہم بخصوصیت فی حقوق الجہاد
بر حقیقت الحنفیہ تو اسی واسطے صنف کے صحیح ہے وکیل کرنا اس خصوصیت میں جو حقوق العیاد میں ہے مخاصم کی رضامندی سے وجوازہ بلا رضاء وہہ قالت
الثلثۃ اور صاحبین نے توکیل کو بدون رضامندی مخاصم کے بخیر کیا ہے اور یہی قول ہے اگر ثلثہ کا ہم ائمہ اور صاحبین کا خلاف لزوم توکیل میں ہے نہ جو زمین
یعنی ائمہ کے نزدیک اگرچہ بدون رضائے مخاصم جائز ہے لیکن بدون اس کے راضی ہونے کے لازم نہیں بخلاف صاحبین کی دلیل یہ ہے کہ خصوصیت میں وکیل
کرنا اپنے خالص حق میں تصرف کرنا ہے تو توقف ہوگا غیر کی رضامندی پر اور ائمہ کی دلیل یہ ہے کہ جواب حقوق ہے مخاصم پر اور لوگوں کی عادت پر خصوصیت میں تفاوت
ہوتی ہے تو اگر لزوم توکیل کے ہم قائل ہوں تو مخاصم کا ہر ہوگا لہذا اسکی وضاحت موقوف ہے کہ ذی الطحاوی وعلیہ فتویٰ فی الملیث وعلیہ فتویٰ فی العناقد
صحیح فی التباہ ولفظ الفتویٰ تقسویضہ للحکم دہ اور صاحبین کے قول پر فقیہ ابو اللیث کا فتویٰ ہے اور پسند کیا ہے اسکو عثمانی نے اور صحیح کیا ہے اسکو نہایت میں
فتوے کے واسطے یہ ہے کہ اسکو حاکم کی رائے پر موقوف کرنا چاہیے لہذا فی الدرر در میں ہے کہ اگر قاضی کو اجازت اور کثرتی مخاصم کی عدم قبول وکالت میں لزوم ہو تو مخاصم
کو دخل نہ اور وکیل کو قبول کرے اور اگر معلوم ہو کہ موکل کو وکیل کرنے سے ضرر رہائی مخاصم کی مراد ہے تو وکیل قبول نہ کرے بدون رضائے مخاصم اور یہ مختار حنفی کا ہے چنانچہ
کافی میں ہے انہ طحاوی نے نیز یہ ہے نقل کیا کہ نقل فی الی الحاکم بنظر سابق تھا جبکہ قاضی اہل دین اور مصلحت سے اور اس بات کے قاضیوں کے اختیار میں ہے تو فساد ہی
انتمہ والہ تعالیٰ اعلم کہ ان یکن الموکل موثقاً لا یکنہ حضور مجلس الحکم بقدمہ ابن کمال توکیل بدون رضائے مخاصم لازم نہیں مگر یہ کہ موکل ایسا بنیاد ہو
کہ اسکو حاضر ہو نا مجلس حکم میں اپنے قدموں پر ملے ممکن نہ ہو تو توکیل لازم ہوگی بدون رضامندی مخاصم کے ہم خواہ موکل مدعی ہو یا مدعا علیہ انکبا مدسفر یا موکل
غائب القدرت سفر ہو لیچہ اگر تین مترل غائب ہو تو وکیل بلا رضائی ختم لازم ہے ہم یہ اس صورت میں ہے جبکہ مخاصم انتظار نہ کرے ولما محیط ہے کہ اگر موکل مدعی یا
مسافر ہو تو وکیل در وکالت لازم نہیں بدون رضائے ختم بلکہ مدعی سے کہنا چاہیے کہ اگر تو اپنے مخاصم کا جواب چاہتا ہے تو صبر کر تا رہ قلع غدار اور
اگر تین مترل غائب ہو تو وکیل لازم ہو جائے تو وکیل لازم ہوگا اگر تین مترل غائب ہو تو وکیل لازم ہوگا اگر تین مترل غائب ہو تو وکیل لازم ہوگا

وصلہ عن قرار متعلق بہ عداد ام حیرا و غائب ابن ملک اور جس عقد کی نسبت وکیل کی طرف ضرر ہو چنانچہ اوجہ اور اجارہ اور صلح اقرار کی تو اس کے حقوق وکیل متعلق ہیں جب تک وہ زندہ ہو اگرچہ وہ غائب ہو لکن صاحب ابن ملک ہم اضافت الی الوکیل ہے اسناد فی الصیغہ مراد ہی چنانچہ وکیل کا یوں کہنا کہ میں نے اس گھر کو بیچا یا محل کا فلاں گھر بیچا یا اجارہ دیا اور اگر وکیل کی طرف نسبت کر لیا بطور پیام رسائی کے کہ یہ گھر وکیل نے بیچا تو وکیل تر ہے گا قصویٰ ہو جائیگا محیط میں ہے کہ اگر وکیل مر گیا امام قضائی نے کہا تو عقد کے حقوق اس کے وصی کی طرف منتقل ہونگے نہ وکیل کی طرف اور اگر وصی نہ ہو تو حاکم وصی قائم کرے اور یہی قول محفل ہے اور بعضوں نے کہا کہ بعد ارث وکیل قبض کی ولایت وکیل کی طرف منتقل ہونگی تو قوس کے نزدیک حیات کرنا چاہیے ائمہ کذا فی الطحاوی و ابن مکی بنجی یا بنسریطہ وکیل مجبور ہے منوع التصرّف نہ ہو یہ اعتراض ہی صغیر مجبور اور غلام مجبور سے اس واسطے کہ انکی وکالت جائز ہے لیکن دونوں کے حقوق عقد وکیل کی طرف راجع ہونگے کذا فی الدرر کتیلیم بیہ و ہبت فی فسخ و رجوع بہ عند استحقاق و خصوصہ فی عیب بلا فصل بین حقو رموکلہ وغیبہ لائم العاقد حقیقہ و حکما حقوق عقد کے جیسے بیع کا تسلیم کرنا اور بیع کا قبض کرنا اور رهن کا قبضہ کرنا اور رهن کا پھیر لینا یا پھر دنیا استحقاق بیع کے وقت اور نہ ہوت کرنا عیب بیع میں بدوین فرق کے درمیان حاضر ہونے اپنے موکل کے اور اس کے نائب ہونے کے لیے خواہ وکیل ہو یا نائب لیکن حقوق عقد وکیل ہی سے متعلق ہیں اس واسطے کہ وکیل ہی تو عاقد ہے حقیقہ و حکما ہم عقد قائم ہوتا ہے کلام سے اور کلام صادر ہوتا ہے وکیل سے تو وہی حقیقت میں عاقد ہوتا ہے اور احکام عقد کے وکیل ہی کی طرف راجع ہوتے ہیں تو وہی حکم عاقد ہوا لکن فی الجوہر قو حضرا العیضہ علی اخذ الثمن لا العاقد فی اصل الا قایل لیکن جو ہر میں ہے کہ اگر وکیل اور وکیل دونوں حاضر ہوں تو عدم حقوق عقد کا ثمن کے لینے والے پر نہ عاقد پر راجع الا قایل ہیں ولو اضاف العقد الی الموکل تتعلق الحقوق بالموکل اتفاقا ابن ملک فی حفظ فخر لایب فیہ صافیہ لایا قال ابن کمال یکشف بالاضافۃ النفس فافہم اور اگر وکیل نے عقد کی نسبت وکیل کی طرف کی تو حقوق عقد کے وکیل سے متعلق ہونگے بالاتفاق کذا صرح ابن ملک اس واسطے کہ یا در کھنا چاہیے تو مصنف کے اس قول میں کہ نسبت عقد کی وکیل کی طرف ضرر ہو وہ محل ہے جو اس میں ہے اور اسی واسطے ابن کمال نے کہا کہ وکیل کفایت کرے اپنی ذات کی نسبت پر لیکن اس وقت حقوق عقد متعلق ہو وکیل ہونگے اس واسطے کہ جو لے ہم خلاصہ اعتراضات یہ ہے کہ وکالت میں نسبت کرنا عقد کا وکیل کی ذات کی طرف ضرر نہیں چنانچہ ابن ملک کی تصریح سے معلوم ہوا تو مصنف کا لایب کہنا یہ محل ہے طحاوی نے کہا نیز یہ اور خلاصہ میں ابن ملک کے مخالف ہے لیکن فرید عبد کا وکیل مالک عبد کے پاس گیا سو غلام کے مالک نے کہا کہ یہ غلام میں بیچا تو وکیل نے کہا کہ میں قبول کیا تو یہ بیع وکیل کو لازم نہیں اس واسطے کہ وکیل نے امر موکل کے خلاف کیا اس واسطے کہ اسکا امر یہ تھا کہ عہدہ اسکے طرف راجع نہ ہو سو راجع کر دیا اور البتہ ہم صغار نے کہا صحیح قول ہے کہ وکیل وکیل ضرر فاقصویٰ ہو گیا اور عقد موقوف رہے گا موکل کی اجازت پر ائمہ تو معلوم ہوا کہ وہ وکیل تر ہے گا مگر جبکہ عقد کو اپنی ذات کی طرف نسبت کرے اور اگر وکیل کی طرف نسبت کر لیا تو اس میں اختلاف مذکور ہے اور منع الغفار میں ہے کہ وکیل کی قید اس واسطے لگائی کہ رسول کی طرف حقوق عقد راجع نہیں ہوتا اور رسول کی شرط یہ ہے کہ اپنے بھیجے والے کی طرف عقد کو نسبت کرے ائمہ کذا فی الطحاوی و مختصر التو معلوم ہوا کہ مصنف کا لایب کہنا لایب تھا و بشرط الموکل عدم تعلق الحقوق بہ الوکیل لغویا محل جوہر اور شرط کرنا موکل کا نہ متعلق ہونا حقوق کا وکیل سے لغو اور باطل ہے کذا فی الجوہر والصلات یشیت للموکل ابتداء فی الاصحہ اور وکیل کے عقد سے وکیل کی ملک ثابت ہوتی ہے دوسرے سے قول اصح میں ہم یہ قول ابو طاہر کا ہے اور کئی کا یہ قول ہے کہ پہلے ملک وکیل کی ثابت ہوتی ہے پھر وکیل کی طرف منتقل ہوتی ہے خلاصہ عقیدہ قریب الوکیل بشرائکہ ولا یفسد الکلم زوجہ بہ لو ادا و نوا کا قراہت دار و وکیل کا اسکے خرید کرنے سے اور نہ فاسد ہوگا نکاح وکیل کی زوجہ کا وکیل کے خرید کرنے سے ہم لینے اگر وکیل نے اپنے بھائی کو خرید کیا یا وکیل کی زوجہ کسی کو بیچی تھی اور اسے زوجہ کو وکیل کے واسطے خرید کیا تو نہ بھائی آزاد ہوگا نہ زوجہ کا نکاح فاسد ہوگا اس واسطے کہ عتق قریب اور فساد نکاح ملک سے ثابت ہوتا ہے سو ملک یہاں بہتید سے وکیل کی ثابت ہے نہ وکیل کی یہ وجہ بقول ابو طاہر ہے اور کئی کے قول پر بھی یہی حکم ہے اس واسطے کہ عتق اور فساد نکاح ملک ثابت اور مستقر سے ہوتا ہے نہ ملک منتقل سے اور اگر

موکل غلام کو آزاد کرے قبل قبضہ تو اعتناق نافذ ہو اس واسطے کہ اسے اپنی ذاتی ملک کو آزاد کیا ہو الرائق میں کہا کہ ابو طاہر رو کر غنی کے قول کے خلاف کا کچھ فرق نہیں ہو سکتا
اسکام نہ کرے میں دونوں کا اتفاق ہو وگرنہ جہاننا بیان علی الموکل لواء یقتری وکیلہ قریب موکلہ ولہ وجہ کہ للموجب للمحقق الفساد المالی المستقر
ولیکن دونوں یعنی عین اور فساد نکاح موکل پر ثابہ بین اگر موکل کے وکیل نے موکل قریب قرار اسکی زوجہ کو خرید کیا اس واسطے کہ عین قریب اور فساد نکاح کا موجب
ملکہ مستقر ہو یہ تعلیل کر غنی کے قول کے مناسب ہو تاہو طاہر کے قول کے چنانچہ شرح مذکور ہو چکا وہی کل عقد لایدر من اضافة الی موکلہ یعنی کہ ایستغنی عن
الاضافۃ الی موکلہ حتی لو اضافة الی نفسه لہ فیہ بن کمال اور جس عقد میں کہ نسبت کرنا اسکا وکیل کے موکل کی طرف ضروری ہے یعنی موکل
کی طرف نسبت کرنے سے استغنا حاصل نہیں تو اگر وکیل اس عقد کو اپنی ذات کی طرف نسبت کرے گا تو صحیح ہو گا لہذا ذکرہ ابن کمال ہم عدم صحت عقد سے مراد یہ ہے
کہ باعتبار وکالت صحیح نہیں نہ باعتبار مصلحت یعنی اگر وکیل نکاح کو اپنے طرف نسبت کر گیا تو موکل کا نکاح صحیح ہو گا بلکہ خود وکیل کا نکاح واقع ہو جائیگا تو اب تفریع
آئندہ سے متاثر ہا قی نہیں ہے یعنی قولہ حتی لو اضافة لنفسہ وقع النکاح و صلح عن دم علیہ و انکار و عتق علی مال و کتابہ و ہبہ
و نقد و عادیۃ و ایدل و دھن و اقراض و شہرتہ و مصاربہ یعنی تعلق موکلہ لا یصلکو نہ فیہا سفیرا محضاً حتی لو اضافة لنفسہ وقع
النکاح لہ فکان کال رسول اور جس عقد کی نسبت موکل کی طرف ضروری ہو چنانچہ نکاح اور صلح اور صلح قتل عدا سے اور صلح انکار سے اور عتق بعوض مال اور کتابت
اور ہبہ اور نقد اور عاریت دینا اور ودیعت رکھنا اور ہین اور قرض دینا اور شرکت اور مضاربت کذا فی العینی تو اس عقد کے حقوق وکیل کے موکل سے متعلق
ہوتے ہیں نہ وکیل سے بسبب چٹو وکیل کے عقد مذکور میں محض پیام رسان تو اگر وکیل نکاح کو اپنی طرف نسبت کرے گا تو وکیل ہی کا نکاح واقع ہو گا تو وکیل رسول کا مانند
ہو گیا فلا مطالبۃ علیہ فی النکاح بھی و تسلیم لزوم جہۃ تو مطالبہ نہیں وکیل پر نکاح میں نہ اور تسلیم زوجہ کا ہم یعنی جب حقوق عقد موکل سے متعلق ہو
تو وکیل سے مطالبہ نہیں اگر وکیل زوج کی طرف سے ہو تو اس میں مطالبہ نہیں اور اگر زوجہ کی طرف سے ہو تو تسلیم زوجہ کا مطالبہ نہیں و لا شتر علی کابا عن ضم الفتن
للموکل و مشتری کو انکار کرنا جائز ہے موکل کو بخش دینے سے ہم چونکہ بیع میں حقوق عقد وکیل سے متعلق ہیں نہ موکل سے تو اگر ایک شخص وکیل سے کوئی چیز خرید
گی اور وکیل اس چیز کا بخش جائے اور مشتری کہے کہ میں تجھ کو بخش نہیں دیتا تو جائز ہے طحاوی نے غری زادہ سے نقل کیا کہ اگر وکیل کو قبضہ بخش کا وکیل کر دے
تو اب مشتری منع نہیں ہر قادر نہیں وان دفع لہ صہ ولو مہ وہی الوکیل استحقاقاً ولا یطالب لہ لو کیل ثانیاً لعدم العاقدۃ اور اگر مشتری موکل کو بخش دے
تو صحیح ہے اگرچہ دینا وکیل کے روک دینے کے ساتھ ہو بدلیل استحسان اور وکیل دوبارہ بخش کا مطالبہ کرے یا اسطے عدم فائدہ کے ہم وجہ استحسان یہ ہے کہ بخش مقبوض موکل کا
حق ہو نہ اسکو بیع ہو گیا اور اس میں کچھ فائدہ نہیں کہ اسے لیا جاوے پھر اسکو دیا جاوے کذا فی الطحاوی ہم قطع المقاصد بدین الوکیل لو وحده و یضہنہ لہ
بان واقع ہوتا ہے یا ہم چکر لیا بخش کا وکیل کے حرج مگر فقط وکیل بدین ہو مشتری کا اور ضمانت وکیل میں کا اپنے موکل کو ہم یعنی اگر فقط وکیل بیع کا بدین ہو مشتری
کا تو میں کا مقاصد دین کے ساتھ واقع ہو گا دونوں برابر برابر ہو گئے ایک جو کہ پر مطالبہ نہیں کر سکتا لیکن وکیل پر ضمانت میں لازم ہو گا اس واسطے کہ وکیل نے اپنا دین
موکل کے مال سے ادا کیا اور اگر فقط مدیون مشتری کا ہو یا موکل اور وکیل دونوں مدیون ہوں مشتری تو دونوں صورتوں میں موکل سے مقاصد واقع ہو گا کذا فی الطحاوی
عن الذخیرہ بخلاف وکیل یتیم و صرف عینی بخلاف وکیل یتیم اور وکیل صرف کے کذا فی العینی ہم متعلق ہے باتجک اس قول سے وان دفع لہ صہ یعنی اگر مشتری
موکل کو بخش دے تو صحیح ہے مگر ان دو صورتوں میں موکل کو دینا صحیح نہیں یعنی میں بجا سے وکیل یتیم و صبی یتیم ہو صورت اسکی یہ ہے کہ و صبی نے مال یتیم کا بیچا اور مشتری
نے یتیم کو اسکا عین دیا تو مشتری عہدہ سے خارج ہو گا بلکہ اسکو واجب ہے کہ دوسرے یا و صبی کو بخش دے اس واسطے کہ یتیم کو اپنے مال کے قبضہ کرنے میں
اختیار نہیں تو اسکا دینا تصحیح ہے اور وکیل فی الصرف نے جبکہ عقد صرف کو منعقد کیا اور موکل نے بدل صرف پر قبضہ کیا تو عقد صرف باطل ہو گیا
بسبب اقتران احد العاقدین کے بلا قبضہ کذا فی الطحاوی و مثلاً ای مثل الوکیل عبد ماذون لا دین علیہ مہ صولہ فلا یملک قبضہ

نکاح لہ
ابن کمال
طحاوی
کرنا
بیع

صحة المستقراضا ما لم يكن عليه دين لا فدية له من اذنه او شرعا انكلى بغيره وكيلك ما نذر به عبدا وذن في التجارة ورجس دين غيبين اني مولدك ساحة تو مولد مالک دیوں کے قبض کرنے کا نہیں اور اگر قبض کرے گا تو صحیح ہوگا لیکن استحقاق مذکور جب تک کہ غلام پر دین نہ ہو اس واسطے کہ غلام کے دین میں اس کے دایوں کا حق ہے کذا فی البراءۃ لیغیر اگر غلام ما ذون مدیون ہوگا تو اس کے دیوں پر قبض ہوگا صحیح نہیں کیونکہ استحقاق ما ذونک دایوں کا حق ہے **فصل فی مسئلہ ملوۃ شارع کا التوکیل بالاستقراض باطل لا** الرسالة حدیث قرض لینے کے واسطے وکیل کرنا باطل ہے نہ رسالت کذا فی الدرر در میں ہے التوکیل بالاستقراض اس واسطے باطل ہے کہ مالک غیر من قرض کو قرض کرنا جائز نہیں اور استقراض کی رسالت باطل نہیں کیونکہ استحقاق قرض نہیں اس واسطے کہ رسول غیر محض ہے اور مذکور ہو چکا کہ التوکیل بالاستقراض لینے قرض دینے میں وکیل کرنا صحیح ہے اس واسطے کہ استحقاق قرض قرض ہی اپنی ملک میں اپنے حق طحاوی میں خانیہ سے مذکور ہے کہ ما مور بالاستقراض اگر قرض سے یوں کہ لیکہ محکم دس درم قرض دے تو یہ استقراض اپنے واسطے ہوگا نہ امر کے واسطے تو اسکو جائز ہے کہ درم امر کو دے اور اگر یوں کہ لیکہ فلا نا شخص تجھے دس درم قرض مانگتا ہے تو اسے قرض دینا قبول کیا تو دس درم امر کے ہونگے لیکہ ما مور اس صورت میں رسول ہوگا نہ وکیل اور باطل ہے وکالت فی الاستقراض نہ رسالت اتنے والتوکیل بقض القرض صحیح فتنہ اور وکیل کرنا قرض کے قبض میں صحیح ہے سو اگر دس درم صورت اسکی یہ ہے کہ مولد کسی شخص سے لیکہ محکم اتنا قرض دے اور وہ اقبال کرے پھر وہ اس کے قبض کرنے کا کیوں وکیل کرے

باب الوکالة بالبیع والشراء

یہ باب بیع اور شرا کی وکالت میں اصل انہما ان عمتا وعلت اوجہلت جملہ سیسہ دھمی جملہ النوع المحض قرض صحت قاعدہ کلیہ میں اب میں یہ ہے کہ اگر وکالت عام ہو یا محمول جہالت سیسہ دھمی اور جہالت سیسہ دھمی نفع خالص کی جہالت ہے چنانچہ قرض وکالت صحیح ہے ہم وکالت عام یہ کہ مولد وکیل سے کہ خرید کر جو چھو چھو بہتر معلوم ہو کیونکہ اسے قرض امر اسکی جاسے کہ سوچنے کے وہ خرید کرے گا امثال امر سوچا گیا یا معلوم اور معین ہو اسطرح کہ مولد نے وکیل سے تصریح کر دی ہو عمومی نہ کہ لکھا کہ جو چیز معین کی خرید پر وکیل ہو تو اس میں کسی چیز کی حاجت نہیں یا غیر معین کی خرید پر وکیل ہو تو اسکی جنس اور نوع کا ذکر نہ ضرور ہے چنانچہ غلام حبشی یا ہندی یا اسکی جنس اور مقدار میں کا ذکر ضرور ہے تا جبکہ واسطے وکیل ہو یا وہ معلوم ہو جائے تا امثال امر ممکن ہو انہ نفع خالص کی قید اس واسطے دی تا اس نوع سے احرار ہو جو مرد و بین المحض والنوع ہے چنانچہ عید اور دار کہ استحقاق تفصیل ہے وان فاحشہ دھمی جملہ النفع لکذا بطلت اور اگر جہالت فاحشہ کثیر ہو اور وہ جنس کی جہالت ہے چنانچہ دابہ تو وکالت باطل ہے ہم دابہ لنت عرب میں ہر جاندار کا اسم ہے جو زمین پر چلے اور عرف میں گھوڑے اور خیر اور گدے کو کہتے ہیں تو استحقاق چند اجناس صحیح ہو گئیں اور اسی طرح کپڑا ملبوس کو شامل ہے اطلبس اور کھوپ سے تا زری اور گاڑھا وان متوسطہ کعبہ فان بین الثمن والصفۃ کثر کی صحت دلا دلا اور اگر جہالت متوسط ہو مابین جنس اور نوع کے چنانچہ غلام سو اگر مولد اسکا مشن بیان کر دے یا اسکی صفت مذکور کرے چنانچہ ترکی تو وکالت صحیح ہے اور اگر مشن یا صفت مذکور نہ تو وکالت باطل ہے ہم اگر وہ نوعی حقیقت اور مقاصد میں متحد ہوں تو دونوں ایک جنس میں اور اگر حقیقت مختلف ہو یا مقاصد تو وہ دو جنس میں پھر اگر جہالت جنس کی کثرت ہو اسطرح کہ ایسی جنس مذکور ہو جسکی مشن میں چند اجناس ہوں چنانچہ رفیق کہ وہ مقسم ہے مرد اور عورت کی طرف اور مرد اور عورت بنی آدم میں دو جنس ہیں اس واسطے اختلاف مقاصد پھر اگر کثرت ہے اور غلام سے گاہے غولہیورنی مقصود ہوتی ہے چنانچہ ترکی غلام میں اور گاہے خدمت مقصود ہوتی ہے چنانچہ ہندی غلام میں اور اسی طرح ثوب اور دابہ کذا فی شرح الوقایہ وکلیہ بشر اذ ثوب ہی وی اور سب او بخل ہے یا بخیلہ حال کہ اصل لیا بخی فراجع وان لم یسم فمکالاتہ من الغنم کا قول وکیل کیا اسکو ہرات کے کپڑے یا گھوڑے یا خیر کی خرید کا تو صحیح ہے بقدر احتمال سال اگر کذا فی الذی لیتی تو اس کتاب کی طرف مراجعت کرو تو وکیل مذکور صحیح ہے اگرچہ مولد نے جنس مذکور نہ کیا ہو اس واسطے کہ وہ پہلی قسم سے ہے لیجے جہالت سیسہ کہ عبارت ہے نوع خالص کی جہالت سے ہم اتفاقی سے کہ لکھا چنانچہ نوع کی معنی اس واسطے کہ تفاوت مابین نوع قلیل ہے تو ماغ امثال امر کی نہیں ہے لیکن وکالت متصرف ہوگی اسکی طرف جو مولد کے حال کے لئے ہے

باب الوکالة بالبیع والشراء
اور اس میں

مستحبہ واسو اسطے کہ نام رسانی عقدین ہر نہ قیض بین واسطہ عقد التوکیل ایضا اور مستفاد اور معلوم ہوئی توکیل صرف اور سلم کی صحت کے مسئلہ میں ہر فرقہ کے مابین
 میں معلوم ہو کہ صرف اور سلم میں وکیل کو یا صحیح یا بہتر یہ تھا کہ شایع اسکو قبل سئل رسول ذکر کرتا دیکھ بشارت عشرہ ارطال مجسم بدرمہم فاشترى صنعة بدهم
 صحابہ عشرہ بدرمہم لزم الموکل منه عشرہ بنصف صد رہم خلافا لہما والثلثۃ قلنا ائتم ما مودبا وطل مقدہ فینفذ الا ان یطوکل
 وکیل کیا دوسرے رطل گوشت کے خرید کر کے کا ایک درم سے سو وکیل نے دو چاند گوشت اسکا خرید کیا یعنی میں رطل ایک درم سے اس قسم کا گوشت چودس رطل ایک درم کو بکتا ہے
 تو لازم ہوگا موکل کو بیس رطل سے دس رطل بوقت نصف درم کے بخلاف صاحبین اور ائمہ ثلثہ کے یعنی انکے نزدیک میں رطل موکل کو لازم ہے اسواسطے کہ وکیل نے اس کے حق
 میں بہتر کیا ہے کہ میں جواب میں امام کی طرف سے کہ وکیل مامور ہر اطل معینہ کا یعنی دس رطل کا تو اس سے زائد کی بیع وکیل پر نافذ ہوئی ہم خیال نہ ہو اب یہ ہر
 فرقہ کہ وہ دس رطل کی خرید کا مامور ہے نہ زیادہ کا تو زیادہ کی بیع وکیل کو لازم ہوگی نہ موکل کو ویشری مثالا لیسادی ذلک وقع للوکیل لیسادی غیر موزون
 اور اگر وہ گوشت خرید کیا جو اسکے برابر نہیں یعنی مثلاً جو گوشت کہ بیس رطل ایک درم کو بکتا ہے اسکو دو درم سے خرید کیا تو یہ بیع وکیل کے واسطے واقع ہوگی باتفاق
 امام اور صاحبین کے جیسے غیر موزون کی بیع ہم غیر موزون کی یہ صورت ہے کہ موکل نے وکیل کیا ایک غلام کی خرید کا بوقت سو درم کے تو اس نے ایسے دو غلام خرید کئے
 سو درم کو موکل کے واسطے کہ ہر ایک غلام سو درم کا ہے تو یہ بیع موکل کو لازم ہوگی اسواسطے کہ ہر ایک کا ضمن مجہول ہے اسواسطے کہ غن معلوم نہیں ہو سکتا اگر انکے
 بخلاف گوشت کے کہ وہ موزون مقدہ ہے تو ضمن اسکے اقرار یہ قسم ہو جائیگا کذا فی الطحاوی یتصرف ولو دیکھ بشارت عشرہ بدرمہم فاشترى صنعة بدهم فاشترى صنعة بدهم
 لنفسه صحیحہ والفرق فی الوافی غیر الموکل لا یشتریه لنفسه دیکھ لوکل اخری کا والی عند غیبتہ حیث لم یکن مخا کفادھا للخرید
 اور اگر اسکو وکیل کیا اس معین چیز کی خرید کا جو موکل کی غیر ہے تو وکیل اس چیز کو اپنے واسطے نہ خرید کرے اور نہ دوسرے موکل کے واسطے بطریق اولیٰ خرید کرے
 کرے موکل کی غیبت میں جبکہ وکیل نے امر موکل کی مخالفت کی ہو اپنے واسطے نہ خرید کرنا دفع فریب کی حجت سے ہے بخلاف وکیل نکاح کہ جب عورت معینہ سے
 وہ اپنا نکاح کرے گا تو صحیح ہوگا کذا فی المذنبہ اور فرق خرید اور نکاح کی توکیل کا علامہ دانی کے حاشیہ در زمین مذکور ہے ہم غیر موکل کی قید اسواسطے لگائی تا
 وہ صورت نکل جائے جس میں چیر معین نفس موکل ہو چنانچہ ایک غلام نے کسی شخص کو اپنی خرید کرنے کا اپنے مالک سے وکیل کیا اسکو وکیل نے اسکو اپنے واسطے خرید
 کیا تو یہ خرید وکیل ہی کے واسطے واقع ہوگی چنانچہ آئندہ مذکور ہوگا اور غیبت موکل کی قید سے حضور موکل نکل گیا تو اگر غیر معین کو موکل کے سامنے وکیل اپنے
 واسطے خرید کرے گا تو صحیح ہے اسواسطے کہ وکیل کو جائز ہے کہ موکل کے حضور میں اپنی ذات کو وکالت سے مغزول کرے اور خلاصہ فرق خرید اور نکاح کا یہ ہے کہ نکاح
 ان عقود سے ہے جنکی اضافت موکل کی طرف ضروری ہے اور اسکا اثبوت نہیں ہوتا موکل کے واسطے مگر جبکہ اسی کے طرف منسوب اور مضاعف ہو بخلاف خرید
 کہ کہ وہ ہر صورت موکل کے واسطے ثابت ہے اگرچہ وکیل اسکی نسبت اپنی طرف کرے چنانچہ مذکور ہو چکا کذا فی الطحاوی مختصراً فلو اشترای بغير نفقہ او بغير نفقہ
 ما مسمی الموکل لہ من الثمن فحق الشراء للوکیل لمخالفتہ احوۃ یتصرف فی ضمن مخالفتہ عینہ تو اگر وکیل نے شو معین کو خرید کیا یعنی
 نفقہ یا بخلاف اس ضمن کے جبکہ موکل نے نام لیا وکیل سے تو یہ خرید وکیل ہی کے واسطے واقع ہوگی اسواسطے کہ وکیل نے امر موکل کی مخالفت کی اور وکیل
 مغزول ہوگا وکالت سے در ضمن مخالفت امر کذا فی العینی ہم یہ تفریع ہے حجت کم کن مخالفا پر دان بشارت عشرہ بدرمہم فاشترى صنعة بدهم فاشترى صنعة بدهم
 للوکل وقت الشراء وشرایہ بآلہ ای بآل الصوکل اور اگر اسکو وکیل کیا غیر معین چیز کی خرید کا تو خرید وکیل کے واسطے ہے مگر جبکہ موکل کے
 واسطے اسکی نیت کرے گا خرید کرنے کے وقت یا اسکو موکل کے مال سے خرید کرے گا تو نکاح یا بالی النیت حکم یا لنفقہ اجماعاً اور اگر امین وکیل
 اور موکل ایک نے دوسرے کو کازب کہا نیت میں تو نفقہ پر حکم ہوگا یا بالاتفاق یعنی اگر نفقہ سے خرید کیا تو موکل کے واسطے ہے اور نہیں تو وکیل کے واسطے
 ولو توافقا انتھما کہ نفقہ خود ایتاک اور اگر دونوں میں اتفاق ہو اس بات پر کہ خرید کے وقت نیت موجود نہ تھی تو اس میں دور عاتین میں

ہم تفصیل اس مسئلہ کی تین اور بحر الواقع میں اسطرح ہے کہ اگر وکیل نے عقد کی اختلاف اور نسبت ایک شخص کے مال کے طرف خواہ وکیل کے مال کی طرف یا مومل کے مال کی طرف
تو وہ چیز اسی شخص کی ہوگی اور اگر مطلق مال کی طرف نسبت کی تو اگر وکیل اور مومل ایک شخص کی نیت پر متفق ہوئے تو وہ چیز اسی کی ہوگی اور اگر نیت میں اختلاف
واقع ہو تو نقد پر حکم ہوگا اور اگر عدم نیت پر دونوں کا اتفاق ہو تو محرم کے نزدیک وہ چیز عاقبت کی ہو اور ابو یوسف کے نزدیک وہ چیز حکم ہوگا اتنے جب حکم
ہو تو مصنف کے اس قول کو الا اذا نواه للمومل واجب ہے کہ اس صورت پر محمول کیجیے جبکہ وکیل عقد کو اپنے مال کی طرف نسبت کرے خواہ اسکو مومل کے مال
کی طرف نسبت کرے یا مطلق مال کی طرف خواہ نیت میں اپنے مال سے اور اگر مومل کے مال سے اور یہ جو مصنف نے لکھا کہ مومل کے مال سے خرید کرے مراد یہ ہے کہ مومل
کے مال کی طرف اسکو نسبت کرے چنانچہ ہدایہ وغیرہ میں مصرح ہے خواہ وجود نیت اور عدم نیت پر اتفاق ہو یا اختلاف خواہ اداسے نیت میں اپنے مال سے کیا
ہو یا مومل کے مال سے اور نیت میں نکاح اور تو افریح اسوقت کا مراد یہ ہے جبکہ عقد مطلق مال کی طرف مضاف ہو اور دور و اعتون سے صاحبین کا قول
مراد ہے کذا فی الحلی فی دعم انہ اشترى عبد المومل ففعل وقال مومله بل شربته لنفسك فان كان العبد معينا وهو حي قائم فافعل للمومل
بما شاء مطلقا فقد اشترى اذ لا جبارہ عن امری بل استیفاء وکیل نے کہ اگر ایسے غلام اپنے مومل کے واسطے خرید کیا سو مالک ہو گیا اور اس کے مومل نے
کہا بلکہ تو نے وہ غلام اپنی ذات کے واسطے خرید کیا تو اگر غلام معین ہو اور وہ زندہ موجود بھی ہو تو بالاتفاق مومل کا قول معتبر و مطلقا خواہ ایسے نیت میں ادا کیا ہو
یا نہ ادا کیا ہو اس واسطے کہ وکیل نے اس کی خریدی جس کے استیفاء کا وہ مالک ہے ہم استیفاء عقد لینے سے روئے عقد خریدید کر سکتا ہے لیکن اگرچہ وکیل نے اسکو اپنے
واسطے خرید کیا ہو لیکن اسکو اعادہ اور استیفاء کا اختیار ہی اسطرح ہے کہ کہ اسکو مومل کے واسطے خرید کیا اس واسطے کہ شریعت میں خرید میں
وکیل کو اختیار نہیں کہ اپنے واسطے خرید کرے فان میتا والحال ان الممن منقود فکذلك الحكم اور اگر غلام میت اور حلالہ نیت میں نقد ہی تو اسی طرح
حکم ہے لیکن مومل کا قول معتبر ہوگا لیکن منقودا فالقول للمومل لا یتکرر الرجوع علیہ اور اگر نیت میں نقد ہو تو مومل کا قول معتبر ہی اس واسطے کہ وہ
اپنے اوپر سے رجوع نیت میں کا تکرر اور اعتبار کے لائق متکرر کا قول ہے وان العبد غیر معین وهو حی او میت فکذا ای یکون للمومل ان الکمن منقودا
لانہ امری لیکن اور اگر غلام غیر معین ہے خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ تو ایسا ہی حکم ہے لیکن مومل کا قول معتبر ہوگا اگر نیت میں نقد ہی اس واسطے کہ مومل میں ہے
وہ حلالہ و لا یتکرر الرجوع علیہ اور اگر نیت میں نقد ہو تو مومل کا قول معتبر ہی بسبب تمت کے بخلاف صاحبین کے کہ تمت یہ ہے کہ شاید مومل نے اپنے واسطے
خرید کیا ہو پھر جب معین نقصان دیکھا تو امر ہو الا فلا یعنی فباعہ ثم انکر الا امرای انکر المشتري ان خسر الامر بالشراء اخذہ عمر و ابو
الکامر الا امری لیسنا قصصہ لا قرارہ بنو کیدہ بقولہ اجبے لعمر ایک شخص نے کہا کہ اسکو بیچ مجھے عمرو کے واسطے پھر اس نے امر کرنے والے کا انکار کیا
لینے مشتری نے اسکا انکار کیا کہ عمر نے اسکو خرید کرنے کا امر کیا تو عمرو اس بیچ کو لے گا اور اسکا انکار امر کے لئے لغو ہوگا بسبب متقاضی ہونے اس کے انکار کے اسکی
توکیل کے اقرار سے یوں کہنے سے کہ مجھ سے بیچ عمرو کے واسطے لینے جب اس نے اول یوں کہا کہ فلا نے کے واسطے بیچ تو یہ اقرار ہوا اسکا کہ میں اسکا وکیل ہوں
پھر اس نے نکالت کا انکار کیا تو اب یہ انکار لغو ہوگا کیونکہ یہ انکار اقرار توکیل کے متقاضی اور مخالف ہے الا ان یقول عمر ولم امرہ به ای بالشراء فلا
واخذہ عمر لان اقرار المشتري اذ یتکرر رجوعہ مگر یہ کہ عمرو کہے کہ میں نے اسکو خرید کرنے کا امر نہیں کیا تو اب اسکو عمرو نے اس واسطے کہ مشتری کا
اقرار ہو گیا اسکو رد کر دینے سے الا ان یسل المشتري لیسای الی عمر ولان التسليم منی وجه البیع بیع بالمقاصی وان یسل المشتري لیسای الی عمر
مگر یہ کہ مشتری بیچ عمرو کو تسلیم کرے تو عمرو اسکو اس واسطے کہ دنیا بطریق بیچ کے بیچ یا تقاضی ہے اگرچہ ادا میں نہ پایا جاوے بسبب عرف اور
رجوع کے لیکن تراخی میں رجوع پر امر و پیشہ شیعہ میں غیر معین استیفاء ظاہر ہے کہ مومل کا مومل کی وکیل کو دو معین چیزوں کی خرید کیا
غیر معین چیزوں کی خرید کیا جبکہ وکیل نے اسکی خرید کے وقت مومل کے واسطے نیت کی چنانچہ مذکور ہوگا کہ انہ الی عمر ہم عقرب مذکور ہوگا کہ اگر غیر معین چیز کی

لو امر الاجر المستاجر من ماله ما استاجر من الاجرة وكذا الوامر بشرع يبيع سوق الدابة وينفق عليها ثم اتفقا للضرر ولا نه لا يحد
 الاجر كل وقت فيجعل للوجر كما لو جاز في القبحن حبيبي صحيح امر اسكا اگر امر کرے اجارہ دینے والا مستاجر کو اسکی مرمت کا جسکو اسنے اجارہ لیا اس اجرت سے
 جو مستاجر پر ہو اور اسی طرح اگر موجد نے مستاجر کو امر کیا غلام کے خرید کرنے کا جو غلام کہ اجارہ کے جائز کو مانگے اور اسے خرچ کرے تو امر اسکا باتفاق امام اور صاحبین کے صحیح ہے
 بسبب ضرورت کے اسواسطے کہ مستاجر کو قہر نہیں پاتا تو اجارہ والی غیر قبض اجرت میں اجارہ دینے والے کے مانند قرار دی گئی ہم موجد بفتح جیم عبارت ہے عین تاج
 سے اور موجد کسیر جیم جارہ فیہ الا قلت وفي شرح الحجامع الصغير لقا صيحا ان كان ذلك قبل وجوب الاجرة لا يجوز ولا بعد الوجوب قبل وجوب الاجرة
 الى اخره فراجع من كتبته من اور قاضی خان کی شرح جامع صغیر میں ہے کہ اگر موجد کا یہ امر قبل واجب ہونے اجرت کے ہو تو جائز نہیں اور بعد وجوب قبض
 کے نزدیک بموجب خلاف امام اور صاحبین کے ہے بلکہ تو اسنے طرف مراجعت کر ہم بیان خلاف یہ ہے کہ امر موجد کا بعد وجوب اجرت امام کے نزدیک صحیح نہیں بدون قبض
 مبیع یا بایع کے اور بلا تعین سے مامور پر نافذ ہوگی اور صاحبین کے نزدیک بہر صورت امر پر نافذ ہوگی کذا فی الطحاوی ولو ان لم يشرأه بالهف ودفع الالهف
 فاشترى وفيه كذا فقال الامام اشتريت بنصفه قال المامو بل بأكمله صدق كانه امسين اور اگر اسکو امر کیا اسکی خرید کا بعض ہزار کے اور
 ہزار دے سو وکیل نے اسکو خرید کیا اور قیمت اسکی ہزار ہی ہو سو وکیل نے کہا کہ تو نے پانسو سے خرید کیا اور وکیل نے کہا بلکہ پورے ہزار سے خرید کیا تو وکیل ہی کے قول کی
 التقديرات ہوگی کیونکہ وہ امین ہوں ان کا فیہ بنصفه فالقول للامر بلا تعين جرد ابن الكمال تبعا لصك الشريعة حيث قال صدق في الكل لا يلحق
 وتبعهم المصنف لكون جزم الواقع بانته تخرج صوابه بعد الحلف — اور اگر قیمت اسکی پانسو ہو تو وکیل کا قول معتبر ہو بدون قسم کے جبائیم
 صاحب درر اور ابن کمال نے ذکر کیا ہے صدر الشریعہ کے تابع ہو کر صدر الشریعہ نے شرح وقایہ میں کہا ہے کہ وکیل کی تقدیر ہوگی در صورت دفع اور عدم قیمت
 دونوں صورتوں میں بدون قسم کے اور صفت تابع ہو اس افاضل ثلثہ مذکورہ کا لیکن واقعی محشی درر نے یقین کیا ہے کہ قول بعد حلف تحریف ہے اور ٹھیک
 بات یہ ہے کہ بعد حلف کے وکیل کی تقدیر ہوگی ہم طحاوی نے کہا کہ محشی درر نے تحریف کی نسبت میں کوئی نص صریح بیان نہیں کی تو داعی تحریف در
 حق افاضل بلا سند بدگمانی ہے اور تحریف بے محل ہے و ان لم يدفع الالهف وفيه بنصفه فالقول للامر بلا تعين قال المصنف تبعا للدرر وكما قلت
 لکن فی الاشیاء العقل الوکیل یقیمہ الا فی اربع فیما یبینه قتیبة اگر وکیل نے ہزار درم وکیل کو نہیں دے دے اور حالانکہ قیمت اسکی پانسو ہو تو وکیل کا قول معتبر
 ہے بدون قسم کے ایسا کہ کہا ہے مصنف نے درر کا تابع ہو کر چنانچہ مذکور ہو چکا میں کہتا ہوں لیکن اشیاہ میں ہے کہ وکیل کا قول معتبر ہے قسم کے ساتھ مگر چار صورتوں
 میں گواہی کھاتا قول اسکا معتبر ہو تو خبر دار رہنا اس اختلاف سے ہم طحاوی نے کہا یہ استدراک صحیح نہیں ماقبل یہ کیونکہ وہ وکیل میں ہے اور یہ وکیل میں
 تو اس عبارت کی کچھ حاجت نہ تھی علاوہ اسکے اشیاہ میں تقدیر قول وکیل مذکور ہے تو نفی میں اسکو لازم نہیں اتنے ملخصا وان كان قيمة الفاعل كالفان
 يضيق العقد بينهما فيلزم للبيع المأمور اور اگر قیمت اسکی ہزار ہو تو وکیل اور وکیل دونوں قسم کھائیں چھ دونوں میں عقد نسخ کیا جائے تو بیع وکیل کو
 لازم ہوگی وكذا الوامر بشرع معين غير بيان فمن فقال المامور اشتريت بكذا وان صدقه بأكمله على كذا ظهر وقال كانه بنصفه تحالفوا بوج
 الاختلاف في الثمن وجب ملخصا لهما و اسی طرح اگر اسکو امر کیا چیز معین کے خرید کرنے کا بدون بیان کرنے ثمن کے سو وکیل نے کہا کہ میں نے
 اسکو اتنے ثمن کو خرید کیا اگرچہ بایع اسکا وکیل کی تقدیر کرے بقول اظہر او دیکھا وکیل نے کہ تو نے اسکو نصف ثمن سے خرید کیا تو دونوں قسم کھائیں بسبب
 مانع ہونے اختلاف کے ثمن میں اور اختلاف ثمن کا موجب باہم قسم کھانا ہے ہم تقدیر بایع کی تصحیح میں اختلاف ہے قول اظہر مذکور ابو ہنوفہ کا قول ہے
 اور قاضی خان نے باتباع فنیہ ابو ہنوفہ اسکی تصحیح کی ہے کہ بایع کی تقدیر سے تحالف ہوگا کذا فی الطحاوی وانما اختلاف في مقدار اى الثمن فيقول الا
 امرتك بشرائه فانه قال المامور بالهف فالقول للامر بيمينه فان يوهنا فدهم بوهان المامور لا يوا كذا اشيا ق اور اگر دونوں

اختلاف کیا مقدار ثمن میں لینے شمیہ مقدار ثمن میں تو موکل نے کہا کہ میں تم کو ایک خرید کرنے کا امر کیا سو دیکھ اور وکیل نے کہا کہ تو نے ہزار درہم سے خرید کرنے کو کہا تو موکل کا قول مجھے اس کی قسم کے ساتھ پھر اگر دونوں گواہ لاؤں تو وکیل کے گواہ مقدم ہیں باعتبار کثرت اثبات کے ولو امرہ بشرام اخینہ فاشترے الوکیل فقال الامر ليس هذا المشتري يا اخي فالقول له بهينه ويكون الوكيل مستثريا لنفسه والا حصل ان المشتري صحت لم ينفذ على الامر ينفذ على المأمور بخلاف البيع حاكم في خيار الشو اور اگر موکل نے اسکو امر کیا اپنے بھائی کے خرید کرنے کا سو وکیل نے خرید کیا تو موکل نے کہا کہ یہ جسکو خرید کیا میرا بھائی نہیں تو موکل کا قول اس کی قسم کے ساتھ معبر ہوگا اور وکیل اسکا مشتری ٹھہرے گا اپنی ذات کے واسطے اور قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ خریداری جبکہ موکل پر نافذ نہ ہو تو وکیل پر نافذ ہوتی ہے چنانچہ کتاب البيع خيار الشو کے باب میں مذکور ہو چکا ہے در صورت بطلان بیع ملک موکل باقی رہی و عتق العبد علیہ ای علی الوکیل لز عتقه علی موکله فیو اخذ به خانیہ اور غلام آزاد ہوگا وکیل پر سبب لگان کرنے وکیل کے اسکا آزاد ہونا اپنے موکل پر تو وہ خود ہوگا اس گمان پر کذا فی الخانیہ ولو امره عبد بشرام نفسه لا یمن مولاہ بلکذا و دفع المبلغ فقال الوکیل لسیده اشتريه لنفسه فباعه علی هذا القول عتق علی المال حولاً لک لسیده وکان للوکیل سفیہ اور اگر غلام نے ایک شخص کو وکیل کیا اپنی ذات کے خرید کرنے کا اپنے مالک سے بوضرائے مال کہ اور مبلغ اسکو دیا سو وکیل نے اسکو مالک سے کہا کہ میں اس غلام کو خرید کیا اس کی ذات کے واسطے سو مالک نے اسکو بیچا اسی طریق پر تو وہ آزاد ہوگا مال مذکور پر اور حق آزادی اسکو مالک کا ہے اور وکیل درمیانی ہے ہم جب وکیل سفیر محض ہو تو حقوق عقد اسکو طرف راجع نہ ہونگے اور مطالبہ الف ثانی کا غلام پر نہ وکیل پر یہی قول صحیح ہے ان واسو اسطے ہو کہ غلام کا بیچنا غلام سے اعتاق ہے اور غلام کا خرید کرنا قبول اعتاق بوضرائے مال ہو کذا فی الطحاوی وان قال الوکیل اشتريه ولم يقل لنفسي لم يعبه مملک للمشتري والا لفسد السید فی مملکہ کہ سببہ و علی العید الف اخرى فی الصوۃ الاولی بدل اعتاق کما علی المشتري الف مثلها فی الشانیۃ لان الاول مال المولے فلا یفسد بدلا اور اگر وکیل نے کہا کہ میں اس غلام کو خرید کیا اور یہ نہ کہا کہ غلام کو غلام کے واسطے خرید کیا تو غلام مشتری کا ملک ہوگا اور ہزار دونوں صورتوں میں مالک کا مال ہی اس واسطے کہ وہ اسکو غلام کی کہا ہے اور غلام پر دوسرے ہزار درہم پہلی صورت میں واجب ہیں عوض اعتاق کے جیسے مشتری پر ہزار میں مانند اسکو دوسری صورت میں اس واسطے کہ اول ہزار مال ہی ہوئے کا تو وہ دلیاقت عوض ہونے کی زمین رکھتا و مشتری العید من سید اعتاق فتلغوا احکام الشراء فلذا قال فلو شری العید فقلی العطاء صح الشراء جحر اور خرید کرنا غلام کا اپنی ذات کو اپنے مالک سے اعتاق ہی نہ بیع تو احکام خریداری کے لغو ہو جائیں گے تو اسی واسطے منصف نے کہا سو اگر غلام نے اپنی ذات کو خرید کیا عطائک تو خرید صحیح ہے کذا فی البحر و اگر خرید حقیقی ہوتی تو فاسد ہوتی بسبب مجہول ہونے بدت کے کذا فی الطحاوی حکما صح فی حصۃ الاستثی بنفسه من مولاہ و مع رجل اخر اجل شرا فی حصۃ شریک کما جیسے صحیح ہے خرید غلام کے حصہ میں جبکہ غلام نے اپنے ذات کو مولیٰ اپنے نوے سے اور حالانکہ غلام کے ساتھ دوسرا مشتری ہے اور باطل ہوگی خریداری غلام کے ساتھی کے حصہ میں ہم مراد یہ ہے کہ غلام اور اسکو فریک نے لبقۃ واحده خریداری کی چنانچہ تعلیل لاحق اس پر مال ہے بخلاف مالو شری کہ لای لا مع رجل اخر فانه یصح فہما بیوع الخانیہ من بحث الاستحقاق والفرق انعقاد البیع فی الثانیۃ الاول لان الشرع جعله اعتاقا ولذا بطل فی حصۃ شریکۃ للزوم الجمع بین الحقیقۃ والحبیۃ بخلاف اس صورت کے کہ اگر باپ نے اپنا بیٹا خرید کیا ایک اور مرد کے ساتھ شریک ہو کر کہ یہ خریداری دونوں شرکوں کے حق میں صحیح ہے چنانچہ خانیہ کی کتاب البیوع میں ہے استحقاق کی بحث سے اور دونوں صورتوں میں وجہ فرق یہ ہے کہ بیع منصفہ بھائی پر دوسری صورت میں لینے باپ کی شرکت میں نہ پہلی صورت میں لینے غلام کی شرکت میں اس واسطے کہ شرع نے غلام کی خریداری کو اعتاق قرار دیا ہے و لہذا بیع باطل ہے غلام کے شریک کے حصہ میں بسبب لازم ہونے جمع بین الحقیقۃ والحبیۃ کے ہم یہ نتائج جو اب دیا سوال مقدمہ کا حاصل سوال یہ ہے

کیا وہ بیع ہو کہ بیع مذکور حق غلام میں اعتناق اور اس کے شریک حق میں مفید ملک نہ ہوئی خلاصہ جواب یہ ہے کہ یہ نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ اس بیع لازم آتا ہے ایک لفظ کا استعمال کرنا معنی مجازی یعنی اعتناق میں اور معنی حقیقی یعنی ثبوت ملک اور حالانکہ جمع بین الحقیقۃ والمجاز جائز نہیں قال لاجلہما شتر لنفسہ من وکالت فقال لولاہ یعنی نفسہ لفلان فقہل اعمیاعہ علی هذا الوجه مضمون الامر قلو وحیدہ عیدان علم بہ العبد فلا یرکبہ علی الوکیل کعلم الوکیل وان لم یعلم فالرد للعبد اختیار کیا ایک شخص غلام سے کہ میرے لیے اپنی ذات کو خرید کر اپنے مالک سے سو غلام نے اپنے مالک سے کہا کہ بیع میری ذات فلا نے شخص کے واسطے سو اس نے کیا یعنی اس کے مالک نے اس کو اسی طرح بیچا تو وہ غلام موکل کا ملک ہو گا اگر موکل نے اس میں کوئی عیب پایا اگر اس عیب کو غلام جانتا تھا تو پھر دینا جائز نہیں اس واسطے کہ دالست وکیل کی موکل کی دالست کے مانند ہے اور اگر اس کو معلوم نہ تھا تو غلام کو اپنی رو بیع کا اختیار ہے کذا فی الاختیار شرح المختار ہم غلام کو رو بیع کا اس واسطے اختیار ہے کہ غلام وکیل ہے اور حقوق بیع میں اصل وکیل کا وان لم یعلم لفلان عتیق کذا فی التصریف اخر فنقد علیہ وعلیہ التمس فیہما کذلک حال حجرہ بعقد ثلثہ مقتدرہ بالذات والیہ اور اگر غلام نے یہ نہ کہا کہ بیع محلی فلا نے شخص کے واسطے بلکہ یوں کہا کہ محلی بیع میرے ہاتھ یا یوں کہا کہ محلی بیع ڈال کذا فی الطحاوی تو غلام آزاد ہو گا اس واسطے کہ وکالت کے سوا اس کے دوسرے تصرف کیا تو اس پر نافرمان ہو گیا اور غلام پر ثمن لازم ہے ورنہ صور تون میں لینے در صورت وکالت اور عدم وکالت میں بسبب داخل ہونے منع تصرف غلام کے اس عقد کے سبب سے جبکہ وہ مباشر اور فاعل ہوا اذن مالک کے ساتھ مفصل ہو کر کذا فی الدرر ہم یہ جواب ہے سوال مقدمہ کا تقریر اس کی یہ ہے کہ وکیل بیان غلام ہے اور غلام محجور التصرف ہے تو چاہیے کہ حقوق بیع اس کی طرف راجع نہ ہوں **فیرج** مسئلہ طحاوی شرح کا الوکیل اذا خالف ان خلد قال خیر فی الحسب کیجہ بالکف درہم فیکفہ بالکف ومانہ نقد ووبیانہ دینا کہ لا ووبخیر اخلاصہ ودرہم وکیل نے جبکہ امر موکل کی نصیحت کی اگر مخالفت موکل کی بہتری کی طرف ہو ایک ہی جس کے اندر چنانچہ موکل نے کہا کہ بیج بوجہ ہزار درہم کے سو وکیل نے گیارہ سو درہم کو بیچا تو بیع نافذ ہے اور اگر بوجہ سو دینار کے بیچا تو بیع نافذ نہیں اگرچہ موکل کے حق میں سو دینار بہتر ہوں ہزار درہم سے کذا فی الخلاصہ والدرہم یہ مسئلہ درہم میں خلاصہ سے منقول ہے تو بہتر یہ تھا کہ شراح فقط خلاصہ پر اختصار کرتے اور اللہ اعلم

ف

ف

یہ فصل ہے بیع اور شرا وغیرہ کی وکالت کے احکام میں لا یعقد وکیل البیع والشراء واکحارہ والصر فیہما مع مزی وشیء لکم المتعصمہ وکیل بیع اور شرا اور اجارہ اور صرف اور صلہ اور انکی مانند کا چنانچہ ترویج کا وکیل عقد نکاح اس شخص کے ساتھ جس کی گواہی وکیل کے حق میں مردود ہے بتبیت کے ہم مثلاً اپنے اصول اور فروع کے ہاتھ وکیل بیع نہ کرے نہ اجارہ نہ محل تمت ہے اور اس واسطے کہ منافع باسن اصول اور فروع کے مفصل ہیں تو گویا اس نے اپنی ذات بیع کی من وصر حق وکیل کی قید اس واسطے لگائی کہ اگر اس کے ہاتھ بیع کر لیا جس کی گواہی موکل کے حق میں مقبول نہیں چنانچہ موکل کے باپ یا بیٹے یا غلام مدیون یا مکاتب سے وکیل بیع کر لیا تو جائز ہے اور اپنی ذات کے عدم جواز بیع کا حکم بطریق اولی معلوم ہو گیا کذا فی الطحاوی وعن البحر وجہ لکھ مثل القیہ لا یجوز دہم کہ کہتہ اور صاحبین عقد کو جائز کہا ہے قیمت کے مانند ہے نہ اپنے غلام اور مکاتب الا اذا اطلق الوکیل البیع عن ثلث فیجوز بیعہ لہم مثل القیہ اتفاقاً وکیل کو اشخاص مذکورین کے ہاتھ بیچنا جائز نہیں مگر جبکہ موکل وکیل کو علی الاطلاق وکیل کرے چنانچہ یوں کہ بیج جس شخص کے ہاتھ تیرا ہے تو جائز ہو گا اس کا بیچنا ان لوگوں کے ہاتھ مثل قیمت یا اتفاق امام اور صاحبین کا یجوز عقدہ معہم بالکثر من القیہ اتفاقاً اعمیاعہ لاشراء بالکثر منها اتفاقاً جیسے جائز ہے عقدہ وکیل کے ساتھ و صورت عدم اطلاق اکثر قیمت سے بالاتفاق یعنی بیع وکیل کی و صورت اکثر قیمت جائز ہے نہ خریداری اس کی اکثر قیمت وکیل بالاتفاق ہم شراح نے بیع کی قید لگا کر اشارہ کیا کہ مصنف مطلق دل گیا ہے محل تعین میں کما یوابعہ باقل منها بغیر فاحش لا یجوز اتفاقاً وکذا ابیسیر عند مخرجاتہا

تاکثر بیع

روید کہ بدون انکے بیع جائز نہ ہوگی اسی کا قوسہ پر میں کہتا ہوں اور اس قول سے معلوم ہو گیا اس راقد قوسہ طلب حکم کہ موکل نے وکیل کو مال دیا اور کہا کہ میرے واسطے روغن زیتون خرید کر لائے شخص کی معرفت سو وکیل کیا اور اس نے بدون معرفت اس شخص کے خرید کیا پھر روغن مذکور تلف ہو گیا تو وکیل پر تاوان نہیں بخلاف اس قول کہ خرید کر لائے تاکہ شخص کی معرفت تو اسکو یا د رکھنا چاہیے ہم قنات سے مالگیری میں ہر کہ اگر موکل نے ایسی شرط عقد میں کی جو اصل مقید نہیں بلکہ اسکو ضرر ہو تو وکیل پر اسکی مراعات واجب نہیں خواہ اسکی تاکید نفی سے کرے یا نہ کرے چنانچہ اسنے کہا کہ لغو من ہزار درم کے ادھار بیع یا یون کہہ نہ بیعنا مگر ادھار ہزار درم سے سوائے ہزار نقد سے بیع کی تو بیع موکل پر جائز ہو اور اگر موکل نے ایسی شرط کی کہ ایک راہ سے مفید اور دوسری راہ سے مفید نہیں تو اگر اسکی تاکید نفی سے کرے کہ تو مراعات اسکی واجب ہو اور اگر نفی سے تاکید نہ کی ہو تو مراعات واجب نہیں چنانچہ یون کہہ کہ اسکو فلا فی بازار میں بیعنا سوائے دوسرے بازار میں بیعنا تو اگر اسنے تاکید نفی نہ کی ہو تو موکل پر بیع نافذ ہو اور اگر تاکید نفی کی ہو تو موکل پر نافذ نہ ہوگی کما فی الذخیرۃ اور قسم ثالث حیثیت رہی وہ یہ ہر کہ شرط مفید محض ہو اور ظاہر اسکی تصریحات سے اس وقت میں تعیین شرط معلوم ہوتی ہر کذا فی الطحاوی و صحیح احمد و دھنا و کفیل یا ائمتہ فلا ضمان علیہ من صناع الرهن فی یدہ او قوی المال علی فیض کان جواز الشرع ینافی الضمان اور وکیل کو صحیح و ثمن میں رہن لینا اور ضمان لینا تو اسپر تاوان نہیں اگر رہن مناع ہو گیا اسنے ہاتھ میں یا مال ہلاک ہو گیا ضمان پر اس واسطے کہ جواز شرعی تاوان کی منافی ہر ہم ہلاک مال کی صورت یہ ہر کہ مقدمہ رجوع کرے اس قاضی کے پاس جسکے مذہب میں اصل بری الذمہ ہو جاتا ہر ضمانت سے بچہ ضمان مفلس ہو کر مر جائے لکذا العین لے کہہ کہ کفالت سے بیان حوالہ راوی اور لفظہوں نے کہا کہ کفالت اپنے معنی حقیقی پر ہر تو ہلاک کی صورت یہ ہوگی کہ کفیل اور کفول غنہ مفلس ہو کر مر جائے کہ فی الطحاوی عن الوانی عن شیخ البدایہ و یقید شرطہ بمثل الفیۃ وغیرہ و ہوا یقوم بہ مقوم اور وکیل کی خرید و بیع بثل قیمت ہر یا غنہ قلیل کے ساتھ غنہ قلیل وہ ہر کہ اسکے برابر کوئی قیمت کرنے والا واقعہ کا قیمت کہ تاہم کذا فی الدررہم و غنہ لیسیر کا واو معنی اوہی اور غنہ لیسیر کی یہی تفسیر مذکور اصح ہر کذا فی الطحاوی و ہذا اذا لم یکن سعر معر و فادان کان سعره معر و فایین الناس کخبر و لم و موز و جین کایفد علی الی

دان قلت الزیادۃ ولو فلسا و احادیث یفتی بھ و بنیادہ اور یہ لفظ وکیل کی خرید جائز ہونا غنہ لیسیر کے ساتھ اس وقت ہر جبکہ نرخ اسکا مشہور ہو اور اگر نرخ اسکا معروف اور مشہور ہو لوگوں میں جیسے کہ روٹی اور گوشت اور کیلے اور پیر کا رخ تو غنہ کے ساتھ بیع نافذ نہ ہوگی موکل پر اگر بیع زیادتی قلیل ہو اگر جبکہ بیع بیعنا ہو اسی کا قوسہ ہر کذا فی البحر والنباتہ و کلاہ بیع عبد فباع بضعہ صح کاطلاق التوکیل و فکا ان باء الباقی قبل الحضورہ جائز و اکا کادھو اسفخا ناملیق و ہذا فی ظاہرہ ترجمہ قولہا و المفقیدہ خلافہ ہر وکیل کیا اسکو غلام کی بیع کا سو وکیل نے نصف غلام بیعنا تو صحیح ہر بسبب مطلق ہونے تو وکیل کے اور صاحبین نے کہا اگر وکیل نے باقی غلام کو بیع ڈالا قبل خصوصت تو بیع جائز ہو اور نہیں تو جائز نہیں اور یا استحسان ہر کذا فی الملق و البدایہ اور ظاہر ہر میں قول صاحبین کی ترجیح ہر اور قول مفتی بکے مخالف ہر کذا فی البحر و امام کی دلیل یہ ہر کہ تو وکیل مطلق ہر اجتماع اور افزان سے اور صاحبین کی دلیل یہ ہر کہ شرکت البیاع عیب ہر کہ قیمت کو کم کر ڈالتا ہو تو اطلاق مراد ہوگا خلاصہ یہ ہر کہ امام کے نزدیک توکیل بالبیع میں عموم اور اطلاق مراد ہر اور توکیل بالشرع میں وہ متعارف مراد ہر میں ضرر اور ثمت نہیں اور صاحبین کے نزدیک دو نون برابر ہیں و قیل ان الکمال الخلاف بما یخص بہ بالشرکۃ و اکاجاز اتفاقا فلیراجعہ و ابن کمال نے امام اور صاحبین کے خلاف میں اسکی قید لگائی کہ جو شرکت سے معیوب ہو جائے اور اگر شرکت سے معیوب نہ ہو بالا

جائز ہو تو اس قیدی کو تلاش کرنا چاہیے کتب فقہ میں ہم بحر الرائق میں ہر کہ غلام سے مراد وہ ہر جسکی تقیض میں ضرر ہو تو احراز واقعہ ہوا اس سے جسکی تقیض میں ضرر نہیں جیسے کیوں اور جو کہ وہ بالاتفاق جائز ہر چنانچہ معراج میں ہر کذا فی الطحاوی و فی الشرع یتوقف علی شرائعہا قیہ قبل الحضورہ اتفاقا اور نصف غلام کی خرید میں خرید موقوف ہر اسکی نصف باقی کے خرید کرنے پر قبل خصوصت کے بالاتفاق امام اور صاحبین کے لفظ اگر قبل

پر ہی چنانچہ عینی اور در سے معلوم ہوتا ہے تو حق جہارت یوں تھا ولا علقا بمشیتہا سو تامل کر ہم تو اب ترجمہ یوں ہو گا کہ تصرف احد الوکیل نافذ نہیں مگر عین معین اور طلاق معین میں جگہ بدلان نہیں لیا گیا اور نہ وکیلین کی شہیت پر دونوں فلان کئے گئے وہی تدبیر مرد عین کج دیم دعا کیہ و مخصوص و مبیعہ فاسد خلاصہ و تصرف احد الوکیلین نافذ نہیں مگر مذکر کرنے اور رو عین میں چنانچہ ولایت اور عاریت اور قسود اور بیع فاسد کے پھر دینے میں کذا فی الخلاف استدر احدا فلوقیض احدھا خفی لعدہ امر لا یقبض شیئ منہ وحدہ سراج بخلاف استدراد عین کے تو اگر وکیل ولایت اور عاریت اور قسود اور بیع فاسد کو پھر لے گا تو اس کے پورے کا تاوان دینا پڑے گا لیکن در صورت ہلاکی شریعت و سبب نہونے امر موکل کے اس میں کچھ قبضہ کرنے کا تنہا لینے موکل نے یہ نہ کیا تھا کہ ایک وکیل تنہا بعض شے پر قبضہ کرے کذا فی السراج ہم یہ جواب دے سوالی مقدار کا خلاصہ سوال یہ ہے کہ مستدر کے پورے تاوان ہونے کی کیا وجہ ہے لائق قویوں تھا کہ وکیل پر نصف ضمان ہوتا اس واسطے کہ وکیل نصف شے کے قبضہ پر مامور تھا خلاصہ جواب یہ ہے کہ اس کو نصف پر قبضہ کرنے کا تنہا امر تھا بلکہ اجتماع وکیلین امر تھا پھر جب اسنے خلاف امر کیا اور وہ چیز تلف ہو گئی تو پورا ضمان اس پر لازم آیا وہی تسلیم ہے بخلاف قبضہ کا دلوا الجمیم اور تسلیم ہے لینے موکل میں احد الوکیلین کا دمی ہے بخلاف قبضہ موکل کے اس میں اجتماع وکیلین ضروری نہ کہ ان کی وجہ و قضاء دین بخلاف اقتضائے عینی اور دین کے ادا میں ایک وکیل کافی ہے بخلاف دین کے تقاضی کے کہ اس میں افراد کافی نہیں کذا فی العینی ہم در عین اور قبضہ سے اور اقتضائے دین میں ایک وکیل کا تصرف اس واسطے کافی نہوا کہ اجتماع وکیلین ممکن ہے اور اس میں موکل کی غرض صحیح ہے اس واسطے کہ حفاظت و تحفظ کا ایک شخص کا حفظ کی برابر نہیں و بخلاف الوصایہ کا تدبیر لکھا المضارۃ والقضاء والتفکیر والتولیۃ علی الوقت فان هذه الستۃ کاو فلیسوا حدھا الا بقدر حاجۃ او بخلاف دو شخصوں کی وصایت اور قضا اور حکم اور وقت پر متولی ہونے کے تو یہ چیز جزین و کالت کے مانند ہیں تو ایک شخص کو دو شخصوں میں سے افراد اور تنہائی جائز نہیں کذا فی البحر ص اشیا مذکورہ بالا پنجہ میں نہ چھ تو شاید کہ مشاعرے وصایت میں دو صورتیں ٹھہرائیں ایک صورت یہ کہ دونوں کو ساقی وہی مقرر کیا اور دوسری صورت یہ کہ علی التاقب کیا چونکہ اشیا مذکورہ میں راسے اور جو نیز کی حاجت ہے لہذا افراد کافی نہیں مثلاً با و شاد نے ایک محل یا ایک حادثہ میں دو قاضی مقرر کئے تو ایک قاضی کا فیصلہ کرنا کافی نہوا کذا فی الطحاوی محققا تصرف کافی مسئلۃ ما اذا شرط الواقف النطلۃ او الاستبدال مع فلان فلان الواقف کا خراج دون فلان الاشیا مگر اس مسئلہ میں جبکہ واقف کرتے والے نے وقت کی نظارت یا استبدال کو اپنے واسطے شرط کیا فلان شخص کے ساتھ تو واقف کو نظارت یا استبدال میں افراد جائز نہ ہونے فلان شخص کو کذا فی الاشیاہ والوکیل بقضاء الدین من مالک او من مال موکلہ لا یجوز علیہ ذالم یکن الموکل علی الوکیل دین و جو واقف الفتویٰ کما یسئلہ العباد حق ائقہ للصف اور اداے دین کا وکیل خواہ اداے دین وکیل کے مال سے ہو یا موکل کے مال سے ہو اس پر زبردستی کی جائے اداے دین میں بشرطیکہ موکل کا وکیل پر دین نہوا و یہ واقعہ کبھی فتویٰ طلب تھا چنانچہ اسکو عادی نے مشرح بیان کیا ہے اور نصف نے اس پر اعتماد کیا ہم اشباہ کی عبارت اس کے عام ترجمہ چنانچہ اس میں یوں ہے کہ وکیل پر جبر نہیں اگر وہ باز رہے اس فعل سے حسین وہ وکیل ہوا مگر تین ٹالوں میں آئے اور ملقات میں علت اس کی یہ مذکور ہے کہ اس کا کرنا اس پر واجب نہیں لیکن تنویر البصائر میں ہے کہ وکیل پر جبر ہوگا دفع دین میں جبکہ اس کے پاس موکل کا مال ہو کذا فی الطحاوی قال ومفادہ ان الوکیل یبیم عین من مالی الموکل لوقفہ دینہ لا یجوز علیہ کما لا یجوز الوکیل بخلاف دین و جو طلاق دلو بطریق علی المعتمد وحق دھبہ من فلان دیم منہ لکن متبعاً مصنف نے کہا اور عدم جبر وکیل کا مقادیر ہے کہ موکل کے مال سے ایک چیز کے بیچے کا ایک شخص وکیل ہو موکل کے اداے دین کے واسطے تو اس پر جبر ہوگا بیچے پر چنانچہ وکیل پر جبر نہیں مثیل طلاق اگر حد وکیل طلاق عورت کی خواہش سے ہو یا بر فعل معتد کے اور جبر نہیں عین پر اور فلان شخص کے ہمہ کرنے پر اور اس کے ہاتھ بیچے پر کیوں کہ وکیل

عرض ہوگا کہ جمع رائے وکیلین پر زیادہ مشن اور اہمیت دینی میں کذا فی الدیابہ والتفویض فی النکاح کا عمل برائے کذا فی التوفیق کا فی طلاق وعتاق
 کا کیا حکم ہے فلا یقوم عند مقامہ قنیتہ اور سپرد کرنا وکیل کی رائے کی طرف چنانچہ موکل کا وکیل سے یوں کہنا کہ عمل کر اپنی رائے اور تجویز
 سے اذن کے مانند ہو وکیل کرے میں طلاق اور عتاق میں اذن کے مانند نہیں اس واسطے کہ طلاق اور عتاق منجملہ اہل امور کے ہر کہ اتنے قسم کھائی جاتی ہو تو غیر وکیل
 بجائے وکیل نہیں ہو سکتا کذا فی القنیتہ ص یہ حکم نظر تفویض کے ہوا اور اگر وکیل کو ہر گنا اذن ہو طلاق اور عتاق کی تو وکیل میں تو بلاشبہ صحیح ہے کذا فی الطحاوی
 فان وكل الوکیل غیرہ یدونہا بیدون اذن وتفویض ففعل النکاح بغيره او غیبتہ فاجازہ الوکیل اکلہم و متعلق حقوقہ بالاعتاق
 علی الصیحہ پھر اگر وکیل نے اپنے غیر کو وکیل کیا بدون اذن اور تفویض موکل کے پھر وکیل ثانی نے وکیل اول کے سامنے یا بیچے وہ کام کیا سو وکیل
 اول نے اسکو جائز رکھا تو صحیح ہے اور حقوق عقد عادی سے لینے وکیل ثانی سے متعلق ہونگے بقول صحیح اس واسطے کہ مقصود حصول رائے وکیل اول ہے سو یہ مان
 حاصل ہو گا فی ما لیس بحقد نحو طلاق وعتاق لتعلقہما بالشروط فكان الموکل علقہ بلفظ اکل اول و دون الثانی مگر اس شرط میں جو عقد
 نہیں جیسے طلاق اور عتاق وکیل ثانی کا فعل یا وجود اجازت وکیل اول صحیح نہیں بسبب متعلق ہونے طلاق اور عتاق کی شرط سے لینے و دون تعلیق
 بالشروط کی قابل میں تو گو یا موکل نے طلاق یا عتاق کو علق کیا وکیل اول کی لفظ سے نہ وکیل ثانی کی لفظ سے و اس پر عن الدین قنیتہ و حقوقہ و قضاء
 دین فلا نکفی الحضرة ابن ہلال خلافا للحنافیۃ اور دین سے ابرا کرنے میں کذا فی القنیتہ اور خصوصیت اور ابرا می دین میں تو کافی نہیں
 حاضر ہونا وکیل اول کا کذا ذکرہ ابن ملک برخلاف حائیکہ ہم خلاف حائیکہ فقط خصوصیت میں ہے اس میں یوں کہ اگر وکیل ثانی نے خصوصیت کی اور موکل حاضر
 ہے تو جائز ہے اس واسطے کہ جب وکیل اول حاضر ہو تو گو یا اسے خصوصیت کی نیت خود مانند وکیل سے کذا فی الطحاوی دان فعل اجنبی فاجازہ الوکیل اکلہم
 حسان الا فی مشورۃ فانہ ینفذ علیہ کما یتفق معہ بعد نقاذہ اور اگر اجنبی شخص نے کام کیا سو اسکو وکیل اول نے جائز رکھا تو جائز
 ہے مگر خرید کرنے میں کہ وہ اجنبی پر ناقد ہوگا اور موقوف نہ ہوگا جبکہ وہ نفاذ پاوے دان دکن یہ ای کا حکم والتفویض حق فہو ای المثل وکیل کا ہر چیز
 فلا یتغرل بغیر موکل او موتہ و یتغرل ان موت اکلہم فی القضاۃ اور اگر وکیل نے دوسرے کو وکیل کیا موکل اول کے امر
 یا تفویض سے تو وکیل ثانی امر لینے موکل اول کا وکیل ہے اور اس وقت میں تو وہ مغرول ہوگا اپنے موکل لینے وکیل اول کے مغرول کرنے اور مر جائے
 اور دون وکیل مغرول ہونگے موکل اول کی موت سے چنانچہ مذکور ہو چکا کہ بالقتضائین فی الجمع للخلاصۃ والخانیہ لہ عزلہ فی قولہ اصنیج
 ما شئت لرضاء بصتہم و عن لہ من صنم بخلاف اعمل برائے قال المصنف فعلمہ لو قبل للمقاضي اصنم ما شئت فله عزلہ لکبہ
 بل التفویض الغیر من حیث ان التائب کسک الوکیل اور بحر المرائین من خلاصہ اور خانیہ سے مذکور ہے کہ وکیل اول کو وکیل ثانی کا
 مغرول کرنا جائز ہے موکل کے اس قول میں کہ اگر جو تیرا ہی جاسے بسبب راضی ہونے موکل کے وکیل اول کی صنعت سے اور اسکا مغرول کرنا بھی اسکی
 صنعت سے ہے بخلاف اس قول کے کہ عمل کر اپنی رائے پر مصنف نے اپنی شرح میں کہا تو بموجب اس قول کے اگر قاضی سے کہا جاسے کہ اگر جو تیرا ہی جاسے
 تو اسکا اپنے نائب کا مغرول کرنا جائز ہے بدون اس بات کے کہ اسکو مغرول کرنا مرخصا مفوض ہوا اس واسطے کہ نائب قاضی وکیل وکیل کے مانند ہے واعلم
 ان الوکیل کمالہ عامۃ مطلقۃ معروضۃ انما یمکن للمعاوضات لا الطلاق والعتاق والتبرعات برفعہا وادھار الجواہر وبتقیر البصائر
 اور دریافت کر کہ وکیل ہو کالت عامۃ مطلقۃ مقومۃ بالک نہیں مگر معاوضات کا طلاق اور عتاق اور تبرعات کا اسکیما فتوے ہے کذا فی زوال الجواہر
 وتقریر البصائر قال لرجل فوضت الیہ امر امراتی صار وکیلہا بالطلاق وتقدیر طلاقہ بالجلسۃ بخلاف قولہ وکلتک فامر امراتی
 فلا یتقید بحدہ لکما ایک مرد سے کہ میں نے تفویض کیا تیری طرف اپنی عورت کا امر تو وہ وکیل ہو گیا طلاق کا اور مقید ہو گا طلاق دینا اسکا مجلس میں

میں ہمارے بھائی اور بھائی کے لئے اور اس کے لئے کا کذا فی المطاوی من الاشباہ

باب الوقایہ یا ہکالہ فی الخصومہ و القبض

یہ باب ہر خصوصیت اور قبض کی وکالت کے احکام میں ہم مصنف نے زائد از ترجمہ وکیل ملازمت اور تقاضے وغیرہ کے بھی مسائل مذکور کیے ہیں خصوصیت عبارت ہے دعویٰ صحیح یا جواب صحیح کے اسطرح کہ ان یا نہیں چنانچہ سابق مذکور ہو چکا وکیل الخصومہ و التقاضی ای اخذ الدائن کا جملہ القبض عند نزاع و جب یقیناً لفساد الزمان اعتد فی البحر العرف وکیل خصوصیت اور تقاضی کا لینے دین کے لینے کا مالک نہیں قبض دین کا زفر کے نزدیک اور اس کی طرف فتویٰ ہے بسبب فساد زمانے کے کہ اکثر وکیل خیانت پیشہ ہیں اور سحر الراقین میں عرف پر اعتماد کیا ہے ہم تقاضا معنی اخذ دین باعتبار اصل لغت کے ہے لیکن عرف میں تقاضا معنی طالبہ ہے نہ قبض اور عرف مقدم ہے لغت پر اور امام اور صاحبین کے نزدیک وکیل تقاضا قبض کا مالک ہے اور یہی ظاہر الروایۃ ہے خواہ وہ غیر عین ہو یا دین صاحب بحر کے فتاویٰ صغریٰ سے نقل کیا کہ وکیل تقاضا میں عرف کا اعتماد ہے اگر ایسے شہر میں ہو جہاں سودا گروں میں رواج ہے کہ تقاضا کرنے والا ہی قبض دین ہوتا ہو تو وہ قبض دین کا مالک ہوگا اور نہیں تو نہیں منہ الفقار میں سراجیہ سے منقول ہے کہ اس قول پر فتویٰ ہے کذا فی المطاوی وکالت الصلح اجتماعاً بجز اور نہ خصوصیت اور تقاضی کا وکیل صلح کرنے کا مالک ہے بالاتفاق کذا فی البحر اسو اسطرح کہ صلح مغایرہ ہو اسکی جیسے واسطے وہ وکیل اور رسول التقاضی علی القبض کا الخصومہ اجتماعاً بجز اور تقاضا کرنے کا رسول مالک ہے قبض کا نہ خصوصیت کا بالاتفاق کذا فی البحر اس سئل اذا كنت رسولاً عن امرئ من قبضه فکیل خلافاً للذی یقولون کما کہ اسلک یعنی میں تجھ کو پیام رسان کیا یا یون کہنا کہ کن رسولانی یعنی تو میرے طرف سے رسول یعنی پیام رسان ہو یہ رسول مقرر کرنا ہے اور یون کہنا کہ میں تجھ کو امر کیا اسکی قبضہ کرنے کا وکیل ہے بر خلاف یہ بھی یعنی تیری تے امر تک بقبضہ کو ارسال کیا ہے تو وکیل وکالت جمعاً ای الخصومہ و القبض کیل لازماً اور وکیل ملازمت مالک نہیں خصوصیت اور قبض کا ملازمت عبارت ہے ساتھ بچھوڑنے سے سوا اسکو خصوصیت اور قبض لازم نہیں کذا فی المنہ کالاتیال الخصومہ وکیل الصلح امر جیسے وکیل صلح مالکین خصوصیت کرنے کا کذا فی البحر وکیل قبض الدین علیکھا ای الخصومہ خلافاً لہما الوکیل الدائن وکالت القاضی کا جملہ اتفاقاً قبض دین کا وکیل مالک ہے خصوصیت کا بر خلاف صاحبین کے اگر وکیل صاحب دین کا ہو اور اگر قاضی کا وکیل ہو تو باتفاق امام اور صاحبین کے وکالت کا مالک نہیں کو وکیل قبض العین اتفاقاً جیسے قبض عین کا وکیل بالاتفاق مالک خصوصیت نہیں ہم اسو اسطرح کہ وکیل مذکور میں محض ہے تو ہمارے رسول کے ہوا تو اگر اپنے حکام کے قبض کا وکیل کیا ہو تو الیدنی گواہ قائم کیے اسپر کہ موکل نے اسکو بچھوڑ دیا تو امر موقوف رہیگا تا حضور موکل غیب کے کذا فی المطاوی واما وکیل قسمة و اخذ شفعة و رجوع ہبہ و مرد یعیب فیملکھا ہم القبض اتفاقاً بس جملہ اور قسمة کا وکیل اشفعہ لینے اور یہ بچھوڑنے اور رد العیب کا وکیل تو مالک ہے خصوصیت کا قبض کے ساتھ بالاتفاق کذا ذکرہ ابن ملک امہ و القبض بینہ وان لا قبضہ الا جمیعاً فی قبضہ لادھر ہا لم یخ قبضہ المذکور علی کما یخالف الفتنہ لہ فلم یقبض وکیل وکالتہ لہ الرجوع علی الغیر وکالتہ وکالتہ لا یقبض فی ہر دون ہر ہر بحر موکل نے وکیل کو امر کیا اپنے دن کے قبض کا اور اسکا کہ نہ قبض کر دین مگر تمام سو وکیل نے دین قبض کیا سوائے ایک دم کے اتفاقاً قبض مذکور جائز نہیں موکل پر بسبب موکل کی مخالفت کرنے کے تو وہ وکیل ہی بنوا اور موکل کو جائز ہے اپنے دین کا بچھوڑنا ریون سے پورا اور اس طرح نہ قبض کرے ایک دم سوائے ایک دم کذا فی البحر فلو لم یکن للفریرینۃ علی لا یفاء فقضی علیہ بالذین قبضہ الوکیل قبضہ لہم بھن المطلوب علی کذا یفاء للوکل فلا یمیل لہ للذین علی الوکیل انما یرجع علی الموکل لان یدہ کیدہ و خیر و اگر ریون گواہ نہ ہوں ادا ہے دین موکل پر بچھوڑ دین پر قاضی کا حکم ہوا ادا ہے دین کا اور وکیل نے اسپر قبض کیا سوا اسکی باقی ہو گیا بچھوڑا

باب الوقایہ یا ہکالہ فی الخصومہ و القبض

مطلوب نے اسرار دین کے موکل پر گواہ قائم کیے تو مدیون کی کوئی سبیل نہیں دیکھیں براہ و وہ تو موکل سے بھرے گا جو اسے دیکھیں کو دیا اس واسطے کہ دیکھیں کا قبضہ اور تصرف
 موکل کے قبضہ کے مانند ہو گا کذا فی الذمیرہ کو دیکھیں بالخصوص اذا اقبل الخصم لا یجوز علیہ الا اذا کان دیکھیں بالخصوص بطلان المدعی و ثبوت المدعی علیہ
 دفعی الا تشبہا لا یجوز لکھیں الا ما تنفع عن فعل ما کل فیہ لیسوہ الا فی ثلث کما حق خصوصت کا دیکھیں جبکہ خصوصت کرنے سے انکار کرے تو خصوصت
 کرنے پر برہنہ ہوگی مگر اس صورت میں کہ دیکھیں بالخصوص مدعی کی درخواست سے ہو اور مدعا علیہ روپوش ہو گیا ہو اشیاء میں ہو کہ دیکھیں پر برہنہ نہیں جبکہ وہ باز
 رہے اس میں دیکھیں مقرر ہو اسبب تہمیر ہوئے دیکھیں کے مگر تین سہلون میں جبر کیا جائے گا چنانچہ مذکور ہو چکا اس بات کے پہلے جلال الکھن فانیہ علیہا
 لذلک اجم بخلاف ضامین کہ اس پر جو خصوصت پر سبب التزام کے ہم ایضے جو ضامن ہو خصوصت کا اس پر جبر ہوگا اور تصویب اس کی یون ممکن ہو کہ ضامن ہو ایک
 شخص کا جو اس پر ثابت ہو سو مطلوب ہے بالشو کا اقرار کیا اور طالبہ ہزار کا مدعی ہو تو ضامن میں خصوصت کیجا نیکی اس مال میں جو مدیون پر ثابت ہوگا کذا فی الطحاوی
 دیکھہ خصوصت بالخصوص من الناس علی ان لا یكون دیکھہ فیما یتبع علی الموکل جائز هذا التوکیل فلو ثبت التوکیل لمال لہ ای لو کملہ
 ثم اراد الخصم الدفع لا یسم علی التوکیل لانه لیس علی غیرہ موکل نہ ایک شخص کو دیکھیں کیا اپنی خصوصت میں اور یہ حقوق لینے میں لوگوں سے
 اس شرط پر دیکھیں کیا کہ وہ دیکھیں ہوگا اس میں جو موکل پر دعویٰ کیا جائے تو یہ توکیل جائز ہوگا اگر دیکھیں نے موکل کے مال ثابت کیا پھر خاصہ منفع مال کا ارادہ کیا تو
 اسکا دعویٰ دیکھیں پر سمجھ ہوگا اس واسطے کہ وہ اس میں دیکھیں نہیں کذا فی الدرر ہم تو مدعا علیہ پر مال کے دینے کا حکم ہوگا پھر خاصہ کو اختیار ہو موکل سے دفع دین ہوگا
 کرے و صحیح اقرار التوکیل بالخصوص ہر لا یخیرھا مطلقا لغير الحدود والقصاص علی موکلہ عند الفاضل دون غیرہ استفساراً اور صحیح خصوصت
 کے دیکھیں کا اقرار اس واسطے حدود و قصاص اپنے موکل پر قاضی کے نزدیک نہ غیر قاضی کے نزدیک استفسار کے رو سے نہ غیر خصوصت دیکھیں کا اقرار مطلقاً قاضی نہ غیر قاضی کے
 نزدیک لینے دیکھیں صلح یا دیکھیں قاضی یا دیکھیں ملازمت کا اقرار اپنے موکل پر صحیح نہیں وان العزل التوکیل یہ ای جہذا کا اقرار حتی کا ید الیہ لمال ولن برہن
 بعد علی الوکالۃ للتناقض - س د دیکھیں خصوصت کا اقرار اپنے موکل پر صحیح ہو اگرچہ دیکھیں مغفل ہو یا اس اقرار کرنے سے تو دیکھیں کو مال نہ دیا جائیگا
 اگرچہ بعد اس اقرار کے گواہ لاوے وکالت پر سبب قاضی کے کذا فی الدرر ہم صورت اس کی یہ ہو کہ موکل نے اسکو دیکھیں کیا اسکا کہ خصوصت کرے موکل کے جانب سے
 دعویٰ سے سو دیکھیں نے اپنے موکل پر اقرار کیا کہ اسے سچ کی ہو تو وہ اس اقرار سے مغفل ہو گیا وکالت سے تو اب خرید کا شے مدعی نہیں کے کذا فی الطحاوی
 وکذا استثنیٰ الموکل اقراراً بان حال کلک بالخصوص غیر جائز کا اقرار صحیح التوکیل ولا استثنیٰ علی الظاہر بزاز مدعی و اسی طرح جب کہ
 موکل نے اپنا اقرار مستثنیٰ کر لیا اس طرح کہ میں نے شکوہ خصوصت غیر جائز الاقرار میں دیکھیں کیا تو توکیل اور مستثنیٰ صحیح ہو قول ظاہر پر کذا فی الزم اجم بھرا لانی میں کیا
 خلاف یہ ہو کہ وکالت باخ طرح ہو ایک یہ ہو کہ خصوصت کا اقرار کرے تو وہ خصوصت اور اقرار دونوں کا دیکھیں ہوگا ۲ یہ کہ اقرار کو مستثنیٰ کرے تو فقط انکار کا دیکھیں
 ہوگا نہ اقرار کا ۳ یہ کہ انکار کو مستثنیٰ کرے تو فقط اقرار کا دیکھیں ہوگا ظاہر الروایہ میں ہم یہ کہ خصوصت جائز الاقرار میں دیکھیں کرے تو خصوصت اور اقرار میں
 دیکھیں ہوگا ۴ یہ کہ خصوصت غیر جائز الاقرار والکادین دیکھیں کرے اس میں متاخرین کا اختلاف ہو کذا فی الطحاوی فلو اقر عندہ ای یعنی کا یحییٰ و خیرہ
 عن الوکالۃ فلا یم خصومتہ در رد تو بعد استثنیٰ اقرار اگر دیکھیں نے اقرار کیا قاضی کے نزدیک تو صحیح ہوگا اور اقرار سے وکالت
 سے نکل جائیگا تو اسکا خصوصت کرنا سمجھ ہوگا کذا فی الدرر ہم التوکیل کا اقرار کا یحییٰ و خیرہ ای التوکیل ہن اجم صحیح ہو موکل کو اپنے
 اقرار کا دیکھیں کرنا اور موکل اس توکیل بالاقراء سے مقرر ہو جائیگا کذا فی البحر موطاوی نے اس کی توجیہ یون مذکور کی ہو کہ موکل اقرار
 کے واسطے دیکھیں کرے شور اور غضب اور خصوصت کے خوف سے اگرچہ اس پر کچھ حق واجب ہو اس واسطے کہ ہر شخص خصوصت پر در نہیں ہوگا
 مخاصم اس پر اثبات مال کا ارادہ کرے سبب توکیل بالاقراء کے تو قاضی اس پر حکم کرے گا و یطیل توکیل انکی فی المال

لا یصلح علیہ فی نفسه اور باطل ہر مال ضامن کو وکیل کرنا تاکہ وہ اپنی ذات کے واسطے عامل ہو جائے۔ مگر صورت اسکی یہ ہے کہ اگر ایک شخص کا دوسرے پر دین ہو اور کوئی فرد اسکا ضامن ہو سو طالب ضامن کو اس کے قبض کرنے کا وکیل کرے دعا علیہ اصلی سے تو وکیل صحیح نہ ہوگی اس واسطے کہ وکیل وہ ہے جو غیر کے واسطے عمل کرے اور اگر یہ وکالت صحیح ہو تو وکیل اپنے واسطے عامل ٹھہرے یعنی وہ ساعی ہو گا اپنے بری الذمہ ہونے میں تو رکن وکالت متعدم ہوگا پس وکالت باطل ہوگی کذا فی الجنی کما یصح لو وکله بقضه ای الذمہ من نفسه او عبدا لان الوکیل متى حمل نفسه بطلت الا اذا وکل المدیون یا براء نفسه فیصہ ویصح ہزالہ قبل برائۃ نفسه بشیاء جیسے صحیح نہیں تو وکیل اگر موکل وکیل کرے قبض دین کا وکیل کی ذات سے یا اسکے غلام یا ذیون مدیون سے اس واسطے کہ وکیل نے جبکہ عمل کیا اپنی ذات کے واسطے تو وکالت باطل ہوگی مگر جبکہ دائن مدیون کو ابراہی ذات مدیون کا وکیل کرے تو وکیل صحیح ہے اور صحیح ہے مدیون کا مغرول کرنا وکالت سے قبل اس بات کے کہ وہ اپنی ذات کو بری الذمہ کرے کذا فی الاشباہ ہم قولہ اذا وکل صحیح من غیر فاعل ہر راجع واثن کے طرف اور مدیون بالقبض مفعول ہر فیتہ المفتی میں ہے کہ اگر وکیل ابراہی نفس مدیون کا وکیل کرے تو صحیح ہے اگرچہ وہ عامل ہوا اپنے واسطے بسبب اپنے فارغ الذمہ کرنے کے اس واسطے کہ وہ عمل کرتا ہے صاحب دین کے واسطے اسکے دین کے اسقاط سے اور وکالت کی شرط یہ ہے کہ غیر کے واسطے عامل ہو نہ یہ کہ اپنی ذات کے واسطے عامل ہو انتہی جب یہ معلوم ہوا تو شرح کا یون کہنا کہ وکیل جب اپنے واسطے عمل کرے تو وکالت باطل بلا وجہ ہے مگر یہ کہ اپنی ذات کے عمل کو خالص نفسہ عمل پر جمول کیجے کذا فی الطحاوی او دکل المحتال الجبل بقضه من المحال علیہ وکل المدیون وکیل الطالب بالقبض لم یصح لاستحالة كونہ قاضیا و مقتضیا قنیدہ یا وکیل کرے محال محیل کو قبض دین کا محال علیہ سے یا وکیل کرے مدیون طالب کے وکیل کو تو صحیح نہیں اس واسطے کہ ایک شخص کا دین والا ہونا اور تھا ضامن والا ہونا محال کذا فی القنیدہ ہم اگر کوئی کہے کہ محیل کے ذمہ سے دین منتقل ہو گیا بسبب الہ کے تو وہ اجنبی ہو گیا تو اسکی تو وکیل کیون صحیح نہیں اسکا جواب یہ ہے کہ محیل ساعی ہر اپنی برائت نفس میں اس واسطے کہ اگر محال غائب نفس پر جے یا منکر حوالہ ہو بلا بیان تو دین محیل پر راجع ہوگا خلاف عبارت قنیدہ یہ ہے کہ اگر دائن کسی کو اپنے مدیون سے دین لینے کا وکیل کیا سو مدیون نے اسکی وکیل کو اپنی طرف سے بھی وکیل کیا کہ یہ میرا سیاب ہے صاحب دین کا دین ادا کر سوائے سچا اور ثمن لیا اور وہ تلف ہو گیا تو مدیون کا مال تلف ہو گیا کیونکہ اسکا قاضی اور مقتضی ہونا محال ہے اور ایک شخص ملاحت نہیں رکھتا کہ مطلوب اور طالب کا وکیل ہو قضا اور اقتضائیں کذا فی الطحاوی بخلاف الکفیل یا النفسی الرسول وکیل الامام یبیم الغنائم والوکیل الذی یم حیش ضامنہ لا یجوز منہم سفیر بخلاف حاضر ضامن کی اور رسول القبض دین کے اور یا دشاہ کے وکیل کے جو ضامن ہے کا وکیل ہے اور ترویج کے وکیل ہے کہ ان کا تاوان دینا صحیح ہے اس واسطے کہ ہر شخص ان میں سے سفیر اور مجرمن ہے یعنی حقوق عقود انکی طرف راجع نہیں جو انکا ضامن ہے ہو الوکیل بقض الدین اذا وکل ہم و بطل الوکالت لان الکفالة اقوی للزومها فتصل ناسخہ قبض دین کا وکیل جبکہ ضامن ہو جائے مدیون کا تو صحیح ہے اور وکالت باطل ہوگی اس واسطے کہ ضمانت قوی تر ہے وکالت سے بسبب ہونے ضمانت کے اور عدم لزوم وکالت کے تو ضمانت ناسخ ہو سکتی ہے وکالت کی بخلاف العکس بخلاف عکس جبکہ دین کا ضامن ہو تو قبض دین کا وکیل ہو تو وکالت صحیح نہیں اور ضمانت باطل نہ ہوئی یہی مطلب ہے صنف قول سابق تاکہ مال ضامن کی تو وکیل باطل ہے وکالت اکتفا بصحت کفالة الوکیل بالقبض بطلت وکالتہ نقدت الکفالة او تاخرت لھا لیس اور اسی طرح جبکہ وکیل قبض دین کی ضمانت صحیح ہوگی وکالت اسکی باطل ہو جائیگی خواہ ضمانت مقیم ہو وکالت پر یا موزہ ہو بسبب اس دلیل کے جسکو ہم کہ چکے یعنی ضمانت قوی تر ہے وکالت سے تو اسکی ناسخ ہوگی وکیل البیع اذا وکل المشتري لیساع عن المشتري لم یجوز کما انہ یصلح ہا ملا لنفسہ سچا وکیل جبکہ بالغ کے ثمن کا ضامن ہو مشتری کی جانب سے تو جائز ہوگا اس واسطے کہ مذکور ہوگا کہ وکیل اپنی ذات کے واسطے عامل ہو جائے یعنی اور شرط وکیل یہ ہے کہ عامل غیر ہو نہ اپنی ذات کے واسطے فان ادى بحکم الضمان

محال وکالت
کے میں اور محیل
مدیون ہونا ہے
اور محال طلبہ
جو ذمہ قبول
کرے

مرجع بطلانہ و بددینہ لانت برعہ پھر اگر وکیل نے من ادا کیا حکم ضمان تو مشتری سے بھرتے بسبب تک تبرع اور احسان کے ادعیٰ انہ وکیل الغائب بقض دینہ فصد العزیم امویہ دفعہ الیہ عملاً یا قرآن ولا یصدق مشتری سے نہ بھرتے بسبب تک تبرع اور احسان کے ادعیٰ انہ وکیل الغائب بقض دینہ فصد العزیم امویہ دفعہ الیہ عملاً یا قرآن ولا یصدق

لو ادعی البقاء دعویٰ کیا کہ وہ شخص غائب وکیل ہر اسکے دین کے قبضہ کرنے میں سودیوں شرعی وکالت کی تصدیق کی تو اس پر ادائے دین کا حکم کیا جاوے گا بنا بر عمل باقرار مدیون اور مدیون کی تصدیق ہوگی اگر وہ ایسے دین کا دعویٰ کرے کہ اپنے بچہ و دعویٰ ایسے دین ثابت ہوگا فان حضر الغائب فصل فی الذل وکیل فیما وقت والا امر الغریبیہ فم الدین الیہ ای الغائب ثانیاً لفساد الاداء بان کاه مع عیسئہ پھر اگر غائب یا سوا اسے وکیل وکیل کرنے کی تصدیق کی تو بہتر اور خوب ہوا اور زمین تو مدیون کو حکم کیا جائیگا کہ غائب کو دوبارہ دین ادا کرے بسبب فاسد ہو جانے ادائے اول کے اسکے اول نمکر ہونے سے قسم کے ساتھ ہم اپنے جب غائب نے قسم کھائی کہ یہ شخص میرا وکیل نہیں تو مدعی وکالت کو دین دنیا فاسد ٹھہرا لہذا اس پر دوبارہ ادائے حین لازم ہوگا درجہ العزیم یہ علی الوکیل ان باقی فی بدلہ ولو حکماً بات استھلکہ فانہ لیضمن مثله خلاصۃ اور مدیون وکیل سے دین بھیرے اگر دین اسکے ساتھ میں باقی ہو اگر چہ بقایے دین چکی ہو نہ حقیقی اسطرح کہ وکیل نے دین کو ہلاک کر ڈالا ہو تو اس پر ضمان مثل لازم ہوگا گناہ الخلاء وان ضامح کا خلاصہ بقصدیقہ اور اگر دین ضائع ہو گیا وکیل کے پاس تو مدیون اسکو نہیں لے سکتا اسکی تصدیق پر عمل کرنے سے اپنے جب اسے دین دیا اسکی وکالت کو تصدیق کر کے تو مدیون کا قصور ٹھہرا لہذا رجوع نہیں کر سکتا الا اذا کان قد ضمنه عند الدفع لحد ما یاخذن الدائن فلما لا ما اخذت الوکیل لانہ امانۃ لا تجوز بعد الکفالة زلیحی وغیرہ مگر مدیون اسوقت وکیل سے دین بھیرے جبکہ وکیل دفع دین وقت ضامن ہوا ہو مال کا بقدر اسکے صیگو دائن دوسرے بار سے نہ اس مال کا جسکو وکیل نے لیا کیونکہ وہ امانت ہے جسکی ضمانتی جائز نہیں کذا فی الزلیحی وغیرہ اصل ضمانتی کی صورت یہ کہ مدیون کے وکیل سے کہ ہاں تو اسکا وکیل ہی لیکن میری خاطر جمع نہیں کہ موکل وکالت کا انکار کرے اور مجھ سے دوسری بار اپنا دین لے تو وکیل ضمانتی داخل کرے مال ماخوذ کی کذا فی الطحاوی وقال له قبضت منك على ابن ابراهيم من الدين فهو كمال لاب الحقائق عند اخذ مهر بنته اخذ منك على ابن ابراهيم من مهر بلقي فان اخذته البنت ثانياً وجعل المختار علی اب فكذا هذا بنزاعية یا وکیل مدیون سے کہا کہ میں نے تجھ سے مال لیا اس شرط پر کہ میں تجھکو میری الذمہ کر دیا دین سے تو وہ ایسا ہی جیسیاکہ باپ نے دام و سے کہا اپنی بیٹی کے ہرنے کے وقت کہ میں اس شرط پر تجھ سے لیتا ہوں کہ میں تجھکو میری الذمہ کر دیا اپنی بیٹی کے ہرنے سے سو اگر مرد کو بیٹی دوبارہ لے گی تو دام و باپ سے بھیر لے گا سوا سی طرح مسئلہ کی کذا فی البنزاعیہ وكذا ایضاً منه اذا لم یصدق علیه الوکالۃ نعم صورۃ السکوت والتکالیب ود دفعہ ذلت علی نعم الوکالۃ فجذبہ اسباب للرجوع عند الدعائه اور اسی طرح وکیل نے مال ضمانتی کی جبکہ موکل اسکی تصدیق نہ کرے وکالت پر اور مدیون نے اسکو دین دیا وکالت کے گمان پر عدم تصدیق وکالت شامل ہے دو صورتوں میں سکوت اور تکذیب کو تو یہ اسباب میں رجوع دین کے جبکہ دین ہلاک ہو جائے وکیل کے پاس ہم رجوع کے تین سبب ہیں ایک یہ کہ عند الدفع وکیل مال کا ضامن ہوا دوسرا یہ کہ قبض کرے بشرط ابراہی مدیون تیسرا یہ کہ ضامن ہو در صورت عدم تصدیق موکل فان ادعی الوکیل هلاکه اود دفعه لموكله صدق الوکیل بحلف پھر اگر وکیل ہلاک دین کا یا اپنے موکل کے دینے کا دعویٰ کرے تو اسکی تصدیق ہوگی وکیل کی قسم کے ساتھ ہم تصدیق وکیل سوائے مسائل ثلاثہ رجوع مذکورہ میں ہر گئی کذا فی الطحاوی وفي الوجه المذكور في كلام الغريم ليس له الاسترداد حتى يحضر الغائب اور سبب وجہ مذکورہ میں مدیون کو بھیر لینا دین کا وکیل سے جائز نہیں تا حضرت موکل غائب رہے ان الله لا يمس بوجیه او علی اقرب بذلل او اذا استغنى عنه لم يقبل له ما به منى لنفسه ما وجد له لثمنه اور اگر مدیون گو کہ لایا اسپر کہ وہ شخص وکیل نہیں حاضر کیا گیا تو لایا وکیل کے اسرار پر

یعنی عدم وکالت کے اقرار پر یا اسنے وکیل سے قسم لینے کا ارادہ کیا تو مقبول نہیں بسبب سعی کرنے مدیون کے اس پر کے توڑنے میں حسیکو اٹھنے واجب کیا غائب کے واسطے یعنی مال مدفع حق ہی غائب کا اور واقع اسکا پھیر لینا چاہتا ہے کذا فی الخطاوی نعم لو برهن ان الطالب جحد الوکالة فأنه من المال تقبل بحسبان اگر مدیون گواہ لادے اس پر کہ موکل طالب وکالت کا انکار کر چکا ہے اور وکیل نے مجھ سے مال لیا ہے تو برہان مقبول ہے کذا فی البحر یعنی اس واسطے مقبول ہے کہ نقض موکل کی جانب سے ہے کیونکہ ثابت بالبیان ثابت بالعیان کے مانند ہے کذا فی الخطاوی ولو مات الموکل ورثته عن غیله وذهب له اخذ قائما ولو هالك فمضت اذ اصدقته علی الوکالة اور اگر موکل مر گیا اور مدیون اسکا وارث ہوا یا موکل نے دین مدیون کو بہرہ کر دیا تو مدیون مال کو وکیل سے لے گا اگر مال قائم ہو اور اگر ہلاک ہو گیا ہو تو اس کا تاوان ملے مگر جبکہ مدیون وکیل کی وکالت پر تصدیق کر چکا ہو تو قائم مال کو لے گا نہ ہلاک کو ولو اقر بالدين وانكر الوکالة حلف ما علم ان الدائن وكله عیہن اور اگر مدیون نے دین کا اقرار کیا اور وکالت کا منکر ہوا تو یہ قسم کھانی کہ اسکو معاوضہ نہیں کہ دائن نے اسکو وکیل کیا ہے کذا فی العینی قال فی وکیل بقبض الودیعة فمضت المدیعة لم یؤمر بالدفع الیه علی المشهور بخلافه کما بین الشحنة کما میں وکیل ہوں قبض امانت کا سو امانت دار نے اسکی تصدیق کی تو اسکو وکیل کے دینے کا حکم ہو گا یا یہ قول مشہور بخلاف ابن شحنة ہم چلی نے کہا کہ ابن شحنة نے امر بالرفع کی ابو یوسف سے روایت کی ہے اور بیان مذکور ہے تو کچھ معارفہ نہیں؟ لو دفع لم یملک کہ مسترد اذ مطلقا اور اگر امانت دار وکیل کو دیکھا تو استرداد امانت کا مالک نہیں ہو گا کسی طرح خواہ اسنے تصدیق کی ہو یا نہ کیب یا سکوت بدلیل کہ نشہ دہاک حکم الوادی شرعاً ہما من المالك وصدق المدیعة لم یؤمر بالدفع کہ نہ اشوار علیہ النسیس اور اسی طرح حکم ہے اگر ودیعت کی خرید کا دعویٰ کیا اور امانت دار نے اسکی تصدیق کی تو اسکے دینے کا حکم ہو گا کیونکہ وہ اقرار ہے غیر شخص پر جس پر یہ علت ہے و دون مستلکون کی وادی تنفیاً یا باکامرت والوصیة منه وصدق المدیعة فمضت المدیعة فمضت المدیعة اذ لم یکن علی المیت دین مستغرق ولا ید من الغلوم فی ذلک احتمال ظہور مردارث اخس اور اگر دعویٰ کیا وکیل نے ودیعت کے انتقال کا صاحبی ودیعت سے بسبب ارشیا وصیت کے اور امانت دار نے اسکی تصدیق کی تو اسکو اسکے دینے کا حکم ہو گا بسبب متفق ہونے وکیل مدعی اور امانت دار کے وارث کی ملک پر بغیر ملک میت پر دین مستغرق نہ ہو کہ نہ اور ضروری انتظار سے دونوں صورتوں ارث اور وصیت میں دو سکر وارث کے ظاہر ہونے کے احتمال ہے یا دو سکر موی کے کہ احتمال سے ولو انکو موته او قال لا ادري کیو مویہ سالم برهن اور اگر امانت دار نے اسکی موت کا انکار کیا یا بولا کہ میں نہیں جانتا تو ودیعت کے دینے کا حکم نہ ہو گا جب تک وارث گواہ نہ لائے موت پر دعویٰ کا بھڑک کو کالہ فلیس المدیعة میت و صدیقہ الی دفع فیل یثبت انه وصی اور دعویٰ الیہا کا وکالت کے دعوے کے مانند ہے تو میت کے امانت دار اور اسکے مدیون کو جائز نہیں دینا ودیعت اور دین کا قبول اسکے ثابت ہونے کے کہ مدعی موی ہی وصیت کا یا وکیل کو کہ وصی قد دفع الی بعض الوثقة بری عن حصته فقط اور اگر وصی نہ ہو مدیون اپنے وارثوں کو دیا اپنے سبب دین یا تو مدیون فقط اسی وارث کے حصے سے بری الذمہ ہو جائیگا یعنی باقی وارثوں کا مواخذہ اس پر باقی رہیگا ولو دکلہ بقبض مال فادعی الغرم ما یسقط حق موکلہ کادعی او بر لو اقر اذ بانہ ملکی دفع الغرم المال ولو عھا را الیہا وکیل کا کج رجوع بعد تسلیم سالم بصرہت اور اگر ایک شخص کو قبض مال کا وکیل کیا سو مدیون وہ دعویٰ کیا جو اسکے موکل کے حق کو ساقط کر دے چنانچہ ادا دین یا ابراہ دین یا موکل کا یہ اقرار کہ وہ مل میری ملک ہے یعنی مدیون کی ملک ہے تو مدیون وکیل کو مال کا اگر بہ زمین ہو اسکو کہ مدیون کا جواب قبول کر لیا ہے دین اور وکالت کا جب تک گواہ نہ لائے اپنے دعوے پر یعنی جیوتیون ادا سے دین کا دعویٰ کیا مثلاً تو اپنے دین اور وکالت کا اقرار کیا لہذا اس پر دینا لازم ہے سپر جوی نے کہا کہ یہ قول تعلیل ہونے کے لائق نہیں تعلیل وہ ہے حسیکو فقہانے ذکر کیا ہے کہ دعویٰ مذکور سے وکالت ثابت ہوئی اور ادا دین نہیں ہو

دعوی ثابت نہوا تو انکے حق میں تاخیر نہوگی و لہ تعریف الموکل کی الوکیل کی الذیابہ کا بخیر فی الامین خلافت میں اور مدیون کو جائز ہے قسم لینا مثلا
اداسے دیکھ انکار میں موکل سے نہ وکیل سے اس واسطے کہ نیابت جاری نہیں ہوتی قسم میں بخلاف زفر کے دلو دکلہ بعیب فی العتہ و ادعی البیان ثم ان المشتري
دعی بالعیب لم یرد علیہ حتی یجحد المشتري والفرق ان الغضاء هنا فسخه لا یقبل النقص بخلاف ما مر من خلافت فالجسم اور اگر
ایک شخص کو خریدے تو ٹڈی کے عیب میں وکیل کیا اور بالغ نے دعوی کیا کہ مشتری ٹڈی کے عیب میں راضی ہو گیا تھا تو وکیل بالغ پر دبیع ٹڈی کے عیب مشتری
قسم کھائے اور فرق اس مسئلہ میں اور مسائل سابقہ میں یہ ہے کہ قضا یہاں وہ فسخ ہے کہ نقص کو قبول نہیں کرتا بخلاف اسکے جو نہ کو رہ چکا بخلاف نہ رہ چکا جین کے
اسکے نہ دیکر دبیع ہو گا ہم نے اگر دبیع کے ہم قائل ہوں تو قضا فسخ ٹڈی کی کیونکہ وہی عیب اور اس طرح کار فسخ عقد ہے اور قضا بالفقود و الفسخ
جاری ہے ہی صحت پر اگرچہ خطا ہے ہو کیونکہ ان کے نزدیک قضا نافذ ہے ظاہر اور باطن دونوں میں بخلاف اسکے دیکھ کہ اس میں تدارک ممکن ہے مقبوضہ وکیل
استرداد سے اگر خطا ظاہر ہو قسم کھانے کے وقت اس واسطے کہ قضا یہاں باطن میں نافذ نہیں کیونکہ حکم نہیں مگر بجز تسلیم تو قضا حقوق اور فسخ
میں نہ ٹھہری کذا فی الجملی قلوا مرادھا الوکیل علی البیان بالعیب فسخ الموکل و صدقہ علی الوضی کالت لہ لا للبیانہ اتفاقا فی الاصل لان
القضاء لا یمنع دلیل بل یجوز بالوصفی ثم ظہر خلافہ فلا ینفذ باطننا نہ بجز اگر وکیل نے ٹڈی بھری بالغ کو یعنی حکم قاضی بجز موکل آیا اور بالغ
کی تصدیق کی اپنے راضی ہو جانے پر تو وہ ٹڈی موکل مشتری کی ہوگی نبی بالغ کی باتفاق امام اور صاحبین قول اصح میں اس واسطے کہ قاضی کا حکم دلیل سے نہیں بلکہ ان کے
رضامندی سے ہے بجز اسکے خلاف ظاہر ہو تو حکم نافذ ہوگا باطن میں کذا فی النہایۃ ولما مر دیکھ اتفاق علی اہل ادبتکوا والقضاء والبیان ادا المشتري
او المصدق عن ذکوة اذا امسک ما دفع الیہ نقد من مالہ یا دیا الرجوع کذا قید الخامسة فی الاشبہاہ حال قیامہ لم یکن متبرعا بل یبقی
النقص استیضا اذا لم یضف الی غیرہ اور جو شخص مامور بخریج کرنے کا موکل کے اہل یا نبائے عمارت پر یا مامور ہوا سکی اداسے دین کا یا خریداری
کا یا ذکوة کے نقد کرنے کا جبکہ وہ مال جو اسکو موکل نے دیا اور وہ اپنے مال سے موکل کے موجود ہونے کے وقت رجوع کی نیت کر کے اسی طرح
نیت رجوع کی قید لگائی ہو مسئلہ نامسک یعنی ذکوة میں شہادہ کے اندر تو مامور بخریج ہوگا بلکہ مقاصدہ واقع ہوگا یعنی بخریج ہو جائیگا بطریق استحسان جبکہ مامور
اس مال کو غیر موکل کی طرف نسبت کیا ہو یعنی صرف کے وقت یوں نہا ہو کہ یہ میں اپنے مال سے دیتا ہوں بلکہ موکل کی طرف نسبت کیا ہو یا مطلقا
دیا ہو ہم رجوع کی نیت یوں ہوگی کہ جو مال کہ موکل نے دیا اسکو عوض ٹھہرے اس مال کا جو اس نے صدقہ دیا اپنے مال سے طحاوی اور علی نے کہا کہ
ذکوة کی قید ظاہر الاتفاقی ہے فلو كانت وقت اتفاقہ مستحکما ولو بعض فمالہ بین نفسہ واصناف العقد الی دراہم نفسہ فموجب صار
مستحق بالنقص متبرعا بالانفاق لان الذی اہم نتیجۃ الوکالت نہایۃ ویزایہ بجز اگر مامور کے خرچ کرنے کے وقت موکل کے دراہم مستحکم ہوں
اگرچہ انکا استیلاک مامور کے دین ذاتی کی طرف صرف کرنے سے ہو یا مامور نے عقد کو اپنے دراہم ذاتی کی طرف نسبت کیا ہو یعنی یوں کہا ہو خرید
کے وقت مثلا کہ میں اسکو اپنے دراہم سے مول لیتا ہوں تو مامور پر تاوان لازم ہوگا اور مامور اپنے واسطے خریدار ٹھہر جائیگا اور اہل و عیال کے خرچ
کرنے میں متبرع اور مطلع ہو جائیگا یعنی موکل کے مال سے بخریج کر کے اس واسطے کہ یہ دراہم وکالت میں متعین ہو جائے میں کذا فی النہایۃ والبراز یہ
ہم اتفاق کے ماترک شرعا اور صدقہ ہے چنانچہ بحر الرائق میں مصر ہے جبکہ وکالت میں دراہم متعین ٹھہرے اور قبل اتفاق یا قبل شرائط ہو گئی
تو وکالت باطل ہو گئی بجز اگر مامور صرف کر گیا اپنے مال سے تو متبرع ہوگا تو اسکو موکل سے نہیں لے سکتا کذا فی الطحاوی فہم فی المسئلۃ لواجہ ان
یقتضی عن مدیونہ انفاقا یتصدق فصدق بلفظ لیجہ علی المدیون جانا استحسانا ان لفظی میں ہے کہ اگر موکل نے وکیل کو امر کیا کہ میرے مدیون
سے ہزار درہم لے اور صدقہ کرے سوا اسکے نہ از صدقہ کے اپنے مال سے تاکہ بھرے اسکے مدیون سے تو جائز ہے بطریق استحسان کہ بجز الرائق میں یہ روایت ہے

منتفی بالتون کی طرف منسوب ہوا اسی طرح کے نتیجے نسخوں میں ہوا اسی طرح منع التناہین ہی بلا استدراک اور وجہ اسکی یہ ہے کہ جو درہم کہ ملیوں پر دین
ہیں گویا قائم اور موجود ہیں تو وکیل متبرع ہوگا کذا فی الخطاوی وصی الحق من خالده والحال ان صال الیتیم غائب ہوا ای الوصی کا کتب منصوص
ان یتہداتہ قرض علیہ اوالہ یرجم علیہ جامع الفصولین وغیرہ وغیرہ فی الخلاصۃ بان قول الوصی ان اعتبار فی الاتفاق لکن
لا یقبل فی الرجوع فی حال الیتیم الا بالیتمۃ ایک وصی خراج کیا اپنے مال سے اور حالانکہ مال یتیم اسوقت موجود نہیں تو وصی باب کے مانند منقول اور متبرع ہی
مگر یہ کہ وصی صرف وقت گواہ کرے اسکے کہ وہ خراج کرنا بطریق قرین کے ہی یا کہ وہ پھر گناہ یتیم سے کذا فی جامع الفصولین وغیرہ اور علت اسکی خلاصہ میں یوں بیان
کی ہے کہ وصی کا قول اگر خراج کرنے میں معتبر ہی لیکن مال یتیم سے بھر لینے میں مقبول نہیں بلا شہادت ہم غائب ہونے کی قید اسواسطے لگائی کہ اگر یتیم کا مال حاضر
ہوگا تو بطریق اولے متبرع ٹھہرے گا قروم مسائل ملحقہ شرح کے الوکالة المحررة لا تدخل تحت الحکم ویبایہ فی الدرر وکالت مجرورہ لینے جو کالت
حقوق العباد سے خالی ہے وہ تحت حکم حاکم داخل نہیں اور بیان اسکا در زمین ہی ہم در زمین منفرے سے منقول ہے کہ قبض دین کے وکیل نے جبکہ علیہ
کو حاضر کیا سوا اٹھنے تو وکیل کا اقرار کیا اور دین کا منکر ہوا تو وکالت ثابت ہوگی تو اگر وکیل اثبات دین کے واسطے گواہ لانا چاہے و مقبول نہیں لینے قاضی
اسکا سماعت نہ کرے گا اتنے بقدر الضرورة وجه التوکیل بالمسلم او صحیح ہی تو وکیل بیع سلم کرنے میں ہم صورت اسکی یہ ہے کہ کچھ روپی کسی آدمی کو دے
تا کہ وہ مثلاً گویوں پر عقد سلم کرے تو وکیل کرنا جائز ہے یا نہیں بیع اور شر کے کذا فی الخطاوی لا یقول عقد المسلم صحیح نہیں وکیل کرنا عقد سلم کے قبول
کرنے میں ہم صورت اسکی یہ ہے کہ کسی وکیل کیا کہ روپے طعام سے میں سو وکیل نے روپیے اور مکمل کو دیئے تو طعام وکیل یہ نہ ہو مکمل پر اور روپی وکیل کے
مکمل کے ذمہ پر فرض ٹھہرنے کے اسواسطے کہ وکیل باطل ہے کذا فی الخطاوی پھر شرح کے قاعدہ مذکورہ پر تفسیر کی فلما نظر ان یسلم من دینہ فی ذیۃ تحصیلہ تو
وقف کے ناظر کو جائز ہے کہ عقد سلم کرے وقف کے محاصل سے مسجد یا مدرسہ کے تیل اور چٹائیوں میں ہم لینے اگر وقف سے درہم یا دینار حاصل ہو اور اسے مسجد
کے چراغ روشن کرنے کے واسطے عقد سلم کیا تیل میں یا فرش کے واسطے چٹائیوں میں سلم کیا تو صحیح ہے اسواسطے کہ ناظر وکیل ہی واقف کا او تو وکیل بالاسلم صحیح ہے
ولیس لہ ان یوکل بہ من جعلہ یحل امینا علی القرینۃ فی امرہ بعقد المسلم ویسلم منہ عاقر لہ باطن لکالہ وکیل الواقف والوکالۃ
امانہ لا یصح یصح ما وتمام فی شرح الوہیائینہ اور جائز نہیں ناظر کو کہ وکیل کرے عقد سلم کا اس شخص کو جسکو اسے امین مقرر کیا ہے فرقیہ وقف پر کچھ مال
محبس کرے کہ ناظر امین کو عقد سلم کا امر کرے اس اناج میں جو وقف کی زمین میں پیدا ہوا اور اس المال سلم کا اس امین سے لے باطن میں بغوض اس وظیفہ کے جو
ناظر کے واسطے مال وقف سے مقرر ہوا یہ اسواسطے جائز نہیں کہ ناظر وکیل ہی واقف کا اور وکالت امانت ہے جسکی بیع صحیح نہیں اور پورا بیان اسکا شرح
وہابیہ میں ہے ہم امین کو محبوب ارض وقف میں عقد سلم اسواسطے جائز نہیں کہ وکیل قبول عقد سلم صحیح نہیں اور ناظر کو امین مال لینا اسواسطے جائز نہیں
کہ ناظر واقف کا وکیل ہی محاصل قریب کے قبض کرنے کا تو جب ناظر نے امین سے کچھ مال لینا بغوض اپنے وظیفہ مضیہ کے تو اسے وکالت کو بیجا حالانکہ بیع صحیح کا
کی صحیح نہیں کذا فی الخطاوی ملخصاً

باب عزل الوکیل

یہ باب ہر مغربی وکیل کے اس کام میں الوکالة من العقود العین الاثرۃ کا اعلانیہ فلا یدخل علیہ وکالت ان عقود میں ہے جو لازم نہیں چنانچہ عاریت و
وکالت میں خیال اثر شرط داخل نہیں ہوتا ہم عقد لازم میں خیال اثر کی حاجت ہے یا صاحب اختیار فتح عقد کے اور وکالت خود عقد غیر لازم ہے تو اس میں خیال اثر کی حاجت نہیں
ولا یمسح الحکم یا مقصود او اعمالہم فی اخص من دعوی صحیح علی التیم ویبایہ فی الدرر اور حاکم کو ثبوت وکالت پر مقصود بالذات حکم کرنا صحیح نہیں ثبوت وکالت
کا تو حکم صحیح نہیں ہوتا مگر زمین دعوی صحیح کے ملیوں پر اور بیان اسکا در زمین ہی ہم قبل اسباب کے تعمیر گزرا درہم کہ اگر یہ اعلیہ وکالت کا مقرر ہو اور دین کا منکر تو

یعنی شکار زمین وغیرہ
سے طعام میں کچھ روپے
پیار کیا اور روپے
قبول اسکی علیہ خالد
کو وکیل کیا کہ طعام
کے لینے روپیہ سے

باب عزل الوکیل

حکامات ثابت نہیں ہوتی عدم حکم کی وجہ یہ کہ حکم سے وکالت لازم ہو جاتی ہے اور حالانکہ وکالت شرعاً غیر لازم ہے یہ بھی مصنف نے عدم لزوم وکالت پر تفسیر کی کہ آئندہ قیل
 میں فلموکل العزل من شاء ما لم يتعلق حق الغير کوکیل خصوصاً بطالب المصداً سبباً تو موکل کو اختیار ہو وکیل کے منقول کرنے کا جیسا ہے تا وقتیکہ
 اس حق غیر متعلق نہ ہو جسے غیبت کا وکیل مدعی کی طلب چاہئے آگے آگیا ہم نے اگر مدعی کی خواہش سے مدعا علیہ غائب کا کوئی وکیل مقرر ہو ہو تو مدعا علیہ اسکو منقول
 نہیں کر سکتا اس واسطے کہ اگر مدعا علیہ چھپ چکے تو اسکا حق فوت ہو جائے اور اگر مدعا علیہ موجود ہو یا وکالت بلا طلب مدعی ہو تو وکالت لازم نہیں موکل کو اسکا
 منقول کرنے کا اختیار ہو ولو الوکالۃ دودیه فطلاق وعناق علی ما صحیحہ البرازی و سبباً معنی الحق خلافہ فتنبہ منقول کرنا وکیل کا بھی نہیں
 اگرچہ وکالت دوری ہو طلاق یا عناق میں بنا براس قیل کہ جسکی تصحیح کی ہے برازی نے اور مقرر کیا سکے مخالف آوے گا عینی سے تو ضرور رہنا ہم وکالت دوری
 یہ کہ موکل کے وکیل سے کہ پیش تھیکہ فلانے کام کا وکیل کیا جیکہ میں تجھکو منقول کروں تو تو میرا وکیل ہو گا ذانی اللہ ربشی طاعلم الوکیل ای فی القصدی ای
 الحکم فیثبت ویغزل قبل العلم کالرسول موکل کو منقول کا اختیار ہے بشرط معلوم ہونے وکیل کے اپنے عزل قصدی میں علم وکیل شرط ہے اور عزل حکمی
 چنانچہ موکل کی موت میں تو عزل ثابت ہوگا اور وکیل منقول ہو جائیگا قبل علم کے چنانچہ رسول منقول ہو جانا ہر رسالت سے قبل علم کے ولو عینی کہ قبل وجود
 الشرط فی المعلق بہ اول الشرط بہ یعنی شرح وجہاً نیۃ اگرچہ اسکا منقول کرنا قبل وجود شرط کے ہو اس وکالت میں جو مطلق بشرط ہے اسی
 قول کافی ہو گا ذانی فخر الوہابیہ ویثبت ذلک ای العزل بمشافہۃ یہ و بکتاہۃ مکتوب بعزلہ او اسالہ دسوکا مہیز اعدا کا وغیرہ القاء
 حتی او عبداً صغیراً او کبیراً صدقہ او کذبہ ذکر المصنف فی منقولاً القضاء اور وہ اپنے منقول کرنا بالمشافہۃ منقول کرنے سے ثابت ہوتا ہے اور منقول
 کے خط لکھنے سے اور رسول منیر کی پیام رسانی سے خواہ رسول عادل ہو یا غیر عادل بالاتفاق آزاد ہو یا غلام صغیر ہو یا کبیر وکیل اسکی بقیدین کرے رسالت میں
 یا تکذیب ذکر کیا ہے اسکو مصنف نے اپنی شرح میں متفرقات قصا کے مسائل میں ہم منیر کی قید سے مجنون اور بیوش اور صغیر غیر منیر خارج ہو گیا الخاقال الرسول
 الموکل ادسائی الیک کا بالمشافہۃ عزله ایاک عن کالتہ عزل ثابت ہوتا ہے جبکہ پیام رسان یوں کہ کہ موکل نے تجھکو تیرے پاس بھیجا ہے تاکہ میں
 تجھکو تیرے منقول کر دینے کی وکالت سے خبر ہو جائے و لو اخیبرہ فصولی یا العزل فلا بد من احد شطری الشہادۃ عدا او عدالۃ کا کھانا قدا
 المستفاد من المتفرقات اور اگر وکیل کو فتویٰ منقول کی خبر کرے تو ضرور یہ ثبوت عزل میں شہادت کے دو خرون میں سے ایک خبر خواہ باعتبار شمار کیا عدالت
 چنانچہ اسکے مانند اور مسائل میں جو اہل مذکور ہو چکے ہیں بلحاظ تفرقہ میں ایک خبر شہادت کا شرط ہے ہم اخوات مقدمہ اخبار مولے بحیثیت عبد اور شفعی
 کو یہی کی خبر پہنچا اور بارہ کو نکاح کی اور مسلم غیر مہاجر کو احکام شرعیہ کی خبر اور عیب کی خبر قصد شرک اور جرم یا ذوق اور وضع شرکت اور عزل قاضی اور
 متولی وقت کی خبر ان سب اہم مذکورہ کی اتحاد میں یہ شرط ہے کہ یا دو شخص خبر کریں یا ایک عادل وقد صدانہ منی صدقہ قبل ولو قاسماً اتفاقاً
 ابن حلت اور ہمچہ مقدم ذکر کیا کہ جب وہ مخیر کی تصدیق کرے تو اسکی خبر مقبول ہے اگرچہ مخیر ماسق ہو یا لائق کذا صرح ابن ملک و فرغ علی ہم
 لزوم ما من الجائزین بقولہ اور مصنف نے ہم لزوم وکالت پر دونوں طرف موکل اور وکیل سے تفسیر کی اپنے قول آئندہ سے فلان وکیل ای بالخصر منہ
 و بشرط العلم بالوکیل بتکامح و طلاق و عناق یہ ہم مالد بشرطہ شیء بغير عینہ کما فی کذا ثبوتاً محمول نقضہ بشرط علم ہو وکالت
 خصوصیت کے وکیل اور شریعین کی خرید کے وکیل کو اپنا منقول کرنا جائز ہے بشرط دانست اپنے موکل کے نہ نکاح اور طلاق اور عناق اور مال موکل کی بیع
 اور شریعہ میں کی خرید کے وکیل کو ذانی الاشیاء یعنی نگاہ و غیرہ کے وکیل کو اپنا منقول کرنا صحیح ہے اگرچہ اسکا موکل منقول کو بخارے و کذا بشرط علم
 السیادمان بعزل قاضی و امام نہ تھا واکہ کما بطل فی الجہد اھم اور اسی طرح دانست بادشاہ کی قاضی اور امام مسجد کے اپنی ذات کی
 منقول کرنے کی شرط ہے اور شریعہ میں ثابت نہیں چنانچہ جواہر القادسی میں اسکو مشروح بیان کیا ہے اپنے اگر قاضی نے آپ کو قصا سے منقول کیا اور

امام محمد یا عید نے آپ کو امانت سے مزل کیا تو صحیح نہیں بدون علم سلطان کے وکلاء بقض الدین ملای عزله ان لیسر حصرة المدیون وادواکله
 بجز نہ کہ تعلق حقہ بہ حکام وکیل کیا کسی کو قبض دین کا تو وکیل اپنے مزل کرنے کا مالک ہے اگر اسکو موکل نے بلا حضور مدیون وکیل کیا ہو اور اگر اسکو مدیون
 کے سامنے وکیل کیا تو وہ اپنے مزل کرنے کا مالک نہیں بسبب تعلق ہونے حق مدیون کے ساتھ اس کے چنانچہ مذکور ہو چکا کہ در صورت تعلق حق غیر وکالت لازم ہوتا ہے
 ہم تعلق حق مدیون یوں ہے کہ اگر مزل بلا علم مدیون صحیح ہو تو مدیون مزل لینے فریب خوردہ ہو جائیگا در صورت اداسے دین کو وکیل کا اذاعلم بہ بالغزل یعنی
 غیبت نہ تعلق شتم فرغ علیہ بدشو کہ مگر جبکہ مدیون مزل کو معلوم کر جائے تو اب موقت میں وکیل مزل ہو جائیگا پھر صنف نے اس قاعدہ پر
 قول آئندہ کو متفق کیا فلو دفع المدیون دینہ المیزای الوکیل قبل علی ای المدیون بعزلہ بدو بعد کالہ بعد لغیر وکیل تو اگر مدیون نے موکل کا
 دین وکیل کو دیا قبل دانست مدیون بغزل وکیل تو وہ بری الذمہ ہو گیا اور جب دریافت مزل کی بری الذمہ ہو گا بسبب یہ مدیون کے غزل وکیل کو بغیر جب
 اسکو معلوم ہو گیا کہ وکیل نے آپ کو وکالت سے مزل کیا اور پھر اسکو دین دیا تو بری الذمہ ہو گا کیونکہ اس نے غیر وکیل کو دیا اور غیر وکیل کے دین سے دین اور
 نہیں ہوتا ولو عزل العدل الموکل یسیر الرهن نفسه بجزرة الموقت ان رضی بہ بالغزل صح وکالا لا یعلق حقہ بہ وکالا وکالا لا یعلق حقہ بہ
 بطلب المدیون عن غیبتہ کما صراہ اگر اس عادل نے جو وکیل مقرر ہوا ہی راہن کا مزل کی بیع کے واسطے اپنی ذات کو مزل کیا مزل کیج کے سامنے
 اگر مزل راضی ہو گیا مزل سے تو صحیح ہے اور نہیں تو صحیح نہیں بسبب تعلق ہونے حق مزل کے ساتھ اس کے اور اسی طرح ہر شخصوت کی وکالت مدعی کی طلب سے
 غیبت مدعا علیہ کے نزدیک چنانچہ مذکور ہو چکا غرض یہ ہم طحاوی نے کہا کہ ظاہر اقد عدالت وکیل کی بقتضائے غالب ماد کے ہے والا تو وکیل بیع رسن کی
 عدالت پر موقوف نہیں و لیکن نہ تو کیا بطلان تھا کہ المیزای علی الصحیح کالہ کا حق لیا فہم وکالہ کما غزلت فانت وکیل بعزلہ بیکما و
 فانت مزل بعین اور نہیں ہر اس قسم سے جس میں حق غیر متعلق ہو وکیل کرنا زوجہ کی طلاق کا زوجہ کی طلب سے بنا بر قول صحیح کے اس واسطے کہ زوجہ کا
 حق اس میں کچھ نہیں اور نہیں ہر قسم مذکور سے موکل کا یوں کہنا کہ ہر بار کہ میں مجھ کو مزل کروں تو تو میرا وکیل ہے بسبب اس کے مزل ہونے کے اس قول
 سے کہ ہر بار کہ میں مجھ کو وکیل کروں تو تو مزل ہے کہ ذاتی المعنی ہم طحاوی نے کہا کما غزلت فانت وکیل میں اس واسطے عزل ثابت ہوتا ہے کہ اس میں
 حق وکیل متعلق نہیں و قول الوکیل بعد الغیر الموکل الغیت لو کیلی او انا بری من الوکالة لیس بعزل تجوز الموکل بقولہ لم اوکل کذا کیون
 حو کہ الامان یكون عزلا کما ان یعزل الموکل الله لا وکالہ بقض فقد عرفت تالون فقولنا علیہ اور وکیل کا یوں کہنا بعد قبول وکالت کے موکل کے سامنے
 کہ میں نے تیری تو وکیل کو لٹو کر دیا یا کہ میں بری ہوں وکالت سے مزل کرنا نہیں ہے جیسے موکل کا یوں انکار کرنا کہ میں تجھ کو وکیل نہیں کیا غزل ہو گا
 مگر یہ کہ موکل وکیل سے کہے کہ واندین تجھ کو کسی چیز کا وکیل نہیں کرتا سوالیہ میں تیری سستی اور کاہلی معلوم کی تو عزل ثابت ہو گا کذا فی الزمعی
 لکن ذکر فی الوعیایا ان جہد عزل وکالہ المیزای علی الصحیح لیکن زیلعی نے کتاب الوصایا میں ذکر کیا کہ موکل کا
 انکار عزل ہی اور صنف نے اپنی شرح میں اسکو اس پر محمول کیا ہے جب وکیل موکل کے ساتھ موافقت کرے ترک وکالت پر ہم لینے انکار موکل اس صورت
 میں عزل ہی پر جب کہ وکیل بھی وکالت کو چھوڑ دے اگر ایسا نہ ہو تو اختلاف الروایۃ و قدیم الشاذ و حلالہ بان جہد ماعد النکاح فسخ
 ثم قال فی روایۃ تام یفتری بالیحد انتہی فیہ صنف لیکن قسستانی نے اختلاف روایت کا ثابت کیا ہے اور قول ثانی لینے عزل ہونا انکار کا اسکو
 مقیم ذکر کیا ہے اور وجہ اس کی یوں بیان کی ہے کہ ماورائے نخل کے انکار فصیح ہے پھر قسستانی نے کہا اور دوسری روایت میں وکیل مزل نہیں ہوتا
 انکار سے انکار کا مقرر قسستانی تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ہم اور اسی طرح حموی نے اختلاف روایت ثابت کیا ہے چنانچہ دلوا الجیس سے نقل کیا ہے کہ اگر وہ
 سے انکار کیا تو وہ رجوع ہے اور رجوع کبیر میں ہے کہ یہ رجوع نہیں تو اس میں دو روایتیں ہیں اور اسی طرح مجہد وکالت میں وکیل یا موکل سے اور مجہد

وکیل شرط ہو اور علم خط بھیجے سے ہر دکل غائباً ثم عن له قبل قبولہ جمع و بعدہ کا وکیل کیا شخص غائب کو پھر اسکو مغرول کیا قبل اسکے قبول کرنے کے
تو صحیح ہو اور بعد قبول کے صحیح نہیں یعنی قبل قبول بلا علم وکیل غل صحیح ہو اور بعد قبول صحیح نہیں بدون علم کے در صورت غل تصدی کذا فی الطحاوی دفع الیہ
تقصمۃ نید فہما الی انسان یصلہا فدفعہا و نسیجہ لایضم الی وکیل یا لک دفع و یا وکیل کو آقا بتا اس آدمی کو دے جو اسکو درست کر دے
سو وکیل نے اسکو دیا اور بھول گیا کہ اسکو دیا تو وکیل بردین سے تاوان نہیں اسواسطے کہ اسنے موافق اسکے کہنے کے عمل کیا اور نسیان سے تصدی
اسکی ثابت نہیں ابراہہ عمارکہ علیہ بری من الکل قضاء ولما فی الاخرۃ خلا کا بقدر ما یتقہم ان لہ علیہ صاحب دین نے مدیون کو بری کر
کر دیا اس دین کو اسپر ہی تو وہ بری الذمہ ہو گا کل دین ظاہر حکم میں اور آخرت میں تو بری الذمہ ہو گا مگر اسقدر دین سے جتنا صاحب دین گمان
رکھتا ہے کہ اسکا اتنا ہی اسپر ہم یعنی مجلات اسنے دین معاف کر دیا لیکن اسکا گمان یہ ہے کہ سیر دس دس دین ظاہر ہو گا اسکی سو دس دین تو باعتبار
قضا سب سے بری ہو گیا بنظر اطلاق برأت اور عند احد فقط دس دس سے بری ہو گا کذا فی الطحاوی و فی الاشیاء قال مدیونہ من جملہ بعلامۃ
کذا اومن اخذ اصبعک اذ قال لا کذا فادفع الیہم جمع کاتوکیل صحیحی فلا یدبر بال دفع الیہ اور شاہدین ہیں کہ اپنے مدیون کہ کہ جو میرے پاس آو
غلانی تستانی لیکر یا جو میری انگلی پکڑے یا تجھ سے غلانی بات کہے تو اسکو دیکھو تو صحیح نہیں اسواسطے کہ یہ توکیل بھول ہی تو مدیون بری الذمہ ہو گا اسکی دین سے
و فی الوہبائینہ ومن قال اعط لمان قابض فصرف فاعطام یزید بالماثل اور وہاں نیز میں ہی اور جبکہ دائر ہے کہ مال جھنگلی کے پکڑنے والے کو سو دیا اسکو
مدیون بری الذمہ ہو گا او طال میں اسکو خسارہ ہو گا یعنی دوبارہ اسکو دنیا پڑے گا وہ دیکھ و بعدہ یا نقد او بعدہ بخالدہ فخالقہ قالو یجوز المتعذر او جس موکل نے
کے باج اسکو اور جو نقد یا یون کہہ کہ باج اسکو اور جو نقد کے ہاتھ سو وکیل نے اسکے خلاف کیا یعنی او دھار بجا یا زید کے ہاتھ ہی تو علمانے کہہ کہ اتنا تفر کیا وکیل کو جائز ہے
ہم لہیع ولج بالنقدہ ایک منور ہے ولج لہیع الخالدیہ دوسری صورت ہے وکیل کو مخالفت مذکورہ اسواسطے جائز ہے کہ یہ کلام مشورہ پر محمول ہے چنانچہ مضارب کہہ کہ یہ مال الطوب
مضارب کے لیے اور اس سے گویوں خرید کر تا تو اسکو جو خرید کر یا جائز ہے کہ یہ کلام مشورہ پر محمول ہے چنانچہ مضارب کہہ کہ یہ مال الطوب
اسکو مخالفت کرنا جائز نہیں کذا فی الطحاوی عن شرح الوہبائینہ و فی الدفع قل قول الوکیل مقدم ہو و کذا قول دیا لدین الخصم صحیح ہے اور مال کے دین میں
وکیل کا قول مقدم ہے اسی طرح صاحب دین کا قول مقدم ہے اور خصم یعنی موکل پر چہ کیا جائیگا ہم صورت اسکی یہ ہے کہ موکل نے وکیل کو مال دیا اور کہہ کہ اس پر ادائیگی
کر سو وکیل نے کہہ کہ میں ادا کیا اور صاحب دین نے کہہ کہ اسنے نہیں دیا تو وکیل کا قول جیتے بری الذمہ ہونے میں یعنی وکیل نے تاوان دینا لازم ہو گا اور وکیل
کا قول مقدم ہے موکل کے اس قول پر کہ اسنے صاحب دین کو نہیں دیا اور صاحب دین کے اس قول پر کہ میں کچھ نہیں پایا لیکن یہ فقط در حق برأت ہے نہ در حق
سقوط حق دائر تو وہ اپنا دین موکل سے لے گا اور دین کا قول موکل در وکیل کے قول پر مقدم ہو گا عدم سقوط حق میں اور موکل سے زبردستی حق اسکا دلایا جائیگا
لہذا اسکے اگر موکل طالب کذب اور وکیل کا مصدق ہو تو طالب سے قسم لے جائے سو اگر اسنے قسم کھائی تو قبض دین ثابت ہوا اور اگر قسم نکھائی تو حق اسکا ساقط
ہو گیا اور اگر بالکس ہو یعنی موکل طالب مصدق اور وکیل کا کذب ہو تو وکیل سے قسم لے جائے کذا فی الطحاوی و لو قبض الدلال مال البیوع کی یہ لیسۃ منہ دفع
یشطط اور اگر دلال نے مال بیع یعنی من لیا مشتری تا بالغ کو تسلیم کرے اور من ضلح ہو گیا تو دلال اور بالغ نہیں ضلح لہذا کہ ہم اپنے مصالح بال نصف ہو گا دین مال
اور بالغ کے ناظم نے کہا یون تفصل کرنا لائق ہے کہ اگر بالغ نے دلال کو قبض من کل اذن دیا ہو تو دلال پر تاوان لائق نہیں اور دین تو بالغ چاہے مشتری سے تاوان
چاہے دلال سے اگر مشتری سے لے تو وہ دلال سے کھے تا وقتیکہ دلال اسکا فرستادہ نہ ہو بلکہ کی طرف من ہو چائے میں کذا فی الطحاوی و العلم و استغفر اللہ

کتاب الدعوی

کتاب الدعوی

یہ کتاب ہر دعوی کے احکام میں لایفہ مناسبتہ مالو کا الہ بالخصوصۃ مناسبت دعوی کی خصوصت کی وکالت سے پوشیدہ ہیں

ممناسبت یہ ہے کہ خصومت کے وکیل کو دعویٰ کی طرف حاجت ہے بلکہ گاہے غیر خصومت کا وکیل بھی دعویٰ کی طرف حاجت مند ہوتا ہے۔ اسی لحاظ سے قول بقصد یہ کہ استناد
ایجاب حق علی غلبہ لغت میں دعویٰ وہ قول ہے جس آدمی اپنے غیر پر ایجاب حق کا ارادہ کرے لیکن بلا قید مناعت و مناسبت اور اس میں دفع عن حق
نفسہ سے کچھ تعرض نہیں والہو بالثانیث فلا تنوت اور لفظ دعویٰ کا الف تانیث کے واسطے ہے تو اس پر تعزین داخل نہیں کی جاتی کہ جمع ہا دعویٰ نفی ہو اور
لغت حق فقاویض ہے اور جمع دعویٰ کی دعاوی ہے لہذا دعاوی اور فتویٰ اور فتاویٰ کے کذا فی الدرر لکن جزم فی المصباح یکسر ہا البتہ فی جماعتہ محفوظہ
علی الف تانیث لکن مصباح العلوم میں واو کے کسر پر یقین کیا دونوں میں لینے دعاوی اور فتاویٰ میں الف تانیث کی محافظت کے واسطے ہم عبارت
مختلفہ مصباح میں یوں ہے کہ جمع دعویٰ دعاوی یکسر واو ہے اس واسطے کہ وہی اصل ہے اور لفظ واو ہی الف تانیث کی محافظت کے واسطے کذا فی الطحاوی مخصصاً
و شرعاً قول مقبول عند الفقہاء بقصد یہ طلب حق قبل غیرہ خروج الشہادۃ و کافراً اور اصطلاح شرع میں دعویٰ عبارت ہے اس قول
جو تاضی کے رویہ مقبول ہو اور اس طلب حق اپنے غیر شخص سے مقصود ہو کل کئی شہادت اور اقرار مقبول سے قول ملزم مراد ہے تو غیر ملزم خارج ہو گیا فاضی
کی قید اس واسطے لگا لی کہ غیر قاضی کے رویہ دعویٰ سمیع نہیں اور طلب حق کی قید سے شہادت خارج ہو گئی دعویٰ کی تعریف سے اس واسطے کہ شہادت اگرچہ
قول مقبول ہے مگر اس اثبات حق غیر مقصود ہے اور اسی طرح اقرار بھی اودفعہ ایدہم الخصم عن حق نفسہ دخل دفع دعویٰ البتہ فی قسم
بہ یفیق بذا یہ دعویٰ عبارت ہو دفع کرنے مدعی سے محام کو اپنی ذات کے حق سے تو اس میں داخل نہ ہوا تعرض کے دعویٰ کو دفع کرنا تو وہ سموع ہو گا
اسی قول کا فتویٰ ہے کذا فی البراز یہ ہم دفع تعرض کی صورت یہ ہے کہ قاضی کے سامنے کہے کہ فلا شخص ناحق میرا تعرض ہوتا ہے اور میں اس کے دفع تعرض کا
مطالب ہوں تو یہ دعویٰ سموع ہے قاضی اسکو ناحق تعرض سے باز رکھے تو ترک اس کے پاس حجت نہیں ہے تو وہ تعرض سے روکا جائے اور جب اسکو حجت
ہے تو تعرض کرے کذا فی الطحاوی بخلاف دعویٰ فطم التزلزل فلا تسهم من اجبہ بخلاف دفع قطع نزاع کہ وہ سموع نہیں کذا فی السراج ہم صورت
اسکی یہ ہے کہ قاضی کے پاس ہے اور کہے کہ اگر فلا نے شخص کا مجھ پر جو دعویٰ کرے اور میں تو ابرا کرے تو اس شخص پر حیر نکلیا جائیگا دعویٰ میں اس واسطے
کہ وہ صاحب حق ہو کذا فی الطحاوی و ہذا اذا ارید بالحق فی التعریف لکام الوجودی اور یہ لینے تعریف دعویٰ میں اور دفعہ عن نفسہ کا قول زیادہ کرنا
اس وقت ہے جبکہ تعریف مذکور میں حق سے امر وجودی کا ارادہ کیجیے ہم جب امر وجودی مراد ہو تو امر عدلی چنانچہ دفع کو تعریف شامل ہوگی تو قول مذکور کے زیادہ
کرنے کی حاجت ہوئی تا دفع بھی دعویٰ کی تعریف میں داخل رہے اور عدلی سے مراد ہے جو امر اعتباری کو بھی شامل ہو اس واسطے کہ دفع عدلی نہیں کیونکہ
دفع سے کف عن المنازعہ مراد ہے فلا ارید ما یم الوجودی المدعی لم یجتہم لہذا القید سو اگر حق سے وہ ارادہ کیجیے جو کہ وجودی اور عدلی دونوں کو
شامل ہو تو اس قید لینے زیادہ دفع کی حاجت نہ رہی والمدعی من اذا تزلزل دعویٰ تزلزل ای کہ مجھ پر علیہ اور مدعی وہ شخص ہے کہ جبکہ وہ اپنا دعویٰ
کرے تو چھوڑا جائے لینے حاکم اسے زبردستی دعویٰ نہ کرے اور المدعی علیہ اور مدعی علیہ وہ شخص جو مدعی کے برخلاف ہو لینے جو ترک
خصومت سے چھوڑا نہ جائے بلکہ اسے زبردستی خصومت کروائی جائے فلا فی البدیۃ قاضیان کل فی محلة فالحیاد المدعی علیہ عند حملہ یہ فیض بزار
ولو القضاء فی المدعی لا یتم علی الظاہر ولیہ فیتعذر الیہ لو اگر ایک شخص میں دفع قاضی ہوں ہر قاضی ہو علیہ علیہ علیہ علیہ کا تو مدعی علیہ کو اختیار ہو قاضی کے پاس چکا
حاضر ہو محمد کے نزدیک اسی قول کا فتویٰ ہے کذا فی البراز یہ اگرچہ وہاں چاروں درجے قاضی ہوں یا ہر قول ظاہر ہے اور اسکا معنی فتویٰ دیا کہ کسی بار کذا فی البحر
ہم علامہ مقدسی نے صاحب بحر کے قول پر اعتراض کیا کہ ابو یوسف کے قول پر اعتقاد کرنا مناسب ہے لینے مدعی کو اختیار ہے اس واسطے کہ ابو یوسف کا قول مدعی اور
مدعی علیہ کی تعریف کے موافق ہے قال المصنف لو الولاية لفاضین فاکثر علی السواہ فی العبرة للمدعی نعم لو امی السلطان بأجایہ المدعی علیہ
لنم اعتمار لہ بالنسبة الیہ کما مر انما موصف نے اپنی شرح میں اور اگر دو قاضیوں کی یا زیادہ کی ولایت برابر جمیع محلات شہرین تو مدعی

مفسر مشہور کا دعویٰ اسلئے غلط کہ اسلئے اسکو مال قرض دیتے ہیں الکی ہی دفعہ یا مدعا علیہ کے اموال منکوحہ کو اسلئے غصب کر لیا تو ظاہر ہوا
 یہ دعویٰ غیر مسلم پر کیا جاتا ہے اور اسی پر یقین کیا ہے کہ اسلئے قرض دیا کہ بدریہ میں وحکمہ وجوب الجواب علی الخصم دھما مدعی علیہ ہلا اوینم حتی
 و سکت کان انکارا فتنہم البینۃ الا ان یکون اخر من اختیار و سقوطہ اور دعویٰ کا حکم واجب ہونا جواب کا ہو مدعا علیہ پر نہیں یا بان کر کے
 تو اگر وہ چاہے کہ نہ نہیں بلکہ نہ بان تو یہ سکوت انکار ہوگا تو گوہی سنی جائیگی مگر یہ کہ مدعا علیہ کو نہ ہو تو اسکا سکوت انکار نہ ہوگا کذا فی الاختیار اور اگر ہم اسکو
 محقق بیان کرینگے یعنی قضی نیکو کہ کی شرح میں دسیبہ اعلق البقاء المقدر تبعا طی المعاملات اور دعویٰ کا سبب متعلق ہونا بقا و مقدر کا یہ معاملات
 کے استعمال سے یعنی اور معاملات میں زیادت اور نقصان اور اقرار اور انکار اور توکیل وغیرہ ملک جاری ہو تو دعویٰ کرنا اسی قسم سے ٹھہرا جو بقا عالم
 مکلفین کا مقفی ہو اسواسطہ کہ اگر دعویٰ کیجئے تو اکثر حقوق ضائع ہو جائیں فلو کان ما یدعیہ منقولہ فی ید الخصم ذکر المدعی انہ فی ید البیہ
 لا محال کو نہ ہو کذا فی ید او جو سبب الکتف فی ید تو اگر وہ مال جسکا مدعی دعویٰ کرنا ہو مال منقول مدعا علیہ کے ہاتھ میں ہو تو مدعی یہ بیان
 کرے کہ وہ مال مدعا علیہ کے ہاتھ میں ناحق ہو سبب بطل ہوئے اس مال کے ہون مدعا علیہ کے ہاتھ میں یا یہ کہ مجھوس بواسطہ من کے ہوا اسکے پاس طلب لانا
 احضار ان امکن فعلی الغیرم احضار لیشار الیہ فی الدعوی والشہادۃ والاستحلاف اور مطالبہ کرے مدعی اسکے حلقہ کرنے کا اگر بے آنا
 اسکا ممکن ہو بلا مشقت تو مریون پر احضار اسکا واجب ہوتا اسکی طرف اشارہ کیا جائے دعوے اور شہادت اور استحلاف میں و ذکر المدعی قیضہ ان یقتضی
 احضار العیس یا یکلن فی نقلیاموئتہ وارقات بدیال معریا الخ انہ اور مدعی اسکی نیت ذکر کرے اگر معتذر ہو احضار میں کا اسطہ کہ اسکا
 لے آنے میں مؤنت ہو اگرچہ مؤنت قلیل ہو ان کمال لے اسکو ذکر کیا ہو نسبت بخیر اند کر کے ہم کلام ابن کمال حکلی اور دھیر وغیرہ میں ہونہ ہلاک میں میں تو شایع
 کا بیان اسکو ذکر کرنا سموی کذا فی المطاوی عہلا کذا او غیتہا لادہ مثله معنی قیضہ بیان کرے اگر احضار اسکا معتذر ہو اسکے ہلاک ہو جانے سے
 یا اسکے غائب ہونے سے اسواسطہ کہ قیمت اسکی مانند ہو اسکے باعتبار معنی کے یعنی قیمت اسکی مائل معنی ہون ان تعدد احضار ہامیج بقا انکار خیر ہون
 طعام و قیضہ غلو بہ القاضی امینہ لیشار الیہا اور اگر احضار اسکا معتذر ہو باوجود اسکے موجود ہونے کے جیسے حکلی اور گیون کا دھیر
 اور بھیر بکری کا کلاہ تو قاضی اپنا امین بھیجے تا اسکی طرف اشارہ کیا جاوے تاکہ لکن باقیہ الکتبی فی الدعوی بذکر القیضہ اور اگر وہ غیر باقی نری
 ہو تو دعویٰ میں بذکر قیمت کفایت کرے وقالوا وادعی انہ غصبہ عن کذا لم یدکر قیضہ انہم فیخلف خصمہ او یخبر علی البیان
 در سو ابن ملط ولینا وادعی اعیاننا مختلفہ الجنس والنوع والصفت و ذکر قیمۃ کل جملہ کفی ذلک الاجمال علی الخصم وقبول یدتہ او
 خصمہ علی کل مسرۃ اور فقہائے کہا ہے کہ اگر دعویٰ کیا کہ مدعا علیہ نے مدعی سے فلا فی چیز غصب کی ہے اور اسکی قیمت نہ بیان کی ہو تو دعویٰ سے
 مسموع ہوگا تو مدعا علیہ سے قسم لیا جائیگی در صورت انکار یا استبر بیان قیمت نہ زیر دستی ہوگی در صورت اقرار کذا فی الدرر داہن ملکہ اور اسی واسطہ
 یعنی سبب دعویٰ غصب اگرچہ مدعی اسکی قیمت نہ بیان کرے اگر مدعی نے اشیاء مختلفہ الجنس والنوع والصفت کا دعویٰ کیا اور سبب خیرون کی قیمت بلا تفصیل بیان
 بیان کی تو یہ اجمال کافی ہو صحت دعویٰ میں بقول صحیح اور مدعی کے گواہ بیان قیمت میں قبول ہونے یا اسکے مدعا علیہ سے قسم لیا جائیگی سبب خیرون پر الکیارم
 اعیان مختلفہ الجنس خیراچہ الناح اور مختلفہ النوع خیراچہ عمدہ کیوں اور جوا و مختلفہ الصفت خیراچہ عمدہ کیوں اور ناقص وان لم یدکر قیمۃ کل عین علی حدہ
 لادہ ملکہ دعویٰ غصب بلا بیان قیضہ او بقرینہ اسکی جملہ ہلاک قیمت مجمل کا دعویٰ مسموع ہو اگرچہ قیمت ہر چیز کی علیحدہ نہ بیان کرے اسواسطہ کہ
 دعویٰ غصب بلا بیان قیمت صحیح ہو اور اگرچہ ہر جملہ کل اشیاء کی قیمت مجمل بیان کرے تو بطریق او و فی فی دعویٰ السرقۃ بشرط ذکر القیضہ لعلہ کو بقا
 لضا یا فاما فی غیرہا فلا بشرط اذیتہ اور اجتناب نہ کرے کہ جو دعویٰ میں قیمت کا ذکر نہ ہو تا اسکا انساب ہونا معلوم ہو اور جو دعویٰ اسکا قیضہ بیان نہ ہو

حاصل ہونے مقصود کے ہم لفظ میں ہر کہ اگر داد و معروف ہو تو امتیاز نہ حاصل ہوگا مگر اس کے موائی کے ذکر سے یا اس کے پیشہ یا وطن یا اس کی ملکیت تو حق
تمیز و خواہ اقل سے حاصل ہو یا اکثر سے و ذکر کا نہ اسی العقار فی دین البصیر خصم اور اس کا ذکر ضروری ہے کہ گھر یا باغ و عمارت کے قبضہ میں ہو تاکہ وہ خاص
شخص سے منقول اور غیر منقول ذکر قبضہ مدعا علیہ میں برابر ہیں اور تخصیص عقار اس واسطے کی کہ بیان بیان تمام عقار کا کذا فی الطحاوی ویزید علیہ غیر حق
ان کا ان المدعی منقولہ لہما من اور زیادہ کہ اسے اس پر غیر حق کی قید اگر منقول ہو جس کا دعویٰ کیا جائے مذکور ہو گیا ہم مذکور یہ ہو چکا کہ حق ناحی اس واسطے
ذکر کرے کہ شائد وہ غیر اس کے پاس رہا ہو یا محبوس بن ہو و لا یثبت یدہ فی العقار بقصد اقصا بل بحد من ینبغی او علم فاق احتمال تردید
بجلا المنقول لمعاينة لیدہ اور ثابت نہیں ہوتا قبضہ اور تصرف مدعا علیہ کا زمین میں تمامین کے باہم تصدیق کرنے سے بلکہ ضروری ہو گا ہی سے باقائمی
علم سے بسبب احتمال تردید تمامین بخلاف منقول کے کہ ان میں تصادق تمامین مثبت قبضہ ہی بسبب معاينة ہونے قبضہ منقول کے ہم احتمال تردید یہ ہے کہ شائد
تمامین پر اپنا مال لینے کے واسطے اپنے آپ کو مدعی اور مدعا علیہ بنایا ہو ثم هذا لیس علی خلافہ بل اذا ادعی العقار ملکاً مطلقاً بغير یضیافہ بنیہ یا علم
قاضی قبضہ مدعا علیہ پر علی الاطلاق نہیں بلکہ یہ زمین ملک مطلق کا دعویٰ کرے ہم ملک مطلق وہ ہر جس میں ملک کا سبب مذکور ہو چنانچہ خرید یا میراث یا ہبہ
اما فی دعوی الحقیقہ دعوی الشرع من ذی البید فلا یفتقر لینه لان دعوی الفعل کما لہم علی الذی لہم علی غیر البیضاء لہ او غلبہ دعوی
اور قابض خرید کرنے کے دعویٰ میں تو حاجت نہیں گواہی کی اس واسطے کہ فعل کا دعویٰ جیسا قابض پر صحیح ہے ویسا غیر قابض پر بھی صحیح ہے کذا فی الزائر ہم شائع نے
دلیل سے اشارہ کیا کہ ملک مطلق کے دعویٰ میں اور فعل کے دعویٰ میں فرق ہے فعل سے مراد غلبہ خرید ہے ذکر انہ یطالبہ یہ لتوقفہ علی طلبہ کا احتمال رہنم
او حبسہ بالحق یہ استفعہ علی یادة بغیر حق قاضیہ اور اس کا ذکر ضروری ہے کہ مدعی اس کا مطالبہ کرے یا مدعا علیہ سے سبب وقوف ہونے حق مدعی کے اس کی
طلب پر اور اس کے مومن ہو یا محبوس یا ثمن ہو کے احتمال ہے اور اشتراط مطالبہ سے بغیر حق کے زیادہ کرنے کی حاجت نہ رہی سو اس کو سمجھ لے ہم شائع نے اشارہ کیا کہ
عقار اور منقول میں بغیر حق کا ذکر لازم نہیں کیونکہ اشتراط مطالبہ ہی اس کے ولو کان ما یدعیہ دینا مکمل ادا ہو و نا نقدا او غیرہ ذکر وصفہ نہ کہ قبضہ
الاجلہ اور جس کا مدعی دعویٰ کرنا ہو اگر دین ہو خواہ مکمل ہو یا موزون نقد ہو یعنی چاندی سونا ہو یا سوا اس کے تو اس کے وصف کو مذکور کرے اس واسطے کہ مکمل یا موزون
دریافت نہیں ہوتا مگر وصف کے بیان سے ہم وصف یہ کہ گیون مثلاً عمدہ یا ناقص چاندی کھری یا کھوٹی اور ذکر وصف کی اس وقت حاجت ہے جبکہ شہر میں کسی قسم کے
روزی یا اشرفیاں رائج ہوں اور اگر ایک ہی قسم کا روپیہ یا اشرفی مروج ہو تو ذکر وصف لازم نہیں کذا فی الحموی و لا ید فی دعوی المطالبات من ذکر
الجنس النوع والصفة والقدیر سبب الوجود فلا مدعی کو یہ دینا علیہ ہر مذکور سیالہ تسمیہ اور ضروری ہے مثلیات کے دعویٰ میں بیان کرنے
حسین اور نوع اور صفت اور مقدار اور سبب وجوب سے تو اگر مدعا علیہ پر ایک کر گیون کے دین ہونے کا دعویٰ کیا اور اس کا سبب نہ ذکر کیا تو دعویٰ
سموع ہو گا ہم جنس جیسے گیون اور نوع جیسے مرغ گیون یا سفید اور صفت جیسے حید یا رومی اور مقدار جیسے دو من یا چار من اور سبب وجوب
جیسے قرض یا ثمن یا عصب و اذا ذکر فی السلم النکالہ المطالبۃ فی مکان عیناہ اور جبکہ وجوب کا سبب ذکر کیا تو بیع سلم میں
اس کو مطالبہ جائز نہیں مگر اسی مکان میں جس کو مدعی اور مدعا علیہ نے معین کیا وہی غرض و عصب و استہلاک فی مکان الفرض
و غیرہ میں فلیہ فظلاً اور مانند فرض اور عصب اور استہلاک مثلیات کے دعویٰ میں مطالبہ نہیں مگر قرض کے مکان میں اور مانند اس کے یعنی
عصب اور استہلاک کے مکان میں کذا فی البحر تو اس کو یاد رکھنا چاہیے ویسا لالتقاضی المدعی علیہ عن الذی دعویٰ فیقول انہ ادعی
علیہ کذا فماذا تقول بعد صحتہا و لا تضد صحتہ لا یسأل لعدم وجوب جوازہ اور قاضی مدعا علیہ سے دعویٰ
کو پوچھے تو یوں کہہ کر فلا نے مدعی نے تجھ پر ایسا دعویٰ کیا ہے سو تو کیا کہتا ہے سوال کرے بعد صحت ہونے دعویٰ کے اور اگر صحیح دعویٰ سے صادر نہیں ہے

تو مدعا علیہ سے سوال نہ کرے بسبب نہ واجب ہونے اس کے جواب کے ہم قاضی کا سوال مدعی کی طلب پر موقوف ہے اور قول ضعیف یہ ہے کہ اگر مدعی جاہل ہو تو قاضی بدوین اس کی طلب کے مدعا علیہ سے پوچھ کر کذا فی السراجیہ فان اقرضنا او انکر فیرهن المدعی قضی علیہ بلا طلب لکن سو اگر مدعا علیہ دعویٰ یا انکار کرے تو خوب ہی یا انکار کرے سو مدعی گواہ لاوے تو قاضی حکم کرے مدعا علیہ پر لیجے اس کو ہر اسے اور مدعی کو جتاوے بدوین طلب مدعی کے مدعا علیہ کے کہ میں مدعی کے دعوے کو دفع کر سکتا ہوں تو قاضی اس کو تین دن کی مدت دے اور بعد مدت اس پر حکم کرے اور قاضی کا مدعا علیہ کو خیر دار کرنا کہ ہم تقصیر حکم کرتے ہیں مستحب و لازم نہیں کذا فی السراجیہ و الا یرهن حلفہ الحاکم بعد طلبہ اذا بد من طلبہ الیہین فی جمیع الدعاوی و الا عند الشاک فی ادب علی ما فی البذلہ یہ اور اگر مدعی گواہ ہوں سے اپنا دعویٰ ثابت نہ کرے تو مدعا علیہ کو حکم قسم دے بعد مطالبہ مدعی اس واسطے کہ جمیع دعاوے میں مطالبہ قسم کا جانب مدعی سے ضرور ہو مگر ابو یوسف کے نزدیک چار مواقع میں طلب مدعی ضرور نہیں کذا فی البذلہ یہ ہم مواقع اربعہ سے ایک و بالعبید بن یزید خدا کی قسم کھائے کہ میں راضی نہیں ہوا عیسے سے شفعی قسم کھائے کہ میں تیرا شفعہ باطل نہیں کیا تم عورت جبکہ نفقہ طلب کرے اپنے نوحے غائب سے تو یوں قسم کھائے کہ نوحے نے اس کو نفقہ نہیں دیا اور تکیہ اس کے واسطے چھڑ گیا تم مسحق قسم کھائے کہ میں نے نہیں بچا کذا فی الجلی من البحر قال و اجھو اھل الخلیفہ بلا طلب فی دعوی المدین علی المیت ابن زبیری نے کہا اور طرفین اور ابو یوسف بلا طلب قسم ملانے پر اتفاق کیا میت پر دعوی دین میں ہم صورت تخلیف بیان یوں ہے کہ ناضی اس کو قسم دے اس کی کہ تو نے اپنا حق مدیون سے نہیں پایا اور کسی نے اس کی طرف سے چھلکا اور کیا اور تیری طرف سے کسی نے اس پر قبضہ کیا تیرے اس سے اور نہ تو نے اس کو معاف کر دیا وکل نہ بعض اور نہ کسی کا تو نے اس پر حوالہ کیا اور نہ تیرے پاس اس کی کوئی چیز رہی ہو کذا فی الجلی عن البحر و اذا قال المدعی علیہ انکر لا یستخلف بل یحبس لیضراوینکو حرد اور جبکہ مدعی طریقہ نے کہا کہ دعوی مدعی کا میں نہ اقرار کرنا ہوں نہ انکار تو حاکم قسم ملے بلکہ اس کو قید کرے تاکہ وہ اقرار کرے یا انکار کذا فی الدرر ص ۱۰ امام کا قول ہے اور ما جہیں کے نزدیک اس میں قسم لینا چاہیے و کذا لولم السکوت بلا دفع عند الشاک خلاصہ قال فی البحر وہ افیت لما ان الفتوی علی قول الشاک فیما یستخلف بالفضاء انتہی ثم نقل عن السبک الثم شہد انہ انکار فیسخلفا و اسی طرح مدعا علیہ قید کیا جائے اگر سکوت لازم نہ ہو مدعی بدوین کسی آفت اور مرض کے ابو یوسف کے نزدیک کذا فی البذلہ بحر الرائق میں کہا اور اسی کا میں فتویٰ دیا اس واسطے کہ تعلقات قضائین ابو یوسف کے قول پر فتویٰ ہوا تھے مافی البحر ص ۱۰ صاحب بحر نے بدلے سے نقل کیا کہ مشابہ شریعت یہ ہے کہ عدم اقرار اور عدم انکار تو مدعا علیہ سے قسم لیجائیگی ہم شہادہ یہ ہے کہ قول بدلے کی منہر مسئلہ سکوت کی طرف راجع ہے حالانکہ انبیاء نہیں بلکہ وہ مسئلہ متن کی طرف راجع ہے اور وہ ما جہیں کے قول کی تفہیم ہے اس واسطے کہ لغتاً شہدہ نصیح کے الفاظ سے ہو کذا فی الجلی لخصاً قیدنا بتخلیف الحاکم لانہ اعلیٰ ان یخلف عند غیر قاض و یكون برئاً فھو یا ظل لان الیہین عن القاضی مع طلب الخصم و لا عبرۃ الیہین و لا نکول عند غیر القاضی عن تخلیف حاکم کی قید گائی اس واسطے کہ متحمیم اگر آپس میں اس پر اتفاق کریں کہ مدعا علیہ قاضی کے سوا کہیں اور قسم کھاوے اور بری الذمہ ہو جائے تو وہ باطل ہے اس واسطے کہ قسم قاضی کا حق ہے ساتھ طلب کرنے مخاصم کے اور اعتبار نہیں قسم اور انکار قسم کا غیر قاضی کے پاس فلو برھن علیہ ای علی حقہ یقبل و لا یخلف ثانیاً عند قاض بزان یہ اکاذ کان حلفہ الاول عنہ فیکفی دوسرے سو اگر غیر حاکم کے پاس قسم کھائی بھرمی اپنے حق پر بیان لایا تو مقبول ہوگی اور اگر گواہ طایا تو مدعا علیہ سے دوسری بار قسم قاضی کے پاس کذا فی البرر یہ مگر جبکہ پہلی قسم قاضی کے پاس لے گئی ہو کذا فی یزید و بارہ قسم کی حاجت نہیں کذا فی الدرر و نقل المصنف عن القاضی ان التخلیف حق القاضی قال یکن یا سخلافہ لہ دعت بر اور مصنف نے اپنی شرح میں قینہ سے نقل کیا کہ تخلیف حق قاضی ہے تو جبکہ تخلیف قاضی کے قسم لینے سے نہو کی متبر نہو کی ہم بمسئلہ متاخر ہر متن کے مسئلہ کا اس واسطے کہ مسئلہ میں یہ ہے کہ غیر قاضی کے پاس قسم کھانا

میرے پاس گواہین اس دعوے پر چھوڑ گئے کہ لایا تو انکے ترمیم کے قبول میں اس احتمال سے کہ اسٹیک گواہ ہونگے یہ وہ قبول کیا انتہا میں اختلاف تو مذکور ہے لیکن قسم کا اس میں اتنی نہیں مگر شیخ کا ہاشم میں سراج سے قول محمد کی ترجیح مذکور ہے کہ ذی الطہاروی بعد یوں کہ علیہ کیا تھا قبل البینۃ یہ دالہ القضاہ یا انکول خانیہ گواہ قبول میں دعا علیہ کی قسم کے بعد جیسے گواہ مقبول ہیں بعد قضا بالکول کے کذا فی البینۃ عند العامة وہاں علیہ مقبول شریع الیہا فاجازۃ الحق اور وہ البینۃ عند العامة وکذا فی البینۃ کا خلف عن البینۃ فاذلجاء حکم الاصل انتہا حکم الخلاف حکمانہ لہو یوجد احداً یسویاہ بعد البینۃ اکثر علماء کے نزدیک مقبول ہیں اور یہی قول صحیح ہے یہ دلیل قول شریع کی جیسے قسم مرد و نہی کے لائق ترمیم عادل گواہوں سے اور اس مسئلہ کے قسم گواہوں کے خلاف کے مابین ہر دو میں اصل کا حکم آیا علیہ کا حکم ہو گا یا کچھ دیکھا کذا فی البینۃ و یظهر کذا مباحثات ای البینۃ کوادھا ای لیسالیہ بالاسباب علیہ ای لیسالیہ علیہ ثم اقامہا حتی یجفت فی عینہ و علیہ الفتوی طلاق الخانیۃ خلاف طلاق البدن اور ظاہر ہوتا ہے کہ کذب دعا علیہ کا گواہوں کے قائم کرنے سے اگر مدعی نے مال کا دعویٰ بلا اظہار سبب کیا پھر دعا علیہ نے قسم کھا لی پھر مدعی نے گواہ قائم کیے تو وہ دعا علیہ اپنی قسم میں حاشا ہو گا اور اس قول پر فتویٰ ہے کہ ذی کتاب الطلاق من الخانیۃ برخلاف الطلاق درہم درہم کہ اصواب پر ہے کہ اگر کذب ظاہر ہو گا تو وہ معاقب بقوت شاہد زور ہو گا انتہی تو صاحب درہم کا کلام عام ہے خواہ دعوے سبب کے ساتھ ہو یا بلا سبب ہو و ان ادھاہ سبب ہوتا ہے انہ کا دین علیہ ثم اقامہا المدعی علی السبب کا ظہر کا لہذا وہ وجہ الفرقہ ثم وجہ لا برہ اوکاہ انفاہ و علیہ الفتوی میں ہے کہ دسرا جو شہنہ وغیرہ اور اگر مدعی نے سبب ظاہر کر کے دعوے کیا پھر دعا علیہ نے قسم کھا لی کہ اس پر دین نہیں ہے پھر مدعی نے سبب ظاہر کر کے قرض دینے پر گواہ قائم کیے تو دعا علیہ کا کذب ظاہر ہو گا اس واسطے کہ جائز ہے کہ اول قرض پایا گیا پھر ابراہ قرض یا اداسے قرض پایا گیا اور اسی قول میں برہنہ ہے کہ ذی الفصولین والسرہ والشمی وغیرہم ولا تخلف فی نکاح انکر ہوا دھو و رجوعھا ہا ہوا بعد عتق و ذالہ نکوہ احدھا بعدا للاق واستیلاہ تدعیہ لامہ فلا یتکفی عکسہ لثبوتہ باقرارہ و ورق و نسب ان ادھی علیہ لثبوتہ قضاہ او البینۃ و بالکتاب کے تحت قضاہ ادمو لا اذ علیہ اذ علیہ اذ علیہ و لسان اور منکر کو قسم دینا نہیں نکاح میں خواہ مرد منکر ہو نکاح کا یا عورت اور قسم نہیں رجعت میں خواہ مرد منکر ہو رجعت کا یا عورت بعد عدت کے اور ایلا میں جسکا مرد یا عورت کے انکار کیا بعد عدت ایلا کے اور اس مسئلہ میں جیساکہ دعویٰ لوندی کرتی ہے اور اسکا بالعکس یعنی ادعا ہی استیلاہ سے حاصل نہیں ہو سکتا سبب ثابت ہونے استیلاہ کے بول کے اقرار سے اور رقیہ اور حب میں قسم نہیں اسطرح کہ دعوے کیا شخص مجہول ہے کہ وہ اسکا غلام ہے یا بیٹا یا اس کے بالعکس یعنی مجہول الحال ایک مرد پر دعوے کرے کہ وہ میرا مولے ہو یا بیٹا اور وہ منکر ہوا و والے عتقت یا طار موات میں قسم نہیں دلا کا دعوے کیا شخص اس کے یا اسفل نے اپنے معروضہ مجہول پر دعویٰ کیا یا مجہول نے معروف پر اور حد اور لسان میں قسم نہیں ہم اشیا میں ام میں کے نزدیک تخلیف نہیں خلافاً لہما جہن رجعت میں بعد عدت کے اسواً قید لگائی کہ قبل عدب رجعت ثابت ہو جائیگی مرد کے قول سے اگر عورت اسکی نکاح کرے اور ایلا میں بعد عدت کے قید اس واسطے لگائی کہ ایلا کی عدت میں ایلا ثابت ہو گا رجوع کے دعوے سے اور اگر عورت مدعی ہوگی رجعت اور ایلا میں تو وہ موافق خلاف ہے ہر الفتنی علی انہ یصلھا منکحہ فی الاشیاہ البینۃ ومن عدھا ستۃ الحق او مویۃ الولد یا نسبہ او الرق والی اصل ان اشیاہ علیہ التخلیف فی الکلیۃ لای علیہ د اور فتوہ اس پر ہے کہ قسم لیا جائیگی منکر سے اشیا و سبب مذکورہ میں اور جسے انکو چھوٹا کیا ہے ایام ولد ہوتے کہ نسب میں ایلا یا ہر یار فی میں خلاصہ یہ ہے کہ قول مفتی بہ تخلیف ہر کل امور مذکورہ میں سہارے مزدور کے دھنی کسک قد حذر و اعلم حذر یہ میں لیا گیا کہ اخلاق حق

ای نہ لایعالی نہ کذلک لعدم علم بر ما فعل غیر و ظاہر اور قسم دینا غیر کے فعل پر ہوتا ہے اور علم پر یعنی نفی علی پر یعنی یوں قسم کھائے کہ وہ نہیں جانتا کہ اس نے
 مدعی کا ایسا ہی غیر کے فعل پر فعل علم کی اس واسطے قسم ہوئی کہ اس کو ظاہر علم حاصل نہیں کہ غیر شخص نے کیا فعل کیا اللہ ہم الا اذا كان دخل الخبر شيئاً يتصل به
 ای حال مخالف و فرج علیہ بقولہ فان ادعی مشتقاً بعد سقۃ الجدا و ایا قرة وثبت ذات مخالف البائن علی البينات مع
 انہ فعل الغیر وانما صح باعذار و حوب تسلیم سلیماً فرج جم الی فعل نفسه فمخالف علی البينات لا یمکن ان لا یعتبر مطلقاً
 حدیثی اور ایسی غیر کے فعل میں نفی علی پر قسم ہوتا ہے یا نہ لایعالی نہ کذلک لعدم علم پر ہوتا ہے اور علم پر یعنی نفی علی علی پر یعنی یوں قسم کھائے کہ وہ نہیں جانتا کہ اس نے
 تو اگر غلام کے مشتری نے غلام کی چوری یا بھاگنے کا دعویٰ کیا اور یہ ثابت ہو گیا تو بائع یقین پر قسم کھائے یا جو دیکھ سرقہ اور غرار غیر کا فعل پر اور قطع اور
 یقین نہ اس اعتبار سے صحیح ہو کہ بائع پر تسلیم غلام کی بلا عیب واجب ہو تو غیر کا فعل اسکے ذاتی فعل کی طرف راجع ہو تو یقین پر قسم کھائی اس واسطے کہ مخالف
 علی القطع ہو کہ ترستی علم کی قسم سے و لہذا وہ معتبر ہو مطلقاً خواہ اپنے فعل پر ہو یا غیر کے فعل پر بخلاف ایسے عکس کہ اپنے علم کی اپنے فعل پر کافی نہیں کذا
 فی الدررین الزیاجی ہم خبر الراتی میں کہ خبر مقام میں کہ میں علی العلم واجب ہو بھرا شے یقین پر قسم کھائی تو کافی ہو اور اس میں ساقط ہو گئی اور باعکس
 اسکے نہیں پر یعنی بجای حلف علی القطع حلف علی العلم کافی نہیں اور جو حلف اشیر واجب نہیں اسکے کول سے قاضی حکم نہ لے گا انتہی فی شرح المحرم عندہ علم
 اذا حال المتکرم لا علم لی بذات ولو ادعی العلم حلف علی البينات مکودہم ادعی قیض رہیم اور شرح مجمع میں زبلی سے منقول ہے کہ اپنے
 میں علی العلم اس وقت ہی جبکہ متکرم کے محکم اس دعویٰ کا علم نہیں ہو اور اگر اسکی دانست کا دعویٰ کرے تب تو یقین پر قسم کھائے چنانچہ امانت دار سے
 صاحب و ولایت کے قبض کرنے کا دعویٰ کیا ہم اپنے قبض صاحب و ولایت ہر چند فعل غیر پر لیکن جب مورد نے اسکے علم کا دعویٰ کیا تو اب اس پر میں
 علی القطع لازم ہوگی و فرج علی قولہ فعل غیر علی العلم بقولہ واذا ادعی بکنا سبق المتشرع علی شواہد و کابینۃ یختلف خضہ ہو
 بکرم علی العلم ای نہ لایعالی نہ اشتراہ قبیلہ کما مر اور مصنف نے اپنے اس قول پر فعل غیر علی العلم تفسیر کی اس قول سے اور جبکہ کرنے
 دعویٰ سبقت خرید کا کیا زید کی خرید پر اور گواہ نہیں تو اسکا محام اپنے بکر قسم کھائے علم پر یعنی وہ یوں قسم کھائے کہ وہ نہیں جانتا کہ مدعی نے اسکو
 خرید کیا قبل اسکے بدلیل گذشتہ اپنے غیر کے فعل میں علم پر قسم ہوئی ہم او نے یہ تھا کہ شارح بجائے وہو بکر کے وہو زید کہتا اس واسطے کہ وہ خصم کی تفسیر ہو
 کذا فی الطحاوی کذا اذا ادعی دینا و عینا علی وارث اذا علم انما الخفی کو نہ میرا ناوا اقربہ المدعی او برہن الخصم علیہ فیخلف علی
 العلم سہی طرح جبکہ دعویٰ کیا دین کا یا عین کا وارث پر غیر ملکہ قاضی اسکی میراث ہونے کو جانتا ہو یا مدعی نے اسکی میراث ہونے کا اقرار کیا ہو یا ہم
 اپنے مدعا علیہ اسکی میراث ہونے پر گواہ لایا ہو تو مدعا علیہ علم پر قسم کھائے ہم صورت اسکی یہ ہو کہ مدعی لکھ کہ یہ غلام جسکا تو وارث ہوا ہی فلا نے مورث
 سے وہ میرا ملوک ہو اور میرے پاس نامق ہو اور مدعی کے گواہ نہیں تو وارث قسم کھائے کہ میں نہیں جانتا کہ وہ تیرا ملوک ہو علم قاضی اس واسطے شرط ہوا
 کہ اگر قاضی کو میراث کا علم نہ ہو گا تو یقین پر قسم لے گا نہ علم ہو اور اقرار مدعی کی مثال تصویر میں مذکور ہو چکی اور برہان خصم کی اس طرح صورت ممکن ہو
 کہ ایک مدعی نے ایک شخص پر دعویٰ کیا کہ یہ چیز اسکی ہو اور مدعی اقامت برہان سے عاجز ہوا اور اسکی میں علی القطع کا مطالبہ ہوا سو مدعا علیہ
 نے کہا کہ وہ میراث ہو اور اسے میں علی العلم کا ارادہ کیا سو مدعی نے اسکا انکار کیا تو وارث نے گواہ قائم کیے اپنے مدعا پر تو وہ علم پر قسم کھائے گا
 خلاصہ یہ کہ ہر کہ دعویٰ عین میں تحلیل وارث علی العلم کی یہ شرط ہے کہ امور ثلثہ میں سے ایک امر ہو کذا فی الطحاوی ولو ادعی انما الخفی و العین
 الدارث علی غیرہ یخلف المدعی علی البينات مکودہم و شواہد درر اور دعویٰ کیا دونوں کا اپنے دین اور عین کا وارث نے
 غیر شخص پر تو مدعا علیہ یقین پر قسم کھائے کہ اس میں مورث کا حق نہیں چنانچہ وہو بکر اور زید کذا فی الدرر ہم بہرہ اور خرید کی صورت یہ ہو کہ اگر

۴
 غرض غیر کے فعل پر
 علم پر قسم کھائی

ایک مرد نے دوسرے کو غلام بیہ کیا اور اسے اپنے قبضہ کیا یا ایک نے دوسرے سے غلام خرید لیا پھر ایک مرد آیا اور اسے دعویٰ کیا کہ وہ اسکا غلام ہے اور اسے پاس گواہ نہیں تو مدعا علیہ نفس پر قسم کھائے نہ علم پر طحاوی نے کہا کہ والحق کا واد یعنی اور ہر کمال یعنی مختلف جملہ القود لجاماً اور قسم کھائی قصاص کا منکر اتفاق امام اور صاحبین کے ہم خانہ میں ہر قتل کی تحلیف کی کیفیت میں دو روایتیں ہیں ایک روایت یہ ہے کہ حاصل پر قسم کھائے کہ والد مجھے فلاں کا خون نہیں اور میرے اوپر کوئی حق ہے اس خون کا جب کا وہ مدعی ہے اور دوسری روایت یہ ہے کہ سبب پر قسم کھائے یعنی بیچ والد فلاں بن فلاں کو قتل نہیں کیا اور سوائے قتل کے قطع اور جراحت میں حاصل پر قسم کھائی یعنی نہ سبب پر اتنے فان لکل فان کان فان النفس جس حق پر قتل حاصل ہو سو اگر تکرر قصاص قسم کھائے تو اگر قتل نفس میں دعویٰ ہو تو قید کیا جائے بیان تک کہ اقرار کرے یا قسم کھائے و فیما ذہبہ نقصان کا خلاف خلقت قایہ النفس کمال فیجی فیہ کما بتدال خلا فالخصا اور قتل نفس کے سوا اپنے قطع اور جراحت میں در صورت نکول قصاص لیا جائے اس واسطے کہ اطراف آدمی کے اپنے مثلاً ہاتھ پاؤں حفاظت نفس واسطے پیدا ہوئے ہیں مال کے مانند تو اس میں ابتذال جاری ہے و بظاہر صاحبین کے ہم ایک نسخہ میں بدل ہے بجائے ابتذال کے اور بدل کا وضع ہے ابتذال سے صاحبین نے کہا ما ذہبہ نقصان میں نکول سے قصاص لازم نہیں اس واسطے کہ نکول وہ اقرار ہے ہمیشہ ہم پر تو قصاص اسے ثابت ہوگا اور مال واجب ہوگا کذا فی البحر قال المدعی بیئہ حاضرة فی المص و طلبہ میں خصم لہ مختلف خلا فالخصا مدعی نے کہا میرے گواہ حاضر نہیں اور اسے اپنے مدعا علیہ سے قسم چاہے تو وہ قسم کھائے برخلاف صاحبین کے ہم امام کی دلیل یہ ہے کہ ثبوت حق قسم میں مرتب ہے عاجز ہونے پر اقامت برہان سے تو ناامکان برہان کیونکر قسم کھائے اور صاحبین کی دلیل یہ ہے کہ میں مدعی کا حق ہے تو بپاشکی وہ طلب کرے تو قبول ہوگی ولو حاضرة فی مجلس المحکم لہ مختلف اتفاقاً و لو غائبة عن المص مختلف اتفاقاً ابن ملاح قد لخص فی البیئہ عملاً لہو اور اگر گواہ مجلس حکم میں حاضر ہوں تو قسم کھائے بالاتفاق اور اگر غائب ہوں شہر سے تو قسم کھائے بالاتفاق کذا مرع ابن ملک اور مجتبیٰ میں غائب ہونے کو مدت سفر کے ساتھ معین کیا ہے یعنی اگر تین منزل پر گواہ دو روز مدعا علیہ پر قسم کرے گواہوں کا وہاں سے بلانا ضرور نہیں و ماخذ القاضی فی مسئلۃ المات فی الالبسط بشہدۃ کفیلۃ ثقتہ یوم من ہدیہ یوم فی حفظ من حصرہ لو وجبہا والمال حقیراً فظاہر

یعنی بنفستہ ایام فی الصحیح مسئلہ تن یعنی جبکہ مدعی کہے کہ میرے گواہ شہر میں حاضر ہیں اس دعویٰ میں جو شہر سے ساقط نہیں ہوتا یعنی غیر حدود میں قاضی مقدم تمام ہے کہ اس کے سوا جانے سے اطمینان حاصل ہو کذا فی البحر تو اسکو یاد رکھنا چاہیے تو قاضی مدعا علیہ سے حاضر ضامین تین دن کا قول صحیح میں اگر جبہ مدعا علیہ صاحب اعتبار ہو اور مال بے حقیقت ظاہر نہ ہو بین کذا فی البیئہ و عن الثانی الی مجلسہ لثانی و صحیحہ اور ابو یوسف سے روایت ہے کہ قاضی کی مجلس ثانی تک حاضر ضامین اور یہ قول بھی صحیح ہے فارحی من اعطاء ذلک الکفیل لائمہ بنفسہ لہ امینہ مقدار صلیہ الکفیل لثانی یغیب سو اگر مدعا علیہ ضامن دینے سے سربازی کرے تو خود مدعی یا امین اسکا اس کے ساتھ نیاز ہے بمقدار مدت تکفل یعنی تین دن یا مجلس ثانی تک تاکہ مدعا علیہ غائب ہو جائے الا ان یکون الخصم عزیباً ای مسافر یا خیلاً لزم او یکھل الی اثبات مجلس القاضی فکالخصم حتی لو علم وقت سفره یکفله الذی یمنظر فذیہ او یسخر فقاءہ لو انکو المثل کذا فی البحر کہ مدعا علیہ غریب یعنی مسافر ہو تو مدعی اس کے ساتھ بھرے یا حاضر ضامن لے تا انتہای مجلس قاضی دفع ضرر کے واسطے بیان تک کہ اگر مدعا علیہ کا وقت سفر معلوم ہو تو اس وقت تک ضامن ہے اور مدعا علیہ کی ہنیت اور لباس کو دیکھے کہ میقات نہ ہو یا مسافر نہ ہو یا اس کے سفر کے رفیقوں سے سفر کے وقت کو دریافت کرے اگر مدعی اسکی سافری کا منکر ہو کذا فی البیاز یہ ہم شارح نے غریب کی تفسیر مسافر اس واسطے کی تا معلوم ہو کہ مقیم ہو کہ مسافر کا بھی حکم غریب کے مانند ہے قال لا یتیمہ و علیہ بیئہ مختلفہ القاضی ثم برهن علی دعواه بعد البیئہ قبل ذلک البیئہ عنہ الامام منہ مدعی نے کہا کہ میرے پاس گواہ ہیں

مدعی نے کہا کہ میرے پاس گواہ ہیں

اور مدعا علیہ سے قسم جابہ سو قاضی نے اس قسم کی بھرمی گواہ لایا اپنے دعوے پر قسم کے بعد تو یہ برہان مدعی کے جانب سے اہم کے نزدیک مقبول ہوگی وکنہ الوقال المدعی کل بیئہ الی صافھی شہد زور او قال الذلحلفت فانت بری من المال فحلف ثم برهن علی الحق قبل خاتمة دہ جزم فی السراح کما من اور اسی طرح اگر مدعی نے کہا کہ جو گواہ میں لاؤں تو وہ کاذب گواہ میں یا اولاد کہ جب تو قسم کھاے تو تو بری الذمہ ہو مال سے بھراستے قسم کھا کر بھرمی گواہ لایا اپنے حق پر تو مقبول ہو کذا فی الخاتمة اور اسی پر یقین کیا ہو سرایح میں چنانچہ مذکور ہو چکا وفضل البیئہ لواقعا ہما بعینین کی شرح میں وقیل لا یقبل قائلہ محمد کما فی العبادۃ وعکسہ بر حملک اور قول ضعیف یہ کہ گواہ بعد طلق کے مقبول نہیں قابل اس قول کے محمد بن حسن میں چنانچہ عادیہ میں ہوا اور اسکو بالکس کہتا ہوں ملک نے اپنے قبول کو محمد کی طرف نسبت کیا ہی اور مدعی مقبول کو اہم کی طرف دکن الخلاف لوقال کاذب لم یثبہ الی بدفعہ او قال الشاہد لا شہادۃ لی ثم شہد والا صحیح المقبول لحوال النسیان ثم التذکرۃ والدن واقعہ المصنف اور اسی طرح اختلاف ہو اگر مدعا علیہ نے کہا کہ میرے پاس دفع دعوے کی دہرین بھروہ دفع دعوے کی وجہ لایا یا شاہد نے کہا کہ میری گواہی نہیں بھراستے گواہی دی اور قول صحیح تریہ ہو کہ مقبول ہو سبب جاکر ہونے نسیان کے اور بھریا دہرین سے کذا فی الدرر اور مصنف نے اسکو اپنی شرح میں ثابت رکھا اور ادعی المدیون کا ایصال فانکو المدعی ذلک ولا بیئہ لہ علی مدعا وظلیع بیئہ فقال المدعی اصل حق فی الختم ثم استغفر لہ ذلک قسم مدیون نے ایصال دین کا دعوے کیا سو مدعی اسکا منکر ہوا اور مدیون کے پاس گواہ نہیں اسلئے مدعی سو مدیون اسکی قسم کی درخواست کی تو مدعی نے کہا کہ میرا حق ختم میں کر لیجئے حاکم بھرمی محمد سے قسم لے تو اسکو اچھین اختیار ہو کذا فی القنیہ ہم طحاوی نے کہا کہ فی الختم سے مراد وادعائہم مقدم ہو اسواسطہ کہ قاموس میں ہو کہ ختم بوزن منبرہ الہ کہ جس سے پرکھتے ہیں اور مقصود احضار حق ہوا تھے اور ممکن ہو کہ اجل حق کا یہ مطلب ہو کہ میرا حق تجلی میں سر نہ کر کے حاضر کر بھرمی قسم لے وادعائہم والبیئہ للہ تعالیٰ الحدیث میں کہ ان حالفا علی حلف باللہ تعالیٰ ولیدنہم ہو قولہ اللہ خزائنہ وظاہرہ انہ لو حلفہ بغیرہ لم یکرہینا ولہم انہ صریحا بھرمی اور قسم ہوتی ہو اند تعالیٰ کے نام پاک سے جل وٹہ دلیل اس حدیث کے کہ جو قسم کھانے والا ہو تو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھائے یا نہ قسم کھائے اور عین یا صوبہ قول ہو کہ وادعائہم فی الخزانہ اور ظاہر اس کلام کا اسبب دلائل کرتا ہو کہ اگر غیر اس نام پاک کے قسم کھائے تو میں نہ ہوگی اور میں اسکو مر گیا نہیں دیکھا کذا فی البیہ لا بطلاق وعتاق فان الختم الخضم فعلیہ لغوی تنکار خاتمة لار الخلیفہ کما جزم خاتمة قسم نہیں طلاق اور عتاق سے اگر مدعی اسبب الخراج کرے اور اسی قول پر فتوے ہو کذا فی الدار خاتمة اسواسطہ طلاق اور عتاق کی قسم دینا حرام ہو کذا فی الخاتمة وقیل ان دست المضروۃ فوض الی الخاضع لیکمال البیئہ او بعضہن کا قول ضعیف یہ کہ اگر طلاق اور عتاق کی قسم کی ضرورت آئے تو یہ قسم قاضی کے اختیار میں ہو یا تابع بعض فقہاء علی حلفہم القاضی بہ فتکلی فقتضی علیہ بالمال المیت فقتضی علیہ علی قول اکثر کذا فی خزائنہ البیئہ فی ظاہرہ انہ مقرر علی قول اکثر اما علی القول بالتحلیف فہما فیقتضی کولہ ویقتضی بہ داکا خلاف مذکور

واعتدک المصنف سو اگر قاضی نے اسکو طلاق یا عتاق کی قسم دی بھراستے قسم کھائی تو اسبب طلاق کا حکم کیا تو حکم ناقہ ہوگا اکثر علما کے قول پر کذا فی خزائنہ البیئہ اور ظاہر یہ کلام مقرر ہو اکثر کے قول پر اور طلاق اور عتاق کے جواز تحلیف پر تو کول معتبر ہوگا اور اسی پر اعتماد کیا ہو مصنف نے اپنی شرح میں ہم علامہ مقدسی نے کہا کہ بے فائدہ تحلیف یہ ہوتا ہوتا خا طر مدعی مطمئن ہو جائے جبکہ مدعی پر دعویٰ متنبہ ہو بسبب نسیان وغیرہ کے بھرمی مدعا علیہ نے طلاق یا عتاق کی قسم کھائی تو مدعی اسکی تصدیق کرے گا اسنے تو تحلیف طلاق وعتاق باوجود عدم قصا بنکول بے فائدہ ہوتی قلت ولو حلف بالطلاق انہ کمال علیہم برہن المدعی علی المال ان شہدوا علی السبب کا لا قواہ کی فرقہ

وان شہدوا علی قیام الدین یفرق لان السبب یستلزم قیام الدین میں کہتا ہوں اور اگر طلاق کی قسم کھائی

اس پر مال نہیں بچھری گواہ لا یا مال پر اگر تباہی سبب مال پر گواہی دی چنانچہ اقراض پر تو فرق نکلیا جائیگا اور اگر قیام دین پر گواہی دی تو فرق کیا جائیگا اس واسطے کہ سبب لازم نہیں قیام دین کا ہم اس واسطے کہ شاید دیون دین کو ادا کر چکا ہو یا مدعی نے اسکو مطالبہ کر دیا ہو یا سبب کر دیا ہو اور یہی تفصیل مفتی بہر کما فی الطحاوی عن شرح الوہبانیۃ للعلامة عبد البر قال محمد فی التہمیدۃ علی قیام المال لا یجوز لاحتلال صدقہ خلافاً لابی یوسف اذ فی شرح الوہبانیۃ للشیخ بن ہلال قد تقدم اور محمد نے کہا کہ قیام مال کی گواہی میں حائث ہوگا بسبب احتمال صدقہ مدعا علیہ بخلاف ابو یوسف کے کہ اکتے نزدیک حائث ہوگا چنانچہ شریعتی کی شرح وہبانیہ میں ہے اور التہمید میں مقدم مذکور ہو چکا ویغلط بذکر اوصافہ لیسالے اور سخت اور شدید ہو جاتی ہے قسم حق اٹھانے کے اوصاف مقدم کے ذکر کرنے سے ہم انہما ایک یہ مثال ہے کہ قاضی کے مدعا علیہ سے کہ تجھ کو قسم ہے اس اسد پاک کی جبکہ سوا کوئی معبود برحق نہیں جو عالم ہی غیب اور شہادت کا کہ تیرے اوپر اس شخص کا مال نہیں ہے و قدید بعضہم بفاسق حال خطیر اور بعضہم فقہانہ تعلیظ اور تشدید کے مدعا علیہ فاسق اور مال کثیر کے ساتھ مفید کیا ہے یعنی تو معروف بالصلاح اور مال حقیر پر تعلیظ نہیں دلاختیار فیہ وفي صفتہ اللقاضی اور قسم میں اور قسم کی صفت یعنی تشدید میں قاضی کا اختیار ہے ہم یعنی تعین قسم میں قاضی کو اختیار ہے جیسے اسکو مصلحت معلوم ہو وہ اختیار کرے چنانچہ یون کے مدعا علیہ سے کہ وہ والد یا باند یا جمن کی قسم یا قار کی قسم وجبت العطف کیلئے لکھیں اور یہ نیز کرے عطف سے تاکہ قسم مکر ہو یا ہم یعنی یون کے قاضی کہ باند والرمن والقادر اس واسطے کہ مستحق تو ایک ہی قسم ہے اور عطف میں تکرار قسم ہوگی فلو حلفہ بالذکر والکل علیہ لایقضی علیہ یہ ای بالکل لان المقصود الحلف بالذکر وقد حصل من سبب یعنی سوا اگر قاضی نے مدعا علیہ کو اللہ کی قسم دی اور اسے تعلیظ یہیں سے انکار کیا تو قاضی اس پر نکلے حکم کرے اس واسطے کہ مطلب تو اللہ کی قسم ہے اور وہ تو حاصل ہو چکا کذا فی الزیاتی لایستحب التعلیظ علی الزمان ولا مکان کذا فی الحاوی فظاہر انہ صیاح مستحب نہیں مسلمان پر تشدید قسم کی زمان سے اور نہ مکان سے کذا فی الحاوی تو ظاہر اس کلام کا یہ ہے کہ تشدید زانی اور کاذبی مباح ہے یعنی اس واسطے کہ نفی استصحاب نفی ابات کو مستلزم نہیں تعلیظ زمان یہ کہ رمضان شریف یا جمعہ کے دن قسم ہے اور تعلیظ مکان یہ کہ مسجد یا بیت اللہ میں قسم ہے ویستحب الیہو وباللہ الذی انزل التورۃ علیٰ موسیٰ النضر ان باللہ الذی انزل الانجیل علیٰ عیسیٰ وباللہ الذی خلق النار فیہ خلط علی کل معقود فلو کفی باللہ کفی اختیار اور قسم کی بیوردی سے اس طرح کہ قسم ہے اس اللہ کی جس نے موسیٰ علیہ السلام پر نوریت اتاری اور اقرانی سے اس طرح کہ قسم ہے اس اللہ کی جس نے علیہ السلام پر انجیل اتاری اور موسیٰ سے اس طرح کہ قسم ہے اس اللہ کی جس نے گگ پیدا کی تو قسم میں تشدید کرے ہر دین والے پر اس کے اعتقاد کے موافق سوا اگر کفارہ مذکورین سے فقط اللہ کی قسم پر التفکر سے تو کافی ہے کذا فی الاختیار ہم موسیٰ سے آگ کی قسم نہ اس واسطے کہ غیر خدا کی قسم جائز نہیں بلکہ آگ کے خالق کی قسم ہے تو اسی طرح ہنود کے لنگا کی قسم نہ ہے بلکہ اللہ کی جس نے لنگا پیدا کی والوثنی باللہ تعالیٰ لا یتقر بہ وان عبد غیرہ اور بت پرست سے قسم اللہ تعالیٰ کے نام پاک کی اس واسطے کہ بت پرست خدا کا اقرار کرتا ہے اگرچہ غیر خدا کی عبادت اور پوجا کرتا ہے ہم مصباح العلوم میں ہے کہ دشمن منکر ہے ہوا پتھر سے یا سوا اس کے وجوم ابن الکمال بان الدھرۃ لا یعقود نہ تعالیٰ فلت وعلمہ بما فا یحلفون اور یقین کیا ہے ابن کمال نے اسکا کہ دھیر آدمی حق تعالیٰ کا اعتقاد نہیں رکھتے میں کہتا ہوں تو پتھر اس کے تو یہ لوگ کسی قسم کا دین و بقیہ تجلیف لکھن سوان یقول لللقاضی علیک عہد اللہ و میثاقہ ان کان کذا و کذا فاذا اوجی برأسہ او نغم صار حلفاً اور باقی رہا گوئے تو قسم دینا اسکا طریقہ یہ ہے کہ قاضی اس سے کہ کہ تجھ پر عہد ہے خدا کا اور اسکا میثاق اگر ایسا ہو پتھر جب وہ اپنے سر سے اشارہ کرے کہ ہاں تو وہ حلف ہو جائیگا ہم اور اگر انکار کا اشارہ کرے تو گول ہوگا اور دعوے ثابت ہوگا کذا فی القنیۃ اور قاضی گوئے سے یون نہ کہے کہ خدا کی قسم کھا کہ تیرے اوپر اسکا حق نہیں کہ یہ قسم نہوگی اگرچہ وہ اپنے سر سے اشارہ کرے کہ ہاں اس واسطے کہ اسکا

اشارہ گویا یوں ہو جائیگا کہ میں قسم کھاتا ہوں اور حالانکہ یہ قسم نہیں کذا فی الطحاوی عن اتقانی ولو صم لیضا کتب لہ لیحبیب لخطہ ان حسن قد
 وکذا اشارتہ اور گونگا براجی ہو تو قسم کو لکھ تاکہ وہ اسکا جواب لکھے اپنے خط سے اگر وہ لکھتا جانتا ہو اور نہیں تو اس کے اشارہ سے قسم لے دلو اسی لفظ فایہ او
 وصیہ او من لصلہ لقا ضی شرح دھبہ نیدہ اور اگر گونگا اور بر اندھا بھی ہو تو اسکا باپ قسم کھائے یا اسکا وسی یا حبیبو قاضی نے مضموب کیا کذا فی
 شرح الوہبانیہ ہم شایع کیون کہنا لازم تھا من لصلہ لقا ضی اس واسطے کہ قاضی اسکی طرف سے نائب کو اسوقت قائم کر لیا جبکہ باپ یا اسکا وسی نہو چنانچہ شرح
 و ہبانیہ میں ہے اور قسم کیا علم پر ہوگی اس واسطے کہ متعلق بغیر ی القین پر اسکو تحریر کرنا چاہیے پھر معلوم کر کہ قول مقدم کے مخالف ہو کہ نیابت استخلاف میں
 جاری ہوتی ہے نہ خلاف میں کذا فی الطحاوی وکذا جلفون فی دیوت عباداتہم لکراہتہ دخولہا لمخمس اور یود اور نصا سے اور بت پرستوں سے
 قسم نہ لیجائے انکے عبادت خانوں میں وہاں کے جائنکی کراہت سے کذا فی البحر ص لفظ قاضی وغیرہ کو کھار کے معاد میں جانا مکروہ ہے اس واسطے کہ وہ مجمع شیا طین
 میں اور ظاہر کراہت تحریری ہے اس واسطے کہ عند الباطلاق کراہت تحریری ہی مراد ہوتی ہے اور میں فتویٰ دیا ہے اس مسئلہ کی تقریر کا جو ملازم کنسیہ ہے سود کے ساتھ
 کذا فی البحر الرائق ویجلف القاضی نے دعویٰ سبب برتقم علی الحاصل ای علی الصورة انکار المنکر اور اس سبب کے دعوے میں جو رائل اور اطم
 سکنا ہو قاضی قسم دے حاصل پر لفظ انکار منکر کی صورت پر ہم حاصل کی یہ تفسیر بمعنی اصطلاحی ہے اور معنی لغوی حاصل کا یہ ہے جو ہر چیز سے باقی رہے اور با
 رہے اور اس واسطے کہ جانا رہے چنانچہ قاضی میں ہے انکار منکر کی صورت پر اس واسطے قسم ہوئی کہ منکر یوں کہتا ہے کہ کارے مابین میں بیع اور طلاق اور غضب
 واقع نہیں کذا فی الطحاوی وفسوہ بقولہ ای بالذہ مابینکما نکاح قائم وما بینکما بیع قائم وما یجب علیک ردہ لو قائما او بدلہ لو ہاکا
 وما ہی یأثم منک وقولہ الان متعلق بالبیع مسکین فی دفعی نکاح و بیع و غضب طلاق فیہ لفظاً و نقیضاً او عطفی حاصل کی تفسیر
 کی اپنے اس قول سے کہ تحکیم اسد کی قسم کہ تم دونوں کے مابین میں نکاح قائم نہیں اور تم دونوں درمیان بیع قائم نہیں اور تحکیم اسکا بھیر دینا واجب نہیں
 اگر وہ قائم ہو یا اس کے عوض کا بھیر دینا اگر وہ منحل ہو گیا ہو اور وہ عورت تجھ سے بائن نہیں اسدم نکاح اور بیع اور غضب اور طلاق کے دعویٰ میں اس
 کلام میں لفظ و نشر تب ہی علامہ مسکین نے کہا کہ الان کا لفظ سبب متعلق ہے لفظ نکاح اور بیع اور غضب اور طلاق اسدم ثابت نہیں لای علی السبب
 ای بالذہ مانکت وما یأثم خلا قال لک نظر المدعی علیہ لیتما لاحتمال طلاقہ و اقلہ تہ قسم لے سبب مرتفع ہے اس طرح کہ تحکیم اسد کی قسم
 کہ تو نے نکاح نہیں کیا اور نہ تو نے بیع کی بخلاف ابو یوسف کے سبب پر قسم نہ لے بیضر مدعا علیہ کے بھیجی اس احتمال سے کہ شاید اس نے بعد نکاح کے طلاق دی ہو اور
 بعد بیع کے اقلہ بیع کیا ہو ہم ابو یوسف کے نزدیک یمن تو استیقای حق مدعی کے واسطے ہے تو یمن کی مطابقت دعویٰ مدعی سے واجب ہے اور دعویٰ سے
 توسیع کا ہر طریق کی دلیل یہ ہے کہ اگر مدعا علیہ نے بعد نکاح کے طلاق دی تو وہ اس قسم میں صادق ہوگا کہ و اند ما نکحت اور اسی طرح بعد اقلہ
 بیع و اند ما یأثم اور بعد غضب و اند ما غضبت اور بعد ابانت تجرید نکاح سے و اند ما طلقت کہنے میں صادق ہوگا الا ان لازم من الخلف علی
 الحاصل ترک النظر المدعی علی الخلف ہا کایح کو علی السبب ای علی صورتہ دعویٰ المدعی کد دعویٰ شفعتہ بالجوار و نفقہ مبنیہ و الخضم
 لا یراھا لکونہ شافعیاً صدق خلف علی الحاصل فی معتقدہ فیتضر المدعی مگر جبکہ حاصل پر قسم کھانے سے مدعی کے جانب سے
 ترک نظر لازم آوے تو بالاتفاق سبب پر قسم کھاوے لفظ دعویٰ مدعی کی صورت پر چنانچہ شفعتہ جوار اور نفقہ مبنیہ کے دعویٰ میں اور حالانکہ مدعا علیہ
 دونوں کو واجب نہیں دیکھنا سبب شافعی مذہب ہونے کے سبب صادق ہونے اسکی قسم کے حاصل پر اسکا اعتقاد میں تو مدعی کا ضرر ہوگا ہم شافعی مذہب
 میں شفعتہ جوار اور نفقہ مبنیہ واجب نہیں تو اگر مدعا علیہ شافعی مذہب یوں قسم کھاوے کہ و اند مجھ پر شفعتہ جوار اور نفقہ مبنیہ نہیں تو یمن
 صحیح مدعی کا ضرر ہے تو یمن سبب پر اس طرح قسم کھائے کہ و اند میں اس گھر کو نہیں خرید گیا اور یہ عورت میری مطلقہ بطلان بائن عدت میں نہیں ہے

۷۷
 بیع و نفقہ اس
 طلاق بائن علی
 بی بی ۱۲

شہد بخوار اور تہمت کی اسواسطے قید لگائی کہ خطہ شرکت اور فقہ مدعی میں حاصل ہر قسم ہوگی نہ سبب پر قلت و مفادہ اندہ لا اختیار علی مدعی علیہ
واما ما علی مدعی نفی خلاف واکلا وجہ ان یسألہ القاضی هل یعتقد بوجوب دفع الجواز او لا داعی المصنفین کتابہوں اور قول سابق سے متفق
ہو کہ مدعی کے مذہب کا کچھ اعتبار نہیں تخلف میں اور مدعی کے مذہب میں اختلاف ہو علی کا اور قول موجب تریہ کہ مدعی سے قاضی پوچھے کہ تو جو مذہب
جو بار کا مقدمہ پر یا نہیں اور اسی پر اعتقاد کیا ہو مصنف نے اپنی شرح میں ہم تو اگر مدعی کے کہ میں وجوب کا مقدمہ ہوں تو حاصل ہر قسم ہے اور اگر اعتقاد
نہ ہو تو سبب پر قسم کا کافی الطحاوی وکلا ای یخلف علی السبب احکام فی سبب برافہ بعد ثبوتہ کجہ مسلم مدعی علی مواکہ عقد عدم نکاح
سرفہ اور اسی طرح یعنی سبب پر بالا جملہ قسم ہے اس سبب میں جو مرتفع نہیں ہوتا کسی رافع سے بعد اپنے ثابت ہونے کے مانند اس غلام مسلمان
جو اپنے مالک پر اپنے آزاد کرنے کا دعویٰ کرتا ہے سبب نہ مکرر ہونے اسکی رقیہ کے واما فی کلامہ ولو مسلمہ والعبد الکافر فلتکسر رقبہ
یا لا یحق حلف مواکہ علی الحاصل اور نوٹ دینی میں اگرچہ وہ مسلمان ہو اور کافر غلام میں تو سبب مکرر ہونے انگلی رقیہ کے حقوق
دار الحرب سے قاضی قسم دے دونوں کے مالک کو حاصل ہر قسم یعنی موئے کو یوں قسم دے کہ تم دونوں کے درمیان اب غنق قائم نہیں نہ یوں کہ میں
اسکو آزاد نہیں کیا اس احتمال سے کہ شاید اسنے آزاد کیا ہو پھر وہ دار الحرب میں جا ملا ہو پھر وہ دار السلام میں پھر آیا ہو پھر رقیہ کی طرف آئے
عود کیا ہو تو اس میں کی صورت سے اسکو مکرر ہوگا اور یہی حال ہے نوٹ دینی کا کافی الطحاوی والحاصل اعتبار الحاصل الا لضرر مدعی و سبب غیر
متکثر اور حاصل کلام یہ ہے کہ تخلف میں حاصل کا اعتبار ہے مگر سبب مکرر مدعی اور سبب غیر متکثر کے سبب کا اعتبار ہے دفع فداء الیہین المصلح منہ
لحدیث ذبوا عن اعراضکم باموالکم اور بدلا دنیا قسم کا اور صلح کرنا قسم سے صحیح ہے بدلیل اس حدیث کے کہ اپنے مال دیکر اپنی آبرو
بچاؤ ہم فدیہ میں ہوتا ہے بمقدار دعویٰ یا اقل سے اور صلح ہوتی ہے اقل سے خدیفہ رضی اللہ عنہ پر قسم آتی تھی تو انھوں نے مال دیکر قسم نہ کھائی تھی
اور اسی طرح عثمان رضی اللہ عنہ نے چالیس درم کے دعویٰ میں قسم کے عوض مال دیا اور قسم نہ کھائی لوگوں نے کہا کہ آپ تو سچے ہیں کیوں نہیں
قسم کھاتے ہیں جواب دیا کہ شاید میری قسم کو کوئی میں کا ذبہ گمان کرے اتنے اور اسواسطہ کہ مال دینے اور قسم نہ کھانے میں حفظ آبرو ہے اور وہ شخص
ہے عقلاً و شرعاً کذا فی الحموی لم یضاد قال الشہید الاحقر از عن البیہد المصادقہ ولجبال فی الجواز ثابت بدلیل جواز الحلف صدادقا
اور کہا شہید نے کہ سچی قسم سے بچنا واجب ہے ہر الرائق میں کہا کہ واجب ہے یعنی ثابت ہے بدلیل درست ہونے سچی قسم کے ہم یعنی واجب ہے واجب شرعی
مراد نہیں کہ سچی قسم کھانا جائز نہ ہو بلکہ واجب یعنی ثابت ہے ولا یخلف المتکرر بعدہ ابلکہ اسقط حلفہ اور نہ کہ قسم نہ سچا سگی کبھی بعد
فدیہ دینے اور صلح کرنے کے اسواسطہ کہ مدعی نے ایسا حق ساقط کر دیا یا مال لیکر و قید بالفداء والصلح لان المدعی لو اسقط الیہین فصد
بان قال یبحث من الحلف ترکہ علیہ او وجبہ لا یجوز ولا یخلف بخلاف البراءۃ عن المال لان الخلیف للمالك حبنا ذیہ
اور مصنف نے سقوط میں میں فدیہ اور صلح کی قید لگائی اسواسطہ کہ مدعی اگر میں کو یا قصد ساقط کر دے اس طرح کہ مدعی علیہ سے کہ تو بری الذمہ
ہو گیا قسم سے یا میں اسکو چھوڑ دیا یا اسکو ہبہ کر دیا تو صحیح نہیں اور اسکو قسم لینا جائز ہے بخلاف براءت عن المال کے اسواسطہ کہ تخلف حاکم
کے واسطے مخصوص ہے یعنی بطلب مدعی کذا فی الترازیم ہر براءت عن المال یعنی مال کا معاف کر دینا مدعی کے اختیار میں ہے بلا دخل حاکم وکذا اذا
اشتوی حبسہ لمدعی عدم رکن البیع در د اور اسی طرح جبکہ مدعی علیہ اپنی قسم کو مول لے مدعی سے تو جائز نہیں بسبب معدوم
ہونے رکن بیع کے کذا فی الدرر صر رکن بیع یہ ہے کہ بیع مال ہو اور حالانکہ میں مال نہیں خرچ مسئلہ لمحقة شرح کا استعمال خصمہ تقال
خلفتی قرۃ ان عند الحاکم او یحکمہ ہر جن ذیل واکلا نہ تخلف در مدعی نے قسم چاہی اپنے مدعی علیہ سے سوا اسے کہا کہ تو مجھ کو قسم دے چاہی

ایکبار اگر تخلف حاکم یا حکم کے پاس ہوئی اور وہ اس پر گواہ لایا تو مدعا علیہ کا قول مقبول ہوا زمین تو مدعی کو اسکی تخلف کا اختیار کذا فی الدرر
قلت ولم ارع الوفاق قد خلقت بالطلاق لا احلف فی زمین کتا ہوں اور میں نے نہیں دیکھا یہ مسئلہ اگر مدعا علیہ نے کہا کہ مقر میں اس پر
طلاق کی قسم کھا چکا کہ البتہ میں قسم نہ کھاؤں گا تو اسکی حکم کی تہیج کرنا چاہیے کہ حاکم اسکو قسم دیگا یا نہ دیگا ہم ثابت ہو چکا ہے کہ اختلاف اہل التعمین
کے الحاق ضرورت سے قاضی ناچار ہے اور مراعات جانب مدعی اولے ہی کو بموجب اسکی حلف بالطلاق کے دعوے میں مدعا علیہ بخود نہ ہوگا اور قسم نہ کھانے سے
اس پر مال کا حکم کیا جائیگا کیونکہ اسنے خود اپنی ذات کو ضرر پہنچایا یا طلاق کی قسم کھا کر اور اگر اسکی قسم کو لحاظ کیجیے تو ابطال حکم شرع لازم
لا تاہی و اللہ تعالیٰ اعلم کذا فی الطحاوی

باب الخالف

بایضاح

یہ باب بیرونی و شہدہ کی باہم قسم کھانے میں لما قدم بین الودع کو میں نے کہتیں جیکہ مصنف ایک شخص کی میں اول ذکر کر چکا تو اسنے دوسری میں کو ذکر کیا
اختلاف اہل المتبائعین فی قدر ثمن او وصف او جنس فی قدر مبیع حکم لمن برهن کاذباً منقو رد عواہ یا الحججہ فی متبائعین
اختلاف کیا مثنی کے مقدار میں یا اسکی وصف یا جنس میں یا مبیع کی مقدار میں تو اسکی واسطے حکم ہوگا جو گواہ لایا اسواسطے کہ اسنے اپنے دعویٰ کو روشن اور
کر دیا حجت اور برہان سے ہم مقدار ثمن کا اختلاف یہ کہ بالبع کے ثمن و س درم تھا اور مشتری کے پانچ تھا اور وصف ثمن کا اختلاف یہ کہ بالبع کے ثمن بدرام
مروجہ تھا اور مشتری کے بدرام کاسدہ تھا اور جنس ثمن کا اختلاف یہ کہ بالبع دعوے کرے کہ ثمن بدرام تھا اور مشتری نے کہا بدرام تھا دان برہنا فلثبت
الزیادۃ اذ البینات لا اثبات اہل اگر دونوں برہان لاوین اپنے دعویٰ پر تو مثبت زیادت کے واسطے حکم ہوگا اسواسطے کہ غیبات اثبات کے واسطے میں ہم
مثبت زیادت خواہ بالبع ہو یا مشتری مثبت زیادت کے واسطے اسواسطے حکم ہوگا کہ زیادت میں معاوضہ نہیں دار اختلاف فیہما ای الثمن المبیع جمیعاً قدم
برہان البینات ولا خلاف ان اور اگر متبائعین مثنی اور بیع سب دونوں میں اختلاف کیا تو برہان بالبع کی مقدم ہوگی اگر ثمن میں اختلاف ہو ہم صورت
اختلاف یہ کہ بالبع کتا ہے کہ مثنی یہ لوڈی تیرے ہاتھ سودینا کو بی اور مشتری کہتا ہے کہ تو نے اسکو اور دوسری لوڈی کو اسکی ساتھ پچاس درم کو بیجا اور دونوں
گواہ لائے تو بالبع کے گواہ کہ میں نے اور مشتری کے گواہ کہ میں بیع میں نظر اثبات زیادت تو دونوں لوڈیاں مشتری کو طینے سود درم کو کذا فی الطحاوی و البینات
و برہان المشتري لو فی المبیع نظر الاثبات الزیادۃ اور برہان مشتری کی مقدم ہے اگر اختلاف بیع میں ہو بلحاظ اثبات زیادت وان جاز فی البینات
عن البینۃ فلن یقضی کل مقایمۃ الا حصر فیہا اور اگر متبائعین تیون صورتوں میں عاجز ہو گئے شہادت لانے سے تو اگر شہدہ قاضی ہو گیا
دوسرے کے قول سے تو خوب بات ہے کہ جھگڑا نہ ہم صورت ثمن ایک صورت یہ کہ ثمن میں اختلاف ہو دوسری یہ کہ بیع میں اختلاف ہو تیسری یہ کہ ثمن اور بیع
دونوں میں اختلاف ہو دان لم یرض واحد منهما ببدعی الاخر تھا لہذا مالہ یکن فیہ حیار فیفسخ من لہ الخیار اور اگر متبائعین بیع سے
کوئی راضی نہ ہو دوسرے کے دعوے سے تو دونوں قسم کھا دیں جب تک کہ بیع میں خیار نہ ہو اور اگر خیار ہو تو بیع سے جسکو خیار ہے ہم دونوں پر قسم اسواسطے کہ
ہر شخص دوسرے کے دعویٰ کا منکر ہو خلاصہ میں یہ کہ اگر مشتری کو خیار عین یا خیار شرط ہو تو دونوں پر قسم نہیں انتمی جموعی کہا اور خیار میں بالبع
مشتری کے مانند ہیں بیوالمشتري ولا یلاد بالانکار او قاضی مشتری سے قسم لینا شروع کرے اسواسطے کہ وہی تو شروع کرنے والا ہے انکار کا ہم اسنے
کہ مشتری اسے پہلے مطالبہ ہوتا ہے ثمن کا اور وہ ثمن کا منکر ہے دھڑلہ کان بیع عین بدین اور یہ یعنی مشتری کی قسم سے شروع کرنا اسوقت پر جبکہ عین کی بیع
ہو دین سے یعنی اسباب کی بیع ہو چاندی سونے سے و الا بان کان مفادینۃ و دعوفا فیہو بخیر و فیل یفسخ ابن مصلک اور اگر عین کی بیع
تھو دین سے نہ اسواسطے کہ اسباب کی بیع ہو اسباب سے یا نقد کی بیع ہو نقد سے تو قاضی ضرر ہی چاہے اول مشتری قسم چاہے بالبع سے اور قول فیغنیف

یہ کہ قاضی قمر ڈالے لکڑا صراحت ابن ملک صبیح مقابلہ اور صرف بین اس واسطے اختیار ہوا کہ ہر واحد متباہین سے مشتری ہر من وجہ و یقتصر علی النسخ فی کمال
اور فقط نفی ہر مقدار کرے بقول اصح ہم یہ بیان ہر کیفیت میں کا ان مسائل میں تو بالیون قسم کھائے کہ واعدہ بیع بجوز ہزار نہیں ہوا اور مشتری قسم کھائے کہ
واعدہ بیع بیع ہر من دونہ کہ نہیں خرید کیا اور قول غیر اصح وہ ہر جو زیادہ میں ہر کہ نفی کے ساتھ اثبات کو بھی ضم کرے تاکہ ایک واسطے دفعہ القاضی الیہم ^{الطلب}
احد ہوا و طلبہ صا اور قاضی فسخ بیع کہے ایک کی طلب سے یا دونوں کی طلب سے ولا ینفسخ بالتحالف و لا بنفسہ احد ہوا بل بنفسہ صا اور بیع
فسخ نہیں ہر جاتی دونوں کے قسم کھانے سے اور نہ احد المتباہین کے فسخ کرنے سے بلکہ بالیون اور مشتری دونوں کے فسخ کرنے سے فسخ ہوتی ہر کذا فی البحر یعنی در صورت
فسخ متعاقبین کے قاضی کو فسخ کرنے کی حاجت نہیں من کل منہما اگر مرد دعوی کا حق یا انقضاد اصلہ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اختلف المتباہیان
و السلفہ قاضی ینصفہما الخا و شراد اور ہر دونوں میں سے قسم نہ کھائے اسکو دوسری قسم کھانے والے کا دعوی لازم ہوا لیکہ قاضی
کے حکم کر دینے سے اور تحالف متباہین کے مسائل کی یہ حدیث اصل ہر کہ جب بالیون اور مشتری اختلاف کریں اور جنس بیع ہو ہو جو ہو تو دونوں قسم کھاویں اور
باہم رد بیع کریں و ہذا کلامہ لہ اختلاف فی المبدل مقصود اظہار فی ضمن شئ کلاختلاف فی الزک فالقول للشرط فی انہ الزک و لا تحالف
اور یہ سب یعنی تحالف اور فسخ اس شرط پر ہر جبکہ اختلاف بدل میں مقصود بالذات ہوں تو اگر اختلاف کسی چیز کے ضمن میں ہو جیسے متباہین کا اختلاف مشک
میں تو مشتری ہی کا قول معتبر ہوگا انجمن کہ یہ وہی مشک ہر اور تحالف ہوگا م صورت اسکی یہ کہ مشتری نے کئی خرید کیا مشک میں جبکہ وزن سورتل ہر
مثلاً سو مشتری مشک لایا پھر دینے کو جسکی تول میں رطل ہر تو بالیون نے لکھا کہ یہ میری مشک نہیں اور اسے لکھا کہ میری مشک کی تول دس رطل تھی تو یہاں
مشتری ہی کا قول معتبر ہوگا اور اسکے ضمن میں اختلاف نہیں لازم ہر تو بالیون اسکو نوے ٹھہراتا ہر اور مشتری اسی کذا فی الحموی کلام اختلاف فی وصف البیع
قولہ اشترب علی انہ کاتب اختیار و قال البائع لہ اشترب فالقول للبائع و لا تحالف ظہیر سید چنانچہ اگر دونوں نے وصف
بیع میں اختلاف کیا چنانچہ مشتری کا یون کہنا کہ میں اس غلام کو خرید کیا اس شرط پر کہ وہ کاتب یا نان پڑی اور بالیون کہنا کہ میں نے یہ شرطیں نہیں کیں
تو بالیون ہی کا قول معتبر ہوگا اور قسم نہیں دونوں پر کذا فی الظہیر یہ ہم خلاصہ یہ ہر کہ اگر وصف ضمن میں اختلاف ہوں تو تحالف ہر چنانچہ غفر رب مذکور کا
اور اگر یہ وصف بیع میں اختلاف ہو تو بالیون کا قول معتبر ہر اور تحالف نہیں و قبل باختلاف فی ثمن بیع کہ نہ اختلاف فی غیرہا لکن نہ اختلاف
قوام العقد حتی اجماع و مشروط دھن اختیار و ضمان و قبض بعض ثمن اور تحالف مقید ہوا ثمن اور بیع کے اختلاف
کے ساتھ اس واسطے کہ ان دونوں کے سوا میں تحالف نہیں اس واسطے کہ غیر ثمن اور بیع کے اختلاف سے قوام عقد متخل نہیں ہوتا چنانچہ اختلاف
مدت اور شرط رسن یا شرط خیاری یا شرط ضمان ثمن اور قبض بعض ثمن کے اختلاف سے ہم شرط رسن یعنی بالیون کے کہ میں نے مشتری سے ہر
شرط کر لی ہر کہ وہ تا دسے ثمن کوئی چیز میرے پاس گرورکھے اور مشتری اسکا منکر ہوا اور ضمان ثمن کی یہ صورت کہ بالیون کے کہ میں نے
اس شرط سے بیع کی ہر کہ مشتری ثمن کا کسیکو مناسن دے اور قبض بعض ثمن کی قید اتفاقی ہر اس واسطے کہ کل ثمن کے قبض کے اختلاف
کا بھی یہی حکم ہر یعنی قبول قول بالیون والقول للمنکر یحییہ قال زفر و الشافعی یخالفان اور اختلاف مدت وغیرہ میں منکر کا قول قبول
ہر اسکی قسم کے ساتھ اور زفر اور شافعی نے کہا انجمن بھی دونوں قسم کھاویں و لا تحالف اذا اختلفا بعد هلاک البیع و اخر حجه عن حاکم و تفسیر
کلام یوردہم اور قسم دونوں پر نہیں جبکہ متعاقبین اختلاف کریں بعد تلف ہوجانے بیع کے مشتری کے پاس یا اسکے خارج ہوجانے سے اسکی
ملک سے یا عیب دار ہوجانے سے اس عیب کے ساتھ کہ اسکے سبب رد بیع نہیں ہوتا چنانچہ حاکم ہونا نوڈی کا مشتری سے ہم ملاک بیع میں
مشتری کے پاس ہونے کی قید اس واسطے لگائی کہ قبل قبض بالیون کے پاس ہلاک ہوجانے سے بیع فسخ ہو جائیگی کذا فی الطحاوی و

و حلف المشتري اذا استعمله في يد المباع غير المشتري او قسم كانه فداً لمشتري مگر جبکہ بیع کو بائع کے پاس غیر مشتری نے تلف کیا ہو تو بائع اور مشتری دونوں قسم کھاویں ہم اور اگر مشتری بیع کو تلف کرے بائع کے پاس تو وہ قائلین ٹھہرے گا اور مخالف نہیں جبکہ اختلاف میں ہو وجہ تہیج و قال الجمل والمشافعی یصحانک و یفسخ علی اقیۃ الیائک اور محمد اور شافعی نے کہا کہ بعد ہلاک بیع بائع اور مشتری دونوں قسم کھاویں اور فسخ بیع ہوگا بیع ہلاک کی قیمت پر و ہذا الوثمن دینا قلو مقایضۃ مخالفۃ لاجماع الالبیع کی منہجاً ویرد مثل الیائک او قیدتہ اور یہ لفظ فقط مشتری پر قسم جب کہ میں دین یعنی دم یا دینار ہو اور اگر بیع مثالیہ ہو تو دونوں قسم کھاویں بالاتفاق اس واسطے کہ عوفین سے ہر ایک بیع پر اور مثل ہلاک پھر دیا جائے اگر ہلاک مثالی ہو یا اسکی قیمت پھیری جائے اگر ہلاک قیمت والی چیز ہو گا ہو اختلاف فی جنس الثمن بعد ہلاک السلوۃ بان قال اھما درامہم والاخرہ نانیہم مخالفۃ لزم المشتري و القیمۃ سواہم چنانچہ اگر متعاقبین نے اختلاف کیا میں جنس میں بعد ہلاک ہونے بیع کا اس طرح ہے کہ ایک نے کہا کہ میں و اہم تھے اور دوسرے نے کہا دنا تھے تو دونوں قسم کھاویں اور مشتری کو و قیمت لازم ہوگا کذا فی السراج و الخلاف بعد ہلاک بعضہم اوخر و جہد عن ملکہ کعبہ بن ماتہ احدہما عند المشتري بعد قبضہما ثم اختلاف فی قدر الثمن لیس یصحانک و یفسخ ترجمہ رحمہ اللہ اور مخالف نہیں بعد ہلاک ہونے بعض بیع کے یا خارج ہونے کے ملک مشتری سے چنانچہ دو غلام کہ ایک انہیں سے مرگیا مشتری کے پاس بعد قبضہ ہونے دونوں کے پھر بائع اور مشتری نے اختلاف کیا میں کے مقدار میں تو دونوں پر قسم نہیں ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک کہ ان پر بھی الیائک یلزم حصۃ الیائک صلا فیہم عند یصحانک ہذا علی خرج الجھول و صرف مشائخ یلزم الاستثناء الی عن المشتري بعض بیع کے ہلاک ہونے کے بعد مخالف نہیں مگر یہ کہ بائع راضی ہو جائے ترک حصہ ہلاک پر اصل و اب دونوں پر قسم آوے گی یہ یعنی استثناء کو مخالف کی طرف پھر اکثر علما کی تخریج پر ہے اور مشائخ بلغ نے استثناء کو میں مشتری کی طرف پھر اس میں اس تشابہ میں علما مختلف ہیں اکثر علما کے نزدیک یہ استثناء مخالف کی طرف تصرف ہو اس واسطے کہ قدری کے کلام میں یون ہی مذکور ہے تو تقدیر کلام یہ ہے کہ لم یصحانک لیس الیائک بعض البیع الا اذا ترک البائع حصۃ المالك فی مخالفا ان اور بعض علما کے نزدیک استثناء میں مشتری کی طرف تصرف ہو تو قدری کلام یہ کہ نہ تقدیر کلام یون ہی کہ لا تخالف بعد ہلاک بعضہم الالبین علی مشتری الا ان یرضی البائع الخ تو اس صورت میں قسم تنوی مشتری پر کہ کذا فی الطحاوی و خلافت کذا فی قدر بدل کتابیہ لعدم لزوم صحۃ او مخالف نہیں بل کتابت کے مقدار کا اختلاف میں بسبب لازم نہ ہونے کتابت کے و قدر راس مال بعد اقالۃ عقد المسلم باللفظ الجحد والمسلم الیہ و کایہود المسلم او مخالف نہیں اختلاف راس المال میں لیکن اقل کر دینہ عقد مسلم کے بلکہ غلام کا قول مقبول ہے بل کتابت میں اور مسلم الیہ کا قول مقبول ہے راس المال میں اور عقد مسلم کا عود ہوگا وان اختلفا ای المتعاقدان فی مقدار الثمن بعد اقالۃ لا ینبذہ مخالفۃ عدا البیع اور اگر متعاقبین نے اختلاف کیا مقدار میں بعد اقالۃ بیع اور حالانکہ گواہ موجود نہیں تو دونوں قسم کھاویں اور بیع پھر ثابت ہو جائیگی ہم جب بیع عود کرے تو بائع کا حق میں میں ہوگا اور مشتری کا حق بیع میں چنانچہ قبل اقالۃ تھا بخلاف سلم اس واسطے کہ اقالۃ عقد مسلم میں نقض کا احتمال نہیں رکھنا اس واسطے کہ وہ عبارت ہے اسقاط سے تو عقد مسلم کا عود ہوگا کذا فی الطحاوی لو کان کل من البیع والثمن مقبوضاً ولم یرد المشتري الی بائعہم اقالۃ خلاف مرحہ الیہ جبکہ الا حالۃ لا تخالف خلافاً للمحمد سخال متعاقبین بعد اقالۃ اس شرط پر کہ ہر ایک بیع اور میں مقبوض ہو اور مشتری اسکو تسلیم کی طرف پھر نہ دیا ہو اقالہ کی وجہ سے سوا اگر اسکو پھیر دیا ہو وجہ اقالہ تو مخالف نہیں سوا قول محمد وان اختلفا ای المتعاقدان فی قدر الثمن او جہد عن ملکہ کعبہ بن ماتہ احدہما عند المشتري و ان یرضی البائع الخ وان کان شاکلاً لہما بان کان مقالتہما او اکثر فیہنہما الخ لایبایا خلاف الغلط اھم اور اگر نہ جو میں نے اختلاف کیا مگر

بعد ہلاک بعض بیع کے دونوں قسم کھاویں اگر بیع کا بیع ہو تو بیع کا بیع ہوگا کذا فی السراج و الخلاف بعد ہلاک بعضہم اوخر و جہد عن ملکہ کعبہ بن ماتہ احدہما عند المشتري بعد قبضہما ثم اختلاف فی قدر الثمن لیس یصحانک و یفسخ ترجمہ رحمہ اللہ اور مخالف نہیں بعد ہلاک ہونے بعض بیع کے یا خارج ہونے کے ملک مشتری سے چنانچہ دو غلام کہ ایک انہیں سے مرگیا مشتری کے پاس بعد قبضہ ہونے دونوں کے پھر بائع اور مشتری نے اختلاف کیا میں کے مقدار میں تو دونوں پر قسم نہیں ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک کہ ان پر بھی الیائک یلزم حصۃ الیائک صلا فیہم عند یصحانک ہذا علی خرج الجھول و صرف مشائخ یلزم الاستثناء الی عن المشتري بعض بیع کے ہلاک ہونے کے بعد مخالف نہیں مگر یہ کہ بائع راضی ہو جائے ترک حصہ ہلاک پر اصل و اب دونوں پر قسم آوے گی یہ یعنی استثناء کو مخالف کی طرف پھر اکثر علما کی تخریج پر ہے اور مشائخ بلغ نے استثناء کو میں مشتری کی طرف پھر اس میں اس تشابہ میں علما مختلف ہیں اکثر علما کے نزدیک یہ استثناء مخالف کی طرف تصرف ہو اس واسطے کہ قدری کے کلام میں یون ہی مذکور ہے تو تقدیر کلام یہ ہے کہ لم یصحانک لیس الیائک بعض البیع الا اذا ترک البائع حصۃ المالك فی مخالفا ان اور بعض علما کے نزدیک استثناء میں مشتری کی طرف تصرف ہو تو قدری کلام یہ کہ نہ تقدیر کلام یون ہی کہ لا تخالف بعد ہلاک بعضہم الالبین علی مشتری الا ان یرضی البائع الخ تو اس صورت میں قسم تنوی مشتری پر کہ کذا فی الطحاوی و خلافت کذا فی قدر بدل کتابیہ لعدم لزوم صحۃ او مخالف نہیں بل کتابت کے مقدار کا اختلاف میں بسبب لازم نہ ہونے کتابت کے و قدر راس مال بعد اقالۃ عقد المسلم باللفظ الجحد والمسلم الیہ و کایہود المسلم او مخالف نہیں اختلاف راس المال میں لیکن اقل کر دینہ عقد مسلم کے بلکہ غلام کا قول مقبول ہے بل کتابت میں اور مسلم الیہ کا قول مقبول ہے راس المال میں اور عقد مسلم کا عود ہوگا وان اختلفا ای المتعاقدان فی مقدار الثمن بعد اقالۃ لا ینبذہ مخالفۃ عدا البیع اور اگر متعاقبین نے اختلاف کیا مقدار میں بعد اقالۃ بیع اور حالانکہ گواہ موجود نہیں تو دونوں قسم کھاویں اور بیع پھر ثابت ہو جائیگی ہم جب بیع عود کرے تو بائع کا حق میں میں ہوگا اور مشتری کا حق بیع میں چنانچہ قبل اقالۃ تھا بخلاف سلم اس واسطے کہ اقالۃ عقد مسلم میں نقض کا احتمال نہیں رکھنا اس واسطے کہ وہ عبارت ہے اسقاط سے تو عقد مسلم کا عود ہوگا کذا فی الطحاوی لو کان کل من البیع والثمن مقبوضاً ولم یرد المشتري الی بائعہم اقالۃ خلاف مرحہ الیہ جبکہ الا حالۃ لا تخالف خلافاً للمحمد سخال متعاقبین بعد اقالۃ اس شرط پر کہ ہر ایک بیع اور میں مقبوض ہو اور مشتری اسکو تسلیم کی طرف پھر نہ دیا ہو اقالہ کی وجہ سے سوا اگر اسکو پھیر دیا ہو وجہ اقالہ تو مخالف نہیں سوا قول محمد وان اختلفا ای المتعاقدان فی قدر الثمن او جہد عن ملکہ کعبہ بن ماتہ احدہما عند المشتري و ان یرضی البائع الخ وان کان شاکلاً لہما بان کان مقالتہما او اکثر فیہنہما الخ لایبایا خلاف الغلط اھم اور اگر نہ جو میں نے اختلاف کیا مگر

مقدمین یا اسکی جنس میں تو اسکی واسطی حکم ہوگا جو گواہ لاوے اور اگر دونوں گواہ لاویں تو عورت کے گواہ اولے میں جبکہ اسکا مہر مثل زوج کا شاہد ہو واسطی پر کہ مہر مثل زوج کے قول کے برابر ہو یا اس کے کمتر اور اگر مہر مثل زوج کے قول کا شاہد ہو واسطی پر کہ اسکے دعویٰ کے برابر ہو یا زیادہ تر تو زوج کے گواہ اولے بالقبول ہیں اسواسطی کہ گواہ خلاف ظاہر کے مثبت ہوتے ہیں وہاں مکان غیر شاہد لکلی منہ ماہان کان بدینہما حال التمسائی للاستدلاء وحبیبی المثل علی الصیحہ اور اگر مہر مثل زوجین میں سے کسی کا شاہد ہو واسطی پر کہ قول زوجین کے مابین میں ہو تو دونوں کے گواہ ساقط الاعتبار ہیں بسبب برابر ہونے کے اثبات میں اور اس صورت میں مہر مثل واجب ہوگا بقول صحیح ہم مابین قول زوجین ہونے سے یہ مراد نہیں کہ مہر مثل دونوں قولوں کے درمیان متوسط ہی بلکہ مراد یہ ہے کہ مہر مثل زوج کے دعویٰ سے کمتر ہے اور زوج کے دعویٰ سے اکثر ہے کذا فی الدرر والنہج اھن البوہان الخالفوا لم یفسخ النکاح لبعیۃ المہر البیہم اور اگر زوجین گواہ لاوے مابین ہوں تو دونوں قسم کھاویں اور نکاح فسخ نہوگا بسبب تاج ہونے کے نکاح میں بخلاف بیع ہم اپنے ہر ایک کی قسم نے دوسرے کے دعویٰ کو توڑا تو عقد بلا تسمیہ مہر باقی رہا اور عدم تسمیہ مفسد نکاح نہیں اسواسطی کہ مہر تاج کی نکاح میں بخلاف بیع کہ اس میں عدم تسمیہ مہر مفسد نکاح فی الدرر ویدد بہیمہ کان الا دل التسلیم علیہ ذکون اول البیہیم علیہ علیہ اور زوج کی قسم سے ابتدا کی جائے اسواسطی کہ دو تسلیموں میں پہلی تسلیم زوج پر ہے تو دوسری پہلی قسم اس پر ہوگی کذا فی الظہیر ہم تسلیم سے مراد تسلیم مہر زوج پر ہے اور دونوں میں تسلیم مہر مثل مقدم اور سابق ہے اور یہ اپنے مخالف عند العجز کی کی تخریج ہے خواہ مہر مثل زوج کے موافق ہو یا اقل یا زوج کے موافق ہو یا اکثر یا مابین قولین ہو اور رازی کی تخریج پر مخالف نہیں مگر ایچ میں وجوہ غلطی مذکورہ سے وہ صورت یہ ہے کہ مہر مثل کسیے قول کا شاہد ہو اور باقی صورتوں میں زوج کا قول مقبول ہے قسم کے ساتھ اگر مہر مثل اسکے موافق ہو یا اقل یا زوج کا قول قسم کے ساتھ مقبول ہے اگر مہر مثل اسکے موافق ہو یا اکثر اور شرح بہانہ شرح قولین میں مختلف من کذا فی الشرح والی وحبیبی بالکشف یدل علی جملہ مثلاً حکما السقوط اعتبار التسمیۃ بالخالف مقتضی بقولہ لو کان کمالاً لکذا او اقل وبقولہ ما لو کمالاً لکذا او اقل وبقولہ لو بدینہما صای بہین ما تشد عیمہ وید عید اور زوج کا مہر مثل حکم ٹھہرایا بنا یا کہ بسبب ساقط ہو جائے تسمیہ مہر کے مخالف سے تو زوج کے قول پر حکم ہوگا اگر مہر اسکے قول کے موافق ہو یا اکثر اور زوج کے قول پر حکم ہوگا اگر مہر مثل مابین دعویٰ زوج اور دعویٰ زوج ہو تو اختلاف ای الموجد المستاجر فی بدل الاجارۃ ادنی قدر المدۃ قبل الاستیفاء المنفعة مخالفہ وادنی بدل بیہیم استیفاء لاختلاف البدل والوجہ لوقی المدة ولو برہنا فالبیعة لا وجہ فی البدل والمستاجر المدۃ اور اگر اختلاف کیا ہو اور مستاجر نے بدل الی جار وین یا رت ایاہ کی مقدار میں منفعت حاصل کرے سے پہلے تو دونوں قسم کھائیں اور اجارہ کو نازل کریں اور مستاجر کی قسم سے شروع کیجئے اگر دونوں بدل اجارہ مختلف ہوں اور زوج کی قسم سے ابتدا کیجئے اگر مدت میں مختلف ہوں اور اگر دونوں گواہ بدل میں مقبول ہیں اور مستاجر کے گواہ مدت میں مقبول ہیں ہم استیفاء سے منفعت سے مراد یہ ہے کہ استیفاء سے منفعت پر قادر ہوتے کے اندر اور عدم استیفاء سے عدم قدرت استیفاء مراد ہے اسواسطی کہ قدرت علی الاستیفاء کا بجائے استیفاء ہے وجوب اجرت میں اپنے در صورت محض عقد کذا فی البحر والبدل والقول المستاجر کا نہ متکرر للزبان لا اور بعد استیفاء سے منفعت مخالف نہیں اور مستاجر کا قول مقبول ہے اسواسطی کہ وہ زیادت اجرت کا منکر ہے ہم بعد استیفاء سے منفعت مخالف اسواسطی کہ مخالف تو فسخ کے واسطی ہو تا ہی اور بعد استیفاء سے منفعت فسخ عقد مقصور نہیں کذا فی الدرر اور اگر مدت میں اختلاف ہو تو موجد کا قول مقبول ہوگا غائبانے یہ مسئلہ مذکور نہیں کیا اسواسطی کہ ظاہر تھا کذا فی الطحاوی عن ابی السعود لو اختلاف بعد التکلیف من استیفاء البعض من المنفعة الخالفوا فسخ العقد فی الباقی والقول فی المصاحفی للمستاجر لا عقد اساساً فضاہۃ فکلیہ عقد بطلان البیع اور اگر موجد اور مستاجر نے اختلاف کیا استیفاء سے منفعت کی تا کیجئے بعد تو دونوں قسم کھاویں اور عقد اجارہ فسخ نہ کر دیا جاوے باقی میں اہ ماضی میں مستاجر کا قول مقبول رہے بسبب منع ہونے اجارے کے دم بدم تو ہر جز اسکا مانند عقد ہے

یعنی بمنزله معقود علیہ کے بخلاف بیع کے ہم لینے عقد اجارہ دہیم منعقد ہوتا ہے بحسب وث منعت تو ہر منعت کا بمنزله معقود علیہ کے ہر بالاستقلال تو باقی کو یا معقود
بالعقد ہر لہذا ائمہین مخالف ہوگا بخلاف ہر ایک بعض بیع اس واسطے کہ ہر منعت کا معقود بعقد مستقل نہیں بلکہ بالکل معقود بعقد واحد ہے تو بیع منعقد ہوا بعض بیع
میں سبب تلف ہونے کے تو بالقرول کل بیع میں منعقد ہوگا وان اختلف الزمان ولو ملکین او مکاتبین او صغیرین والصغیر حکما مع اذمیتہ مسلم
قام النکاح اولاً فی بیت لہما اولاً حرمہا خزائنہ اکمل کلا العبرة فلیس لالہما لیس اور اگر زوجین اختلاف کیا اگرچہ زوجین ملک یا نکاح
یا صغیرین اور حالانکہ صغیر لیاقت جماع رکھتا ہے یا زوجہ ذمہ زوج مسلم کے ساتھ خواہ اختلاف کے وقت قائم ہو یا نہ قائم ہو خواہ اختلاف اس گھر میں ہو یا جو دونوں
ملوک ہی یا ایک شخص کا ائمہین کذا فی خزائنہ اکمل عموم بیت اس واسطے ہو کہ اعتبار تصرف کا ہر نہ ملک کا فتح کچھ ہو نہ مالکان فی البیت ولو نہ ہوا آؤ فضیلتہ
قائلہ لکل واحد منهما فیما صلح لہ صحیحیت اور زوجین اختلاف کیا اس متاع میں متاع سے مراد بیان دہی ہے جو گھر میں ہو اگرچہ ہوا یا جو باہر
تو زوجین میں ہر واحد کا نقل مقبول ہوگا قسم کے ساتھ جو اس کے لائق ہی ہم زوج کے لائق اسباب بگڑی اور تاج اور قبا اور ہتھیار اور کمر بند اور کتابیں اور کھڑا
اور زینہ ہر اور نہ جگہ لائق اور کتنی اور زیور اور مانند اسکے اور پیراں ہر تخت میں متاع عبارت ہے اس اسباب جسے قائمہ حاصل ہوتا ہے یا جو باہر
کپڑے اور اثاث البیت لیکن اس تمام میں متاع چاندی سونے کو بھی شامل ہے اگر اذاکان کل منهما یفعل او ینسج ما ینسج الاخر فالحقول لہ لتعارض
الظاهرین مع راہ وغیرہما اگرچہ زوجین میں ہر شخص بنا تا یا چاہتا ہو اس متاع کو جو دوسرے کے لائق ہو تو اب زوج ہی کا نقل مقبول ہوگا بسبب تعارض ہونے
دونوں قائم کے کذا فی الدرر وغیرہ نام شلای زوج دیگر کہ زیور عورتوں کا بنا تا ہے اور زیور میں اختلاف واقع ہوا زوج کتبا کہ یہ میرا ہے اور زوجہ کتی کہ یہ میرا ہے تو ظاہر
صلاحتیت زیور زوجہ کا شاہد ہے اور ظاہر صفت رنگری زوج کا شاہد ہے تو دونوں ظاہر میں تعارض ہوا تو دونوں ظاہر ساقط الا اعتبار ہو کہ گاہ تو اب اعتبار ظہر
میں ہر شے کا لینے زوجہ اور جو زوجہ کے قبضہ ہر وہ زوج کے قبضہ و تصرف میں ہے لہذا ائمہ میں زوج ہی کا نقل مقبول ہوگا کذا فی الطحاوی بتعرف والقول لہ
فی الصالح لہما کلا فیہا وما فی بدھا فی بدھا والقول لہذا البید اور زوج کا نقل مقبول ہے اس متاع میں جو دونوں کے لائق ہے اس واسطے کہ زوجہ اور جو اسکے
ہاتھ میں ہر وہ زوج کے ہاتھ لینے تصرف میں ہے اور نقل مقبول صاحب تصرف کا ہے اس اسباب لائق زوجین کے چنانچہ فرش اور ظروف اور مویشی اور نقد اور نوٹھی
غلام اور جوئی اور زمین اور باغ بخلاف صا یختص بیکان ظاہر ہا الظہر من ظاہر وہو بدھا کلاستعمال بخلاف اس متاع کے جو زوجہ کے ساتھ
مخصوص ہے اس واسطے کہ زوجہ کا ظاہر ظہر زوج کے ظاہر سے اور وہ لینے ظاہر زوجہ تصرف استعمال ہے ہم یہ جواب ہے اس سوال کا جو کلام سابق پر وارد ہوتا ہے
یعنی جب دعاوی میں ذی البید کا نقل مقبول ہوا اور زوجہ اور جو اسکے تصرف میں ہر وہ زوج کے تصرف میں ہے تو چاہے کہ متاع مختص ہر زوج میں بھی زوج ہی کا
قول مقبول ہو نہ زوجہ کا اسکا جواب یوں دیا کہ بدھا کلاستعمال زوجہ ظہر اور اقوی ہر زوج کے بدھے ولو اقاما بینه یقتضی بینتھا لہما خارجہ خانیتہ
والبیت لزوج اکا ان یکون لہا بینه بصر اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو زوجہ کے گواہوں پر حکم ہوگا اس واسطے کہ عورت خارجہ ہے لینے ذی البید
نہیں کذا فی الخانیہ اور گھر زوج کا ہے مگر یہ کہ زوجہ کے گواہ ہوں اس پر کہ گھر زوجہ کا ہے تو زوجہ کے گواہ مسیح ہونے کذا فی البحر وھذا الوجہین وراہیت
احدہما واختلف وارثہ مع بھی فی المشکل لہما فالحقول فیہ للھی ولو دقفا وقال المشافعی کو مالک الکمل ینسج ما قال
ابن ابی یعلی الکمل لہ وقال المشافعی الکمل لہا ذی البید وعدہ فی الخانیہ تسعة اقوال اور یہ چونکہ کور ہو چکا اس صورت میں تھا جبکہ زوج
اور زوجہ دونوں زندہ ہوں اور اگر ایک ائمہ سے مرگیا اور میت کے وارث نہ زندہ کے ساتھ مشکل میں لینے اس متاع میں جو دونوں کے لائق ہے
اختلاف کیا تو ائمہین زندہ کا نقل مقبول ہے اگرچہ وہ ملک ہوا اور شافعی اور مالک نے کہا کل مال دونوں کا برابر ہے اور ابن ابی لیلینے کہا سب مال
زوج کا ہے اور جن بھری نے کہا تمام متاع زوجہ کی ہے اور اس مسئلے میں سات قول ہیں سات مجتہدوں اور خانیہ میں نو قول شمار کیے ہیں ہم انوال

مستحب پہا قول امام کا ہے جو متن میں مذکور ہو چکا ہے متاع مشکل میں زرنہ کا قول مقبول ہے ابو یوسف کا قول کہ زوجہ کے واسطے بقدر جہیز مثل زوجہ ہوا باقی
زوجہ کا یہ قسم ابن ابی لیلیٰ کا قول کہ متاع زوجہ کی یہ قسم قول ابن جن اور شریک کا کہ دونوں میں مال برابر ہے کہ حسن بصری کا قول کہ سبیل زوجہ کا ہوا قول شریک کا
کہ اگر عورت کا یہ قسم قول شریک کا کہ متاع مشکل طلاق اور موت میں زوجہ کی یہ قسم قول شریک کا کہ متاع مشکل دونوں میں برابر ہے قول مالک کا کہ مال دونوں میں برابر ہے
کذا فی البحر من تزانی الاکل طعنا ولو لحدھا مما ملو کا ولو ما ذونا و ما کتابا و کا و المشاغی مما ملو کا لحدھا فالقول للحیوة و الخیوة و الخیوة فی المیوت
کا و یالحد اخی و کتیب للمیت اور اگر احد الزوجین ملو کہ ہو اگر یہ وہ دونوں یا مکان تب ہو تو ہر کا قول زرنہ کی میں معتبر ہے اور زرنہ کا قول خواہ وہ خرب ہو یا ملو کہ
موت میں مقبول ہے ہر کا قول زرنہ کی میں اس واسطے معتبر ہو اگر تفرق ہو کر کسی تری ملو کہ کے تفرق سے اور زرنہ کا قول موت میں اس واسطے مقبول ہو کہ میت کے واسطے تفرق
نہیں اور ما کتابین میں بھی لکھا کہ زوجین ملو کہ اور ہر حکم میں ہر کے برابر ہیں اہل حق کا کہتے ہیں انکے کلام کا کتابہ او المکاتبة او المکاتبة و اختارت نفسھا فی البیت
قبل الحق و حقو للرجل و ما بعد قبل ان یختار نفسھا علی ما یختار فی الطلاق بخلاف انہ لونی یا مکانہ یا بدہ اور اس کے اپنی ذات کو اختیار
کیا ہے زوجیت سابقہ ہے راضی تری تو جو اسباب گھر میں ہے قبل ازاد ہونے کے سودہ مرد کا یا اور جو اسباب کہ بعد ازاد دی کہ ہو قبل اختیار کرنے اپنی ذات کے سو
اس طرح ہے کہ جسکو چھنے کا یا طلاق میں مذکور کیا ہم نے دونوں میں ہر کے برابر ہیں حکم میں کذا فی المنہ و فیہ طلعتھا و صفت العدة و المشکل للزوج طہر شہ
عدہ کا تصادف اجنبیہ کا یہ لہذا اور بحر الرائق میں ہے کہ زوجہ کو طلاق دی اور عدہ گذری تو متاع مشکل زوجہ کی ہے اور اس کے عارون کی زوجہ
بعد اس واسطے کہ زوجہ غیر نفس ہو گئی جس کا کو تفرق کا یہ نہیں لہذا کو ان المشکل للزوج طلاق کذا الوارد شہ اور جبکہ چھنے متاع مشکل کا طلاق
میں ذکر کیا کہ وہ زوجہ کی ہے تو اسی طرح زوجہ کے وارث کی یہ قسم عطا دی نہ لکھا شرط ہے اور اس کا جواب فلذا لیکن لور نہ ہے اور اس عبارت کے ذکر کرنے کا
کچھ فائدہ نہیں اور بحر الرائق کی عبارت اس سے خالی ہے احوال و مات و دھنی العدة فالمشکل لھا کاتہ لم یطلقھا بدلیل اس شہاد اور اگر زوج مر گیا اور
زوجہ عدت میں ہے تو متاع مشکل زوجہ کی ہے گویا اس کے طلاق ہی نہیں دی جائے وارث ہونے کی دلیل سے ولو اختلفت العدة و المستاجر فی
متاع البیت فالقول للمصنایہ بیمینہ و ایسے لیس ہر کا ما لیس میں شہاد یہ تہ اور اگر زوج اور مستاجر نے اختلاف کیا اولیہ والے گھر کے ایسا
میں تو مستاجر ہی کا قول مقبول ہے اس کے قسم کھانے کے ساتھ اور زوجہ کا کچھ نہیں مگر جو اس کے بدن پر کچھ ہے میں ولو اختلفت اس کا فی عطاء کی کالات
الاسکاف و کالات العطارین چھنے میں ایسا فہم بینہما بلا نقول لھا یصل لکل منہما و ما لیس المرء اور اگر کفشگر اور عطار نے جھگڑا کیا کفشگر و اور
عطاروں کے ہتھیاروں میں اور مالانہ دونوں طرح کے ہتھیار دونوں شخصوں کے قبضے اور تفرق میں میں تو وہ دونوں کے میں بلانظر صلاحت ہوا
چھنے یہ رعایت ہوگی کہ کفشگر و ہتھیار کفشگر کے گھر میں اور عطاروں کے آلات عطار کے ہوں اور پورا بیان اس کا سراج میں ہے ہم آلات مذکورہ
دونوں میں اس واسطے برابر ہونے کے لگے ایک پیشہ اور دوسرے پیشہ کے ہتھیار رکھنا اپنی ذات کے واسطے یا بیچنے کے واسطے تو زوج نہیں ہو سکتی
رجل معروف یا کشف و الحاکم صا مدین غلام علی غفیرہ بد و ذلک بنارہ فادعا رجل عرف بالیسار و ادعا صاحب الدار و عرف
بالیسار و ایک مرد مفلس اور محتاجی میں مشہور ہے اس کے ہاتھ ایک غلام لگ گیا جس کی گردن میں روچیا انٹرفیون کی پھلی معلق ہے
اور وہ مفلس مذکور کے گھر میں ہے سوائس غلام کا اس مرد نے دعویٰ کیا جو مالدار کی اور نوٹگری میں مشہور ہے اور صاحب خانہ نے بھی اس کا دعویٰ
کیا تو وہ غلام اس شخص کا ہے جو مالدار مشہور ہے ہم بدہ اس پھلی کو کہتے ہیں جس میں ہزار یا دس ہزار درم ہوں یا سات ہزار دینار ہوں کذا فی القاموس
لکذا کتا متی منزل رجل علی غفیرہ فقیہ یقول لذلک و علی غفیرہ فقیہ یقول لذلک و علی غفیرہ فقیہ یقول لذلک و علی غفیرہ فقیہ یقول لذلک
اور اسی طرح ایک جاوٹش ہے ایک مرد کے گھر میں اور اس کی گردن پر ہر کا پھلی لگ گیا ہے یہ میرا ہے اور صاحب خانہ کہتا ہے

لہ
یعنی فقہ اول
ہندی میں اس طرح
کہتے ہیں
اور غفیرہ
میں بھی
چھنے ہیں

کہ میرا یہ تو وہ صاحب خانہ کا ہے جس میں اور مسئلہ ساقی بن فقہانہ ظاہر حال پر عمل کیا کہ فی الخطاوی بجلال فی سفینۃ یجاد قیق فادعی کل واحد السفینۃ
 وما فیہا فاحملہا لیس فی سیم الدقیق والآخرانہ ملاحہ فالذقیق للذی یرفع یتسلخہ لسفینۃ لیس فیہا وناہ صراح علی الظاہر وورہین ایک ناو
 میں جس میں آٹا ہی سوہر واحد ناو اور ناو کا دعویٰ کرتا ہے اور ایک شخص اس میں آٹا بیچے میں سوہر اور دوسرا ملاجی میں تو آٹا اسکا بیچو آٹا بیچے میں سوہر اور ایک ناو اسکی ہے
 جو ملاجی سوہر ہی بنا پر عمل ظاہر حال ولو فیہا ایک آخر مصتک و آخر یحتمل جماعا و آخر مدھلک ہم یتدعون فی آخری ہر التلہ اقلانہ وکاشی للماء
 اور اگر ایک ناو میں ایک شخص سوہر اور دوسرا شخص اسکو پکڑے ہے اور تیسرا اسکو اپنی طرف کھینچتا ہے اور چوتھا اسکو بیاتا ہے اور سب اسکا دعویٰ کرتے ہیں تو وہ کشتی
 میں شخصوں میں تین تہا ہو اور ہائے والے کا اس میں کچھ نہیں ہم شاید کہ اس واسطے ہائے والے کا حصہ نہیں کہ وہ مرد ہو کہ فی الخطاوی رجل یقود قطارا بل
 و آخر راکیب ان علی کل متاع للراکیب فکلہا لہ والقاعد الجیدہ وان کاشی علیہا فللراکیب ما ہو راکیب البانی للقاء فی خلاف البقر والحنہ
 و تھامہ فی خزانہ کا حکم ایک شخص اونٹوں کی قطار کھینچتا ہے اور دوسرا شخص سوہر اور گہرا اونٹ پر سوہر کا اسباب ہے تو سب اونٹ اس میں اور قطار
 کھینچے والا اسکا مرد ہو اور اگر اونٹوں پر اسباب نہیں تو سوہر کا وہ اونٹ ہے جس پر سوہر اور باقی اونٹ قطار کھینچے والے کے ہیں بخلاف گائے بیل اور بھیر بکری کے اور پورا
 بیان اسکا خزانہ اکل میں ہے ہم یعنی اگر گائے بیل یا بھیر بکری کو ایک شخص کھینچتا ہو اور دوسرا ہانکتا ہو تو وہ ہانکنے والے کے ہیں کہ فی البحر
فصل فی دفع الدعاوی یہ فصل ہے دعویٰ کے دفع کرنے میں یعنی مدعی علیہ اپنے اوپر دعویٰ مدعی کا نہ اٹے دیا ہم جیسے دفع دعویٰ قبل برہان مدعی صحیح ہو تو مدعی
 بعد برہان بھی صحیح ہے اور اسی طرح قبل حکم صحیح ہے جیسے بعد حکم صحیح ہے اور دفع الدعویٰ اور دفع الرفع کا دفع صحیح ہے اگر کثیر سو قول مختار میں اور غیر دعا علیہ دفع مسوع نہیں
 اور دفع احد الورثہ کا مسوع ہے اگر یہ مدعی نے دوسرے وارث پر دعویٰ کیا ہو کہ فی البحر خصا لہا قدم من یکون خصما ذکر مکین خصما جاکہ مصنف نے پہلے اسکی ذکر
 کیا اسکو جو خصم ہوتا ہے اب ذکر شروع کیا اسکا جو خصم نہیں ہوتا قال ذوالیدہذا الشیء المدعی موقوفہ کان ادعایا ادعینہ او اعانہ او اجریہ
 اور ہذینہ ذیل الغائب و غصبہ منہ من الغائب برہن علیہ علی ما ذکر العین قائمہ کا حالانکہ وقال الشہود تعرفہ یا ستم نسبہ
 او یوجہہ او شرطہل معرفتہ یوجہہ ایضا فلیحلہ لا یعرف فلا ناہوہ لا یعرفہ لا یوجہہ لا یحتمل ذکرہ الزیلعی فی الشریعۃ لایہ عن
 خطا العلامة المقدسی عن البرازیقان تعویل الاثمتہ علی قول محمد انتہی فیلحفظ کما ذی الیدنہ کہ یہ شرط جبکہ مدعی دعویٰ کرتا ہے خواہ وہ منقول ہو
 یا غیر منقول ہے یا بدولت رکھی یا محکمہ باریت دی یا اجارہ رکھی یا وکرو رکھی ہے نیز جو غائب ہے بیان سے یا میں اسکو شخص غائب سے بیعت کیا ہے اور امور مذکورہ
 پر وہ گواہ لایا اور حالانکہ وہ شہدائے قائم نہ مالک اور گواہوں کے کہ انہم شخص غائب کو اسکی نام اور نسب یا اسکی صورت سے پہچانتے ہیں اور محمد بن اسماعیل
 نسب کے ساتھ اسکی روشناسی بھی شرط کی ہے تو بموجب قول محمد اگر قسم کھائے کہ میں فلا نے کو نہیں پہچانتا اور حالانکہ وہ اسکو نہیں پہچانتا مگر اسکی صورت سے
 تو حانت نہوگا ذکر کیا ہے اسکو زلیعی نے اور شریعۃ لایہ میں علامہ مقدسی کے خط سے بتا دیا ہے کہ آیہ فقہ کا اعتماد محمد کے قول پر ہی انتہی تو اسکو یاد رکھنا
 چاہیے دفع خصوصۃ المدعی لملک لا مطلق کان یدھوہ کا نیست ید خصوصۃ مدعی الید کے قول مع البرہان سے دفع ہو جائیگی خصوصۃ اس میں
 کی جو ملک مطلق کا دعویٰ کرتا ہے اسواسطے کہ قبضہ ان لوگوں کا لینے مودع اور مستعیر اور مستاجر اور مرہن اور غاصب کا قبضہ خصوصۃ نہیں ہم اور اگر ملک عقیدہ کا ذی
 ہو اس طرح کہ ذی الید نے اسکو خرید کیا پھر آزاد کر دیا اور ذی الید نے اسکو بذکر و ولایت یا غصب یا برہن غائب دفع کیا تو خصوصۃ دفع نہوگی اور ذی الید پر
 اسکی آزاد کرنے کا حکم ہوگا کہ فی الخطاوی وقال ابو یوسف ان عرف ذوالید بالخیل کا تندہم وہ یل غل علیہ واختار فی المختار ہما ابو یوسف
 نے کہا کہ اگر ذی الید جیلہ کری میں مشہور ہو تو خصوصۃ اس سے دفع نہوگی اور یہی قول ماخوذ ہے کہ فی الملتقی اور اسی قول کو مختار میں پسند کیا ہے ہم جیلہ کری
 اس طرح ہے کہ کوئی شخص کسی آدمی کا مال غصب کر لیتا ہو پھر کسی کسی سفر کرنے والے کو دیتا ہو اور مسافر کو اس میں کے سامنے اس غصب کو غاصب کے

گواہی کے ساتھ اپنے دعوے مذکور پر لے کر عدلیہ و دہیت یا برہن پر گواہ لایا تو دعویٰ مدعی کا دفع ہو جائیگا اور غیر مجلس حکم کا اقرار مقبول ہوگا مگر جبکہ مدعی اسکو گواہ
 نہایت کرے چنانچہ مصنف اسکی آگے تھیں کہ برہن و دہیت پر لے کر عدلیہ و دہیت یا برہن پر گواہ لایا تو دعویٰ مدعی کا دفع ہو جائیگا اور غیر مجلس حکم کا اقرار مقبول ہوگا مگر جبکہ مدعی اسکو گواہ
 اور اگر مدعی گواہ لاوے ذی الید کے اول قول پر لے کر عدلیہ و دہیت یا برہن پر گواہ لایا تو دعویٰ مدعی کا دفع ہو جائیگا اور غیر مجلس حکم کا اقرار مقبول ہوگا مگر جبکہ مدعی اسکو گواہ
 خصومت کا کذا فی البراز یہ ان قال المدعی اشتريته من فلان الغائب وقال ذو الید فی الدفع او دعنيہ فلان ذلک ای بنفسہ فلو بکملہ
 لم تدفع بلابستہ دفعت الخصومة وان لم يدہن لتوافقہما ان اصل المالك للغائب اور اگر مدعی نے کہا کہ میں نے اسکو فلا نے
 شخص غائب سے خرید کیا اور ذی الید نے اسکے دفع میں کہا میرے پاس اسے فلا نے غائب نے ودیعت رکھا بذات خود تو ذی الید سے خصومت منفع ہوگی اگرچہ ذی الید
 گواہ نہ دے بسبب موافق ہونے دونوں کے اسپر کہ اصل ملک شخص غائب کی ہے مگر ذی الید یوں کہے کہ میرے پاس شخص غائب کے وکیل نے اسکو ودیعت رکھا ہے تو خصومت
 منفع ہوگی بدون گواہ لانے ذی الید کے کذا قال اشتريته ودکلنی بقبضہ وبرہن مگر جبکہ مدعی نے کہا کہ میں نے اسکو غائب سے خرید کیا اور
 اسنے مجھکو وکیل کیا ہے اسکے قبضہ کرنے پر میرے پاس سے لیکر اور اسپر گواہ لایا تو خصومت منفع ہوگی لہذا ذی الید سے مدعی اسواسطے کہ مدعی
 احق بالقبضہ کی کذا فی العینی ولو صدق فی الشراء لم یثم بالقبضہ لئلا یكون قضاء علی الغائب باقرار مدعی عجیب نہ اور اگر ذی الید
 نے مدعی کی تصدیق کی خرید کرنے میں تو اسکو دینے کا حکم ہوگا تاکہ قضاء علی الغائب نہ لازم لاوے ذی الید کے اقرار سے اور یہ مسئلہ عجیب ہے لہذا انکار میں تو تسلیم
 ہو اور تصدیق میں تسلیم نہیں ہم طحاوی نے کہا اس میں اگر کچھ مقام تعجب نہیں اسواسطے کہ ذی الید کا اقرار حجت قاصر ہے ملک غائب پر سرت نہیں کر سکتا اور اسی طرح
 علامہ ابو السود نے کہا کہ کچھ عجیب نہیں اسواسطے کہ اسکا اقرار غیر شخص پر مقبول نہیں ثم اقتصد الدبر وغیرہا علی دعوی الشراء فیہ اتفاق فلما قال ولو لعلی
 لہ لم یخصبہ منہ فلان الغائب وبرہن علیہ وزعم ذو الید ان هذا الغائب قد دفع عندہ اندفعت لتوافقہما ان المالك للغائب
 لذلک للرجل بغير اختصاص کرنا صاحب دروغ و غیرہ کا خریدنے کے دعوے پر قیہ اتفاق ہے سو اسی واسطے مصنف نے کہا اور اگر مدعی نے دعویٰ کیا کہ وہ غیر انکی ہے اس
 فلا نے غائب نے غصب کر لی اور اسپر گواہ لایا اور ذی الید نے زعم کیا کہ اس شخص غائب نے اسکے پاس اسکو ودیعت رکھا تو ذی الید سے خصومت منفع ہوگی
 بسبب موافق ہونے دونوں کے اسپر کہ قبضہ اس مرد غائب کے واسطے ثابت ہے ولو کان مکان حق الغصب دعوی سرقۃ لا تدفع بزعم ذی الید
 ابداً ذلک الغائب استحقاقاً نازلاً ذیہ اور اگر بجائے دعوی غصب دعوی سرقۃ ہو تو خصومت منفع ہوگی ذی الید کے یوں زعم کرنے سے
 کہ اس غائب نے میرے پاس اسکو ودیعت رکھا ہے از رو استحسان کے کذا فی البراز یہ فی شرح الوہبانیہ للشری بلال لواتفاقا علی المالك لزیدہ کل
 یدعی کاجارۃ منہ لیکن الشانہ خاصاً الاول علی الصحیح اور شری بلال کی شرح وہبانیہ میں ہے کہ اگر دو شخص متفق ہوئے نزدیک ملک یا اور ہر شخص اس سے
 اجارہ لینے کا مدعی ہو تو مدعی ثانی مدعی اول کا ختم ہوگا بقول صحیح مالک کے آئندہ اسواسطے ختم ہوگا کہ دعوی اجارہ بنظر دعوی استعارہ ہے کیونکہ ہر واحد
 ملک میں کا دعوی نہیں اور یہی علت ہے مسئلہ لاحقہ کی کہ لیسہ علی ہذا اور نہ مدعی ثانی برہن اور سرائے مدعی کا ختم ہوگا لہذا المشتري یخصم الكل
 اور مشتری تو سب کا ختم ہے یعنی جو خرید کا دعوی کرے تاہم وہ گواہ لانے کے بعد متاجر اور مدعی برہن اور مدعی خرید کا ختم ہوگا کذا فی الطحاوی فروع مسائل
 طحاوی شائع کے قال المدعی علیہ لی دفع یجوز الی المجلس الشان صغری اور مدعی علیہ کہہ کہ میرے پاس دعوی مدعی کے دفع کرنے کی وجہ ہے
 تو اسکو قاضی کے مجلس ثانی تک فرصت دی جائے کذا فی الصغری المدعی تحلیف مدعی کی بدلہ علی التناک در مدعی کو قسم لینا مدعی ابرار سے
 یقین پر جائز ہے کذا فی الدرر فیہ اگر مدعی کے گواہ نہ ہوں تو ذی الید سے یقین پر نہ علم پر قسم لینا جائز ہے اسواسطے کہ ابرار اگرچہ غیر کا فعل ہے لیکن اسکا
 تمام ہونا یعنی قبول ابرار اس سے متعلق ہے اور ذی الید میں ہے کہ ذی الید پر قسم نہیں اسواسطے کہ وہ ابرار کا مدعی ہے اور حالانکہ مدعی پر قسم نہیں

انتہی تو یہ کلام وقوع خلاف پر محمول ہو گا تا فی الطحاوی ولہ تعلیف علی علی العلم تصادم فی البراہین اور اسکو اپنے مدعا علیہ کو اختیار کر کے مدعی سے علم پر قسم اور پورا بیان اسکا نیز یہ میں ہر قسم جبکہ مدعا علیہ ذی البدنہ دعوی مدعی کا باطل ہوا یا دلائل وغیرہ کے دفع کیا اور اثبات سے عاجز ہو گیا اور مدعی نے دفع میں اسکی تصدیق نہ کی اور ذی البدنہ مدعی سے قسم چاہی تو مدعی علم پر قسم کھائے اسطرح کہ واسد میں نہیں جانتا کہ شخص غائب کیسے دیکھ پاسی ولایت رکھی ہو اسواسطہ کہ ایام غیر کا فصل ہر اور مدعی سے خلق نہیں کذا فی البحر ذیل منقل امتہ فیرہنت انہ اعتقہا قبل الدفع لا الحق ما لہ یخص المولی ابن ملک مولی نے کسی کو اپنی لونڈی کے کہیں لیجانے کا دلیل کیا سو لونڈی گواہ لائی اسپر کہ مولی نے اسکو آزاد کر دیا تو مدعو نے قتل کے واسطہ دفع مقبول ہو گا نہ آزاد ہو گیا ہر ایک مولی نے نہ اسے کذا ذکرہ ابن ملک

باب دعوی الرجالین

یہ باب ہر دوم روایت کے دعوی کرنے میں اپنے غیر سے شخص پر دعوی کرین یا ایک شخص دوسرے پر دعوی کرے تقدم حجة خارجہ فی صلات مطلق ایلم یدکر لہ سبب کھو علی حجة ذی البدنہ مقدم ہوگی شخص خارج کی حجت ملک مطلق میں ذی البدنہ کی حجت پر ملک مطلق وہ ہر حسین سبب ملک کا مذکور ہو چنانچہ مذکور ہو چکا ہم خارج وہ شخص ہر خودی الید اور قاضی ہوا اور وجہ تقدیم یہ ہے کہ خارج ہی تو مدعی ہے اور حدیث میں یہاں مقبول نہیں مگر مدعی کا یہاں دان وقت احدهما فقط حجت خارج مقدم ہے اگرچہ دونوں میں سے ایک ہی شخص وقت ملک بیان کرے ہم اپنے خواہ دونوں تاریخ ملک بیان نہ کریں یا دونوں ایک ہی تاریخ کو ذکر کریں یا فقط ایک ہی شخص تاریخ ذکر کرے بہر صورت حجت خارج مقدم ہے اور اگر دونوں تاریخ کو بیان کریں اور ایک کی تاریخ سابق ہو تو اب اسکی حجت مقدم ہوگی کذا فی الحلبي وقال ابو يوسف ذوالوقت حق اور ابو يوسف کما کہ صاحب وقت اپنے جسے تاریخ اور وقت ملک بیان کیا وہ احن ہے تقدیم حجت میں دہر متہ نسا کو قال فی دعواه هذا العبدی غائب عن مندر شمر وقال ذوالبدنہ مندر مستہ فقط المدعی کانت ما ذکرہ تاریخ غائب کا ملکہ قلم یوجد للتاریخ من الطرح قین فقط مندر المستہ الخارج اور مقررہ خلاف امام اور ابو یوسف اس صورت میں ہے کہ خارج نے کہا کہ یہ غلام میرا ہے میرے پاس سے غالب ہو گیا مہینہ بھر سے اور ذی البدنہ نے کہا کہ میرا غلام ہے سال بھر سے تو مدعی خارج کے واسطہ حکم ہوگا اسواسطہ کہ جو تاریخ خارج نے ذکر کی وہ اسکی غائب ہونے کی تاریخ ہے مہینہ مالک ہونے کی تو طرفین سے تاریخ ملک کی تباہی گئی بلکہ ذی البدنہ کی طرف سے تاریخ پائی گئی اور امام کے نزدیک تاریخ حالت افراد کی مضمر نہیں تو اسی واسطہ حجت خارج حکم ہوگا قال ابو یوسف لیس فی المدعی لودخ ولو حالہ کلا نفرا د اور ابو یوسف نے کہا کہ تاریخ بیان کرنے والے کے واسطہ حکم ہوگا اگرچہ ذکر تاریخ بحالت افراد ہو مگر منع انفار میں جامع القواسم سے یون منقول ہے کہ ابو یوسف کے نزدیک مومن کے واسطہ حکم ہوگا اسواسطہ کہ انکے نزدیک حالت افراد میں مومن کی تاریخ کو مناسب تھا کہ لفظ لوساقل کرتا اسواسطہ کہ کلام تو حالت افراد میں ہے اور شراح کے کلام سے نکلتا ہے کہ قصاص فرج کے واسطہ ہے خواہ دونوں سے تاریخ صادر ہو یا ایک سے اور حالانکہ در صورت صدور تاریخ طرفین قصاص للمومن کے کچھ معنی نہیں اسواسطہ کہ تاریخ تو دونوں سے ثابت ہے بلکہ بیان قصاص السابق ہوگی کذا فی الطحاوی ویستغنی ان یقضی بقولہ کلاہ ادخ واطحی کذا فی جامع الفصولین وایضہ المصنف اور لائق یون ہے کہ بقول ابو یوسف کے حکم کیا جائے اسواسطہ کہ وہ قول بقوا عد فقہ موافق تر اور ظاہر تر ہے حیاتی جامع الفصولین میں ہے اور ثابت رکھا ہے اسکو مصنف نے اپنی شرح میں ہم منع انفار میں بجائے یقینی یقینی ہے وہو الا ظہر دلو برہن خارجا کن علی حق قضی بہ لیس اور گواہ لاوین وہ شخص طرح ایک چیز پر جو تیسرے شخص کے قبض میں ہے تو دونوں کے واسطہ اس چیز کا حکم ہوگا ہم دلیل اسکی وہ حدیث ہے جو سنن ابو داؤد میں ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ دو شخصوں نے ایک اونٹ کا دعوی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت میں اور ہر شخص دو دو گواہ لایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس اونٹ کو دونوں میں نصف نصف بانٹ دیا اور دوسری دلیل یہ ہے کہ بیٹا حج شرعیہ میں تہمتی الامکان اسچر عمل واجب ہے اور بیان عمل ممکن ہے اسواسطہ کہ تبدل ایسی شی واحد پر اوقات مختلفہ میں ہو اگر تازی

باب دعوی الرجالین

۱۰

۱۱

تو گوہی دینے کے واسطے ہر ذوق اس پر اعتقاد کرنا ہی جو اسے سبب ملک کا مشاہدہ کیا کذا فی الزلیج فان برہنہ فی دعوی حکم سقطا بعد الجمع لو حیثہ سمجھ کر دو شخص گواہ
لائے نکاح کے دعوی میں تو دونوں کی محبت ساقط الاعتبار ہوگی بسبب عذر ہونے کے جمع کے اگر عورت زندہ ہے ہم یعنی اگر عورت زندہ کے نکاح کا دو شخص سبقت ساقطی دعوی کیا اور
ہر شخص گواہ لایا تو کسی کا دعوی ثابت ہوگا اس واسطے کہ محفل بالشرک کہ تعین معیت برہان کی قید اس واسطے لگائی کہ اگر ایک مدعی گواہ لایا ایک عورت کے نکاح پر اور اسکے واسطے حکم
ہو گیا ثبوت نکاح کا پھر دوسرا شخص اسکے نکاح پر گواہ لایا تو گواہ اسکے مقبول نہونے کی بنا پر خریداری کے دعوی میں برہان اول کے بعد برہان ثانی مقبول نہیں کذا
فی الطحاوی ولو مستند قضیۃ بینہما واسطہ کل نصف للمیراثان میراث زوجہ و امحلہ ولو ولات ثبتت بالنسب بینہما و تصادمہ فی الخلاصۃ
اور اگر عورت میت ہی تو دونوں مدعیوں کے واسطے نکاح کا حکم ہوگا اور ہر شخص پر نصف نصف ملازم آو گیا اور دونوں شخص ایک زوج کی میراث کے وارث ہونگے اور اگر
عورت جیئی یعنی بعد اسکے مرنے کی تو ولد کا نسب دونوں شخصوں کے ثابت ہوگا اور پورا بیان اسکا خلاصہ میں ہم خلاصہ میں باقی بیان یوں ہے کہ ولد مذکور دونوں
سے میراث میں کامل کا وارث ہوگا اور دونوں ولد کے متروکہ سے اب واحد کی میراث یا و نیل کذا فی الجرح و علی صدقہ اذ العتق فی ید من کذبہ ولم یکن
من کذبہ جیسا اور عورت اسکی زوجہ ہی جس مدعی کی عورت نے تصدیق کی بشرطیکہ عورت اسکے پاس نہ ہو جس مدعی کی اسکے تکلیب کی اور جسکی اسکے تکلیب کی
عورت کی و علی نہ کی ہو ہم خلاصہ میں یہ کہ جب دو شخصوں نے ایک عورت میں تنازع کیا اور دونوں گواہ لائے تو اگر تاریخ بیان کی اور ایک کی تاریخ مقدم ہو تو وہ ہے اور اگر تاریخ
بیان نہ کی یا دونوں کی تاریخ برابر ہو تو اگر ایک قبض ثابت ہے چنانچہ و علی یا اپنے مکان کا رکھتا تو وہی شخص اسے ہے اور اگر یہ کچھ نہ ہو تو عورت کی تصدیق کا اعتبار ہے الباقی
تاریخ راجع ہے بہ سبقت قبضہ و علی پھر قرار ہے صاحب تاریخ مقدم ہے ظہیر میں ہے کہ اگر ایک کی و علی یا اپنی گئی اور عورت دوسرے کے گھر میں ہو تو صاحب خانہ ولی ہے
کذا فی الطحاوی و ہذا الذی لیسوہر خانہ راجعاً فالسابق احق بہا و یہ یعنی اعتبار تصدیق عورت اسوقت ہے جبکہ دونوں نے تاریخ بیان نہ کی سو اگر تاریخ
بیان کی تو صاحب تاریخ سابق اس عورت کا احق ہے یعنی سبقت تاریخ کے ساتھ قبض اور دخول کا کچھ اعتبار نہیں اس واسطے کہ میراث و ولات پر فائق ہے و فلانہم احدہما فی ید من
صدقۃ اولدی الیدی یا زیۃ قلت و علی ما مر عن المثلان ینتفع اعتبار تاریخ احدہما ولم ار میں علیہ فتاکمل سو اگر ایک مدعی نے تاریخ بیان کی تو عورت
اسکی زوجہ ہی جسکی اسکے تصدیق کی یا ذی الیدی کی کذا فی الزیادہ میں کہتا ہوں اور بموجب اس قول کے جو ابویوسف سے منقول ہو چکا ایک شخص کی تاریخ کا اعتبار
کرنا لائق ہے اور میں نے نہیں دیکھا اسکو جس نے اس پر گواہ کر دیا ہو تو عورت اس میں ہم طحاوی نے لکھا صاحب بحر الرائق نے اس پر سرحد گاہ کر دیا ہے کہ ایک شخص کی بھی تاریخ
موجبات رجحان سے ہر دان فرقت ملک حجتہ فیہ لہ و ان ہن الاخر قضی لہ اور اگر عورت نے اقرار کیا اس مدعی کے واسطے جسکے پاس گواہ نہیں
تو وہ اسی مدعی کی زوجہ ہے اور اگر دوسرا مدعی برہان لایا یعنی جبکہ اول مدعی کے واسطے بموجب اقرار عورت کے حکم ہو گیا اسکے بعد دوسرا مدعی گواہ لایا تو صاحب
برہان کے واسطے حکم ہوگا اس واسطے کہ برہان قوی تر ہے تصادق سے کذا فی الخ دلو برہان اجل ہما قضی لہ ثم برہان الاخر لم یقض لہ الا اذا ثبتت سبقتہ
لان البہرہاں ہم التاریخ اذ فی صحتہ بد و نہ اور اگر گواہ لایا ایک مدعی اور اسکے واسطے حکم ہو گیا پھر دوسرا مدعی گواہ لایا تو اسکے واسطے
حکم ہوگا مگر اس صورت میں جبکہ مدعی ثانی کی سبقت تاریخ ثابت ہو اس واسطے کہ برہان مع التاریخ قوی تر ہے اس برہان سے کہ بدون تاریخ کے ہم ہر چند
بیان دونوں دعوی میں تاریخ ثابت ہے اس واسطے کہ سبقت نہیں ہو سکتی بدون تاریخ کے لیکن جبکہ مدعی ثانی کی تاریخ سابق ہو وے مدعی اول
کی تاریخ سے تو گویا اسے اصل تاریخ مذکور نہ کی تاریخ سابق مراد ہے کذا فی الطحاوی کالم یقضی برہان خارج علی ذی ید ظہر نکاح
اکا اذا ثبتت سبقتہ ای ان نکاحہ اسبق جیسے حکم ہوگا شخص خارج کی برہان سے اس ذی الیدی کی برہان پر جسکا نکاح ظاہر ہو چکا
مگر اس صورت میں برہان خارج سے حکم ہوگا جبکہ خارج کی سبقت ثابت ہو یعنی یہ ثابت ہو کہ خارج کا نکاح سابق تر ہے ذی الیدی کے نکاح سے و ان ذلک
سبب المات بان برہنہ علی شئ او شئ من ذی الید فکل نصف بنصف الثمن ان شاء او لک انما خیر لتفریق الصقۃ علی

اور اگر دونوں مدعیوں نے سبب ملک کا ذکر کیا اسطرح کہ دونوں گواہ لائے ایک چیز کی خرید پر ذی الید سے تو ہر مدعی کے واسطے نصف نصف شری کا حکم ہوگا اور بعض نصبت
نصف متن کے اگر مدعی چاہے یا اسکو چھوڑ دے مدعی کو اسواسطے اختیار دیا گیا ہے نہ لینے میں کہ اس پر منصفہ متفرق ہو گیا ہے پوری چیز اس کے واسطے باقی تری اور شاید
اسکی رغبت پوری پھر یہ ہو نہ اور دوسری پر دان نہ لے احد ہا بعد ما قضی لهما کہ یا خلا کا خلا کلہ لا نقضاہ بالحقضاہ و فلو قبلہ فلدہ اور اگر
ایک مدعی نے نصف لینے کو چھوڑا دونوں کے واسطے حکم ہو جائے کہ بعد تو دوسرا مدعی اسکو پورا نہیں سکتا لیسبب شیخ ہو جائے بیع کے نصف باقی میں قاضی کے حکم سے اسکو
قبل حکم کے ایک مدعی ترک کرے اور دوسرا پورے تو اسکو جائز ہے و ہوا حیما ادعیئا شیاؤ کا للسا بق تاریخا ان ارخا ویر ذالک ما فیہ نصفہ کا خلا لیمہ
سہ اسح اور وہ اپنے جسکی خرید کا دونوں نے دعوے کیا اس مدعی کی جو جسکی تاریخ سابق ہو اگر دونوں نے تاریخ خرید بیان کی تو باقی پھر دے جو جسکی تاریخ
ایکذانی السراج ہم سبقت تاریخ کا اسوقت اعتبار ہے جسکی تاریخ ایک ہو اور اگر دونوں کے تاریخ مختلف ہوں تو اسبق کے واسطے کچھ ترجیح نہیں اور نہ فقط مورخ
کے واسطے کذا فی الطحاوی و ہولدی یلہ ان لہ یو رخا و ارجا و استوی تاریخہما اور وہ اپنے متنازع فیہ ذی الید کی ہر اگر دونوں
مدعیوں نے تاریخ خرید کی بیان نہ کی یا ایک نے فقط تاریخ مذکور کی یا دونوں کی تاریخ برابر ہی و ہولدی وقت ان وقت احد ہا فقط و الحال انہ لاید لہما
دان لہم یوقتا فقط ہر ان لکل نصفہ بنصفہ اور وہ پھر وقت بیان کرنے والے کی ہر اگر دونوں میں سے ایک نے تو قیست کی اور
حالانکہ دونوں کا اپنے قبضہ نہیں اور اگر دونوں نے وقت نہ کیا تو اسکا حکم مذکور ہو چکا کہ ہر مدعی نصف نصف پاویگا نصف نصف متن و دیگر الشراء احق من
مہیۃ و صدقہ و لہن و لہم قبض اور دعوی خرید احق ہے ہبہ اور صدقہ اور ہرین کے دعوے سے اگرچہ ہرین قبض کے ساتھ ہو ہم وجہ ترجیح خرید یہی
کہ معاوضہ ہے جانیں سے بخلاف ہبہ و صدقہ اور ہبہ بلا عوض ہے اسواسطے کہ ہبہ جو من در حکم ہے اور ہرین پر خرید اسواسطے مقدم ہے کہ خرید مقید ملک
بعض فی الحال ہے بخلاف ہرین و ہذا ان لم یورخا فلو ارخا و احتل المملک فا لا یسبق احو لہو ذلک اور یہ اپنے قبضہ میں خرید ہبہ اور صدقہ ہبہ
اسوقت ہے جسکی دونوں مدعیوں نے تاریخ مذکور نہ کی ہو سو اگر تاریخ بیان کریں اور مالک کر دینے والا ایک ہی شخص ہو تو صاحب تاریخ سابق احق ہے اپنے قوی
ہونے کے سبب سے و لو اسرحت احدا ہما فقط فالمرحہ تا و سہ اور اگر خرید اور ہبہ اور صدقہ کے دعوے میں فقط ایک کی تاریخ مذکور ہو تو تاریخ
والی غیر مقدم ہے و لو اختلفت المملک استویا اور اگر مالک کر دینے والا مختلف ہو تو دونوں برابر ہیں یعنی اس صورت میں خرید ہبہ اور صدقہ ہر
مقدم نہیں و ہذا فیما لا یقسمہ اتفاقا و یہ اپنے برابر ہونا اس چیز میں جو قابل قسمت نہیں مانند چکی وغیرہ کے اتفاق روایات ہے و اختلف التخصیر
فیما یقسم کالدار و اکامہ ان الحکم المدعی الشراء کان الاستحقاق من قبیل الشیوع المقارن لا الطاریئ ہبۃ الذکا و لقیح علما مختلف ہے
اس چیز میں جو قابل قسمت ہے چنانچہ اگر صحیح تر قول یہ ہو کہ وہ پھر بالکل مدعی خرید کی ہر اسواسطے کہ استحقاق اپنے استحقاق نصف مدعی خرید کا من قبیل شیوع مقارن
کے نہ قبیل شیوع طاریی کذا فی کتاب البیۃ من الدرر یہ مدعی عادی پر کہ اپنے قابل قسمت اور غیر قابل قسمت کو کیساں قرار دیا ہے اور اس مسئلے میں شیوع
طاریی ٹھہرایا ہے جو مقید ہبہ اور صدقہ نہیں کذا فی الطحاوی و الشراء و المہر سواء فی نصف و ترجیح ہی بنصف القیم و ہونصف الشراء
بنصف الما من اور خرید اور ہر برابر ہیں تو دونوں مدعیوں میں نصف نصف ہوگا اور صورت مدعی نصف قیمت اس چیز کی پھر لے اور مدعی خرید نصف متن
پھر پھر یا بیع کو قسح کہے یا لیل گزشتہ ہم اپنے جسکی ایک مدعی نے دعوی کیا کہ میں اس غلام کو ذی الید سے خرید کیا اور عورت نے دعوی کیا کہ ذی الید نے
جسے سنا تھا کچھ کیا اور یہ غلام میرے میں مقرر کیا یا دونوں برابر ہیں اسواسطے کہ دونوں قوت میں کیساں میں کہیں کہ ہر ایک اپنے خرید اور ہر معاوضہ
مشبت ملک ہے مشتری کو قسح بیع میں اختیار ہو لیسبب تفرق منصفہ کے کامر ہذا الذالو یورخا و ارجا و استوی تاریخہما فان سبقت تاریخ احد
کان احق بہ لیسبب اسواسطے خرید اور ہر اسوقت ہے جسکی دونوں کی تاریخ مذکور نہ ہو یا تاریخ مذکور ہو اور دونوں کی تاریخ برابر ہو سو اگر ایک کی

تاریخ سابق ہو تو وہی احق ہے قید بالشراء کان النکاح احق من ہبہ اور ہن او صدقہ سے کذا فی العادیۃ اور نکاح سے مراد اس مقام میں ہنر چنانچہ بحر الرائق میں اسکی تحریر کی ہے۔ صاحب الفصولین کی طرف غلط گوئی کی نسبت کر کے ہم صاحب جامع الفصولین لکھا کہ نکاح اور ہبہ اور ہن اور صدقہ برابر ہیں مجب غلط کاری صاحب جامع الفصولین کی ہے کہ وہ یہ سمجھا کہ دو محضوں نے ایک نوٹدی میں تنازع کیا ایک کہتا ہے کہ میں انکا مالک ہوں بطریق ہبہ کے اور دوسرا کہتا ہے کہ میں نے اسکی نکاح کیا اور حالانکہ یہ فقہا کی مراد نہیں بلکہ جہان تقدیم نکاح کی ہبہ اور صدقہ پر بیان کی ہر دو ان نکاح سے مراد ہی لے لے نہ عقد چنانچہ لواط کلام محیط اور عادی اسیر دلالت کرتا ہے کہ کذا فی الطحاوی نعم یہ مستوی النکاح والشراء لو تنازعا فی کلاہما ہر رجل واحد کا جو حق شکون ملک کا کہ منکوحہ لاخر فتد بیدان برابر ہی نکاح اور خرید اگر دو شخصوں نے تنازع کیا ایک مرد کی نوٹدی میں اور کوئی مہر ماتہ سبقت تاریخ کے نہیں تو نوٹدی مدعی شرکی ملک ہوگی اور دوسرے شخص کی منکوحہ سو غور کرے اسکو ہم وجہ استواء یہ کہ خرید اور نکاح میں منافات نہیں یہ بحث ہے صاحب جامع الفصولین کی کذا فی البحر مع قبض احق من ہبہ بلا حدیض مع استحقاق اور ہن مع قبض احق ہے ہبہ بلا عوض مع القبض سے بطریق استحسان ہم وجہ استحسان یہ ہے کہ مقبوض حکم ہن ہنوں ہے اور مقبوض حکم ہبہ ہنوں نہیں حالانکہ عقد ضمان اولے ہے اور قیاس یہ ہے کہ ہبہ اولے ہے ہن سے اسواسطے کہ ہبہ مثبت ملک ہے بخلاف ہن دوہہ خفی احق کا ہنکام بیع استیساہ والمیسر ولو بوجہ اقری من الرهن اور اگر ہبہ عوض ہو تو اولے ہے وہ ہن سے اسواسطے کہ ہبہ عوض آخر کار کو بیع ہے اور بیع اگرچہ کسی وجہ سے ہوقوی تر ہے ہن سے ولو العین جہا استویا مالہم یوخرھا واحدها اسبق اور اگر تنازع فیہ دولتان وادیوں کے قبض میں ہو تو ہن اور ہبہ دونوں برابر ہیں تا وقتیکہ دونوں کی تاریخ مذکور نہ ہو اور ایک کی تاریخ سابق تر ہو لے در صورت ذکر تاریخ صاحب تاریخ اسبق اولی اور اقدم ہے وان برہو بجان جان علی ملک مورخ او شریعہ مؤرخ من واحد غیر ذی ید اور ہن خارج علی ملک مؤرخ و ذو ید علی ملک مؤرخ اقدم فالسابق لآخر اور اگر گواہ لائے وہ شخص خارج ملک مطلق مؤرخ پر یا خرید مؤرخ پر ایک ہی باطل ہے جو ذی الید نہیں یا گواہ لایا خارج ملک مطلق مؤرخ پر اور ذی الید گواہ لایا اس ملک مطلق مؤرخ پر جو اقدم ہے تاریخ خارج تو سابق احق اور اولے ہے ہن میں غیر ذی الید کی قید شائع نے اسواسطے لگائی کہ ذی الید سے خرید کرنا خارجی کا پہلا مذکور ہو چکا تو کچھ فائدہ نہ تھا تعلیم میں وان برہنا علی شراء متفق نا لے لے صا او مختلف علی کل ید شی الشراء من رجل اخر او وقت احدھا فقط استویا ان تعد البائئ وان اقد حق والوقت احق ثم کبد من ذکر المدعی و شہد ما یقید ملک یا نفع ان لم یکن المبیع فی ید البائئ ولو شہدوا بیدہ فقولان بزاز یہ اور اگر خارجی گواہ لائے اس خرید پر جسکی دونوں تاریخیں متفق ہیں یا مختلف ہیں کذا فی الیضی اور ہر مدعی کا دعویٰ کہ نامی دوسرے مرد سے یا نفع ایک ہی مدعی نے خرید کا وقت بیان کیا تو دونوں برابر ہیں اگر باطل متعدد میں اور اگر ایک ہی باطل ہے تو صاحب وقت احق اور اولی ہے ہن پر ضروری ہے کہ مدعی اور اسکے گواہ وہ چیز ذکر کریں جو مفید ملک ہو اسکے باطل کی در صورتیکہ بیع باطل کے ہاتھ میں ہو اور اگر گواہوں نے گواہی دی باطل کے قبض کی لے در صورتیکہ بالفعل باطل کا قبض نہیں قبض سابق کی گواہی دی بلا ذکر اسکی ملک کے تو اسچین دو قول ہیں کذا فی البرازیہ ہم بزاز یہ میں ہے کہ گواہوں نے اگر گواہی دی خرید اور نقد ہر اور قبض کو ذکر کیا اور دے تسلیم کو احد نہ ملک یا نفع کو اور نہ مشتری کی ملک کو تو دعویٰ اور شہادت مقبول نہیں اور اگر قبض باطل کی گواہی دی نہ اسکی ملک کی تو اسچین فقہا مختلف ہیں کذا فی الطحاوی فان برہن خارج علی الملك و ذو الید علی الشراء صہ او برہنا علی سبب ملک لا یتکرر کالتنازع و ما فی معنا و کتبہ لا یعاد و غزل فطو و حلب لبن و جرح و ف و غلھا و لو عند با نفعہ در فلو الید لحق من الخارج اجسا عا سو اگر گواہ لایا خارج ملک پر اور ذی الید گواہ لایا خارج سے خرید کرنے پر یا خارج اور ذی الید گواہ لائے المیسر سبب ملک پر جو ایک ہی یاد ہو تا ہے نہ مکرر چنانچہ نتیجہ لے پیدائش کچھ حیوان اور جو چیز کہ نتائج کے ماتہ غیر مکرر ہو چنانچہ نتیجہ غیر مکرر چنانچہ

قطنیہ کی بناوٹ جو دوبارہ نہیں ہوتی اور روئی کا کاٹنا اور دودھ کا دھونا اور صوف کا تراشنا اور مانند ان اسباب غیر مکرر کے اگرچہ اسباب مذکورہ اس کے بالغ کے پاس واقع ہوئے ہوں تو ذی الیدہ احق ہے خارج سے بالاتفاق ہم نتائج سے مراد یہ ہے کہ مدعی کی ملک میں نتائج ہو یا اس کے بالغ کی ملک میں یا اس کے مورث کی ملک میں جامع الغیوبین میں ہر خارج گواہ لایا کہ مثلاً یہ اونٹنی میری بالغ کے پاس جہی اور ذی الیدہ بھی اسی طرح گواہ لایا تو ذی الیدہ کے واسطے حکم ہوگا اس واسطے کہ ہر مدعی اپنے بالغ کی طرف سے مناصم ہو تو گویا دونوں کی بالغ حاضر ہوئے اور بواسطہ نتائج ملک کے مدعی ہوئے کذا فی الطحاوی اگر ادا دہی الخارج علیہ فعلا الخصم او دلیحۃ او اجارۃ و نحوہا فی ردایۃ درادکان سبباً ینکر رکنیۃ و غیرہ سنخ خذ و راع و نحوہ ادا مشکل علی اہل الخیر و فیہ الخارج کانتہ الاصل انما عدلنا عند حدیث النشاہ دعوی نتائج میں ذی الیدہ احق ہے مگر جبکہ خارج ذی الیدہ پر فعل کا مدعی ہو چنانچہ غضب ذی الیدہ کا یا ودیعت یا اجارہ کا اور مانند اسکے ذخیرہ کے روایت میں کذا فی الدرر یا لیس سبب ملک کا دعوی ہو جو مکرر ہو سکتا ہے چنانچہ عمارت بنانا اور درخت بنانا اور شعیب کی بناوٹ اور گہیوں وغیرہ کا کھیت پوننا یا سبب ملک کا مکرر معلوم ہونا مشکل ہو و دشمنی و کارون پر نوہ خارج کے واسطے یہ نہ ذی الیدہ کی اس واسطے کہ مدعی خارج میں اصل ہے اور ہم نے جو بیان عدول کیا اصل مذکور سے سو نتائج کی حدیث کے سبب ہم نے روایت اس واسطے کیا کہ عمارت بنانا یا لیس سبب ملک کا دعوی کیا تو دعوی خارج مقدم ہے سبب ملک کا لہذا روایت اس واسطے کہ انسان گاہے اسکو ایک زمین میں پوننا یا بھرا اسکو چلی سے چھان لیتا ہے اور دوسرے کھیت میں پوننا یا بھرا تو اگر خارج اور ذی الیدہ نے دعوی کیا کہ یہ گہیوں میں نے پوننا اور دونوں گواہ لائے تو خارج مقدم ہے اور حدیث نتائج یہاں سے عید اللہ سے مروی ہے کہ ایک مرد نے ایک اونٹنی کا دعوی کیا ایک شخص کے قبض میں اور گواہ لایا کہ یہ اونٹنی اسکی ہے اس کے پاس جہی ہوا اور قابض گواہ لایا کہ قابض کی ہے اور قابض کے پاس جہی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ اونٹنی ذی الیدہ کو دلا دی اور یہ حدیث مشہور ہے لہذا مسئلہ نتائج مخصوص ہو چنانچہ محیط میں ہر کذا فی الطحاوی وان یرہن کل من الخارجین او ذی الیدہ او الخارج و ذی الیدہ یعنی علی النش و من الاخر بلاد فہ ستقطا و ذی الیدہ مال المدعی ہے فیہ مخرجہ اور اگر ہر شخص گواہ لاوے دو شخصوں میں سے خواہ دونوں شخص خارج ہوں یا ذی الیدہ یا ایک خارج ہوا اور دوسرا ذی الیدہ کذا فی العینی خرید کرتے پر دوسرے مدعی سے بلا ذکر وقت خرید تو دونوں برہان ساقط الاعتبار ہونگے اور جس مال کا دعوی ہو وہ اس کے قبضہ میں چھوڑا جاوے گا جیسے پاس وہی وقت کی قید اس واسطے لگائی کہ اگر دونوں مدعی وقت کو ذکر کریں تو صاحب وقت اخیر کے واسطے حکم ہوگا کذا فی خزائن الاکمل و قال محمد یقض الخارج قلنا لا فقام علی الشراء اقراراً منہ بالملک لہ اور کہا محمد نے کہ در صورت مذکورہ خارج کے واسطے حکم ہوگا ہم جواب میں کہتے ہیں شیخین کی طرف سے کہ خرید پر پیش قدمی کرنا اقرار ہے اسکی طرف سے ذکر کی ملک کا ہم تو گویا ہر شخص کے گواہ دوسرے شخص کے اقرار پر قائم ہوئے اور اس میں بالاجماع تساقط ہے بواسطہ تعدد جمع ولو انبتا فیضاً نہ انما فاداک اور اگر فریقین کے گواہ خرید کے ساتھ قبضہ بھی ثابت کریں تو باتفاق شیخین اور محمد کے ساقط الاعتبار ہونگے و لا یرحم بزیادۃ علی الشہود فان التوجیہ عندنا بقوة الدلیل لا بکثرۃ اور ترجیح نہیں دیجاتی عدد شہود کی زیادتی سے اس واسطے کہ ہم خفیہ کے نزدیک ترجیح ہوتی ہے دلیل کی قوت سے نہ اسکی کثرت سے ہم قوت دلیل کی یہ صورت ہے کہ ایک دلیل متواترہ ہو اور دوسری از قسم احادیث ایک دلیل مفسرہ اور دوسری محکمہ مفسرہ ترجیح ہوگی محمل پر اور متواتر کی احادیث بواسطہ قوی ہونے مفسرہ محمل سے اور متواتر کی احادیث سے اور جو کثرت دلیل کی موجبات ترجیح سے نہیں لہذا آیت کی ترجیح دوسری آیت سے نہیں ہوتی اور نہ ایک حدیث کی دوسری حدیث سے اور نہ ایک قیاس کی دوسرے قیاس کذا فی الطحاوی تم فہو علی ہذا کہ اصل بقولہ فلو اقام لحد المدعیین مشاہدین والاخر اربعة فہما سوانہ ذلک بھر مصنف نے اس قاعدہ

بطریق عول کے تقسیم ہوگی تو دو ثلث مقتول کے وارث کے اور ایک ثلث دوسرے شخص کا اور دوسری صورت یہ ہے کہ غلام بہر جنابت کی غلام غیر مذکر کے مانند اور قیمت اسکی اولیائے جنابت کو دی گئی تو دونوں میں قیمت بطریق عول کے قسمت ہوگی کذا فی الطحاوی و بطریق المذاہرۃ اجماعاً دھو مسئلۃ الفرضین اور دوسری قسم قسمت کی بطریق منازعت کے ہر باجملع امام اور صاحبین کے اور دو دو فضولیوں کا مسئلہ ہے ہم مسئلہ فضولیین یہ ہے کہ ایک فضولی نے ایک مرد کے ہاتھ غلام بیچ کر دے اور دوسرے فضولی نے نصف غلام مذکور کو بیچا دوسرے مرد کے ہاتھ یا سودوم کے عوض اور بولے نے دونوں بیچوں کو جائز رکھا تو دونوں مشترکوں کو اختیار ہو اگر لینا اختیار کریں تو تین ربع مشترک کے کل اور ایک ربع مشترک نصف بالاتفاق کذا فی الطحاوی و بطریق المذاہرۃ عندہ والمحل عندہما اھو ثلث مسائل مسئلۃ الکتاب اذا اوصی رجل کل مالہ او بعید بعیدہ والاخرین صفت ذلک اور تیسری قسم قسمت کی بطریق منازعت کے ہر امام کے نزدیک اور بطریق عول کے صاحبین کے نزدیک اور اسکے تین مسئلے میں ایک مسئلہ اس کتاب کا ہے یعنی مسئلہ دار جو تین میں مذکور ہو چکا اور جبکہ ایک شخص ایک مرد کے واسطے اپنے تمام مال کی وصیت کی یا ایک غلام معین کی وصیت کی اور دوسرے مرد کے واسطے نصف مال یا نصف عبد معین کی وصیت کی ہم کل اور نصف مال کی وصیت یہ دوسرا مسئلہ ہے اور کل اور نصف غلام کی وصیت یہ دوسرا مسئلہ ہے کجا الرطلین میں ہے کہ کل اور نصف مال کی وصیت میں اگر ورثہ نے وصیت جائز رکھی تو تین ربع مال صاحب کل کو ملے گا اور ایک ربع صاحب نصف کو امام کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک دو ثلث صاحب کل کو اور ایک ثلث صاحب نصف کو اور عبد معین کی وصیت میں اگر ثلث مال اسکو کفایت نہ کرے یا کفایت کرے اور ورثہ جائز رکھیں تو غلام کے تین ربع صاحب کل کو ملیں گے اور ایک ربع صاحب نصف کو امام کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک دو ثلث صاحب کل کے اور ایک ثلث صاحب نصف کا کذا فی الطحاوی و بطریق العول عندہ والمذاہرۃ عندہما اھو خمس کما بسطہ الذی یباع والعینی وتمامہ فی المحرر اور چوتھی قسم قسمت کی بطریق عول کے ہر امام کے نزدیک اور بطریق منازعت کے صاحبین کے نزدیک اور اسکے باغ مسئلے میں چنانچہ اسکو زلیجی اور عینی نے مشرح بیان کیا ہے اور پورا بیان اسکا بحر الرائق میں ہے ہم پہلا مسئلہ یہ ہے کہ عبد ماذون مشترک ہے دو مالکوں میں ایک بولے نے اسکو سودوم دے لے لے کوئی خیر اسکے ہاتھ سودوم کو بطریق تنسیہ بیچا اور ایک اجنبی شخص اسکو دم بطریق دین دے دے عبد ماذون بیچا گیا سودوم کو تو امام کے نزدیک ثلث عبد مالک دائر اور اجنبی میں بطور اثاثہ مقسوم ہوگا دو ثلث اجنبی کو اور ایک ثلث مالک دائر کا اس واسطے کہ ادانت ہوئے اسکے شریک کے نصیب میں صحیح ہے نہ خوا اسکے نصیب میں دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ عبد ماذون کو ایک اجنبی نے سودوم دین دے دے اور دوسرا اجنبی نے پچاس درہم اور غلام بیچا گیا تو دونوں میں ثلث کی تقسیم اثاثہ سے ہوگی اور صاحبین کے نزدیک اربع ہوگی یعنی سودوم والے کو تین ربع اور پچاس والے کو ایک ربع تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ غلام نے ایک مرد کو ازراہ خطا قتل کیا اور دوسرے مرد کو عداً قتل کیا اور مقتول عدا کے دو وارث ہیں بیوا وارث نے عداً کر دیا تو مالک عبد کو دفع عبد اور فدا عبد میں اختیار ہے سو اگر مالک غلام کا فدیہ دے تو پندرہ ہزار فدیہ دے یا پھر ارعاف کرنے والے کے شریک کو اور دس ہزار مقتول خطا کے وارث کو اور اگر مالک اس جنابت میں خود غلام کو دے تو دونوں شخصوں میں اثاثہ تقسیم ہوگی امام کے نزدیک اور اربع تقسیم ہوگی صاحبین کے نزدیک چوتھا مسئلہ یہ ہے کہ اگر غلام قاتل مدبر ہو مسئلہ مذکورہ میں اور بولے اسکی قیمت دے یا بخوان مسلمہ یہ کہ امام دلہنے اپنے میرے اور اجنبی کو عداً قتل کیا اور ہر مقتول کے دو وارث ہیں سو ہر مقتول کے ایک ایک دلی نے علی التحاقب عفو کر دیا تو ام ولد اپنی قیمت کے تین ربع میں سہی کرے تو اجنبی کے وارث سکتے کو جو تھائی قیمت کی ہر اور نصف قیمت دونوں میں تقسیم اثاثہ بطریق عول کے ہوگی امام کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک تقسیم اربع ہوگی بطریق منازعت کے کذا فی الطحاوی عن العجم والاکھل عندہ ان القسمۃ متع وجبت لھن ثابت فی علین او ذمۃ متاعاً فعدو لیسۃ او صغیراً او کھل ہا شائفاً ولا خلاف فی کل فنماز عندہ اور قاعدہ طیبہ مسائل مذکورہ میں امام کے نزدیک یہ ہے کہ جب قیمت واجب ہوگی بواسطہ اس حق کے جنابت ہے کسی عین یا ذمہ میں بطور شیعہ کے لینے بلا امتیاز تو اس مسئلہ میں قسمت بطریق عول کے ہر یا حق ثابت ہے بطریق تیسرے یا ایک کا حق بعض میں شامل ہے اور دوسرے کا حق

یعنی غلام کے
دے دے غلام
اسکا عوض مالہ
نہیں بیچا
ہے

تو وہاں تیس بطریق منازعت کے ہر قسم بہترین تھا کہ شایع یوں کہ کتابی ذمہ اور زمین شائع اس واسطے کہ زمین قبضہ مقول نہیں اور یوں کہ کتابی شائع تھا شائع فی الحقیقہ
دونوں اکل چنانچہ بحر الرائق میں مصرح ہے کہ ذانی الطحاوی عندہما متی ابتدا معا علی الشیوع فحولیتہ دلا جہا نہ عدۃ فلیحفظ اور صاحبین کے جہاد و حق
ساتھی بطریق شیوع کے ثابت ہوں تو قسمت بطریق عول کے ہر اور زمین تو بطریق منازعت کے لیے اگر دونوں حق و وقت مختلف میں یا علی وجہ التمییز ثابت ہوں تو
بطریق منازعت کے ہر تو اسکو یا رکھنا چاہیے کہ یہی دونوں قاعدے موجب اتفاق اور اختلاف امام اور صاحبین کے ہیں مسائل مذکورہ میں دلو الدلائل ایہا فی
للتنا فی نصف لا یا نقصاء و نصف بدلتہ خارج اور اگر گھر دو شخصوں کے قبضہ میں ہو لیکن ایک شخص نصف کا مدعی ہو اور دوسرا اکل کا تو وہ گھر مدعی
ثانی کا ہر نصف بلا نقص اور نصف باقی بواسطہ قضا اس واسطے کہ وہ خارج ہر قسم مدعی ثانی کو نصف بلا نقص اس واسطے ملاکہ مدعی اول کا دعویٰ نقطہ نصف میں ہر تو مدعی
ثانی کے واسطے نصف دار مسلم ہو چکا بلا منازعت تو اسکو نصف ملا بلا نقص اس واسطے کہ قاضی کا حکم نہیں ہوتا بدو دعویٰ اور منازعت کے اور جو نصف کا مدعی اول
کے قبضہ میں ہر اس میں خارج اور ذی البید کے گواہ جمع ہوئے تو خارج لیے مدعی اکل کے گواہوں کی تقدیم ہوگی ذی البید لیے مدعی نصف کے گواہوں پر کذا فی الطحاوی
ولو فی ثلاثۃ واحدی احدھا کلھا واحدی ثلثھا و بڑھنا قسمت عندہ یا کما نزعۃ و عندہما بالعدل و بیانہ فی الکافی
اور اگر گھر تین شخصوں کے قبضہ میں ہو اور ایک شخص زمین سے کل دار کا دعویٰ کرے اور دوسرا نصف کا اور تیسرا ثلث کا اور تینوں گواہ قائم کریں تو وہ گھر
امام کے نزدیک بطریق منازعت کے قسمت ہوگا اور صاحبین کے نزدیک بطریق عول کے اور بیان اسکا کافی ہر قسم امام کے نزدیک قسمت اس مسئلے کی چوبیس قسم ہے ہر
بندہ قسم مدعی کل کے اور چوبیس قسم مدعی ثانی کے اور تین قسم مدعی ثالث کے اور صاحبین کے نزدیک ایک تئو انشی قسم سے قسمت ہر ایک سو تین قسم مدعی اول کے
اور مدعی ثانی کے چوبیس قسم اور مدعی ثالث کے چوبیس قسم اور اسکا بیان متحرط طحاوی میں شرح مجمع سے منقول ہے خوف تطویل سے مترجم نے اسکو ترک کر دیا
ولو بڑھنا خلی نتائج دایت فی یدیکھا او احدھا او غیرھا و اثر خاضع لہم و اشیق مستحکا تا دینہ شہادۃ الظاہر اور اگر دو مدعی گواہ لائے
ایک جانور کے نتائج بدو دونوں کے قبضہ میں یا ایک مدعی کے قبضہ میں یا دعوین کے سوا اور شخص کے قبضہ میں اور دونوں مدعیوں نے نتائج جانور کی پیدائش
کی تاریخ بیان کی تو اس مدعی کے واسطے حکم ہوگا جسکی تاریخ اس جانور کی عمر کے موافق ہوگی بواسطہ شہادت ظاہر حال ہم لینے جسکی تاریخ جانور کی عمر کے موافق
ہر اسکے مدعی کی علامت ظاہر ہو اور دوسرے کے کذب کا نشانہ ہو مدعی ہر ذی البید یقر خاضع لہم الذی البید سوا اگر دونوں مدعیوں نے تاریخ نتائج بیان کی
تو اس جانور کا حکم ذی البید کے واسطے ہوگا و لہما ان فی یدیکھا او فی ید ثالث اور دونوں مدعیوں کے واسطے حکم ہوگا اگر جانور دونوں کے
پاس ہو یا تیس شخص کے پاس ہو وان لم یبق افعیما بان خالفہا شکل فلہما ان کانت فی ید یحما او کما خارجین فان فی ید احد ہما
قضی یدالہ ہوا لا حیو قلت و هذا و لہما و قع فی الکفر والدہ و للفقہ فقہا و اگر تاریخ دونوں مدعیوں کے موافق نہ ہو اس طرح ہر
کہ جانور کی عمر کے ساتھ مخالف ہو یا موافقت اور مخالفت کچھ معلوم نہ ہو تو وہ جانور دونوں مدعیوں کا ہر اگر ایک قبضہ میں ہو یا دونوں خارج ہوں تو
ایک مدعی کے قبضہ میں ہو تو فقط ذی البید کے واسطے حکم ہوگا یہی قول اصح ہے میں کہتا ہوں اور یہ یعنی مصنف کی بقیہ بران لم یوافقا بہتر ہے اس بقیہ سے
جو کنز اور درر اور ملقبہ میں واقع ہے کتب ثلثہ کی یوں بقیہ ہر دان اشکل سوا اسکو دیکھ لے ہم وجہ اولویت یہ ہے کہ مصنف کی بقیہ عام ہے مخالفت اور اشکال
دونوں کو شامل ہے بخلاف بقیہ کتب ثلثہ کہ اس میں فقط اشکال مذکور ہے نہ مخالفت بڑھنا احد الخاجیت علی الغضب و فیہ ولا حق علی الودیعۃ
مندہ استویا کہ انہما بالجد تصیر غضب گواہ لایا ایک خارج اس غضب پر جو زید سے صادر ہوا اور دوسرا خارج گواہ لایا و دعیت پر جو زید کے
پاس اسنے ودعیت رکھی تو دونوں برابر ہیں یعنی اس چیز کا دونوں مدعیوں میں نصف نصف کا حکم ہوگا اس واسطے کہ ودعیت انکار کرنے سے
غضب ہو جاتی ہے ہر قسم اس مسئلے میں مدعا علیہ غضب اور ودعیت کار زید و ودعیت انکار مدعا علیہ سے غضب اس واسطے ہو جاتی ہے کہ اس پر ضمان واجب

ہوتا ہے اور زمان ساقط نہیں ہوتا اگر منکر و دلیلت ہونے کا اقرار کرے اور بیان دعا علیہ منکر و نیت ہی تو گویا دولون مدعیوں نے زید پر عصب کا دعویٰ کیا لہذا دولون
مستادی ہوئے الناس احزابہ لا بیان کافی اربع الشہادۃ والحدود والعصاص والقتل کذا فی نسخۃ المصنف فی تحقیق العقول اور
حیات کہ شہادۃ الدلیل مینے لوگ آزاد ہیں بدون بیان آزادی کے مگر چار چیزوں میں آزادی بلا اثبات معتبر نہیں شہادت اور حدود اور قصاص اور
قتل میں اسی طرح ہے مصنف کے نسخے میں اور دوسرے نسخے میں بجاے قتل کے عقل ہی اور عبارت اشباہ والدنیہ میں ہم وجہ حریت مسلمان یہ کہ دارالاسلام
دارالحریت ہی اور اس واسطے کہ لوگ آدم اور حوا علیہما السلام کی اولاد ہیں اور وہ دولون حضرات آزاد تھے جب شہادت میں حریت اصل نہ تھی تو قاضی
ظاہر حریت پر کفایت نہ کرے بلکہ اگر خصم شاہدوں پر رقیبت کی طعن کرے تو قاضی اسکو دریافت کرے لوگوں سے اور بلا طعن لفتیش نہ کرے اور جبکہ ایک
شخص نے دوسرے کی قذف کی اور قاذف نے کہا کہ مقتوف غلام ہی تو اسبجہ صدف ماری بجاوگی جب تک مقتوف اپنی حریت حجت سے ثابت نہ کرے اور
اگر ایک شخص نے دوسرے کا ہاتھ کاٹ دیا اور قاطع نے کہا کہ موقوف الید غلام ہی تو اثبات حریت قصاص کا حکم ہوگا اور جبکہ ایک شخص دوسرے آدمی کو زرا خطا
قتل کرے اور اہل محاکمین کہ مقتول غلام ہی تو اہل محلہ پر دیت کا حکم ہوگا تا وقتیکہ مقتول کی حریت شہادت سے ثابت نہ ہو اور نسخہ ثلثہ یعنی قتل اور عقل اور دین کا
ایک ہی مطلب ہے اس واسطے کہ قتل سے خطا مراد ہے جو موجب دیت ہے کذا فی الطحاوی لمحمد بن یوسف وحسنہ خواد غی علی محمد بن الحلال الحرکامہ اندہ عبد الملک
قال تاحر الاصل فالقول له لتسک بالاصل اور اسوقت یعنی جبکہ حریت اصلی تھی تو اگر قصص مبعول الحال پر جسکی حریت یا عدم حریت
معلوم نہیں یہ دعویٰ ہوا کہ وہ غلام ہے سو وہ منکر ہوا اور بلکہ مین جہ اصلی ہون تو اسکا قول قابل قندیوت کے ہی بسبب تمسک ہونے دس شخص کے اصل یا
سے یعنی حریت سے والابس للشوب احق من اخذ ال حکم اور کہنے کا پہننے والا احق ہے استین کے پکڑنے والے سے ہم بیان سے وہ مسائل شروع
ہوئے جن میں واضع ید کی قندیوت بدون گواہوں کے ثابت ہی بدائع مین کہہ کہ جس موضع میں ایک مدعی کی ملک کا حکم ہوگا اسوجہ سے کہ متنازع فیہ اسکے
قبض مین ہی تو اسبجہ قسم واجب ہوگی بشرط طلب جانب ثانی پھر اگر اسنے قسم کھائی تو بری الذمہ ہو گیا اور اگر قسم سے انکار کیا تو وہ ہار گیا اور دوسرا
شخص جیتے گا انتہی لابس ثوب اس واسطے احق ثوب ہوا کہ اسکا تصرف ظاہر تر ہے اخذ استین سے کہ وہ مقضی ملک ہی تو لابس ہی ذی الید مٹھرا اور
اخذ خارج اور ذی الید اوسے ہی خارج سے اور اگر اخذ استین گواہ قائم کر گیا تو اب وہی احق ثبوت ہوگا اور یہی علت جاری ہی یا بعد کے مسائل مین کذا فی
الطحاوی والراکیہ احق من اخذ اللجاء اور جانور کا سوار احق ہے لگام کے پکڑنے والے سے یعنی جانور پر ایک شخص سواری اور دوسرا لگام کھینچے ہی
اور دولون دعویٰ کرنے مین کہ یہ جانور میرا ہی تو سوار احق ہی بسبب ظہریت تصرف ومن فی المسیح اولی من دلیفہ اور جو شخص زمین پر بیٹھا ہے وہ حق
ہی اس شخص سے جو اسنے پیچھے بیٹھا ہے یعنی اس واسطے کہ ٹکس اسکا اس موضع مین تقدم کی دلیل ہے و ذہد حلیہا من یلق کونہ یوفا لہ احکوت تصفا
جبکہ بوجہ جانور پر لدا ہی اس شخص سے جتنے اپنا کونہ اسپر لگا دیا ہی اس واسطے کہ اسکا تصرف یعنی لابس اور راگب اور پوچھ والے کا تصرف زیادہ تر ہی
دوسرے کے تصرف سے ہم حمل بکسر عا و سکون یم اس بوجہ کو کہتے ہیں جو بیٹھیا سر پر لادا جاوے کذا فی الحموی والجاس علی البساط والمتعلق بہ
سواء کمالیہ لابی سرج اور جو فرش پر بیٹھا ہے اور جو فرش کو پکڑے دولون تصرف مین برابر مین مانند ان دو شخصوں کے جو فرش
پر بیٹھے ہیں اور ایک زمین پر سواریں ہم تو فرش جالس اور متعلق مین نصف نصف ہی اس واسطے کہ فرش پر بیٹھیا فرش کا قبض نہیں بلکہ قبض اٹوت
ہوتا جب فرش اسنے لکھ مین ہوتا یا کہ وہ فرش اٹھا لیا تاکذا فی الدرر حکم معہ ثوبہ مع الاخر کا حدیثہ ای طرفہ الفیہ و
لانہا نیست بشوب جالس اور متعلق برابر مین مانند ان شخصوں کے کہ ایک کے پاس کپڑا ہی اور دوسرے کے پاس کپڑے کا
دوسرا طرف ہی نہ وہ شخص برابر ہی جیسے ہاتھ مین کپڑے کا ہدیہ یعنی چھپر ہی ہم ہدیہ یعنی کپڑے کا طرفہ ہے نبی اس واسطے کہ طرفہ غیر منسوخ کپڑا نہیں ہی

نہ

بجلاف جالسہ دار تذاویہ کی حیثیت سے لایق تھے لیساحتمال انہما فی ید غیرہما دھنا علیہ الذل لیس فی ید غیرہما عینی بخلاف ان
دو شخصوں کے جو ایک گھر میں جالس ہیں اور گھر میں جھگڑا کرتے ہیں کہ یہاں دونوں کے واسطے گھر کا حکم انصاف نہ ہوگا کیونکہ جلیوس دار ملک کی دلیل نہیں
اس احتمال سے کہ شاید وہ گھر ان دو شخصوں کے سوا کسی اور کے قبضہ میں ہو اور وہاں اپنے مسئلہ جلیوس و ش میں معلوم ہو چکا ہو کہ فرش و دیوار شخص کے
سوا اور کسی کے قبضہ میں نہیں ہو کذا فی العینی والحائظ لمن جد وعدہ علیہ او متصل یہ اتصال تو یہ بیان بتلخا لاضاف لینا کہ فی البینات
الآخرہ ولو من خشب فیکان تكون المقتبہ مرکبہ فی الاخری لذلک علی انہما بنیا معا فلا اسمی بل ملک لستہ حیث شد یبخی
می بعتا دیوار اس شخص کی ہو جسکی لکڑیاں دیوار پر رکھی ہوں یا کہ ایک دیوار متصل ہو دوسری دیوار سے بطریق اتصال تربع اسطرح ہو کہ ایک دیوار کی ادھی
اوسھی اینٹیں دوسری دیوار کی اینٹوں میں داخل ہوں اور اگر دیوار چوبی ہو تو اتصال تربع اسطرح ہوگا کہ ایک دیوار کی لکڑیاں دوسری دیوار میں مرکب اور
پچی ہوں بسبب دلالت کرنے اتصال تربع کے اسٹیکر کہ دونوں دیوار میں ساتھی بنی ہیں اور اسی واسطے اسکا نام تربع رکھا گیا کیونکہ اسوقت میں دیوار مربع
بنائی جاتی ہے ہم اتصال دوطرح ہر ایک اتصال ملازمت وہ یہ ہے کہ ایک دیوار کا کنارہ دوسری دیوار کے کنارے سے ملا ہو یعنی دونوں دیواروں کا جو معلوم
ہوتا ہو اور دوسرے اتصال تربع وہ یہ ہے کہ دیوار متنازع فیہ کی اینٹیں ادھی ادھی دوسری دیوار غیر متنازع فیہ کی اینٹوں میں متداخل ہوں اور اگر
لکڑی کی دیوار ہو تو ایک دیوار کی لکڑیاں دوسری میں مرکب ہوں کذا فی الدرر لمطاولی نے کہا اتصال تربع کی حقیقت میں اختلاف ہے اور قول ظاہر فری کا
یہ قول ہے کہ اتصال تربع یہ کہ متنازع فیہ دیوار متصل ہو واحد المذہبین کی دو دیواروں سے دونوں طرف سے اور دونوں دیوار میں متصل ہوں اسکی دیوار سے
بقیہ دیوار متنازع فیہ تاکہ دیوار مربع ہو جائے قبضہ کے مانند تو اسوقت میں کل تیرے واحد کے حکم میں ہونگے انتہی لکن کہ اتصال ملازمت اور تقبہ داخل
ادھوادی کقصہ طبقہ وضع علی الخیال ہر کسی دیوار میں جسکی دیوار میں اتصال ملازمت ہے یعنی لگاؤ ہی بلا داخل بنات یا چوبی دیوار میں تقبہ اور داخل
ہے یعنی سوراخ کر کے لکڑی اسٹیم داخل کرنا یا اسکی دیوار میں جسکی نیکہ میں مانند بالنس اور طبق کے جو کڑیوں پر رکھی جاویں ہم ہرادی جمع ہے ہرادی کی کسر
منخ الغار اور درمیں ہے کہ ہرادی وہ لکڑیاں ہیں جو دھینوں پر رکھی جاویں اور پھر مٹی ڈالی جاوے انتہی اہل ہند انکو ننگا یا گرہ یا تختہ یا چھانچہ کہتے ہیں
خلاصہ یہ ہے کہ دھیناں رکھنا دیوار پر دلیل ملک ہے نہ نیکہ رکھنا بل کیونکہ بین الحارین توتنازعا کو دھینوں صاحب الہوادی جمل صاحب الخیال
الواحد اصح سندہ خائب ہے بلکہ نیکہ والی دیوار دونوں بڑوسیوں میں مشترک ہے اگر دونوں اسٹیم جھگڑا کریں اور وہ دیوار نیکہ والے کی حضور
سنوگی بلکہ ایک دھنی کا دیوار پر رکھنے والا اسٹیم زیادہ تر حق دار ہے دیوار کا کذا فی الخانیہ دیوار کا حدھا جدوخ دلالت اخر اتصال خلل کی اتصال
دلالت حق الوضیع و فی الذی الحدیث ملتی قضاہ فی الخیال ہے اور ایک شخص کی دھیناں ہوں دیوار پر اور دوسرے شخص کی دیوار کے واسطے
اتصال ہو یعنی اتصال تربع تو وہ دیوار صاحب اتصال کی ہے اور دوسرے شخص کو دھنی رکھ لینے کا حق ہے اور لجنوں نے کہا کہ وہ دیوار دھینوں والے کی ہے
کذا فی المطیع اور پورا بیان اسکا عینی وغیرہ میں ہے کہ دیوار کا قبضہ تین طرح ہے ہر اتصال تربع اتصال ملازمت و مجاورت اور وضع خدیج
و محاذات بنا تو سبب اخن صاحب تربع ہے پھر اگر وہ نہ تو صاحب خدیج ہے پھر اگر وہ بھی نہ تو صاحب محاذات ہے کذا فی المطاوی و اما حق المطالبہ
بفتح ج و مع وضعت تعد یا فلا یسقط یا براء ولا صلح و عفو و بیع و لیاۃ انصیاہ من احکام المساک قطع کوئی فیلین خط اور جو دھیناں
ظلم سے رکھی گئیں انکے اٹھا لینے کا حق مطالبہ ساقط نہیں ہوتا اگر دینے سے اور نہ صلح اور عفو اور بیع اور اجارہ سے کذا فی الانشیاء من احکام المساک قطع
لا یجوز تو انکو یاد رکھنا چاہیے ہم اپنے اگر دھینوں کا مالک الحار ڈالنے کے مطالبہ سے ابرا کرے تو حق مطالبہ ساقط نہیں ہوتا اسواسطے کہ ابرا اعیان
میں نہیں ہوتا بلکہ اس حق سے جو کسی نے پر تابت ہے اور اگر دھیناں رکھنے والا یا جسکی دیوار پر دھیناں ہیں وہ مکان کو عید اٹے تو منشری کو

یعنی شہد
بین جس کا
بیر بر جہان
ہو کہ ساقط
ہو کہ ساقط

مطالبہ رفع الکف عن ثابت ہو اور اگر صاحب یوزر دھنیاں رکھنے والے کے پاس وہ مکان اجارہ رکھ تو حق مذکور ساقط نہیں ہوتا کذا فی الطحاوی حصہ دہیت من دین
 فیما یسودت کثیر من کل ما یثبت ہذا فی حق صاحبہ انہما انصفین کا طریق اور ایک کو ٹھہری اور دالان والا منہ لا یرکب کسی سے کو ٹھہران
 اور دالان میں اس شخص کے مانند کسی کو ٹھہران اور دالان میں اس شخص کے حق میں تو میں گھر کا دونوں میں لفظ انصف میں لفظ انصف کے مانند میں
 صاحبیت اور صاحبیت میں اس شخص کے استمال میں برابر میں چلنے پھرنے میں اور اسباب رکھنے میں اور لکڑیاں پھرنے میں وہی غیر ذلک چنانچہ صاحبیت اور صاحب
 منزل اور صاحب اور صاحبیت واحد اور صاحبیت کثیر و زمین برابر میں بخلاف الشرب اذا اثنان غایہ قادر ہند رہا کہ ہر فرد سقی فی الخزان
 بانی لینے کی باری کے جبار و شخص اس میں جھگڑا کریں تو اسکا اندازہ ہوگا زمین سے بقدر اس کے سچے کے ہم لینے آب پاشی میں تھوڑی زمین والا بیت زمین
 والے کے برابر زمین اس واسطے کہ بانی کی حاجت سچے کے واسطے ہی تو جتنی زمین زیادہ اتنی بانی لینے کی حاجت زیادہ تو اسکا اندازہ بقدر اراضی کے ہر دھنا
 ای الخرجان علیہ کل منہما فی ارض قضیۃ بید ہما فتصفو شخص غیر قابض گواہ لائے اس پر کہ دونوں کا قبض زمین میں تھا تو دونوں
 کے ثبوت قبض حکم ہوگا تو وہ زمین دونوں میں لفظ انصف ہوگی دونوں میں علی البید احدہما اذ کان تصرفت فیہا بان لکن او قبض
 بیدہ لہ وجود تصرفت اور اگر زمین کے قبض پر دو مدعیوں میں سے ایک شخص گواہ لایا یا وہ شخص اس میں تصرف کر تا تھا اس طرح پر کہ اس نے اس میں اثبتین یا نہیں
 یا عمارت بنائی تو اس کے واسطے قبض کا حکم ہوگا بسبب پائے جانے اس کے تصرف کے ہم لینے ممکن نہیں ہے مذکورہ اس کے قبض کی دلیل پر ادعی الملک فی الحال و شہد
 الشہد ان هذا علیہا کان صدقہ لان ما ثبت فی زمان یحکم ببقولہ ما لیس فیہ ما لیس مدعی نے فی الحال ملک کا دعوی
 کیا اور گواہوں کو ای دی کہ یہ مدعی کی ملک تھی لینے زمانہ ماضی میں تو گواہی مقبول ہے لینے فی الحال کی ملک مدعی ثابت ہوگی اس واسطے کہ جو چیز ثابت ہوگی
 ایک زمانے میں تو اس کے باقی رہنے کا حکم رہتا ہے جبکہ وہ چیز باقی نہ جائے جو اس کے ثبوت کو دور کر دے کذا فی الدرر فی بعد من تصدق ای یقبل ما یقول
 قال انا حر قالہ قول لہ لانی فی بدلفہ کا لایا ہے ایک پر گناہ اپنا حال بیان کر سکتا ہے لینے جو کہتا ہے اسکو سمجھتا ہے وہ بولا کہ میں آزاد ہوں تو اسکا قول
 مقبول ہے اس واسطے کہ سبب عاقل اپنی ذات کے تصرف میں بالغ کے مانند ہے لینے اگر اسکی عبدیت کا کوئی دعوی کرے تو وہ صورت اس کے انکار کے بدون شہادت
 معتبر نہیں کذا فی الدرر فان قالنا جحد اللعان لعلہ فی البید تصرفت لہ فی البید لکن لا یحید عن نفسه قرآن بعد من یدعی انہ منہا اگر صغیر عاقل نے
 کہا کہ میں قرآن کا غلام ہوں لینے اسکا جو ذی البید نہیں تو وہ ذی البید کو دلا یا جاوے گا چنانچہ وہ صغیر ذی البید کو دلا یا جاوے گا جو عاقل نہیں کہ اپنا
 حال بیان کرے بسبب اقرار کرنے صغیر کے اپنے عدم تصرف پر ہم لینے جیسا کہ اس نے کہا کہ میں قرآن کا غلام ہوں تو اپنے مملوک ہونے کا اقرار کیا اور اسکی ملکیت
 ذی البید کے اس دعوی سے ثابت ہوئی جو خالی ہے معارض کے نہ صغیر کے اقرار سے تو اب یہ کوئی نہیں کہ سکتا کہ اقرار صغیر کے حق میں معتبر نہیں
 علی الخصوص کہ اسکا تدارک بدعوی حریت ممکن ہے کذا فی الطحاوی ولو لیس واسطہ لیس مع البرہان لما اقران التناقض مع دعوی
 لینے کا غلط حصہ الدعوی ہے اگر صغیر نہ کور بالغ ہوا اور اس نے آزادی کا دعوی کیا تو مسخ ہوگا اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ دعوی حریت میں
 تناقض صحت دعوی کا مانع ہے نہیں ہم علی الخصوص کہ یہاں اقرار عدم تکلیف کی حالت میں ہوا ہو

باب دعوی النسب

یہ باب ہر نسب کے دعوی میں الدعویۃ نو عن الدعویۃ استیلا وہاں دیکھ اصل العلوق فی ملک الملک شعی دعوت و قسم ہر ایک استیلا کی دعوت
 وہ یہ ہر کہ اصل علوق لینے لفظ رہنا مدعی کی ملک میں ہوم اکثر عرب طعام میں دعوت نفع وال بولہ نہیں اور نہیں بکسب ال کہتے ہیں دعوت حق ہے وہ نہیں
 دوسری قسم خبر کی لینے آزاد کرنے کی دعوت اور وہ دعوت استیلا کے مخالف ہے لینے مدعی کی ملک میں لفظ نہ ہوا کہ لاف و المسبوقہ تو استیلا دھا
 دعوت

النسب

دعوی

دعوی

لو وقت العلوق والاقتصاد دعوة النحر بر علی الحان سید خیر اور اول دفعہ دعوت استیلا و قوی تر لیسے سابق ہونے کے اور اس کے مستند ہونے کے
 علوق سے اور مقصد ہو دعوت تحریر کے یا فضل پر اور فقیر پر یہ بیان واضح ہوگا مبیعہ ولدت داخل من ستہ اشهر من ذلیعت فادعاء البائع
 ثبت نسبہ منہ استحقاقا فالعلوق فی ملکہ وصبی النسب علی الخفاء فیعنی فیہ التناقص یعنی لو نڈی جنی چھ مہینے سے کثرت میں
 حیو قوت سے کہ اس کی بیچ ہوئی پھر اس ولد کا بالغ نہ دعوی کیا تو ولد کا نسب بالغ سے ثابت ہوگا اور وہ استحقاق کے سبب اس کے علوق رہنے کے بالغ کی ملک میں
 اور نسب کی بنا پر شیدگی پر ہی تو اس میں تناقض محاف ہوگا ہم بیان قیاس یہ تھا کہ بالغ سے نسبت ثابت نہو اور یہی قول ہے زفر اور امام شافعی کا اس واسطے کہ بالغ کا بچا
 یہ اقرار ہی اس کی جانب سے کہ وہ نو نڈی ہو ام ولد نہیں تو اب دعوی نسب کا صحیح تناقض ہی بیان استحقاق میں یہ کہ تیس سال سے نسب پوشیدگی پر ہی تو اس میں تناقض محاف ہی
 جبکہ یقین ہوا اولاد سے کہ علوق رہا تھا بالغ کی ملک میں اور نسب کی بنا پر شیدگی پر اس واسطے ہوئی کہ آدمی گاہے گاہے گمراہ ہو کہ میرا لطفہ نہیں رہا بچہ ظاہر ہوتا ہی
 کہ لطفہ اس کا ہی تو یہ عذر ہو سکتا ہی اعتبار تناقض کے استقامت میں واذا صححت استدللت فصدارت ام ولد فی حق البیع ویرد الثمن اور جبکہ
 دعوی نسب کا صحیح ہو تو علوق مستند ہوگا ملک بالغ کے زمانے کی طرف تو نو نڈی بالغ کی ام ولد ہو گئی تو بیع نو نڈی کی فسخ کیا جائیگی اور شن اس کا مشتری کو پھر
 ویرا جائیگا و لکن ادعاء المشتري قبلہ ثبت نسبہ منہ لوجود ملکہ فایستد یا قرار یہ و قتل محمول علی الذلکھا ثم استدلوا انہم
 اشترواھا ولکن جبکہ ولد کا دعوی کیا مشتری نے بالغ کے دعوے سے پہلے تو ولد کا نسب مشتری سے ثابت ہوگا سبب بانی جانے مشتری کی ملک کے اور نو نڈی کا
 ام ولد ہونا اس کے اقرار سے ثابت ہوگا اور بعضوں نے کہا مشتری کا دعوی سبب محمول ہوگا کہ مشتری نے اس نو نڈی سے نکاح کر لیا تھا بالغ کی ملک میں پھر استیلا
 کیا پھر اس کو خرید کر لیا دلوا ادعاء معہ ای مع ادعاء البائع و بعد لا لار ان دعوتہ نحر بر والیائہ استیلا و فکان الحق و کما ہی اور اگر مشتری نے
 بالغ کے دعوے کے ساتھ دعوی کیا یا بعد اس کے دعوے کے دعوی کیا تو اس کا دعوی سمجھ نہیں اس واسطے کہ وہ دعوت تحریر ہی اور بالغ کی دعوت استیلا
 ہی تو دعوت استیلا ہی قوی تر ٹھہرے گی چنانچہ مذکور ہو چکا شروع بایں ولد کا ثابت من البائع دلوا ادعاء بعد موت ام ولد بخلاف موت الولد
 لقوات الاصل اور اسی طرح ثابت ہوگا نسب ولد کا بالغ سے بعد مر جانے اس کی ماں کے بخلاف موت ولد کے سبب فوت ہو جانے اصل کے ہم اپنے خیریت میں
 اصل ولد ہی اور نو نڈی کی آزادی تو ولد سے مستفاد ہوتی ہی اور دوسری وجہ یہ کہ ولد موت سے مستغنی ہو گیا نسب دیا حذہ البائع بعد موت ام ولد
 و یستد بالمشترک علی الخفاء والاقتصاد و بالغ ولد کو لے گا اس کی ماں کی موت کے بعد اور مشتری پورا غن پھیرے اور صاحبین نے کہا بقدر قصد ولد کے شہر سے
 واعتاقہما واعتاق المشتري و ام الولد کمویذما فی الحکم اور دونوں کا اعتاق یعنی مشتری کا آزاد کرنا ماں یا دیکھو کون دونوں کی موت کا نتیجہ
 حکم میں ہم قولہ الولد و او بیخے او بیخیں مع بین المظوف والمظوف علیہ جائز جب اعتاق موت کے مانند ہو تو اگر مشتری نے ماں کو آزاد کیا نہ ولد کو پھر
 بالغ نے دعوی کیا کہ وہ میرا بیٹا ہی تو دعوی صحیح ہی اور اس کا نسب ثابت ہی اور اگر ولد کو آزاد کیا نہ ماں کو تو دعوی صحیح نہیں حق ولد میں اس واسطے کہ اگر
 صحیح ہو تو اعتاق باطل ہو اور حق بعد و قوی کے لطلان کا احتمال نہیں رکھتا اور نہ ماں حق میں دعوی صحیح ہی اس واسطے کہ ماں ولد کی تابع ہی پھر اصل میں صحیح
 ہوا تو تابع کی حق میں بالفرد صحیح ہوگا کذا فی الخوا و عن النعم والمندبر کا اعتاق کانتہ الذی نہ کہ یحکم الا بطلان ویرد حصہ انفاق مسئلہ فی حق
 نکاح احصی الدیماع علی الشیخ من من عیب الامام حکما فی القسستان والیرہا ان اور مدبر کرنا مشتری کا اعتاق کے مانند ہی اس واسطے کہ مدبر
 بھی اعتاق کے مانند محتمل لطلان نہیں ہی اور بالغ ولد کا حصہ مشتری کو پھر دے باتفاق امام و صاحبین کے یعنی جبکہ مشتری ماں کو فقط آزاد کرے یا مدبر کرے بدون
 ولد کہ کذا فی الملتی وغیرہ اور اسی طرح ماں کا بھی حصہ پھر دے موجب قول صحیح کے امام کے نہ سبب چنانچہ قسستانی اور برہان میں ہی ونقلہ فی الدار المشرع
 اور دایہ علی خلاف ما فی الکافی علی الخفاء و نقل کیا ہی اس کو در اور شرح الفقہاء میں ہدایہ سے برخلاف اس قول کے جو کافی میں ہوا ہے نقل ہی

ہم درمیان ہوا ہے یہ مقول ہے کہ بیشتری مان کہ اتاد کرے یا نہ کرے کو تو بالغ حصہ میں ولد مشتری کو پھر و صاحبین کے نزدیک درگاہ کم نزدیک قبول صحیح تمام میں پھر و
 چنانچہ موت میں اتنی اور کافی ہے جو دوسرے یہ مقول ہے کہ حصہ و پھر حصہ نہ اسکی مان کا حصہ بالذات امام اور صاحبین کے کذا فی الدرر لطحاوی نے کہا اتفاقاً نے ہدایہ میں
 اعتراف کیا ہے کہ جو حصہ امام سے بیع صغیر و اصل یعنی بیسویں فیصد کی ہے کہ حصہ میں ولد پھر اجا و لگا اور اسی طرح کرنی اور طحاوی نے اپنے مختصر میں اور اسی طرح شمس الامم
 بیہقی نے شامل اور کفایہ میں اور ابی اللیث نے مختصر جامع معیشتوں تو ظاہر ہوا کہ ہدایہ کا قول مروج ہے اگرچہ اسکی تصحیح کی ہے چنانچہ غرضی زادہ نے اشکو بیان کیا ہے
 انہی و عبارت الموہبہ ان ادعاء بعد عتق او موت یا ثبوت مند و علیہ رد التمسک التقیابہ و حصہ و قیاسیہ و حصہ
 فی کہ عتاد و کہ اتفاقاً ہی فلحفظ اور ہوا سبب الرحمن کی یہ روایت ہے اور اگر بالغ نے ولد کا دعوی کیا اور اتاد کر دینے اسکی مان کے یا اسکی موت کے بعد تو ولد کا نسب
 بالغ سے ثابت ہوگا اور اسپر میں پھر و بنا لازم او لگا اور صاحبین حصہ و کہ پھر دینے پر اتفاق اور قول صغیر یہ ہے کہ مان کا حصہ میں اتفاق میں بالذات پھر سبب
 اتنی کلام و اس اختلاف کو یاد رکھنا چاہیے جس قول کو سواہد میں صغیر کہا ہے وہی قول معتبر ہے چنانچہ مذکور ہو چکا کذا فی الطحاوی و ولادت للذکور کا کفو
 من حولہ من وقت البیوع و صدقہ مشتری ثبت النسب بتصدیقہ دہلی ام ولد علی المعنی اللغوی لکا حاحا کلامہ علی الصالح اور اگر
 لونڈی مذکور جنی دو برس سے زیادہ مدت میں بیع کے وقت سے اور بالغ نے اسکی ولد کا دعوی کیا اور مشتری نے بالغ کی تصدیق کی تو ولد کا نسب ثابت ہوگا بالغ سے
 مشتری کی تصدیق سے اور لونڈی بالغ کی ام ولد ہوگی یعنی لغوی نکاح کی راہ سے بالغ کا حال صلاح اور تقوی پر محمول کر کے ثبوت نسب میں مشتری کی تصدیق کی
 اسواسطے حاجت ہوئی کہ علق ولد کا بالغ کی ملک میں بالیقین واقع نہیں ہوا اسواسطے کہ مدت محل دو برس سے زیادہ نہیں ہوتی بالغ کی ام ولد یعنی اصطلاحی اسواسطے
 وہ لونڈی سنی کہ سبب و بالغ کی ملک میں نہیں ہوا بلکہ باعتبار حسن ظن نکاح سے ہوا یعنی مشتری نے لونڈی کا نکاح کر دیا ہوگا بالغ سے بعد اپنے خرید کرنے کے
 تو ولد مشتری کا ملوک پھر لگا اور نسب اسکا بالغ سے ثابت ہوگا اور اگر بعد بیع پورے دو سال میں لونڈی جنی کی تو بھی یہی حکم ہے کذا فی الطحاوی و مختصراً
 ولدت فیما بین لاقول واکثر ان صدقہ فیکہ کا کذا احتمال العلق و قبل بیعہ واکہ باقی رہا یہ احتمال کہ لونڈی جنی اقل اور اکثر مدت
 محل کے مابین میں یعنی سات مہینے سے تینیس مہینے تک تو اگر مشتری نے بالغ کی تصدیق کی تو اسکا حکم اول کے مانند ہے یعنی ولد کا نسب ثابت اور لونڈی بالغ
 کی ام ولد یعنی اصطلاحی ہوگی اس احتمال سے کہ علق رہا ہوگا بالغ کی بیع سے پہلے اور اگر مشتری نے بالغ کی تصدیق کی اس طرح پر کہ اسکی تکذیب
 کی خواہ ولد کا دعوی کیا یا نہ کیا یا سکوت کیا نہ تصدیق کی نہ تکذیب تو اول کا حکم ہوگا ولدت ان عاقل العول للمشتري اتفاقاً کذا البینۃ لا
 عند التمسک خلافت مشتری بنی لایمہ و شرح مجمع اور اگر بالغ اور مشتری نے معجز کیا مثلاً بالغ نے کہا کہ میں نے اس لونڈی کو بیچا ایک مہینے سے ار
 ولد میرا ہے اور مشتری نے کہا چھ مہینے سے زیادہ مدت ہو چکی بیع کی اور ولد تیرا نہیں ہے تو مشتری کا قول در صورت عدم بیہ مقبول ہوگا بالاتفاق اسی طرح
 گواہ بھی ایسے مقبول ہیں ابو یوسف کے نزدیک برخلاف مذہب محمد کذا فی الشریعۃ لایمہ و شرح الجمع و ذیہ لو ولدت عند المشتري ولدین احدهما لادن
 مستحق اشہد و لا یخیر الا اکثر فیم الذی المبالغہ کا دل ثبت نسباً بلا تصدیق مشتری اور شرح مجمع میں ہے کہ اگر لونڈی جنی مشتری سے
 پاس دو لڑکے ایک لڑکا چھ مہینے سے کمتر مدت میں اور دوسرا لڑکا دو برس سے زیادہ مدت میں پھر بالغ نے اول ولد کا دعوی کیا تو دونوں لڑکوں
 کا نسب بالغ سے ثابت ہوگا بدون تصدیق کرنے مشتری کے ہم اس صورت میں نسب دونوں کا ثابت ہوگا جبکہ دونوں کی ولادت میں چھ مہینے
 کی مدت نہ گزر گئی ہو اسواسطے کہ وہ دونوں تو این ہیں کہ ایک لڑکے سے پیدا ہوئے پھر جب اول میں دعوی بالغ کا بلا تصدیق مقبول ہو گیا تو دوسرا
 میں بھی مشتری کی تصدیق کی کچھ حاجت نہوگی اور بیع فسخ ہوگی اور من پھر دیا جائیگا باع من ولد عندہ و ادعاء بعد بیع مشتری یہ ثبت
 نسبہ لکن العلق فی ملک و رد بیعہ کان البیوع محلی الفسخ بالغ نے اس ولد کو بیچا جو اسکی پاس لونڈی سے پیدا ہوا اور مشتری نے

مشتري نے اسکو تيسر شخص سے بچا بچا بلے اسکی فرزندى کا دعوى کیا تو اسکا نسب ثابت ہوا کیسے نہ علق کے بالغ کی ملک بن اور بچ اسکی بچہ جاسکی اسواسطے کہ
 بچ نوڑ دینے کا احتمال رکھتی ہو یعنی اور حق دعوت محفل نقض نہیں لہذا بچ بچا طاق دعوت نقض ہوگی دکن الحکمہ کو کتاب لولدا اور ہندہ اور اجراء احکامات
 الاہم اور ہندہ اور اجراء اور دجہانم ادعاء فیثب سببہ وترد هذه النص فلات خلاف احقاق حکام اور اسی طرح بچ کے مانند حکم ہے
 اگر بالغ نے ولد کو مکاتب کیا یا اسکو رہن رکھا یا اجارہ دیا یا اسکا کسی سے نکاح کر دیا بچہ بالغ نے اسکی
 فرزندى کا دعوى کیا تو اسکا نسب بالغ سے ثابت ہوگا اور یہ لقرات مذکورہ یعنی کتاب اور رہن اور اجارہ اور نکاح پھر فرارے جاوے نیچے خلاف اعتناق چنانچہ
 مذکور ہو چکا ہے اگر مشتري ولد کو آزاد کر دیا تو رہن کا اسواسطے کہ اعتناق محفل بطل نہیں یا کم احد التو ائمن للولدین یعنی علق او لولدا ہندہ
 واعتقمہ المشتري ثم ادعى اليه الالم الولد الاخر ثبت نسبهما وبطل علق المشتري باہم فرقہ وحریتہ الاصل لانہما علقا قی ملکہ
 حق اولاد شتر اھا جیلہ لی بطل علقہ کہ فیما دعوت تخریر فقصر عینی وغیرہ وجزم بہ المصنف۔۔۔ بجا ایک تو ام کو تو ائمن ہو لولدا
 یعنی وہ تو ائمن جکا علق اور لولدا بلے کے پاس ہو اور مشتري نے اسکو بچ والا بچہ بالغ نے دوسرے ولد کا جسکی بیع واقع نہیں ہوئی دعوی کیا تو دونوں کا نسب
 بالغ سے ثابت ہوگا اور آزاد کر مشتري کا باطل ہو جائیگا اس امر کے سبب سے جو زیادہ اور اونچا پر حق سے وہ امر فائق حریت اصلی ہے یعنی اور علق حریت
 عادی ہے تو دونوں کا نسب ایک کے دعوے سے اسواسطے ثابت ہو گیا کہ دونوں کا علق بالغ کی ملک میں رہا تھا تو اگر لولدا کو حاملہ خرید کیا اور لولدا اس کے وہ
 دو تو ام جنی اور مشتري نے اپنی بیٹی ایک ولد کو بچ والا اور مشتري ثانی نے اسکو آزاد کر دیا بچہ مشتري اول نے ولد ثانی کا دعوی کیا تو مشتري ثانی کا علق باطل
 ہوگا اسواسطے کہ دعوت تخریر ہے نہ دعوت استیلا اور اسواسطے کہ علق اسکی ملک میں نہ تھا تو دعوت تخریر فقط ولد ثانی پر مقصور ہوگی کذا فی العینی وغیرہ اور اسی پر
 جزم کیا ہے مصنف نے اپنی شرح میں ثم قال وحیلۃ اسقاط دعوی الی الالم ان یقر الی الالم بن عبدہ فلان فلا یصح دعواہ بطل العلق
 بچہ مصنف نے اپنی شرح میں کہا اور دعوی بالغ کے استیلا کا حیلہ یہ ہے کہ بالغ اقرار کرے کہ کثیر بیٹیا کا والد ہے فلا نے ظلام کا بیٹیا تو بعد اس اقرار کے بالغ کا دعوی
 صحیح ہوگا کبھی کذا فی العینی یعنی اسواسطے کہ غیر کے نسب کا اقرار محفل نقض نہیں د قد افادہ بقولہ قال عمر ولصبق معہ او مع غیرہ عینی ہو اور لولدا
 الغائب ثم قال ہوا بولہ یس انہ ایدان وصلیۃ محمد زید نبوتہ خلا فالولدا ان النسب یمتلی النقص یمتلیہ وہی وصدقہ بعد
 تکلیف یہ ہوا والیہ مصنف نے اشارہ کیا اسقاط مذکور پر اپنے اس قول سے کہ عمر و مثلاً کہا اس غیر کو جو اسکا ساتھ ہے یا کسی اور شخص کے ساتھ ہے کہ وہ نہ غائب کا
 بیٹیا ہے بچہ بولاکہ وہ میرا بیٹیا ہے تو اسکا بیٹیا کبھی ہوگا اگرچہ زید مذکور اسکی فرزندى کا شکر ہو بخلاف صاحبین اسواسطے کہ نسب بعد انبے ثابت ہونے کے محفل
 نقض کا نہیں بیان تک لاکر زید عمر کی تصدیق کرے بعد اسکی تکذیب کے تو صحیح ہے ہم صاحبین کا یہ مذہب ہے کہ دعوت مقر بعد انکار مقر صحیح نہیں اسواسطے
 کہ جب اسکا اقرار باطل ہو گیا مقر کے انکار سے تو گویا اسنے اقرار ہی کیا تھا ولذا لوقال اصبی هذا الولد متی ثم قال لیسی منی کا یہم نفید کا تر
 بعد کہ خرابہ کہ یتنفی بالنفی فلا حاجۃ الی الاقرار بہ ثانیاً وہا شہوا فی جہارۃ العادی کا زعمہ ملاحظہ رکھا افادہ الشربلا لی اور اسی و
 یعنی چونکہ نسب محفل نقض نہیں اگر ایک غیر کو کہا کہ یہ میرا بیٹیا ہے پھر کہا کہ میرا نہیں ہے تو اسکی نفی صحیح نہیں اسواسطے کہ بعد اقرار نسب کے نفی نہیں ہو سکتی نفی
 کہنے سے تو اب کچھ حاجت نہیں دوسری بار نسب کے اقرار کرنے کی اور کچھ سہوین عادی کی عبارت میں چنانچہ وقع سہو کا گمان کیا ہے ملاحظہ فرمائیے
 جیسے کہ بیان کیا ہے اسکو یعنی عدم سہو کو شربلا لی نے ہم ملاحظہ رکھا کہ عادیہ میں یون ہے کہ قال ہذا الولد لیسی منی ثم قال ہونی صحیح
 ظاہر ہے سہو کا تب اول کا اسواسطے کہ تعلیل عادی اسکو مقفی ہے کہ بیان عین عبدترین ہون پہلی عبارت مفید بیات فرزندى ہو اور دوسری عبارت
 اسکی نفی کی اہتسری عبارت دوبارہ اثبات کی اور عادیہ میں فقط وہی عبارت میں منی شربلا لی نے کہا کہ لفظ ثالث یعنی اقرار ثانی کی ظاہر

یہ ولد جسکی
 نہیں چاہی
 کہ وہ بیٹی
 اور فرست

میرے نزدیک کچھ فائدہ مندی نہیں ہوتی نسبت میں اس واسطے کہ بعد اقرار نسب اسکی نفی کرنے سے نہیں ہوتی لکن فی الطحاوی مختار اذ اصل قہر کہ جن دلائل دہند
 فلا اذ اعداد الیہ فی التصلیق یبقی اقرار الیہ اور یہ یعنی ثبوت نسب غیر اس صورت میں کہ جب باپ کی تصدیق بیٹا کرے اور بدین اسکی تصدیق
 کرنے کے نسبت ثابت ہوگا مگر اس صورت میں جبکہ بیٹا دوبارہ اسکی تصدیق کرے بسبب باقی رہنے باپ اقرار کے ہم یہ تفصیل وہاں جاری ہے جہاں مختار اذ اصل حال بیان
 کر سکتا ہو ولو انکمل الیہ اقرار فیہ من علیہ الاہل قبل اہل الیہ اقرار نسب کا منکر ہو چکر گواہ لاوسے بیٹا اسکی اقرار پر تو مقبول ہو و اما
 الاقرار بانہ اخذ فلا یقبل لکن اقرار علی العین اور یہ اقرار کہ وہ شخص میرا بھائی ہے سو مقبول نہیں اس واسطے کہ وہ اقرار غیر ہے یعنی تو بلا تصدیق اسکی
 کیونکہ مقبول ہو **فروع** مسائل لمحۃ شائع کے لو قال النسب وارثہ ثم ادعی انہ وارثہ دین جہت کہ موت ہم اذ الشقاق فی النسب
 غفلی اگر ایک شخص کہہ کہ میں اسکا وارث نہیں ہوں پھر اپنے دعوی کیا کہ میں اسکا وارث ہوں اور وجہ وراثت کی بیان کی تو دعوی صحیح ہے
 اس واسطے کہ نسب میں منافق محاف ہے ہم جامع الفصولین میں ہے کہ اثبات وراثت صحیح نہیں جب تک جہت ارث بیان نہ کرے اتنے یعنی وہ شخص میت کا بیٹا ہے
 یا باپ ولو ادعی نسبه العہد لم یحکم مالہ نہ کر اسم الجذہ اور چچا کی فرزند کی دعوی کیا یعنی یوں کہہ کہ وہ میرا چچا ہے تو دعوی صحیح نہیں
 جب تک دادا کا نام بیان نہ کرے ولو یروی عن اقرانی ابنتہ لقب لثبوت النسب باقرارہ ولا تسمی اخص خصم ہو وراثت اوداؤن و طایفہ
 اوصوحی الہ اور اگر گواہ لایا اسپر کہ اسنے اقرار کیا ہے کہ میں اسکا بیٹا ہوں تو مقبول ہے بسبب ثابت ہونے نسب اسکی اقرار سے اور گواہی میراث
 کی مسوغ نہیں مگر خصم پر یعنی وارث یا دامن یا دیون یا مومی کہ پر یعنی حبس واسطے میت نے وصیت کی ولو احضر رجلا لیدعی علیہ حقا کاتبہ و هو
 مقربہ اذ قالہ اثبات نسبه بالیسینۃ عند القاضی جہت ذلک الرجل اور اگر لایا ایک مرد کو کہ اسپر اپنے باپ کسی حق کا دعوی کرے
 خواہ مدعا علیہ حق کا مقرب ہو یا منکر تو اسکو چاہیے کہ اپنے نسب کا اثبات کرے گو ایہوں سے قاضی کے نزدیک اس مرد کے سامنے ولو ادعی انہ منافق ابنتہ
 اقریہ امر بالذم الیہ ولا ینکر قضا علی الیہ حق لو جاء حیاً یاخذہ من الدافع والادفع علی الیہ اور اگر میراث کا دعوی کیا
 باپ کی طرف سے تو اگر مدعا علیہ اسکا اقرار کیا یعنی اسکی فرزند کی کا تو اسکو امر کیا جائے مدعی کے دینے کا اور یہ امر قضا نہیں اسکی باپ پر بیان تک
 کہ اگر مدعی کا باپ زندہ آئے تو مال مرفوع کو دافع سے لے اور دافع بٹھے سے لے ولو انکر فیل للابن برہن علی موت ابیہ وراثت و لا یجوز
 والصیحیح بخلافہ علی العہد بانہ ابن فلان و انہ مات ثم یكلف الابن الیسینۃ بذلت و قضاہ فی جامع الفصولین من الفضل السامع العشرین اور اگر
 مدعا علیہ مدعی کی فرزند کی کا منکر ہو تو فرزند سے کہہ جائے کہ گواہ قائم کر اپنے باپ کی میراث پر اور اسپر کہ تو اسکا بیٹا ہے اور در صورت عدم شہادت مدعی
 پر قسم نہیں اور قول صحیح یہ ہے کہ اسکی تحلیف پر علم پر اسطرح کہ وہ فلانے کا بیٹا ہے اور وہ مر گیا یعنی مدعا علیہ یوں قسم کھائے کہ میں نہیں جانتا کہ تو فلانے
 فلانے کا بیٹا ہے اور وہ مر گیا ہے پھر قسم کے بعد فرزند مکلف ہوگا اسپر گواہ لانے کے لیے یعنی جب فرزند مال لینے کا ارادہ کرے تو اسپر اقامت بنیہ اپنے دعوے پر
 لازم ہوگی اور پورا بیان اسکا جامع الفصولین میں ہے ستائیسویں فصل سے ہم جامع الفصولین میں باقی بیان یہ ہے کہ اگر مدعا علیہ قسم سے انکار کرے تو نسب
 اور موت کا مقرر ہوگا اور مال کا منکر تو اب مدعا علیہ سے مال پر یعنی قسم لیا جائیگی نہ علم کی انتہی مختار اور یہ بیان اٹھائیسویں فصل میں ہے ستائیسویں میں
 فی الطحاوی ولو کان المصیۃ مع مسلمہ و کافر فقال المسلمہ ہر حجتہ و قال الکافر کذب و حق حرج ابن الکافر لیسۃ الحدیۃ حاکم و الاصل انہما لا
 اور اگر ایک کافر مسلمان اور کافر کے ساتھ مسلمان کہتا ہو کہ میرا بھائی ہے اور کافر کہتا ہو کہ وہ میرا بیٹا ہے تو وہ آزاد ہے کا و کا بیٹا بسبب شہد حاصل کرنے
 آزاد ہے کہ بالفصل اور حصول اسلام اسکی کار کو ہم اپنے دلائل توحید پر مائل بننا ہرین تو بعد یلغ اسلام صغیر متوقع ہے اور اگر بالعکس ہوتا ہے
 کا اسلام شہر تا تو تو اسلام ہو گا لیکن اسکو قادی حاصل نہ ہوتی وجہ مابن الکمال یا کہ یہ کہوں مسلمانان حکم و حکم

تملیک شراب کی جانب سے اور حالانکہ مسلم شراب کا مالک ہو سکتا ہے مگر غیر کہ مالک کی ملکیت ہو اور فقہ شریعت کا اقرار صحیح ہو اس سبب اس کے اخبار ہونے کے بعد
اگر انشا ہوتا تو وہ یہ مشاع ہوتا اور یہ مشاع قابل تمت تمام نہیں ہوتا باوجود قہن کے بھی اور اس طرح زوجیت کا اقرار انشاء ہونے کی وجہ سے صحیح ہوا اور
نہ بالمشو صحیح نہ و لا لا تمتع دعوا علیہ بالانہ اقترک بشی معین بناء علی الاقرار له بذلك به یفقد لانه اخبار یقتل الکذب حتی لو اقر کافر یا
لم یجل لانه لان الاقرار ليس سبباً للملک نعم لو سلمه رضا مکان ابتدا و عید و هو الا و جبهه سزا سزا یہ اور مسیح نہیں دعویٰ مقرر
اس طرح کہ اس نے اس کے واسطے شعی معین کا اقرار کیا بنا براس قرار کے اسی قول کا فتویٰ جو اس واسطے کہ اقرار تحمل نہ کیا ہو یا نہ کیا اگر چھوٹا اقرار کرے تو مقرر کہ وہ
چیز حلال نہیں یعنی مسکوز بر دست لینا باعتبار دیانت کے جائز نہیں اس واسطے کہ اقرار مالک ہونے کا سبب نہیں ہاں اگر مقرر اپنی خوشی مقرر کہ وہ چیز تسلیم کرے
تو اب یہ ابتدا و عید مقرر کے گا اور یہی قول اوجہ اور مدلل تر ہو گا فی البزازی ان یقول فی دعواه هو صلیک و اقر لی به او یقول لی علیہ کذا و کذا
اقر به فلتسمع اجاباً لانه لا یجوز الاقرار سبباً للوجوب مگر یہ کہ مدعی اپنے دعویٰ میں یون کہ وہ فتویٰ میری ملک ہو اور مدعا علیہ نے اس کا اقرار بھی
کیا جو میرے واسطے یون کہ کہ میرا میرا تھا اور اس طرح اس نے اقرار بھی کیا جو تو اب دعویٰ مسیح ہو گا بالاتفاق اس واسطے کہ مدعی نے اقرار کو وجوب ملک
سبب نہیں ٹھہرا لہذا اقرار اهل یختلف الفوی انه لا یختلف علی الاقرار بل علی المال پھر بعد دعویٰ ملک را قرار کے اگر مدعا علیہ اپنے قول
کرنے کا منکر ہو تو کیا اس سے قسم لی جائے گی یا نہیں فتویٰ یہ ہو کہ اس سے اقرار پر قسم لی جائے گی بلکہ مال مدعا پر قسم لیجائے و اما دعویٰ الاقرار فی الذبح
فستمع عند العامة اور اقرار کا دعویٰ تو دن میں مجبور فقہاء کے نزدیک سموع ہی یعنی اگر مدعا علیہ نے کواد قائم کیے کہ مدعی نے اقرار کیا ہے
کہ اس کا حق جانب مدعا علیہ ہے نہیں یا میں مدعا علیہ کی ملک ہو تو دعویٰ مسیح اور کواد مقبول ہیں و لیو جبهه الثاني دعوا انشاء لیس المقرر
اقرار ہے نہ قبول کا صحیح و لو کان اخباراً لصحی اور باعتبار وجہ ثانی یعنی اقرار کے انشاء ہونے کے اگر مقرر نے مقرر کا اقرار کر دیا بعد اس کے قبول کیا تو صحیح
نہیں اور اگر اقرار انشاء ہوا تو صحیح ہوا مگر اقرار بعد رو کے وہاں صحیح نہیں جہاں اقرار رو ہو جاتا ہے رو کر دینے سے چنانچہ یہ وہ وغیرہ اور جو چیز رو کر دینے سے رو
نہیں ہوتی چنانچہ رقی اور نسب تو نہیں اگر اقرار کرے گا اور بعد رو کر دینے کے مقرر اس کا دعویٰ کرے گا تو مقبول ہو اور عقود لازمہ مانند نکاح رو نہیں ہوتے
رو کر دینے سے تو اگر مرد نے عورت کا کہ میں نے تجھے کل نکاح کیا عورت نے کہا کہ نہیں پھر یوں کہ ہاں اور مرد بولا کہ نہیں تو مرد کو نکاح لازم ہو گا اس واسطے
کہ مرد کا اقرار باطل نہیں ہوتا اس لیے کہ نکاح عقد لازم ہے کہ بجز انکار احد الزوجین کے باطل نہیں ہوتا تو عورت کی تصدیق اہم تہذیب کے صحیح ہو تو نکاح باطل
ہو گا اور مرد کا انکار بعد اقرار کے مستند ہو گا کذا فی الخطاوی و اما بعد القبول فلو ثبت بالقرن اور بعد قبول کر لینے کے تو اقرار رو نہیں ہوتا رو کر دینے سے
و لو کان المقرر اقراراً فصداً لیس یہ لانه اقرار اخ اور اگر مقرر نے دوبارہ اقرار کیا بعد رو کر دینے کے سو مقرر نے اس کی تصدیق کی تو اس کو لازم
ہو گا اس واسطے کہ یہ دوسرا اقرار ہی مسکی تصدیق ہوئی اور اقرار مرد و در اور تھا لہذا انکو اقراراً الثانی لا یختلف ولا یقبل علیہ ببینۃ قال البیاضی
و الاشبہ قبولہا واعتمادہ ابن الشحنة و اقرق الشرح بلا لے پھر اگر مقرر نے اپنا اقرار ثانی کا انکار کیا تو اس سے قسم لی جائے گی اور مقرر کے اگر
اپنے مقبول نہ ہونے کے قاضی بیع او متاد صاحب تینہ نے کہا اور شہد بقوا عند فقہ قبول بینہ ہو اور ابن شحنہ شاج وہبانیہ نے اس پر اعتماد کیا ہے اور شریعتی
اس فعل کو ثابت رکھا ہے و المملک الثابت بہ بالاقرار لا یظہر فی حق الزدائد المستہلکۃ فلا یلکھا المقرک و لو اخباراً للملک کا ہر جو ملک
کہ اقرار سے ثابت ہو ظاہر نہیں ہوتی زوائد مستملکہ کے حق میں تو زوائد مذکورہ کا مقرر ملک ہو گا اور اگر اقرار انشاء ہوا تو ان کا مالک ہو مگر ظاہر فلا زید نے
کہا کہ یہ باغ خالد کا ہے اور بچل اس باغ کے طیار تھے سو اس نے توڑے اور اپنے قسروں میں لایا تو زید پر اس کا ضمان لازم ہو گا کیونکہ اس صورت میں
اقرار انشاء ہو گیا اس نے فی الحال خالد کو مال کیا اقرار حرم مکلف یفقدان طاعاً و عبداً و صبیاً و معتوقاً و ما ذون لہم ان اقر و ابی الی

صحیح

کا قائل ہو جسے بجا دے وہ والا بعد عتی و تائمہ کا وہ حق علیہ کھنویہ و سیمین الشکران و مہلک و بحق و متعلقہ او جمہول صحیح معلوم یا
 مجہول کا اقرار کیا آزاد بالغ عاقل بیدار نے اپنی خوشی سے یا بعد از اذن یا بغیر اذن یا مستورہ یا اذن سے اقرار کیا بشرطیکہ ماؤذین کا اقرار متعلق ہو اور اگر
 ہو تو صحیح ہو جیسے عبد مجبور غیر اذن کا اقرار و عدا و قصاص میں صحیح ہو اور اگر عبد مجبور کا اقرار مال کا ہو نہ عدا و قصاص کا تو بے عین کے صحیح ہو گا یعنی اگر
 مواخذہ بعد اس کے آزادی کے ہو گا اور سونا آدمی اور غبی علیہ مجنون کے مانند ہو گا اقرار صحیح نہیں اور نسبت کا اقرار اگر مذکور ہو گا اور مکروہ کا اقرار
 عنقریب مذکور ہو گا بلکہ طلاق اور عتاق میں بھی مذکور ہو گا اقرار صحیح نہیں م عبد اور صغیر اور مستورہ یا ماؤذین کا اقرار مال میں صحیح ہو اس واسطے کہ یہ
 ضروریات تجارت کے ہو اور اگر اقرار صحیح ہو تو کوئی شخص اسے معاملہ کرے تو جو امر متعلق تجارت ہو وہ اذن میں داخل ہو چنانچہ دیون اور عواری
 اور مضاربات اور غصب اور جرم متعلق تجارت نہیں چنانچہ مہر و رخیات اور ضمانت عین انکا اقرار صحیح نہیں کذا فی الخطاوی لان جہات المقتر
 المقتر بہ لا تقتر بہ الا اذ بین سبب انقضاء الجہات کبیع و اجازہ اقرار حق مجہول کا اس واسطے صحیح ہو کہ جہات مغربہ کی مضرت نہیں کرتی
 اگر نیکہ مقر یا سبب بیان کرے جسکو جہات ضرر کرتی ہو چنانچہ بیع اور اجارہ م اقرار مجہول اس واسطے صحیح ہو کہ گاہے مغربہ حق مجہول لازم آجائے
 اس طرح کہ اسے کچھ مال تلف کر ڈالا جسکی قیمت اسکو معلوم نہیں یا بیع اور اجارہ کی جہات البتہ مضر ہو مثلاً اقرار کیا کہ اسے فلا شے سے کوئی چیز
 کی با اجارہ رکھی یا کوئی چیز خریدی کی تو اقرار صحیح نہیں اور مقر جو بیع ہو گا تسلیم کو انا جہات المقتر مغربہ کقولہ علی احدنا لک الف دھام جہات المقتر
 علیہ الا اذا جمع بین عبد و بنفسہ فی صحیح اور اقرار کرنے والے کی جہات تو مضر ہو چنانچہ مقر کا دیون کہنا کہ ہم لوگوں میں سے ایک شخص ہمارے
 درم تیرے میں سبب نہ معلوم ہونے اس شخص کے سپر ہزار درم کا حکم کیا جلت مگر جبکہ مقر نے غلام اور اپنی ذات کو جمع کرے تو ایسی جہات مقر کی صحیح ہر م مثلاً
 ایک شخص نے دیون اقرار کیا کہ تیرے ہاں چار درم ہیں پھر اسیے غلام پر تو صحیح ہو اس واسطے کہ ہر ضرورت مولیٰ پر مطالبہ مندوب ہو گا نہ غلام ہو نہ کن انقض جہات المقتر
 ان شخصت کلا و احدا من التاکس علی کذا اور ہر طرح مقر کی جہات ضرر کرتی ہو اگر جہات فاحش اور کثیر ہو چنانچہ دیون اقرار کیا کہ لوگوں میں سے ایک شخص کا
 میرا مال جو والا کلا کلا حدیثین علی کذا فیصح لا یجوز علی البیان جہات المدعی بحر و نقلہ فی اللہ و لکن باختصار فحل کما تبینہ
 خبر نہ اور اگر مقر کی جہات فاحش نہ تو ضرر نہیں کرتی چنانچہ اقرار کہ ان شخصوں میں سے ایک شخص کا میرے اوپر تباہی تو صحیح ہو اور مقر چاہے کیا جائے گا
 بیان کرے پس سبب مجہول ہونے دعویٰ کے کذا فی البحر اور ہر کو درمین نقل کیا ہو لیکن باختصار غل چنانچہ غرضی زاوہ نے بیان کیا ہر م مثال مذکور میں اس واسطے
 اقرار صحیح ہو کہ صاحب حق با ہر زمین و درختوں سے اور ایسی صورت میں ام ہو گا یا دکرے گا اس واسطے کہ صاحب حق کو گاہے مقر مجہول بھی جائے جو صاحب در کی
 نقل میں غل ہو واقع ہو کہ اسے جبر علی البیان ذکر کیا ہو اور غرضی زاوہ کا حائل بیان یہ ہو کہ مقر چیرش صورت میں ہو جبکہ مقر مجہول ہونے کہ مقر کی
 جہات میں اس واسطے کہ جبر ہونا جو صاحب حق کے واسطے اور وہ یہاں مجہول ہو کذا فی الخطاوی و لکن ما یجوز کثیری و حق ہندی قیمت
 کثیری جو نہ لایہما لا قیامہ لہ کتبا و حیطا و جلد مینک و صبیحی خیر لانه رجوع فلا حق و مقر کو لازم ہو گا اس مقر بہ کا بیان کر جسکو اسے
 مجہول بیان کیا اتند شہاد حق کے بیان چاہیے قیمت دانی چیز سے چنانچہ پینا اور اخروٹ نہ اس چیز سے جسکی قیمت نہیں چنانچہ ایک دانہ کھجور کا اور دھار
 کی کھال اور صغیر آزاد اس واسطے کہ بلایت چیز کا بیان کرنا رجوع ہو اقرار سے تو صحیح ہو گا مگر جبکہ مقر سے حق مجہول کا اقرار اس طرح کیا کہ زید کی بیوی کچھ چیز
 یا حق تو اس پر بیان لازم ہو قیمت دار چیز سے نہ بلایت سے زیدی میں ہو کہ اگر مقر نے دیون بیان کیا کہ میں نے حق سے حق اسلام کا ارادہ کیا تو اسکی نقل
 اس واسطے کہ اسکو عت میں حق نہیں ہوتے اور بھی حق لائق اعتماد کے ہو والقول للفقہ مع حلف لانه المنکر ان ادعی المقتر لہ اکثر منہ
 و لا یثبت تہ در مقر کا قول مقبول ہو اسکی قسم کے ساتھ اس واسطے کہ وہ مذکور بات کا اگر مقر اس کے بیان کرنے سے نہ بازو تہ کا دعویٰ کرے اور

کذا کا لفظ تین بار بولا اور کے ساتھ اسطرح کہ علی گداؤ گداؤ گداؤ توائے واحد و عشرون لازم ہیں یعنی ایک سو اسطرح کہ اقل تعین میں مدد ملے
 ساتھ ساتھ واحد و عشرون ہو گداؤ فی الہر و ان ربیع مع الواو و زید الف اور گداؤ کا لفظ چار بولا اور کے ساتھ اسطرح کہ علی گداؤ گداؤ گداؤ گداؤ و سابق
 الف کا لفظ زیادہ کیا جاوے اسطرح کہ الف توائے واحد و عشرون یعنی گداؤ سو اکیس لزم ہوں گے اسواسطہ کہ یہی سکاظیر جو عدد مفسر سے گداؤ فی الہر
 و لو خمسین و عشرون کا الف اور اگر پہنچے بار گداؤ کا لفظ بولا اسطرح کہ علی گداؤ گداؤ گداؤ گداؤ و سابق یعنی عشرون آلاٹ و الف
 و ما و عشرون یعنی گداؤ ہزار ایک سو اکیس و لو صد من ید مائت الف اور اگر لفظ گداؤ چھ بار بولا تو عدد سابق پر مائت الف زیادہ ہوگا اسطرح کہ مائت
 الف و عشرون آلاٹ و الف توائے واحد و عشرون یعنی ایک لاکھ گداؤ ہزار ایک سو اکیس لزم ہوں گے و لو سبع زید الف الف اور اگر لفظ گداؤ اسی بار بولا تو عدد
 سابق پر الف الف زیادہ ہوگا اسطرح کہ الف الف و مائت الف و عشرون آلاٹ و الف توائے واحد و عشرون یعنی گداؤ لاکھ گداؤ ہزار ایک سو اکیس و ہذا
 لفظ و ابد ۱ اور اسطرح عدد و مفسر سے ہمیشہ غیر متناہی معتبر ہوگا و لو قال لہ علی ولہ قہلی فہو اقل و بدین کان علی للاجباب
 و قہل الضمان غالباً اور بولا گداؤ علی یعنی گداؤ چھ بار بولے کہ لاکھ تہا یعنی اسکا میری جانب تو یہ قول دیکھ اقرار ہے اسواسطہ کہ لفظ علی ایجاب کے واسطے ہے اور لفظ قبل
 ضمان کے واسطے غالباً مستعمل جو قول اول اسواسطہ دین کا اقرار ہوا کہ علی ایجاب میں متحمل ہوتا ہے اور عمل ایجاب ذمہ ہے اور ذمہ میں و تبت ہوتا ہے جو نہ عین اور قبل کا
 لفظ اگرچہ ایجاب اور امانت دونوں میں متحمل ہوتا ہے لیکن ایجاب میں اسکا استعمال غالب ہے اور مطلق غالب استعمال کی طرف متغیر ہوتا ہے گداؤ فی الاتقانی و صدق
 ان وصل بہ و دین لہ لآلہ محتملہ مجازاً اور اسکی تصدیق ہوگی اگر کہے اس کلام سے جو و دینہ کو ملا یا اسواسطہ کہ لفظ علی اور قبل کا مجازاً اور دین کا بھی
 استعمال رکھتا ہے اسواسطہ کہ علی اور قبل سے وجوب پیدا ہوتا ہے اور وجوب و دین میں بھی تحقق ہے اسواسطہ کہ و دینت کا حفظ واجب ہے اور قبل کا استعمال معلوم
 ہو چکا کہ امانت میں بھی ہوتا ہے ان فصل لا یصدق لفقہ بال سکوت اور اگر مرد و دینہ کو علی یا کہ قبل سے جدا کرنا تو اسکی تصدیق نہ ہوگی بسبب ثبوت
 ہونے دین کے سکوت میں لکھائے سے عندی او مع او فی بیٹی او فی لیس او صدق فی اقرار یا نہ امانت علی الف و لفظ عندی ہی
 باقی رہی مانی کسی مانی صدق ہی اسکا اقرار ہے کہ وہ چیز امانت ہے عرف پر عمل کرتے سے یعنی اسکی چیز میرے نزدیک ہے یا میرے ساتھ یا میری ٹھری میں یا میری تحصیل میں
 یا میرے صندوق میں جو جمع مالی او مالک لہ اولہ من مالا و من دراہمی گداؤ فہو ہبۃ لا اقرار اس اگر بولا کہ میرا سبیل اسکا ہے اسکا
 میں مالک ہوں اسکا ہے اور میرے مال سے یا میرے دراہم سے اسکا تنہا ہونے تو یہ قول میرے ہذا اقرار و لو غیر بقول او بقی دراہمی کان اقرار بالکثرۃ اور اگر
 دونوں تفسیر کی کہ میرے مال میں یا میرے درہم میں اسکا تنہا ہونا تو یہ شرکت کا اقرار ہے فلا بد لہیۃ الہبۃ من التسلیف بخلاف اقل و ضروری
 و صحیح ہونے کے واسطے تسلیم جمع مال میں بخلاف اقرار کے کہ اسکی صحت کے لیے تسلیم ضروری نہیں ہم یکے کے لیے لہ یا مالک لہ میرے ہذا اقرار تو اگر بعد اس
 قول کے کہ اسے اپنا سبیل اسکو سکوت دیا تو یہ صحیح ہوگا والا غیر صحیح و الاصل اندہ متی اضافہ المقرب لہ مالک کان ہبۃ اور قاعدہ کا یہ ہے
 یہ کہ جب مقررے مقرب کو اپنی ملک کی طرف مضاف اور منسوب کیا تو وہ ہبہ ہوگا م اسواسطہ کہ اپنی ذات کی طرف نسبت کرنا اس کے منافی ہے کہ اسکو حمل کیجئے اقرار
 ہے کہ وہ اختیار ہے نہ انشا پھر جب انشا ہوا تو قول مذکور ہبہ ہو گیا تو اس میں وہ شرط ہوگی جو ہبہ میں شرط ہے اگر اسکو اپنی ذات کی طرف مضاف کیا مثلاً میں کہ
 کہ ہذا المال لفلان بی بی مال فلا نے غرض کا ہے تو یہ اقرار ہونہ ہبہ و لا یرد مافی بیٹی کا تھا اضافۃ نسبتۃ لا ملک اور قاعدہ مذکورہ پر چتر ہن
 اور نہ ہوگا باقی بیٹی کا اسواسطہ کہ نسبت اضافت ہونے ملک کی ہم حاصل اعتراض ہے کہ مانی بیٹی میں اضافت بیت کی مقرر کی طرف موجود ہے اور باوجود اسکے
 یہ اقرار ہے ہبہ خلاصہ جو اس پر ہے کہ یہ ملک مقرر کی اضافت ملک نہیں بلکہ نسبت کی اضافت ہے چنانچہ لکھنؤ کا مثلاً رہنے والا کہنے لکھنؤ میرا شہر ہے تو یہ
 سکونت شہر کی اضافت ہے نہ ملک کی و لا اکر ضا الی حدود ہا گداؤ لطفی فلان فانہ ہبۃ وان لہ یقبضہ لانہ فی یدہ کا لان یکنون

مما یجوز فی شراط قبضہ صغیرا انتہی للاضافۃ تقدیرا بدلیل قول المصنف اقرار الاخر بمعین ولہ فیضہ لکن من المعلوم
 لکن من الناس انہ ملکہ فعل یکن اقرار او تلیکا ینبغی الثانی فیراعی فیہ شرط علیک فرا جہہ اور نہ اعتراض و ہوگا قاعدہ
 مذکورہ پر اس قول کا کہ جس زمین کی ایسی حدیں ہیں وہ میرے ملک کے طفل کی ہو اس واسطے کہ یہ قول یہ ہو اگرچہ طفل نے اپنے قبضہ کیا ہو اس واسطے کہ طفل نے
 باپ کے پاس ہو تو باپ کا قبضہ یعنی قبضہ کا قبضہ ہو کہ یہ کہ وہ وہاں اس قسم سے جو زمین میں قسمت کا احتمال ہو یعنی اور باپ چاہے کہ زمین سے بعض حصہ کرے نہ سب تو
 اسکا جداگانہ قبضہ شرط ہوگا اتنی الاعتراض اس واسطے زمین مذکورہ کا اعتراض وارد ہوگا کہ اضافت زمین کی تکمیل کی طرف تقدیری ہو ہفت کے ہر
 قول کی دلیل سے کہ دوسرے شخص کے واسطے شہین کا اقرار کیا اس شہ کی اپنی طرف مضامین کیا لیکن اکثر لوگوں کو معلوم ہو کہ وہ شہ کی ملک ہو تو کیا
 یہ قول اقرار ہوگا یا تلیک جواب مناسب یہ ہو کہ یہ قول تلیک ہوگا تو زمین شراط علیک کی مرئی ہوں گی سو اسکی طرف رجعت کر ہم قاعدہ مذکورہ سے
 یہ مفہوم ہوتا ہو کہ جب قریہ کو قریہ کی طرف اضافت کرے تو وہ اقرار ہو نہ ہو تو چاہیے کہ مسئلہ ارض بسبب عدم ارض اضافت اقرار ہو اور حالانکہ وہ یہ ہو
 خلاصہ جواب یہ ہو کہ اگرچہ اس مسئلہ میں اضافت صحیح نہیں ہے لیکن زمین اضافت تقدیری ہو کہ یا اسے یوں کہا کہ میری وہ زمین بسبب ایسی حدیں ہیں کہ
 میرے ملک کے طفل نے قبضہ کی ہو اور اضافت تقدیری کے یہ دلیل یہ ہو کہ ملک اس زمین کی لوگوں کو معلوم ہو الحاصل اضافت الی نفسہ جو مقصد تلیک ہے
 خواہ صریح ہو یا تقدیری کہ قرائن سے معلوم ہو چنانچہ لوگوں میں مشہور ہے کہ وہ تکلم کی ملک ہو کہ ذاتی لفظ ای قصدا قال لی علیک الف فقال اترتہ
 او انتقدہ او اجلیتہ او قضیتہ ایاہ او ابرائی منہ او تصدقت بہ عا و وہبتہ او احدثتہ بہ علی زید و نحو ذلک
 فہو اقرار علیہما اجماع البضایہ الیہا فی کل ذلک عنی زادہ فکان جو ایا ایک شخص سے دوسرے سے کہا کہ میرے چیمبر میں سو غنایاں تھیں
 وزن کر کے یا انکو یہ کہے یا اکی مجھ کو ملے دے یا میں تجھ کو دے دیکھا ہوں یا تو نے مجھ کو وہ سات کر دیے ہیں یا تو نے مجھ کو وہ خیرات دیں دیے ہیں یا انکو تو نے
 مجھ کو یہ کر دیا ہو یا میں نے تجھ کو وہ زمین دلائی ہیں اور اتنا ایسے کلمات کے سوا اقرار ہو مقرر کے واسطے ہزار کا بسبب پھر ضمیر کے ہزار کی طرف
 ان سہناتوں میں کذا ذکرہ غری زادہ تو یہ جواب ٹھہرا کلام اول کا یعنی اثبات اسکا نہ انکار اور نہ کلام جداگانہ و ہذا اذ الحین علی سبیل
 الاستفہاء فان کان وشہد الشہود بذلک لہو ملزم حشر اور یعنی اقرار اس وقت ہوگا جبکہ جواب مخاطب کا بطور خود بخود ہی کے ہو سوا کہ
 خوش طبعی کے ہو اور گواہ خوش طبعی کے گواہی دین تو یہ کہ کوئی چیز لازم نہ ہوگی اما لو ادعی الاستفہاء لم یصدق اور اگر مخاطب نے خوش طبعی کا دعویٰ کرے
 بلا شہود تو اسکی تصدیق نہ ہوگی وبلا ضمیر مثل اترتہ و کذا انتخا سببہا استقرضت من احد سوالک او غولک او قبلک او بعدک
 لا یکن اقرار اعدم انصراف ذلک المذکور فکان کلاما مقبلا اور کلمات مذکورہ دونوں ضمیر کے چنانچہ وزن کر کے یا کہہ لے اترتہ او بعدک
 یا میں نے کسی سے قرض نہ لیا سو اتنے سے یا غیر تیرے یا قرض نہ لیا قبل تیرے یا بعد تیرے تو یہ اقرار ہوگا بسبب نہ پھر ضمیر کے ہزار نہ کہ کی طرف تو یہ کلام جداگانہ
 نہ ٹھہرا نہ جواب کلام اول والا اصل ان کی مایہم جو ابالہ ابتداء یجعل جوابا واما یصلح للابتداء لا للبناء واما یصلح لہما یجعل
 ابتداء لئلا یلزمہ المال بالشک اختیار اور قاعدہ کلیہ مسائل مذکورہ میں یہ ہو کہ جو کلام کو صلاحیت رکھتا ہو جواب ہونے کی نہ ابتداء سے کلام ہونے کی
 تو وہ جواب ٹھہرا یا جائے اور جو لیاقت رکھتا ہو ابتداء سے کلام ہونے کی نہ کلام سابق پر بنا یعنی جواب ہونے کی یا ابتداء اور بناء دونوں کی صلاحیت رکھتا
 ہو چنانچہ یہ قول کہ وزن کر کے تو وہ ابتداء یعنی کلام جداگانہ ٹھہرایا جاتا ہو تاکہ تکلم پر مال لازم نہ آئے شک سے کذا فی الاختیار و ہذا اذا کان
 الجواب مستقلا فلو غیر مستقل لقولہ نعم کان اقرارا مطلقا اور یہ یعنی تفصیل ذکر ضمیر اور عدم ضمیر کی اس وقت ہو کہ مخاطب کا جواب
 کلام مستقل ہو یعنی اپنے مطلب میں پورا ہو بلا حاجت انضمام غیر تو اگر جواب غیر مستقل ہو چنانچہ لفظ نعم یعنی ہاں تو اقرار ہوگا مطلقا یعنی ضمیر مذکور ہو

یعنی یون کہنا کہ یہ مال اس کے گاہر جو اس عورت کے بیٹ بن بھیج جو بشرطیکہ مقرر کے مالک ہوئے گا ایسا سبب صالح بیان کیے کہ اس کے واسطے ممکن اور تصور ہوتا ہے اور وصیت جیسے مقرر کا یون کہنا کہ اس میں کیا بہر گیا سورہ انکسار و ارشاد ہا اس مال کی اس کے واسطے ملائے شخص نے وصیت کی ہو تو اقرار جائز ہوگا اور اگر سبب صالح بیان کرے تو اقرار جائز نہیں چنانچہ عنقریب ہکا ذکر اسے گا فان ولدته حیاً لا یتقل من بعد حول مذاخر فله ما اقر ان ولدت حیین فلہا نصفین ولو اجدھا ذکر الاخوانی فکذلک فی الوصیۃ بخلاف الوصیۃ فی فانی فانہ یعطى للذکر مثل خط الاشیہین سو اگر عورت میں اسکو زندہ نصف سال سے کمتر میں جو تھے کہ اقرار کیا تو وہ مال اسکا جو سبب کا اقرار کیا اگر زندہ لڑکے جنی تو ورنہ کے واسطے نصف نصف مال ہوگا اور اگر ایک نہ ہو اور دوسرا زندہ تو اسطرح نصف نصف مال ورنہ کو لے گا بخلاف میراث یعنی نہ اگر اور کے ورنہ میں کسی ہم اور اگر ہم میں سے زیادہ مدت میں جسے گی تو اسکو کچھ نہ لے گا مگر ورنہ صورت مستند ہونے عورت کا دوسال سے کمتر میں گذائی ہوئی وان ولدت میتاً فیرثہ ذلک الموصی ولو رثت لعدم اہلیۃ الجنین اور اگر عورت مردہ پہ چینی تو وہ مال اس موصی ورنہ کے وارث کو بھیج دیا جائے سبب عدم اہلیت جنین کے یعنی مردہ بچہ میراث اور وصیت کی بیات نہیں رکھتا وان فسرہ بما لا یتصور کھیمۃ او بیعاً و اقراضاً ہم الاقرار ولہم بین سبباً لغا وحمل حمل المہم علی السبب الصالح وہی قالت المستثناة اور اگر مقرر نے ایسا سبب بیان کیا جو ممکن اور تصور نہیں چنانچہ سبب یا قرض دینا یا اقرار کو بہر رکھا اور اسکا سبب بیان کیا تو اقرار نہ ہوگا اور نہ مقرر نے سبب بہر کو سبب صالح پر محمول کیا ہو اور یہی قول ہے کہ ثلث کا ہم چہ کہ بہر اور قرض دینا جنین کے حال تھا اس واسطے کہ امور مذکورہ اس سے تصور نہیں متفقہ اور یہ توضیح ہے اور نہ حکما اسطرح کہ اسکی طرف سے کوئی اسکا ولی افعال مذکورہ صادر کرنا اس واسطے کہ اسکی کسی کی ولایت نہیں لہذا اقرار نہ کرے اور نہ مقرر نے سبب بہر کا اقرار کی پھر رہے کہ یہ اور غالی ہو کہ محل کی غلطی ہو کر گذائی اور وہ مال الاقرار للرضیع فانہ صحیح وان بین المقر سبباً غیر صالح منہ حقیقۃ کا الاقرار صاف او ثمن صمیم لان ہذا المقر محل ثبوت الدین للصغیر فی الجملة استیساہ اور بشرط غرار ہونے کے واسطے تو اقرار کرنا بھیج ہو اگرچہ مقرر غرار کے جانچے سبب غیر صالح فی حقیقۃ بیان کرے چنانچہ قرض دینا یا ثمن بیع کا اس واسطے کہ یہ مقر ثبوت دین صغیر کا فی الجملة محل ہو سکتا ہو کہ فی الاشیاء یعنی باعتبار تجارت کرنے اپنے ولی کے بخلاف جنین کے اقرار بشرط اختیار ثلثہ ایام لزمہ بلاخیار لان الاقرار اجباری فلا یقبل الخیار وان وصیۃ صدقۃ المقر فی الخیار لہ بعد قصد یقہ اقرار کیا بشرط ثمن دیکھ اختیار کرنے کو اسکو تہ لازم ہوگا با اختیار اس واسطے کہ اقرار اجباری ہو تو اختیار کو نہ قبول کرے گا اگرچہ مقرر اسکی تصدیق کرے بخیار میں بھی اسکی تصدیق معتبر نہ ہو مقرر قرض یا غصب یا وریث یا عاریت کے اقرار میں ثمن دن کے خیار کی گنجائش اس واسطے نہیں کہ شرط خیار سے مقصود نسخ ہو اور جبکہ اقرار جو اسوجہ سے کہ وہ صیغہ لازمہ ہو احتمال نسخ کا نہیں لہذا ائین شرط خیار جائز نہیں و مال مقر لازم ہو کہ فی الخطا وی الا اذا اقر بعد بیع وقر بالخیار لہ فیصح باعتبار العقد اخذ صدقۃ او بیعہن فلذا قال الا ان یکن یدہ المقر فلا یصح لانه منکر ولفظ الا اقرار قابل خیار نہیں کہ جبکہ مقرر نے اس عقد بیع کا اقرار کیا جو بشرط اختیار مقرر واقع ہوئی تو اقرار اس شرط اختیار صحیح ہو باعتبار عقد بیع کے بشرطیکہ مقرر اسکی تصدیق کرے یا مقرر اسکو لا و اس واسطے مصنف نے کہا کہ یہ مقرر مقرر کی تکذیب کرے تو بھیج ہوگا اس واسطے کہ مقرر منکر ہو اور قول تو منکر کا مقبول ہی یعنی در صورت عدم برہان ہم عقد بیع کا اقرار یعنی اس دین کا اقرار کرے جو سبب عقد بیع کے اسبب لازم آیا یعنی یون کہے کہ میرے اوپر بار درم ثمن بیع یا خیار کے ہیں کا قرار دے بدین سبب کفالت علی انہ بالخیار فی مدۃ ولو المدۃ طویلۃ او قصیدۃ فانہ یصح اذا صدقہ لان الکفالتۃ عقد لیس بخلاف و قاصر لانه افعال لا تقبل الخیار و نہ یلحق جیسے دین کا اقرار ضمانتی کے سبب سے باین شرط کہ اسکو اختیار ہو کہ میں کچھ مدت طویل مراد فقیر کہ وہ بھیج جبکہ مقرر اسکی تصدیق کرے اس واسطے کہ ضمانتی بھی عقد ہو بخلاف اس کے جو مذکور ہو چکا اس واسطے کہ وہ یعنی قرض یا غصب یا عاریت افعال ہیں

قوله لا یقبل الخیار

او بعکسہ بن ملکہ الخ اسکے اگر سب دین کا ایک ہی ہوا دونوں مجلسوں کے نسو و تہی ہون یا چاروں شاہدوں کو ایک دشا و نیز پشما ہر ایک
یا شاہدوں کے روبرو اقرار کر کے پھر وہی اقرار قاضی کے روبرو کر کے پھر شاہدوں کے سامنے تو
ایک ہی ہزار لازم ہوں گے کناصح ابن ملک ہم اتحاد و سبب کی یہ صورت ہے کہ دونوں مجلسوں میں غلام حسین کے من کا اقرار کر کے اور اتحاد و تہی کی یہ صورت
ہو کہ اول مجلس کے شاہدین وہی دوسری مجلس کے بھی شاہد ہوں والاصل ان المعرف والمندر اذ العید معرفا کان الثانی عین الاول او منکرا
فخیر اور ثانیہ علیہ یہ ہے کہ معرفہ یا مکر وہاں معرفت ہو کر دوسری بار مذکور ہو تو دوسرا عین پہلا ہو گا اور اگر مذکور ہو کر دوبارہ مذکور ہو تو ثانی اول کے منافی ہو گا
اول اور ثانی کی یہ صورت ہے کہ دین کا ایک ہی سبب بین دونوں اقرار دین میں مذکور ہے اس طرح کہ علی الفیض ثمن من العید پھر دین کی علی الفیض ثمن من العید پھر دین کی
اقرار کر کے اور اول کے مذکور اور ثانی کے معرفت ہونے کی یہ صورت ہے کہ اول ہزار کو مطلق کے اس طرح کہ علی الفیض ثمن من العید پھر دین کی علی الفیض ثمن من العید پھر دین کی
مکر وہی صورت ہے کہ علی الفیض ثمن من العید پھر دوسرا اقرار کر کے کہ علی الفیض ثمن من العید پھر دوسرا اقرار کر کے کہ علی الفیض ثمن من العید پھر دین کی
خدا العید پھر دوسری بار کے علی الفیض ثمن من العید پھر دوسری بار کے علی الفیض ثمن من العید پھر دوسری بار کے علی الفیض ثمن من العید پھر دین کی
وقبل واحد و تمامہ فرائضانہ اور اگر وہ بھول جاوے کہ اقرار ایک مجلس میں تمایا دو مجلسوں میں تو وہ مال لازم ہوں گے جب تک کہ اتحاد و مجلس الیقین
معلوم نہ ہو اور تو فیضیت یہ ہے کہ ایک ہی مال لازم ہو اور ہر بیان اسکا خانیہ میں ہوا اقرار واحد علی المقولہ کاذب فی الاقرار و یجلف المقولہ ان المع
لہ یکن کاذب فی اقرارہ عند الشاک نے وہ یفتی ح س ر اقرار کیا پھر معرفت دعوی کیا کہ وہ چھوٹا ہے اپنے اقرار میں تو قسم بجائے مقرر
رہی کہ مقرر اپنے اقرار میں چھوٹا نہیں اور یوسف کے نزدیک اور اسی قول پر فتویٰ ہو گا کہانی الدرہم در طین کے نزدیک اسکے قول پر التفات ہو گا
و کذا الحکمہ بحری لواء علی اربہ المقولہ اور اسی طرح کا حکم جاری ہو اگر مقرر کا وارث دعوی کرے یعنی مورث کے اقرار میں اسکے کذب کا دعوی ہو تو مقرر
سے قسم لیا جائے کہ مورث کا کذب نہ تھا اپنے اقرار میں ان کا نہ الدعوی علی ذلہ المقولہ فکلمین علیہما العلم انا لا نعلم انہ کاذب کا ذبا صدرا الشریعۃ
اور اگر مقرر اسکے وارث کا دعوی نہ کرے تو مقرر کے وارثوں پر جو تو وارثوں پر علم کی قسم سے کی اس طرح کہ دائرہ ہر نہیں جانتے ہیں کہ مقرر اپنے اقرار میں چھوٹا تھا کاذب تھا اور

الحکمہ بحری لواء علی اربہ المقولہ

باب الاستثناء

الحکمہ بحری لواء علی اربہ المقولہ

باب الاستثناء

و مافی مضاہ فی کوئہ مغیرا کا الشروط و نحوہ یہ باب ہوا حکام ثنائین اور جہ ثنائی کے ہم معنی ہوا اقرار کے بدل دینے میں چنانچہ شرط اور مانند اسکے کم
جب معنی اقرار یا تنبیہ کا ذکر کیا تو اب اقرار میں تنبیہ کا ذکر شروع کیا مانند شرط کے یہ مثال ہو کہ اسکے میرے اوپر ہزار درہم ہیں اس غلام کا من جو میرے
تعبہ میں نہیں یا جو عندنا تکلم یا الباقی بعد التنبیہ باعتبار کما حصل من مجموع الترتیب نفی و اثبات باعتبار الاجزاء فالقائل
لہ علی عشرة الا ثلثہ لہ عبارتان مطولة وہی ما ذکرناہ و مختصرة وہی ان یقول ابتداء لہ علی سبعة و هذا معنی قولہ تکلم
بالباقی بعد التنبیہ ای بعد الاستثناء وہ یعنی ثنائی ہم تنبیہ کے نزدیک عبارت ہوتی کے بولنے سے بہ ثنائی کرنے کے مجموعہ ترکیب ثنائی نہ
اور ثنائی کی مثال کے اعتبار سے نفی اور اثبات ہوا باعتبار اجزاء لفظیہ کے تو اس قائل کے کہ علی عشرة الا ثلثہ یعنی سات درہم کے اقرار کرنے والے کی
اور عبارتین ہیں عبارت طویل وہ جبکہ معنی ذکر کیا یعنی علی عشرة الا ثلثہ اور دوسری عبارت مختصرہ یہ ہے کہ ابتداء سے بولنے کے کہ اسکے میرے اوپر
سات درہم ہیں اور یہی مطلب ہے فقہائے اس قول کا کہ ثنائی کی کماظم ہو بہ ثنائی کرنے کے و شرط فیہ الاتصال بالمستثنی منہ الا لضرورتہ
لکن فی بعض احوال و اخذ فیہ یفتی اور محبت استثناء میں متصل ہونا مستثنی کا مستثنی منہ شرط ہو کر عند الضرورتہ جبکہ مقرر کا دم لینا یا لٹکانا
کا تا یا مقرر نہ کر لینا یعنی کوئی شخص مقرر کا مودعہ مذکور لے اس قول پر فتویٰ ہو والنداء بینہما لا یضر لہ للتنبیہ والتماکید

استثناء کا یہ معنی ہے کہ جو کچھ مذکور ہو اس میں سے بعض کو مستثنیٰ کر دیا جائے

فلوس اور فروٹ کا درہم اور دینار سے اس صورت میں قیمت شے ہوگی بطریق احسان کے بسبب ثابت ہونے کیلئے اور زنی اور حد و دوزخ کے لئے
 پہچاندی اور سونے کی طرح تو شایہ مذکورہ درہم اور دینار کے مانند ہو گئیں اس واسطے کہ ہم کیلئے اور زنی اور حد و دوزخ اور دینار و دینار مقدسات ہیں تو
 باعتبار معنی کے جنس واحد ٹھہرے اگرچہ صورت میں اجناس مختلفہ ہیں اس واسطے کہ بسبب شے ہونا بتانی لازم ہوتے ہیں تو انہیں اشتنا کرنا باعتبار معنی کے
 انکار الباقی ہونا باعتبار صورت کے بخلاف اشتنا کے درہم سے اس طرح کہ اعلیٰ مائے درہم الا فواکہ یہ صحیح نہیں اس واسطے کہ ثوب کی ایت معلوم
 نہیں کہ کینہ کثافت ایتہمہ ہونی نفسہ تو معمول کا اشتنا ٹھہرا معلوم ہے پس قیاساً اور شمساً اور ذون صلح نہیں کہ انی الاثنانی لخصاً وان استغفرقت
 القیہہ جمیع ما اقرہ الا استغفرقہ بغیر المسائے کیلئے وغیرہ کا اشتنا درہم اور دینار سے صحیح ہو اگرچہ اسکی قیمت تمام مقربہ کو مستغرق ہوا اس واسطے کہ بغیر
 سادی کا اشتراق ہوا اور یہ جائز ہو کہ مذکورہ بقاء ہو بخلاف علی دینار الا مائۃ درہم کا استغفرقہ بالمسائے وی فیہ بطل لانہ استثناء
 اکل جملہ فی الجوہرۃ و غیرہا علی مائۃ درہم کا اکثر دینار و قیمتہا مائۃ او اکثر لا یزید فی شیء صحیح و بخلاف اس قول کے کہ اسکا
 میرے اور ہر ایک دینار ہو کر سو درہم کہ یہ صحیح نہیں بسبب اشتراق اشتنا کے سادی سے تو اشتنا باطل ہوگا کیونکہ یہ تمام مقربہ کا اشتنا ہو گا انی البحر یعنی
 تبت تو مقربہ کو ہر دینار لازم ہوگا اور اشتنا لغو ٹھہرے گا لیکن جو ہر وغیرہ میں ہو کہ یہ قول کہ میرے سو درہم میں کروں دینار اور حالانکہ قیمت میں دیناروں کی ہوتی
 ہو یا زیادہ تو مقربہ کو کچھ لازم ہوگا یعنی تو اشتنا جمیع ٹھہرا ہوا و اشتراق بالمسادی تو اس تناقض کی تحریر اور شرح کرنا چاہیے مصلحت سے کہا کہ ظاہر اس مسئلے میں
 دو قول ہیں پہلی دور و ایتوں پر کہ درہم اور دینار ایک بن میں یا جو نہیں دانہ تعالیٰ علم واذا استثنیٰ عددین بینہما خوف الشک کا
 الا قل مخرجاً نحوہ علی الف درہم الا مائۃ درہم و خمسين درہم فیلزمہ تسع مائۃ و خمسون علی الاصح بحر اور اگر ان درہم و دوزخ
 اشتنا کرے شک در میان ہر شک و تردد کا واقع ہو تو عدد و کثر مخرج ہوگا چنانچہ اس قول میں کہ میرے اور میرے سو درہم میں یا جو نہیں سم تو اسکو نو سو
 اور پچاس درہم لازم ہوں گے بقول صحیح کہ انی البحر اس واسطے کہ کثر شک اشتنا میں کثر کا مثبت ہو واذا کان المستثنیٰ جھولا ثبت الا اکثر نحوہ
 علی مائۃ درہم الا شینا او الا قلیلا او الا بعضاً لزمہ احد و خمسون لوقوع الشک فی المخرج فی حکم مخرج و لا قلیل اور یہ کہ اشتنا
 جملہ یعنی حد وغیرہ میں ہوتا کہ کثر مثبت ہوگا چنانچہ اس مثال میں کہ اسکے میرے اور سو درہم میں کچھ اکثر قلیل یا کثر بعض تو مقربہ کا ان لازم ہوں گے بسبب
 واقع ہونے شک کے مخرج میں تو کثر کے خروج کا حکم ہوگا اور قلت ثابت ہوتی ہو اگرچہ نصف سے ایک ہی درہم ناقص ہو تو جب کے نصف یعنی پچاس سے
 اکید درہم گھٹا ہو یا ان یا تو رگئے ولو وصل افراہ بان شاء الله او فلان ادخلہ بشرط علی خطہ بکائنات کان مت فائدہ تخییر بطل
 افراہ اور اگر مقرر نے اپنا اقرار انشاء اللہ کے ساتھ لایا یا فلا فی شخص کی مشیت سے لایا یا اقرار کو جس شرط سے ملے کیا جیہ یعنی نہیں تحمل الوجود ہو تو اقرار
 باطل ہو تعلیق شرط تحقق یعنی کی چنانچہ یوں کہنا کہ اگر میں مر جاؤں تو بے تعلیق نہیں تجزیہ یعنی نے الفور اقرار لازم ہوگا خواہ وہ صریحاً یا زہد
 رہے اس واسطے کہ موت بلا شک واقع ہونے والی ہو کہ انی البحر بقی لو ادعی المشیتہ هل یصدق لحدارہ وقد ضاہ فی الطلاق انما العمل
 لا فلیکن الا خلا لکن الحق البعد قالہ المصنف اتی رہی یہ بات کہ در صورت تعلیق المشیتہ کے رہ نہایت کا دعویٰ ہو تو اسکی
 تصدیق ہوگی یا نہیں میں نے اسکو صحیح نہیں دیکھا اور ہنسے کتاب الطلاق میں پہلے ذکر کیا کہ در صورت ادعائے مشیت قول مستحبہ ہو کہ قصد یتق
 دعویٰ کی ہوگی تو چاہیے کہ اقرار بھی ایسا ہی بسبب متعلق ہونے حق اسبب کے یہ قول ہو مصنف کا اپنی شرح میں و صحیح استثناء البیت من الدار
 لا استثناء البناء منہما لدخولہ تبعاً فکان وصفاً واستثناء الوصف لا یجوز اور صحیح ہو اشتنا اگر کو ٹھہری کا گھر سے نہ اشتنا کرنا
 عمارت کا دوزخ سے یعنی کو ٹھہری اور گھر سے اس واسطے کہ عمارت بیت اور دار میں بالبع دخل ہو تو عمارت و عمارت بیت اور عمارت کا اشتنا کرنا صحیح نہیں

تاتی امر باطنہ علی خلاف ظاہر فانہ علی هذا التفصیل انکذ بہ انہ ما لیس ولا کلا اور بیع تجویہ کا اقرار کرنا کسی تفصیل پر ہو کہ اگر مقبول ہوگا
 مگر یہ کہ بیع کے بیع لازم ہو اور اگر تصدیق کرے تو لازم نہیں بیع تجویہ پر ہو کہ تجلکہ مضطر کرے جس امر کے کرے پر جس کا باطن اس کے ظاہر کے مخالف ہو
 صورت اضطرار یہ ہو کہ دشمن کا خوف ہو کہ میری چیز چھین لے گا تو اس چیز کو کسی دوست معتد سے اپنا حال بنا کر چھپائے ظاہر میں نہ باطن میں نہ حقیقت
 میں بیع نہیں ہر ل کے مانند ہو ولو قال لہ علی الف حر ہر زہوف ولہ یذکر السبب فی کما قال علی الف حر ہر زہوف اور اگر یو لاکہ اسکے بچہ ہزار
 درم زیوت ہین اور ہنگام سبب مذکور کیا کہ من سبب ہین باغیب اور بیعت تو بدینہ اسے کہما زیوت ہین لازم ہوں گے بنا پر تول بیع ہم زیوت ہین جمع ہو
 زیوت ہین یعنی کھوئے درم جو خزانہ سلطان بنی سبب ہا وین ولو قال لہ علی الف من من من متاع او فرض او ہی یوف مثلاً لہ بعد ف مطلقاً
 لاکہ م جموع اور اگر یو لاکہ اسکے بچہ ہزار درم ہین متاع کے من سے یا فرض سے اور حالانکہ درہم مذکورہ زیوت ہین مثلاً تو جسکی مطلقاً تصدیق ہوگی
 کیونکہ وہ اقرار سے پھر تالی ولو قال من غصب او دینہ الا انہا زیوت او نہرجہ صدق مطلقاً وصل اور فصل اور اگر یو لاکہ میرے او پر ہزار
 درم ہین غصب یا ودیعت سے گھر درہم مذکورہ زیوت ہین یا نہرجہ تو اسکی مطلقاً تصدیق ہوگی خواہ لاکہ کہنے خواہ جدا کہ کہ ہم سو اسطے کہ غصب یا ودیعت
 مقتضی سلامت از غیب نہیں سو اسطے کہ غاصب جو یا ناہی غصب کرنا ہی اور نہرجہ موع نہرجہ وہ درہم ہین چلکے سو اگر کہہ لیتے ہوں او غیر تجارتی ہوں وان
 قال ستوفہ او حصاص فان وصل صدق وان فصل کلا نفاذ راہم مجازاً اور اگر یو لاکہ بچہ ہزار درم ہین گھر درہم مذکورہ ستوفہ یا بارائے کے ہزار
 تو اگر اسٹنا اقرار سے لاکہ یو لاکہ تو اسکی تصدیق ہوگی اور اگر اقرار سے جلد بیٹے گا تو تصدیق ہوگی اسو اسطے کہ وہ درہم مجازی ہین نہ حقیقی ہم ستوفہ وہ درہم ہزار
 چلکی دونوں طرف تہر جاندی کے ہون اور بیع ہین نا نا با سید و صدق بیعتہ فی عصبہ او او یعنی تو یا اذا جاء بعیدہ لا بیعتہ اور اسکی بیعت
 ہوگی قسم کے ساتھ اس قول میں کہ میں نے اس سے کپڑا غصب کیا یا اسے میرے پاس کپڑا ودیعت رکھا جبکہ مقرر کرے کہ غصب الی الی اسے اور حالانکہ مقرر کرے کہ
 گواہ نہیں یعنی اسو اسطے کہ غصب اور ودیعت وصف سلامت کے مقتضی نہیں و صدق فی لہ علی الف ولو من من متاع مثلاً لاکہ انہ یقتضی
 لذلای الدہام وزن خمسہ لادون سبعة اور تہر کی تصدیق ہوگی اس قول میں اسکے میرے او پر ہزار درم ہین اگرچہ مثلاً متاع کے من سے
 ہون مگر درہم مذکورہ وزن ہین اتنے کم ہین یعنی وزن خمسہ کے درہم ہین نہ وزن سبعة کے ہم یعنی ہین ہزار درم تہر دانی یا بیعت مثال کے وزن کپڑا ہین ہون
 ساتھ مثال کے کنوانی لخطاوی و متصلاً وان فصل بلا ضرر لولا یصدق لصدقة استثناء القدر کلا الو صدقہ یا نہ تہر ذکر کی تصدیق ہوگی
 اگر استثناء اقرار کے ساتھ لاکہ یو لاکہ اور اگر جاکے گا بدون ضرر کے تو تصدیق ہوگی بیع بیع ہونے مقدار کے اشتناکی نہ وصف کے اشتناکے چنانچہ
 کہہ ثا ہوتا ولو قال لا خراخذت منك الفاد وبعۃ فہلک فی یدی بلا تعد وقال لا خراخذت منها منی غصباً عنہم القدر لافراد
 بالخذ و هو سبب الضمان اور اگر ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ میں نے تجھے ہزار درم بطریق ودیعت رکھنے کے لیے سونپ دیا ہو گئے بدون میری
 تصدی کے اور دوسرے شخص نے کہا بلکہ تو نے مجھے درہم مذکورہ غصب کے طریق سے لیے تو مقرر یا دان لازم ہوگا اسکے لینے کے اقرار سے اور وہ تاوان کا سبب
 ہم جب لینے کا اقرار کیا تو تاوان لازم آیا پھر وہ موجب برات کا دعویٰ ہوا یعنی اذن بالخذ کا اور دوسرا منکر ہو تو منکر ہی قول قسم کے ساتھ مقبول ہوگا لاکہ
 الخطاوی و فی قولہ انت اعطیتینہ و جعید وقال لا خراخذت غصبہ منی لا یضمن بالاقول لاکہ انکار الفان اور اس قول میں کہ تو نے مجھ کو
 درہم بطور ودیعت کے دیے اور دوسرے نے کہا بلکہ تو نے غصب کے مجھے تو مقرر ضمان لازم ہوگا بلکہ ہی کا قول مقبول ہوگا کیونکہ تاوان کا منکر جو ہم سو اسطے کہ
 اسے سبب ضمان کا اقرار نہیں کیا یعنی اپنے لینے کا بلکہ اسکے دینے کا اور دینا دوسرے کا فعل ہی یعنی مقرر کا اور وہ ضمان کا موجب نہیں تو وہ اپنی ذات پر سبب
 ضمان کا مقرر ہوا اور مقرر سبب ضمان کا دعویٰ ہو اور مقرر اسکا منکر ہو اور قول تو منکر کا مقبول ہو کہ فی النسخ و فی ہذا کان و دینہا و فرضاً لہ اعذر لہ

۲۰

فما حقت منه منك فقال المقر له بل هو لي اخذته المقر له واكلا فقيمته لا قواد به باليد له تحميا لا خذ ومنه هو سبب الضمان اور اس
قول میں کہ یہ چیز میری و وصیت تھی یا میرا قرض تھا یہ پاس میں نے اسکو تحفے لیا سو مقر نے کہا بلکہ وہ میرا مال تھا تو مقر نے فرمایا اگر وہ چیز
موجود ہو اور اگر موجود نہ ہو تو اسکی قیمت اس واسطے کہ مقر نے مقر کے قبض اور تصرف کا اصل قرار کیا پھر اس سے لینے کا اقرار کیا اور لینا سبب ہونا اور اسکی قیمت
اسنے اسکی ذمہ لیا یہ ہونے کا اقرار کیا پھر اپنے تحقیق کا دعویٰ کیا تو بلا برہان اسکی تصدیق ہوئی و صدق من قال اجرت فلانا فرمایا ہذا او تو
ہذا فرمایا اولہ او لہ او اعترفتہ ثوبی او اسکندہ بقی وردہ او خاط فلان تو ہی ہذا بلکہنا فقضتہ منہ وقال فلان بل ذلت
یہ فالقول للمقر استیسا نالان الیحد الا جارتہ ضررہ بخلانہ اس مقر کی تصدیق ہوئی پس کہ اسکی شہادت کے لئے شخص کو اپنا گھوڑا اپنا کچرا کر رہا
سودہ گھوڑے پر سوار ہوا یا کچرے کو پھینکا یا اسکو میں نے کچرا بطور عاریت کے دیا یا اسکو میں نے اپنے گھر میں رکھا اور نالانے شخص سب سے کو نالانیا برن اقرار کیا کہ فلا
شخص نے میرا یہ کچرا سیاتہ ضررہ دی پر میں نے اس سے کچرا لیا اور نالانے شخص نے کہا بلکہ وہ کچرا میرا ہی تو مقر نے کہا قول مقید ہوگا بطور ضمان کے ہوا
کہ قبض اور تصرف اجازت میں ضروری امر ہے بخلان و وصیت کے ہم اجازت میں قبض استیفاء معقود علیہ کے واسطے ضروری یعنی استیصال منافع کے
واسطے تو مستاجر کے قبض کا اقرار اسکی ملک کی دلیل نہیں ہو سکتی بخلان و وصیت اور اقرار کے ہذا کالاف و وجبہ فلان لابل و وجبہ فلان کالاف
للاول و علی المقر ثلثہ للثانی بخلاف ہی فلان لابل فلان بلا ذکر ابداع حیث لا یجب علیہ للثانی شی لانہ لم یقر بالابداع
یہ ہزار درم نالانے کی و وصیت ہو نہیں بلکہ نالانے کی جو تو ہزار درم مشار الیہا اول مقر کہ میں اور مقر پر اتنا سکے اور ہزار درم ثانی مقر کے لازم ہونے کا
اس قول کے وہ ہزار درم نالانے کے ہیں نہیں بلکہ نالانے کے ہیں بلا ذکر ابداع کہ اس صورت میں مقر پر مقر ثانی کے واسطے کچھ وجب نہ ہوگا اس واسطے کہ اسکی
وصیت رکھنے کا مقر نے ذکر نہیں کیا و صدق ان کانت معینہ وان کانت غیر معینہ لزمہ ایضا اور یہ اسوقت ہی جبکہ وہ ہم میں ہوں
اور اگر غیر میں ہوں تو مقر ثانی کے واسطے بھی ہزار درم مقر پر لازم ہونے کے کقولہ غصبیت فلانا مائة درہم و مائة دینار و مائة
لا بل فلانا لزمہ لکل واحد منهما کلا وان کانت بعینھا فلی الاول و علیہ للثانی متساویا مانند اس قول مقر کے کہ میں نے فلا
سودہ اور سو دینار اور ایک گریہوں غصب کی نہیں بلکہ نالانے سے چھین لیے تو مقر پر دونوں میں سے ہر شخص کے واسطے اشیاء مذکورہ کے برابر لازم
ہوں گے ولو کان المقر واحد ایلزمہ الذہما قدر او فضلھا وصفا تحول الذہم لابل الفان والذہم ہر جہاد کابل
نزیوف او عکسہ اور اگر مقر ایک ہی شخص ہو یعنی اول اصل الاقرار میں مقدار اوصف لزمہ ہو تو مقر پر وہ لازم ہوگا جو دونوں قرار میں سے ہر
میں اکثر اور وصف میں فضل ہو چنانچہ اس مثال میں کہ اسکی میرے اور ہزار درم ہیں نہیں بلکہ دو ہزار میں یا ہوں اقرار کیا کہ اسے ہزار گھر سے درم ہیں نہیں
بلکہ گھوڑے درم ہیں یا عکس اسکا اقرار کیا یعنی اول دو ہزار کا پھر ایک ہزار کا اول گھوڑے درم ہوں اقرار کیا پھر گھر کا ولو قال الدین الذی فی علی
فلان فلان او الو دلیعۃ النی عند فلان ہی لفلان فهو اقرارہ وحق القبض للمقر لکن لو سلم للمقر بوی خلاصہ اور اگر
کہ جو ہزار میں نالانے شخص پر وہ نالانے آدھی گاہی ہر دو وصیت نالانے کے پاس ہو وہ نالانے شخص کی جو تو یہ اقرار ہی مقر کے واسطے اور قبض دین یا قبض ہر دو
کا حق مقر کے واسطے ثابت ہی و لیکن اگر دیون یا موع مقر کو تسلیم کرے گا تو اسے دین اور وصیت سے بری الذمہ ہو جائے گا لکن فی خلاصہ
لکنہ مخالف لما سوانہ ان اضاف لنفسه کان ہبۃ فیلزم التسليم ولذا قال فی کما وی القدسی ولو لم یسلط علی القبض فان
قال وایسے فی کتاب الدین عاریۃ صح وان لم یقلہ لم یصح قال المصنف وهو المذكور فی عاتہ المعنیات خلاف الخ خلاصہ
فتا بل عند الفتویٰ لیکن خلاصہ کا قول مخالف ہی اس قول کے جو کہ یہ مذکور ہو چکا کہ اگر مقر اپنی ذات کے واسطے نسبت کرے تو ایسا اقرار ہم ٹھہرے گا

مسلم نہیں رکھا اس واسطے کہ یہ اقرار ہی عین کا وارث کے واسطے بصیغہ نفی اور اسکی عدم صحت میں اختلاف نہیں اور صاحب شہادہ کی سند لا یا ہی
 وہ مفرع ہی دین میں عین میں خلاصہ کہ ابراہیم بن نفی البتہ جائز ہی دین میں اور عین کا اقرار وارث کے واسطے بالاتفاق غیر صحیح ہو و تمام فی الخطا
 وان اقرار المویض لو ارثہ بفرع او مع اجنبی بعین او دین بطل خلافا للشافعی ولنا حدیث لا وصیۃ لوارث ولا اقرار لہ بدین
 اور اگر مرعین نے اقرار کیا نقطہ اپنے وارث کے واسطے یا اجنبی کے ساتھ عین کا اقرار کیا یا دین کا باطل ہو یہ خلاف امام شافعی کے اور ہماری دلیل یہ حدیث ہے
 وصیۃ جائز نہیں وارث کے واسطے دین کا اقرار ہم اس حدیث کو دارقطنی نے روایت کیا ہے کنانی الخطا دی الا ان یصدقہ بقیۃ الوارثۃ وارث کے واسطے
 اقرار باطل ہو اگر اس صورت میں باطل نہیں جبکہ باقی وارث مرعین کی تصدیق کریں فلو لم یکن وارث اخروا و وصی لہ وجتہ او علی صحۃ الوصیۃ و
 اما غیرہا فیرث الکلی فرضا اور دافلا محتاجہ لو صیغۃ شریکۃ لیسۃ تو اگر دوسرا وارث نہ ہو اور زوج مرعین نے اپنی زوجہ کے واسطے وصیۃ
 یا زوجہ نے زوج کے واسطے وصیۃ کی تو وصیۃ صحیح ہوگی اور وارث غیر زوجین تو کل متروک کا وارث ہوگا بطریق فرض یا دین کے تو وصیۃ کی تصدیق کرنے کی کچھ
 حاجت نہیں کنانی الشریکۃ لیسۃ فی شریکۃ لیسۃ لہ و ہنایہ اقرار بفرع و لا وارث لہ فلو علی جمیعہ عامۃ صحۃ تصدیق السلطان و نائبہ و کنایہ
 اقرار خلافا لہا زعمہ الطرسوسی فی حفظہ و شریکۃ لیسۃ کی شرح و ہنایہ میں ہے کہ مرعین نے وقف کا اقرار کیا یعنی بطور حکایت کے اور حالانکہ اسکا کوئی وارث نہ
 تو اگر وقف بہت عام ہو چنانچہ آرام خلق کے واسطے یا بنو انا تو صحیح ہو یا شاہ یا اسکے نائب کی تصدیق اور بطرح اگر وقف بہت عام کرے مرعین میں
 تو صحیح ہو یہ خلاف زعم طرسوسی کے تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ہم جب کوئی وارث نہ تو اسکا وارث بیت المال ہی اور سلطان کو بیت المال سے مل وغیرہ بنوایا ہو
 لہذا تصدیق سلطان صحیح طرسوسی نے کہا کہ جب وارث نہ ہوگا تو وقف ثلث مال صحیح ہوگا اور تصدیق سلطان کی معتبر ہوگی شریکۃ لیسۃ نے شرح
 و ہنایہ میں کہا کہ جو طرسوسی سمجھا ہو وہ معمول یہ نہیں کنانی الخطا دی و لو کان ذلک اقرار بقبض دینہ او غصبہ او رهنہ و نحو ذلک
 علیہ ای علی وارثہ او عبدہ وارثہ او مکاتبہ لا یصح لوقوعہ لموکلہ اور اگر وہ اپنے قبض دین کا اقرار ہو یا غصب یا رهنہ ارث کے قبض کا اقرار
 ہو اور نائب اسکے اپنے وارث سے یا عبد وارث یا مکاتب وارث کے قبض کرنے کا اقرار ہو تو صحیح ہوگا عبد اور مکاتب کا اقرار اسکے مولیٰ کے واسطے واقع
 ہوگا ہم یعنی اگر مرعین نے یون اقرار کیا کہ جو میر دین وارث پر تھا اسکو میں نے اس سے پایا یا جو میرے وارث نے میری چیز غصب کی تھی یا اسکے پاس
 کر تھی دین میں نے پائی تو یہ اقرار صحیح ہوگا و لو فعلہ تہربۃ نعمات جائز کل ذلک لعدم مرض الموت اختیار اور اگر مرعین نے اقرار نہ کیا پھر
 صحیح و سالم ہو گیا بعد اسکے مر گیا تو صحیح امور مذکورہ کا اقرار جائز ہو جائے گا بسبب عدم مرض الموت کنانی الاختیار یعنی جب اقرار کرے جو چاہے ہو تو مسلم
 ہوگا کہ اقرار مذکور مرض الموت میں واقع نہ تھا لہذا صحیح ہوگا و لو مات المقول تہربۃ المرض و ورنہ المقول من ورنہ المویض حازا اقرار کا قرار
 الا اجنبی بحیثیۃ عن الصدیقۃ اور اگر پہلے مقولہ مرا بھ مرعین مر گیا اور مقولہ کے وارث مرعین کے بھی وارثوں سے ہیں تو اس مرعین کا اقرار جائز
 ہوگا جب یا اجنبی کے واسطے اقرار جائز ہو کنانی البیہ اور اسکے آگے کا صیغہ فہم سے ہم صورت اسکی یہ ہو کہ داد اسے اپنے پوتے کے واسطے اقرار کیا پھر پوتا اپنا
 اپچھو کر مر گیا پھر دادا اقرار کرنے والا اپنے اس فرزند کو جو مقولہ کا باپ ہو چھو کر مر گیا تو یہ اقرار جائز ہو صاحبین کے نزدیک اس واسطے کہ پوتا اپنے باپ کو
 دادا کا وارث نہ تھا جو اقرار صحیح نہ تھا کنانی الخطا دی بخلاف اقرار لہ ای لو ارثہ بودیعۃ مسئلہ فانہ جائز و صورتہ ان یقول کانت عندی
 و دیۃ لہذا الوارث فاستہلکۃ باجوہ و بطلان و دیۃ تہلکۃ اقرار کے یعنی مرعین نے اپنے وارث کے واسطے دیۃ مسئلہ کا اقرار کرے سو وہ جائز ہو اور
 صورت اسکی یہ ہو کہ مرعین کے گریہ پاس میں ارث کی دیۃ تھی سو وہ بین ملک کرنا کنانی البیہ و اما حاصل ان الاقرار لوارث موقوف
 الا فی ثلث مذکورہ فی الاشباہ منہا اقرارہ الامانات کا ہوا و منہا النفع کلا حق الی قبل ابی و امی و ہذا الحجلۃ فی ابراء المریض وارثہ و منہا

هذا المشق الفلانی طاک ای وادی کان عندی عاریة وهذا حدث لا قرینة وتمامه فیها فلیحفظ فانه مہم اور خلاصہ یہ ہے کہ مریض کا اقرار وارث کے
 واسطے باقی دار ثمن کی اجازت پر موقوف ہو مگر تین مسئلوں میں جو اشیاء میں مذکور ہیں ان کا اقرار مریض جو تمام امانات کا یعنی قبضہ امانات کا وارث کا وارث اور اگر
 نفی ہو چنانچہ یوں کہنا کہ میرا کچھ حق نہیں میرے باپ اور ان کی جانب درہمی نفی جیلہ جو مریض کے ابراہیم کے اپنے وارث کو اور بخیر نفی جس مریض یہ قول ہو کہ یہ چیز
 فلانی میرے باپ اور میری انکی ملک ہے میرے پاس عاریت تھی اور یہ وہاں ہی جہاں تیرے ہوا اور یہاں ان کا اشیاء میں تو اس کو یاد رکھنا چاہیے کہ یہ امر ضروری ہے
 ہم خطا دی ہے کہ ملک پدری اور ماری کا اقرار کتب معتبرہ کے مخالف ہو چنانچہ مذکور ہو چکا اور جب یہ اقرار صحیح ہوا تو عدم قرینہ کی شرط کی بھی کچھ حاجت نہیں
 اقر فیہ ای فی مرض موتہ لوارثہ یومر فی الحال بتسلیم لا الوارث فاذا مات برده ہزارہہ فی القینہ تصرفات المریض نافذہ وانما
 تنقص احد الموت مریض نے اقرار کیا اپنے مرض الموت میں اپنے وارث کے واسطے تو فی الحال وارث کے دینے کا حکم ہوگا پھر جب مریض مر جائے تو وارث
 کو پھر کذا فی البزارۃ اور قینہ میں ہو کہ مریض کے تصرفات جاری اور نافذ ہیں اور وہ تو مریض کے بعد توڑے جاتے ہیں والعدۃ لکونہ وارثا وقت
 الموت لا وقت الاقرار فلا قرینہ مثلاً ثرو لہ صیحا الاقرار لہم اقر اور اعتبار اسکے وارث ہونے کا موت کے وقت کا ہی اقرار کے وقت کا تو اگر
 مریض نے اپنے بھائی کے واسطے اقرار کیا پھر مریض کے بیٹا پیدا ہوا تو اقرار صحیح ہوگا بسبب وارث ہونے اسکے بھائی کے یعنی جو خاتم اقرار کے وقت بھائی وارث تھا
 لیکن یہ کہ فرزند مریض سے موت کے وقت وہ وارث نہ ہوا الا اذا صار وارثا وقت الموت بسبب جدید کا الذی وجہ وعقد المولاۃ فجوز کما ذکرہ
 بقولہ مگر جبکہ مقررہ وارث ہو گیا موت کے وقت بسبب جدید سے چنانچہ تزویج اور عقد مولات تو وارث مذکور کے واسطے اقرار جائز ہے چنانچہ حضرت اسکو
 اپنے آئینہ قول میں مذکور کیا فلا قرینہ ای لا جلیبۃ تہتز وجہا صحیح بخلاف اقرارہ لاخیدہ المحبوب بکفر دابن اذا نزل حجبہ باسلامہ وبقو
 الا بن فلا یصح لان ارثہ بسبب فیکم لا جدید تو اگر مریض نے اجنبی عورت کے واسطے اقرار کیا پھر اس سے نکاح کیا تو اقرار صحیح ہو بخلاف اسکے
 اقرار کے اپنے اس بھائی کے واسطے جو محبوب ہی بسبب کفر کے یا مقرر کے فرزند کے موجود ہونے سے جبکہ کما محجب ہونا زائل ہو بھائی کے سلام لانے سے یا فر
 کی موت تو اقرار صحیح ہوگا اس واسطے کہ بھائی کی میراث تقدیم سبب سے ہے جدید سبب سے بخلاف الہیۃ لہا فی مرضہ والوصیۃ لہا تہتز وجہا
 فلا یصح لان الوصیۃ تلک بعد الموت وھیں عند الارثۃ اور بخلاف اجنبی عورت کے مہر کے مہر کرنے کے اپنے مرض الموت میں وارث کے واسطے وصیت
 کرنے کے پھر اسکے ساتھ نکاح کر لینے کے کہ صحیح نہیں اس واسطے کہ وصیت تلک بعد موت کے اور موت تو عورت مذکورہ وارث ہو مقرر کی اقر فیہ اندہ کان
 لہ علی ابنہ المیتہ عشرۃ درہم قد استوفیتھا ولہ ای المرن بنکر ذلک صحیح اقرارہ لان المیت لیس بسواہ مرض الموت میں اقرار کیا کہ
 بیٹی مردہ پر اسکے درم تھے سو مرن اگورے چکا اور اس مقرر کا ایک بیٹا جو اسکا انکار کیا ہو تو اسکا اقرار صحیح ہو اس واسطے کہ میت وارث نہیں کما
 لو اقر کامل تہ فی مرض موتہ بدین ثمرات قبلہ وتولہ منھا وارثا صحیح الاقرار وقیل لا قائلہ بدین الدین صیر فیہ چنانچہ اپنے
 مرض الموت میں اپنی عورت کے واسطے اقرار کیا دین کا پھر زوہر مگر نبی قبل زوج مقررے اور مقررے ایک وارث چھوڑا عورت مذکورہ کے بیٹ کا اقرار
 صحیح ہے اور قول ضعیف ہے کہ صحیح نہیں بل اس قول کا مبعث الدین ہو کذا فی بصیر فیہ ولو اقر فیہ لوارثہ ولا جلیبۃ بدین احمد خلافاً لاجد عادیہ
 اور اگر مرض الموت میں اپنے وارث اور اجنبی کے واسطے اقرار کیا دین کا تو صحیح نہیں بخلاف مہر جن کے کذا فی امدادیہ وان اقر لا جلیبۃ جمہول نسبہ
 ثمار مینوتہ وصدقہ وھو من اھل التصدق بقت نسبہ مستند الوقت الطوق واذا ثبت بطلان اقرارہ بما مسس اور اگر اس اجنبی کے
 واسطے اقرار کیا جس کا نسب معلوم نہیں پھر مقررے اسکی فرزند کی اقرار کیا اور مقررے اسکی تصدیق کی اور عا لاکہ وہ تصدیق کی لیاقت رکھتا ہو
 یعنی حال بیان کے سنا ہو تو کما نسب ثابت ہوگا اسکی اقرار سے چنانچہ ثابت ہوگا اور جب ثابت ہوگا اقرار باطل ہو گیا بدلیل گذشتہ

المتقلدة فی الامور ویربما مرد کا اقرار نا ولد اور والدین کا صحیح ہو اگر تینوں شرطوں سے جو پہلے مذکور ہو چکی ہیں زمین بران میں کما والدین کا اقرار صحیح ہو اگرچہ والدین اپنے ہون یعنی دادا پردادا مقدسی نے کہا اور اس قول میں اعتراض نہ لیں قول ازلیع لگا کر دادا یا پوتے کا اقرار کیسے تو صحیح نہیں ہے اس میں کہ اس اقرار غیر شخص نسبیہ والا ہے یعنی پہلی صورت میں باپ پر اور دوسری صورت میں بیٹے پر و عدم بالزوجہ بشرط خلواھا عن زوج و عدل و خلوة ای المقر عن اخنھا مثلہ و اربع سواھا اور یوں اقرار کرنا کہ یہ عورت میری زوجہ جو صحیح ہے بشرط خالی ہونے اس عورت کے تریج اور اسکی عدالت اور بشرط خالی ہونے مقرر کے اس عورت کی بہن مثلاً اور بشرط خالی ہونے مقرر کے چار عورتوں سے سوائے اس عورت کی یعنی زوجہ کہنے کا اقرار اس وقت صحیح ہے جبکہ عورت کیسکی زوجہ نہ ہو اور نہ کیسکی عدالت میں ہو اور جبکہ اس عورت کی بہن یا خالہ یا عمہ مقرر کی منکر ہو یا مستعدہ نہ ہو اور جبکہ سوائے اس عورت کے چار عورتوں میں سے کسی نے کما یہ بشرط بھی مناسب ہو کہ عورت جو سہی اور بہت پرست نہ ہو اور عائشہ زلیعی میں ہو بشرطیکہ وہ عورت رضا عت سے حرام نہ ہو مقرر پر و عدم بالمولی من جهة العتاقة ان لہر یکن ولاہ ثابتاً من جهة خلوہ ای غیر مقرر سے ثابت ہو والمراۃ صح اقرارھا بالوالدین والزوج والمولود صحیح ہے عورت کا یوں اقرار کرنا کہ یہ میرے والدین ہیں یا میرا زوج اور مولیٰ ہو الاصل ان اقرار الانسان على نفسه حجة لا على غيره اور ماعدہ کلیہ مسائل مذکورہ میں یہ ہو کہ آدمی کا اقرار کرنا اپنی ذات پر حجت ہے غیر یہ قلت وما ذکرہ من حجة الاقرار بالام کالاب هو المشهور الذي عليه الجمهور وقد ذکر الامام العتبی فی منہ ان الاقرار بالام لا یصح وکذا فی ضوء السراج لان النسب للاباء الامهات وفيه حمل الزوجية على الغیر فلا یصح انتہی ولكن الحق صحته بجامع الاصل کما کانت کالاب فلیحفظ من کتابہون اور یہ جو مصنف نے اقرار کی صحت مذکور کی ہے مانند باپ کے ہی قول مشہور ہے جو سب اکثر علماء میں اور اکثر عتائی نے اپنے فرائض میں ذکر کیا ہو کہ اکا اقرار صحیح نہیں اور اسطرح ضوء السراج میں ہے اس واسطے کہ نسب باپ سے ہوتا ہے باؤں سے اور یہیں حمل زوجیت بھی ہو غیر شخص یعنی مقرر کے باپ پر تو صحیح ہوگا انتہی ولیکن صحت اقرار نہ کو حق ہو بسبب جامیت امتا کے یعنی اصل ہونے میں ما اور باپ دونوں برابر ہیں تو باپ کے مانند ہوئی پس اسے با رکھنا چاہیے وکذا صح بالولد ان شہدت امرأة ولو قالبة بتعین الولد اما النسب فما لفرش شمسی اور اسطرح عورت کا یہ اقرار صحیح ہو کہ یہ میرا لڑکا ہے اگر ایک عورت کو اہی سے اگر دائی جنائی تعین دلی کی گواہی دے اور نسب تو فراش سے ثابت ہوتا ہے کہ انی شمسی م عورت کی گواہی اس وقت شرط ہو جبکہ تجا لحد ہو اور شہادت نا تعین لدین اس وقت شرط ہو جبکہ ولادت پر تصدیق ہو اور تعین لدین اختلاف والدین فی الخطا دی ولو معتدة حجت ولا دھما فجہ تامة کما مر فی باب نبوت النسب اور اگر عورت معتدہ کی ولادت کا انکار ہو تو عورت کا اقرار پوری حجت صحیح اور ثابت ہوگا چنانچہ نبوت انس کے باب میں مذکور ہو چکا اوصد قہا الزوج ان کان لہا زوج او کانت معتدة منه یا عورت کا اقرار وہ صحیح ہو اگر زوج اسکی تصدیق کرے بشرطیکہ وہ شوہر دار ہو یا اسکی مستعدہ ہو و عدم مطلقاً ان لہر تلک کذلک ای فروجہ ولا معتدة او کانت فروجہ وادعت انه من خلوہ فصا کر کما لو ادعا لا منها لہر یصدق في حقها الا تبصلا یقہا اور صحیح ہو اقرار ولد مطلقاً اگرچہ شہادت اور تصدیق زوج نہ پائی جائے اگر عورت ویسی نہ ہو یعنی نہ شوہر والی نہ مستعدہ یا کہ شوہر والی ہو اور یہ دعویٰ کرے کہ وہ لڑکا اسکی سوا اور مرد کا ہو تو یہ اقرار دیا ہو جائے کہ اگر مرد دعویٰ کرے کہ یہ میرا بیٹا ہے اس عورت سے تو عورت کے حق میں اسکی تصدیق ہوگی اگر عورت کی تصدیق کرنے سے قلت یعنی لولہ علیہ لہا زوج غیر لہا لہر لہا شہد میں کتابہون باقی رہی یہ صورت کہ اگر عورت کا کوئی اور زوج مشہور اور معلوم نہ ہو سوائے ایک زوج کے اور وہ یہ کہ کرے کہ یہ میرا بیٹا ہے اور مرد سے تو اسکی تحریر اور تصدیق چاہیے م اس صورت میں ظاہر وہ لڑکا عورت ہی کا ہے کہ شوہر سے گائیہ کہ شوہر معلوم ہے تمہیں نسب ثابت ہوگا

سختی کی کوئی شکل ولادت جو کہ اسکا ذکر نہیں ہے

آوردہ اگر عورت ہی وارث ہوگا مفتی ابوسعود نے کہا غایت الامر یہ ہے کہ دو صورت عدم معرفت زوج ثانی وہ اگر کار کا ہوگا اور ولد الزنا اور ولد المملک ان نقطہ
کا کار وارث ہوتا ہے تو اس میں تو قعت کی کچھ وجہ نہیں کہ ان فی الخطا وی ولا بد من تصدیق ہوگا اور صحت اقرار میں ان اشخاص مذکورین کی تصدیق ضروری
ہم یعنی جب مرد نے یہ اقرار کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے یا والدین ہیں یا یہ میری زوجہ اور عورت ہے اقرار کیا کہ یہ میرے والدین ہیں یا یہ زوج اور میرا اول جو عتاقہ
نہان لوگوں کی تصدیق ضروری ہو اس واسطے کہ ہر شخص ان میں سے اپنی ذات کے تصرف میں ہو تو غیر کا اقرار لازم نہیں کافی الولد اذا کان لا یعرفون
نفسہ لما مرانہ جہنم کا مستخرج مگر ولد میں تصدیق شرط صحت اقرار نہیں جبکہ اقرار ایسا ہو کہ اپنا حال بیان کر سکتا ہو اس واسطے کہ مذکور ہو چکا
اگر وہ اہل حالت ہیں یا اور اسباب کے مانند ہو یعنی تو جبکہ اس ہوگا کسی کا بھائی یا بھائی کے والدین اور لوکان المقربہ عبد الغیر بشرط تصدیق مولایات
الحق لہ اور اگر مقربہ غیر کا غلام ہو تو صحت اقرار میں جسکے مولیٰ کی تصدیق ہوگی بشرط اس واسطے کہ حق ہی کا ہو و صمد التصدیق من المقربہ بعد موت
المقرب لبقاء النسب اعداء بعد الموت اور صحیح ہو تصدیق مقرر کی بعد مر جائے مقرر کے سبب باقی رہنے نسب اور عتاقہ کے بعد موت کے تصدیق
الزوج بعد موتہا مقررۃ لا نقطۃ النکاح بموتہا و لہذا لیس لغیرہا بخلاف عکسہ مگر زوج کی تصدیق زوجہ مقررہ کے
کے بعد صحیح نہیں بہر حال قطع ہونے نکاح کے زوجہ کی موت کے اور ہی وجہ سے زوج کو جائز نہیں غسل دینا بھی دینا زوجہ کا موت کے بعد برخلاف اس کے
عکس کے یعنی اگر زوج مقرر ہو تو زوجہ کی تصدیق بعد موت زوج کے صحیح ہو اور اسکو زوج کا غسل دینا بھی صحیح ہو اس واسطے کہ علان نکاح کے سبب باقی
رہنے عتاقہ ہنوز مستطیع نہیں ولو اقر رجل بنسب فیہ تحمیل علی غیرہ لہ نقل من غیرہ ولا یدکھا فی الدردہ فسادہ بالحد
لا بن الابن کما قال کالایخ والعم واجد وان الابن لا یصح الا اقرار فی حق غیرہ لا بدھات اور اگر ایسا مرد نے اقرار کیا کہ میں نے
غیر بن نسب ڈالنا ہو چنانچہ یوں کہنا کہ یہ میرا بھائی اور چچا اور دادا اور پوتا ہے تو اقرار صحیح نہیں غیر شخص کے حق میں گشتہادت سے مصنف نے نسب میں
غیر اولاد کی قید نہ لگا کی چنانچہ درمیں ہر نسب فاسد ہونے اس قید کے جدا اور ابن لابن سے ومنہ اقرار اس میں کما مر فی باب بیوت النسب
فی الحفظ اور از انجا ہے اقرار دو شخصوں کا چنانچہ مذکور ہو چکا ثبوت نسب کے باب میں تو یاد رکھنا چاہیے کہ حق میں اقرار نسب صحیح نہیں مگر بہر
سے سو ہی قسم سے مقرر علیہ کے وارثوں سے دو شخصوں کا اقرار کرنا ہو نسب تو باقی وارثوں پر ثبوت نسب کا حکم متعدی ہوگا اور اگر مقرر ایک شخص ہوگا تو
نقطہ اسی پر حکم اقرار تصور رہے گا اور مقرر کے وارثوں کا اقرار ثبوت نسب نہیں جیسے مقرر کی تصدیق ثبوت نہیں کہ ان فی الخطا وی ولا بد من تصدیق
المقر علیہ والوارثۃ و ہر من اهل التصدیق اور بطرح اقرار صحیح ہوگا اگر مقرر علیہ مقرر کی تصدیق کرے یا اسکے وارث اور جالانکہ وہ تصدیق کرنے
کی لیاقت رکھتے ہوں مقرر علیہ سے وہ شخص مراد ہو جس پر نسب کو محمول کرے ہر چند تصدیق و غیر مقرر علیہ قول سابق میں مندرج ہو لیکن وہ نون بن
یون تفرقہ ہو سکتا ہے کہ پہلی صورت میں مقرر علیہ کے دو وارثوں کا اقرار ثبوت نسب ہو اور دوسری صورت میں اقرار مقرر اور مقرر علیہ کے دو وارثوں کی تصدیق
ثبوت ہو اور لیاقت تصدیق سے مراد یہ ہے کہ وارث قابل بالغ ہوں اور نصاب شہادت کامل ہو کہ ان فی الخطا وی ولا بد من تصدیق حتی بلزمہ ای المقرب
الاحکام من النفقۃ والحضانۃ والارث اذا تصدق قاعلیہ ای علی ذلک الاقرار لان افرادہا حجة علیہا اور نسب کا اقرار مقرر کی
ذات کے حق میں صحیح ہو تو مقرر کو لازم ہوں گے نفقہ اور پرورش اور میراث کے احکام جب کہ مقرر اور مقررہ دونوں اس اقرار پر یا ہم تصدیق کریں ہو اس واسطے
کہ دونوں کا اقرار دونوں حجت ہو ہم نفقہ اس وقت ہو جبکہ مقرر عمر میت کی قربت رکھتا ہو مقرر سے لیکن پرورش شکل ہو اس واسطے کہ پرورش نہیں مگر غیر
کی اور صغیر لائق تصدیق کے نہیں لیکن یہ توجیہ ہو سکتی ہو کہ حضانہ سے مراد منہم ہو یعنی اپنے پاس رکھنا جبکہ میت البتہ ہو اور اسکی بے عزتی کا خوف ہو کہ ان
الخطا وی فان لم یکن لہ ای لہذا المقرب وارث غیرہ مطلقا کہ ہا کذا وی الاحکام ولا یسید الا الموالا یعنی وغیرہ و رہتہ سوا اس مقرر کا

سوائے مقررہ کوئی وارث مطلقاً نہ ہو وراثت قریب چنانچہ ذوی اہل عام اور نہ بھی چنانچہ مولا سے محبت کذا فی الجہت وغیرہ تو وہ اسکا وارث ہوگا مگر یہ وارث
فقط مقررہ کے قصور و کوتاہی سے اسکی اصل وارث کی طرف میراث منتقل ہونگی اسواسطے کہ یہ میراث نہایت ہیست ہو کذا فی الطحاوی واکالاکان نسبت لہر نسبت فلا
یترادہ الوارث المعروف المراء غیر الذین لان الوجود ہما غیر مانع قال ابن الکمال او یسین نہیں یعنی اگر مقررہ کوئی وارث قریب یا سبب ہو تو مقررہ کا
وارث ہوگا اسواسطے کہ اسکا نسب ثابت نہیں ہے مگر امت نہیں کر سکتا وارث مشہور سے اور جس وارث سے جو مانع وارث مقررہ ہے وہ وارث ہو جائیگا سوائے اسواسطے کہ ازوجین کا
وجود وغیرہ مانع ہو مقررہ کی وارث کے کذا ذکرہ ابن الکمال ثم للمقران یرجع عن اقرار لہ لانه وصیۃ من وجہ ذلیعی ای وان صدق بقہ المقر
کما فی البدایہ لکن نقل المصنف عن شرح السراجیۃ ان بالتصدیق بثلث النسب فلا یبغی الرجوع فیہم عند الفتوی پھر رد ہوا
کہ مقررہ کو اپنے اقرار سے پھر جائز ہو اسواسطے کہ یہ اقرار ایک بار سے وصیت ہو کذا فی الذلیعی یعنی رجوع اقرار سے جائز ہو اگرچہ مقررہ کی تصدیق بھی کرے کذا فی
البدایہ لیکن مصنف نے اپنی شرح میں مزاحمت کی شرح سے نقل کیا کہ مقررہ کی تصدیق سے نسبت ثابت ہو جائیگا تو رجوع علی الاقرار فائدہ بخش نہیں ہو سکتا تحریر اور
محقق جاتینے فتویٰ دینے کے وقت ہم ظاہر ذلیعی کا کلام حق ہو چنانچہ اتفاقاً اور شرعاً لایہ سے ثابت ہوتا ہو اور اس تعلیل میں اتفاق ہو کہ نسبت ثابت نہیں تو حرمیت کا
یہ ہو کہ نسبت کے اقرار میں اگر غیر تحصیل نسبت اور تصدیق مقررہ کی پائی جائے تو میں رجوع جائز نہیں اور اگر تحصیل غیر ہو اور مقررہ تصدیق کرے تو رجوع جائز ہو
غرض کہ یہاں کلام ہو دو مقاموں میں نہ برکذا فی الطحاوی لخصاً ومن مات ابوه فاقرباؤه سائر کہ فی الاقرار تصدیق نصف تصدیق لہر نسبت
نسبتہ کما تقران اقرارہ مقبول فی حق نفسه فقط اور جس شخص کا باپ ہو گیا اسواسطے اقرار کیا کہ شخص میراث جائی ہو تو مقررہ اسکا شریک ہوگا اگر میں
تو وہ نصف حصہ مقررہ کا مستحق ہوگا اور اسکا نسب ثابت ہوگا اسواسطے کہ ثابت ہو چکا ہو کہ اسکا اقرار نقطہ اسکے حق میں مقبول ہو قلت بقی لواقرا لاخ
باب ہل یصح قال الشافعیۃ لا لان مادی وجودہ الی فیہ انتفی من اصلہ ولہذا لا یثبتا صریحاً وظاہراً کلامہم نعم فلیراجع
میں کتابہوں باقی رہی یہ صورت کہ اگر بجائی بیٹے کا اقرار کرے یعنی میت کا بجائی کہ کہ یہ شخص میت کا بیٹا ہے تو یہ اقرار صحیح ہو یا نہیں علم اسے شافعی پتہ
کہا کہ یہ اقرار صحیح نہیں اسواسطے کہ جب کا وجود باعث ہو سکتی نفی کا یعنی صحت اقرار عدم صحت اقرار کا موجب ہے و خود اپنی اصل سے منتفی ہو جائیگا یعنی شافعی
مزدک صحت اقرار کی یہ شرط ہو کہ مقررہ وارث ہو تو اگر بجائی کے اقرار کرے اس سے کہ وہ وارث ہو صحیح کیجئے تو صحت اقرار کا بطلان لازم ہے کیونکہ بجائی وارث
نہیں ہوتا بیٹے کے ہوتے اور یہ سنا ہے اپنے امون کے کلام میں صحیح نہیں کیجا اور اسکا ظاہر کلام سے یہ جواب معلوم ہوا ہے کہ ہاں اقرار مذکور صحیح ہو تو اسکی تلافی
چاہیے کہ نسبت بہ بین ہم و جہت یہ ہو کہ مقتضات کلام ضعیفہ بیان یہ ہو کہ اگر مقررہ میں نصاب ثبات موجود ہو تو نسبت ثابت ہوگا اگرچہ نصاب دار ثون سے
ہو اور اگر نصاب نہ ہو تو اقرار پر عمل کیا جائے گا نقطہ مقررہ کے حق میں اگرچہ نسبت ثابت ہوگا کذا فی الطحاوی وان تولی شخص ابنین ولہ علی الخزانۃ فافر
احدہما بقضایہ خمین منها فلا تثنی للمقر لان اقرارہ یتصرف الی نصیبہ ولا یخرج من بعد حلقہ انہ لا یعلم ان ابی ایاہ
بقضی شطر المائتہ قالہ الا کمل قلت وکذا اسکا کمل و اقرا اباہ قبض کل الدین لکنہ ہذا یخلف فی الغریب علیہ اور اگر ایک شخص
دو بیٹے چھوڑ کر گیا اور اسکے دو مستحقین ہوں ہوں ایک بیٹے نے اقرار کیا کہ اسکا باپ چھپاں رم ان میں سے بچا ہو تو فرزند مقررہ من کو کچھ نہ لے گا اسواسطے
کہ اسکا اقرار اسکے حصے کی طرف پھر جائیگا اور دوسرے فرزند کو چھپاں رم میں سے کیونکہ تم کھانے کے بعد کہ واسد اسکو معلوم نہیں کہ اسکے باپ نے
سودرم سے نصف پائے یہ قول ہو اکل کا میں کتابہوں اور اس طرح کا حکم ہو اگر ایک فرزند نے اقرار کیا کہ اسکے باپ تمام دین قبض کر لیا لیکن بیان
مذہبوں کے حق کے واسطے تسمی جائے گی کذا فی الذلیعی ہم پہلی صورت کی تسمی بجائی کے حق کے واسطے ہو نہ ہم کے واسطے اسواسطے اس پر اس سے
زیادہ مطالب نہیں ہو پھر جب بالادہ ہو اور اگر بجائی تسمی نہ کھائے تو مقررہ چھپاں رم میں اسکا شریک ہوگا اور دوسری صورت میں اگر غیر مقررہ بجائی تسمی نہ کھائے

تو یہ یوں بری اندیشہ ہوگا اور اگر تم کھائے گا میرے باپ نے کچھ نہیں دیا تو اس کا حصہ دیا جائے گا یعنی پچاس درہم کذا فی الطحاوی

فصل فی مسائل شیعہ فیصل فی مسئلہ کذا لیس کے چند مسائل متفرقہ میں اقرت الحق المکلفہ بدین لاخر فکد بھا زوجھا صاقرھا

فی حقہ ایضا عند ابی حنیفہ خمس المقر و تلازم وان تضر الزوج و هذه احدى المسائل الست الخارجة من قاعدة الاقرار بجهة
قاصر على المقر ولا يتعدى الى غيره وهي في الاشياء عورت آزادا قتلہ النہ نے دو سے شخص کے دین کا اقرار کیا سو اس کے زوج نے اس کی مذہب کی
اس کا اقرار اس کے زوج کے حق میں صحیح ہو گا اور باوجود حقیقت کے نزدیک تو مقر وہ دین کے بابت جس کی جائے گی اور اس کا ساتھ پھوڑا جائے گا اگر چہ صبر
اور ملازمت میں زوج کو ضرر ہو اور یہ ایک مسئلہ ہے ان مسائل سے جس سے قاصر سے خارج ہیں کہ اقرار حجت قاصرہ ہے مقر پر اور غیر مقر کی
طرف متعدی نہیں ہوتا اور دو مسائل اشباہ میں ہیں ہم بخیر مسائل ششگانہ ایک مسئلہ وہ ہے جو میں ہیں مذکور ہو چکا ۳ اگر سوچتے ہیں اس پر
اقرار کیا جس کا اولاد نکاح نہ ہو مگر عین ہو جو کے فرض ہے تو دین کو اس کی بی بی جائز ہے اپنا دین لینے کے واسطے اگر چہ مستاجر کا نقصان ہو ۴ اگر صاحب دل
عورت کا اقرار کیا کہ وہ اپنے زوج کے باپ کی بیٹی ہے اور باپ اس کی تصدیق کی تو دوزن میں نکاح منع ہو گا ہم اپنی بی بی نو بستی کے دل کا جو
کیا اور دعویٰ ایک بھائی ہے تو ولد کا نسب ثابت ہوگا اور ولد کے سبب بھائی میراث سے محروم ہو گا مکاتیب میں کہ دل جبرہ کا دعویٰ کیا اپنے بھائی
کی زندگی میں نے دعویٰ صحیح ہوگا اور میراث اس کے والد کو ملے گی نہ بھائی کو ۵ ایک چیز بی بی ڈالی پھر اقرار کیا کہ بی بی تھی اور شہری نے اس کی تصدیق کی
تو شہری کو بی بی اس کے باطن پر سبب عیب کے جائز ہے و بیضا ان نیز ہم ایضا من کان فی اجارۃ غیرہ فاقولہ لا یریدین فان لم یجسہ وان
تضر المستاجر جہا اھذا الفتویٰ ولہم نھا صریحہ اور لائق یوں ہو کہ یہ مسئلہ بھی قاعدہ مذکورہ سے خارج ہو کہ جو شخص غیر کی نوکری اور
مزدوری ہو پھر وہ شخص دوسرے شخص کے دین کا اقرار کرے تو مقر کو اس کا جس کذا جائز ہے اگر چہ مستاجر کو ضرر ہو اور یہ حادثہ فتویٰ طلب ہوا تھا اور
بی بی اس کو صحیح کسی کتاب نقد میں نہیں دیکھا و عندها لا تصدق فی حق الزوج فلا تحبس ولا تلازم حرہ قلت و بیضا ان یقول
عاقولہما افتاء و قضاء لان الغالب ان الاب یعلمها الا قرارہ او یبعض اقرارہا لیمتوصل بذلک الی منعہا بالحبس
عندہ عن زوجھا کما وقفت علیہ ملاہین ابلیت بالقضاء کذا ذکر المصنف اور صاحبین کے نزدیک ہے وجہ کے اقرار دین کی
تصدیق نہ ہوگی زوج کے حق میں تو وہ محبوس در لازم نہ ہوگی کذا فی الدررین کہتا ہوں اور لائق یوں ہو کہ صاحبین کے قول پر اعتماد کیا جائے تو کیا
دینے اور حکم کیسے میں اس واسطے کہ اگر یہ ہوتا ہو کہ زوج کا باپ اس کو تعلیم کرنا ہو کہ باپ کے دین کا اقرار کرے یا اپنے بعض اقارب کے دین کا تاکہ اگر
توصل سے اس کو روک سکے اپنے پاس اس کے شوہر سے چنانچہ میں چند مرتبہ اس میں گری پر وقت ہوا ہوں جبکہ میں مبتلا بقضاء ہوا تھا البتہ کچھ ذکر
کیا جو مصنف نے اپنی شرح میں ہم اس تعلیم میں اعتراض ہے اس واسطے کہ علت خاص ہے اور مدعا عام ہے اس واسطے کہ جب بعضی کے واسطے دین کا اقرار ہو
تو علت مذکورہ ظاہر نہیں ملا وہ اس کے پھیلائے اپنے پاس رکھنے کا نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ جس یوں کا قاضی کے پاس ہوتا ہے وہ باپ کے پاس تو امام ہی کا
قول معتبر ہے کہ مصنف نے اس تصحیح میں اس نتیجے سے کسی کی سند بیان نہیں کی کذا فی الطحاوی مھولۃ النسب اقرت بالوق لانسان صدق
المقر ولہا زوج و اولاد منہ ای الزوج و کذا بھا زوجھا کھ فی حقھا خاصۃ فولد علی بعد الاقرار فوق خلا فالج عورت مجملہ نسب ہے
اپنے ملک ہوئے کا ایک آدمی کے واسطے اقرار کیا اور مقر نے اس کی تصدیق کی اور اس عورت کا ایک شوہر ہے اور اولاد ہے اس شوہر سے اور اس کے زوج
اس کی مذہب کی تو عورت کا اقرار فقط عورت ہی کے حق میں صحیح ہوگا تو جس لڑکے کا نطفہ رچھ کا بعد اس قرار کے وہ ملک ہوگا مقر کا برفان قول محمد و ولد
مذکور میں قریب ہوگا لافی حقہ یورد علیہ انتفاص ملاقھا کما حققہ فی الشر بن لایسہ شوہر کے حق میں ہے کا اقرار صحیح ہوگا اس قول پر نہ قاض

یہ نہایت ہی اہم رہی ہو کہ اس صورت میں کسی چیز کی عین کے پائے جانے سے اس واسطے کہ یہ قول اخبار ہو اور اخبار صفت ثابت کرنے کے واسطے
 ہوتا ہو یعنی جو شخص بلا علم اخبار نہ کرے اور نہ ہی کو خریدے پھر اخبار کا اسکو علم ہو تو وہ بیع کو رد کر سکتا ہو و بخلات یا حلق او هذه المطلقة
 فعلت لکذا حیث تطلق امرأة لمتکنته من ثباته شرعاً جعل ایجاباً بالیکون صادراً بخلات فلا بد من رد و بخلات اس قول کے کہ زوج نے زوجہ سے
 کہا کہ ایا طلق یا یون کہا کہ اس مطلقہ نے ایسا کیا کہ اسکی عورت کو طلاق ہو جائے گی بسبب ثبات ہونے زوج کے اثبات طلاق پر شرطاً تو زوج کا کلام مذکور ایجاب
 ٹھہر گیا تاکہ وہ سچا ٹھہرے بخلاف اول کے کہ انی الذم یعنی مومنے قادر نہیں جنون وغیرہ اوصاف کے اثبات پر لڑائی میں افراد المسکون بطلانیت
 منظور ای ممنوع محرم صحیح فی کل حق اس مست کا اقرار جہرام اور ممنوع نشہ پیکر مست ہوا ہو صحیح ہی حق میں حق تعالیٰ نے فرمایا کہ لا تقربوا
 الصلوة و انتحسوا کلمہ یعنی نماز کے قریب نہ جاؤ اور حالانکہ تم مست ہو خطاب فرمایا مستون سے اور انکو عین سستی کی حالت میں کہ انی الاشباہ
 تو معلوم ہوا کہ مستی تکلیف شرعی کی مسقط نہیں ہے بلکہ اعر بقود اقدیم علیہ الحد فی سکوہ و فی السرقہ یضمن المسروق کما بسطہ سبک
 افتدی فی باب حد الشرب تو اگر مست سے قصاص کا اقرار کیا تو اس پر حد قائم ہوگی اسکی مستی کی حالت میں اور اگر اقرار کیا چوری میں تو اس پر حد
 کا تازان لازم ہوگا چنانچہ اسکو واضح بیان کیا ہو سدی افتدی نے حد شرب کے باب میں الا فی ما قبل الرجوع کالحد و حد الزانی و شرب الخمر
 اگر مست مذکور کا اقرار صحیح نہیں ہے جنہوں میں ہرجوع عن الاقرار کے قابل ہیں چنانچہ ارتداد و زنا اور شرب خمر کی حد میں اگر مستی میں اقرار کیا کہ اسے شراب
 پی ہو تو اسکا اقرار صحیح نہیں ہے تو اس پر حد قائم ہوگی بلکہ تریس احکام کو اہی پر مشابہتوں ہوگا کہ انی الطحاوی و ان سلو بطریق مباح کشر؛ مکرہا لا یعتبر
 بل ہوگا کالغناء الا فی سقوط القضاء و نہا کہ فی احکامات الاشباہ اور اگر مست ہو گیا مباح طریق سے چنانچہ نشہ والی چیز کو جس سے
 تریس کا اقرار معتبر ہوگا بلکہ وہ مستی اشباہ یعنی ہوشی کے اندر ہرگز نادان قضا کے ساتھ ہونے سے اعزاز کے امتدین اور پوریان اسکا اشباہ کے احکامات
 میں ہر مست یعنی اگر ایک سات اور دن سے بیوشی زیادہ رہی تو نہا کا قضا کرنا اس سے ساقط ہو اور مستی سے قضا و صیاء ساقط نہیں بالمقر لہ اذا کتاب
 المقر بطل اقرارہ لہما تقر بہا نہ یزید بالسرہ مقولہ بیکر متفرکی تکذیب کہ تو مقر کا اقرار باطل ہوگا اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہو کہ اقرار درود ہوتا ہو
 رکب سے ہم یعنی جب مقر بیکر متفرکی تکذیب کہ پھر اسکی تصدیق کرے تو اسکی تصدیق پر عمل ہوگا مگر مواضع آئیدہ میں تصدیق بعد تکذیب پر عمل
 ہوگا کہ انی الطحاوی و کہ فی سبب علی اھنا تبعاً للاشتباہ تکذیب مقولہ بطل اقرار ہو کر چھ صورتوں میں ہو جب اسکے جس کو مصنف نے بیان اشباہ
 کی پیروی سے ذکر کیا ہے الاقرار بالحریۃ والعتق والوقف منبر مواضع سے آزاد کیا اقرار ہو اور نسب اور ولاعتات اور وقف کا اقرار ہو
 ہم اقرار حریت کی یہ صورت ہو کہ جسکے اس غلام ہو اسنے اقرار کیا کہ یہ آزاد ہو تو اسکی حریت ثابت ہوگی اگرچہ غلام اسکی تکذیب کہ دعوی
 نسب کے باب میں پہلے مذکور ہو چکا کہ تصدیق مقولہ کی ضرورت اقرار میں اور تصدیق مولا سے عنایت بھی شرط ہو اور بیان اسکے خلاف ہو
 مگر یہ کہ اس پر محمول کیجئے کہ جب مقر تصدیق کی طعن خود کو بعد تکذیب کے تو تصدیق مقبول ہوگی چنانچہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں اور اس حمل پر مقر کا
 بحال الرافق کی یہ عبارت دلالت کرتی ہو کہ بزازہ میں ہو کہ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ تیرا میں غلام ہوں تو مقر نے اسکو رد کیا پھر اسنے اسکی تصدیق کر
 تو وہ اسکا غلام ٹھہرے گا اور حریت کا اقرار رد کرنے سے باطل ہوگا جیسے مولے کے انکار سے باطل نہیں ہوتا بخلاف عین اور رین کے اقرار کے کہ وہ رد کر
 سے باطل ہوتا ہو اور طلاق اور عتاق رد کرنے سے باطل نہیں ہوتی اس واسطے کہ وہ اسقاط میں نقطہ مسقط ساتھ ہوتا ہے بن اشباہ میں ہوا ہے
 منقول ہو کہ جب مقر وقف کو رد کرے پھر اسکی تصدیق کرے تو مجھ میں ہوتی تو بیان کے مسائل مذکورہ کی تصدیق منقول نہیں ہوگی سوائے اطلاق اور
 عتاق کے اسقاط کی علت سے کہ انی الطحاوی نے مختصر تصدیق فی الاستعاف لوقف علی رجل ففصلہ تدریجہ لم یزدان حرجہ قبل القبول انہ

اسان میں جو کہ اگر وقت کیا ایک مرد پر سوائے وقت کو قبول کیا پھر اسکو رد کیا تو وقت مرد کو اگر قبول کرنے سے پہلے زنا کیا تو پھر جائزے گا
 والطلاق والرق فاکلھا لا یزید او طلاق اور رق کا استدار توسیع مسائل ستہ کا اقرار مرد و زمین پر مقررہ زکات سے دنیا دلیہ نشانی
 اور مسائل ستہ مذکورہ پر میراث زیادہ کی گئی کذا فی البزازیہ یعنی اگر وارث اس میراث کو جو مورث کے حاصل ہو کر کے تو مرد و زمین والذکاح کمافی صدقہ فاقہ
 قضاء الجرح فاقہ بعد از نکاح زیادہ کیا گیا ہو چنانچہ بحر الرائق کی کتاب القضاء متفرقات میں مذکور ہے اور پورا اسکا بیان وہیں جو ہم یعنی اگر احد الزوجین
 نکاح رد کرے پھر تصدیق کرے تو صحیح ہے بحر الرائق کے متفرقات میں یہ عبارت ہے واما الاقرار بالنکاح فلم ارہ الا ان استی یعنی نکاح کا اقرار تو میں نے اتیکہ
 نہیں کیا تو معلوم ہوا کہ صاحب بحر الرائق کو نکاح میں تو وقت ہی کذا فی الطحاوی تو شایع کو ذکر نکاح بصیغہ جرم مناسب تھا واستثنی مسئلہ میں
 من الابرأ وہا ابراء الکفیل لا یرتد و ابراء المدیون بعد قوله ابرأ یعنی فابراہ لا یرتد فالمستثنی عشر فلیتخط ابرأ صاحب بحر نے مسئلہ
 ابرأ سے متنبہ کیے ہیں اور وہ دونوں یہ ہیں کہ ضامن کا ابرأ کرنا موقوف ہے نہیں پھر اوردیون کا ابرأ کرنا اس کے یون کہنے کے بعد کہ مجھ کو بری الذمہ کر دینا
 سوداؤں نے اسکو بری الذمہ کر دیا نہیں پھر تا تو متنبہ دس مسئلے میں سوائے ان کے کہ ان کا چاہیے ہم بخلاف مسائل عشر و چھ صورتیں میں مذکور ہیں اور چار صورتیں
 شایع نے بڑھائی ہیں لیکن چونکہ صاحب بحر کو نکاح میں تو وقت ہی تو حقیقت نو صورتیں متنبہ تھیں کہ رد کرنے سے رو نہیں ہوتی ہیں و فی
 وكالة الوہبائتہ ومتی صدقہ فیھا تصرف لا یرتد بالرم اور وہ ہبانیہ کی کتاب لوکان میں ہے اور جب اس نے تصدیق کی وکالت وغیرہ میں پھر
 اسکو رد کیا تو اس کے رد کرنے سے رو نہیں ہوتا ہم طحاوی نے کہا فیہا کما مرجع غیر میں یا دین کا اقرار اور ابرأ اور وکالت اور وقت معلوم ہوتا ہے عاۃً علیہ
 کی شرح وہ ہبانیہ سے اور حالانکہ وکالت عقد غیر لازم ہے تو رد کرنے سے کیونکر پھر کی اگر تصویر وکالت یون کہے کہ شرع میں کا وکیل کیا اور وکیل سے نکاح
 قبول کی پھر بمثل میں معین خرید کی پھر رد وکالت کا دعویٰ کیا تو یہ رد وکالت مقبول نہیں آتی وہل شیہ ترطاً للصحة الرم مجلس الاسماء
 خلاف اور کیا رد ابرأ سے صحیح ہونے کے لیے مجلس بشرط ہی یا نہیں میں پیش طرح کا اختلاف ہے بعضوں کے نزدیک شرط ہے اور بعضوں کے نزدیک نہیں
 والاضابط ان فافہ تعلیك مال من وجہ یقبل الرم والا فلا کلا بطلان شفعة و طلاق و عتاق لا یقبل الرم و هذا ضابطہ میں
 فلیحفظہ اور قاعدہ کلیہ صلاحیت رد اور عدم صلاحیت کا یہ ہے کہ جس عقد میں مال کی ملکیت ہو کسی طرح سے جو وہ قابل رد ہے اور اگر ملک مال نہیں وہ قابل
 رد نہیں چنانچہ شفعة اور طلاق اور عتاق کا بطلان رد کیا رد قبول نہیں کرتا اور یہ قاعدہ جو یہ ہے تو اسکو رد کرنا چاہیے صاحب احد الوترۃ و ابراء
 ابراء عاماً و قال لہ یبقی لی حق من ترکۃ ابی عند الوصی او قبضت الجمع ونحو ذلک تصرف فی بذر صیغۃ من ترکۃ شی لہ لیکن
 وقت الصلح و تحقیقہ تسمع دعوی حصتہ منہ علی الاصح صلیح البزازیہ ولا تنافض حمل قولہ لہ یبقی لی حق ای ما قبضتہ علی
 ان الابرأ عن الاعیان باطل و حینئذ فالوجه عدم صحة البراءۃ لھا افادہ ابن الشنۃ واعتمد الشرنبلالی و مستفادہ فی
 مصالح کیا ایک دار شے مدعا علیہ سے اور اسکو ابرأ عام کر دیا یون بولا کہ میرا کچھ حق باپ کے ترکہ سے وہی کے پاس باقی نہیں رہا یون کہ میں نے اپنا
 سب حصہ پایا یا اس کے کچھ اور لفظ ابرأ پھر اس کے باپ کے وہی پاس ترکہ سے وہ چیز ظاہر ہوئی جس کے وقت یہ بھی یعنی اسکا ذکر نہ آیا تھا اور وارث
 نے اس میں تیز کرنا بت کر دیا یون سے تو اس کے حصے کا دعویٰ اس چیز سے سمجھ ہی بنا بر قول صحیح ترکہ فی صلیح البزازیہ اور پھر متافقت نہیں اھسا
 بعد الابرأ میں بسبب محمول کرنے اس کے اس قول کو کہ میرا کچھ حق باقی نہ رہا یعنی اس ترکہ سے جس باقی نہ رہا جس میں نے قبضے میں کیا ملا وہ یہ ہے کہ عیان
 سے ابرأ کرنا یعنی وارث کا وہی سے باطل ہی بلکہ ابرا مخصوص دیون جو اور اس وقت میں عدم صحبت برادرت کی تھی وہ حق جو دعویٰ مسوع ہوئے ہیں
 چنانچہ ابن شہ نے یہ فائدہ بیان کیا ہے اور شرنبلالی نے اسکو مستند بنا ہوا اور عشر جہم اسکی تحقیق کرنے کے کتاب الصلح میں ہم سب حصہ بانے کی یہ چیز

مثلاً وادعی النکاح و قد علمت سقوط ذلك من نسخ الشرح وضوایہ وادعی الطالب بما عبر به فی الجمع وقا
 شرا حد ای المصوب منه انه هو وحده عصيها لزمه الكلف كلها كذا شخص اقرار کیا کہ ہنر درم فلانے شخص سے غصب کیا
 پھر مقرر کیا کہ وہ شخص خاص ہے مثلاً اگر جس سے غصب کیا وہ کتابی کہ فقط مقری نے ہزار درم غصب کیے ہیں تو سب ہزار درم مقری کو لازم ہوں گے شرا نے کیا
 متن کے نسخوں میں وادعی النکاح ہو اور تو معلوم کر دیا ہو کہ مصنف کی شرح کے نسخوں سے عبارت سا قطعی اور بجائے ای النکاح وادعی الطالب حق جو چنانچہ
 جمع کی تعبیر اور جمع کے شراہوں نے طالب کی شرح مصوبہ میں ہی والی مدہ فرغ نہیں ہا اور فرغے مقرر کر رہے ہزار کا ہواں حصہ لازم کیا ہو اس واسطے
 کہ مقرر ہزار درم کے غصب کی نسبت اپنی طرف اور غیر کی طرف کی ہو تو اس پر بقدر اسکے حصے کے لازم ہوگا قلنا هذا الضمیر يستعمل في الواحد
 والظاهر انه يجوز فعله دون غيره فيكون قوله قلنا عشر رجوعاً فلا يصح نعم لوقال غصبناه قلنا صحافاً قلنا لا يستعمل في الواحد
 ہم فرمے کہ جواب میں کہتے ہیں کہ یہ ضمیر یعنی متکلم مع الغير کی ایک تکلم میں بھی استعمال ہوتی ہو کہ قال تعالى انا امرسلنا اور ظاہر ہے کہ فعل کی خبر دیتا ہو
 غیر کے فعل کی تو اس کا یہ قول کہ ہم دس غصب کیے رجوع عن الاقرار ہو تو صحیح ہوگا یا ان اگر مقرر کیا کہ ہم سب ہزار درم کو غصب کیا تو اقرار صحیح ہوتا ہے
 اس واسطے کہ یہ لفظ واحد میں متکلم نہیں قال رجل اوصى ابی بثلث ماله لزيد بل لعمر وبل لبلكر فالثالث للاول وليس لغیره نفی و قال
 ذفر لکلی ثلثه وليس للابن شیء ایک مرد نے کہا میرے اپنے اچھے ال زید کے واسطے وصیت کی بلکہ عمر وکیو واسطے وصیت کی بلکہ عمر وکیو واسطے وصیت کی تو اول شخص کو ثلث
 مال ہو اور اسکے سوا کے کسی کو نہیں اور فرمے کہ تینوں شخصوں کو تہائی تہائی ملے گا اور فرمے کہ چھ نہیں ہم فرمے وصیت کو مسئلہ دین پر قیاس کیا مسئلہ
 دین یہ ہو کہ اس طرح تین شخصوں کے واسطے دین کا اقرار کیا تو تینوں کو تہائی تہائی ملے گا قلنا نفاذ الوصية في الثلث وقد اقر به الاول فاستحقه
 فله يصير رجوعه بعد ذلك للثاني بها بخلاف الدين لنفاذ من الكل الكل من الجمع والله اعلم ہم فرمے کہ جواب میں کہتے ہیں کہ وصیت کا
 جاری ہونا فقط ثلث مال میں ہوتا ہو اور حالانکہ ثلث مال کا اول شخص کے واسطے اقرار کر چکا ہو تو دوسری شخص ثلث کا مستحق ہو گیا تو بعد اسکے رجوع اقرار دوسرے
 شخص کے واسطے وصیت کرنے سے صحیح ہوا بخلاف مسئلہ دین کے بسبب نفاذ دین کے کل ترکہ سے یہ سب مسائل جمع سے منقول ہیں واللہ اعلم
 فرمے مسائل متحدہ خارج کے افریقی نے ادعی الخطأ القبول الا اذا اقر بالطلاق بناء على اثناء المنة ثم تبين عدم الوقوع لم يقع دیناً
 قنیتہ کسی چیز کا اقرار کیا پھر خطائی الاقرار کا دعویٰ کیا تو مقبول نہیں مگر جبکہ وقوع طلاق کا اقرار کسی مفتی کے فتویٰ دینے پر کیا پھر عدم وقوع طلاق ظاہر
 ہو یعنی بعد تحقیق معلوم ہوا کہ مفتی کا فتویٰ غلط تھا تو باعتبار دیانت کے طلاق نہ واقع ہوگی کذا فی القنیتہ اور اگر قاضی کے روبرو طلاق کا اقرار کرے گا
 تو خطائے مذکور میں اسکی تصدیق نہ ہوگی کذا فی حاشی الاشبہ اقرار المکرہ باطل الا اذا اقر المسافر مکرها فافق بعضه بصحة طهرية
 اقرار کر مکرہ کا باطل ہو مگر جبکہ سارق زبردستی سے چور کیا اقرار کرے تو بعضوں نے صحت اقرار کا فتویٰ دیا کذا فی القنیتہ مگر تجنیس اور تسانی میں ہر
 کہ در صورت مذکورہ عقوبت سارق کا فتویٰ نہ دیا جاوے گا کہ چور اور ظلم ہوا افراد بشری محال و بالدين بعد الا براء منه باطل شرعی محال کا اقرار اور دین
 بعد اسکے صحت کرنے کے باطل ہو مگر شرعی محال کی یہ صورت ہو کہ ایک شخص نے اقرار کیا کہ مجھ کو زید نے غلامی میں قرض دیا اور حالانکہ زید اس سے پہلے مرچکا
 اور از انجیل یہ کہ بیچ عبد کا بلا ذکر شرا اقرار کیا پھر بیچ کا منکر ہو گیا تو انکار صحیح ہو اس واسطے کہ بیچ بلا منہن باطل ہو علیٰ غلظہ لکن انی الطحاوی و لوی
 نے بعد ازاں ہتھکڑی کا منکر اقرار دین بعد ازاں اسکے اقرار پر ہوز وجہ کے بخش دینے کے بعد زوج کو بنا بر قول شہم صورت اسکی یہ ہو کہ زوج
 نے اپنا منہ خشنید یا پھر زوج نے ہبہ کے بعد مرکا اقرار کیا تو اسکا اقرار صحیح نہیں اور یہ اسکے مخالف نہیں جو عبد البر شرا و ہانیہ نے خلاصہ اور دعویٰ سے نقل کیا کہ ایک
 مرد نے اپنی عورت کے ہزار درم کے منہ کا منہ میں اقرار کیا اور مرگیا پھر وارثوں نے کہا ہوں سے ثابت کیا کہ عورت ہبہ مر کر چلی تھی زوج کی حیات میں تو گویا

مقبول نہیں اس واسطے کہ شاید طلاق بائن کے بعد دوسری باز نکاح کیا ہو مگر نہ کو بر لیکن بفضل عبادی سے معلوم ہوتا ہے کہ اقرار صحیح نہیں مگر بقدر مرشل کے پھر
 شایع سے مصنف سے نقل کیا کہ مہر کا ہبہ ابراہیم کے مخالف ہو تو اگر زوجہ زوج کو مہر سے ابراہیم کے پھر زوج مہر کا اقرار کرے تو صحیح نہیں کہانی الطحاوی نے جو
 ادعی دینا کسب حدیث بعد الابراء العام وانما اقربہ یلزمہ ذکر المصنف ففتاواہ قلت ومفادہ انہ لو احتد ببقاء
 الدین ایضا فحکمہ کالاول وہی واقعة الفیض فہا مل بان اگر دین کا دعویٰ کرے کسی نے سبب کی جہت سے بعد ابراء عام کے اور یہ دعویٰ کرے
 کہ مدیون نے اس کا اقرار کیا ہے تو اسکو لازم ہوگا یہ مصنف نے اپنے فتاویٰ میں ذکر کیا جو میں کتابہوں اور مفادہ اسکا یعنی سبب حادث کے تنقید کا
 یہ ہے کہ اگر مدیون باقی رہے اس دین کا بھی جب کا ابراہیم کا اقرار کرے تو اسکا حکم مانند اول کے ہو یعنی وہ اقرار باطل ہے سو اس کا یہ اس عبارت اور عبارت سابقہ میں
 فرق ہے جو کہ پہلی عبارت میں دین اقرار کیا کہ فلا نے کا مجھے اتنا ہی اور دوسری عبارت میں اقرار کیا کہ فلا نے کا دین مجھے باقی ہے اور دونوں میں ایک ہی حکم ہے یعنی
 بطلان کذا فی الطحاوی والفعل فی المرضی لخط من فعل الصحة مرض کا فعل کسے جو صحت کے فعل سے ہم چنانچہ دین کا اقرار و نکاح کرنا اور عتیق اور ہبہ
 مرض الموت میں کسے جو صحت کے افعال مذکورہ سے واسطے کہ مرض کا اقرار دین کو خیر جو صحت کے دین سے اور مرض کے نکاح کا مہر مرشل سے زیادہ نافذ ہوگا بخلاف صحت کے
 اور عتیق اور ہبہ ثلث ال میں نافذ ہوگا بخلاف صحت کے کل ال میں نافذ ہوگا لافی مسئلہ اسناد المناظر النظر لغيرہ بلا شرط فانه صحیح فی المرضی لافی الصحة
 تمتہ وتعامہ فی الاستباحہ فعل مرض کسے جو فعل صحت کے مگر ناظر کی اسناد نظر کے مسئلہ میں یعنی اگر ناظر وقت کا نظارت کو غیر شخص کے واسطے تفویض کرے ہونے
 کہ وقت کے تفویض نظارت کی اس کے واسطے شرط کی ہو سو یہ تفویض مرض الموت میں صحیح ہے جو صحت میں کذا فی التتمہ اور پورا بیان اسکا شاہد میں جو فی الوہبانیہ
شعر اقرار بمہر المثل فی ضعف موتہ فبینه الا بجاہ من قبل نقدہ اور وہ ہبانیہ میں ہے کہ ایک شخص نے مہر مثل کا اقرار کیا اپنے مرض الموت
 کی ناتوانی میں تو قبل مرض کے ہبہ مہر کی گواہی اہل غیر سمع جو اس کے کیا بیان شرح رہا یا نہ سے قبل از چند نکو ہو چکا **شعر** واسنادہ بیع فیہ للصحة
 اقبلن فی القبض من ثلث الترافع بقدر بیع صحت کی اسناد مرض الموت میں قبل کراد قبض ثمن میں تو ثلث مال میرا ہے اندازہ کیا جائے کام منتہی میں ہے کہ اگر
 مرض الموت میں اقرار کیا کہ اس غلام کی میں بیع کی فلا نے سے حالت صحت میں اور اسکے ثمن پر میں نے قبضہ کیا اور مشتری بھی یہی کہتا ہے تو اسکی تصدیق ہوگی
 بیع میں اور قبض ثمن میں تصدیق ہوگی الا بقدر ثلث اور اگر قبض ثمن بجایہ نشود ہوگا تو اقرار صحیح ہوگا کذا فی الطحاوی عن شرح الوہبانیہ **شعر** ولین بلا
 تشهد مقول لعدۃ ولو قال لا تخبر بخلاف بیطہ اور اس قول میں مقرر ہوگا گواہی نہ بخیر ہو ہم اسکو حکم اقرار نہیں شمار کرتے اور اگر یوں کہا
 کہ خبر بخیر ہو تو ہمیں اختلاف مسطور ہم اگر یوں بولا کہ اسکی گواہی نہ بخیر ہو کہ فلا نے کے میرے اور ہزار درم ہیں تو یہ اقرار ہوگا ہزار کا اسواسطے کہ یہ منی جو وجوب الود
 کی اثبات سبب ہے یا کہ منی معنی نفی ہے یعنی تمہارے گواہ نہیں ہو اور اگر یوں کہا کہ خبر بخیر ہو کہ فلا نے کے میرے اور ہزار درم ہیں تو ہمیں اختلاف ہے کہ منی اور مشایخ الخ
 کا یہ مذہب ہے کہ یہ قول اقرار نہیں اور مشایخ بخارنے کا حق ہے کہ یہ اقرار تنقید میں کہا یہی قول صحیح ہو کذا فی الطحاوی **شعر** ومن قال فکذا لکان
 منشیاء ومن قال هذا لکان ذافضی **شعر** اور جس نے کہا کہ میری ملک اس شخص کی ملک ہے تو اس قول کا قائل ہو جیسا کہ یہ یعنی اسے بالفعل اسکو مہر کا اقرار
 شرائط ہبہ معتبر ہوگی اور اگر یوں بولا کہ یہ چیز اس شخص کی ملک ہے تو وہ منظر ہو ملک کا یعنی مقرر ہو جائے تو اس میں ہبہ کی شرائط معتبر نہیں **شعر** ومن قال
 لا دعویٰ الیوم عندنا فہا دعویٰ من بعد منہا فمکرو اور جس نے کہا کہ میرا کوئی دعویٰ نہیں آج کے دن اس شخص سے پھر اسکے بعد
 جو دعویٰ کرے گا تمدن وراقدم کے عادی سے سو پھر شرع کا انکار ہے یعنی مقبول نہیں ہے اور اگر دعویٰ کسی سبب سے حادث ہوگا تو سمیع ہوگا اور اگر یوں بولا کہ
 فلا نے پر دعویٰ کرنا چھوڑا اور آخرت پر اپنا معاملہ تفویض کیا تو بعد اس قول کے دعویٰ سمیع ہوگا کذا فی الطحاوی واما متہ تعالیٰ اعلم و انتغفر العظائم

یہ کتاب جو صلح متناہیہ کے احکام میں مصلح علیہ اسکو کہتے ہیں صلح واقع ہوا اور مصلح عنده ہو جس سے صلح ہو مثلاً یہ ہے خالد سے ایک عربی کا دعویٰ کیا خالد نے کہا کہ مجھے سود ملے اور عربی کا دعویٰ نہ کر تو بیان سود مصلح علیہ ہو اور عربی مصلح عنده ہو مناسبتہ ان کا والمقریب للخصومة المستدعیہ للصدم مناسبت کتاب الصلح کی کتاب الاقرار سے یہ کہ انکا کہنا سفر کا جھگڑے کا سبب ہو اور جھگڑا مستدعی ہو مصلح کا ہولغہ اسم من المصالحۃ یعنی مصلح اسم من مصلحت یعنی مصلح کا اسم ہو و شرعاً عقد برفع الذراع و لقطع الخصومة اور شرع میں صلح عبارت ہو اس عقد سے جو نزاع اور قطع خصومت کرے یعنی جو عقد کہ جھگڑا کو مٹا دے وہ صلح ہو کہ نہ الايجاب مطلقاً کہ مصلح کا ايجاب ہو مطلقاً یعنی متعین اور غیر متعین دونوں میں ايجاب طالب کا ضرر رہی کیواسطے فالقبول فیما یتمتعین اما فیما لا یتمتعین کا لہذا ہم فیتم بلا قبول عنایہ و بھیجی اور کہ مصلح کا قبول کرنا ہی مطلوب کا متعین اور غیر متعین میں چنانچہ درایم میں تو صلح تمام ہوجاتی ہے بدون قبول کے بھی کذا فی العنایتہ اور کہے کہ بیان آدیکام مصلح لبا قبول اسوقت تمام ہوگی جبکہ خود مطلوب طلب صلح شرع کرے اسطرح کہ ایک شخص نے دوسرے شخص سے درم وغیرہ کا دعویٰ کیا سودعا علیہ نے نصف درام پر صلح چاہی سودعی نے کہا کہ میں نے اس صلح کی تو اب مدعا علیہ کا قبول کرنا شرط نہیں سواسطے کہ یہ اسقاط ہو رہی کی جانب سے اور وہ نقطہ مستط سے تمام ہوجا رہی کذا فی الخطادی و شرطہ العقل لا البلوغ والحرۃ اور صلح شرط عقل میں بلوغ ہونا اور آزاد ہونا فہم میں جسی ماذون ان ہی صلحہ عن ضرر یا بطلت تو صلح کو ایصیح ہی ضعیف ازون کی جانب سے اگر اسکی صلح خالی ہو نقصان صریح سے ہم عدم نقصان صریح میں طرح سے صادق آتا ہے ایک کہ محض نفع ہو دوسرے کہ نفع ہو اس میں ضرر تیسرے کہ نقصان ہو مگر غیر صریح تو اگر ضعیف ازون سے ایک آدمی پر دین کا دعویٰ کیا اور اس سے بعض حق صلح کی اگر دعویٰ کے گواہ ہوں تو صلح جائز ہی سواسطے کہ در صورت عدم صلح سولہ خصوصت اور قسم کھانے کے کچھ حال نہیں اور مال نافع تر ہو خصوصت اور صلح سے اور اگر گواہ ہوں تو صلح جائز نہیں سواسطے کہ اپنے حق کا کھانا اتارے ہو اور ضعیف شرع کا الگ نہیں اور ضعیف ضرر ہو نہ نفع اسکی مثال یہ ہو کہ صلح کرے ایک چیز سے بقدر اسکی قیمت کے اور ضعیف نقصان ہو مگر غیر صریح اسکی مثال یہ ہو کہ دین میں تاخیر کرے کہ بر جائز ہی سواسطے کہ اعمال تجارت سے ہو و صوم من عبد ماذون مکاتیب لغیرہ نفع اور صلح صحیح ہو بعد ازون اور مکاتیب کی جانب سے اگر صلح میں نفع ہو مخطاوی نے کہا اگر عدم نقصان صریح کو شرط کرنا تو بہتر ہوتا اسکو مثال رہتا جس میں نفع ہو ضرر یا ضعیف ضرر ہو مگر غیر صریح و شرطہ ايضا کون المصالح علیہ معلوما ان کان لیخصا جملہ قبضہ اور یہ بھی صلح کی شرط ہو کہ مصلح علیہ یعنی جس پر صلح واقع ہوئی وہ معلوم ہو نہ جمول کہ قبض مصلح علیہ کی حاجت ہو مگر اگر قبض کی حاجت نہ ہو تو معلومیت شرط نہیں چنانچہ ایک گھر میں اپنے حق ہو نہ کا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ مدعی کی دوکان میں اپنے حق کا دعویٰ کیا اور دونوں نے اس صلح کی کہ ہر شخص اپنا دعویٰ ترک کرے تو صلح صحیح ہو اگرچہ ہر واحد اپنے حق کی مقدار نہ بیان کرے سواسطے کہ ساط کی جہالت باعث نزاع نہیں کذا فی الدرر و کون المصالح عنہ حقا بجزوا لا اعتبار عنہ ولو کان غیروال کا نقصان حق المتضرر یا اور یہ شرط ہو کہ مصلح عنہ ایسا حق ہو جس سے عوض لینا اور اسکی بلائی درست ہو اگرچہ وہ حق مال نہ ہو چنانچہ نقصان ضرر غیر حق سے مراد یہ ہو کہ مصلح کا حق موزنات فی المحل نہ خدا کا حق تو اگر مطلقہ اپنے زوج پر دعویٰ کرے کہ جو لڑکا زوج بازوجہ کے پاس ہو وہ اسکا ہونے زوج مدعا علیہ کے زوج نے اسکو کچھ دیکر صلح کی کہ وہ اپنا دعویٰ ترک کرے تو یہ صلح باطل ہو سواسطے کہ نسب جن ضعیف حق زوجین تو عورت غیر کے حق سے عوض لینے کی مالک نہیں اور تقریر سے مراد وہ ہے جو حق اسب ہو چنانچہ سولہ قد نے کہے اپنی سب و دشنام سے صلح کرنا اور جو تقریر کہ حق اللہ ہو جیسے اجنبی عورت کا بوسہ یا تو طہر اصلا جائز نہیں اور یہ شرط ہے کہ کذا فی الخطادی مری معلوما ان کان المصالح عنہ او مجموعاً نواہ مصلح عنہ معلوم یا جمول مری جمول ہونے کی یہ صورت ہو کہ ایک شخص کے گھوڑے یا غیر متعین کا دعویٰ کیا پھر مدعا علیہ نے کچھ دیکر صلح کی تو صلح صحیح ہو کہ لا یصح لو المصالح عنہ مالا یجوز الا اعتبار عنہ و بینہ بقولہ بحق شفیعہ و محد قد اف و کفالة بنفس صلح صحیح نہیں اگر مصلح عنہ اس قسم سے ہو جسکا عوض لینا اور بلائی جائز نہیں و اسکو مضعف نے اپنے قول سے بیان کیا

چنانچہ حق شفعہ اور حد قذف اور حاضر ضامنی کہ اسکی بدلتی صحیح نہیں مگر اگر مشتری صلح کرے شفعہ سے بھت اس شفعہ کے جو شفعہ کے واسطے واجب ہوا ہو کسی شرط پر اس شرط پر کہ گھر شتر کر تسلیم کرے تو صلح باطل ہو اس واسطے کہ شفعہ کا حق نہیں محل میں بلکہ حق شفعہ عبارت ہے ولایت طلب سے اور تسلیم شفعہ کی کچھ قیمت نہیں تو بمقابلہ اسکے مال لینا جائز نہ ہو گا اور یہی وجہ ہے حاضر ضامنی کی بطلان صلح کی حاضر ضامنی کی قید اس واسطے لگائی کہ اگر مال ضامنی سے صلح کرے تو جائز ہو اور یہ عبارت ہی بعض رین کے اسقاط سے اور وہ صحیح ہو اور صلح حد قذف کی یہ صورت ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کو قذف کیا تو قاذف نے صلح کر دیکر صلح کی کہ وہ معاف کرے تو صلح بھی جائز نہیں اس واسطے کہ حد قذف اگرچہ نہیں حق اس کی لیکن حق اللہ نہیں غالب ہو اور حق بالمعدوم ہوا اور صلح حد قذف سے صلح جائز نہیں اس طرح کہ ایک شخص نے سارق کو گرفتار کیا سو اس نے کچھ مال دیکر صلح کی کہ اسکو حاکم کے پاس لی جائے اس واسطے کہ یہ حق اللہ ہو اور اس صلح زکوٰۃ اور شرب خمر سے صلح کرنا صحیح نہیں کذا فی الطحاوی فی الخصاوی و یطی بہ الا ول والثالث وکذا الثانی لو قبل الرفع للمحاکمہ اور باطل ہونا اگر صلح سے اول والثانی یعنی حق شفعہ اور حاضر ضامنی اور صلح ثانی یعنی قذف بھی باطل ہو جاتی ہے صلح سے اگر حاکم پاس لیجائے سے پہلے ہو کا حد قذف و شرب مطلقاً صلح صحیح نہیں حد زنا اور شرب خمر سے مطلقاً خواہ حاکم کے پاس اسکی انش کی ہو یا کی ہو مگر قاضی خان نے کہا ایک مرد نے دوسرے شخص کی عورت سے زنا کیا اور اسکے زوج کو علم ہوا اور باہم صلح ہوئی کچھ مال پر اگر وہ معاف کرے تو صلح باطل ہو اور عفو کرنا اسکا باطل ہے اور حاکم ثار بآخر سے صلح کرے کچھ مال لیکر اور معاف کرے تو صلح صحیح نہیں اور کچھ کا پھیر دینا چاہیے قبل رفع ہو یا بعد رفع نہی کذا فی الطحاوی و طلب الصلح کاف عن القبول من المدعی علیہ ان کان المدعی بہ ممالا یتعین بالتعین کالدراہم والدنانیر و طلب الصلح علی ذلک لانه استقاط للبعض ھو تمام المستطاع و طلب کرنا صلح کا یعنی مدعا علیہ کی جانب سے کافی ہو مدعا علیہ کے قبول کرنے سے اگرچہ چیز کا دعویٰ کیا اس قسم سے ہو کہ تعین متعین نہیں ہوتی چنانچہ در اہم اور ذانیہ اس واسطے کہ وہ نقاط بعض حق ہو مدعی کی جانب سے اور اسقاط نقطہ مستطاع سے تمام ہو جاتا ہو مگر طحاوی نے کہا کہ شراح کے اس قول کی کطلب الصلح علی ذلک کچھ حاجت نہیں اس واسطے کہ خود متن میں موجود ہی نہی لہذا ترجمہ کرتے تکرار فیائدہ جان کر اسکا ترجمہ کیا و ان کان ما یتعین بالتعین فلا بد من قبول المدعی علیہ لانه کالبيع یجوز اور اگر مدعا علیہ اس قسم سے ہو کہ تعین ہو جاتا ہو تعین کرنے سے تو مدعا علیہ کا قبول کرنا باوجود طلب صلح کے کفر ہے اس واسطے کہ وہ یعنی صلح اس صورت میں بیع کے مانند ہو مگر و بیع میں ایجاب اور قبول ضرور ہو اور اگر مشتری بیع سے کہے کہ میرے ہاتھ بیچ اور بائع کہے کہ میں بیچتا ہوں تو بیچ تو قبول مشتری کافی نہیں قبول سے و حکمہ وقوع البراءۃ عن الدعوی و وقوع الملك فی مصالحہ علیہ و عندہ لو مضی الی علم اسکا یعنی اگر شرب صلح کا واقع ہوا برات کا ہو دعویٰ سے اور واقع ہوا مدعی کی ملک کا ہو مصالحہ علیہ میں اور واقع ہوا مدعا علیہ کی ملک کا ہو مصالحہ علیہ میں اگر مدعا علیہ مدعی کے ہو کچھ مقرر ہو مقرر صلح علیہ کی ملک کی قید ہو اور مصالحہ علیہ کی ملک اقرار اور انکار دونوں میں برابر ہو و ھو صحیح مع افراد و سکون او انکاسا اور صلح صحیح ہو مدعا علیہ کے اقرار یا سکوت یا انکار کے ساتھ صلح جائز ہو بدلیل قول حق تعالیٰ و لصلحہ خیر اور حدیث میں وارد ہے کہ ہر صلح جائز ہے فیہا بین المسلمین مگر وہ صلح جو حرام کو حلال کرے یا حلال کو حرام ٹھہراوے اتھی اور دفع ظلم کے واسطے رشوت دینا جائز ہے اور دفع ظلم کی رشوت وہ صلح نہیں جو حرام کو حلال کرے کذا فی الطحاوی فالاول حکمہ کبیع ان وقع عن مال بئال و حیثئذ ففجر فیہ احکام البیع کالشفعة والرضع بعدہ خیار و یہ و شرط سوا صلح مع الاقرار بیع کے مانند ہو اگر صلح واقع ہوا اس سے بمقابلہ مال کے اور اس وقت میں تو صلح میں بیع کے احکام جاری ہونگے چنانچہ شفعہ اور بالعیب و خیار روت اور خیار شرط اگر صلح واقع ہوئی ایک گھر کی دوسرے گھر سے تو دونوں گھر شفعہ و عیب ہونگا اور رد بالعیب طرح کے اگر میل صلح غلام ہو پھر نہیں مدعی عیب پاوے تو اسکو پھیر دینا جائز ہو اور اگر صلح کے وقت مصالحہ علیہ کو نہیں دیکھا تو دیکھنے کے بعد پھیر سکتا ہے اور یہی حکم ہو مصالحہ عندہ کا اور بیع کے مانند صلح میں اگر ایک شخص اپنے واسطے تین دن کا اختیار شرط کرے تو صلح صحیح ہے

و ان رشوت و دفع ظلم کی

و صلح

اور قسم لے شفع مدعا علیہ سے سو وہ قسم کھائے گذانی اشترک الیہ وجب فی صلح وقع علیہا باحدہما او باقران لان المدعی یاخذ ہا من المال
 حق اخذہ بوجہ اور شفعہ وجب ہوا میں صلح میں واقع ہوئی جو کھری سکوت یا انکار یا اقرار کے ساتھ اس واسطے کہ مدعی کو لیتا ہو بعض مال کے تو شفعہ اس
 موافقہ کے بموجب اچھے گمان کے ہم یعنی اگر ایک شخص نے دوسرے شخص سے مال کا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ سے مدعی سے ایک کھری صلح کر لی تو شفعہ جو کھری
 بموجب قسم مدعی و ما استحق من المدعی حصہ من العوض و رجح بالخصومة فیہ فیما صم المستحق الخ والعوض علیہ من اسکت
 یا انکار کی صلح کی صورت میں جب قدر مدعا یعنی مصالح عندہ تھی ملک غیر ثابت ہو تو قدر اس کے حصے کے مدعی عوض سے پھیرے مدعا علیہ کو اور بعض تھی میں
 خصوصیت راجع کرے تو مالک تھی سے جھگڑا شروع کرے بسبب مالی ہوئے عوض کے غرض سے ہم یعنی مدعا علیہ سے عوض اس واسطے داتا تھا تا خصوصیت مدعی دفع ہوا اور
 مصالح عندہ اسکے ہاتھ میں باقی رہی تا خصوصیت احد سے پھر وہ جب غیر کا ملک ٹھہرا اور مدعا علیہ کا مقصد صلح ہوا اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ مدعی کی خصوصیت بجا نہ تھی
 تو وہ مدعی سے عوض پھیرے گذانی الدر و ما استحق من المبدل رجح الی المدعی فی کلا وافی بعضہ اور بقدر بدل صلح سے مستحق ملک غیر ہو تو مدعی دعویٰ
 کیطرت رجوع کرے کل مدعا میں بعض میں یعنی اگر تمام بدل میں اتفاق ہو تو کل مصالح عندہ کا دعویٰ کرے اور اگر بعض میں ہو تو بعض میں دعویٰ کرے ہذا
 اذا المدعی الصلح بلفظ البیع فان وقع بہ رجح بالمدعی نفسه لا بالمدعی لان اقدار علی المباحۃ اقرار بالمملکۃ عین وغیرہ یعنی رجوع
 الی المدعی و صورت اتفاق بدل ہو تو یہ صلح بلفظ بیع نہ واقع ہوئی اور اگر صلح بلفظ بیع واقع ہوئی ہو تو خود مدعا یعنی مصالح عندہ کو پھیرے رجوع
 الی المدعی کی کچھ حاجت نہیں اس واسطے کہ مدعا علیہ اسکت یا انکار کی پیش قدمی مباحیت یا اسکت مدعی کا اقرار ہو چکا یعنی وغیرہ میں ہر وہ ملا اشترک المبدل
 کلا و بعضا قبل التسليم لہ ای المدعی کا استحقاق کہ لک فی الفصلین ای مع اقرار او مع سکوت و انکار اور مال کی بدل قبل تسلیم مدعی کے
 استحقاق بدل کے مانند ہو سیطرہ دونوں فصلوں میں یعنی صلح مع الاقرار میں صلح مع اسکت والا انکار میں مسمیٰ اگر صلح مع الاقرار ہو اور بدل ملا کہ بدل قبل تسلیم
 تو مدعی مصالح عندہ کو پھیرے اور اگر صلح مع الاقرار ہو تو دعویٰ کیطرت رجوع کرے اور بعض بدل کی ملا کی اتفاق بعض کے اندر ہو تو بقدر ملا کی صلح باطل ہوگی اور باقی
 میں رہی گذانی الخ و ہذا الواجب الی ما یتبعین والا یصل بل یرجع بختلہ عین اور یہ یعنی ملا کی بدل کا استحقاق کے مات ہو نا اس وقت ہو جبکہ
 بدل اس قسم سے ہو جو تعیین ہو جانا ہو تعیین سے اور اگر تعیین نہ ہو چکا ہے بل اور ذی تو صلح باطل ہوگی بلکہ بدل کے بدل کو مدعی پھیرے مدعا علیہ سے
 گذانی ایضہ صاکم عن کذا النسخ المتن والشرح و صوابہ علی بعض ما یدعیہ ای عین یدعیہا لحوالہ فی الدین لکما یصحی فلو ادعی علیہ
 حارا فضا کہ علی بیت معلوم منها فلو من غیرھا صح فہستانی لمدعی لان ما قضیہ من عین حقہ صلح کی بعض میں مدعا بہا یا تو صلح
 نہیں اس واسطے کہ جس مدعی نے قبضہ کیا وہ بعینہ کا حق ہو یعنی بعض حق و عین کی قبضہ واسطے لگائی کہ دیکھ دعویٰ میں بعض میں صلح کرنا چاہتا ہے چاہے آگیا
 تو اگر ایک شخص نے دوسرے شخص سے کھری کیا مدعا علیہ سے اس سے صلح کی اس کھری ایک میں کان پر تو صلح صحیح نہیں اور اگر اس کھری کے سوا اور کھری
 صلح کی تو صلح ہو گذانی انہما متانی شاح نے کہا میں اور شرح کے نسخوں میں صلح میں بعض مدعیہ اور جو عبارت میں تھا کہ صلح علی بعض با مدعیہ و
 حیلہ صحتہ ما ذکرہ بقولہ الا بزیادۃ شئی اخر کتوب و حرر فی المبدل فی صدر ذلک عوضا عن حقہ فیما بقی اور بعض میں مدعا
 بساکی صحت کا وہ حیلہ ہو جسکو مصنف نے اپنے قول سے ذکر کیا صلح مذکور صلح نہیں کہ بدل میں کوئی دوسری چیز چاہے ثوب اور دم کے زیادہ کرے سے
 تو وہ دوسری چیز عوض ہو جائیگی مدعی کے باقی جن سے ہم مثلاً کھری کیا اور مدعا علیہ سے اس کھری ایک کو ٹھہری اور چار دہا کیے صلح کی اگر چاہے صلح
 کہ کو ٹھہری کے سوا جو مدعی کا حق کھری میں باقی رہا اسکے عوض میں ہم پھر کھری کا بدلہ عن دعویٰ الیہ یا صلح بعض مباحات سے
 ابراہن کی کیا جائے باقی کے دعویٰ سے ہم یعنی دوسرا حیلہ مذکور کی نیت کا یہ ہو کہ کھری کے دعویٰ میں ایک کو ٹھہری پھر کھری کے ابراہن کی دار کے دعویٰ سے

ایک

ثابت ہوگا تو نکاح مدعی کا ثابت ہوگا تو صلح صحیح ہوگا و کان خلعا ولا یطیب لوصیلا اور مدعی نکاح کے حق میں بدل صلح بدل صلح ٹھہرے گا
اور مدعی کو حلال ہوگا اگر وہ دعویٰ نکاح میں کا ذب ہوگا مگر عدم حلت بدل سے مسئلے میں مخصوص نہیں بلکہ جمیع دعاوی کا ذب کی صلح میں یہ حکم جاری ہوگا
الطحاوی و یحلی لھا الزوج لعدم الدخول اور عورت کو زوج حلال ہوگا بواسطہ عدم دخول کے ولو ادعتہ المرأة فصاحکھا لہ بصیرو فایہ
وفقیہ و حرہ و ملقہ و محبہ فی الحبہ و لا اختیار و صحیح الصلح فی حرہ البیاس اور اگر عورت کے ایک مرد پر نکاح کا دعویٰ کیا اور مرد نے بدل
کی صلح کر لی عورت سے صلح صحیح ہوگی لکن فی الوتایہ و التقایہ و الدرد الملتقی اور صحیح کہا ہی عدم صحت کو مجتبیٰ اور اختیار میں اور صحت صلح کی تصحیح کی ہر دو باتیں
وان قتل العبد المآذون لہ رجلا عمدا العیشیہ صحیحہ عن نفسه لانه یس من تجارہ فلو یلزم الموتی لکن یسقط بہ القود و یؤخذ بالبدل
بدل عتقہ اور اگر عید مآذون لہ فی اثباتہ نے ایک مرد کو عمدتاً قتل کیا تو اسکا صلح کرنا اپنی ذات سے یعنی اپنی جان کے بچانے کے واسطے جائز نہیں اس واسطے
صلح نکاح تجارت کے باب میں تو صلح اسکے ہونے پر لازم ہوگی لیکن صلح سے قصاص غلام پر سے ساقط ہو جائے گا اور بدل صلح کا سوا عتد اس سے
ہوگا بعد اسکے آزاد ہونے کے وان قتل العبد لہ ای المآذون رجلا عمدا و صاکنہ المآذون عتد جائز لانه من تجارہ تم اور اگر عید مآذون کے
غلام نے ایک مرد کو عمدتاً مار ڈالا اور مآذون نے اپنے غلام کی طرف صلح کر لی ادلیاے قتل سے تو جائز ہی اس واسطے کہ وہ اسکے تجارت کے باب سے ہی یعنی
اس واسطے کہ اختلاف اسکا اسکی خریداری کے اندر تو جیسے مآذون کو غلام کا خرید کر ناجائز ہی ویسے ہی صلح کر کے اسکی جان بچا جائیگی جائز ہی و المکاتب کا کسر
اور عید مکاتب آزاد کے اندر ہی جو صلح میں اپنی ذات سے اس واسطے کہ وہ سے کے کسر سے خارج ہو و الصلح عن المصوب الہا لک علی الذ من قبضہ
قبل القضاء علی القیمۃ جائز کہ صلح بخرض اور صلح کرنا مفسوب مالک سے اکثر پر اسکی قیمت قیمت کسک ہونے سے بدل جائز ہی جیسے مفسوب
صلح بخرض من اسباب صلح ہی ہر مسئلہ ایک شخص سے دوسرے غلام کا جیسی قیمت تیار ہو غصب کیا اور وہ غلام مر گیا پھر ہنوز قاضی نے اسکی قیمت دینے کا حکم
میں دیا کہ قاضی نے دو ہزار ایک اسکا مالک سے صلح کر لی تو یہ جائز ہی امام کے نزدیک جیسے ہباب و دیگر صلح جائز ہی خواہ اسکی قیمت ہم یا زیادہ و فلا یقتل
بینه الناصب بعد لای الصلح علی ان قیمته اقل ما عدلہ علیک و جب مفسوب مالک کی قیمت سے زیادہ صلح جائز ہوئی تو بعد صلح کے قاضی
کے نواہ اسپر قیمت مفسوب کی کمتر صلح علیہ سے قبل نہیں ولا رجوع الناصب علی المصوب منہ بشئ کما لو تصادقا بعد ہ انہا اقل
جحد او فاضل کو کوئی چیز پھر لینا جائز نہیں مفسوب منہ سے جیسے کہ رجوع نہیں اگر دونوں بعد صلح کے اتفاق کریں پھر کہ قیمت کمتر ہو صلح علیہ سے
لکذا فی الجبر ولو اعتق موسر عبد امشور کا فصا لہ الموسر الشراک علی اکثر من نصف قیمته لایجوز لانه مقدرا شرا فطلبا الفصل
اتفاقا اور اگر الدار نے شریک غلام آزاد کیا پھر الدار نے اپنے شریک سے غلام کی قیمت نصف سے زیادہ تر صلح کی تو جائز ہی اس واسطے کہ قیمت میں کمی ہو شرا
مقدور خصوص علیہ ہو تو قیمت پر یا قی باتفاق امام اور صاحبین کے باطل ہی کا صلح فی المسئلۃ الا ولی علی اکثر من قیمتہ المصوب بعد القضاء
بالقیمۃ فانه لایجوز لان تقدیر القاضی کا الشارح چنانچہ مسئلہ اولیٰ میں مفسوب کی قیمت سے زیادہ تر صلح کرنا بعد از حکم قیمت جائز نہیں اس واسطے
قاضی کا قیمت کرنا صلح کے ٹھہرنے کے اندر ہی یعنی اس واسطے کہ قاضی اجازت انکام شرعیہ میں شایع کا نائب ہو اللہ تعالیٰ اعلم و کذا لو صلح بخرض من
وان کانت القیمۃ اکثر من قیمتہ مفسوب تلف لعدم الرجاء اور صلح اگر کمتر کرے جو من اسباب اور صلح کے صلح ہو اگرچہ اسباب کی قیمت
مفسوب مالک سے زیادہ ہو بسبب عدم ربوہام اس واسطے کہ یہ تو محض نہیں ہوا اور صورت اختلاف میں فالصلح فی الخیارۃ العدم مطلقا ولو فی نفس
صداق ابل اکثر من الدبۃ ولا رض او باقل لعدم الزوا اور صلح صحیح ہی جنابت عمر میں مطلقا اگرچہ صلح قتل نفس میں ہو اقرار کے ساتھ اکثریت
اور ارض سے یا کمتر سے بواسطہ عدم ربوہام عدمین مطلقا صلح درست ہو خواہ عدم نفس میں ہو خواہ مآذون نفس میں خواہ صلح اقرار سے ہو یا انکار یا سکوت

اور اگر بطلان لازم ہو اور اگر جائز نہ کہے تو صلح باطل ہو و الخلف فی جمیع ما ذکرنا من الاحکام الخمسة کا اصرار و خلع جمیع مذکورات میں احکام خمسہ صلح کے اندر ہم یعنی جبکہ خلع صادر ہو فضولی سے عورت کی طرقت سے بوض بطل کے تو اگر فضولی بطل خلع کا ضامن ہو یا اسکو اپنے ال بطرقت نسبت کرے یا اشارہ کرے تو صحیح ہو اور فضولی کو بطل لازم ہو اور وہ متبرع ہو اور اگر بطل کو مطلق نہ کرے تو اگر تسلیم کرے تو صحیح ہو اور نہیں تو عورت کی اجازت پر موقوف ہو ادعی و حقینہ دار و لا ینتہی لہ فصل الحکم النکاح لقطع الخصومة جاز و طاب لہ البدل لو صدقانی دعواه و قبل فاقولہ صا حاکم جانا لا یطیب لاندہ بیع معنی و بیع الوقت لا یصح ایک شخص سے ایک گھر کے وقف ہونے کا دعوی کیا اور دعوی کے کو انہیں پھر دعا علیہ منکر وقت قطع وقت کے واسطے اس سے صلح کر لی تو جائز ہو اور دعوی کے واسطے بطل صلح کا لینا حلال ہو اگر وہ اپنے دعوی میں بجا ہو اور بعض کے کہنا قائل ہیں قتل کا صا حاکم جانا ہو کہ بطل مذکور حلال نہیں اس واسطے کہ یہ صلح حقیقت میں بیع ہو اور بیع وقت کی صحیح نہیں کی صلح بعد صلح فالنکاح باطل جس صلح کے بعد صلح کے ہو تو دوسری صلح باطل ہی صلح ثانی ہوتی باطل ہو کہ علی سبیل الاسقاط ہو اور جبکہ عوض صلح ہو پھر دوسری عوض صلح ہو تو دوسری صلح جائز ہو اور اول صلح فسخ ہو جائیگی انتہی کے لذلک فی الطحاوی عن ابی اسعد و کذا النکاح بعد النکاح و الخوالة بعد الخوالة و الصلح بعد النکاح و الصلح بعد النکاح اور جو الیہ حوالہ کے اور صلح بعد بیع کے باطل ہی بیع سناہ نکاح خلائی ہی جامع الفصولین میں ہے ایک عورت نکاح کیا پھر ہزار ہزار پھر اس سے نکاح و ہزار ہزار پھر کیا تو ہزار ہزار کا مرتب ہو گا اور بعضوں کا ہزار ہزار کا مرتب ہو گا اتنی اور نہیں ہیں کہ ہر معلوم پر نکاح کیا پھر دوسرے مرتبین سے نکاح کیا تو دونوں تنہا ثابت ہیں ثلث میں کذا فی حاشیۃ الشیخ المجموعی اور صلح بعد بیع کے یہ صورت ہے کہ ایک شخص نے گھر دوسرے سے مول لیا پھر شری سے بائع پر دعوی کیا کہ گھر میرا ملک ہے بطل اس سے صلح کی تو صلح باطل ہو پس بیعت فیض کے واسطے کہ اقدام شری کا خرید پر ملک بائع کی دلیل ہو پھر دعوی اور صلح بعد اس کے صریحاً متناقض ہو جامع الفصولین میں ہے کہ اگر خریداری بعد صلح کے ہو تو منسوخ دیر می صحیح ہو اور صلح باطل ہو کذا فی الطحاوی و الاصل ان کل عقد بعد فاشانہ باطل الا فی ثلاث مذکورہ فی بیوع الاشیاء و الکفالة و الشراء و الا جارة فلتراحم اور قاعدہ کلیہ سلطان ثنائی وغیرہ کا یہ ہے کہ جو عقد دوسری یا بیعت ہو عقد ثانی باطل ہو اگر تنہا عقدین میں جو اشیا کی کن بالبیوع میں مذکور ہیں عقد ثانی باطل نہیں یعنی عقد کفالت اور عقد شرا و عقد عارہ اور اگر ایک طرف راجع کرنا چاہتے ہیں تو اگر دعا علیہ سے ایک ضامن لیا پھر دوسرا ضامن لیا تو صحیح ہو اور ضامن اول ضامن ثانی کی ضمانت سے بری الذمہ ہو گا چنانچہ خاتم میں ہے اور شرا بعد شرا جبکہ ثمن اول کے مغایر ہو طرح کہ اس سے زیادہ ہو یا کم تو عقد اول شتم ہو گا اور ثنائی معتبر ہو گا اور اگر عقد ثانی ثمن اول کے برابر ہو تو اول شتم ہو گا و الا حارۃ علی ہذا القیاس کذا فی الطحاوی اقام المدعی علیہ ینتہ بعد الصلح عن انکار ان المدعی قال قبلہ قبل الصلح لیس لی قبل فلا ینفق فالصلح ماضی علی الصلح دعا علیہ نے گواہ قائم کیے بعد صلح کے جو دعا علیہ کے انکار سے ہوئی کہ مدعی نے کہا تھا قبل صلح کے کہ یہ ایک شخص نہیں بلکہ اس کے جانب تو صلح جاری و نافذ ہو چکی ہو اگر وہ اس طے مقبول نہیں کہ شاید مدعی کا حق ثابت ہو البتہ اس قرار کے بخلاف مسئلہ لاحقہ کے کہ نہیں مدعی کا یہ قرار ہے کہ وہ بطل ہی اپنے دعوی میں ولو قال المدعی بعدہ ما کان لی قبلہ قبل المدعی علیہ حق بطل الصلح بحقوق المصنف و هو مفید لا طلاق العا دیۃ اور اگر مدعی نے صلح کے بعد کہا کہ میرا دعا علیہ کی جانب کچھ حق نہیں صلح باطل ہو کہ ثنائی ہی ہر مشفق اپنے شرح میں کیا کہ اگر الرائق کی مذات الطلاق عادیہ قیدی کی لگانے والی ہر عادیہ کی عبارت یہ ہے کہ مدعی کا یہ تھا کہ تم نے بعدہ ان لائشی علیہ بطل الصلح اتنی یعنی کہنے دعوی کیا سو دعا علیہ نے اس سے مصالحہ کر لیا بعد اس کے ظاہر ہوا کہ اس کچھ حق نہیں تو صلح باطل ہو تو ظہور عدل حق بعد الصلح میں یہ قید ہو کہ ظہور عدل حق بعد صلح کے صلح کے قرار سے مراد ہی مصالحہ کے اس اقرار کی گواہی سے جو اقرار کہ صلح پر مقدم ہو کذا فی الطحاوی خود نقل عن حنفیہ البزاز یہ انہ لو ادعی الملائک بیحۃ اخوی لہ بطل فلیجہر پھر مصنف نے اپنی شرح میں بزاز یہ کی کن بالمدعی سے نقل کیا کہ اگر مدعی ملک کا

کتاب النکاح

دعویٰ کہ دوسری چیز سے صلح مذکور باطل نہیں ہے اس تناقض بطلان اور عدم بطلان کی تحریر کیا جاتا ہے ہم خلاصہ مفہوم ہزارہ کا یہ ہے کہ بطلان صلح امر متعین
ہو چکا بلکہ اگر اقراری ہو چنانچہ اولاً ہر چیز میراث دعویٰ کہ بھروسہ میراث کی وجہ سے میراث نہیں ہے اگر لکھ لکھ میراث حق نہیں بطریق میراث کے پھر دعویٰ کہ
کہ میراث حق ہو بطریق میراث یا ہر ایک کے صلح باطل نہیں اتنی طحاوی نے کہا تحریر کی وجہ حاجت نہیں کہ ہزاری نے تھا اقرار کی بطلان صلح میں تبد لگائی ہو تو
ہمیں کچھ کمال نرا والصلح عن الدعوی الفاسدة یصح وعن الیأطلة لا والفاحدة ما یحکم فیصلح الجسر اور صلح اگر دعویٰ فاسد ہے
صحیح اور دعویٰ باطل صلح صحیح نہیں دعویٰ فاسد وہ ہے جس کی تعلیم ممکن ہو کہ بذاتی الیوم دعویٰ فاسد وہ ہے جس میں تناقض واقع ہو اور صلح دعویٰ برقع تناقض
ہو مثلاً اور دعویٰ باطل جیسے شراب اور سو کا دعویٰ مسلمان سے تو باطل وہ ٹھہر جائے گی صلح ممکن نہیں اور بخلاف دعویٰ باطل صلح ہو دعویٰ حد سے اور دعویٰ جرت
ناک یا غیبی یا تصدیق عجز سے کہ انی الطحاوی و فی الاشباہ ان الصلح عن انکار بعد دعویٰ فاسدة فاسد الا فی دعویٰ مجھول فحاز فی حفظ
اور اشباہ میں تحریر کی ہو صلح انکار دعویٰ سے بعد دعویٰ فاسد کے فاسد ہو کر مجھول کے دعویٰ کے بعد جائز ہو تو اسکو اور کھنا چاہیے صلح طحاوی نے کہا صلح
تحریر یہی ہو جو اتق نے تفصیل ذکر کی کہ دعویٰ فاسد سے صلح صحیح اور باطل سے صلح صحیح اس واسطے کہ ہزارہ میں کو جو کہ علما سے حوازم کا فتویٰ اس پر ٹھہر گیا ہے
کہ جس دعویٰ فاسد کی تعلیم ممکن نہیں ہے صلح صحیح نہیں اور جس کی تعلیم ممکن ہے صلح صحیح نہیں اس میں حد میں غلطی واقع ہو تو صلح صحیح ہو اتنی و قبل اشتراط
صحة الدعوی لصحة الصلح غیر صحیح مطلقاً فیصلح الصلح مع بطلان الدعوی کما اعتدہ صدر الشریعۃ احتساباً و استیضہ
ایں کمال وغیرہ فی باب الاستحقاق کما مر فرجاء اور بعضوں نے کہا شرط کرنا صحت دعویٰ کا صلح کی صحت کے واسطے غیر صحیح ہی مطلقاً خواہ اسکی
تعلیم ممکن ہو یا نہ ہو صلح صحیح ہو بطلان دعویٰ کے ساتھ چنانچہ صدر الشریعہ نے شیخ دناپس کو آخراً صلح میں اس پر اعتماد کیا ہوا ذات لکھا ہے اسکو ابن کمال
وغیرہ نے باب الاستحقاق میں چنانچہ مذکور ہو چکا تو اسکی طرف مرجع کہ صلح طحاوی نے کہا بخلاف قول مفتی بہ معلوم ہو چکا اور صدر الشریعہ نے جو اسکی دلیل
پاڑی ہے کہ جب حق مجھول کا ایک گھر میں دعویٰ کرے پھر صلح ہو کسی چیز پر صلح صحیح ہی ہو سو مفید اطلاق نہیں بلکہ صلح فقط دعویٰ مجھول میں صلح صحیح ہو
اس واسطے کہ اس دعویٰ کی تعلیم حق مجھول میں کر دینے سے صلح کے وقت ممکن ہو و صلح الصلح عن دعویٰ حق الشرب حق الشبعة و حق و ضم
البحر و علی الاصل اور صلح صحیح ہو صلح دعویٰ حق شراب سے اور حق شفعہ اور دیوار پر حصینان رکھنے کے حق سے بقول صلح شراب بلکہ صلح عبارت ہو
لینے کی باری سے سابق مذکور ہو چکا کہ حق شفعہ سے صلح جائز نہیں تو وہاں مراد یہ ہے کہ ثابت حق شفعہ سے جائز نہیں اس واسطے کہ حق شفعہ مال نہیں جسکا
معاوضہ درست ہو اور یہاں مراد یہ ہے کہ دعویٰ حق شفعہ سے صلح صحیح ہو دفع میں کے واسطے یعنی تا مدعا علیہ کو در صورت عدم بینہ دعویٰ قسم لکھائی پڑے
الاصل انہ متى توجهت الیمن نحو الشخص فی ای حق کان فاقدی الیمن بدراھم جائزاً فی دعویٰ المغیر جتہ بخلاف
دعویٰ حد و نسب و اراد حقوق مذکورہ کے دعویٰ سے صلح کا قاعدہ یہ ہے کہ جب قسم متوجہ ہوئی ایک شخص کی جانب کسی حق میں ہو سو اسنے میں سے
بہرے درم دیے تو جائز ہی بیان کیا کہ دعویٰ تغیر میں مندرجہ قسم جائز ہے کہ انی مجتبیٰ بخلاف دعویٰ حد و نسب کے کہ انی الدرہم دعویٰ تغیر کی صورت ہو کہ
ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اسنے میری بکفیر یا بغلیل کی یا بکجو عیب لگایا اور قسم مدعا علیہ پر لکھ دی سوائے قسم کے کہ بے درم دیے بقول اصح
جائز ہو اور دعویٰ نسب کی یہ صورت ہو کہ مثلاً عورت کے دعویٰ کیا کہ یہ بیٹا جو اس سے لگا ہے میرے بیٹے سے سو کر ترک دعویٰ نسب صحیح کیا تو جائز نہیں
الصلح ان کان بعض المعاضد بان کان دینا بعین یتقن بقبضہ ای بقبضہ المتعاضدات اور صلح اگر معنی معاوضہ نہ ہو بلکہ دین کا
معاوضہ ہو معنی سے صلح ٹوٹ جاتی ہو ورنہ ان کے توڑنے سے یعنی تصالح کے نسخ کرنے سے وان کان لا بعضا ہا ای المعاضد بل بعضی
استیفاء البعض استقاط البعض فلا تصح اقلانہ ولا نقصہ لان الساقط لا یعود قیۃ و صیرفۃ فی حفظہ اور اگر صلح بعضی معاوضہ نہ

بلکہ بعضی اشخاص بعض حق اور اسقاط بعض حق کے ہو کر صلح کا قائل نہیں ہونے کا اور اس واسطے کہ ساقط چیز نہیں بھرتی کذا فی القیۃ والصلح فیہ تو اسکو راجع
 رکھنا چاہیے ولو صلح عن دعوی دار علی سکنہ میت منہا ابدال او صلح علی دواھما علی اخصا د او صلح مع المودع بعد دعوی
 الہلاک لہ صلح الصلح فی الصور الثلاث سراجیۃ اور اگر گھر کے دعوی سے صلح کی نہیں ہے ایک کو ٹھہری کے ہمیشہ رہنے پر صلح کی ذر سونے دینے
 پر کیفیتوں کے کاٹنے تک صلح کی مستوع سے مستوع سے بلا دعوی ہلاک و ولایت صلح نہیں تینوں صورتوں میں کذا فی الشرع فیہ بعد دعوی
 الہلاک لہ لو ادعاہ و صلحۃ قبل الیمین صحہ بہ یفی خایۃ مصنف نے عدم دعوی ہلاک و ولایت کی قید اس واسطے لگائی کہ
 اگر ہلاک و ولایت کا دعوی ہو اور صلح کرے قبل قسم کھانے کے تو صلح صحیح ہو سی قول کا فتویٰ ہو کذا فی الخانیہ و یصلح الصلح بعد صلح المدعی
 علیہ و فی الذرائع با قامة البینۃ اور صلح مدعا علیہ کے قسم کھانے کے بعد صلح ہوتا کہ گواہ لائے گا جو کراؤن ہو جائے یعنی صلح مذکور اس واسطے
 جائز ہو تاکہ دعوی گواہ لا کر چھوڑا قائم کرے ولو برہن المدعی بعد اعلی اصل الدعوی لہ تقبل الا فی الوصی عن مال الیتیم علی انکار
 اذا صلح علی بعضہ فم وجد البینۃ فانہا تقبل اور اگر گواہ لاوے مدعی بعد صلح کے صلح دعوی پر تو مقبول نہیں مگر وصی کے دعوی میں یتیم
 کے مال سے مدعا علیہ کے انکار پر جبکہ وصی صلح کی ہو مدعا علیہ منکر سے بعض مال پر پھر وصی نے تمام مال یتیم کے گواہ پائے تو گواہ مقبول ہیں ولو بلغ
 البینۃ فاقامہا تقبل ولو طلب بینه الا یحلف اشباہ اور اگر یتیم لڑکا بالغ ہوا پھر اسے گواہ قائم کیے تو بعد صلح کے گواہ مقبول
 ہیں اور اگر مدعا علیہ سے قسم طلب کیات تو قسم لی جائے گی کذا فی الاشباہ طلب بینه مقبول ہی یعنی اگر وصی بعد صلح کے مدعا علیہ سے قسم چاہے
 یا یتیم قسم چاہے بعد بیع کے تو قسم لی جائے گی کذا فی الطحاوی عن جواشی الاشباہ و قبل الا جہام بالاول فی الاشباہ و بالثانی فی السراجیۃ
 و حکماہ فی القیۃ مقدم مال الاول اور دوسرا قول یہ ہو کہ صلح بعد حلف مدعا علیہ صحیح نہیں یقین کیا ہوا اول قول پر یعنی صلح پر اشباہ میں اور قول
 ثانی پر یعنی عدم صحت پر سراجیہ میں اور دونوں قولوں کو تنبیہ میں ذکر کیا ہو پہلے قول کو پہلے بیان کر کے ہم قول ثانی یعنی عدم صحت مدعا علیہ کا قول
 ہر خیانتہ میں یعنی میں ہوا اور قول اول محمد بن حسن کی روایت ہوا امام سے کذا فی الطحاوی طلب الصلح والا براء عن الدعوی لایكون قرارا
 بالدعوی عند المتقدمین و مخالفہ المتأخرون والا دل اہم بواذنیہ درخواست کرا صلح کا دعوی سے اور درخواست ابرا کا دعوی سے دعوی یعنی
 ہوا کا اقرار نہیں مقدمین کے نزدیک اور علماء متأخرین ان کے مخالفین اور بربا قول صحیح تر ہو کذا فی البیرونی بخلاف طلب الصلح عن المال والا براء
 عن المال فانہ اقرار اشباہ بخلاف درخواست صلح کے مال سے اور درخواست ابرا کے مال سے کہ وہ اقرار ہوا کذا فی الاشباہ و جہا علی یہ ہو کہ صلح
 عن البرعوی بالبرع عن الدعوی سے قطع نزاع مقصود ہی تو ثبوت حق لازم نہیں بخلاف صلح عن الحق بالبرع عن الحق کے کہ وہ ثبوت حق کا مقتضی ہی صلح
 عن عیب او دین و ظہر عدلہ او ذال العیب بطل الصلح و یخرج ما اخذہ اشباہ و در صلح کی مانع سے عیب سے یا دین
 دین سے اور عدم دین یا عدم عیب یا عیب سے کا دور ہو کہ صلح بطل ہوگی اور اسکو پھر جسکو اسنے لیا یعنی بدل صلح کذا فی الاشباہ والدر
صلح دعوی الدین یا صلح دعوی دین کے احکام میں الصلح الواقع علی بعض جس مالہ علیہ من دین و غضب
 اخذ بعض سقہ و حیا لیا قید کا معاوضہ لارہو صلح کہ واقع ہوا اس مال کی بعض جس پر جو مدعا علیہ ثابت ہو دین یا عیب سے وہ اپنے بعض حق کا لینا
 اور اتنی حق کا کھانا اور زائل کرنا معاوضہ میں یہ بیاج کے سبب سے یعنی اسکو معاوضہ قرار دینے کی اور راجہ قی عیب سے بیاج نہ لازم آئے اور وہ
 صلح نہیں اور عاقل کا تصرف بقدر امکان صحت پر محمول ہی و حیثین فقہ الصلح بلا اشتراط قبض بدلہ عن الف حال علی ما عدا حالہ
 میں یعنی جسکی صلح مذکور اخذ بعض حق اور اسقاط بعض حق ٹھہرے نہ معاوضہ تو بدون شرط ہونے قبض بدلہ کے صلح صحیح ہو ہزار بار مدت سے سو

بلا مت پر ہم بل صلح سے بیان بدل ظاہری مراد پر بقدر صلح واقع ہوا اور حقیقت یہاں بدل نہیں بلکہ وہ بعض حق کا اینا ہوا اور یہ مثال فطرتا
بعض حق کی ہوا اور علی الف مؤجل یا صلح صحیح ہی ہزار بلا مت سے ہزار مؤجل پر ہم اس مثال میں صحت حلول کا اسقاط ہی وعن الف جہا علی مائتہ
سز جوف اور صلح صحیح ہی ہزار مؤجل سے کھٹے سودم پر ہم اس مثال میں اعتبار اور صحت دونوں کا اسقاط ہی ولا یصح عن دراہم صلح
دنا بنو موجلة لعدم الجنس فکان منہ فلو یجزئ سیئۃ اور صلح صحیح نہیں دراہم سے دائرہ موجبہ پر سبب نے جنس کی توبہ عقد صرف نہیں اور بطوری
نسبتہ جائز ہو گا م یعنی دینا حق کی جنس نہیں ہے کہ اخذ بعض حق بطور کے صلح موجبہ جائز ہو بلکہ یہ معاوضہ ہی عقد صرف کا توبہ صحیح نہ ہوگی اور الف مؤجل
علی نصفہ حالاً الا فی صلح المولی مکاتبہ فیجوز فی صلح یا صلح صحیح نہیں ہزار سودم مؤجل سے ہاں سودم بلا مت پر مگر یہی کی صلح میں اپنے مکاتبہ
جائز ہو گا فی الزلیع ہم اصل یعنی مدت مدیون کا حق تھا بعد مدینہ توفیق مجمل کا لینا عوض ہوا اصل سے اور اصل کا عوض لینا حرام ہی بخلاف صلح
مولی اس واسطے کہ احسان مولی کا ظاہر ہے معاوضہ سے کذا فی الطحاوی فی الخصا او عن الف سود علی نصفہ بیضاء والا صلح ان الاصل
ان وجد من الدائن فاستقاط وان منها فعدا و صلح صحیح نہیں ہزار سیاہ درم سے ہاں سودم درم پر اور قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ احسان
اگر دائن کی طرف سے ایجاب تو اسقاط حق ہی اور اگر دائن اور مدیون دونوں کی طرف سے پایا جائے تو وہ معاوضہ ہم دائن کا احسان ہی کہ
صلح کرے جو اس کے حق سے کٹے ہو مقدار یا نصف یا وقت میں اور دائن اور مدیون کا احسان یہ کہ صلح میں ہر چیز داخل ہو جس کا دائن مستحق نہیں ہوگا
سفید درم کا ہونا یا سیاہ کے یا تجمل موجب کی یا ایک جنس کی صلح ہونی دوسری جنس سے بجز جب معاوضہ نہ ہو معاوضہ کا حکم نہیں چاہی ہو گا اگر
بیان یا بیع کا اثبات ہو گا تو معاوضہ ناسد ہو گا اور نہیں صحیح ہو گا کذا فی الطحاوی قال لرجلہ ادا لی خمس مائتہ خدا من الف لی علیک سے
انک بری من النصف الباقی فقبل وادی فیہ بری وان لم یؤد ذلک فی الغد عا دینہ کما کان لغواة التقتیل الشرط
و ان نے اپنے مدیون سے کھائے آمیرے پاس ہاں اسکو کل اس ہزار سے جو میرے تجھے میں اس شرط پر کہ توبری الذمہ ہو جائے گا نصف باقی سے سودم
نے قبول کیا اور اسیدین ہاں سودا کیے توبری الذمہ ہو گا اور اگر اس ہاں اسکو کل کے دن ادا کیا تو اسکا دین پورا بچھ آئے گا چنانچہ پہلی شرط کے تھا
بسیب فوت ہونے شرط کی تقید کہ کم قول مذکور میں شرط صریح نہیں بلکہ شرط ضمنی ہی لفظ علی تو گویا دائن نے ہاں سودا کرنے کی کل قید لگائی ہوتی
میں تو در صورت عدم ادا شرط ثابت نہ ہوگی و وجوہا خمسة احدھا هذا والثانی ان لہ یوقت بالغذم لہ لاندہ ابراہم مطلق
اور اس مسئلے کی پانچ صورتیں ہیں ایک انہیں سے یہی صورت ہو جو مذکور ہو چکی اور دوسری صورت یہ ہے کہ اگر دائن سے کل کی قید
نہ لگائی تو عدم ادا سے دین اعادہ کرے گا اس واسطے کہ وہ مطلق ابراہم صورت مسئلہ یہ ہے کہ دائن نے مدیون سے کما کہ مجمل ہاں سود سے ہزار سے
کہ توبری ہی جاتی ہے تو اگر مدیون ادا کرے گا تو دین کا اعادہ ہو گا کیونکہ قول مذکور ابراہم مطلق جو ابراہم مطلق ہاں سود سے ہوا کہ جیسا کہ ادا تو ہے
کیا تو ادا سے غرض صحیح نہ رہی کیونکہ مدیون پر تو ادا واجب ہی ہر وقت توبرات مقید یا دوسری والثالث وکذا الوصلحہ من دینہ علی نصفہ
بدفعہ الیہ خدا و ہو بری ما فضل علی اندہ ان لہ مدفعہ خدا فالکل علیہ کان الامر کا لوجه الاول کما قال لاندہ صریح
بالقید اور تیسری صورت یہ ہے اور یہ صلح اگر دائن صلیح کرے اپنے دین سے نصف دین پر کہ مدیون اسکو کل نصف دین ادا کرے اور مدیون زائد
از نصف سے بری ہو اس شرط پر کہ اگر اسکو کل نہ تو تمام اس پر ثابت ہی تو حکم پہلی صورت کے مانند ہو گا جیسا کہ دائن نے کما اس واسطے کہ ہر
قول میں برات کی صریح تقید ہو ہم تو اس صورت میں اگر مدیون قبول کرے یعنی ادا داجی کرے تو باقی سے بری ہو گا اور اگر کل ادا کرے گا تو سبب
اس پر قائم ہو یا الاجماع کذا فی شرح الوقایہ والارابع فان ابراہم علی نصفہ علی ان یعطیہ ما بقی خدا فہو بری وادی الباقی فی الغد

اولاً بعد ایتہ بلا بلا کلاماً اور جو حق صورت یہ ہو سواگر دائن نے مدیون کو بری کر دیا نصف دین سے پہلے کہ مدیون سکوا باقی از نصف
کل ہے تو وہ بری ہو گا باقی کو کل ادا کرے یا نہ کرے اس واسطے کہ دائن نے پہلے اگر ذکر کیا نہ ادا کو بخلاف صورت ثانیہ و الخامس لوعلق بصرہ الشرح کان
ادبت الی کذا اذا اوعی کا یہی کلام ابراء القرمہان تعلیقہ بالشرط صحیحاً باطل لانه تعلیق من وجہ اور پانچون صورتہ کہ اگر دائن
کو صریح شرط کے ساتھ ملے کہ چنانچہ یوں کہ اگر تو بخیر اس قدر ادا کرے یا جب باجسوت ادا کرے تو اب صحیح ہوگا اس واسطے کہ ابراہیم کی تعلیق صریح
شرط کے ساتھ باطل ہے کیونکہ ابراہیم ادا سے تعلیق ہی مبنی اگر یوں کہ اگر تو بخیر اس قدر دے تو تو بری اگر نہ دے تو تو صحیح نہیں اس واسطے
کہ ابراہیم کی تعلیق اور اسقاط دونوں مبنی ہیں ہوا سقاط کی تعلیق شرط کے ساتھ سنائی نہیں اور نہ ایک تعلیق کے سنائی ہی تو ہوتے دونوں معنوں کی
رعایت کی اور نہ اگر تعلیق صریح ہو یعنی بحرف شرط تو اب صحیح نہیں اور اگر تعلیق صریح ہو چنانچہ بلطف علی ہو جیسے اگلی جا صورتوں میں ہے تو ابراہیم
صحیح ہی کہانی شرح الوفا یہ بتیج وان قال المدیون لا خیر سوا الا قولک بآلک حتی توخر عنی او عطف عنی ففعل الدائن المتأخیر
والخط صحیح لانه لیس بملک علیہ اور اگر مدیون نے دوسرے یعنی دائن سے مخفی کیا کہ میں تیرے مال کا اقترا ذکر ہوں گا جب تک تو بخیر یا خیر نہ
مطالبہ دین سے یا میرے اوپر سے کچھ دین کم کر ڈالے سو دائن نے تاخیر یا اسقاط بعض دین کیا صحیح ہی ہے اس واسطے کہ مدیون دائن پر زیر رستی
کونے والا نہیں ہے بلکہ جائز تو بعد از خفی الحال مطالبہ نہیں کر سکتا اور بعد کم کر ڈالنے کے پورا دین نہیں لے سکتا کہ دانی النع ولو اعلن ما قالہ
سوا اخذ منه الکل للحال بہ اور اگر اعلان سے کہا وہ قول جو مخفی کیا تو دائن مدیون سے پورا دین فی الحال لیس اعلان سے مراد یہ ہے کہ جو
تاخیر اور اسقاط اول لوگوں کے سامنے کی اور یہ مراد نہیں کہ اول مخفی تاخیر اور اسقاط پر صلح کر کے پھر اعلان کیا اس واسطے کہ اگر تاخیر یا خیر نہیں اعلان
میں پورا دین خود وقت فی الحال لے گا جبکہ دائن ساکت رہا اس واسطے کہ اگر کم کر دیا علانیہ یا اقترا کر کے گا تو صحیح ہوگا بلکہ اعلان اول ہی اخفا سے ولو
ادعی الفادہ صحیح فقال افردی بھا فان احط منها مائة جازر بخلاف علی ان اعطیک مائة لانه رشوة اور اگر دائن نے ہزار کا
دعویٰ کیا اور مدیون اسکا منکر ہو سو دائن نے کہا کہ میرے ہزار کا اقترا اس شرط پر کہ میں ہزار سے سو کم کر ڈالوں گا تو کم کر ڈالنا صحیح ہی بخلاف اس قول
کہ ہزار کا اقترا اس شرط پر کہ میں سو درم دوں گا اس واسطے کہ یہ رشوت ہی ولو قال ان افردت لی حططت لك منها مائة فاقصر صم الافراد
لا احط بھبی اور اگر دائن نے کہا کہ اگر میرے ہزار درم کا تو ادا کرے تو میں تیرے اوپر سے ہزار کے سو کم کر ڈالوں پھر مدیون نے ہزار کا اقترا کیا تو اقرار
ہی نہ کر ڈالنا کہ دانی کہ جی ہوا اس واسطے کہ اگر بشرط صریح جائز نہیں بخلاف مسئلہ گذشتہ کہ اس میں تعلیق معنوی ہی نہ صریح الدین المشترك بسبب متحد
کثیر مبین ببع صنفہ واحدة او دین مودوت اذ فیما مستهلك مشترك اذا قبض احدھا شیئاً منہ شاکرہ الاخر فیہ
ان شاء واتبع الغرض کما یأتی جو دین کہ مشترک ہی وہ شخصوں میں ایک ہی سبب چنانچہ میں اس سبب کا جبلی بیج بصفقہ واحد ہوئی یا کہ دین دونوں کا
موروث ہو یا مستهلك مشترک کی قیمت ہو جبکہ ایک شریک دین مشترک سے کچھے گا تو دوسرا شریک اس میں شریک ہو جائے گا اگر وہ چاہے یا مدیون کا چھپا کر
یعنی دین کا مطالعہ کہ چنانچہ ہمارا ذکر دیگام میں بیج شامل ہی اس صورت کو جبکہ دونوں شریک بیج میں شریک ہوں اس طرح کہ بیج ایک ہی چیز ہو یا شریک
دونوں اس طرح کہ وہ چیز ہوں ہر شخص کی ایک چیز علیحدہ ہو لیکن دونوں کی بیج بصفقہ واحد ہو بلا تفصیل میں اور بصفقہ واحد کی قید میں صورت
نکالنے کے واسطے لگائی کہ جب ایک غلام دو شخصوں میں شریک ہو سو ایک شخص نے اپنا حصہ ایک مرد کے ہاتھ بانٹو کو یا اور دوسرے شخص نے اسی
مرد کے ہاتھ اپنا حصہ بھی بانٹو کو یا اور ایک بیٹا ہزار درم کا لکھ تو اس صورت میں ایک شخص دوسرے کے مقبرہ میں شریک ہوگا اس واسطے کہ بصفقہ
ہو اور شراکت میں یہ ضرور ہے کہ دونوں مقدار میں بصفقہ میں برابر ہوں اس واسطے کہ اگر دونوں شخص بیج بصفقہ واحد کریں ہر شخص سے فلاں

مورد میں اور غلامی کا حصہ یا سود میں ہر ایک شخص میں سے کچھ قبض کرے تو وہ جس کی زمین شراکت ہو اس کے لئے تفریق تسمیہ یا بعین کے میں
تفریق نصفہ کے اندر کذا فی الطحاوی مختصر و حینئذ فلو صدق احدہما عن نصیبہ علی ثوب ای علی خلاف جنس الدین اخذ الشراک
الاخر نصفہ الا ان یضمن لہ ربع اصل الدین فلاحولہ و التوب اور ہوتی میں تو اگر صلح کی ایک شراکت اپنے حصے سے ایک کپڑے پر یعنی مثلا
جنس دین پر تو دوسرے شراک اس کپڑے کا حصہ لے گا کہ شراک صلح دوسرے شراک کے واسطے صلح دین کی جو تصانی کی ضمانتی کرے تو اب اس کا حصہ
نہ چھ کپڑے میں مثلاً اصل دین چار درم تھا تو درم ایک شراک کے اور درم دوسرے کے سوا ایک شراکت اپنے حصے سے ایک کپڑے صلح کی تو دوسرے شراک
نصف کپڑے کا اور اگر ایک شراک صلح ایک درم کا خاص ہو تو دوسرے شراک کا کپڑے میں جن باقی ہے گا و لو لم یصلح لہ بل اشتری بنصفہ شریکاً
ضمہ الشریک الرابع لقبضہ النصف بالمقاصۃ و انہم غرضہ فی جمیع ما لم یفاء حقہ فذمتہ اور اگر ایک شراک نے معاوضہ لیا
بلکہ بقدر نصف دین کے دیوں سے کچھ خرید لیا تو شراک شری دوسرے شراک کو ربع دین کا نادان رہے سبب قبضہ کہ شراک شری کے نصف دین
پر سبب مقاصد کے یعنی سبب بخرا ہو جانے دین کے ثمن میں یا دوسرے شراک اپنے دیوں سے مطالبہ کرے جمیع مسائل مذکورہ میں یعنی مسئلہ اول
مسئلہ ربع میں سبب باقی رہنے اس کے حق کے دیوں کے ذریعہ پر و اذا ابرا احد الشراکین الفرائض عن نصیبہ لا یرجع لادۃ اتلاف لا قبض
اور جب ایک شراک نے دیوں کو ابرا کر دیا اپنے حصے سے تو شراک ثانی اس سے ربع دین کو نہ بھرے گا اس واسطے کہ ابرا تلف کرنا جو قبض کرنا یعنی اور
مواخذہ شراک کا قبض میں جو اتلاف میں و کذا حکم ان کان للمدیون علی احدہما دین قبل وجوب دینہما علیہ حتی وقت
المقاصۃ بدینہ السابق لادۃ قاض لا قاض اور یہ صلح عدم رجوع کا حکم ہے اگر دین کا شراکین پر دین ثابت ہو قبل وجوب ہونے در دون
شریکوں کے دین کے دیوں پر کہ مقاصد واقع ہو گیا ہو اس کے دین سے اس واسطے کہ شراک دیوں دین سابق کا ادا کرنے والا ہو نہ فالصنم
اور شراکت مقبوض میں ثابت ہوتی ہے اولے دین میں دین سابق کی ابتدا اس واسطے لگائی کہ اگر شراکین کے دین کے بعد دیوں کا دین ایک شراک پر
حادث ہو تو اب مقاصد بمنزلة قبض کے ہو گا اور زمین شراکت ثابت ہوگی کذا فی الطحاوی ولو ابرا الشراک المدیون عن البعض قسم الباقی علی
سہامہ اور اگر ایک شراک دیوں کو بری الذمہ کرے بعض دین سے تو باقی دین اس کے سہام پر مقسوم ہو گا مثلاً اگر در دون شراکین کے دیوں پر ایک
ہوں اور ایک شراک اپنے حصے سے نصف معاف کرے تو شراک طالبہ دیوں سے بچ کر رہے گا اور شراک ساکت کو دس درم کا و مثلاً
المقاصۃ اور ابرا کے مانند مقاصد ہوں مقاصد صلح کہ ایک شراک پر دیوں کے بچ کر دین تھے میں دین ترک سے پہلے اور بچ کر دین بچا
ہو گئے اس کے دین میں تو شراکت در دون شراکوں میں بند رہے دس سے ہوئی یعنی شراک دیوں بچ کر دین بچا اور دوسرے شراک دس درم کو اصل نصیبہ
حصہ عند الثانی اور اگر ایک شراک اپنے حصے میں دین کی چھ دت متفرکی تر ابو یوسف کے نزدیک صحیح ہے امام کے نزدیک تا جیل احد الشراکین
اپنے حصے میں دس شراک کی رضا برتو توں ہوا و محمد سے در دہ میں میں معلوم نہیں کہ شراک نے امام کا قول لیا اور ابو یوسف کا قول
لے کر کیا باوجود عدم نصیم کذا فی الطحاوی فالقصب والا ستیجار بنصیبہ قبض کا الزوج و صلح عن حیایۃ عدا اور ایک شراک غصب
اور اجارہ لینا بقدر اپنے حصے کے قبض ہی دین شراک کا نہ نکاح کرنا اور صلح کرنا جنابت عمد سے یعنی الواحد الشراکین کوئی چیز دیوں کی خصب کرے
اور وہ اس کے پاس لے جاتا ہے تو وہ اپنے حصے کا قابض ٹھہرے گا تو دوسرے شراک زمین شراک ہو گا اعلیٰ ذالقیاس استیجار اور اگر دیونہ سے ایک
شراک نے نکاح کیا اپنے حصے کے ضرر پر تو یہ قبض نہ ٹھہرے گا اس واسطے کہ ظاہر الروایۃ میں یہ اطلاق ہے تو شراک ثانی اس میں رجوع نہیں کر سکتا
اور جنابت عمد کی صلح میں اس واسطے قبض ثابت ہوا کہ قبضہ صلح کے کسی چیز قابل شراکت کا شراک نہ ہو انجلائ جنابت خطا کہ وہ درسم

احوال میں جو حیثیت خطا کی صلح میں قابض ٹھہرے گا لڑائی طحطاویٰ منجھتا وحلہ اختتامیہ بعد بقض ان لہبہ الغرہ قد ثمر بدیر شد اور مقبوضہ شریک کے خفہ صلا حلیہ یہ جو کہ دیون ایک شریک کو بقدر اسکے دین کے ہر ایک پھر شریک دیون کو اپنا حصہ معاف کرے ہم مثلاً ایک شریک کا دیون دیون پر چالیس درم ہو تو اگر دیون اس شریک کو چالیس درم بطریق مہر کے دے اور وہ اپنا حصہ معاف کرے تو چالیس درم میں شریک ثانی کی شرکت نہ ہو گی نہ کہ مقبوضہ میں بہتہ دین او بیعہ بہ کفامن تمر مثلاً ثمر بدیر نہ ملتقط وغیرہ ومرت فی الشریکۃ یا کا حد الشریکین دیون کے ہاتھ مثلاً شعی بھر کھو رہے بقدر اپنے حصے کے دین سے یعنی بقدر اسکا حصہ نہ بھر کا شریک بھر دے پھر دیون کو دین معاف کرے کذا فی الملتقط وغیرہ اور یہ مذکور ہو چکا کتاب الشریک میں یعنی اگر اسکا حصہ دین سے دس درم ہو تو دس درم کو شعی بھر کھو رہے پھر اپنا دین معاف کرے تو اب جو دیون دس درم ہو گا دیکھو کہ شریک مبیع ٹھہرے گا نہ اسکے دین کا حصہ کذا فی طحطاوی صلاحدی السلا عن نصیبہ علی ما دفع من داس المال فان جائزہ الشریک الاخر فذل علیہا وان عدہ / دکان فہ قسمة الدین قبل قبضہ وانہ باطل اور بالاسلم میں سے ایک بالاسلم سے مسلمان کے اپنے حصے سے صلح کی مسلم الیہ سے اس ل پر جو کہتے یا تھا اس المال سے تو اگر دوسرا شریک صلح کو جائز رکھے تو صلح دونوں شریکوں پر نافذ ہوگی اور اگر شریک رد کرے گا تو صلح مردود ہو جائے گی ہوا سطل کہ اس صلح میں دین کی قسمت ہو قبل اسکے مقبوضہ میں دے کے اور حالانکہ قسمت دین قبل قبض باطل ہے ہم یعنی جبکہ دو شخصوں نے بیع مسلم منعقد کی میں میں دیون ہیں اور اس المال میں دس درم ہیں اور ہر شخص نے دس درم تسلیم کیے پھر ایک شریک دس درم دیوں سے دس درم پر صلح کی اور دس درم جو مسلم الیہ کو دیے تھے سوئس سے ایسے تو صلح امام اور محمد کے نزدیک جائز نہیں بالاجازت شریک ثانی کے سوا اگر اجازت دیکھا تو نافذ ہوگی اور دس درم مقبوضہ میں دونوں میں شریک ہونگے اور جو باقی رہے گی وہ بھی دونوں میں شریک ہوگی اور اگر اجازت دیکھا تو صلح باطل ہوگی ہوا سطل کہ دونوں کے حصے میں بدین رضاے شریک ثانی صلح صحیح نہیں ہو سکتی اور اگر نقطہ مصالح کے حصے میں جائز کہیے تو لازم آتی ہے قسمت دین کی قبل قبض کے کیونکہ خصوصیت اسکے حصے کی بابت نہیں ہو سکتی اور نیز بابت قسمت مقصور نہیں کذا فی الدرر تبصرہ و توضیح فیع لوکانا شریکی مفاد و ضمتہ جاز مطلقاً لہما بان اگر دونوں رب الاسلم شریک مفاد میں ہوں مطلقاً جائز ہو کذا فی البیہ طحاوی نے کہا سیر الرائق میں دیون ہر کہ جاز دینی الجمع یعنی صلح جائز ہو اگرچہ جمع مسلمین میں یعنی جو ان مخصوص نصیب مصالح ان میں بیکہ سبب بن کرے تو جائز ہی

فصل فی التنازع یہ فصل ہے تنازع کے حکام میں تم تنازع خارج سے ہوا اصطلاح شرع میں تنازع اس سے عبارت ہو کہ وارث اپنے اتفاق کریں کہ مثلاً ایک وارث کو میراث سے خارج کریں کچھ مال میں دیکھ لڑائی انہما خرجت الودنة احدھما عن الثرکۃ وہی عرض ہے عقار رجال اعطوه لہ او اخرجوه عن ثرکۃ ہی ذہب بفضیۃ د فوہا لہ او علی العکس عن نقدین بھما صم فی کل صرفاً للجنس بخلاف جسے خارج کر دیا وارثوں نے ایک وارث کو ترکے سے اور دیکھ اسباب ہی کہ وہ زمین اور باغ ہو جو میں اس مال کے جو شخص نے کہا دیا یا وارثوں نے اسکو نکالا اس ترکہ سے جو سونا ہو جو میں چاندی کے گرامنوں نے اسکو دیا یا بالعکس اسکے کہ چاندی سے خارج کیا سونا دیکھ یا چاندی سونے سے خارج کیا چاندی سونا دیکھ تو یہ تنازع سبب صورتوں میں صحیح ہے جنس کو مخالفت جنس کی طرف ہمیں کہ صرف جنس بخلاف جنس یہ علت ہے تنازع ہر عن التقنین بالنقدین کی قل ما اعطوه او کثر لکن بشرط المتقاضین فیما ہو صوف جوال کہ وارثوں نے ایک وارث کو دیا قلیل میں اکثر ہر حشر تنازع صحیح ہو لیکن تقاضی البلیس اس تنازع میں جو بخلاف عقد صرف کے ہو یعنی اگر چاندی سونے کا تنازع ہو چاندی سونے سے تو طریق کا قبضہ ان بشرط صحیح کی تا کہ سود لازم نہ آوے وہی اخراجہ عن نقدین وغیرہا باحدین التقنین کا یہ حکم کہ ان یوں ما اعطی لہ اکثر من حصۃ من ذلک الجنس لہما عن الیوم اور ایک وارث کے اخراج میں نقدین وغیرہا سے بمقابلہ احد التقنین کے خارج

بہ

صحیح نہیں کہ جو سونا یا چاندی مٹس وارث کو دیا گیا ہو وہ زیادہ ہو اس کے حصے سے اس شخص میں سے تاکہ سود بیچاؤ ہو مگر اگر مترکہ میں ہم اور اسباب ہوا اور ایک وارث کے حصے میں مثلاً اس میں ہوتے ہوں تو عوض اسکا دس میں سے زیادہ دے چاہے تاکہ اس میں عوض اس کے حصے کے برابر ہو جائے اور باقی درم باقی مترکہ متاثر درم کے مقابلے میں پڑیں اور اگر عوض کے درم فقط دس ہوں یا کم یا زیادہ وارث کا حصہ درام سے معلوم ہو تو صلح فاسد ہے اگر احتمال سے ولا بد من حضور النقدین عند الصلح وعلمہ بقدر نصیبہ شریک لایۃ وجلا لایۃ اور ضرر وہی موجود رہا تو نقدین کا صلح کو وقت اور وارث کو اپنے حصے کی مقدار کا معلوم ہونا کذا فی الشرع لایۃ وجلا لایۃ ولو بعرض جائز مطلقاً لعدم المرجح اور اگر صلح عوض اسباب کے ہوتی ہو طرح جائز ہو سکتی ہے نہ ہونے سے وکذا لو انکر وارثہ لانه جیند لیس ببدلی بل لقطع المنازعة اندر صلح مطلقاً صلح جائز ہے اگر وارث منکر ہوں اسکی میراث کے واسطے کہ ہوتے ہیں جو وہ دین بلا نہیں بلکہ دینا قطع نزاع کے واسطے ہے و بطل الصلح ان اخرج احد الورثة وفي الثلثة دیون بشرط ان تكون الديون لبقية حاکم تعلیمات الدین من غیر من علیہ الدین باطل اور صلح باطل ہے اگر ایک وارث ترکے سے خارج کیا جائے اور حالانکہ مترکہ میں دیون ہیں اس شرط سے کہ دیون باقی وارثوں کے واسطے ہیں خارج کے واسطے ہوا سٹے کہ دیون کے سوا اشخاص کو دین کا مالک کرنا باطل ہے جب وارث خارج نے دیون کو باقی وارثوں پر چھوڑا تو اسنے اپنے حصے کا دیون سے باقی وارثوں کو مالک کیا اور حالانکہ تملیک دین کی باطل ہے اگر اسکو مالک کرنا باطل نہیں ہے دین ہی تو ذکر لایۃ وجلا لایۃ و علمہ لو شرطوا ابراء الغراء منه ای من حصۃ لانه تعلیمات الدین من علیہ الدین فیسقط قدر نصیبہ عن الغراء پھر صنعتے صلح مذکور کی صحت کی حیل اور تالیف مذکور ہیں صنعتے کیا اور صلح صحیح ہے اگر وارث شرط کرے کہ میں برابر دین کا مصالح کے حصہ دین سے یعنی جبنا حصہ جو مصالح کا دین میں اسکو دے معان کرتے ہیں یہی ہو سٹے کہ اس میں ایک کرنا ہو دین کا اسکو چھوڑ دین ہی اور یہ صحیح ہے تو بقدر اس کے حصے کے دین ساقط ہو گا دیونوں سے ہم اس حیل میں باقی وارثوں کا فائدہ یہ ہے کہ وارث مصالح کا جو باقی مترکہ دیونوں پر اور یہ نہیں کہ اسکا حصہ دین کا بقیہ ورثہ کا ہو گیا کذا فی الصلح شرعیۃ و قطعوا نصیب المصالح منه ای الدین تبرعاً منه و وحاکم بحسبیتا باقی وارث مصالح کا حصہ دین سے اپنے مال میں سے نقد اور اگر بن بطریق احسان کے اسکا جائز ہے اور مصالح اپنے حصہ دین کا جو اگر دیونوں پر یعنی وارثوں کو اپنا حصہ دلا دے دیونوں سے ہم ہو جو بن بقیہ ورثہ کا ضرر ہی اس واسطے کہ نقد بہتر ہے لیس سے کذا فی الصلح شرعیۃ و اقرضوه قدر حصۃ منه و صا کوہ عن غیرہ بما یصلح بدلاً و احوالہم بالقرض علی الغراء و قبلوا الحوالۃ و هذه احسن تکمیل ابن کمال باقی وارث مصالح کو قرض دین بقدر اس کے حصے کے دین سے اور صلح کر لین مصالح سے دین کے سوا اور مترکہ سے بعض میں خیر کے جو بدل کی لیاقت رکھتا ہے اور مصالح وارثوں کو بدل قرض کا حوالہ کرے دیونوں پر اور بقیہ ورثہ اس حوالے کو قبول کر لین اور یہ حیل بہتر ہے اور حیلوں سے کذا ذکرہ ابن کمال م اس واسطے کہ حیل اور دین مصالح کا ضرر جو ابرا کرنے سے اور حیلہ ثانیہ میں بقیہ ورثہ کا ضرر جو احسان کرنے سے کذا فی الطحاوی والا وجه ان یدعو کفایا من تصدقوا و نحوه بقدر ما لیس فی الغراء ان ملک اور ادعیا یعنی انسان ترا و خفیف بقیہ وارثوں کے واسطے یہ ہے کہ ورثہ مصالح کے ہاتھ میں بھی رہا اندر اس کے دین کے پھر مصالح اپنے حصہ دین کا ورثہ کے واسطے دیونوں پر حوالہ کرے کذا ذکرہ ابن کمال م سوجہ میں بقیہ ورثہ کا نہ اسر فائدہ ہو لیکن مصالح کا نقصان ہو صریح و فی صیۃ صلح عن تولد مجهولۃ اعیانہا ولا دین فیہا علی مکیل او موزون متعلق بصلح اختلاف والصیۃ زلیحی لعدم اعتبار شبهۃ الشبهة اور جس کے کہ عیا معلوم نہیں ان میں نہیں اسکی صلح کے صحیح ہے جو دین مکیل اور موزون پر اختلاف ہو اور قول صحیح صلح کا ہو کذا فی الزلیحی بسبب نہ معتبر ورثہ شہدۃ الشہدہ کے شائع نے کہا علی مکیل او موزون صلح سے متعلق ہے جس میں ترکہ میں دین ہو اور اعیان اس کے معلوم نہ ہوں اور مکیل او موزون

پر صلح کا ارادہ ہو تو اسکی صحت میں اختلاف ہے فقہ ابو جعفر صحت کا قائل ہے اور یہی قول صحیح ہے اور ظہیر الدین مرغینانی عدم صحت کا قائل ہے
 اجلت شہدہ رہو اور جو صحت یہ ہے کہ یہ سو دو کا شہدہ شہدہ ہے اس واسطے کہ احتمال ہے کہ ترکے میں کیل یا موزون ہو بقدر اسکے ہونے کے پھر یہ احتمال ہے کہ بدل
 صلح سے وہ زیادہ ہو تو احتمال الاحتمال شہدہ شہدہ ہے اور عدم صحت میں شہدہ سو دو کا معتبر ہے نہ شہدہ شہدہ وقال ابن الکمال ان فی التركة جنس
 بدل الصلح لعمری ولا جاز وان لم یدر فخل الاختلاف اور ابن کمال نے کہا کہ اگر ترکے میں بدل صلح کا ہم جنس ہو تو صلح جائز نہیں اور اگر مختلف جنس ہو
 صلح جائز ہے اور جنسیت یا عدم جنسیت معلوم نہ ہو اس صورت میں اختلاف ہے ولو التركة مجهولة دہی غیر ملکی او موزون فی بدل البقیة من
 الورثة صح فی الاصل لانها لا تفضی الى المنازعة لبقاها فی ید ہر حتی لو كانت فی ید المصالح او بعضها لعمری ما لم یعلم
 جمیع ما فی ید الحاجة الى التسلیم ابن مالک اور ترکہ غیر ملکی یا وزنی مجهول الاعیان بقیہ ورثہ کے پاس ہو تو صلح صحیح ہے تو اس میں سوا اسطے
 کہ جہالت اسکی وجہ نزاع نہیں سبب موجود ہونے ترکے کے بقیہ ورثہ کے ہاتھ میں تو اگر تمام یا بعض ترکہ مجهولہ وارث مصالح کے پاس ہو تو صلح جائز نہیں جب تک
 کہ تمام مقبوضہ اسکا معلوم نہ ہو سبب حاجت تسلیم کے کہ اگر وہ ابن مالک مخلصہ یہ ہے کہ اگر ترکہ مجهول بقیہ ورثہ کے پاس ہے تو تسلیم کی حاجت
 نہیں تو جہالت موجب نزاع نہیں لہذا صلح صحیح ہے اور اگر مصالح کے پاس تمام یا بعض ہو تو جب تک تمام مقبوضہ معلوم نہ ہو تو صلح جائز نہیں کیونکہ یہاں
 تسلیم کی حاجت ہے اور تسلیم در صورت جہالت موجب نزاع ہے وبطل الصلح والقسمه مع احاطة الدین بالتركة اور باطل ہے صلح ایک
 وارث اسے اسکے نکالنے کے واسطے اور باطل ہے قسمت ترکے کی وارثوں میں باوجود محیط ہونے دین کے ترکے سے یعنی جب تک محیط ترکہ ہو
 تو ورثہ ترکے کے مالک نہیں جبکہ اس صلح یا قسمت جاری کریں سوا اسطے کہ دین میراث پر مقدم ہے الا ان یضمن الورثة الدین بلا رجوع مگر اس صورت
 میں صلح اور قسمت باطل نہیں جبکہ ورثہ دین کے خصامن ہوں بلا رجوع یعنی ضمانت اس شرط پر ہو کہ ترکے سے نہ لیں سوا اسطے کہ اگر رجوع ہو گا تو ترکہ مشغول
 ٹھہرے گا لہذا فی الطحاوی او یضمن اجنبی بشرط براءة المیت یا دین کا اجنبی شخص خصامن ہو بشرط براءة ذمہ میت تم تقید برات میں شاح مصنف کا نام
 ہو گیا ہے اور زیلعی میں تو عدم رجوع فی التركة پر اشتراط کا ہلاہی کذا فی الطحاوی او یوفی من مال اخر یا وارث دین میت کا ادا کرے اور مال سے سوا
 ترکے کے یعنی وارث خواہ اپنے مال سے ادا کرے یا میت کی کسی اور چیز سے جواب ظاہر ہوئی کذا فی الطحاوی ولا یغنی ان یصلح ولا یقسم قبل القضا
 للدين فی غیر دین محیط اور نہ وارثین صلح کی جائے اخراج وارث پر یا قسمت کی جائے دین ادا کرنے سے پہلے اس ترکے میں جسکو دین محیط نہیں
 م سوا اسطے کہ میت کی گلو خلاصی دل بہتر طحاوی نے کہا بلکہ صورت مذکورہ میں صلح اور قسمت مکروہ ہے ولو فعل الصلح والقسمه صح لان
 التركة لا تخلو عن قليل دین فلو وقت الكل تصرفا لورثة فوقف قدر الدین استخسانا وقایة لئلا یتحاجوا الى نقص القسم
 اور اگر صلح اور قسمت کی جائے ترکہ مذکورہ میں قبل ادا کرنے دین کے صحیح ہے سوا اسطے کہ ترکہ قلیل دین سے خالی نہیں ہوتا تو اگر کل ترکہ کی صلح یا قسمت ہو تو
 رہے تو وارثوں کا ضرر ہے تو بقدر دین ترکہ موقوف رہے بوجہ استخسان کذا فی الوقایہ تاکہ وارثوں کو قسمت توڑنے کی حاجت نہ پڑے کذا فی البحر
 م استخسان متعلق ہے میت یعنی صلح اور قسمت صحیح ہے استخسان کی راہ سے نہ قیاس کی راہ سے سوا اسطے کہ قیاس ہی صحیح ہے سوا اسطے کہ ترکے
 کا ہر جز مشغول ہیں ہر جہلت عدم ترجیح وجہ استخسان وہ جو شاح نے ذکر کی کذا فی الطحاوی ولو اخرجوا واحدا من الورثة فخصته تقسم
 بین الباقی علی السواء ان کا مال ما اعطوه من مالهم غیر المیراث اور اگر وارثوں نے ایک ارث کو ورثہ سے نکال ڈالا اور صلح کے
 تو اسکا حصہ باقی وارثوں میں برابر قسمت ہو گا اگر وہ مال جو انھوں نے وارث خارج کو دیا بقیہ ورثہ کے خاص مال سے جو میراث کے سوا ان کا مال
 المعطے ما ورنہ فعله قد میراثهم یقسم بینہم اور اگر دیا مال انھیں سے جو جسکو انھوں نے میراث میں یا بقدر برائے میراث کے

انہیں خارج کا حصہ مت ہوگا و قد اخصان بكونه من انكار فاعول انما بطل السواعر اور ضمانت سے اس تفصیل مذکور میں صلح انکاری کی قید لگائی ہو یعنی جبکہ وارث ایک شخص کی میراث کے منکروں اور دفع نزاع کے واسطے کچھ مال دیکر صلح کرے تب یہ تفصیل ہو تو اگر صلح ورثہ کی اقرار میراث سے ہو تو قسمت برابر ہو مطلقاً خواہ جس کے سے صلح دیا ہو یا غیر ترکہ سے ہو اسطے کہ صلح بیع کے مانند ہو تو اگر باواثر توں نے انکار کیا اور رشتہ ای ظاہر نہیں بلکہ حاکم مال مدفع ورثہ میں برابر ہوتا مل کنانی اطمحادی و صلح احداً من بعض الاعیان صحیح اور صلح کرنا یا نہ کرنا بعض اعیان ترکہ سے صحیح ہو یعنی صلح میں مال اور بعض و نون بلکہ برین و لو لم یذکروا فی صک التنازع ان فی التركة دين ام لا فالصلح صحیح و کذا لو لم یذکر فی الفتویٰ فیفتی بالصحۃ و محل علی وجود شرطها مجمع الفتاویٰ اور اگر تخارج کی دستاویز میں یہ مذکور نہ ہو تو جس کے میں بن تھا یا نہ تھا تو دستاویز صحیح ہو اور صلح اگر یہ مذکور نہ ہو فتویٰ میں یعنی متفقہ اور سوال میں تو صحت صلح کا فتویٰ دیا جائے اور عدم ذکر وجود شرط اطمحادی صحت صلح پر محمول ہوگا کنانی مجمع الفتاویٰ یعنی مفتی پر اسکی بحث وجہ نہیں کنانی اطمحادی والموصی له بعلمه من التركة کو وارث فیما قد مناه من مسئلة التنازع و حسب اجنبی کے واسطے کسی قدر ترکہ سے وصیت کی گئی ہو وہ وارث کے مانند ہو ان احکاموں میں جنکو ہم مقدم کر چکے ہیں تخارج کے مسئلے سے یعنی جس تفصیل سے وارث سے خارج جائز ہو اسی تفصیل سے موصی سے جائز ہو صالحو ای الودعة احداً و خیر من بینہم ثم ظہر المیت دین او عین لم یعلموا هل یكون ذاک داخل فی الصلح المذكورة قولنا اشهر ما لا یل بین اکل والقولان حکما فی الحائنة مقدم لعدم الدخول وقد ذکرنا اول فناء و انا یقدم ما هو لا شهر فکان هو المعتمد کنانی البحر قلت و فی النزایة انه الاصل ولا یبطل الصلح ورثہ جس کی ایک وارث سے اور وہ وارث باقی وارثوں سے خارج ہو گیا پھر میراث دین یا صلح ظاہر ہو یا جو وارثوں کو صلح کے وقت معلوم نہ تھا تو یہ دین یا عین صلح مذکور میں داخل ہوگا یا نہ ہو گا اس میں قول میں دخول و عدم دخول کے دونوں قولوں میں مشہور تر قول عدم دخول کا ہے بلکہ وہ دین و عین سب وارثوں میں شریک ہو اور دونوں قولوں کو خانیہ میں حکایت کیا ہو عدم دخول کو مقدم ذکر کر کے اور قاضی خان نے اپنے فتاویٰ کے اول میں ذکر کیا ہے کہ جو قول مشہور تر ہو وہی مقدم ہو تو عدم دخول ہی معتد ظہر کنانی البحر میں کہتا ہوں و برابر یہ میں ہو کہ البتہ وہی صحیح تر قول ہو اور صلح مذکور باطل نہ ہوگی و فی الوہابینہ ستعرف فی طفل بالشہود فلم یجزم و ما یدعی خصمه ولا یتصور و اور وہابیہ میں ہو اور صلح طفل کے اس مال میں جو گواہوں سے ثابت ہو جائز نہیں اور صلح جائز نہیں سہن جبکہ مدعی طفل پر دعویٰ کرے اور اپنا دعویٰ گواہوں سے روشن کرے م اور اگر طفل کمال گواہوں سے ثابت نہ ہو تو صلح جائز ہو اور دوسری صورت میں اس واسطے صلح جائز نہیں کہ مدعی مستحق نہیں مگر قسم لینے کا اور قسم نہ طفل کے باپ پر عائد ہو نہ مدعی پر نہ خود طفل پر اور اگر مدعی کے گواہوں کو صلح جائز ہو کنانی اطمحادی **مصرع** و صلح علی الابراء من کل غائب اور صلح ہی صلح ابرا پر عیب سے یعنی مشتری اگر براءت عیوب بیع پر کچھ لیکر یا عیب سے صلح کرے تو جائز ہی اطمحادی نے کہا اس واسطے کہ ابرا علی العیب بالبدل صحیح ہو تو اسطے بدل کے ساتھ بھی صحیح ہو کیونکہ یہ استفاہ حق ہو و لو نزل عیب صلیم یہاں اور اگر عیب بیع سے زائل ہو گیا تو صلح باطل ہی م یعنی اگر مثلاً غلام یا جانور کی آنکھ کے جلے یا ناخن سے صلح کی اور جالایا ناخن اٹھ سے دفع ہو گیا تو صلح باطل ہی تو بدل صلح پھر دیا جائے اور اسطے عیب زائل کا حکم ہو کنانی اطمحادی **مصرع** و من قال ان یخلف فہذا فلیجزم و اور جو مدعی کہ مدعا علیہ سے کہنے کے اگر تو قسم کھائے تو بری اندہ ہوگا تو وہ جائز نہیں یعنی پھر مدعا علیہ سے قسم کھائی تو صلح باطل ہی اس واسطے کہ اگر کسی نے شرط صلح پر جائز نہیں چنانچہ مذکور ہو چکا کہ اگر مدعی گواہ لائے گا بعد اس صلح کے تو سماعت ہوگی اور اگر اقامت شہادت سے عاجز ہوگا تو مدعا علیہ سے دوسری بات قسم لی جائے گی اس واسطے کہ پہلی قسم قاطع خصوصیت نہیں ہے سبب کا حکم کے سامنے نہیں ہوئی کنانی اطمحادی **مصرع**

تو جائز ہوں اس واسطے کہ مضاربت غلام کی طرف مضارب نہیں جو جائز نہ ہو بلکہ اس کے من کی طرف مضارب ہو اور میں نے مضارب صحیح ہو کذا فی الدرر
اور یہ جلیلہ ہے جو از مضاربت فی العرف ضلع کا یعنی شائع کے من کی طرف مضارب کو مضارب کہے کہ قولہ لغاصب او مستودع او مستقبض
اعلیٰ کافی بدلت مضاربتہ بالانصف جار مجتہد چنانچہ یوں کہنا غاصب یا مستودع یا مستقبض سے کہ تجارت کو اس مال سے جو غیر ائیرتے پاس ہو بطریق
مضارب کے نصف نصف منفعت پر تو جائز ہو کذا فی الجہتی ہم مستقبض وہ ہو جبکہ پاس مال ہو بطریق بضاعت کے طحاوی نے کہا مضارب اگر
صورت میں جائز ہوگی جب غاصب غیرہ کے پاس اس قسم کا مال ہو جب تک مضارب جاری ہوئی ہو یعنی از قسم من جو نہ متاع و کون اس المال عینا کلا دنیا
اسکے بسط فی الدنیا اور شرط صحت ہو کہ اس المال کا عین عین ہونا شرط ہو نہ دین ہونا چنانچہ اسکو در زمین واضح بیان کیا ہوں در زمین ہونا
شرط ہو نہ دین ہونا اس واسطے کہ مضارب امین ہو شروع میں اور سپرد دین ہو اسکا امین ہونا مقصور نہیں اگر دائرے میں سے کہا کہ علی کو اس دین میں
جو میرے ذمے ہو بطریق مضارب فی النصف کے تو جائز نہیں بلکہ طحاوی نے کہا عین سے عرض مراد نہیں بلکہ مراد ہی مسلک المصنوع ہے
ایمکنہ التصرف در انحالیکہ رب المال تسلیم کرے والا ہو اس المال کا مضارب کو تا اسکو تصرف اسکا ممکن ہو ہم اس واسطے کہ عمل مضارب کی
جانب سے ہو اور وہ ممکن نہیں بدون تسلیم کے علی وجہ المال تو اگر صاحب مال یہ شرط کرے کہ ہر شب مال میرے پاس ہے تو مضارب فاسد ہوگی اور اگر قاطع
مال مضارب اس المال سے خرید و فروخت کرے تو نفع میں دونوں شریک ہوں گے بموجب شرط کے اس واسطے کہ امتعات ہو علی یہ نقص مضارب پر
بخلاف شرط عمل رب المال عین عقد میں کہ وہ مفید ہو کذا فی طحاوی بخلاف الشریک لان العمل فیہا من الجانبین بخلاف عقد شرکت اس واسطے
اگر چہ میں دونوں جانب سے عمل ہو و کون الربح بینہما شائعاً فالوعین قدر اشدت اور شرط مضارب ہو نہ منافعت کا میں دونوں کے
شائع اور عام تو اگر کسی مقدار کو معین کرے تو مضارب فاسد ہوگی ہم منفعت شائع ہو مثلاً دونوں میں نصف نصف ہو یا تین تہا اس واسطے کہ
میں منفعت کی مشارکت ثابت ہو نفع قلیل ہو یا کثیر اور ہم معین کرنا چنانچہ سود ہم یا نصف نصف کے ساتھ دس در زیادہ تو یہ قاطع ہو شرکت کا اس واسطے
کہ شاید منفعت ہو اگر یہ ہم معین چھ چھ شرکت منفعت کی رہی تو مضارب باقی نہیں و کون نصیب کل منہما معلوماً عند العقد
مضارب ہی ہر واحد کے حصے کا معلوم ہونا عقد مضارب کے نزدیک ہم حصہ ہر ایک کا معلوم ہونا مجہول صورت مجہول یہ ہو کذا مالک کہ مضارب سے
کہ جبکہ نصف نفع خواہ لکھ خواہ رتبہ ہر معلوم ہونا اس واسطے شرط ہو کہ عقد مضارب ہو نفع کیو اس واسطے کہ جو مال موجب فساد عقد ہوگی و من شرطہا
کون نصیب المضارب من الربح حتی لو سوطہ من اس المال او سدہ من الربح فسدت اور مضارب کی شرطوں سے ہو نہ خاصہ مضارب
کا نفع سے تو اگر مضارب کیو اس واسطے اس المال سے یا اس المال اور نفع دونوں سے حصہ شرط ہو تو مضارب فاسد ہو اس واسطے کہ ان دونوں شرطوں کو
عقد متفق نہیں کذا فی طحاوی فی الجملۃ کل شرط یوجب جمالۃ فی الربح او یقطع الشریکۃ فیہ یفسدھا والا بطل الشرط و ہم
العقد اعتباراً بالوکالۃ جلالہ میں جو شرط کہ جمالت نفع کی موجب ہو یا قاطع ہو شرکت کی نفع میں نہ شرط مفید مضارب ہو اور نہیں تو شرط طار
ہو جائی ہو اور عقد صحیح ہونا ہی بقیاس و کالت کے یعنی حسب طرح و کالت شرط فاسد سے فاسد نہیں ہوتا ہم جمالت نفع چنانچہ نصف نفع یا ثلث بطریق تردد
کے اور قطع شرکت چنانچہ ایک شخص کیو اس واسطے در اہم معینہ کا شرط کرنا ان کے سوا اور شرط فاسد ہو مفید عقد نہیں بلکہ چنانچہ ہو کہ مضارب چھ حصہ یا تین حصہ
شرط کیا جائے یا دونوں یکساں طحاوی و لو ردع المضارب فسادھا و القول لرب المال و بطلت المضارب اور اگر مضارب فساد مضارب کا
دعویٰ کرے تو صاحب مال کا قول قبول ہوا اس واسطے کہ اس نے مضارب فساد کا دعویٰ کرے تو مضارب کا قول قبول ہو کذا اصل ان القول المدعی الصیغۃ فی
القول کلا اذا ادال رب المال شرطت لک ثلث الربح کا عشرۃ و قال المضارب الثلث فالقول لرب المال ولو فہ فسادھا لانه منکر زیادۃ یدعیہا

سلفہ و فی کمال
نفع کا مالک
۱۲۸۹
یعنی فینون
یہ نہ سے ایک
تو اگر مالک
اور ایک صورت
جہول شائع
یعنی ہر کسی
کے حصے کا
نفع شائع
کے حصے کا
نفع شائع
کے حصے کا

المضارب بحاسبة او قاعده و قیاس و غیرہ کہ منہ سے معنی محنت و محنت کا قول مقبول ہے جبکہ صاحب المال کے مضارب سے کہ میں نے تیرے واسطے ثلث نفع شرط کیا ہے
 سو اسے دس میں دس کے مضارب کے ثلث نفع شرط ہے اور صاحب المال کا قول مقبول ہے کہ میں نے تیرے واسطے ہر مضارب کو مقبول کیا ہے
 زیادت کا مضارب مضارب دسوی کرنا ہر لسانی الحاق و مافی الاشیاء فیہ استنباء فافہوا ورجو قول شباہ میں ہر مضارب شباہ ہر سو اسکو صحیح ہے ہر شباہ کی
 عبارت یہ ہے قولی رضی اللہ عنہ الا اذا قال رب لعل شرط لک الثلث زیادة عشرة و قال المضارب الثلث فالقول للمضارب یعنی مقبول قول علی
 محنت کا ہر کہ جبکہ صاحب المال کے کہ میں نے تیرے واسطے ثلث اور دس میں دس کی زیادت شرط کی ہے مضارب کے کہ ثلث نفع شرط ہے تو مضارب کا قول جو یہی اکثر ہے
 صفت اپنی شرح میں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مشافہہ شباہ میں کہا کہ حکم مذکور قاعده مذکور کے مطابق ہر سو اسطے کہ مضارب ہر صورت میں معنی محنت و غیرہ یعنی بظان صاحب المال
 کہ معنی شباہ مضارب شباہ کا اشتباہ ہوا کہ اسے یہ گمان کیا کہ مسئلہ مذکور قاعده سے خارج ہے اور حالانکہ میں نے یہ خارج کذا فی الطحاوی و بکلت المضارب
 و المصلحة التي لم تقيد بمكان او زمان او نوع البیع ولو فاسد البعد و نسبتة متعارفہ ہر مضارب ملک ہر مضارب بظان یعنی
 اس مضارب میں جس میں مکان تجارت یا زمان تجارت یا نوع تجارت کی قید نہیں ہے اگرچہ بیع فاسد ہو نقد میں بیع کرے یا مدت متعارفہ کے ساتھ مہر مہر اور غیر
 مضارب کو بیع فاسد حلال ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ بیع فاسد سے مضارب مخالف نہ ہوگا کہ فاسد مضارب کے اور مال کے ساتھ میں انت باقی ہے ہر مدت میں متعارفہ کی
 قیاس واسطے لگائی تاہم طویل سے حذر ازوق ہوا الشراء والتوکیل بہما اور مضارب بخیرید کرے گا مالک ہوا خرید و فروخت کی واسطے دوسرے شخص کو
 کرے گا مالک ہوا السفر و ہجر و لود فہلہ المال فی بلد علی الظاہر و مالک ہر سفر کرنے کا خشکی اور تری میں یعنی زمین اور دریا میں اگرچہ صاحب المال نے
 مضارب کو مال یا ہوا اپنے نہیں سفر میں بنا بر قول ظاہر کہ ہم اور قول غیر ظاہر ہو پس کسی کی رویت ہو اہم سے کہ اگر اپنے نہیں مال نے تو مضارب کو مضارب
 نہیں اگر سفر میں ہے تو اسکو سفر کرنا مشہر صاحب مال جائز ہے قول ظاہر کہ دلیل ہے کہ مضارب مشہر ہے مضارب فی الارض سے تو بمقتضائے لفظ مسافر
 مضارب مالک ہوا ولا بضاعة و لا مال بضاعة اور مالک ہوا بضاعة کا معنی مال کے دینے کا بطریق بضاعت کے یعنی تمام نفع صاحب مال کے واسطے
 مشروط ہونا و لولرب المال ولا ینفسد بہ المضاربہ کما یجب اگرچہ مضارب صاحب مال کو مال دیا ہو بطریق بضاعت کے تو بھی اسکو اختیار ہو
 اس نے سے مضارب فاسد نہیں ہوتی چنانچہ بیان کیا گیا و لک الا بقاء و لا ربح و لا جارة و لا استیجار فلو استاجر صاحب
 بضاعة لغيرہما او لغيرہما جاز ظہیر یہ اور مضارب مالک ہوا کیسے پاس رویت کہنے اور دوسرے کے پاس کرے اور اپنے پاس میں کہنے اور اجا
 دینے اور جازہ لینے کا تو اگر کسی کے سفیر میں یعنی خالی زمین کا تا نہیں بصیت کے اجرت لگائے تو جائز ہے کہ فی الظہیر و لا احتیال ای قبول
 الحوالہ بالنفس مطلقا علی الامر و لا عسر لان کل ذلک من صنعة التجار اور مالک ہوا اختیار کا یعنی زمین کے حوالہ قبول کرنے کا مطلقا است
 اور کہ بیعت پر واسطے کہ وہ یہاں ہو نہ کہ وہ یہاں نہیں ہے اور شرط اور توکیل اور مضارب و بضاعة اور ربح اور ربح راجح اور استیجار اور اختیار سوا اگرچہ کہ
 سے ہر ملک المضاربہ و الشرک و المصلط مال نفسه الا باذن و اعلیٰ براءتک غایبہ کا یعنی مضارب مالک نہیں مضارب کا یعنی وہ مال دوسرے شخص
 کو بطریق مضارب کے نہیں ہے کہ اور مالک نہیں شرکت کا اور مال کے اپنے مال کے ساتھ لایا اگر صاحب مال کے اذن یا اسکے یوں کہنے سے کہ عمل کی اپنی تجویز اور
 عمل کے موافق ہو اسطے مالک نہیں کہ کسی نے اپنے ہاتھ اور برکت کے متضمن نہیں ہوتی بلکہ کہ تو متضمن ہوتی ہر وہ متضمن مال عدم ملک مضارب کی علت ہے تو
 شرکت ہو خطا مال کی تو اگر شریک یوں کہتا اور اسے لایا متضمن ہوا اسطے کہ شرکت در خطا مال ہے مضارب خطا مال اس صورت میں جائز نہیں ہے اس میں ہر مال
 اور اگر لائے گا وہ ہر مضارب پر ضمان نہیں کہ فی الطحاوی و لا اقراض و لا استئذان و ان قبلہ ذلک لای عمل و انک لا تقبل لایس من حیث
 التجار فلو دخل فی التعمیم مالم ینص المالك علیہما فہلکما اور مضارب مالک نہیں کہ اس نے کا اور نہ او دھار لینے کا اگرچہ قول کر اس سے کہا گیا ہو نہیں کرتے

جہاں جہاں
 مضارب مالک ہوا
 ہر مالک ہوا
 ہر مالک ہوا

المالک لاعتقہ لا یصلیہ وسیع العبد المتفق فی قیمة نصیب المال بھر اگر نفس ظاہر غلام کی قیمت بڑھ جانے سے بعد خرید کے تو بقدر حصہ مضارب غلام آزاد ہوگا اور مضارب پیمان لازم ہوگا مالک کے حصہ میں بہ سبب آزاد ہونے غلام کے بلا صنعت مضارب و کوشش کرے آزاد غلام اور قیمت میں بقدر حصہ مالک کے ہم غلام ہوگا آزاد ہوگا کہ مضارب پیمان اور مالک ہو اور مضارب پیمان اس کے لازم نہ آئے اگر وہ عند الملک آزاد ہو گیا بلا صنعت مضارب بلکہ سبب یہ ہو جائے کہ بلا اختیار مضارب گذانی بالدر ولو اشتوی الشریک من تعقی علی شریک او بالآب او الوصی من تعقی علی الصغیر نقد علی العاقد اذ لا نظریۃ لا صغیر اور اگر ایک شریک اس غلام کو خرید کرے جو آزاد ہو جائے دوسرے شریک یا باپ یا بیوی اس غلام کو خرید کرے جو آزاد ہو جائے صغیر ہو تو یہ خرید قاعدہ بڑا ہوگی اس واسطے کہ سبب منفعہ ہو صغیر کی کچھ رعایت نہیں ہم عاقد سے شریک یا باپ یا بیوی مراد ہے تحلیل شارح کی قاضی اور شریک میں وہ علت ہے جو مضارب میں مذکور ہوگی یعنی عدم حصول نفع شریک المادون اذ اشتوی من تعقی علی الولی صح و تعقی علیہ ان لم یکن مستحقاً بالبدن و لا لا خلاف فی الممانہ یلیج اور بعد ماذون نے جبکہ اس غلام کو خرید کیا جو مراد بڑا آزاد ہو جائے تو خرید صحیح ہے اور وہ غلام مراد بڑا آزاد ہوگا اگر بعد ماذون متفرق بالبدن نہ ہو اور نہیں تو آزاد ہوگا برخلاف صاحبین کے گذانی الریعی ہم زلیعی نے کہا اگر بعد ماذون بدین ہو خواہ اس کی گردن اور کب کو محیط ہی نہیں تو امام کے نزدیک آزاد ہوگا اور صاحبین کے نزدیک آزاد ہوگا گذانی الخطاوی مضارب معہ الف بالنصف اشتوی امۃ فولدت ولداً مساوياً لہ ای للکلف فادعاکہ مؤسراً فصارت قیمتہ ای الولی وحده کما ذکرنا الفاء و نصفہ ای خمساً ثلثہ تقتطعت دعوتہ لوجود المالک بظہور الریعی المذکور فتعقی مضارب ہر جس کے پاس ہزار درم میں نصف نصف منفعہ پر آئے

ایک لڑکی خرید کی سوہ جی یعنی بقدر قربت مضارب ایسا لڑکا جس کی قیمت بالمال لینے ہزار درم کے برابر ہے پھر مضارب اس لڑکے کی فرزند کی کا دعوی کیا مالدار کی حالت میں پھر قیمت اس کی یعنی نقطہ لڑکی قیمت جیسا کہ ہم بیان کیا ڈیڑھ ہزار ہوگی تو مضارب کا دعوی فرزند کی کا نافذ ہوگا بسبب پانچ جانے ملک مضارب کے ظاہر ہے نفع مذکور سے تولد شدہ آزاد ہوگا ہم پھر جب دعوی مضارب کا نافذ ہوا تو وہ لڑکا اس کا فرزند ٹھہر گا اور بقدر حصہ مضارب آزاد ہوگا یعنی بقدر ربع کے اور مضارب نصیب مالک کا ضمان لازم ہوگا اس واسطے کہ آزادی بہ سبب ملک اور نہ کے ثابت ہوئی اور ملک میں مضارب کے صنعت کو دخل نہیں اور ضمان لازم نہیں ہوتا مگر تعدی سے گذانے انہی مختصر سعی الرب المال فی لایف و رجحہ ان شاء المالک و اعتقہ ان شاء و ذکر مذکور کوشش کرے صاحب مال کے واسطے ہزار اور اس کی جو تھا فی یعنی ساڑھ بارہ سو درم میں بھی کرے اگر مالک چاہے یا اگر چاہے تو اس کو آزاد کرے ہم ہزار اس مال کی باقیہ اور اٹھائی سو نفع کی بابت سے مالک کے حصہ میں ٹھہرے و لرب المال بعد قبضہ الفہ من الولد یضمن المدعی ولو معسر لان ضمان تملک نصف قیمتہا ای الامۃ بظہور نفوذ دعوتہ فیما اور صاحب مال جانے بعد قبض کرنے ہزار درم کے دل سے تاوان لینا دعوی مضارب لوڈی کی نصف قیمت کا اگرچہ دعوی مفلس ہو اس واسطے کہ یہ تاوان ہی مالک ہونے کا لینے اور تاوان مذکور برابر ہی مالدار ہی اور مفلس میں بہ سبب ظاہر ہونے دعوت دعوی کے لوڈی میں ہم قبض کرنا ہزار درم کا دل سے اس واسطے شرط ہوا کہ لوڈی مضارب کی ام ولد ہو جائے اس واسطے کہ لوڈی مشغول ہر اس مال کی پھر چاہے لے نہ دل سے ہزار درم لے تو لوڈی اس مال سے فارغ ہوگی اور بالکل منفعہ میں دخل ہوگی تو اب اس میں مضارب کی مالک ظاہر ہوگی اور دعوت مضارب کی لوڈی میں کھل گئی گذانی الخطاوی و یجمل علی انہا تزوجاً ثم اشتراها حبلی مینہ اور دعوت مضارب اسپر محمول ہوگی کہ مضارب نے لوڈی سے نکاح کر لیا باذن بائع پھر اس کو خرید کیا جبکہ وہ حاملہ تھی مضارب ہم یہ جل باعتبار حسن ظن کے یہ تا کہ مضارب ناکار نہ ٹھہرے و لوصاۃ قیمتہا الفاء و نصفہ صارت ام ولد و ضمن للمالک الفاء رجحہ لو مؤسراً ولو معسراً فلا متعایۃ علیہ لای ام الولد لا یتبع عامہ اور اگر لوڈی کی قیمت ڈیڑھ ہزار ہوگی تو وہ مضارب کی ام ولد ہوگی اور مضارب تاوان دے مالک کو ساڑھے بارہ سو درم کا اگر وہ مقدور والا ہو اور جو مفلس ہو تو ام ولد پر ضمانت نہیں اس واسطے کہ ام ولد ضمانت میں کرتی اور پوریا بیان اس کا ہر الراتی میں ہم یہ مسئلہ جدا گانہ ہے اور موضوع اس کا یہ ہے کہ مالک نے ہزار درم دل سے نہیں پانچ سو مضارب میں مالدار کی قید ہر الراتی میں نفع ہوئی لیکن نفع کے کلام مستفاد ہوتا ہے کہ مضارب مطلقاً ضمان ہی مالدار ہوگی اس واسطے کہ ضمان ملک ہی اور فریہ اسپر ہے کہ ام ولد پر

میں

نہیں پھر حق مالک کے فعل ہونی کی کیا وجہ ہو اور بیان بحر الرأین کا یہ ہے کہ جب تک مالک کو اس المال کے گائب تک لد قیق ہو واللہ تعالیٰ اعلم کذا نے الکلمی

باب المضارب الذی یضارب

یہ باب اس مضارب کے احکام میں جو تیسرے شخص کو مالک کا اس المال کے بطریق مضارب کے ما تقدم المقراہہ شرع فی المویکۃ فقال جبکہ مضارب مفرد کو مصنف مقدم بیان کر چکا تو اب مضارب مرکبہ کا بیان شروع کیا سو کہ مضارب المضارب اذین المالك لم یضمّن بالذخیر ما لم یعمل الثانی
مرہم الثانی اذ لا علی الظاہی لان الذخیر ابدع وهو یملک فاذا عمل نیقن انہ مضاربہ فیضمّن مضاربہ دل نے مضارب ثانی کو مال مضارب
دیلا اذ مالک تو مضارب اول تاوان نہ کیا مال کے دینے سے جب تک مضارب ثانی عمل تجارت کرے ثانی کے نفع حاصل ہو یا نہ ہو ظاہر مذہب کے اس واسطے کہ مال کا دنیا و دینیت
کر کھائی اور مضارب اول ابداع کا اختیار رکھتا ہے پھر جب ثانی نے تجارت اس میں شروع کی تو کھل گیا کہ وہ دینیت نہ تھی مضارب ہی تو اب تاوان آویگا مضارب
اول پر لا اذ اکانت الثانیۃ فاسدۃ فلو ضمت واین دمج بل للثانی اجزئہ علی المضارب الاول وللاول الویج المشترک و طرک جب کہ
مضارب ثانیہ فاسد ہو تو تاوان نہیں اگرچہ نفع ہو بلکہ مضارب ثانی کے واسطے اجرت مثل ہو مضارب اول پر اور مضارب کا وہ نفع ہی جو آئین اور مالک میں مشروط ہو
و صورت مضارب فاسد مضارب ثانی اجیر کھائی تو اجرت مثل کا مستحق ہو گا نہ شرکت نفع کا فان ضاع المال من یدہ ای ید الثانی قبل العمل الموجب للضمان
فلو ضمان علی احسن پھر گواہ ضائع ہو گیا مضارب ثانی کے ہاتھ سے اس عمل سے پہلے جو ضمان کا موجب ہو تو کسی پر ضمان نہیں نہ اول پر نہ ثانی پر اس واسطے
کہ قبل عمل مال و دینیت ہی و کذا ضمتان کو غصب المال من الثانی و انما الضمان علی الغاصب فقط اور اس طرح اول اور ثانی پر
ضمان نہیں اگر ثانی سے مال چھین لیا گیا اور تاوان تو فقط غاصب پر ہو و کو اس سہلکہ الثانی او ضمتہ فالضمان علیہ خاصۃ اور اگر مضارب ثانی نے
مال تلف کر ڈالا یا سب کر دیا تو ثانی پر ضمان ہی خاص کر کے فان عمل حتی ضمتہ خیر رب المال ان شاء ضمت المضارب الاول کس مالہ و ان شاء
ضمّن الثانی و ان اختار اخذ الویج و لا یضمّن کس لہ ذلک پھر اگر مضارب ثانی نے تجارت کی کہ ضمان لازم آیا تو صاحب مال مختار ہو جائے مضارب
اول سے تاوان لے جائے مضارب ثانی سے اور اگر صاحب مال نفع لینا اختیار کرے اور تاوان لے تو اس کو وہ جائز نہیں کذا فی البحر فیئ اس واسطے کہ مال عمل سے
غصب ٹھہر گیا اور مالک کو منصرف کیے جاتے رہنے کے بعد اختیار نہیں مگر تضمین بدل میں نہ نفع لینے میں خاص ہے کذا فی الطحاوی فان اذن المالك بالذخیر و دفع
بالثلث وقد قبل الاول ما ردّی الله فبیننا یضمان فللمالك المصنف علیہ بشرطہ و لا ولی السدس الباقی و للثانی الثلث
المشروط پھر اگر مالک نے مال دینے کا اذن دیا اور مضارب دل نے ثانی کو تھائی نفع پر مال دیا اور حالانکہ مضارب اول سے کہا گیا تھا کہ حصد الله تعالیٰ فائدہ
و سے وہ ہم تم میں نصف نصف ہی تو مالک کی واسطے نصف ہی ہو جب اس کی مشروط کے اور مضارب اول کی واسطے ششمی حصہ ہی جو باقی رہا بثلث ثانی کے اور
مضارب ثانی کے واسطے ثلث مشروط ہو و لو قبل ما ردّی الله بکاف الخطاب و المسئلۃ بحالیہا فللثانی ثلثہ و الباقی بین الاول و المالك
نصفان باعتبار الکافی فیکون لکلی ثلث اور اگر کہا گیا بکاف خطاب کہ جو ٹھیکو اللہ تعالیٰ روزی دے اور باقی سہلہ بحال خود اس طرح ہی یعنی اگر
مالک نے مضارب ثانی کو مال دینے کا اذن دیا اور مضارب اول نے مضارب ثانی کو مال دیا تو بین تہا و نفع پر اور مالک نے مضارب اول سے کہا کہ جو ٹھیکو
الله تعالیٰ لمنفعت روزی کرے وہ میرے تیرے درمیان نصف نصف ہی تو مضارب ثانی کی واسطے ثمانی نفع کی ہے اور باقی دو تہا بیان مضارب اول اور مالک میں نصف
بین باعتبار کاف خطاب کے تو ہر شخص کو تھائی تھائی نفع ملے گا ہم مالک کی مشروط مضارب اول سے یہ بھی کہ جو نفع اس کو ہو وہ دونوں میں نصف نصف ہی ہو اس کو
نفع نہیں ملا سو اسے دو تہا یوں کے تو دونوں میں نصف نصف ہو گیا تو ہر ایک کو تھائی تھائی ملے و مثله ما رجحت من شیء او ما کان لک فیہ
عن دمج و لک و قول سابق کے مانند ہی یوں کہ ثارب المال کا مضارب کہ جو ٹھیکو فائدہ حاصل ہو کسی چیز سے یا جس چیز میں ٹھیکو نفع ہو اور مانند اس کے

اور اس طرح نفع صحت عقد پر عمل کرنا مضارب بل کا اپنے مضارب کے ساتھ یا صاحب مال کا عمل شرط ہونا مضارب ثانی کے ساتھ بخلاف کتاب کے کہ اسے اپنے عمل کا عمل شرط کیا
تو عقد صحیح و ناجائز صحیح و اگر کتاب مضارب کرے اپنے عمل کے ساتھ و جویت پر کہ کتاب مضارب کے کسب یا بین احوال کے مانند ہو اگر خارج ہو جائے بل کتاب صحیح بل
عمل کے تو مضارب ناسد ہوگی کہ ان فی الطحاوی و لو شرط بعض المرحوم للمساكين او الخ او فی الرقاب ولا مراة المضارب او مکاتبہ صح العقد فیہ
الشرط و یكون المشرط طرفاً مالاً و اگر شرط کی گئی کہ نہفت محتاجوں کے واسطے یا حج کی واسطے یا اگر دونوں کو حج کرنے کی واسطے یا مضارب کی عورت کی واسطے یا اسکے
مکاتیب کے واسطے تو عقد صحیح و اگر شرط صحیح نہیں اور نفع شرط صاحب مال کا یا زنا سکین وغیرہم کے واسطے ہم زوجہ مضارب یا مکاتب کی واسطے اشتراط نفع اس صورت میں
عقد صحیح و جبکہ عمل شرط ہو اور اگر ان کا عمل شرط ہو تو شرط جائز و اگر شرط نہیں کے واسطے ہوگا اس واسطے کہ زوجہ یا مکاتب مضارب ہو کے عمل شرط کرنے سے اور
و صورت عدم اشتراط عمل مضارب ہوگی بلکہ یہ موعودہ ہو چکا کہ لازم نہیں اور یہی حکم و اور واجب کا اس تقریر سے معلوم ہوا کہ مال سکین اور رقبہ میں ناسد شرط کی
علت عدم اشتراط عمل پر کہ ان فی الطحاوی لخصاً و کو شرط البعض لقین شاء المضارب فان شاء الله ففسد الوط المالی ثم الشرط و لا بان شاء لا یجوز لا یصح
اور اگر بعض نفع اس شخص کے لئے شرط ہوئی جسکو مضارب چاہے تو اگر مضارب اپنے واسطے یا صاحب مال کی واسطے چاہے تو شرط صحیح و اگر اپنے مالک کی واسطے یا اپنے مالک کے
کہ جنہی شخص کی واسطے چاہے تو شرط صحیح نہیں اس واسطے کہ ان کا عمل شرط نہیں کیا و متنی شرط البعض لا یجوز ان شرط علیہ عملہ صح الشرط و لا کذا و لا کہ
بعض نفع جنہی کی واسطے شرط ہوئی تو اگر اس کے مال ہی شرط ہو تو شرط صحیح و اگر نہیں تو شرط صحیح نہیں یعنی نفع صاحب مال کا ہوگا اور عقد صحیح ہوگا کہ ان فی الطحاوی قلت لیکن
فی القسستانی انه یصح مطلقاً و المشرط طرفاً جنہی ان شرط علیہ کذا ظاہر الدلائل ایضاً و غرہ لان خیرہ مطلقاً للبر حندی و غیرہ فتنبہ من کتابہ
لیکن قسستانی میں ہے کہ عقد مضارب صحیح و مطلقاً اپنے خواہی کا عمل شرط ہو یا نفع شرط اجنبی کا ہوگا اگر ان کا عمل شرط ہو اور اگر ان کا عمل شرط ہو تو نفع صاحب مال کا
ہو اور قسستانی نے اس قول کو ذخیرہ کی طرف نسبت کیا ہے و خلاصہ حندی وغیرہ کے تو اگر وہ ہم جہت نہایت ہو چکا ہو کہ عقد مضارب ہر صورت صحیح ہو جنہی کی واسطے
بشرط اسکے عمل کے صحیح ہو تو اس استدراک کی کیا وجہ و اور حندی کا کلام غلام میں ہے جنہی میں چنانچہ شرح ملقی سے معلوم ہوتا کہ ان فی الطحاوی و کو شرط البعض
لفضایہ و بین المضارب و دین الدلائل جائز و یكون للشرط لہ قضاء دینہ و لا یلزم بدفعہ لغیر ما تہ جو اور بعض نفع و بین مضارب یا و بین
مالک کے اور اگر نہ کی واسطے شرط ہو تو جائز ہے و اگر شرط کو اپنے دین کا اور اگر ناس نفع سے جائز ہے اور ہر ایک مضارب و مالک پر لازم کیا جائے گا و نفع مذکور کا اسکے دین
و مالک کو کہ ان فی البحر و تبطل المضاربة بعبود احدیھا لكونہا و کالہ اور باطل ہو جانی ہے مضارب لک یا مضارب کی مرکت بسبب جو مضارب کے و کالت یعنی اور و کالت
باطل ہو جانی ہے و مالک کی مرکت و کالت بقیلہ و حجر یطراعی احدیھا و یجوز احدیھا مطبقاً قسستانی اور اس طرح مضارب باطل ہوئی ہے و ایک نفع جو چاہے
اور ایک کے نفع نہ صرف ہے جو مالک یا مضارب پر طاری ہوا و ایک کے جنون ملین ہوئے ہم باطل منوع التصرف ہو جانی جنون سے یا سفاہت یا بعد از ذل کے کہ جسے جنون
جنون منع تصرف میں داخل تھا لیکن شراح نے پھر اسکو اس واسطے ذکر کیا کہ انہیں البان کی قید لگاوے و فی البوزاریہ مات المضارب و المال عرہ فی بعضہا
و حیثہ اور بزاز میں ہے کہ مضارب مر گیا اور مال عرہ من اور قاش ہے بھنے اسباب ہر قدر نہیں تو اسکو مضارب کا وہی بیج کرے ہم اور قول صحیح ہے کہ صاحب مال اور وہی
مضارب و نو کو بیج میں اختیار ہے اور اگر مضارب کا کوئی وہی ہو تو فقط مالک مضارب یا صاحب مال کے مضارب کے طور سے وہی مقرر کرے کہ مالک کے ساتھ بیج میں عمل کرے چھوڑ
مال نقد ہو چکا تو مالک ہمارا اس مال اور نفع کا حصہ اور مضارب کا حصہ کے دائیں پس کہ ان فی الطحاوی و تو مات رب المال نقد تبطل فی حق التصرف
و لو عرضاً تبطل فی حق المتاع و لا التصرف فله بیعہ بغيره نقد اور اگر صاحب مال مر گیا اور مال نقد ہے تو مضارب باطل ہے حق نصف میں یعنی مضارب باطل ہے
بیج اور غیر انہیں کر سکتا اور اگر مال عرض ہے تو نقد مضارب باطل ہے حق سافرت میں یعنی مضارب اس اسباب کو نقد نہیں لے جاسکتا تو اسکو و مل میں اسکا بیع عرض اور
نقد سے جائز ہے اور اگر مضارب کسی شہر میں گیا تھا مال مضارب لیکر اور وہاں خریدی پھر صاحب مال مر گیا اور اسکو نہیں موت کی پھر وہ دوسرے شہر میں گیا لیکر اور

[illegible]

اقتضا صحیح خلاف احد الشریکین جبکہ عقد شرکت کو فتح کرے اور شرکت کا مال اسباب ہونے سے صحیح و باطل کا فی الحال کیوں نہ ہو ورنہ بجز مضارب کے
 علی اقتضاء الذی یؤتی اذ حینئذ یجلی بالاجرة جدائی ہو گئی مالک اور مضارب میں اور مضارب کے مال میں وہیوں اور نفع ہو تو مضارب پر جبر ہوگا دیون کے تقاضا
 کرنے پر اس واسطے کہ مضارب اس وقت حاصل ہجرت ہو گا ہم دیون کی وجہ سے کہ مضارب عروض کو جس سے بیجا اور ہونے میں پرفتن نہیں کیا مضارب عامل بالاجرة اس واسطے
 ٹھہر کہ وہ اس صورت میں اجبر کے مانند ہو اور نفع اجرت کے مانند ہو تو ہر کام طلب کا خارج مضارب پر ہوگا اگر دین اسی شہر میں ہو اور اگر دوسرے شہر میں ہو تو تسبیح
 مضارب کے مال میں ہو گا کذا فی الطحاوی والادراج لا جبر کذا حینئذ معتبر اور اگر مال نفع ہو تو مضارب پر تقاضا دیون میں نہیں اس واسطے کہ مضارب
 اس وقت میں تسبیح اور جس پر ہجرت نہیں دیون مراد مالک علیہ لکن غیر العاقد اور مضارب پر حکم ہوگا مالک کو تقاضا دیون پر نہیں اور ہر کام
 ہوگا کہ مالک غیر عاقد ہو یعنی اور حقوق عقد کے راجع نہیں ہونے مگر عاقد کی طرف تو مالک مطالبہ دین پر قادر ہوگا بلانویس مضارب کے و حینئذ فالوکیل
 بالبیع المستضعف کا مضارب پھر ان بالتوکیل اور اس وقت میں جبکہ تسبیح جبر علی الاقتضا نہیں تو بیع کا وکیل اور مال کا لینے والا
 بطریق بیع کے مضارب کے مانند دیون کو توکیل مالک کا حکم ہوگا والیسماذی علی التقاضی دکن الذی لا لایتمما بعمال بالاجرة
 سار پر ہجرت ہوتی ہو تو تقاضا دین میں اور اسی طرح دلال پر اس واسطے کہ وہ دیون اجرت پر کام کرتے ہیں ہم سار کے رسول وہ ہے جس کا جس میں جبر ہوتا
 لوگوں کے جمع ہوں تا وہ اجرت لیکر بیچے بلا عقد اجارہ تو وہ بھی عامل بالاجرة ہے اور یہ نیز اجارہ صحیح کے کی عدالت کے موافق کذا فی الدرر فرج مسئلہ بحث
 شارح کا استوجوب علی ان یبیم ویشتری کہ یہی عدم قد رہتہ علیہ والیہ لکن استاجرة مدد للحدیث مدد ولسمعه فی البیم بلقی ایک شخص
 کیواسطے اس پر اجرت لہو گئی کہ وہ بیع اور شرا کے تو بیع جاز نہیں سبب اسکے نہ قادر ہونے کے بیچ اور شرا پر اور حیلہ اسکے جاز ہونے کا یہ کہ اسکو ضروری ہو کہ گدے اور
 نوکر رکھ لے خدمت کو اس واسطے کہ وہ بیچ میں تک و اس تسبیح کا کام لے کذا فی التلمیذ ہم عدم خدمت بیع اور شرا پر اس واسطے ہوتی کہ ضروری فوضت تمام نہیں ہو سکتی مگر غیر کی ساعد
 یعنی بائع اور مشتری کی مساعدت تو اخیر قاعدہ نہیں مگر تسلیم پر اور حیلہ مذکورہ اس واسطے جاز ہو کہ عقد شامل ہے منفعت کو اور منفعت معلوم اور معین ہے بیان مقدار کے
 اور وہ قاعدہ کی تسلیم پر اس طرح کہ اپنی ذات کو حاضر کرے مدت معینہ کذا فی الطحاوی عن التلمیذ وما هلك من مال المضارب ببيع مال الرجب لانه بیع
 اور جتنا تلف ہو گیا مضارب کے مال سے وہ نفع کی طرف پھیرا جاتا ہے اس واسطے کہ نفع تابع ہے راس المال کا اور راس المال اصل ہے فان زاد الهالك على الرجب ایضاً
 ولو فاسداً من عمل لانه اصلیت پھر اگر مال مالک بادلہ ہونے سے تو مضارب پر تاوان نہ آوے گا اگر جرم مضارب فاسد ہو اور گواہی کی ہلاک
 مضارب کے عمل سے ہو اس واسطے کہ مضارب میں ہے یعنی اس میں نہیں ہوتا وان قسیم الرجب وبقیت المضاربة ثم هلك المال او بعضه تو زاد الرجب
 لیکذا مالک راس المال وما فضل بینه ما وان نقص لم یضمن کیا ہو اور اگر نفع پٹ گیا ہو اور مضارب باقی ہو پھر سبب بعض المال تلف ہو جائے تو وہ دیون
 شخص نفع پھر دیون مالک نفع سے راس المال سے اور جقدر نفع زاد ہو راس المال سے وہ دیون میں مشروط ہے موافق قسمت ہو اور اگر نفع کم ہو راس المال سے تو مضارب
 پر تاوان ہوگا بل لکن نہ لایتمم یعنی اس پر تاوان نہیں نہ کو مفقود قولہ وبقیت المضاربة فقال وان قسیم الرجب وبقیت المضاربة والمال فی المصالح ثم
 عقد ما هلك المال لم یؤاؤ وبقیت المضاربة لانه عقد جدید وھی الحیلة النافعة للمضارب بغير منفعت اپنے قول وبقیت المضاربة کا مفہوم ذکر کیا سو کہ اگر
 نفع پٹ گیا اور مضارب فتح ہو گئی اور مال مضارب کے ہاتھ میں ہے ہر دو دیون مضارب کو منع کیا چھوٹا مال ہو گیا تو دیون نفع سابق کو نہ پھیرے گا اور مضارب متاثر
 باقی رہے گی اس واسطے کہ وہ عقد جدید ہے اور حیلہ یا فخر مضارب کیواسطے ہے لہذا اگر مضارب طے استواء نفع سے بعد قسم کے سبب ہلاک ہونے راس المال کے تو
 اسکی تدبیر یہ ہے کہ نفع مضارب کے مضارب جدید عقد کرے اور اگر مال مضارب کو مضارب مالک کو دیا ہو تو بطریق اولیٰ نفع مسترد ہوگا اور علی نے
 تو تسلیم مال کی قید لگائی جس نے مذکورہ میں موافق کی کذا فی الطحاوی فصل فی مستوفات فیہل ہر سائل متفرق مضارب من المصلحة لانه نقصان فی

الحال ان مالک کو بیع نہیں ہے

استیفاء کے خلاف بائیں کے واسطے جاریہ قبضہ کیل کا قبضہ استیفاء نہ قبضہ مات کام حاصل مقام پر کہ کیل نے قبضہ نہیں کیا بعد از قبضہ کے قبضہ ٹک ہو گیا
 تو جو جمع نہیں یعنی مالک دوبارہ نہیں لے سکتا اور اگر قبل خرید ہو کر لے لیا ہو تو اس کے لئے اس کا قبضہ ہو گیا تو قبضہ ہو گیا اور لے سکتا ہی اس واسطے کہ نوع قبل شرائط ہونے کے
 میں تو بعد از مالک مالک ایک بار جمع ہی بھر جمع نہیں تو شارح کا قول اس صورت پر محمول ہے جبکہ ہو کر لے قبضہ ہو گیا اس واسطے کہ بعد از قبضہ کے قبضہ میں تو اصل جمع
 نہیں تلف ہونے کے بعد لکھائی اصطلاحی معہ الفای فقال للمالك دفعته الى الفادس بحيث التقاو قال المالك دفعته الفایين فالقول للمضارب
 لان الفول في عقد ارضاء مضارب ارضاء او ضمیمہ یا کما لو انکوا اصل مضارب پاس دو ہزار دین سوت مالک سے کہہ کہ تو نے مجھ پر اس دو ہزار دین سنہ
 نفع میں ایک ہزار مال کئے اور مالک نے کہا کہ میں نے مجھ کو دو ہزار دینے تو مضارب کا قول مقبول ہو گا اس واسطے کہ مصلحت سے نفع مقبوض میں قابض کا قول مقبول ہے خواہ قابض میں جو یا میں
 چنانچہ مضارب اگر بائیں قبضہ کا سکر ہو تو مضارب ہی کا قول مقبول ہو گا وگرنہ کو کا نہ اختلاف ہے قسم ذلک فی مقدر الویم فالقول لمربا المال فی مقدر الویم فقط
 لانه يستفاد من جهة اور اگر اس کے ساتھ یعنی اس المال کے اختلاف کے ساتھ نفع کی بھی مقدار میں اختلاف ہو تو صاحب مال کا قول مقبول ہے نقطہ منفع کی مقدار میں
 اس واسطے کہ نفع کی مقدار حاصل ہوتی ہے مالک کی جہت سے یعنی اس کے معین کر دینے سے نفع معین ہوتا ہے نصف یا ثلث اور وہ سکر کی زیادہ کا تو اس کا قول مقبول ہو گا مگر مقرر
 اس مال اور مقدار نفع کے اختلاف کی یہ صورت ہو کہ مالک نے کہا کہ اس المال دو ہزار دین اور میرے واسطے میں نے نفع شرط کیا اور مضارب نے کہا اس مال ہزار دین اور تو نے میرے
 واسطے نصف نفع شرط کیا فقط غیر سے معلوم ہوا کہ مقدار اس مال میں مضارب ہی کا قول مقبول ہو گا نہ مالک کا و آیتاً ایام البینة تقبل اور مالک اور مضارب
 میں سے جو شخص نے دعویٰ پر گواہ لاوے گا تو مقبول ہو گا و ان اقاماها فالبينة بينة رب المال فی دعواه الا ان زيادة في رأس المال وبينة المضارب فی
 دعواه الا ان زيادة في رأس المال لا تقبل گواہی پر مالک کی گواہی پر زیادہ اس المال کے دعویٰ میں اور مضارب کی گواہی پر زیادہ نفع کے دعویٰ میں
 میں یعنی اس واسطے کہ بینه اثبات زیادہ کی اس واسطے کہ قبضہ اختلافی بلکہ فی المقدر لانه لو كان فی الصفة فالقول لمربا المال فلما قال له الف فقال هو مضارب
 بالصفة فذبح الف فقال للمالك بضاعة فالقول للمالك لانه من كسر مضارب مقدار کے اختلاف کی تبدیلی اس واسطے کہ اگر اختلاف منفع میں ہو گا
 تو وہ مالک کا قول مقبول ہو گا تو اس واسطے منفع کے کہ ایک مضارب کے پاس ہزار دین سوت کہہ کہ وہ میرے پاس نصف نصف مضارب کے طو پر ہیں اور مضارب نے ہزار دین
 میں حال کئے ہیں اور مالک نے کہا کہ وہ ہزار بطریق بضاعت کے میں نہ بطریق مضارب کے تو مالک ہی کا قول مقبول ہو گا کیونکہ وہ سکر مضارب کے دعویٰ کا وگرنہ مال
 المضارب ہی فرض و قال رب المال بیضاعة او دنیة او مضاربة فالقول لمربا المال والبينة بينة المضارب لا دنیة علیہ
 للملك والمالك ينكر او را بطریق اگر مضارب نے کہا کہ ہزار میرے پاس بطور قرض کے ہیں اور مالک نے کہا کہ وہ بضاعت ہیں یا ودیت ہیں یا مضارب ہیں تو صاحب
 مال کا قول مقبول ہو گا اور برہان مقبول تو مضارب کی برہان ہی اس واسطے کہ مضارب مالک پر ملک کا دعویٰ کرتا ہے اور مالک ملک کا سکر ہے جس پر قرض کا دعویٰ کیا تو
 وہ مال کا مالک ٹھہرے مالک کی ملکیت تو اس پر نفع قابض ہی کا ٹھہرے اور دعویٰ بضاعت یا ودیت یا مضارب میں اس کا انکار ہو گا و آیتاً ایام البینة تقبل اور مالک اور مضارب
 کہنا تو یہ ہوتا اس واسطے کہ مضارب بضاعت اور ودیت میں مالک ورواض یہ دونوں عدم مضارب پر متفق ہیں و اما لو ادعی المالك الفرض والمضارب المضاربة
 فالقول للمضارب لانه ينكر الظمان و انما اقام البينة فیلت اور اگر مالک قرض کا دعویٰ کرے اور مضارب مضارب کا تو مضارب کا قول مقبول ہے اس واسطے
 کہ سکر قراوہن کا اور دونوں میں سے جو گواہ قائم کرے گا مقبول ہو گا دعویٰ مضارب میں ضمان کا انکار ہو گا اس واسطے کہ بار بار ذکر ہو چکا کہ مضارب میں جو زمین اور مالک ہی ضمان
 اور قول تو سکر کا قتل ہے و ان اقاما فالبينة رب المال لانه لا يثبت الا بالثبوت اور اگر دونوں نے گواہ قائم کئے تو صاحب مال کے گواہ مقدم ہیں اس واسطے کہ زمین زیادہ
 اثبات پر ہم زیادہ ثبات کی وجہ یہ کہ مالک کی برہان سے مضارب پر ضمان بدل فرض ثابت ہوتا ہے و اما الاختلاف فی النوع فان ادعی المضارب المضارب المحرم
 او لا محلا و ادعی المالك المحضون فالقول للمضارب لانه ينكر الظمان و انما اقام البينة فیلت اور اگر مالک قرض کا دعویٰ کرے اور مضارب مضارب کا تو مضارب کا قول مقبول ہے اس واسطے کہ

جائزہ حفاظت کرنا و دیت کا بذات خود اور اپنے عیال سے اپنے مال کی طرح و وہم من سکن معہ حقیقۃ او حکمتاً لما من تہم و وہ فی سنون کے عیال
وہ لوگ ہیں جو اسکے ساتھ رہتے ہوں حقیقتاً یا حکماً نہ وہ لوگ اسکے عیال ہیں جنکو وہ نفقہ دیتا ہو اسی عیال سے مردہ لوگ ہیں جو اسکے ساتھ رہتے ہوں نواہ نامی نفقہ میں شریک ہوں
یہ انہوں میں سے جو اور وادھن میں مسکن حقیقی ضرور نہیں تو بہر حال اس تفسیر کے اگر مستویع و دبت میں اس میں کوئی جو اسکے ساتھ رہتا ہو یا سپر تادان لازم نہ ہو گا خلاصہ میں یہ کہ
مستودع کہیں گیا اور کبھی اپنے مکان کی غیر کو دیکھا ہے جب اپنے گھر میں آیا تو وہ دبت کو پایا تو اسپر تادان نہیں کیونکہ کبھی دیکھنے سے دوسرے کے ہاتھ میں گھر کو نہیں کر گیا
لہذا فی الطحاوی فلو دفعوا اولیہ الامیاع و نرو حیتہ فلا یسکن معہا ولا یتقی علیہما خلاصہ یہ تو اگر امانت دار نے اپنے والد صغیر غریب اور
اپنی زوجہ کو دبت دی اور حالانکہ وہ شخص دونوں کے ساتھ نہیں رہتا اور انکو نفقہ نہیں دیتا تو اسپر تادان نہ ہو گا کذا فی خلاصہ ہم یہ تفریع کی سکونت حکمی پر اس واسطے کہ والد
صغیر اور زوجہ اگرچہ دوسرے گھر میں رہتے ہوں مگر وہ دونوں در حکم سکن زوج اور باپ ہیں اور یہی حکم غلام کا لیکن والدین بشرط یہ کہ حفاظت و دبت پر قادر ہو
لہذا فی الطحاوی و کذا لو دفعنا لہ وجیہا لابن العیالہ لیساکلہ لا للنفقۃ و یتل یستبان معاً عینی اور اسی طرح ضمان نہیں اگر زوج اپنے زوج کو
و دبت غیر شخص کی دے اس واسطے کہ باہم سکونت کا اعتبار نہ نہ نفقہ دینے کا اور قول ضعیف یہ کہ باہم سکونت اور نفقہ دونوں معتبر ہیں عیال ہونے میں کذا فی بعضی
و بشرط کہ نہ ای حق فی عیالہ امیناً فلو علم حیانہ ضعیف خلاصہ اور اسکے عیال کا امانت دار ہونا شرط ہے دفع و دبت میں تو اگر ان میں سے کسی کی حیثیت
اور دعا بازی معلوم ہو اور پھر اسکو و دبت غیر کی سپر کرے تو اسپر تادان لازم ہو گا یعنی در صورت ہلاکی کذا فی خلاصہ ہم دو صورتوں میں تادان نہیں جبکہ امانت داری
معلوم ہو اور جبکہ مطلق اسکا حال معلوم نہ ہو و جاز لمن فی عیالہ الذہم لیت فی عیالہ اور جو شخص کہ مستودع کی عیال میں ہو اسکو جائز ہے و دبت کا
اپنی عیال کو کوٹھکا کہ عین الدفع الی بعض من فی عیالہ و قد قدم ان و بعد یثامہ بان کان لہ عیال غیر ابن ملک صحت ایسا کہ اور اگر
مالک نے مستودع کو اسکی بعض عیال کے دینے سے منع کر دیا پھر اسنے اسی شخص کو و دبت سپر کی تو اگر اسکو اسکے دینے کی ضرورت نہ ہو اس طرح کہ اسکی عیال میں سے
اس شخص کے اور شخص بھی ہو کذا ذکرہ ابن ملک تو اسپر تادان اوچکا اور اگر وہ ناجار ہو یعنی اسکے سوا دوسرے شخص اسکی عیال میں نہ ہو تو اسکے دینے سے تادان اوچکا
و ان حفظہا بغیرہم ضعیف و عن صحیحان حفظہا لہ بحفظ مالہ کو کیلہ و ما ذونہ و شریکہ مفادۃ و عتلاً فاجاز علیہ الفتوی
ابن ملک و اعتمدنا ابی الکمال و علیہ و اقربہ المصنف اور اگر مستودع نے و دبت کی حفاظت کروائی اور لوگوں سے سوا اپنے عیال کے تو اسپر تادان اوچکا
اور جو جسے روایت یہ کہ اگر حفاظت کروائی ان لوگوں سے جن سے اپنے مال کی حفاظت کروانا ہو یا جو اسکا وکیل اور غلام ماذون اور اسکا شریک مفادۃ اور شریک
عنان تو جائز ہے اور اسی قول پر فتویٰ ہو کذا صرح بہ ابن ملک اور اعتماد کیا ہے اس پر ابن کمال نے ایضاً و اصلاح میں اور اسکے سوا اور علمائے فہمی ہی قول پر اعتماد کیا ہے اور
مصنف م نے اپنی شرح میں اس قول کو ثابت رکھا ہے ہم نہایت میں یہ فتویٰ متراشی کی طرف منسوب ہے اور متراشی نے کسی نسبت طحاوی کی طرف کی ہے و دبت میں خط و دبت میں
عیال کو شرط نہیں کیا بلکہ یوں لکھا ہے کہ مستودع و دبت کی اس طرح حفاظت کرے جیسے اپنے مال کی حفاظت کرنا ہو کذا فی الطحاوی الا اذا خاف الخوف والعرق فکان
خافاً یحیط بالملک و غیرہ فیسلم علی جارہ او الی ظلم آخراً غیر عیال کے دینے میں تادان ہو گا جبکہ مستودع آگ کے بجائے پانی کے
عرق کر دینے سے ڈرے اور عرق اور عرق غالب یعنی بکثرت اور مستودع کے مکانات منزل کو محیط ہوں اس میں طالت میں وہ اپنے پڑوسی کو یا دوسرے کشتی و انکو و دبت
سپر کرے تو تادان نہیں تو اگر عرق اور عرق محیط ہو تو غیر کے دینے تادان اسپر اوچکا ہم حموی نے لکھا ہے ضرور کہ عرق اور عرق منزل موع کو محیط ہو متانی نے لکھا ہے
ہم تشریف مراد ہے جو جمع مکانات دار کو محیط ہو کذا فی الطحاوی الا اذا امکنہ دفعہا لمن فی عیالہ او انفاھا فوفقت فی البیاب خلو او
بالست جو شخص بلیغ عرق یا عرق میں تادان نہیں مگر جبکہ مستودع کو اس حالت میں اپنی عیال کو و دبت سپر کرنا ممکن ہو یا و دبت کو اسنے
تاؤ پرے بھیج دیا ہو سو وہ پہلے سے دیا ہے اگر پڑے یا و حاکم کر کر پڑے تو اسپر تادان اوچکا کذا فی الریعی یعنی اس واسطے کہ اسکے نفل سے اطلاق حاصل ہے

اور میں اسکو جانتا تھا اور وہ قلمت ہو گئی تو وارث کی تصدیق ہو گئی یعنی مورت پر تادان نہ آوگا ہذا واما کو کانت عندہ سوا واما فی مسئلہ وہی ان الارث
 اذا دل الشارح علی الویجہ لا یضمین المودع اذا دل ضمیمہ پر مورت کا وارث کے پاس ہونا اور مورت کے پاس ہونا دونوں برابر ہیں عدم
 ضمان میں وہ مورت عدم تھا ہی مگر ایک مسئلے میں برابر نہیں وہ مسئلہ یہ ہے کہ اگر وارث جب سارن کو ودیعت بنا دے تو اس پر تادان نہیں اور ودیعت کا قبول کرنے والا جب سارن کو
 بنا دے گا تو تادان ویکالہ فی الخلاء تھا اگر اذامعہ میں لا خیر حال الا خیرہ اگر جب کہ مودع سارن کو روک دے ودیعت لینے سے لینے کی مورت بھی اہل اسنے
 ودیعت سارن کو بنا دی پھر سارن جب لینے آیا تو اسنے لینے سے روکا سو سارن زبردستی سے لے لیا تو اس پر ضمان نہیں کذا فی الطحاوی عن الخلاء کما فی مسائل
 الامانات فانما انقلب من مودع بالموثوق من تجبیل کثیرین ومقادیر چنانچہ ودیعت کے سوا اور باقی امانات منقلب ضمان مرجاتی ہیں یعنی اگر تادان م
 ہو جائے تو اس میں کی مورت بلا بیان سے شریک و مفاد میں کی ہو سکے مانند عطف مفاد میں کا شریک پر فاس کا عطف عام پر لگائی مشیر علی ماسے
 الاشباہ کہ میں سلون میں موت بلا بیان سے تادان نہیں کذا فی الاشباہ میں ناظر اودع غلظ الوقف نہ صات مجتہد فلو یضمین تجمل مسائل
 عشر حاکم یہ ہے کہ ناظر نے غلات یعنی حاصلات وقف کو ودیعت رکھا کسی شخص کے پاس پھر بلا بیان ودیعت ہو گیا تو اس پر تادان نہیں قید بالغلط کانت الناظر
 لو صات مجتہد لالی لیدل ضمیمہ اشباہ ای لضمین الارض المستبد لہ فلو ان الوقف بالادلی کا لہ اہم الموقوفہ علی القول بجوازہ قالہ المصنف
 وافر اشباہ فی الزاویہ وقید موتہ مجتہد بالحقا و فلو یضمین و نحوہ ضمیمہ لحدیث من یہا لہا فکانت مانعاً لہا ظلماً فیضمین مباحث فی انعم الوسائل مقتدا
 مصنف و مرنے حاصلات وقف کی قید لگائی اس واسطے کہ اگر ناظر مر جائے بلا بیان بدل وقف تو اس پر اسکا تادان آوگا کذا فی الاشباہ مال اہل یعنی وقف کی بدلی ہوئی زمین کا
 شمن میں کتا مورت تو عین وقف کی تجبیل سے بطریق اولیٰ اس پر تادان ہو گا چنانچہ در اہم وقف کی تجبیل جواز وقف در اہم کے قول پر ایسا کہ لکھا ہے مصنف نے اپنی شرح میں اور
 امانت رکھا ہی اسکو مصنف م کے بیٹے شیخ صالح نے زواجر حاشیہ اشباہ میں اور صاحب دہر نے موت ناظر میں ناگہانی موت کی قید لگائی بحث کی راہ سے نہ اسے سمجھو کہ اگر
 ناظر کی موت مرض وغیرہ سے ہو تو تجبیل سے تادان اس پر لگا جائے بسبب تادان ہونے ناظر کے بیان ودیعت پر تو ناظر ناخن ان ودیعت کا ٹھہرا تو تادان دے اور صاحب دہر نے
 اسکو روک کر مباح کی النفع الیسا میں بطریق سی نے بحث کی ہے فی خبر دار یہی وہ مصنف م کا کلام عام ہے غلات سجدا و غلات مستحقین وقف میں اور علامہ میری نے لکھا غلات مجبلی
 تجبیل میں تادان نہیں اور غلات مستحقین کی تجبیل میں تادان ہوا و بطریق سی نے غلات مستحقین میں من حیث البحث تفصیل کی ہے کہ اگر مستحقین نے ناظر سے مال لیا مودع
 اسنے تاخیر کی ہوا بلا بیان لکھا ہوا اس پر تادان ہوا و عین تو یون کہنا لائق ہے کہ اگر ناظر محمود بن الناس اور دیانت دار ہو تو تادان نہیں شیخ صالح نے کہا کہ جب بلا بیان
 مر گیا تو ظالم قصیر وارٹھرا خواہ مستحق نے طلب کیا ہو یا نکلیا ہو تو اس پر تادان ہوا و اگر وہ محمود ہو تو قبل موت اپنی گلو خلاصی کر تا تو بہرہ وی قول ہے چہرہ شیخ اعلام میں
 کذا فی الطحاوی غرضاً و متبعا و احیاء مجتہد لا یزال لکن اذ فی الاشباہ عند من اودعہ او لا یدل منہ لہ و وضعہا فی بدیہ و مات مجتہد ضمیمہ کانہ
 مودع غلظہ ماکو اوج غلظہ لکات للفاضی کا تہ ایداع مال الیم علی المعقود کما فی متوجہ البصائر و لکھنؤ اور از ناظر یہ مسئلہ ہے کہ قاضی بلا بیان اسوال بتائی مر گیا
 اشباہ میں اسقدر زیادہ ہے کہ قاضی اسکے بلا بیان مر گیا کہ بییم کا مال کے پاس اسنے ودیعت رکھا اور یہ قید ضروری ہو واسطے کہ اگر قاضی مال بتائی کا اپنے گھر کے اہل و عیال
 مر جائے تو اس پر تادان ہو گا اس واسطے کہ وہ مودع و غلات اس صورت کے کہ اسنے غیر شخص کے پاس ودیعت سپرد کی اس واسطے کہ قاضی کو ایداع ال یم کی ولایت ہے بقول منہم کذا
 فی التنبیر البصائر تو اسکو یاد رکھنا چاہئے و منها سلطان اودع بعض النبیۃ عند عمار نہ ماکت مجتہد اور از ناظر یہ مسئلہ ہے کہ سلطان نے غشت کا بعض
 مال غازی کے پاس ودیعت رکھا پھر بلا بیان مر گیا تو سلطان پر ضمان نہیں ہم اور از ناظر یہ بھی ہے جبکہ بلا بیان مر جائے اور از ناظر یہ بھی ہے جبکہ بلا بیان مال منغر مر جائے
 اور از ناظر وارث ہے جبکہ بلا بیان مر جائے کہ اسنے مورت کے پاس کیا ودیعت رکھا تھا اور از ناظر اس شخص کی موت بلا بیان ہے جسکے گھر میں اندھی سے اوڑھ کر کوئی عیب
 گر پڑی اور از ناظر موت غلام ہے بلا بیان یعنی اسکے مولے نے اسکے گھر میں کون خریدیوں اسکے امر کے رکھی اور از ناظر موت منغر بلا بیان ودیعت غیر کے سونہ میں تادان میں

اذا غلب ذلك فم توب رجل لعينه فقطه فكلوا جميعا فاسم او محبة بن يوجب وهو جرك جائس سواك مرد کا پیر اور دوسرے مرد کو بے پیر و سکر
شخص ایک قطع کر دے تو دونوں شخص بیض و دھوبی اور قاطع خاص بن ہیں ہم اپنے مالک جس سے چاہے تاوان لے تو اگر دھوبی سے تاوان لے تو دھوبی قاطع سے پھر اور اگر
قاطع سے لے تو وہ دھوبی سے لے تو وہ دھوبی کو مستحق بن کر ذانی الطحاوی یعنی تفصیل بحث ہر روایت سب و حق محمد اصحاب الودیعہ شفی
نماؤ المودع برجل لیسما لیسما فخطبت من ذلك فلو تبا انصفت من شاء لکن ان ففت المعالج رجعت علی کذا لان لم یصلها انما العیدہ واکا لم یصل
انتهی اور محمد بن حسن سے روایت ہو کہ وہ بیت کے جانور کو کچھ پیاری ہوگی سو مودع نے ایک مرد سے کہا کہ اسکا معا لہ کرے سو وہ جانور ہلاک ہو گیا تو اسکا مالک جس
چاہے تاوان لے لیکن اگر معالج سے تاوان لے تو وہ اول شخص یعنی مودع سے بھر لے اگر معالج چاہتا ہو کہ وہ بیت غیر شخص کی ہو اور اگر چاہتا ہو کہ غیر شخص کی ہو تو مودع
کر گیا اتنی بانی الجندی بخلاف مودع الخاصیب فیضی ایا ساء بخلاف خاصیب مودع کے مالک جس سے چاہے تاوان لے خواہ غاصب خواہ اس کے مودع
سے ہم غاصب تاوان لینا تو صریح و اور مودع سے اس واسطے کہ اسے غاصب و ولایت لی بدون رضامندی اس کے مالک کے کذا فی الدرر اذا غصب المودع مروج
علی الخاصیب ایہ یوم علی الظاہر در خط قال لایا ذلک العتستانی والباقی والیہ جند غیر ہم مذنبہ اور جب مالک مودع سے تاوان لے تو مودع
غاصب بھر لے اگر مودع چاہتا ہو کہ غیر غاصب ہی بھر لے طحاوی کذا فی الدرر بخلاف اس قول کے جسکو قستانی اور باقانی اور جندی وغیرہم نے نقل کیا کہ وہ صورت علم
کے جو مروج ہیں تو ہر وارہ اس اختلاف سے مع الف ایہی زجلین کل منہ ما اذہ کہ اذہ ایاہ فکل من الخبیر لیسما لیسما وعلیہ الف
اخر بدینہ اس شخص کے پاس ہزار درم ہیں اس پر وہ شخص مری ہیں شخص دعوی کرتا ہے کہ وہ ہزار اس کے ہیں اسے اس شخص کے پاس وہ بیت رکھی ہے بیض و دونوں کے
گواہ ہیں مودع نے قسم لینا چاہا سو اسے دونوں کی واسطے قسم کھانی تو وہ ہزار دونوں مروجوں کے ملک ٹھہریں گے اور اس شخص سے ایک ہزار درم اور واجب الادا ہونگے
جو دونوں مروجوں میں نصف انصفت ہوں ہم قسم کھانا اقرار ہوں دونوں دعویوں کا لہذا ایک ہزار اس پر لازم آئے و لہ خلاف کا حدیث کمال و کمال و کمال و کمال
لیت کل لہ اور اگر مودع نے ایک دعوی کی واسطے قسم کھانی اور دوسرے کی قسم سے انکار کیا تو ہزار درم اس مری کے ٹھہریں گے جس کے واسطے اسے قسم کھانی دفع
الی ترجیل النفاذ قال اذ قضا الیوم الی فلان فامین معا حتی صاغت لہ یصنن اذ کا بلز مہ ذلیک ایک شخص نے دیکھا کہ ہزار درم مری
اور کہ مالک ہزار درم آج کے دن فلا نے شخص کو ہونچا دے سو اسے اسکو نہیں ہونچا جائے یہاں تک کہ وہ تلف ہو گئے تو اس سے تاوان لینا جائیگا اس واسطے کہ فعل
اس پر کرنا لازم نہیں کما قال لہ اسل فی الودیعہ فقال فعل و لہ فعل حتی مضی الیوم و مہلک لم یصنن لانا الواجب علیہ التخلیۃ العادیۃ
بنا کر اگر مالک مودع سے کہ مالک مری طرف اٹھا لاو ولایت کو سو کما اسے کہ میں فعل کرونگا بیض و نہ اٹھا لایا یہاں تک کہ وہ دن گذر گیا اور ولایت مالک ہوئی
تو اس پر تاوان نہ آوے گا اس واسطے کہ مودع بر تخلیۃ واجب کذا فی العادیۃ یعنی فلا نے کو دینا مالک کی طرف ولایت کا اٹھا لانا اس پر واجب نہیں ہو چکا کرنے
سے تاوان آوے گا لازم ہو کہ مالک اور ولایت میں تخلیۃ البتہ اس پر واجب ہو قال رب الودیعہ للمودع اذ تم الودیعۃ الی فلان فقال دفع فکذا فی الی
فان لہ صاغت الودیعۃ صلیقا المودع مری مدینہ کا نہ اعلیٰ بنو اصبہ صاحب ولایت مودع سے کہا کہ وہ بیت فلا نے شخص کو دے سو کما اسے
اسکو دی اور فلا نے شخص دینے میں اس کے مذنب کی اور وہ بیت ضائع ہو گئی تو مودع کے قول کی تصدیق ہوگی قسم کے ساتھ اس واسطے کہ وہ اس میں ہو کذا
فی المریۃ قال المودع انما کما ادری کیف ذہبت کما یصنن علی الاصح کما کو قال ذہبت کما کو کیف ذہبت قال قول قولہ مودع مروج سے کہا
میں چاہتا ہوں کہ وہ بیت کیونکر جاتی رہی تو اس پر تاوان نہیں ہر فعل صحیح ترجیح اگر بولے کہ وہ بیت جاتی رہی اور میں نہیں چاہتا ہوں کہ کیونکر
وہ جاتی رہی تو قبول قول مودع کا قول ہوگا بخلاف قولہ کہ ادری اذہبت ام کہ نقسم او کہ ادری و صفتا او و صفتا و ادری او و صفتا
اسو کا نہیں بخلاف قول مودع کہ میں نہیں چاہتا کہ وہ بیت ضائع ہوگی یا ضائع نہیں ہوئی یا میں نہیں چاہتا کہ میں نے وہ بیت رکھ دی یا وہ

وہی اور ناظر وقت کی واسطے اجرت مثل ہر جگہ و نون علی کریم وہی سے وہ وہی ملاوی جسکو قاضی نے مقرر کیا اجرت معین کر کے اور میت کا وہی تو اجرت کا سخت نہیں کہتا
 الا تباه قانت فاعلم منه ان لا اجر للنظار في المسقف اذا احيل عليه المستحقون فليحفظ من كتمانهم ان لو اسس معلوم ہوا یعنی وہی اور ناظر کے اشتراط
 عمل سے معلوم ہوا کہ ناظر وقت کی واسطے اجرت نہیں پوئے گا نیز جبکہ مستحقین وقت کو اس کے لئے کا حوالہ دیا گیا ہو تو اسکو یاد رکھنا چاہئے کہ وہی تو اس کے لئے اگر وقت کرے گا کی طرف سے
 اجرت نہ دے گی تو ناظر کو ملے گی وہی اور ہوائیہ شہر و داحم الف من صا و مقارضا و و غیر القاضی الشراط جائزہ بخند را در ہوائیہ میں ہر اور
 ہزار درم فرض اور مضاربت میں و دیگر نفع مضاربت کا فقط مالک کے واسطے ہوگا اگرچہ فرضی اور منوع ہی میں یہ ایک شخص نے دو دیکھ کر ہزار درم دیا اور کہ مالک نصف فرض میں اور نصف بطور مضاربت
 اور مضاربت کا نفع مخصوص میرے لئے ہے تو یہ شرط جائز ہے نہ نصف بضاعت ٹھہر گیا اور نصف فرض کا نفع مستقر کا ہو گا اسوسطیکہ مضاربت فلاں ہوئی تمام نفع کی شرط کرنے سے حساب
 مال کی واسطے تو مضاربت منقلب بضاعت ہو گئی وجہ منوع ہو گئی یہ کہ حدیث میں فرض سے جز منفع کرنا منع ہے بجز شرط صحیح ہوئی تو نہ مالک کا نفع دونوں کی واسطے ہی اور نہ مالکی
 و نون پر ہی اسوسطیکہ و نون ہزار میں شریک ہیں کہ انانی الطحاوی شہر و داحم الف من صا و مقارضا و و غیر القاضی الشراط جائزہ بخند را در ہوائیہ میں ہر اور
 صاحب مال فرض کا دعویٰ کرے اور اسکا تمام مضاربت کا دعویٰ کرے تو بعضوں نے کہا کہ صاحب مال کا قول اثن تر قبول ہے م اور دوسروں نے یہ کہ مضاربت کا قول مقبول ہے اور بعض
 قول ثالثی کو اختیار کیا ہے کتاب اللب سے پہلے شہر و داحم الف من صا و مقارضا و و غیر القاضی الشراط جائزہ بخند را در ہوائیہ میں ہر اور
 تو صاحب مال ہی کا قول مقبول ہے واسطے طرح بضاعت پر کے اختلاف میں حکم معتبر نہیں ہے ہم بالکس کی صورت یہ کہ مضاربت نے نفع حاصل کر نیکی بعد دعویٰ کیا کہ میرا اس مال فرض تھا اور
 صاحب مال نے اسکا مضاربت کے طور پر تھا تو صاحب مال ہی کا قول مقبول ہے اور مضاربت پر کوہ لا انا لازم ہی اور البضاعت کی یہ صورت ہے کہ صاحب مال کہتا ہے کہ میرا اس سوال بطور مضاربت ہے
 اور مضاربت نے اس کا دعویٰ کرنا ہی تو صاحب مال ہی کا قول مقبول ہے کہ انانی الطحاوی شہر و داحم الف من صا و مقارضا و و غیر القاضی الشراط جائزہ بخند را در ہوائیہ میں ہر اور
 اور اگر شروع نہ کرے گا فقط و بعیت کو بھری سے ضائع ہو گئی تو یہ قول صحیح ہے یعنی صادق ہے اور اس قسم کجا اسوسطیکہ یہ صورت ہو گئی ہے ہم نے یہ سہا کو دیکھ کے مکان اور کسی کا ضائع نہ کرنا
 متفق ہے اس طرح کہ سارق جلدی کے بجائے دو دیکھ کے سوا اور کسی چیز کو جبراً نہ کیا کہ وہی چیز اسکو متصرف ہی کہ انانی الطحاوی شہر و داحم الف من صا و مقارضا و و غیر القاضی الشراط جائزہ بخند را در ہوائیہ میں ہر اور
 ضائع اور راحت بضم المتاخر ہے اور ایک قسم میں و بعیت کا چھوٹنے والا ہوا اس طرح کہ سب کے ہر قوم کے لوگ ان سے چلے گئے اور بعیت تان ہو گئی تو کچھ شخص جادو الا ان
 نے ہم شخص متاخر را اسطے ضائع کیا کہ اسچھوٹا و بعیت کی نہیں ہو گئی تو تادان بھی اسی پر مخصوص ہو گیا تو اگر سب لوگ ساتھی آئے گئے تو سب تادان اور کچھ کہ انانی الطحاوی
 الا شہار و تارک شہار الشوف صیقا نعت لہ یقمن و قرض القاریا بالعکس بقرہ اذا لم یستد الثقب من بعد علمہ و کہ یعلم الما لک ما حق تعوی
 اور گری کے متضمن ہوتے ہیں بلکہ انکار کرنے والا منع یعنی مالک کے امر سے بھرون کو صون کا یہ بیان کیا تو منع نہ کرے تادان لیا جائیگا اسکا کہ اسنے رو بعیت کی حفاظت کی اس طرح کہ
 اسکو امر کہ انانی الطحاوی عن المجملہ و چہ کا کا ثناء و بعیت کو بخل اس مسئلے کے مروی ہے جبکہ موضوع دیکھ کے مکان کا سورخ نہ بند کرے بعد اسکی ریافت ہو کے یا مالک بعیت
 خبر نہ کرے کہ مکان و بعیت کا سورخ دار ہی ہم نے جبکہ مالک نے رو بعیت منع کو سب کو کی اور منع نے اس مکان میں کئی حسین سورخ نہیں پھر اسکو چنے کا لایا آگ سے وہ
 جل گئی تو اسب تادان نہیں اور اگر اس مکان میں سورخ ہی اور منع اسکو جانتا ہی تو اگر مالک نے منع کو خبر دی سورخ کی تو اسب تادان نہیں اور اگر مالک نے خبر کی اور منع نے باوجود
 دانست سورخ نہ کیا تو اسب تادان ہی خلاصہ یہ کہ تادان دفع ہوتا ہی سورخ کے بند کرنے سے یا مالک کے منع جانے سے اگرچہ در صورت اعلام مالک سورخ کو نہ بند کرے اسکا
 کہ مالک رضی ہو گیا اس مکان میں رکھنے سے باوجود سورخ دار ہی کے تو مطلق ہر جگہ و نون علی کریم وہی سے وہ وہی ملاوی جسکو قاضی نے مقرر کیا اجرت معین کر کے اور میت کا وہی تو اجرت کا سخت نہیں کہتا
 و آفتد کہ نہ دیکھ دینی ہی تفصیل کہ نامور قیاس کہنا ہوں بانی راہ ہر حال اگر منع نے البکرا سورخ نہ بند کر دیا سو چھ نے اسکو کھول دیا اور رو بعیت کو خراب کر ڈالا اسکا
 حکم نہ کر نہیں اور اسکی بھی تفصیل کرنا بطور گذشتہ لائق ہے اسکو کہ منع کو ہم تفصیل شکور یہی بقول طرطوسی کہ مالک سورخ کو بتاد سے یا منع در صورت عدم اعلام سورخ کو نہ بند کرے
 تو تادان ہی سے دفع ہوا اور اس قس کو وہی مایہ شہر و داحم الف من صا و مقارضا و و غیر القاضی الشراط جائزہ بخند را در ہوائیہ میں ہر اور

اس قسم کی باتیں
 در کتاب اللب سے پہلے
 شہر و داحم الف من صا و مقارضا و و غیر القاضی الشراط جائزہ بخند را در ہوائیہ میں ہر اور
 صاحب مال فرض کا دعویٰ کرے اور اسکا تمام مضاربت کا دعویٰ کرے تو بعضوں نے کہا کہ صاحب مال کا قول اثن تر قبول ہے م اور دوسروں نے یہ کہ مضاربت کا قول مقبول ہے اور بعض
 قول ثالثی کو اختیار کیا ہے کتاب اللب سے پہلے شہر و داحم الف من صا و مقارضا و و غیر القاضی الشراط جائزہ بخند را در ہوائیہ میں ہر اور
 تو صاحب مال ہی کا قول مقبول ہے واسطے طرح بضاعت پر کے اختلاف میں حکم معتبر نہیں ہے ہم بالکس کی صورت یہ کہ مضاربت نے نفع حاصل کر نیکی بعد دعویٰ کیا کہ میرا اس مال فرض تھا اور
 صاحب مال نے اسکا مضاربت کے طور پر تھا تو صاحب مال ہی کا قول مقبول ہے اور مضاربت پر کوہ لا انا لازم ہی اور البضاعت کی یہ صورت ہے کہ صاحب مال کہتا ہے کہ میرا اس سوال بطور مضاربت ہے
 اور مضاربت نے اس کا دعویٰ کرنا ہی تو صاحب مال ہی کا قول مقبول ہے کہ انانی الطحاوی شہر و داحم الف من صا و مقارضا و و غیر القاضی الشراط جائزہ بخند را در ہوائیہ میں ہر اور
 اور اگر شروع نہ کرے گا فقط و بعیت کو بھری سے ضائع ہو گئی تو یہ قول صحیح ہے یعنی صادق ہے اور اس قسم کجا اسوسطیکہ یہ صورت ہو گئی ہے ہم نے یہ سہا کو دیکھ کے مکان اور کسی کا ضائع نہ کرنا
 متفق ہے اس طرح کہ سارق جلدی کے بجائے دو دیکھ کے سوا اور کسی چیز کو جبراً نہ کیا کہ وہی چیز اسکو متصرف ہی کہ انانی الطحاوی شہر و داحم الف من صا و مقارضا و و غیر القاضی الشراط جائزہ بخند را در ہوائیہ میں ہر اور
 ضائع اور راحت بضم المتاخر ہے اور ایک قسم میں و بعیت کا چھوٹنے والا ہوا اس طرح کہ سب کے ہر قوم کے لوگ ان سے چلے گئے اور بعیت تان ہو گئی تو کچھ شخص جادو الا ان
 نے ہم شخص متاخر را اسطے ضائع کیا کہ اسچھوٹا و بعیت کی نہیں ہو گئی تو تادان بھی اسی پر مخصوص ہو گیا تو اگر سب لوگ ساتھی آئے گئے تو سب تادان اور کچھ کہ انانی الطحاوی

و صرح فی العاری بجزایر المشاع و ایضا و سببه یعنی لانه جهالة العین لا تقضي المنازعة لعدم فهمها و فی شرح العاری
 نیسے اور اس کے روایت رکھنے اور اس کے بچنے کے جواز کی اس واسطے کہ حالت عین کی یہاں موجب نزاع نہیں بسبب لازم ہونے عاریت کے و قالوا اختلف الدابة علی المستعیر
 و لكن انفقوا العبد ما كسوته فعلى المعير ان يقضاه كما هو عاریت کے جانور کا چارہ عاریت لگنے والے پر اور اس طرح نفقہ غلام ستعار کا اور اس کا لباس عاریت کے پر
 وهذا اذا طلب الاستحارة فلو قال المولى اخذ واستخدمه من غير ان يستحده ففقته على المولى ايضا لانه وجبة اور نفقہ غلام کا نفقہ مستعیر پر ہونا
 اس وقت کی جبکہ مستعیر نے عاریت کی خوشامی کی ہو تو اگر مولی کے اس غلام کو لیکر خدمت کے بلا خوشامی مستعیر تو اس کا کھانا پینا بھی مستعیر اس کو کہ یہ دیت ہے عاریت میں ظاہر ہے اب اس
 اشتغال کی اس کو اگر دیت ہو تو اس کو نفع لینا جائز نہ تو ایسا یوں کہیے کہ یہ سی دیت ہے جس کے اشتغال کو مالک سمجھ کر دیا دے تفتیح باعتراف لانه صریح اور عاریت صحیح کی
 اگر ملک لفظ سے یعنی اس کے عاریت میں اس واسطے کہ یہ لفظ عاریت میں صریح اور کھانا پینا دے و اطعمتك امرضی ای غلہ لانه صریح و عاریت صحیح کی اسم للمحل
 علی الخیار اور عاریت صحیح کی اس لفظ سے اس ملک فی الخیار یعنی زمین زمین کا غلہ برے کھانے کو دیا اس واسطے کہ یہ لفظ عاریت میں صریح و عاریت صحیح کی اس لفظ سے
 اسم محل کے حال پر جس غلہ پر دیا تو زمین میں تو غلہ حال پر دیا تو زمین اس کا محل اور محل کا نام حال پر دیا لہذا جائز استعارت ہے بغیرہ طعام اس واسطے کہ جب طعام غیر معلوم مثلا زمین کی
 و ان مضان لانه لو غلہ زمین مراد ہوتا ہے و منبتك بمعنى اعطيتك ثوبی او جارتی ہڈی و و حملتك علی ذاتی ہڈی اذ انما یؤدی به یعنی و حملتك للہیة
 لانه صریح و بقیہ المصارف بلانیة و الہیة بواى یجاء اور عاریت صحیح کی اس لفظ سے کہ منبتك یعنی زمین زمین کے لہذا ابی لایؤدی لایؤدی صریح کی اس لفظ سے کہ منبتك یعنی زمین
 کھانا پینا پینا اس جانور پر جبکہ منبتك لفظ سے یہ اس کا ارادہ کرے اس واسطے کہ وہ زمین میں صریح و عاریت کو مفید کی بلانیت ہے اور وہ کہ مفید کی طریق کا کویت ہے
 ہم تفتیح لفظ میں اگر زمین در صورت عدم نیت ہے عاریت ثابت ہوگی اور در صورت نیت ہے کہ متحقق ہوگا و اخذ منك عبدك اذا جرتك و اس لفظ
 سے عاریت صحیح کی اس لفظ سے کہ عاریت ثابت ہوگی اور در صورت نیت ہے کہ متحقق ہوگا و اخذ منك عبدك اذا جرتك و اس لفظ
 قول میں عاریت ثابت ہوگی اور دوزخ کی عالمگیری میں عدم عاریت پر اعتماد کیا ہے کہ ان فی الخطاوی و داری صندل لك خبر سکتی تفتیح لای بطریق التکلیف و اس لفظ
 عاریت صحیح کی داری لک کی اپنی میرا گھر تیرا سکونت کی رہا سے داری مبتدای اور لک خبری اور لک خبری تمیز ہم سکتی تفتیح لای بات باہم برتہ اسکان صاحب و لک سکتی
 حکم کی ارادہ تفتیح میں ان لایام یعنی ملک کے ہاؤس و داری لک خبری تفتیح لای عمودنا لک عمود سکتی تفتیح لای عمودنا لک عمود سکتی تفتیح لای عمودنا لک عمود سکتی
 اور اس لفظ سے عاریت صحیح کی داری لک خبری تفتیح لای عمودنا لک عمود سکتی تفتیح لای عمودنا لک عمود سکتی تفتیح لای عمودنا لک عمود سکتی
 اور سکتی تفتیح لای عمودنا لک عمود سکتی تفتیح لای عمودنا لک عمود سکتی تفتیح لای عمودنا لک عمود سکتی تفتیح لای عمودنا لک عمود سکتی
 اس کا محل ہے کہ رہا و انما لایام لک خبری تفتیح لای عمودنا لک عمود سکتی تفتیح لای عمودنا لک عمود سکتی تفتیح لای عمودنا لک عمود سکتی
 کہ ان لایام لک خبری تفتیح لای عمودنا لک عمود سکتی تفتیح لای عمودنا لک عمود سکتی تفتیح لای عمودنا لک عمود سکتی تفتیح لای عمودنا لک عمود سکتی
 اپنی میرا گھر تیرا سکونت کی رہا سے داری مبتدای اور لک خبری اور لک خبری تمیز ہم سکتی تفتیح لای بات باہم برتہ اسکان صاحب و لک سکتی
 یعنی درشت و انتفاع نہ کر رہا اس کا حکم ہے کہ مستعیر کو اس سے فائدہ لینا جائز ہے جس طرح چاہے اور جب تک چاہے دوسری قسم ہے کہ عاریت مفید یعنی مدت و انتفاع نہ کر رہا
 اس کا حکم ہے کہ وقت میں اور انتفاع میں نہ کر رہا لہذا جائز نہیں اگر در صورت ہنری خلاف تفتیح لای عمودنا لک عمود سکتی تفتیح لای عمودنا لک عمود سکتی
 انتفاع کی قید نہ کر رہا اس کا حکم ہے کہ مستعیر کو اس سے فائدہ لینا جائز ہے جس طرح چاہے اور جب تک چاہے دوسری قسم ہے کہ عاریت مفید یعنی مدت و انتفاع نہ کر رہا
 و صراحا لا یخلف الا انما لایام لک خبری تفتیح لای عمودنا لک عمود سکتی تفتیح لای عمودنا لک عمود سکتی تفتیح لای عمودنا لک عمود سکتی
 و صراحا لا یخلف الا انما لایام لک خبری تفتیح لای عمودنا لک عمود سکتی تفتیح لای عمودنا لک عمود سکتی تفتیح لای عمودنا لک عمود سکتی

لای یخلف الا انما لایام لک خبری تفتیح لای عمودنا لک عمود سکتی تفتیح لای عمودنا لک عمود سکتی تفتیح لای عمودنا لک عمود سکتی

پھر یہ کا خرچ ہو سب حاصل ہوئے نفع کے نہیں کیونکہ اسے ہذا لا اخرج باذن رب المال ولا فمونه رد مستأجر ومستعارة علی الذی اوجبه اجارة البذرية
یہ یعنی موجر پر خرچ لازم ہوتا اس وقت ہر جگہ اخراج صاحب مال کے اذن سے ہوا ہو اور اگر مستاجر نے بلا اذن موجر اخراج کیا تو اجارہ اور عاریت مالی چیز کے پھر یہ کہ کا خرچ اس پر جو
اس کو خرچ کیا یعنی مستاجر اور فقیر پر کدانی اجارہ البذرية بخلاف شکر کے وصنایہ و ہبۃ قضی بالرجوع محض بنیان شرکت اور ضمانت اور ہبہ کے رجوع کا حکم ہوگا کدانی
یعنی شرکت میں رد اس مال کا خرچ اور ضمانت میں صاحب مال پر اور ہبہ میں اس کے کدانی اس کے دائرہ المستعیر الذی اوجبه مستأجر اور اجیرہ مستأجر کا وصی اوجبه
اور مستعیر و ذی احوالاً یقوم علیہ اوکافی الا صحیح وجیرہ ای مستأجر وہ کہما مؤتمنہ لکنت قبل مصنفی دوی لا فہ اتی بالتسلیم المتعارف اور اگر
مستعیر جو پھر اپنے غلام کے ساتھ یا اپنے چاکر شامروہ کے ساتھ نہ ہو مگر اپنے چاکر کے ساتھ یا جو پھر چاکر کے ساتھ خواہ اس کا غلام چانور کی خدمت میں ہو یا تو قبل از صبح یا
مالک کے چاکر شامروہ دار کے ساتھ چھ چاقو پر شامروہ دار کی نوکری ہو چکی ہو چانور مال ہو گیا مقصود اس سے پہلے تو مستعیر ہی الذی ہو گیا مالان اس واسطے کہ تسلیم شامروہ دار اگر چاکر ہو پھر اگر
اس کا مالک وہ عیال میں داخل نہیں ہوتا بخلاف فقیر جو ہر وقت بھوکا ہوتا ہے چنانچہ عمرہ چیز کے پھر اس پر اگر عمرہ چیز کو مستعیر غلام یا نوکر کے ساتھ مالک پاس بھیجے اور تعین
ہو جاوے تو وہ ہی الذی ہوگا بخلاف اگر مستعیر ای جان کا نائب العامیہ موقتہ فصحت مد فہا نہ یغنی فہم الاحفیض بقدر ہر بلا مساوی و چونکہ
اور بخلاف اجنبی کے ساتھ پھر بھی کدانی اس طرح کہ عاریت کی مدت میں بھی پھر اس کی مدت پر بھی پھر مستعیر نے اس کو بھیجا اجنبی شخص کے ہاتھ تو وہ ہی الذی ہوگا پھر یہی کرنے مستعیر کے بعد
درت کے رکھ چھوڑنے سے و لا فال مستعیر ملک الا بدیع فیما یدلک الاعارة من الاجنبیہ یعنی ذیل فی تعین محل کا یہ ہے ہذا اور اگر ایسا نہیں ہے اگر اجنبی کے
ہیے میں انصاف مدت کی قید نہ لگائی بلکہ طلاقا اوان کے قال ہے یہی طرح نہیں اس واسطے کہ مستعیر و ذی احوال کے مالک جو عین عاریت رکھنے کا مالک ہے اجنبی سے اسی قول کا فہی ہے
کدانی الذی تو فقہ کے کلام کا محمول کرنا ہی قول مترجمین ہو گیا یعنی اجنبی کے ہاتھ سے مستعیر تا اوان آنا اس وقت پر جبکہ بعد انقضائے عاریت یا عین مطلقاً و بخلاف رد و بیع
وہ مخصوص الی حار المالک فانه لیس بتسلیم و رد و بیع و رد و بیع کے مالک کو ترک کہ تسلیم نہیں یعنی جب عین مالک کو پھر چاکر یا نوکر تسلیم ہوئی
واذا استعار لصانعاً للذی یکتب المستعیر انک اطعنت لرحمتک کا رد عفا فیخص لئلا یعم النساء و نحوہ اور جبکہ بخلافی زمین زراعت کے واسطے
عاریت کی تو مستعیر عاریت نامہ لکھ دے اس طرح کہ تو نے اپنی زمین مجھ کو کھانے کو دی تا میں زراعت کروں تو زراعت کے واسطے تخصیص اس واسطے کہ عاریت وغیرہ کو شامل نہ ہے ہم
عاریت نامہ لکھنا افضل ہے و جب مفادہ لکھنے کا یہ و انما لول دیکھ مستعیر عاریت لینے کا انکار کرے العبد الماذن بیک الاعارة غلام ہا دون عاریت ہوگا مالک اپنی
اس واسطے کہ عاریت دینا اس کو ان کا دستور کدانی الرجح و المحجور اذا استعار واسد لکھا یعنی بعد الصیق غلام مجر جبکہ عاریت کے اور اس کو تلف کر ڈالے تو اوان کے
از او پھر کے بعد کو عاریت عین محجور و عین محجور مثلاً فاسد لکھا ضمنی امثال للمال اور اگر غلام مجر رہے مانند دوسرے غلام مجر کو عاریت دے سو وہ اس کو تلف کر ڈالے تو دوسرے
مستعیر کا مال تا اوان کے رد کو استعارہ ہوا فقلد متیانہ فی الذمۃ ای عین الصیق فان کان الصیق یضبط حفظاً علیہ عین الباس لم یضمن الا ضمن
لانہ ایتارک المستعیر و لکھا اور اگر ایک شخص سخاوت لیس مالک کے لئے کہے میں ابھرونا جاری ہو گیا لڑکے سے تو اگر لڑکا ایسا ہو یا ہو کہ حفاظت کرنا ہو اس کی جو بدلی پر
ہو لیس غیر سے تو مستعیر تا اوان نہیں اس واسطے کہ ایسے لڑکے کو نہ اپنا عاریت بنا کر مستعیر عاریت کا مالک ہو اور اگر لڑکا حفاظت کرے کہتا ہو تو مستعیر ضمان پر نہیں اس واسطے
کہ ایسے مال پر یا ضمانت کیا اوان کو دیکھ وضع کا ای اعلم بہ یمن یدیدہ فنام فضاعت لم یضمن اوان مال المسائلہ لکھا و عیناً الاعارة کے اپنے ساتھ رکھا ہو سو
سو عاریت ضائع ہوئی تو مستعیر تا اوان نہیں اگر چہ سو گیا اس واسطے کہ ایسا سوئے والا عاریت کا ضائع کرنے والا نہیں گنا جانا و عین کو نام مصطفیٰ لکھا کہ الحفظ او اوان کے
اگر ایسے لڑکا ہو گیا جبکہ بھائی چھوڑنے کے لیس لکھا اعارة مال فہلہ لعدم البذل و کذا القاضی الا صی باب کجا ہو نہیں آو لکھا عین مال عاریت دینا جبکہ سو ہو سکے
اور اس طرح قاضی اور دوی کو طفل کا مال عاریت بنا جائے نہیں ہم یہ قول فتاوی عالمگیری کے مخالف ہے اس واسطے کہ ہمیں یہی حکم دوی سے منقول ہے کہ قاضی کو مال تم کا عاریت بنا جائے
کدانی اطعنا دوی طلب شخص میں جل و عاریتہ فقال اعطینک غذا فلما کان الغد ذهب الطالب واخذہ فہی ذمہ واستعیرہ فہا انور و فہا علیہ

خانیہ عن ابی اہیہ بن یوسف لکن فی الحبشی وغیرہ کہ انہ فی الحبشی ایک شخص دوسرے مرد سے میل عاریت کا سوا کہ اس میں کل تھوڑا سا بھروسہ ہے اور ابی اہیہ نے اس کا اذن کا اور اس کا نام لیا پھر اس کی تائید اور اس کی نفی کے لیے اس نے یہ کہ وہ ماوان دیکھا تو اس میں تو قول ثابت ہو چکا ہے
 بقیدہ بجا ہو کر یہ مثلہا تم قال کنت اعونہا لا مفعول ان العرف مسعور ابیہ الناس ان الالب بدفع ذلک الجہاز ملک لا اعانہ لا یقبل قولہ
 انہ اعانہ لک ان الظاہر لیک یہ دانت لم یکن العرف کذلک اذناۃ و مائۃ قال قول کہ یہ بقی کہ لو کان کثرت ما یجوز مثلہا فان القول لہ انما یابن ابی یحیی
 البیاض بن ابی الیاس بن جریس عورت کو دیا جاتا ہے پھر اس کے کہ اس میں بیوی کو اسباب عاریت یا عہدہ ملک کی طور پر اگر لوگوں میں بدواج دائمی ہو کہ اس میں جہیز کو دیا کرتا ہو اس کا کہ دینے کی
 راہ سے عاریت کی راہ سے تو اس کا یہ قول کہ اسے عاریت یا عہدہ قبول ہو گا اسلو طبقہ ظاہر حال اس کی تائید کرتا ہے اور اگر اس طرح کا دعویٰ ہو گا اسے بطور ملک دیا جاتا ہو اور اس کا
 بطور عاریت کی تائید ہی کا قول مقبول ہے یہی قول کا فتویٰ ہے چنانچہ اگر جہیز زیادہ تر ہو اس جہیز سے جو دینی عورت کو دیا جاتا ہے تو اس کی تائید ہی کا قول لا اتفاق مقبول ہے و لا کلام و لا
 الصغیر و لا کلام فیما ذلک اور ان اور غیرہ کا وہی ہے اس کی تائید حکم مذکور میں ہم نے ان کے ان کے پورا پورے اس کے مستحق کی طرف دعویٰ کرنے سے تو اس کا قول مقبول ہے کہ اس کا اعتبار ہو گا
 اور یہ حکم ان اور دینی میں بن سہبان کی بحث ہو کہ ان فی الخطاوی و فیما یدعیہ الی حبشی بعد الموت لا یقبل الا بیتیۃ شوخ و ہبانیۃ و نقدہم فی باب المومن
 و جہیز جنی دعویٰ کو ہے بعد موت کے یعنی میت پر دعویٰ کرنے کے کہ اس کی اس کو ظانی چھ عاریت دی تو اس کا قول مقبول نہیں ہونے شہادت کے کہ ان فی شرح الوسیانۃ اور ابی الیاس بن جریس
 مذکور ہو چکا ہے فی الاشباہ کل امین ادعی ایصال الامانۃ الی مسقطہا قبل قولہ بدعیۃ کا مودعہ اذا ادعی الرد الی الوکیل و النظار اذا ادعی التصرف
 الی المودع علیہم یعنی من الاولاد و الغفر او امانۃ لہما اور انہ میں یہ کہ جو امین اس کے پورا پورے اس کے مستحق کی طرف دعویٰ کرنے سے تو اس کا قول مقبول ہے کہ اس کا اعتبار ہو گا
 چنانچہ مودع جبکہ دعوت چھوڑ دے گا دعویٰ کرنے اور وکیل و ناظر وقت کا جبکہ موقوف علیہم صرف کرنے کا دعویٰ کرنے سے موقوف علیہم سے مراد وقت کی اولاد ہو تو وقت میں یہ رہا ہے
 یعنی ہمارا و اشرف کہ ان فی الخطاوی و اما اذا ادعی التصرف الی وظائف المودع فلا یقبل قولہ فی حق ارباب الوظائف لکن لا یضمن ما انکروا لا بل
 بدفعہ تا بنائیم مال الوفد کما تبسطہ فی حاشیہ آخری مرادہ قلنت قد مر فی الوقف عن مولی ابی السعید و اس حصہ لہ المصنف و انہ فیما
 اور اگر ناظر دعویٰ کرنے کے کہ میں موزی لینے والوں کے وظائف میں صرف کیا تو اس کا قول مقبول نہیں اباب وظائف کے حق میں لیکن ناظر تاوان نہ کیا جس کے لینے کے وہ منکر ہیں بل ناظر انکو
 دوبارہ دے وقت کے مال سے چنانچہ حاشیہ آخری مرادہ میں شرح میں کہتا ہوں اور کتاب الوقف میں یہ مذکور ہو چکا ہے ابی السعید و اس حصہ لہ مرنے اس کو
 پسند کیا ہے اور اس کے فرزند نے اس کو ثابت رکھا ہے حاشیہ شاہ میں تو اس کو یاد رکھنا چاہئے و سواہ کان فی حیاتہ مستحقہا و بعدہ و یتیمہا فی الوکیل یقبل
 الذین اخذوا عن بعد موت الموکل انہ قبضہ و دفعہ لہ فی حیاتہ کہ یقبل قولہ الا بدعیۃ اور برابر ہی کہ او اعانے ایصال میں مستحق الامت کی
 زندگی میں ہو یا بعد اس کی موت کے ہو مگر قبضہ دین کے وکیل میں جبکہ وہ بعد موت موکل کے یہ دعویٰ کرنے کے کہ اس نے دین پر قبضہ کیا اور وہ موکل کو دیا اس کی زندگی میں تو قول
 مذکور مقبول نہ ہو گا اگر کو ای کے ساتھ بھلائی الوکیل قبضہ العین کو دینے قال قبضتہا فی حیاتہ و ہلاکۃ انکوب الوتر تاوان قال قد عشت الیہ فانہ
 یصدق لانه یغنی الضمان عن نفسه برطوف قبض میں کے وکیل کی وصیت کے اندر وکیل نے کہا کہ میں نے عین پر قبضہ کیا موکل کی حیات میں اور وہ مال ہو گئی اور موکل
 کے وارثوں نے اس کا انکار کیا یا وکیل نے کہا کہ میں نے عین موکل کو دی تو اس کے قول کی تصدیق ہوگی اس کو کہ وکیل اپنی ذات سے تاوان کی نفی کرتا ہے یعنی وکیل نے اپنے آپ سے تاوان کو
 مانا ہے اور اس کا مقصود نہیں کہ موکل پر ايجاب ضمان کرے بھلائی الوکیل قبضہ الذین لا بد یوجب الضمان عنی الذین و هو ضمان مثل المقبوض فلا
 یصح منق و کالہ الاولو الجیمۃ برطوف قبض میں کے وکیل کے کہ اس کا قول مقبول نہیں اسلو طبقہ ایصال دین کے دعویٰ سے تاوان واجب کرتا ہے میت پر اور وہ تاوان پر
 مقبوض کے برابر تو اس کی تصدیق نہیں کہ ان فی کالہ الاولو الجیمۃ ایصال میں کے دعویٰ میں میت پر ايجاب ضمان کی یہ وجہ ہے کہ قصاص دیون امثال دیون سے ہوتا ہے تو او دعا
 ایصال ضمان مثل مقبوض کا موجب ہے اور مقبوض بدلہ ہو جاتا ہے اس حق کا جو مدیون پر ہے اور جس پر ايجاب ضمان جہاں نہ نہیں کہ ان فی الخطاوی

مستحق

موجبہ کی ملک ہو اور اس کے دائرہ میں کسی پر بعد اس کے کہ ان فی الزیجی و حملتک علیٰ ہذا آیت تاویلاً یا محل الحیدر کہا اور میں نے مجھ کو اس میں اور مجھ کو اس میں کہ
 نیت کر کے چنانچہ کتاب العاریۃ میں مذکور ہو چکا ہم حل گاہے بمعنی عاریت سے مل جاتا ہے اور ثبوت میں کہ اس میں نیت ہر شرط مونی و کسوتک ہذا
 الثوب اور میں نے مجھ کو کثیر انجیا یا ہم بچانے سے ملک عین مراد ہوتی ہے بولتے ہیں کہ فلا نے نے فلا نے کو کثیر انجیا یا جبکہ اس کو کثیر کا مالک کر دیا اور عاریت میں اس طرح
 نہیں بولتے و دادی لکھتے اور میرا گھر میرا ہو کہ ہم لفظ ہم پر منصوب ہے حال ہونے سے غیر شرط اور لام علیک کا پر کذا فی الذکر اور عاریت سے کہنا
 کانت قولہ تسکنتھا مشورۃ لا یتسلو لک العقل لا یتسلو لک نفسیہ الدسم فقد تأسر علیہ فی ملکہ بان تسکنتھا فان شاء قبل تسکنتھا و ان شاء لم یقبل
 یا ما یقبل یوں بولا کہ میرا گھر میرا ہے بطور عری کے کہ تو اس میں سکونت کرے یہ قول بھی ایجاب نہیں اس واسطے کہ تسکنتھا لفظ مشورہ ہے و اس میں تفسیر اس واسطے کہ فعل اسم کی تفسیر نہیں کی
 لیاقت نہیں رکھتا تو وہ اس میں موجب مذکور ہو رہا اس کی ملک میں اس طرح کہ اس میں سکونت اختیار کرے سو اگر موجب مل جائے اس کے مشورے کو قبول کرے اور چاہے
 نہ قبول کرے کا تو قال ہیبتہ سکتی او سکتی ہیبتہ بل نکتون عاریۃ اخذنا بالمیقین ہم صحیح ہوگا اگر یوں اس میں کیا گیا کہ میرا گھر میرا ہے موجب ہو کہ سکونت کی آگے یا اس کے
 کی راقہ موجب ہو کہ بلکہ قول عاریت ہوگا اور یقین کو لیکر ہم لفظ ہیبتہ حال ہے اور سکتی نیز عاریت ہونے کی وجہ سے کہ لفظ سکتی حکم سے ملک منفعت میں تو یہ قول عاریت پھر
 خاہ لفظ ہیبتہ مقدم ہو یا مؤخر کذا فی الطحاوی عن البحر و حاصلہ لک اللفظ ان ابتاعتک تملیک المرقبۃ فیہ اذ المنافع فقاریۃ او احتمال
 اعتبار النیۃ لوانزل اور حال کلام یہ کہ ایجاب کا لفظ اگر خبر سے یعنی ولالت کرے تملیک سے تو یہ یہ یا منافع پر دلالت کرے تو عاریت ہی یا ہیبتہ اور عاریت
 و دونوں کا محتمل ہو تو نیت معتبر ہے کذا فی النوازل فی البحر اغرستہ باسم ابی الا دریب الصحۃ اور بحر الرائق میں ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ میں اس درخت کو ہا ہا ہا
 اپنے فرزند کے نام پر بقول اقرب صحت ہیبتہ ہم صاحب بحر نے یہ قول خلاصہ سے نقل کیا ہے اور عالمگیری میں فتاویٰ قاضی خان سے یہ مسئلہ خرم مذکور ہے کہ یہ قول ہیبتہ
 نہیں ہے تو اسی پر اعتماد چاہیے کذا فی الطحاوی و تصریح بقبول اسی فی حق الموهوب لہ اما فی حق الواہب فتصریح بالایجاب جن کا لکھتے متبوع حتی
 لو خلف ان یتب عبد لا فلا ین فوہب ولم یقبل بڑو بعلکسہ حیث یجوز البیم اور یہ صحیح ہوتا ہے قبول کرنے سے ہیبتہ موجب ملے کہ حق میں اور وہ ہیبتہ کے
 حق میں ہیبتہ صحیح ہو جائے فقط ایجاب بلا قبول سے تو اگر وہ ہیبتہ قسم کھائی کہ ایسا غلام فلا نے شخص کو میرا گیا سو اسے اس کو میرا کیا اور اس شخص نے ہیبتہ قبول کیا
 تو حانت ہوا اور اس کے بالکس میں حانت ہو گا یعنی اگر قسم کھائی کہ میں فلا نے شخص کا میرا ہوں گا سو اسے ہیبتہ کیا اور اسے قبول کیا تو حانت ہو گا برخلاف بیعت کے
 ہم بیعت اگر قسم کھائی کہ فلا نے شخص کے ہاتھ بیعت کر گیا سو اسے بیعت کا ایجاب کیا اور اسے قبول کیا تو حانت ہو گا اس واسطے کہ بیعت عقد معاوضہ ہے تمام نہیں ہوتا مگر
 ایجاب اور قبول سے توجب ملک قبول نہایا جائے گا بیعت ثابت ہوگی کذا فی الطحاوی و تصریح بقیض بلا اذن فی المجلس فانہ ہما کا لقبول فاتخص المجلس
 اور صحیح ہے ہیبتہ موجب ملے کہ قبض کرنے سے بلا اذن و اس کے مجلس عقد میں اس واسطے کہ قبض یہاں بیعت میں قبول کرنے کے مانند ہے لہذا مخصوص مجلس عقد ہوا
 ہم قبض بجائے قبول کے اس واسطے ہوا کہ مقصود ایجاب سے اثبات ملک ہے تو ایجاب ملے کہ تاہم قبض پر باعتبار دلالت کے اس واسطے کہ ملک متصور نہیں مگر قبض سے
 تو قبض مقید مجلس ایجاب ہو گا قبول کے مانند کیونکہ وہ نیز لفظ قبول کے ہے اور یہ امتحان ہے اور قیاس یہ تھا کہ جائز نہوتا مگر وہ اس کے اذن سے کذا فی الزیجی و حملتک
 بلکہ آی بعد المجلس بالاذن اور بعد انقصاء مجلس قبض صحیح ہو گا و اس کے اذن سے ذی المحیط لو کان اموہ بالقبض حیث وہیبتہ
 کلا یتقین بالمجلس یجوز القبض بعدہ اور محیط میں ہے کہ اگر وہ ہیبتہ نے موجب ملے کہ قبض کرنے کا امر کیا ہو ہیبتہ کرنے کے وقت تو قبض مقید مجلس ہو گا
 اور جائز ہو گا بعد اس کے بھی و التمسک من القبض علوہب لم یقبل ثباتا فی صندوق مقفل و دفع الیہ الصندوق لم یقبل ثباتا فی صندوق مقفل
 تسکنتہ من القبض اور قادر ہو نا قبض پر قبض کے مانند ہے تو اگر ایک مرد کو کہے ہیبتہ کے صندوق مقفل میں اور صندوق مذکور اس کی طرف بلکہ کیا اسے اسے کیا تو یہ
 قبض نہ ہو گا یہ سبب اس کے نہ قادر ہونے کے قبض پر و ان مفتوحا کان فضا لکنتہ منہ لانه کالتخلیۃ فی البیم احتیابا اور اگر صندوق کھلا ہوتا ہے

اول سنہ
 عجلو
 فی ہذا
 لکھتے ہیں
 ہوا و ہوا
 سند ہوا و ہوا
 سند ہوا و ہوا
 ہوا و ہوا

قبض ثابت ہوگا سہل کرنے سے بواسطہ قادر ہونے موجب کے قبض سے اس واسطے کہ قادر ہونا قبض پرانہ تخلص کسے ہی میں و فی الدرد المختار تھک بالقبض
فی صلیح الہیہ کا قاسم ہا اور زمین پر اور قول مختار قبض کا تخلص سے صحیح نہ ہو فاسدین یعنی اگر وہ اپنے موجب و موجب لہین تخلص کر دیا تو قبض صحیح کیا
بشرطیکہ یہ فاسدین و فی التفتہ نہ ہو بلکہ معتدلاً معتدلاً یا و قبض اور تفت میں ہر تفریق معتد نہیں ہیں بدون قبض کے ہم عقود مذکور یہ ہیں اہم یہی
۴ صدقہ ہم زمین ہم وقف بقول مختار اور رائی و ابن خیرہ حسن بن صالح ۵ عمری ۶ تھک بے عطا ۷ جنین ۸ صلح ۹ راس المال سلمین ۱۰ بدل سلمین جبکہ
بعض بدل کھڑا ہو تو اگر کھڑے درون کا عوض مقبوض ہو تو بقدر اسکے حصے کے سلم باطل ہوگی ۱۱ عقد صرف ۱۲ جبکہ کیلی کی بی بی کی سے ہوا جس مختلف ہو چکا ہو کیوں
کی بی بی جو سے تو اس میں تفریق نہیں بلکہ جائز ہے نہ یہ ۱۳ جبکہ ورنہ کی بی بی کی بی بی کی سے ہر مع اختلاف نہیں تو اس میں بھی تفریق جائز ہے نہ یہ کذا فی الطحاوی عن ابی یوسف
تو کہ نہ اس عین القبض لم یصح قبضہ مطلقاً و لو فی المجلس لا ۱۴ الصوم اقول من الدلالة اور اگر وہ اپنے موجب کو منع کر دیا قبض سے تو اس کا قبضہ کرنا
مطلقاً صحیح ہوگا اگر قبضہ اس اجاب میں قبضہ کیا ہو اس واسطے کہ صریح قوی تر دلائل سے ہم خلاصہ یہ ہے کہ اگر قبض کا اذن دیا تو قبض صحیح ہے مجلس میں اور بعد
مجلس کے بھی اور اگر قبض سے منع کیا تو قبض صحیح نہیں ہے مجلس میں نہ مجلس کے اس واسطے کہ صریح قوی تر دلائل سے یعنی صحت قبض بھی اجاب سے باعتبار دلائل کے
اور نہی عن القبض صریح اور حالانکہ صریح قوی تر دلائل سے اور اگر اذن دیا اور نہ منع کیا تو قبض مجلس میں صحیح ہے نہ بعد مجلس کے اور اگر موجب نہایت ہو اور
موجب نہ نہ وہاں جا کر قبضہ کیا اگر قبض واجب اذن سے ہے تو صحیح ہے اور نہیں تو نہیں نہ تہم الہیہ بالقبض الکامل اور یہ تمام ہوتا ہے قبض کمال سے
ہم قبض کمال منقول میں وہ ہے جو منقول کے مناسب ہو اور عقار میں وہ ہے جو عقار کے مناسب ہو تو طرکی کجی کا قبض کھر کا قبض ہے اور قبض الہیہ میں قبض کمال قسمت کرنے سے
ہوتا ہے تمام موجب قبض بالاموال واقع ہوتا ہے قبض کمال اور غیر قبض الہیہ میں قبض کمال تبعیت کمال ہوتا ہے کذا فی الدرر و لو انہ ہو قبض شائع ملک الواجب
لا مشغولاً یہ ہر کمال قبض سے پورا ہوتا ہے اگر قبض شائع ملک واجب ہو مشغول ملک واجب و اصل ان المشغول ان مشغولاً بملک
الواجب منع تماماً و ان شائع لا اور قاعدہ یہ ہے کہ اگر موجب مشغول ملک واجب ہوگا تو مشغول تمام اور کمال ہونے کا مانع ہوگا اور اگر موجب شائع
ملک واجب ہوگا تو یہ تمام ہونے کا مانع ہوگا یعنی وہ صورت مشغولیت موجب تسلیم متع ہوگی تو یہ کی صحت تحقق نہیں کی اور در صورت شائع ملک موجب تسلیم متع ہوگی تو
یہ بھی صحیح ہوگا کذا فی الدرر و لو ذهب جرایبہ طعام الواجب اود ارقیہ متاعہ او دابة علیہا سوجہ وسلم کذا لیت لا نصہم
تو اگر وہ تھکلا یہ کیا حسین واجب کا طعام ہی یاد و گھر حسین واجب کا اسباب ہی یاد و جانور حشاشہ واجب کا زین ہی اور زمین جنیون کو سپر طرح تسلیم کیا تو یہ بھی ہوگا ہم
اس واسطے کہ موجب ملک واجب مشغول ہے کہ وہ ملک مشغول کیونکہ اور ظرف مشغول نہیں کرنا کذا فی الدرر و معکسہ نصہم فی الطعام و المتاع
و المخرج فقط لان کذا منہ لساغی ملک الواجب لا مشغولاً یہ اور اسکے بالعکس میں ہے صحیح ہے طعام اور متاع اور زمین میں فقط اس واسطے کہ ہر واحد انشاء و تہ سے
ملک واجب شائع ہے مشغول ہم خلاصہ یہ ہے کہ ظرف کا یہ جو ظرف مشغول نہیں اور ظرف کا یہ جو ظرف مشغول ہے کیونکہ اول مشغول ہی اور ثانی شائع لان شائع
بغير ملک و جدیدہ لا یستقام لکھم تمام ہے میں شغولیت ملک واجب کی قید اس واسطے کہ کافی کہ موجب کا مشغول ہونا غیر واجب کی ملک کمال ہے کا مانع نہیں ہم
بظاہر اسکی صورتوں کے ایک صورت یہ ہے کہ واجب موجب کہ ایک گھر ہے کیا اس متاع کے ساتھ جو اس گھر میں ہے اور گھر تسلیم بھی کر دیا پھر متاع غیر شخص کی ملک ثابت ہوئی تو یہ
پورا ہی گھر میں اس واسطے کہ واجب کا قبضہ گھر اور اسباب و زین پر تھا حقیقہ تو اسکی تسلیم صحیح ہوئی پھر متاع متاع سے ظہر ہو گیا کہ متاع واجب کی ملک نہ بھی اور غیر واجب کی
ملک ہونا مانع نہیں کذا فی الطحاوی کہ یہی صدقہ لان القبض فهو مکملاً و تماماً فی العادیہ تمام ہونا ہے قبض کمال سے ہوتا ہے زمین اور صدقہ کے مانند
اس واسطے کہ قبض شرط ہے زمین اور صدقہ کے تمام ہونے کی اور پورا بیان اسکا عادیہ میں ہم یعنی زمین اور صدقہ پورا نہیں ہوتا اگر قبض کمال سے اور زمین کا مشغول ہونا
ملک نہیں اور صدقہ کا مشغول ہونا ملک مستحق مفسر اور دونوں کا شائع ہونا مفسر میں تو تشبیہ راجع من سے کذا فی الطحاوی و فی الاستبلاک الہیہ المشغول لا یجوز

اس کا قبضہ صحیح نہیں ہے
اور اگر قبضہ کا اذن ہے
تو قبضہ صحیح ہے
اور اگر قبضہ کا اذن نہیں ہے
تو قبضہ صحیح نہیں ہے
اور اگر قبضہ کا اذن ہے
تو قبضہ صحیح ہے
اور اگر قبضہ کا اذن نہیں ہے
تو قبضہ صحیح نہیں ہے

ایلا اذا وکبت الالب لطفه اور اشاہ میں یہ کہ یہ مشغول کا جائز نہیں مگر جبکہ باپ یا منبر کو یہ کہے تو جائز ہے قلت وکذا الدار المعاصرة میں کتابوں اور
 یہ صرح عادت کا گھر یہ صورت انکی یہ کہ ایک گھر عادت دیا انسان کو یہ مستعیر یا میں نے کسی کا اسباب عصب کیا اور اس گھر میں رکھا پھر مستعیر نے مستعیر کو وہ گھر میں
 کر دیا تو اس گھر کا یہ صبح ہو اسو طیکہ ظاہر ہو گیا کہ شاغل غیر واجب کی ملک ہو کذا فی الخطاوی والقی وھبتا لزوجہ علی الذھب ان المراء وھبتا علی
 فی بین الذودر فصم التسلیم اور یہ مشغول اس گھر میں جائز ہے جسکو زوجہ نے اپنے زوج کو یہ کیا بنا بر ظاہر مذہب اسو طیکہ عورت اور اسکا اسباب زوج کے ہاتھ میں ہے
 تو تسلیم ہو موجب صبح ہو گئی ہم صورت اسکی یہ کہ زوجہ نے اپنا گھر اپنے زوج کو یہ کیا اور زوجہ اس میں رہی ہو اور اسکا اسباب اس میں ہے اور زوج بھی اس کے ساتھ اس کے گھر میں رہا
 تو یہ بہ صبح ہو اسو طیکہ زوجہ گھر اور اسباب کے زوج کے ہاتھ میں ہے اور مقابل مذہب ابو یوسف کا قول ہے کہ یہ مذکور جائز نہیں کذا فی الخطاوی وقد خیرت بہت
 الوبانیہ فقلت شیعہ وھبت للزوج دارا لھا باہام متاع وھم فی انصھم الخ اور مقررین نے بل ڈالی وہاں یہ کی بہت سوئے یوں کہا اور جس
 زوجہ نے زوج کو اپنا وہ گھر یہ کیا اس میں زوجہ کا اسباب ہے اور زوجہ اس میں رہتی ہے تو یہ صبح ہو ہی قول مقررین علیہم وہاں یہ کی اہل بیت یوں بھی شیعہ
 ہوں وہبت للزوج دارا لھا باہام متاع وھم فی انصھم الخ یعنی جس زوجہ نے زوج کو اپنا وہ گھر یہ کیا اس میں زوجہ کا اسباب ہے اور زوجہ اس میں رہتی ہے تو وہ قول
 اس میں جو قوم میں ہے جو از یہاں در عدم جواز لیکن چونکہ عدم جواز قول ضعیف تھا لہذا اشاع نے بہت میں تصدیر کر دیا و فی الجوھوۃ وحیلۃ ھبتہ المشغول ان لزوج
 الشاغل اذ لا عند الموهوب لہ فی سلک الدار مثلا قصہ مشغول بالمتاع فی یک و اور جوہرہ میں یہ کہ یہ مشغول کا حیا یہ کہ پہلے شاغل کو موبہل کے
 پاس ودیعت رکھے پھر موبہل کو مثلا مشغول گھر تسلیم کرے تو یہ صبح ہوگا بہت مشغول ہونے گھر کی متاع کے ساتھ موبہل کے ہاتھ میں ہے چنانچہ اہل بطریق
 ودیعت موبہل کے کہ قبض میں آیا پھر مشغول تسلیم واجب اس کے پاس آیا تو دونوں پر قبضہ کامل تحقق ہو گیا لہذا اس میں صبح ہو گیا فی متعلق بلتم تحوۃ مضمّن
 بہتہ تمام ہونا پر قبضہ کامل سے موبہل مفرغ میں ہم انی جو موبہل کہ قانع ہو ملک اسباب و حق ملک سے نواہز از ہو گیا پھر کہ یہ بہت سے درخت پر اور صوف کی بہت
 غنم پر اور چیت کی بہت سے زمین میں منقسم وہ موبہل مفرغ جسکی قیمت ہو گئی اور شاع باقی نرہ و مشاع کا یہی متاعہ قائم بعد ان یقسم کہ بہت
 تمام حصوں اور بہت تمام ہونا پر قبضہ کامل سے اس متاع یعنی غیر منقسم میں جو نفع لینے کے لائق نہیں رہتا قسمت کرنے کے بعد چنانچہ چھوٹی کو ٹھہری اور چھوٹے غیر ہم
 شاع لا یقسم یعنی جو قیمت کی صلاحیت نہیں رکھتا یا یعنی کہ بعد قیمت کے اصلا متاع نہیں رہتا چنانچہ عدد و اعداد و اہد و اہد یا بعد قیمت کے متاع بہ نہیں رہتا
 اس طرح کا انشاع جو قبل قیمت کے تھا چنانچہ بہت صغیر اور حمام صغیر اور ثوب صغیر کذا فی الدرر کا انشاع لا یقسم بالقبض فیحکم یقسم شاع غیر قیمت پذیر کی
 قید واسطے لگائی کہ عہدہ تمام نہیں ہوتا قبض کرنے سے اس متاع میں جو قیمت پذیر ہے ہم قیمت پذیر چنانچہ زمین اور ثوب مذروع اور انہذا اسکے کذا فی الدرر فستانی
 کو جبکی قیمت موجب نقصان ہو وہ قیمت پذیر اور محمل القسمہ نہیں اور زمین تو قیمت پذیر ہے نہ بجز الرائق میں یہ کہ بعد فصل محمل القسمہ اور غیر محمل القسمہ میں یہ کہ جو چیز
 دو شخصوں میں مشترک ہو سو ایک شخص قیمت طلب کرے اور دوسرا شریک قیمت نہ کرے تو اگر قاضی مانع قیمت پر حیر کر سکا تو شریک کی راہ سے تو وہ چیز محمل القسمہ ہے چنانچہ گھراؤ
 بڑی کو ٹھہری اور اگر قاضی خبر نہ کرے تو وہ محمل القسمہ نہیں چنانچہ عبد اور حمام اور بہت صغیر اور دیوار و دودھنہ انشاع لکھ اذ لا حذائی لہام تصور القبض اکامیل
 حکما فی مائۃ الکتاب مکان ھو الذھب شاع قابل قیمت کا یہ قبض سے پورا نہیں ہوتا اگرچہ وہ اپنے اسکو اپنے شریک کو یہ کیا ہو یا انہی کو بہت عدم تصور
 قبض کامل چنانچہ اگر کتب فقہین یہ تو وہی یعنی شریک کو بھی یہ شاع کا جائز ہونا مذہب ٹھہرا ہم در سے مذکور ہو چکا کہ قابل قیمت میں قبضہ کامل بدون قیمت کے نہیں
 ہوتا و فی البیہ فیہ عن العتبات وقیل یجوز لشریکہ وھو الخناذ اور یہ فقہین عتباتی سے مستقول ہو اور بعضوں نے کہا کہ یہ شاع شریک کو جائز ہے اور
 وہ شاع قول ہے ہم فقہانی ظاہر عبارت سے عدم جواز معتبر یہ بیان تک کہ شیخ الاسلام نے جواز کو اپنی الی لیسے کہ طرف مشدود کیا ہے بعد حکایت اطلاق کے
 اہل مذہب کذا فی الخطاوی وفان قسمہ وسلمہ صحیح لہ ذال المانع پھر اگر مشاع کو قیمت کر دیا اور موبہل کو تسلیم کر دیا تو صبح ہوگا بہت سے درخت پر اور صوف کی بہت مانع

بجای

اذن سے دُر کا ظاہر یہ ہے کہ ان کفایت کرتا ہی بخلاف حقیقی برودھین فی سببہم و سببہن فی البین حقیقت کا یہ صواباً صواباً کہ معدوم قدامت کا یہ حق
 جہنم میں بخلاف اس آئے کے جو کہ ہوں ہیں بالقوہ اور اس تیل کے جو کہ ہوں ہیں اور اس کمی کے جو وہ ہیں کیونکہ ہر صواباً صواباً کہ وہ بالفعل معدوم ہے تو
 ملوک ہوگا مگر عقد جدید سے ہم عدم جو ان کا بھید یہ ہے کہ گہری سنجید ہو کر آتا ہو جاتے ہیں اسی طرح باقی اشیاء مذکورہ بعد استعمال کے دوسری چیزیں ہو جاتے ہیں کذا فی الدرر
 و ملوک بالقبول بلا قبض جہنم لو الموهوب فی ید الموهوب لہ و لو یعصب اذ امانہ لافہ حیثیۃ عامیل لنفسہ اور مہرب ملوک ہو جاتا ہے
 قبول کر لینے سے بلا قبض جدید الموهوب مہرب کہ ہاں میں مہربہ کی وقت اگر اس کا قبض بطریق عصب یا بابت کے ہوا اس واسطے کہ اس وقت میں یعنی جبکہ مہرب لہ قابض نے ہر
 قبول کیا وہ اپنی ذات کی واسطے عمل کرنے والا ہے یعنی بواسطہ قابض ہونے کے اپنی ملک پر دلاصل اکت القبضین اذ اتجا نسا ناب احدہما عن الاخر
 اور قاعدہ کلیہ یہ ہے جبکہ قبض نہیں ہوں تو ایک قبض دوسرے قبض کا نائب ہو جاتا ہے چنانچہ ایک شخص کے پاس ودیعت بھی بھر مال کے وہ بطور عاریت دی تو
 قبض ودیعت قائم مقام قبض عاریت کے ہوگا اس واسطے کہ دونوں قبض لمانتے قبض ہیں تو صحیح ہوگا بلا قبض مستانف داذ اتجا نسا ناب احدہما عن الاخر لافہ عکسہ
 اور جبکہ دونوں قبض ہم جنس نہ ہوں متغایر ہوں تو قبض اسے قائم مقام ہوتا ہے قبض ہونے کے اور ادنیٰ علی کا نائب نہیں ہوتا ہم نیابت علی کی مثال یہ ہے کہ غصب
 قبض کیا بھر مال کے غاصب کو ہرہ کر دیا تو صحیح ہے اور قبض جدید کی حاجت نہیں اور قبض ادنیٰ کی مثال یہ ہے کہ ایک چیز ایک شخص کے پاس بطور عاریت تھی
 پھر مال کے اسکے ہاتھ بیچ ڈالی دھبہ من لہ و کایۃ علی الطفل فی الحجلۃ و ہو کل من یعولہ قد حل لآخر العلم عند عدم الایاد تو فی عیال لیسہ
 اور ہرہ اس شخص کا جسکی فی الحجلۃ ولایت منغیر یہ ثابت ہے اور ولی فی الحجلۃ وہ جو منغیر کی پرورش کرتا ہو تو بمعانی اور چچا دنی فی الحجلۃ میں داخل ہوا باپ کے ہونے کے
 وقت بشرطیکہ منغیر کی عیال میں مہرب ولی نے الحجلۃ سے ملا ہے کہ وہ منغیر کے مال میں تصرف نہ کرے اور باپ سے مراد یہ کہ جمال میں تصرف کرے اور باپ کا نونا غیبت
 منقطعہ اور موت کو شامل ہے کذا فی الخطاوی نتیجہ بالعقد لو الموهوب معلوماً و کات فی حیدہ و ید مودعہ کات قبض الوئی نیوب عند ولی فی الحجلۃ کا
 مہرب ہوا ہو جاتا ہے عقد سے یعنی فقط ایجاب بلا قبول اور قبض سے اگر مہرب معلوم ہوا اور مہرب دلی کے ہاتھ میں ہوا اسکے مودع کے ہاتھ میں اس واسطے
 مہرب نہ کر پورا ہے کہ ولی کا قبض منغیر کے قبض کے قائم مقام ہے دلاصل اکت کل عقد نیو لہ الواحد یکتفی فیہ بالا ایجاب اور قاعدہ یہ ہے کہ جس
 عقد کا متولی ایک شخص ہو سکے تو اس میں فقط ایجاب پر کفایت کہوتی ہے بلا اشتراط قبول وان ذهب لہ اجنبی یتق قبض ولیہ و ہو احد ازہ
 الایاد لہ و صیۃ لہ و صیۃ و ان لم یکن فی حجرہم و عند عدم مہرب یتق قبض من یعولہ لکمیۃ اور اگر منغیر کو اجنبی نے کوئی چیز مہرب کی
 تو مہرب تمام ہوتا ہے اسکے ولی کے قبض سے اور منغیر کا ولی چار شخصوں میں سے ایک شخص ہے اول باپ پھر اس کا دمی پھر دادا پھر اس کا دمی اگرچہ منغیر کی گود لینے کی
 پرورش اور حاکمیت میں ہوا اور ان کے ہونے کے وقت مہرب تمام ہوتا ہے اس شخص کے قبض سے جسکے عیال اور پرورش میں منغیر ہو چنانچہ منغیر کا چچا و امہ و اجنبی و ملقبہ
 کو فی حجرہما و الایاد لہ و صیۃ و ان لم یکن فی حجرہم و عند عدم مہرب یتق قبض من یعولہ لکمیۃ اور اگر منغیر کو اجنبی نے کوئی چیز مہرب کی
 صغیر مان اور اجنبی کی پرورش میں ہوا اور اگر پرورش میں ہو تو مان اور اجنبی کا قبض کافی نہیں بواسطہ عدم ولایت اگرچہ منغیر کا قرابت دار مہرب ہو
 کذا فی المنع و قبضہ لہ و صیۃ لہ و صیۃ و ان لم یکن فی حجرہم و عند عدم مہرب یتق قبض من یعولہ لکمیۃ اور اگر منغیر کو اجنبی نے کوئی چیز مہرب کی
 کو مہرب وجودانیہ مجتبیٰ لافہ فی المناہض المحض کا لبا تم حتیٰ لو ذهب لہ اعنی لا نفع لہ و تلحقہ مؤنثہ لم یعم قولہ لہ و صیۃ لہ و صیۃ و ان لم یکن فی حجرہم و عند عدم مہرب یتق قبض من یعولہ لکمیۃ
 قبض سے اگرچہ باپ اس کا موجود ہو کذا فی الحجلۃ اس واسطے کہ نابالغ نافع محض میں بالغ کے برابر ہے تو اگر منغیر کو اندھا غلام جس سے کچھ بھی فائدہ نہیں ہے کیا گیا اور غلام
 نہ کوئی خارج اس پر لاحق ہوتا ہو تو منغیر کا قبول کرنا صحیح نہیں کذا فی الاشباہ قلت لکن فی البدیۃ فیما لو قبض من یعولہ و کات
 حاضریۃ فی لایجوز و الصحیح ہو انما انہی بن کتابوں لکن بر جہنم میں ہے کہ اس میں اختلاف ہے کہ اس شخص نے قبض کیا جو منغیر کی پرورش کرتا ہے اور جس کا مال

انظر الحواشی
 علی کتاب الہیۃ

باب سہمیں ہر ایک کی ایک حصہ نہ ہو جائے اور صحیح قول یہ ہے کہ فیض مذکور جائز رہی ہم یہ استدراک ہو عندہم کہ قول یہ وظاہر المقصدستانی ترحیمہ وغیرہ
 لفظ اسلام جملہ علی خلاف ما اعتدوا المصنف فی شرحہ صرحاً لہذا و قد استانی کا ظاہر ہے جو ازہر اورستانی اسکو فخر اسلام کی طرف منسوب کیا ہے یہ خلاف
 اس قول کے ہے جسے مصنف نے اپنی شرح میں اعماد کیا ہے اور مصنف نے اسکو بغیر عدم جواز کو خلاصہ کی طرف منسوب کیا ہے ہم قسمستانی نے جواز فیض عربی طفلان و جوہر شکر ماسکے
 مندرجہ نقل کیا ہے تفسیر لفظ فخر اور فخری عالمگیری میں خانیہ سے منقول ہے کہ یہی قول صحیح ہے اور فخری سے نقل کیا ہے کہ یہی قول صحیح ہے کہ فخری لفظ طحاوی لکن جملہ
 جملہ بوصول و کو بامہ و لا اجنبی ایضاً متماثل لیکن مصنف کا متن احوال رکھتا ہے جو ان کا یہ مسئلہ کہنے ولیم و جوہر اس کے اندر الابی کے ساتھ بھی مستعمل کر
 ہم یہ جس طرح مصنف کا قول فرم و جوہر اس بوصول اس قول سے وہی بقصد و لومیر اسی طرح اگر اسکو امہ الابی سے وصل کیجئے تو یہ طبعاً جملہ موتائی کہان اور انہی کے فیض سے
 باوجود و جاحہ فرم نہ باقی ہے تمام ہو جائے کہ فخری لفظ طحاوی و صرحہ کہ گیا لقبولہ سوجیہ او غیر کامیہ و کرنا صحیح ہے جیسا قبول کرنا اسکا صحیح ہے کہ فخری السراجیہ فیہا قصداً
 اللہ تعالیٰ لا یؤدیہ اجر التعلیم و تحقیقہ اور سراجیہ میں ہر مہر کی نیکیاں اسکے واسطے ہیں یعنی اسکو ثواب ہے انکا اور اسکے مان باب کو تسلیم وغیرہ کا ثواب ہے ہم بقصد
 نیز ویک مفسر کی نیکیوں کا ثواب اسکے والدین کو ہے اور قول مصنف میں ہر مہر کی کو ثواب ہے جو نگاہ غیر نہیں کہ حسنات کا کفارہ ہوں لہذا اسکے حسنات سے ترقی درجات ہوگی
 کہ فخری لفظ طحاوی و یباحی لو الذین یاتونہ من ماکول و ذہب لہ و قیل لا تنہی فاذا ذان غیر الماکول کا کیا لیسنا اللہ لہا حاحہ او غیر کے والدین کو اس
 مال کا کھانا نہیں اس جو اسکو ہبہ ہو اور قول ضعیف یہ ہے کہ کھانا مباح نہیں بنتی مانی السراجیہ تو سراجیہ سے معلوم ہوا کہ وہ مہر ہر مہر ثواب الدین کو مباح نہیں مگر ضرورت چنانچہ
 افلاس الدین وضعوا ہذا یا الاختار بین یدی الصبی ینا یصلح لہ کتاب الصبیان ذلک لہ لہ ذلک فان المہدی من اقر باک الی او صخرہ
 خلاف دین و صبیان قمار فیہ الام فلا تم قال هذا للصبی لا لوگون نے ختم کیوقت مہر کے کے تحفہ رکے تو جو تحفہ مہر کے لائن ہے چنانچہ لوگون کے کہے کہ تو وہ تحفہ صبیان کا ہو کہ
 اور اگر ایسا نہیں چنانچہ درہم اور دنانیر کذا فی الامامگیریہ تو اگر تحفہ لائے والا باب کے غریب وادون با اسکے دوسروں سے ہو تو تحفہ باکے واسطے ہی ہا مان کے فاربا در دوسروں کے ہو تو تحفہ
 انکی ہا مان کیواسطے ہو تحفہ لائے والے نے کہا کہ یہ تحفہ صبیان کے واسطے ہی ہا کہامو کو قال اھدیت للادب لہم فالقول لہ اور اگر تحفہ لائے والا کہہ کہ باب ہا مان کو تحفہ ہا
 تو اسکا قول قبول ہوگا دکن از فانی البیت خلاصہ اور اسی طرح کا حکم ہر ایک کی شہادت کے تحفہ کا کذا فی افلاس و فیض و اخذ لولہ و اولاد لہ ذلک یا اللہ یا اللہ یا اللہ
 دفعہ الغیرہ لیس لہ ذلک ماکہ بیت وقت الا تھاذا تھا عار یہ و خلاصہ میں ہے کہ اپنے فرزند یا شاکر و کیواسطے کہے یا بھجوا یا کہ بڑے بچہ کو تو لیکو جو جائز نہیں
 اس کے بنائیت یون بیان کر کے کہ بڑے عاریت ہیں ہم وہ غیر کے حق میں اتخاذ تباب بتسلیم مہر لیکن شاکر کے حق میں بتسلیم مہر معلوم نہیں ہوتا مگر کہ اسکے حق میں جو تحفہ
 تسلیم ہو مجھول کیجئے بزاز میں ہے کہ شاکر کیواسطے کہے بنائے پھر جا کہ غیر کو دے تو احتیاط یہ ہے کہ بنائے کیوقت بیان کر دے کہ وہ عاریت ہے یا غیر کو دینا ممکن ہو اسنے
 تو لفظ عاریت مفید تسلیم ہے اسو طیکہ عاریت متحقق نہیں ہوتی بدون تسلیم کے کہ فخری لفظ طحاوی و فی البیت شباب البدن عاکھا بالیس لہا تحفہ حلقہ و وسادہ اور
 جتنی میں ہے کہ بدن کی کپڑوں کا لڑکا مالک ہوتا ہے انکے ہنسنے سے برخلاف کمان اور روشک وغیرہ کہ ہم تو بعد موت مہر کے بدن کی کپڑے میراث ہوں اور کمان و روشک وغیرہ باللفظ
 تک میراث نہ ہونگے اور یہ اس صورت میں مفروض ہے جبکہ قبل تولد مہر کہے جائے ہوں اور سناہ اتحاد کا ثبات لے کہ بعد مفروض ہے تو دونوں میں فرق ظاہر ہوگا کہ فخری لفظ
 و فی الخانیہ لا باس بتفصیل بعض الاولاد فی الخانیہ لا تنہی اعلی القلی کذا فی العطا یا اذ الہ یفصل بہ الا ضرار و ان قصداً یسوی بینہم علی النسب
 کا لہ میں عند الثاني و علیہ الفتوی اور خانیہ میں ہے کہ کچھ مضائقہ نہیں بعض اولاد کے زیادہ چاہنے میں اسواسطے کہ محبت دل کا فعل ہے یعنی انہیں اختیار نہیں اور
 اسی طرح بعض اولاد کے زیادہ ہونے میں کچھ مضائقہ نہیں جبکہ ضرر رسائی باقی اولاد کی مقصود ہو اور اگر ضرر رسائی کا قصد کرے تو ان میں برابری رکھنے یعنی ہر ایک کو بے حد
 برابر دینے کے نزدیک اور اسی پر فتویٰ ہم عطایا میں کی زیادتی مکروہ ہے جبکہ اولاد درجے میں برابر ہوں اور اگر برابر ہوں چنانچہ ایک لڑکا تحصیل علم میں مشغول ہو کہ
 میں تو اگر اسکو زیادہ دیکو جائز ہے بلکہ اگر اسے اور اگر ایک فرزند فاسق ہو تو اسکو قوت سے زیادہ دے تاکہ مصیبت کا رگزار نہ ٹھہرے اور خلاصہ میں ہے کہ اگر بیٹا فاسق ہو

اولاد کو عطا کرنے میں برابری

کہ وہ وہ حکم اسباب کے ساتھ درجہ ان فقال لم یجل وھب لک احدھا ونعطفھما ان استویا لہم یخلف لک نفس کے پاس وہ میں سے اور دوسرے کو کہہ کہ میں نے ان دو درجوں کے ایک کو چھوڑ دیا یا ان کا نصف ہر ایک کو اگر دونوں درجہ برابر ہیں یعنی وزن اور جود میں تو جہاں نہیں ہم اس واسطے کہ جب وزن اور جود میں برابر ہو تو ہر ایک کو نصف حصہ حاصل قسمت میں کیونکہ اس میں جبر علی الصفتہ جائز ہے کہ انی لیسخ و انما اختلاف جائز لاند مشاع لا یقسم ولذا اوھب تلثھما جائز مطلقاً اور اگر دونوں درجہ مختلف ہوں اس طرح کہ ایک درجہ کا وزن زیادہ ہو یا ایک جہد تر ہو کہ انی العالمیۃ تیرے جہاں ہر اس واسطے کہ وہ مشاع غیر قسمت پذیر ہو اور اس واسطے کہ اگر دونوں درجوں کے درجہ مختلف ہیں کہ تو جائز ہے مطلقاً خواہ دونوں سبوی ہوں یا مختلف کہ انی الطحاوی و بخیر ذہبہ حادیط بدین دایرہ بدین دایرہ جارحہ جارحہ وھبۃ البیت من الدار فھذا یدل علی ان کوئی سقف اواحدا علی الحادیط و اختلاف البیت بحیطان الدار کا یہ منصفۃ الھبۃ یعنی جائز ہے کہ اپنی بیڑی کو اس کو اس کا جو وہاں کے گھر اور اس کے بیڑی کے گھر کے درمیان ہر دو جائز ہے یہ کہ بیڑی کو کو گھری کا گھر میں سے تو یہ سادہ لالت کرنا ہو وہاں کے کی جہت کے ہونے پر ہر دو اور اختلاف بیت گھر کی ہر دو اس میں صحت ہے کہ ان میں کذا فی المجتبی ہم طحاوی نے کہا دیوار پر چھب کے ہونی کی دلالت اطلاق کی جہت البتہ ہر دو الہی صراحت میں کلام میں فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ جب دیوار یا راہ یا حمام میں اپنا حصہ یہ کرے اور معین کرے اور وہ ہوب کہ قبض پر مسلط کرے تو یہ جائز ہے اسی طرح ہر بہ بیت کا مع جمع حدود حقوق مقسوم اور مفرغ ہو کہ قبض باذن الواجب کے ساتھ لیکن بیت کا راستہ مشترک ہو کہ میں اور دوسرے میں جائز رہا ہے

باب الرجوع فی الہبۃ

یہ باب ہر رجوع فی الہبۃ یعنی دیکھ لینا ہے سے مراد ہوب ہے اس واسطے کہ رجوع لینے پھر لینا اعیان میں ہوتا ہے نہ اقوال میں کذا فی الطحاوی و صم الرجوع فی حقاً بعد القبض اما قبلہ فلم یتبر الہبۃ یہ کہ پھر لینا صحیح ہے قبض کے بعد تو خود یہ کہ ہم نہیں ہوب یعنی اگر قبض ہوب کہ کہ دہانے ہوب کو نہ یا تو ہوب و اہب کی ایک خارج ہوا تو اس کو رجوع فی الہبۃ کہتے مگر انشاء مابعدہ لاتی و ان کرہ الرجوع غیر مبادیل تدریجاً یہ ہوب کا پھر لینا صحیح ہے ساتھ ہونے ان رجوع کے جو گے نہ کہ ہوب کا اگر پھر لینا کہ وہ تحریری ہر دو قبل ضعیف یہ کہ وہ نہ ہری کذا فی النہایہ ہم حدیث میں وارد ہو سکے مثل جود ہوب پھر لینا ہر اس کے کی سی مثل جو کھانا ہوب ہوتا ہے تو فرما کرنا ہر تحریری کو کھل لینا ہر دو سری حدیث ہر دو ہوب کہہ کرے وہ اس کا زیادہ تر حدیث ہر جب ملک اس کا عرض نے اتنی تو رجوع فی الہبۃ کے صحیح اور مکرر تحریری کہتے ہیں جمع بین الحدیثین ہو گیا واللہ تعالیٰ اعلم کذا فی الطحاوی و کو ممر اسقاط حقیقہ میں الرجوع فلا یسقط باسقاطہ خانیہ و اہب کو رجوع درست ہے اگرچہ اپنے حق رجوع کے اسقاط کے ساتھ ہونو رجوع ساقط نہیں ہوتا و اہب کے ساقط کرنے سے کذا فی الخانیہ و فی الجواہر لا یصح لایرجو عن الرجوع ذلک و صاۃ من حتی الرجوع علی شیء صحیح و کان عو ضاً عن الہبۃ لکن یصح اشتراطہ فی العقد اور جو ہر میں یہ کہ صحیح نہیں ابرا کرنا و اہب کا رجوع سے اور اگر صاۃ کر لیا حق رجوع سے کسی چیز پر تو مسلک صحیح ہے اور یہ عرض ہوگا کہ یہ کہ لیکن اس کے اور کیا شرط ہو عرض کا عقار میں یعنی مجتبے سے منقول ہوگا کہ سبب الرجوع فیہا حرف ذمہ خرقہ یعنی الموانع السبعۃ الالئیۃ اور رجوع فی الہبۃ کو حرف ذمہ خرقہ کہ منع کرنے میں حرف مذکور ہر موانع سبعہ آئندہ مراد ہیں ہم موانع سبعہ کو تسہیل ضبط کیواسے امام شافعی نے حرف مذکورہ میں جمع کیا ہے اور نے ترکیب یہ ہو کہ انہوں نے اس کو زحی کہ لاخر حق کہنے میں ہو تو گویا انہوں کو برہمی کے ساتھ مشابہ کیا کہ انی الطحاوی فاللہ الذی زادہ فی نفس العین الموجبۃ لزیادۃ القیمۃ المستصلۃ تو ضرورت نہ کہ وہ میں وال سے مراد زیادت و نفس میں ہوب میں اسی زیادت سے قیاس زیادہ ہو جائے کہ موجب ہر ہم زیادت کی قیاساً ہوگا کہ نقصان موجب یا نہ ہو یا جارحہ کا اور قطع ثوبلے رجوع نہیں اور نفس میں کی زیادت کی قیاس سے زیادتی نرخ کی خارج ہوگی کہ وہ رجوع کی مانع نہیں اور زیادت قیمت کی قیاس سے وہ زیادتی تک لگی جو نقصان قیمت کی موجب ہو یا نہ ہو غلام اور لونڈی میں طول فاش و ان زالت قبل الرجوع کان شت نہ شام لکن فی الخانیۃ مابینا لھ و اعتمدہ القیمۃ تانی فلینتہ کہ لان الساقط لا یزید الرجوع زیادت فصلہ اہل ہوگی تو قبل رجوع کے چنانچہ غلام جو ان ہوب پھر

باب الرجوع فی الہبۃ

بہر حال ہو گیا لیکن خاصہ میں اس کے مخالف ہو اور اعتماد کیا ہو اس پر قسمی نے تو اس کا اگاہ ہونا چاہیے یعنی زائل ہوئی چیز کا اعتبار کرنا منطوق یہ ہو اس واسطے کہ جو چیز قطعاً
 ہو گئی رہے عود نہیں کرتی ہم زیادت کے اعتبار میں و قول میں محیط میں ہو کیا ایک مرد خدام سبکیا پھر وہ جوان ہوا اور بڑھا ہو گیا اور قیمت اٹھ گئی تو وہاں
 ہر جمع جائز نہیں اس واسطے کہ اس کا بدن زیادہ ہو گیا اور قدر دراز ہوا پھر اور وجہ سے گھٹ گیا پیری کے سبب اور ناطق نے اجناس میں کہ کیا اگر لوٹتی ہو گی پھر وہ
 موٹی اور بڑی ہوئی تو وہاں کو جمع جائز ہو اور اس طرح جمیع حیوانات اور اسی طرح فداوی عالمگیری میں ہو اور یہ جو شارح نے عود ماقطعہ کو کیا مسلم نہیں بلکہ یہ
 اقول وال مانع کے ہو کذا فی الخطاوی کہ بناءً وغیرہ ان عدد زیادہ فی کل لارض والاخر جمع زیادت متصلہ جیسے عمارت اور درخت کا جائز نہیں ہو یہیں ہر طرح
 عمارت اور درخت لگانا نام نہیں ہو یہی کی زیادت میں ہوا اور اگر کل میں کی زیادت میں محدود ہو تو وہاں کو جمع جائز ہو و لو غدا فی قطعہ منہا امتنع
 فیہا فقط نہ یلیٰ اور اگر عمارت اور درخت لگانا میں کہ ایک قطعہ میں شمار ہو تو جمع ہوگا رجوع قطعہ اسی قطعہ میں کذا فی الزیاتی ہم فداوی عالمگیری میں کافی سے
 منقول ہو کہ اگر خالی زمین سبکی ہو کہ ایک کنارے پر کچھ چٹائی یا عمارت بنائی اور یہ عمارت بنانا کچھ جائز نہیں کی زیادت پھری تو وہاں کو جمع نہیں لینا جائز نہیں
 بلکہ میں بعض میں اور اگر زیادت میں محدود ہو یا نقصان میں میں شمار ہو تو جمع نہیں ہوا اگر وہاں نہایت غیر بناوے تو یہ اصل زیادت نہ ٹھہرے گی تو وہاں
 کچھ اعتبار نہیں اور اگر زمین عظیم یعنی طویل اور بعض ہو تو عمارت نہ کوہ تمام زمین کی زیادت ہوگی بلکہ اس کے ایک قطعہ کی زیادت ٹھہرے گی تو وہاں کو اس
 قطعہ کے غیر میں رجوع جائز ہوگا انتہا و سیمین و جمال و خیاطہ و صبیغ و قصی و بوب و کبر و صغیر و سماع آصم و ابصار اعمی و اشدہم عیدہ مد
 و عقیقہ بنایہ و تعلیم قرآن و کتابہ و قراءۃ و نقطہ مصحف باخرایہ و حمل تیر من بعد اذ الیٰ بلع مثلاً و نحوہا اور مانند یہی اور
 خوبصورتی کے اور درخت اور رنگت اور کیر کے شوب کے اور جوان ہو جانے صغیر اور رعایت بھری اور دیکھنے اندھے کے اور مسلمان ہوئے غلام کے اور اس کے معانے کے اور
 مہمان ہو جانے عید کے اور تعلیم تمام قرآن اور کتابت کے یا پڑھانے بعض قرآن کے اور لکھنے اعراب صحف کے اور مانند لادے جانے کچھ کے بعد اس سے
 بلع کی طرف مثلاً اور مانند مثلاً کوہ کہ ہم معالج کرنا غلام کا اس وقت زیادت متصلہ میں شمار ہوگا جب کہ وہ اس کے پاس بیمار ہو اور وہاں کو اس علاج سے تندرست ہو
 اور اگر وہ وہاں کو اس بیمار ہو اور معالج کرنا غلام کا اس وقت زیادت متصلہ میں شمار ہوگا جب کہ وہ اس کے پاس بیمار ہو اور وہاں کو اس علاج سے تندرست ہو
 اور اگر وہ وہاں کو اس بیمار ہو اور معالج کرنا غلام کا اس وقت زیادت متصلہ میں شمار ہوگا جب کہ وہ اس کے پاس بیمار ہو اور وہاں کو اس علاج سے تندرست ہو
 وارث نے اس کو معاف کر دیا ہو جبکہ وہ وہاں کو اس بیمار ہو اور معالج کرنا غلام کا اس وقت زیادت متصلہ میں شمار ہوگا جب کہ وہ اس کے پاس بیمار ہو اور وہاں کو اس علاج سے تندرست ہو
 و فی البزازیہ و ایچیل ان ترا و جعوا من الرجوع وان نقص لا اور بزازیہ میں ہو اور کل لوٹتی کا اگر بھری زیادہ کرے تو مانع ہوگا رجوع کا اور
 اگر نقصان کرے تو مانع رجوع نہیں ہم عورتوں کا حال حاملہ ہونے میں مختلف ہوتا ہے بعض عورت حاملہ ہونے سے موٹی اور خوبصورت ہو جاتی ہے اور بعض دلی اور
 بد صورت ہوتی ہے اور صورت اولی زیادت متصلہ ثابت ہوگی اور رجوع منع ہوگا بخلاف صورت ثانیہ و لو اختلفا فی الزیادۃ ففی المتولدۃ لکبر انقول للتواہب فی
 نحو بناء و خیاطہ و صنم للموہوب کہ خانہ و حاوے و مثله فی المحط لکنہ استثنیٰ ما لو کان لا یتنبیٰ فی مثل تلك المدة اور اگر وہاں
 اور وہاں کو زیادت کے حادث ہو اور نہ ہونے میں اختلاف کیا تو زیادت متولدہ میں جیسے جوان ہو جانے میں اس کا قول معتبر ہو اور مانند عمارت اور درخت اور رنگت
 اور وہاں کو زیادت کے حادث ہو اور نہ ہونے میں اختلاف کیا تو زیادت متولدہ میں جیسے جوان ہو جانے میں اس کا قول معتبر ہو اور مانند عمارت اور درخت اور رنگت
 اختلاف یہ ہو کہ نہاں وہاں کو اس بیمار ہو اور معالج کرنا غلام کا اس وقت زیادت متصلہ میں شمار ہوگا جب کہ وہ اس کے پاس بیمار ہو اور وہاں کو اس علاج سے تندرست ہو
 و صورت عدم شہادت وہاں کا قول مقبول ہوگا لا یمنع الزیادۃ المنقصۃ کو لپی و آرتی و عقیقہ و عرقہ فی الرجوع فی الاصل لا الزیادۃ زیادت
 منفصلہ رجوع سبکی مانع نہیں ہوتی جیسے بچہ وہاں کو اس بیمار ہو اور معالج کرنا غلام کا اس وقت زیادت متصلہ میں شمار ہوگا جب کہ وہ اس کے پاس بیمار ہو اور وہاں کو اس علاج سے تندرست ہو
 زینہ خال کو غلام سبکیا اور اس کا ہاتھ کسی نے کاٹ دالا اور اس کا خون بہا خال کو ملا تو زینہ غلام کو پھر لگا نہ خون بہا کیونکہ وہ زیادت ہی وہاں کو اس بیمار ہو اور معالج کرنا غلام کا اس وقت زیادت متصلہ میں شمار ہوگا جب کہ وہ اس کے پاس بیمار ہو اور وہاں کو اس علاج سے تندرست ہو

اور زیادت

کوئی چیز مسلم کہ یہی سوسم نے بعض اسے شراب یا سورہی کو یا تو جائز نہیں تو ضروری کو اپنا سبب پیدا کرتا ہوگا دیشد طان لا یكون ان عوض بعض الموهوب
فلو عوضه البعض عن الباقي لا يصح فله الرجوع في الباقي اور یہ بھی کہ عوض میں کا بعض موهوب نہ ہو تو اگر بعض موهوب کو باقی موهوب کے عوض میں دے تو صحیح
نہیں ہوگا سب کو باقی موهوب بن جو رجوع درست ہوگا ولو لموهوب شئین فعوضه أحدهما عن الآخران کا کافی عقد میں صحیح و کاف لا لدن اختلاف العقد
اختلاف الحین اور اگر موهوب و چیزیں ہوں موهوب لایک چیز کو دوسری چیز کے عوض میں دے اگر دونوں چیزیں دو عقد میں موهوب ہوئی ہوں تو عوض میں درست
ہو اور اگر ایک عقد میں موهوب ہوں تو درست نہیں اسو اسطیکہ اختلاف عقد اختلاف عین کے ساتھ ہوا والد احم تعقین فی ہیکہ ورجوع مجتہدی اور درہم متعین
ہو جائے میں ہوا اور رجوع میں کذا فی المجتہدی ہم واجب اہم موهوب ہوا یا نہیں کیا اور مجبور اہم کا بدلہ لایا یا نہیں جسہا دیا تو رجوع جائز نہ رہا اور رجوع استیجاب کے لئے ہوگا جب تک
در اہم موهوب ہے یعنی فاکم اور جو ہوئے اور اگر موهوب نہ ہوگا انکو خرچ کرنا الا تو خرچ کرنا ہلاک مانے رجوع کرنا فی الخطاوی و دقیق المخطیہ یصلی عوضاً عن واحد و نہ
بالطریق اور کیوں کا انا کیوں صحیح ہوئی صداقت رکھتا ہے سبب ہے اچھے کے سبب سے ہم تو اہم عین موهوب بعض موهوب نہیں کہ عوض میں اسکی صحیح ہو و کذا اوصیہ
بعض النیب اذلت بعض الشیوئی فمعه صم خانہ اور اسی طرح اگر موهوب کسی کیڑے کو دینے کا یا تھوڑے ستو یا بی میں گھولے پھر اسکو عوض میں دیا تو صحیح ہے
کذا فی الخانیہ ایک شخص نے دوسرے کو چار کپڑے دیئے سو موهوب کہ ایک کپڑا لیں کر کے واجب کو عوض دیا تو صحیح ہے اسی طرح موهوب سے پھر موهوب میں سے موهوب کے یا دوسرے
ستو گھول کر عوض دیا تو صحیح ہے اسو اسطیکہ نکت اور باقی طے سے موهوب میں زیادت حاصل ہوئی تو بعینہ موهوبی نہ رہا گو یا دوسری چیز ہو گئی ولو عوضه و کذا احد جائز میں
موهوبتین و جد ثالث الولد بعد الہیۃ امتنع الرجوع اور اگر دو موهوب لوڈیوں میں سے ایک لوڈی کا وہ لڑکا جو سبب ہے بعد یا موهوب کہ واجب کو
عوض دیا تو رجوع منع ہو گیا و صحیح العوض من اجنبی تبسقط حق الواهب فی الرجوع اذا اقبضه کبد ل الخاتم اس صحیح ہے عوض دینا اجنبی کی طرف سے اور
واجب کا حق رجوع سبب کا ساتھ ہو جائے جبکہ واجب اسے وقفہ کرے بدل خلع کے اماند یعنی اگر اجنبی موهوب کہ کی طرف سے عوض دے تو صحیح ہے سبب بدل خلع اجنبی کا دینا جائز نہ ہو
دلیل القویین فیہ اذن الموهوب لہ اور اگر رجوع میں دینا اجنبی کا بلا اذن موهوب لہ ہو کہ رجوع و لو باسرا لہ اذا قال عوض عنی علی انی صام من لعدہ
و جوب التعویض بخلاف قصاء الدین اور رجوع میں اجنبی موهوب کہ عوض کا عوض نہیں سکتا اگرچہ تعویض موهوب لہ کے لئے ہو کہ سبب موهوب لہ اجنبی سے کہے کہ
عوض میں کا دے میری طرف سے یا میں شرط کہ میں ضامن ہوں عدم رجوع تعویض نہ واجب ہو کہ سبب ہے بخلات او آدین ہم یعنی وجہ عدم رجوع اجنبی یہ ہے کہ موهوب لہ کو عوض
ہے کا دینا واجب نہیں بخلاف آدین یعنی اگر اجنبی نے دیوں کی طرف سے دیوں کے امر سے دیں او کیا تو رجوع ثابت ہے اسو اسطیکہ او آدین دیوں میں واجب ہے رجوع آدین
او اگر نہ کہ کو کو دیا اجنبی سے بقدرین شرطیں لیا و الاصل ان کل ما یطالب بہ الانسان بالحبس الملائمۃ یكون الامور یا ذائمه مشیتاً للرجوع من غیر
اشتراط الضمان و علی الاطلاق اذا اشتراط الضمان ظہیر یہ اور قاعدہ کلیہ رجوع اور عدم رجوع کا یہ ہے کہ جس حق کا آدمی سے مطالبہ کیا جائے جس اور
ملازمت کے لئے اسکا ادکار رجوع کا مثبت ہے ملا اشتراط ضمان اور جو ایسا نہیں یعنی اسکا مطالبہ جس ملازمت نہیں تو اسکا ادکار رجوع کا موجب نہیں مگر اسوقت جبکہ امر
کرے والا اپنے اوپر ضمان اسکا شرط کرے کذا فی الظہیر ہم جس اور ملازمت کی قید سے اندازہ اور گرفتاری کا امر خارج ہو گیا کہ اگر آدمی پر اسکا مطالبہ ہے لیکن جس اور ملازمت سے
میں کذا فی الخطاوی و جہتین فلوا امر المدیون رجلاً بقضاء دینیہ رجیم علیہ وان لم یقمن لوجوبہ علیہ اور اسوقت میں بھی ہو کہ قاعدہ
ملازمہ معلوم ہو تو اگر مدیون ایک مرد ہے آدین کے او اگر نیکی واسطے کہ او وہ مرد مدیون سے بھر لے گا اگرچہ وہ بکا ضامن نہ ہو موهوب واجب ہو کہ مدیون پر لکن بخر
عن الاصل ما قال انفق علی بناء داری اذ قال لا سیوا شترتی فانتہ رجیم فیہ ما بلا شرط رجوع کفالة خانہ مع آئہ لا یطالب
میں الا بحسب ولا بکفالة فمقتل لیکن قاعدہ مذکورہ سے یہ صورت خارج ہوئی جاتی ہے کہ اگر ایک شخص نے دوسرے کو میرے گھر کے بنانے پر جس کے کہ
یا قیدی کے رہنے سے کہا کہ مجھ کو خرید کر لے یعنی مال دیکر مجھ کو ظلم سے خلاص کر تو ان دونوں صورتوں میں مامور کو رجوع جائز ہے ملا اشتراط رجوع کذا فی کفالة الخانیہ

ترجمہ

العیون الموهوبۃ اور ہر چیز سے عین موهوب کا مالک ہونا اور ہر ملک سے تلف ہونا عین کا یا اس کے عام منافع کا تلف ہونا اور ہر ملک تو یہ گمان کرنا نہ چاہئے
 کہ خروج عن الملك یعنی ہر ملک سے تو اگر تیار رہے موهوب اپنے تو اگر کسی چھری یا دوسری تلوار بنائی تو رجوع جائز ہوگا بخلاف شاذ و ذریعہ کذا فی الطحاوی عن الملکی
 ولو اذ عاۃ ای الہدایۃ صدق بلا خلاف لانه ینکر المردہ اور اگر موهوب اپنے موهوب کے تلف ہونے کا دعویٰ کرے تو اس کی تصدیق ہوگی بدون قسم کے اس واسطے کہ وہ منکر
 ہر مہر پھر دیکھ کا فان قال الواہب ہی هذه العین خالف المنکر انما التست هذه خلاصہ ہر اگر وہ ایک کو یعنی مہر ہی چیز تو منکر یوں قسم کھائے کہ یہ مہر
 چیز نہیں ہے کذا فی الخلاف کہ انما خالف الواہب ان الموهوب کہ لیس باحیہ اذا ادعی ذلک لانه یدعی مسبق المسبک کا نسبت خلیفہ جیسے واہب
 یوں قسم کھائے کہ موهوب اس کا بھائی نہیں جبکہ بھائی دعویٰ کرے بھائی ہونے کا واسطے کہ موهوب نے مہر ہی مسبق کا نہ لیس کا کذا فی الخلاف یہ مہر یعنی جب واہب رجوع
 فی البیہ کا ارادہ کرے اور موهوب کہے کہ میں تیرا بھائی ہوں تو واہب پر نفی اخوت کی قسم تو لگی اور قسم حقیقت نسبت سبب مال ہر مہر نہ سبب ہر وہ مال کا کلمات
 مقصود ہر نسبت کا اور اگر مقصود نسبت ہوتا تو ہمیں قسم جاری نہوتی امام کے قول پر کذا فی الطحاوی الخصاصہ صرف ولا یصح الرجوع البتہ وانیہ ہذا فی الخلاف
 لا خلاف فیہ اور صحیح نہیں رجوع یعنی مہر کا پھر لینا اگر وہ لون کی رضامندی یا حاکم کے حکم سے بسبب اختلاف ہونے کے رجوع میں ہم بعض فقہین کے نزدیک رجوع فی البیہ
 جائز نہیں پھر جب ہمیں اختلاف ہوا تو رجوع کا حکم ثابت ہوگا مگر رضائے طرفین سے یا حاکم کے حکم سے تو اگر واہب مہر کے پھر لینا بلا رضا موهوب لیا حاکم کا تو صحاب
 ہوگا تو اگر اب موهوب تلف ہوگا واہب کے پاس تو واہب کی قیمت کا تاوان دیگا موهوب کہ کو فیض من تبعہ بعد القضاء لانه قبلہ تو موهوب لے لے حاکم موهوب
 مذکورے تاوان دیگا نہ قبل از حکم حاکم جب حاکم حکم کرے اس وقت کا یا قس مہر پر نفی نہوتو موهوب لکی ملک موهوب میں ثابت ہوگا اس کا تصرف اس کی بیع و اشتق میں جائز
 اگرچہ نہ بعد از اعلیٰ احکام ہو اور اس طرح اگر حاکم موهوب کہ کو منع کرے اور موهوب اس کے پاس تلف ہوگا تو اس تاوان نہیں کیونکہ اس کی ملک ہونے کا قیام ہو اور اسی طرح اگر بعد حکم
 قبل منع تلف ہو تو تاوان نہیں اور اگر بعد حکم منع کرے تو تاوان لازم ہوگا بسبب اس کی تعدی کے کذا فی المنع واذ ارجع احدہما بقضاء اور رضی کان فسخا
 لعقد الہبۃ من الامل واعدۃ الملکۃ الفدیۃ لواءہب اور جبکہ رجوع کیا متعاقبین میں سے ایک شخص نے حکم حاکم یا رضامندی سے تو رجوع عقوبت کا
 فسخ ہوگا اس سے اور اعادہ ہوگا واہب کی ملک قدیم کا نہ مہر اسطے واہب کے ہم اور اگر موهوب کہے کہ مہر کے قبل قضاء یا رضا کے اور وہ قبول کرے تو مالک ہوگا بدون
 قبض کے اور جبکہ قبض کر لیا تو نیز لے رجوع کے ہوگا قضاء یا رضا سے اور موهوب کہے کہ میں رجوع کرنا جائز نہ ہوگا کذا فی الطحاوی عن البدلیخ خلیفۃ لا یشترط فیہ
 فیض الواہب جمہ الرجوع فی الشرائع ولو کان ہبۃ لما صح فیہ اور جبکہ رجوع بقضاء یا رضا اعادہ ملک اباب نہ مہر موهوب کا اسطے شرط نہیں رجوع میں قبض کرنا
 واسطے اور رجوع صحیح ہر قبض شائع میں اور اگر رجوع مہر ہوتا تو شائع میں صحیح نہوتا یعنی اس واسطے کہ شائع کا مہر صحیح نہیں لکن تقدم واللواہب رد لا علی بائعہ
 مطلقا بقضاء اور رضی اور واہب کو جائز ہے پھر دینا موهوب کا اس کے بائع کو ہر طرح خواہ رجوع بقضاء خواہ برضا ہم یعنی واہب ایک چیز خریدی پھر دوسری
 شخص کو بیہ کی پھر حکم قاضی یا تراضی رجوع فی البیہ واقع ہوا پھر موهوب کے عیب قدیمی پر اطلاع واقع ہوئی تو بیہ عیب کے اس کا پھر دینا جائز ہے بخلاف المردہ بالعیب
 بعد القضاء فیقول قضاء خلاف رد بالعیب بعد قبض بدون قبض کے ہم یعنی اگر ایک چیز خریدی پھر اس کی بیع کی پھر مشتری ثانی نے اس کو واسطے عیب کے مشتری دل کو پھر دینا
 تو اگر پھر دینا حاکم کے حکم سے ہو تو یہ صحیح ہے عقد بیع کا تو مشتری اول کو بھی حق رد اپنے بائع پر ثابت ہوگا اور اگر متعاقبین کی رضامندی سے رد واقع ہوا تو مشتری اول
 اس کو نہیں پھر دینا کیونکہ وہ نیز لے بیع جدید کے ہو کذا فی الطحاوی لان حق المشتوی فی وصف الشکاکۃ لانی الفسیم فافترق ارد بالعیب فقط رضا بلا قضاء
 اس واسطے جائز نہوا کہ مشتری کا حق سلاست بیع کے وصف میں ہر شرح میں توجہ اور یہ کہ انفران ثابت ہو گیا مگر چونکہ حق مشتری سلاست بیع میں نہ لاند اگر بیع کا عیب
 زائل ہو جائے تو پھر دینا متنع ہوگا کیونکہ اس کا حق اس کو لے گیا اور در صورت عدم سلاست بیع مشتری پھر لے گا اور اس سے فسخ بیع ضرورہ لازم ہوگا بخلاف عقد بیہ
 کہ ہمیں فسخ کا حق واہب کو ثابت ہے کیونکہ بیہ عقد غیر لازم ہے تو در صورت رجوع عین ملک اباب اسطے عائد ہوگی نہ بیہ جدا گانہ تو انفران بیع اور بیہ کا طرہ ہو گیا

یعنی نہیں لہنا خارج نے اسکو ذرا ان محاطہ کیا اور طلق موت یعنی الوجود کی لہنا اسکو بیان و میت کہا جائے العنصری المضمحلہ ولودنیۃ بعد لا یطابق
الشیء طہ بطریق عری جائز ہے اور سوہوب اسکا ملک ہے جسکو موت المزمحلہ واسطے اور بعد اسکا اسکا وارث کا ملک کر دیا سبب باطل ہونے کی شرط کے ہم عمری یعنی
اول یہ کہ ایک شخص مثلاً اپنا گھر دوسرے کو دے کہ وہ عمر بھر اس میں رہے پھر جب سوہوب کے خاں سے تودا ہب یا اسکا وارث اسکو پھر اسے سوہوب کے دینے سے سوہوب
اور اسکا وارث مالک ہو جائے میں اور پھر لینے کی شرط باطل ہے کہ لا تجوز الرقبۃ لانا علیق بالخطر رقبہ جائز نہیں کیونکہ طلق رقبہ خطر ہے رقبہ یعنی یہ کہ میرا گھر
تیرا ہے بطریق رقبہ یعنی اگر میں مر جاؤں تو مجھے پہلے تو وہ گھر تیرا ہے اور اگر تو مرے مجھے پہلے تو وہ میرا ہے اور محمد کا یہ قول ہے کہ یہ جائز نہیں سبب تعلیق بالخطر کے اور
ابو یوسف کا یہ قول ہے کہ یہ بطریق رقبہ صحیح ہے کیونکہ فی الحال ملک ہے اور شرط باطل ہے اور پہلا قول صحیح ہے کہ ان فی الخطاوی عن المصنرات واذ المذمومۃ تكون عاریۃ
لشخصی متحد ینت احمد وغیرہ میں آخر عمری یعنی المضمحلہ فی حیاتیۃ وموتہ کا ترجمہ میں ارقب شیعۃ انھو سبیل المبراش اور جبکہ رقبہ صحیح نہوا
تو اس طرح کا دینا عاریت ہو گا کہ انی لثمنی جواز عمری اور عدم جواز رقبہ احمد بن حنبل رحمہ وغیرہ کی اس حدیث سے ثابت ہے کہ جو شخص یہ کہ بطریق عری تو اسکا
ملک زندگی اور موت میں وہی شخص ہے جسکو عمر بھر کیواسطے دیا اور بطریق رقبہ نیا کر جو شخص بطریق رقبہ کے دے تو اس چیز کا طریقہ میراث کا طریقہ ہے یعنی رقبہ
دینے والے کی میراث ہے یعنی لا امراتہ متاعا ہذا یا الیہ ما وبعثت ہی کہ ایضا ہذا یا عوۃ اللہ صرحۃ بالعیۃ طلق لا تقبل فاقبل انفاق
و ادعی الزوج ایۃ عاریۃ لا ہبۃ وحلف داراد الاستوداد و ارادت ہی لا استوداد ایضا یستود کل منہ ما ما اعطی الذی لا ہبۃ فلا عوض زوج
زوجہ کی طرف اسباب تھو بھیا اور زوجہ کے بھی زوج کیواسطے تحفہ بھیجا ہے کہ عوض خواہ اسنے عوض کی تصریح کی یا نہی پھر دونوں میں جدائی ہوگی بعد زنا کا
اور زوج نے دعوی کیا کہ وہ اسباب عاریت تھا نہ ہبہ اور اسنے قسم کھائی اور اسباب کے پھیر لینے کا ارادہ کیا اور عورت نے بھی پھیر لینا چاہا تو دونوں میں
سے ہر شخص نے جو دیا تھا سو پھیر لے اسواسطے کہ ہبہ نہیں سہل ہے نہیں یعنی اسنے ہبہ کی جہت سے عوض دیا تھا جب ہبہ باطل ہو تو عوض بھی باطل ہو گیا
دلو استہلاک احدہما اما بعتہ الاخر ضمیمۃ کا نہ من استہلاک العاریۃ ضمیمۃ آخینہ اور اگر زوج بازوجہ نے وہ اسباب تلف کر دیا جو دہر
نے دیا تھا تو اسکا تاوان دینا اسواسطے کہ جو عاریت کو تلف کر ڈالے وہ اسکا ضمان دے کہ انی الخانیہ ہم استہلاک کی قید اسواسطے لگائی کہ اگر متاع
خود تلف نہ جائے تو تاوان لازم ہو گا کہ انی الخطاوی ہبۃ الذین یشق علیہ الذین و ابواۃ عنہ یشق علیہ غیر قبول اذا کم یوجب نفسا
تلف ضمیمۃ آدست کچھ ہبہ کرنا دین کا اس شخص کو حسیب دین ہے اور دین کا معاف کر دینا دیون سے تمام ہو جاتا ہے دیون قبول کرنے دیون کے
بشرطیکہ عقد صرف اور عقد سلم کے نسخ ہو جائے کا موجب نہوا ہم قبول کی اسواسطے حاجت نہیں کہ ہبہ دین اور ابراہیم اسقاط ہے اور اسقاط میں قبول
شرط نہیں اور اگر ابراہیم عقد سلم یا عقد عرقہ کے نسخ کا موجب ہو جاتا ہے رب الیم نے ابراہیم یا ہبۃ کے متعاقب دین میں سے ایک شخص نے ابراہیم
تو دوسرے کے قبول کرنے پر موافقت ہو گا بہرہ بابت ہونے اس فیض کے جو مستحق بال عقد ہے اور ایک عاقد کو نسخ میں اختیار نہیں لیکن بقیۃ بالذی
فی المجلس یشاہد لایخیرہ من معنی الاستقاط و قبل یتقید بالمجلس کذا فی العنایۃ ہبہ اور ابراہیم تمام ہوتا ہے ہا قبول لیکن رد ہوتا ہے مجلس اور
عمر مجلس میں رد کر دینے سے اسواسطے کہ اس میں معنی اسقاط ہے اور بعضوں نے کہا کہ رد کرنا مقید مجلس ہے کہ انی العنایۃ ہم معنی اسقاط العیم کی تعلیل ہے یعنی
رد غیر مجلس اسواسطے صحیح ہوا کہ اس میں معنی اسقاط ہے اسواسطے کہ تملیک محض کا رد مقید مجلس ہے لیکن فی الصیغۃ لولہ یقبل ولہ رد حتی
ختر قائمہ بعد آیا ہم تہ کا یتقید فی الصحیح لیکن میر فیہ میں ہے کہ اگر دیون ہبہ یا ابراہیم قبول کرے اور رد کرے یہاں تک کہ ان اور دیون
جدایوں پھر بعد چند روز کے دیون رد کرے تو قبول صحیح میں رد کرنا کام صاحب غایہ نے جو قول ثانی کی تضعیف کی ہے اس پر استدراک ہے بعضوں نے اسکا یوں جواب
دیا ہے کہ اگرچہ یہ قول صحیح ہے لیکن رد دوسرے قول صحیح ہے تو رد قول صحیح ٹھہرے کہ انی الخطاوی ولکن فی المجتبى لا صحۃ الہبۃ تملیک

نہ عرض لینا یعنی برخلاف سہ انداز میں جمع جائز ہو و لا اختلاف ان قال الواجب ہبۃً والآخر صدقۃً فالقول للواجبین اختلاف کیا و ہبۃ
کو کہا ہے یعنی جو میں نے تم کو یاد دہا ہے یہ تو تم کو بھولنا جائز اور دوسرے شخص کو بھولنا جائز نہیں تو واجب ہی کا قول مستبول ہو گا کذا فی النسخانیہ
فالکلام جلیسہ سید جوسی کہ اگر جان رکھ کر تکلیف جی سہ ہوتی اور فیض کرنے سے تمام ہو جاتی ہو اور جب تک تکلیف نہیں اور تسلیم سے خالی ہو تو اس میں علما کا اختلاف ہے بعض کہ جائز ہے
اور بعض کہ نہ جائز نہیں قیاس علی اللہ اور اکثر علماء اس میں کہ تکلیف جائز ہے جو تسلیم کے اور تکلیف غیر ہے جو تسلیم کے نہیں ہے اور باعتبار نام کے بھی اور باعتبار حکم کے بھی
نام کی مناسبت نہ نظام ہو اور حکم کی مناسبت اس واسطے کہ اگر خون پر لگے بھلون کو مہر کرے تو جائز نہیں اور اگر تکلیف کرے تو جائز ہے تو ثابت ہوا کہ تکلیف صحیح ہے بدین تسلیم کے
اور تکلیف سہید کی غیر ہو اور اسی قول پر فتویٰ ہو اور اسی پر لوگوں کا عمل ہو اور مقرر کی موت بمنزلہ تسلیم کے ہے بالافتان چنانچہ مفتاح میں ہے اس لئے کہ انی الخطاوی **فراوع**
مسائل لمحۃ شام کے کتب قصۃ الی السلطان بسالہ تمیک امر فی حدود دخیۃ فاموال السلطان بالتوقیع تکتب کاتبہ جعلتھا ملکاً لہ کل
بجانب الی القول فی المجلس القیاسی نعم لکن تعدد الاصول اقلیدہ الشواہ بالقصۃ مقام ایک شخص نے اپنا حال بادشاہ کو لکھا اس سے تمیک دین مجذوبہ
کی طلب کی سوا دشاہ نے فرمان لکھ دینے کا حکم کیا سو اس کے منشی نے لکھ دیا کہ اس زمین کا میں نے اس کو مالک کر دیا تو اس تمیک میں بل مجلس کی حاجت ہے یا نہیں جواب کا یہ ہے
کہ ان قیاس پر کہ فعل فی المجلس کی حاجت ہے لیکن ہر گاہ کہ ہو چنانچہ شخص کا بادشاہ تک متذری سول بالقصہ حاضر ہونے کے قائم مقام کر دیا گیا ہم وجہ قیاس پر کہ تکلیف
محتاج ہے قبول فی المجلس کی بہتر یہ تھا کہ شام مقام حضور کے مقام پر مقام قبولہ لکھنا کہ انی الخطاوی اعطت روحہا مالا لیسوالہ لیسوشتم فظہر بہ بعض
من مایہ این کانت و ہبۃ اذا قر صنتہ کیس لہا ان تسیر ذین الغریدہ ان اعطیتہ لیس صرف ذین علی ملک یا فان لک لک لک
زوج نے اپنے زوج کو ال یا اس کے سوال پر تاکہ زوج و مت کرے معارف میں پھر اس مال کو زوج کا بعض فرخندہ پالیا اگر زوج نے اس کو ال ذکر کیا ہو یا اس کو فرزند یا
زوج کو عرض خواہ سے پھر لکھنا جائز نہیں اور اگر اسے دیا ہو تاکہ زوج اس میں تصرف کرے زوج کے مال کے لیے ہر نوع ورت کو زوج کے فرخندہ سے پھر لکھنا جائز ہے زوج کو
ذکر لایہ مالا لیس صرف فیہ ففعل و کثر ذلک فمات الاب ان اعطاه ہبۃ فالکل لہ و لا قصبات و تمامۃ فی جواہر الفتاوی
ایک شخص نے اپنے فرزند کو مال دیا کہ وہ اس میں تصرف کرے سو اسے تصرف بطریق تجارت کے کیا اور مال زیادہ ہو گیا پھر باپ مر گیا اگر باپ نے اس کو مال دیا ہو تو تمام مال فرزند کا
ہو اور نہیں تو میراث ہے یعنی وہ مال سب اولوں میں قسمت ہو گا اور پورا بیان اس کا جواہر الفتاوی میں ہے یبعث الذیہ بیدیتہ فی نایہ ہل یتاح اکلھا فیہ ان کان
فریذا و نحوہ مثلاً و کذا ان اساء اخذ ہبۃ لک لک یتاح و لا فان کان بینہما انبساط یتاح ایضاً و مثلاً فکذا ایک شخص نے
دوسرے کو کھانا کھانہ بھیجا برتن میں کیا اس کا کھانا لینا برتن میں مباح ہے یا نہیں جواب یہ ہے کہ اگر کھانا خرید ہو یعنی روٹی شوریہ میں بھی ہوا ہوتا ہے اس قسم کا کھانا اگر
اس کو دوسرے برتن میں کیجئے تو لذت اس کی جاتی رہی تو نہیں کھالیا جائز ہے اور اگر دوسرے برتن میں کرنے سے لذت نہ جاتی ہو تو اگر دونوں شخصوں میں سے کھانی ہو تو بھی
اس میں کھانا مباح ہے اور نہیں تو مباح نہیں ہم فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ جب کھانہ بھیجا برتن میں اور پھر دینا ظن کا رواج اور عادت ہو چنانچہ بیالی اور تھیلی وغیرہ مالک
تو وہ شخص اس کا مالک نہ ہو گا اور اگر عادت ظن پھر دینے کی نہ ہو جیسے ڈالیاں بھلون کی تو ظن بھی متحد ہو اور اس کا پھر دینا لازم نہیں پھر جب کھانہ کھانے کا امانت ہو گا
و عافو مالی طعام و فر قہم علی اخوتہ لیس لاهل خوان متاؤلہ اهل خوان اخو ولا اعطاء سائل و خادم و ہبۃ لعیسرت البنزل و کلک
و لو لب البیت الا ان یتاؤلہ المختار المحرق للاذن عادیۃ و تمامۃ فی المحو ہبۃ ایک شخص نے ایک قوم کے کھانے کی دعوت کی اور لوگوں کو جدا
جدا انہوں پر بانٹ دیا تو ایک خوان والے کو دوسرے خوان والے کو کچھ اپنے پاس سے کھانا دینا جائز ہے اور نہ سائل اور خادم اور غیر صاحب خانہ کی بی کو دینا جائز ہے اور
نہ کئے کو دینا جائز ہے اگرچہ صاحب خانہ کا کتا ہو مگر یہ اس کو بی روٹی دے تو جائز ہے کیونکہ عادت میں اس کا اذن ثابت ہے اور پورا بیان اس کا جوہر میں ہے ہم فقہ نے کہا کہ
قیاس تو یہی ہو اور سخستان میں یہ ہے کہ جو شخص اس میں یافت میں ہو اس کا دینا جائز ہے اور اسی قول کو ہم لیتے ہیں چنانچہ عالمگیری میں ہے خادم سے مراد وہ خادم ہے

تجربہ کار دو درختار جلد سوم

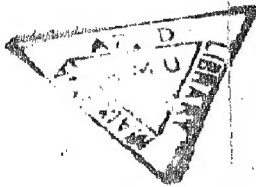
جو دستار خوان بر کھڑا ہو گا انہی اچھے سے تو معلوم ہوا کہ صاحب خانہ کا خادم مرادی پھر جب سکودینا درست نہ ہوا تو اور خادم کو بطریق اولیٰ دینا جائز نہ ہو گا جو ہر میں
 کہ ایک دوسرے کو خط لکھا اور اس میں یہ لکھا کہ اسی پشت پر جواب لکھنے تو مکتوب لکھ کر اس خط کا پھر دینا لازم ہو گا اور اسکا سامین تعریف کرنا درست نہ ہو گا اور اگر جواب نہ
 خط پر طلب نہیں کیا تو مکتوب لکھ کر مالک ہو گا کہ انہی الخطاوی و فی الاشباہ لا جلیز علی الصلوات اور شاہ میں یہ کہ جبر نہیں صلوات پر صلات جمع و صلات
 اور صلوات عبارت ہو اسے مال سے بلا مقابلہ عوض مال کے چنانچہ زکوٰۃ اور نذر اور کفارہ کہ انہی الخطاوی عن المسراج الکا فی آنہم شفعہ و شفیعہ و شفیعہ و شفیعہ و شفیعہ
 مؤصی بہا و مال وقف صلوات پر زبردستی نہیں مگر چار صلوات پر زبردستی ہر شفعہ میں اور زوجه کے نفقہ میں اور اس چیز میں صلی وصیت کیگی اور وقت کمال میں ہم
 تو شری پر تسلیم عقار واجب ہر شفعہ کو باوجودیکہ شفعہ صلت شرعی ہے ولہذا اگر شفعہ صلت سے تو شفعہ باطل ہو جائے اور نفقہ زوجہ اگرچہ صلت ہے ایک اور سے لیکن دوسری راہ سے
 حوض ہے کیونکہ وہ اجناس کا بدلہ ہے اور اسی طرح ناظر تسلیم مال واقف واجب ہے اگرچہ وہ صلت ہے اگر مقابلہ عمل کے نہ ہو اور باخوین صورت نفقہ قارب کی ہے اور چھوٹی صورت
 اور سے دیت ہو عاقلہ پر کیونکہ ایجاب عاقلہ پر بطریق صلت کے ہے کہ انہی الخطاوی و قد حوت ایبات التوہبانیۃ علی وفق مافی شہدھا لا شہد لہا لے فقالت
 شفعہ و قاہبۃ یت الیس بوجہ مطلقا و دائرۃ ذی نصف یتعلق لہا در البتہ میں نے ابیات و بیان کی تحریر اور مسج کی شہر نیلانی کی شرح کے موافق تو میں
 یوں کہا اور دین کا مہر کرے والا رجوع نہیں کرتا ہر طرح یعنی خواہ دیوں قبول کرے یا نہ قبول کرے اور نصف دین والے کا ابرا کرنا صحیح ہے اور یہی قول مبرا و منہ ہے
 ہم ابراے نصف دین کی یہ صورت ہو کہ دو شخصوں کا دین مشترک ہو ایک شخص پر پھر ایک شخص دین معاف کر دے تو اگر دین یوں کہہ کہ میں نے اپنا حصہ معاف کر دیا
 تو یہ بالاتفاق صحیح ہے اور اگر یوں کہا بلا اضافت کہ میں نے نصف دین معاف کر دیا تو ظاہر الزامیہ یہ ہو کہ پہلی صورت کی طرح اسکا نام حصہ معاف ہو گا اور بعضوں کا
 کہ نصف نصف یعنی چارہم دین معاف ہو گا کہ انہی الخطاوی شفعہ علی حقیقۃ ترکہ ظلمۃ لکنا + اذا و حقبت مہر او کف یوف بخمس + جبکہ
 صورت اپنے زوج کو مہر مہر کیا اسے بیع کر دینے پر یا زوج کے ظلم کرنے پر اور زوج نے شرط کر لی پوری نہ کی تو زوج کو نقصان ہو گا کہ صورت اسکی یہ کہ بشرط
 بیع کر دینے صورت کے یا ترک ظلم کے عورت نے مہر اپنا معاف کیا اور زوج نے بیع کر دینے کی کیا نہ ظلم کرنا چھوڑا تو مہر بحال سابق باقی رہے گا اسکا کہ عورت
 ترک مہر پر رضی تھی مگر شرط نہ کرے پھر بشرط فوت ہوئی تو رضاعتی فوت ہو گئی یہی قول شفعہ ہے ہر ان اگر زوج نادیدنی پر زوجه کو مہر کا تو البتہ
 مہر معاف ہو جائیگا اسواسطے کہ جو حق زوج پر وہ ظلم نہیں کہ نہ شرح الوہابیۃ بعد البر شفعہ + معلق تطبیق باو او مہر ہوا +
 و انکا حرج اخری لو یؤخذ فیظفر بطلاق کا معلق کرنے والا عورت کا ابرا اور مہر دوسری عورت کے نکاح کرنے پر اگر ابرا کر دے تو طہر یا بیع کا لینے طلاق
 نہ واقع ہوگی ہم صورت اسکی یہ کہ زوج نے زوجه سے کہا کہ جب میں تیرے اوپر دوسری عورت کا نکاح کروں اور تو اپنا مہر مجھے معاف کر دے تو طلاق پر پھر جب
 زوجه نے مہر سے ابرا کیا تو زوج نے ابرا قبول کیا تو طلاق نہ واقع ہوگی یہ مسئلہ وہابیہ میں نہیں بلکہ شہر نیلانی نے اسکو لکھا ہے شفعہ + وان قبض
 لا ینسأ مال مبیعہ + فاباؤ یؤخذ حینہ کالذین اظہر + اور اگر آدمی نے اپنے بیع کا مال لینے میں اسکا لیا پھر میں اسکا معاف کر دیا تو بیع مذکور اس سے پھر
 لیا جائیگا مانند دین کے یہ قول ظاہر تر ہے مبراؤ میں کی یہ صورت ہو کہ کوئی چیز بیی اور شہری سے اسکا حق قبض کیا پھر بیع میں شہری کو حق قبض کر دیا بعض قبض کے
 نو ابرا صحیح ہے اور شہری نے قبض دیا تھا اسکو بائع سے پھر لے گا اسی طرح اگر دائن بعد قبض دین مر یوں کو دین معاف کر دے تو دیوں میں سے دین بھی لکھا ہے شفعہ
 و من ذلک انہ فی البتہ صحیحہ + و عندی فیہ وقفہ فیختر + اور زمین کے سوائے عمارت میں مہر کرنا صحیح ہے اور میرے نزدیک اس میں توقف اور
 نال ہو تو اسکی مہر اور حقین کرنا چاہیے قلت وجہ توقفی تصویبہم فی کتاب الترحین بان سہون البتہ وقفہ لکنا +
 و عکسہ کا بیعہ لکنا + کالشیخ فقاملہ میں کہتا ہوں اور میرے توقف کی وجہ سے لکھا کہ میں نصیب کرنا تھا لکھا کہ کتاب لکھ میں اس
 مسئلہ کا کہ میں رکھنا عمارت کا بدو ن زمین کے اور زمین کا رہن رکھنا بدو ن عمارت کے صحیح نہیں اسواسطے کہ یہ مسئلہ کے اندر تو اس میں مال کر ہم اصل توقف عمارت

<p>اور جب اسکی شرح ہوگی پھر تو کوئی مسئلہ کوئی احتمال کوئی جزئی مسئلہ باقی نہ رہا ہوگا بالفضل اولنا مشہور خاص و عام گروہ اسلام محمد ملا والدین خفی اسکے مصنف ہیں سبحان اللہ خداے تعالیٰ نے استخراج مسائل اور اختراع جزئیات کی قوت استعدادی اور بلکہ راسخہ کما لیساعطا فرمایا کہ حتی الوسع انھوں نے اپنے تجر و فضیلت سے کوئی بات ناقص نہیں چھوڑی۔ احتمال سے احتمال اور جزئی سے جزئی اور مسئلہ سے مسئلہ پیدا کیا ہے اگرچہ علم فقہ کے بہت سے فتاویٰ مثل فتاویٰ عالمگیری اور فتاویٰ قاضی خان اور فتح القدیر اور عینی اور کنز الدقائق وغیرہ تصنیف ہوئے ہیں مگر ایک کی شان علیحدہ علیحدہ ہو کر حسن خوبی اور بسط اور انکشاف مسائل کی یہ کتاب تصنیف ہوئی ہے اسکی طرز ہی سب سے نرالی ہے عبارت نہایت صاف اور سلیس ہے سمین اجنبی اور غریب لغت نام کو بھی نہیں اور فی السیقہ ایسے عالیشان فتاویٰ کی ایسی ہی عام فہم عبارت ہونی چاہیے۔</p> <p>۱۔ جلد اول۔ کتاب الطہارۃ</p> <p>کتاب الحج تک۔</p> <p>۲۔ جلد دوم۔ کتاب النکاح</p> <p>کتاب الوقف تک</p> <p>۳۔ جلد سوم۔ کتاب البیوع</p> <p>کتاب الغصب تک۔</p>	<p>ایسی کتابیں بڑے بڑے حجم کی خوشخط اور صحت میں خوب مینر مانی ہیں اور اس ارزانی کے ساتھ عام ملک مخصوصہ اسلامی وغیرہ شہرین مل سکتی ہیں ہر انسان کو ایک مویبت مویبت علی الہی سے تقویٰ کرنا اور شکر بجا لانے کا مقام ہے لہذا اہل عالم ایسے گوہر بے بہا کو نقد جان سے اگر خرید فرما دیں تو بھج جائے۔</p> <p>عینی شرح ہدایہ۔ حامل المتن اور حاشیہ پورہ ہدایہ بھی پڑھا ہے مولفہ شیخ ابا محمد بن احمد العینی یہ شرح بہت گہا بہ اور زواریت سے ہر سارے ہندوستان میں بتلاش صرف ایک کتاب ہم پہنچی جسکی نقل ہو کر بصحت و کوشش تمام چھپی یہ کتاب چار جلد میں ہے۔</p> <p>۱۔ جلد اول۔ کتاب الطہارت سے تاکتاب الحج۔ دو ٹکڑے یعنی دو حصے میں</p> <p>۲۔ جلد دوم۔ کتاب النکاح سے تاکتاب الوقف دو ٹکڑے یعنی دو حصے میں</p> <p>۳۔ جلد سوم۔ کتاب البیوع سے تاکتاب الغصب۔</p> <p>۴۔ جلد چہارم۔ کتاب الشفعہ سے تا مسائل شنی۔</p> <p>در مختار فی شرح تنویر الابصار۔ بہت عمدہ فتاویٰ اہل اسلام کے مسائل اور فتووں کا اس کتاب پر زیادہ مداریں اور نو اسکا متن تنویر الابصار ہی ایک جامع کتاب ہے</p>	<p>کنز الدقائق۔ فقہی معتبر کتاب مصنفہ نصیر الدین کرمانی۔</p> <p>مالایہ منہ وصیت نامہ مصنف قاضی سنار احمد بانی تہی۔</p> <p>فقہ عربی</p> <p>فتاویٰ عالمگیری۔ علمائے متفق ہو کر مسائل ضروریہ فقہ عبادات اور معاملات کو ایک اعلیٰ درجے کا ذخیرہ عمد دولت عالمگیری میں بموجب مجوزہ بادشاہ کے بنایا جسکی چار جلد ہیں کاغذ سفید۔</p> <p>۱۔ جلد اول۔ سمین مسائل کتاب الطہارۃ سے تاکتاب الحج ہیں۔</p> <p>۲۔ جلد دوم۔ کتاب النکاح سے تاکتاب الوقف مسلسل ہندسہ جلد اول دوم گہا بہ۔</p> <p>۳۔ جلد سوم۔ کتاب البیوع سے تاکتاب الغصب تک۔</p> <p>۴۔ جلد چہارم۔ کتاب الشفعہ سے تاکتاب الفرائض۔</p> <p>یہ فتاویٰ کثیر الضحاکت کمال درجہ کا مستند اور ستاد اول ہے کہ تمام قلم و زیر مرست بلاد اسلامی میں اسی فتاویٰ کے مسائل پر خواہ وہ مسائل عبادت سے ہوں یا معاملات سے عمل آ رہے اور انجام کار عدالت اسلامی کا اسی کتاب کے مسائل پر موقوف ہے اور علمائے ہند کا اس پر اتفاق ہے کہ بغیر ضحاکت چھاپہ کی اختراع ہوئی ہے کہ جسکے ذریعہ سے</p>
---	--	---

<p>جلدین آخرین - ایضاً - کاغذ فاختائی - ایضاً - مطبوعہ قدیم کاغذ سفید - عمدة البصاۃ فی مسائل البصاۃ بچوں کے دو دہ پلاسے کی مدد میا دی از راہ شریعت -</p>	<p>شرح وقایہ مع چلی - حاشیہ شرح وقایہ نہایت مستند ہر کمال درجہ کا محشی ہو کر چھپا ہوا چار جلد یعنی کتاب الطہارت کتاب النکاح و کتاب البیوع و کتاب الشفعہ اور جو حواشی کثرت سے تھے اور کاغذ حاشیہ کا کٹنی تھا اس کا عمدہ اور ارق پر چھاپ کر اپنی جگہ پر لگا دیے ہیں -</p>	<p>۴۴ جلد چہارم - کتاب الشفعہ سے تا مسائل شتی - فتاویٰ قاضی خان - مصنفہ قاضی حسن بن منصور بن محمود از ہندی مع فتاویٰ حاشیہ پر بڑے رستہ کا فتاویٰ ہی مقبول تھا بڑی کوشش سے بصحت تمام چھپا ہوا چار جلد ہیں</p>
<p>اصول فقہ عہد حسامی محشی - متن میں مصنفہ مولانا حسام بصحت علمائے فرنگی محل لکھنؤ چھپی - کتاب التحقیق - معروف بہ غایتہ التحقیق یہ شرح حسامی کی ہے از مولوی عبد الغفر بن احمد البخاری بصحت علمائے فرنگی محل چھپی -</p>	<p>ذخیرۃ العقلی - حاشیہ شرح وقایہ کا مصنفہ علامہ انجی پورسٹ بن جنید چھاپہ کلکتہ سے نقل ہو کر چھپا - لامٹھ - حاشیہ شرح وقایہ مصنفہ ملا انور شمس کتاب البیوع سے کتاب الطہارت مختصر وقایہ - مصنفہ صدر الشریعہ عبد اللہ اسمیں کتاب الطہارت و کتاب النکاح و کتاب البیوع و کتاب الشفعہ کے چاروں حصوں کا بیان ہے -</p>	<p>۱ - جلد اول - کتاب الطہارت سے کتاب الحج تک - ۲ - جلد دوم - کتاب النکاح سے کتاب الوقف تک - ۳ - جلد سوم - کتاب البیوع سے کتاب الغصب تک</p>
<p>اصول شاشی - محشی - توضیح تلویح - مع سہ حاشیہ کیا ب مصنفہ صدر الشریعہ - ۱ - حاشیہ چلی - مصنفہ حسن چلی ۲ - حاشیہ شرح الاسلام - از ملا شیخ الاسلام ۳ - حاشیہ تحسیر - مصنفہ ملا خضر - اشباہ النظائر - شرح حموی از سید احمد بن محمد حق -</p>	<p>فتاویٰ کنز الدقائق - محشی مصنفہ عبد اللہ بن سعد الشفی چار جلد ہیں کتاب الطہارت و کتاب النکاح و کتاب البیوع و کتاب الشفعہ و متعلق بہ اسب مذکور ہیں دو بہرہ حاشیہ قدوری - مصنفہ ابو الحسن بن احمد بن محمود بن جعفر البغدادی تصحیح علمائے فرنگی محل طبع ہوئی -</p>	<p>۴۴ جلد چہارم - کتاب الشفعہ سے تا مسائل شتی - اور اکثر اباب افتا کا اسی کے مسائل پر عمل ہے - عینی شرح کنز الدقائق - محشی کتاب البیوع سے کتاب الغصب تک مصنفہ عبد اللہ بن احمد الشفی -</p>
<p>شرح مسلم الثبوت - مصنفہ بحر العلوم ملا عبد العلی بصحت فرنگی محل چھپی - نور الانوار - شرح منار اصول فقہ میں تصنیف مشہور از ملا جیون استاد عالمگیر محشی بچوں کی حاشیہ قرأت القام و رسالہ احکام الناس و رسالہ ترویج الجنان -</p>	<p>شرح الیاس - محشی چاروں جلد کتاب الطہارت سے تا کتاب الشفعہ اسمیں مذکور ہیں - جلدین اولین -</p>	<p>جامع الرموز - متداول بین العلماء از کتاب الطہارت تا کتاب القضا چار حصہ شرح وقایہ - مصنفہ محمود بن صدر الشریعہ بن عبد اللہ بن جمال الدین المجہوب محشی مع رسالہ دائرہ ہندیہ از مولوی فادم احمد فقہ حنفیہ کی دوری کتاب ہی جلدین اولین عبادہ میں چھپیں -</p>

۲۲۲
 ۱۰۲۲
 ۲۹۲۳۲

This book was taken from the Library
 on the date last stamped. A fine of
 1 anna will be charged for each day
 the book is kept over time.



۲۲۲
 ۲۲۰۰

